فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو)



ڈاکٹر رخسانہ بیگم

فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو)

ڈاکٹر رخسانہ بیگم

جملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ

نام کتاب	**فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو)**
سن اشاعت	۲۰۱۰ء
ناشر	مصنفہ
کمپوزنگ	احمد ذوشان اسرائیلی
تعداد	۴۰۰
قیمت	۵۰۰
چھپائی:	انڈین پرنٹنگ پریس، نزد منصفی سنبھل (مرادآباد)

ملنے کا پتہ

ایجوکیشنل پبلشرز، دہلی
ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ
کلاسک کوچنگ سینٹر، اکبٹی چوک، سنبھل
مرزا بک ڈپو نئی سڑک، مرادآباد
سلمان بک ڈپو، نزد منصفی، سنبھل

یہ مقالہ استاد محترم ڈاکٹر عارف حسن خاں صدر شعبۂ اردو ہندو کالج مراد آباد کی زیر نگرانی تکمیل کو پہنچا۔ اس پر مولفہ کو ایم جے پی روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی نے ۲۰۰۵ء میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری تفویض کی۔

(الف) یہ کتاب اتر پردیش اردو اکادمی کے مالی اشتراک سے شائع ہوئی

(ب) اس کتاب کے مندرجات سے اتر پردیش اردو اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں

فہرست

ابتدائیہ ۲

بـــــــــــــاب اول

مقدمہ: ۶

فرہنگ کی اہمیت ۶

فرہنگ کی تعریف اور ہئیت ۸

فرہنگ اور لغت میں فرق ۹

اقسام فرہنگ ۱۱

فرہنگ نویسی کا ارتقاء ۱۲

فرہنگ کلیات اقبال (اردو) کی اہمیت وضرورت ۴۴

فرہنگ کی حدود اور طریق کار ۵۸

مخففات ۶۱

بـــــــــــــاب دوم

فرہنگ ۶۶

بـــــــــــــاب ســـــوم

اشاریہ شخصیات ۶۵۳

اشاریہ اماکن (مقامات) ۶۹۶

کتابیات ۷۱۹

۲
ابتدائیہ

بحیثیت شاعر، مفکر اور رہبر کے اقبال کو ہمارے ادب میں وہ درجہ حاصل ہے جو دور حاضر تک مسلمانان ہند میں کسی اور کو نصیب نہ ہوسکا۔ یہ ممکن ہے کہ چند شعرا کا پایہ فرداً فرداً اقبال سے برتر ہو لیکن بحیثیت مجموعی علامہ ہمارے اردو شعرا میں امام کی حیثیت کے مستحق ہیں اور کیا تعجب ہے کہ اردو شاعری میں ایک طویل عرصہ تک اقبال کی حیثیت خاتم الشعرا کی رہے۔ یوں تو اردو ادب میں بڑے بڑے شاعر گزرے ہیں مگر اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر اقبال کی شاعری کو ان میں جو امتیاز حاصل ہے وہ شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ معاشرے میں ایسے اشخاص کی خاصی تعداد موجود ہے جو علامہ کو خاصانِ خدا کے زمرہ میں رکھتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ رومیؒ کی قد و قامت کا شاعر رومی سے قبل یا ان کے بعد اقبال کے سوا مسلمانوں میں کہیں پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے بنی نوع انسان کے ذہن و فکر کو طاقت و تازگی بخشی اور صحیح راستہ پر رہنمائی کی۔ ہمیں ان تحریکات و تجربات، علوم و مسائل کی جانب بے اختیار متوجہ کیا جو اس وقت عالمگیر ہیں اور جو عام اور تعلیم یافتہ ذہنوں کو گرفت میں لئے ہوئے ہیں۔ ہمارے عامۃ الناس کو اقبال نے دنیا کے اکابر اصحاب فکر و عمل کے خیالات و احساسات، تعلیمات اور جد و جہد سے روشناس کرانے کے لئے شاعری کو ذریعہ بنایا اور نہایت لطیف و نازک اور عالمانہ بصیرت و سنجیدگی کے پیرائے میں پیش کیا کہ ہم کو ان اصحاب فکر سے ایک قسم کا ذہنی ربط پیدا ہو گیا اور اس طرح ہم بآسانی ان تمام عالمگیر ذہنی تحریکوں سے آشنا ہوئے۔

'فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو)' علامہ کے تمام تر اردو کلام پر مشتمل ہے۔ اقبال کی اپنی الگ لفظیات ہے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور سنسکرت کے مختلف الفاظ کو الگ الگ مقامات پر نئے نئے معنی و مفہوم کے ساتھ برتا ہے۔ اقبال کے مختلف فلسفیانہ تصورات، اصطلاحیں، مختلف علوم و فنون، زبان، علامات، ایجادات، اختراعات، اصطلاحات اور دیگر تصورات شامل فرہنگ ہیں۔ اس کے علاوہ فرہنگ کے کچھ مخصوص مشمولات اس طرح ہیں:

الفاظ کے معنی مستند اور معیاری لغات کے حوالوں سے دیئے گئے ہیں۔ عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور انگریزی کے مشکل الفاظ کے معانی اسناد اور شواہد کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو) میں جامع اور مفصل و مدلل طور پر تلمیحات کے معنی کی وضاحت کی گئی ہے۔ خواہ وہ تلمیحات ادب سے متعلق ہوں یا قرآن و حدیث سے۔ تمام علامات کے معنی و مفہوم کو تفصیل سے درج کیا گیا ہے تاکہ ان کے پوشیدہ معنی اور اصطلاحی پہلو بخوبی واضح ہوسکیں۔

اصطلاحات کو بھی فرہنگ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ اصطلاحات علمی و ادبی، تصوف و فلسفہ، منطق اور نجوم سے متعلق ہیں۔ ضرورت پڑنے پر مثالوں اور وضاحت سے بھی قلم کو نہیں روکا گیا۔ ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی فرہنگ میں داخل ہیں۔ محاورات کو بھی شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔ علامہ کی اختراعوں اور ایجادوں کی نشاندہی وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے۔ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں مثال ایک سے زائد اشعار کے ذریعہ دی گئی ہے۔ چند الفاظ کے معنی کسی لغت، فرہنگ یا حوالہ کی کتابوں میں نہ ملنے کے سبب انہیں اس فن سے متعلق حضرات سے دریافت کر کے لکھا گیا ہے۔ بعض الفاظ کے معنی اقبال کے عہد کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد درج کئے گئے ہیں۔

فرہنگ میں ضروری تشبیہات و استعارات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ رمز و ایما اور اشاروں کنایوں کو بھی تشریح کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ اقبال نے اشارات و کنایات سے بہت کام لیا ہے۔ چنانچہ اس کی نشاندہی بھی جہاں تک ممکن ہوا ہے کردی گئی ہے۔ اقبال نے عربی و فارسی تراکیب کا استعمال بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے معنی و مفہوم کی وضاحت نہایت آسان زبان میں کی گئی ہے۔

فرہنگ میں بطور تمہید مقدمہ درج کیا گیا ہے، اس کی ابتدا فرہنگ نویسی کی اہمیت سے کی گئی ہے۔ فرہنگ کے آغاز سے پہلے فرہنگ نویسی کے ارتقا پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی فرہنگ کی تعریف و ہیئت، فرہنگ اور لغت میں فرق، اقسام فرہنگ وغیرہ موضوعات کے متعلق کارآمد معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

'فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو)' کو مرتب کرتے وقت اس بات کا پورا خیال رکھا گیا ہے کہ مشکل الفاظ، تراکیب، تلمیحات، اصطلاحات، ضرب الامثال، محاورے، علامات، رمز و ایما وغیرہ کے معنی و مفہوم کی وضاحت کسی مستند و معیاری لغت، شرح یا حوالہ کی کتاب کے ذریعہ کی جائے۔ فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو) تین باب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں فرہنگ کی اہمیت، تعریف و ہیئت، فرہنگ اور لغت میں فرق، اقسام فرہنگ، فرہنگ نویسی کا ارتقا، مذکورہ فرہنگ کی ضرورت و اہمیت اور اس کے طریق کار وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

فرہنگ کی تعریف اور ہیئت کا بیان نہایت موزوں، سہل اور مناسب طور سے کیا گیا ہے۔ اس کے لئے صرف ہندوستان کے مؤلف ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک کے مصنفین کی آرا کو پیش کر کے ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مشرق و مغرب دونوں کے ادبی ذخیرے کو سامنے رکھ کر فرہنگ کی تعریف اور ہیئت کا تعین کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر فرہنگ میں فرہنگ کی ہیئت پر مدلل طریقے سے بحث کی گئی ہے۔

فرہنگ نویسی کب اور کیسے وجود میں آئی؟ اس کا ابتدائی سفر کہاں سے شروع ہوا؟ اور دورِ حاضر تک اس نے کن کن منازل کو طے کرتے ہوئے کب جدید ترقی یافتہ شکل اختیار کر لی۔ اس سب کا ذکر بدلائل و مفصل اور موثر انداز میں 'فرہنگ نویسی کا ارتقا' کے زیرِ عنوان کیا گیا ہے۔ اس میں اردو فرہنگ نویسی کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے لیکن اردو فرہنگ نویسی کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالنے سے پہلے مختصر طور پر انگریزی لغت نویسی، سنسکرت لغت نویسی، عربی لغت نویسی وغیرہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اردو فرہنگ نویسی پر ان سب زبانوں کے کتنے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

اردو کی اولین منظوم لغت خالق باری کے متعلق دیگر آرا و تشکیک کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے مولف، اولیت اور اہمیت پر خاصی بحث کی گئی ہے۔ خالق باری اور لغات گجری میں کس کو اولیت کا حامل قرار دیا جائے اس کے متعلق متعدد حضرات کے خیالات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جدید تحقیق کی روشنی میں قدیم لغت و فرہنگ کی سن تالیف اور مولف کا نام تحریر کیا گیا ہے۔

باب دوم میں کلیات اقبال سے الفاظ کے استخراج کے بعد ان کے لغوی معنی کے ساتھ ساتھ تاریخی واقعات کے حوالے، قرآن وحدیث کے حوالے، نبیوں سے متعلق تلمیحات، اسلامی عقائد کے بعض پہلو، منظومات میں مذکور تاریخی واقعات، روایات، علامات، مصطلحات، منطق، فلسفہ، رمز وایما، ضرب الامثال، محاورات، تصورات کے معنی ومفہوم کی وضاحت کے لئے مختلف معیاری لغات، فرہنگوں اور کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ جن الفاظ کے معنی ومفہوم کی وضاحت لغات، فرہنگوں یا دیگر کتب سے نہیں ہو پائی ان کے لئے زبان دانوں، متعلقین اور اہل علم حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ فرہنگ کا مقصد خالصتاً ادبی ہے کیونکہ کلیات اقبال میں حدیثی وقرآنی تلمیحات واصطلاحات کی ایک بڑی تعداد ہے اس لئے فرہنگ میں شامل اندراجات کی وضاحت کو قرآن وحدیث سے مناسبت رکھنے والے معتقدات سے قریب رکھا گیا ہے۔

باب سوم میں کلیات اقبال سے تمام شخصیات ومقامات کا استخراج کیا اور ان کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔ شخصیات و مقامات کا اشاریہ انسائیکلو پیڈیا، تاریخی وادبی کتب اور جغرافیہ سے متعلق کتب کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔ اشاریہ مرتب کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ تمام تر معلومات مستند ومعیاری ہوں۔ اسلام سے تعلق رکھنے والے اشخاص و مقامات کا ذکر کرتے وقت یہ امر پیش نظر رہا کہ قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی کتب سے اسناد دی جائیں۔ تاریخی مقامات و شخصیات کا حوالہ تاریخی وادبی کتب کے ذریعہ دیا گیا ہے اور متعدد تاریخی ونیم تاریخی مقامات سے روشناس کرانے کی غرض سے جغرافیائی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ شواہد ودلائل کے ساتھ ساتھ فصیح زبان اپناتے ہوئے اگر ضرورت محسوس ہوئی ہے تو تفصیل سے بھی کام لیا گیا ہے کیونکہ جانکاری نامکمل دینے کی شکل میں قاری کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ بنا رہتا ہے۔ شخصیات ومقامات کا اشاریہ ترتیب دینے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ الفاظ کو حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے۔

اظہارِ تشکر

میں نے اپنے نگراں، محرک، استاذِ محترم ڈاکٹر عارف حسن خاں صاحب، صدر شعبۂ اردو، ہندو کالج مرادآباد سے ڈاکٹریٹ کے اس موضوع ''فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو)'' کے متعلق اظہار خیال کیا تو آپ نے اسے بہت پسند فرماتے ہوئے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ چنانچہ:

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

قابل احترام اور میرے کرم فرما استاد ماہر عروض ڈاکٹر عارف حسن خاں صاحب نے قدم قدم پر رہنمائی کرتے ہوئے گراں قدر مشوروں سے نوازا، میرے اس تحقیقی کام کو بغور دیکھا اور مناسب اصلاح فرمائی۔ آپ کی توجہ اور مہربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اتنی قلیل مدت میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ سکا، جس کے لئے میں ان کی صمیمِ قلب سے ممنون ومشکور ہوں۔ وہ عزت واحترام جو میرے دل میں اپنے محسن استاذِ محترم کے لئے ہے اسے الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں کیونکہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جس کے وہ مستحق ہیں۔

مورخہ ۴/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو باضابطہ رجسٹریشن ہونے کے بعد راقم الحروف نے اپنے شفیق نگراں کی رہنمائی میں اس تحقیقی کام کا آغاز کیا اور انہیں کی حوصلہ افزائیوں اور کرم فرمائیوں کی بدولت میں اس کام کو مکمل کر پائی۔ مطلوبہ کتب، رسائل اور اخبارات کی فراہمی اور مطالعے کے لئے ہندو کالج لائبریری مرادآباد، ایم ایچ کالج لائبریری مرادآباد، رضا لائبریری رامپور، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ، ذاکر حسین لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، غالب اکادمی، دہلی یونیورسٹی لائبریری، عاشق پبلک لائبریری سنبھل اور ایم.جی.ایم کالج لائبریری سنبھل سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ وہاں کے اسٹاف اور لائبریرین حضرات بالخصوص عاشق پبلک لائبریری (سنبھل) کے لائبریرین جناب محمود علی مرحوم کی احسان مند ہوں کہ آپ نے نہ صرف کتابوں کی فراہمی میں میری مدد کی بلکہ نہایت مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

ڈاکٹر صابر سنبھلی سابق صدر شعبۂ اردو ایم۔ایچ۔کالج مرادآباد، ڈاکٹر ارشد رضوی گورنمنٹ گرلس کالج رامپور، پروفیسر قاضی افضال حسین (علی گڑھ)، پروفیسر قاضی جمال حسین (علی گڑھ)، ڈاکٹر شہزاد انجم (دہلی) ڈاکٹر عابد حسین حیدری صدر شعبۂ اردو ایم۔جی۔ایم۔(پی۔جی۔) کالج سنبھل، ڈاکٹر شہزاد احمد اور ڈاکٹر محمد ارشد کی خاص طور سے ممنون ہوں کہ وہ اکثر و بیشتر میری معاونت فرماتے رہے۔

والدین کی شفقت اور دعاؤں، حوصلہ افزائی اور بہن بھائیوں کی محبت نے مجھے تحقیق جیسے دشوار گزار کام سے کبھی مایوس نہ ہونے دیا۔ بھائی فرحت علی (ایڈوکیٹ) نے تحقیق کے سلسلے میں بارہا میرے ساتھ نہ صرف سفر، جس کو ہندوستان میں ایک مصیبت خیال کیا جاتا ہے کی اذیتیں برداشت کیں بلکہ کتب و رسائل کی تلاش و جستجو میں قدم قدم پر ساتھ دیا اور میری ہمت افزائی کرتے ہوئے بھرپور مدد کی۔ میں ان کی احسان مند ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ شادی کے بعد ریسرچ کی طرف سے بہت فکرمند تھی۔ مختلف خیالات و سوالات ذہن میں آتے تھے لیکن خدا کا شکر ہے کہ میرے شریک حیات بلکہ رفیق حیات سرفراز علی (انجینئر) نے کبھی بھی اس سلسلے میں رکاوٹ بننے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہر طرح سے وہ میرے لئے ممد و معاون ثابت ہوئے۔ موصوف نے مجھے گھر کے تمام مسائل اور پریشانیوں سے دور رکھ کر امن و سکون سے کام کرنے کے مواقع فراہم کئے۔ میں ان کی جس قدر بھی شکر گزار ہوں کم ہے۔ عزیزی احمد ذوشان اسرائیلی سلمہٗ نے کمپیوٹر کمپوزنگ کر کے مقالہ کو جلد بندی کے مراحل تک پہنچایا۔ اس کے لئے میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔

ڈاکٹر رخسانہ بیگم

مورخہ: ۱۸/مارچ ۲۰۰۵ء

بـــــــاب اول

مقدمہ

فرہنگ کی اہمیت

فرہنگ کی تعریف اور ہئیت

فرہنگ اور لغت میں فرق

اقسام فرہنگ

فرہنگ نویسی کا ارتقاء

فرہنگ کلیات اقبال (اردو) کی اہمیت وضرورت

فرہنگ کی حدود اور طریق کار

مخففات

مقدمہ

زبان انسان کے افکار و احساسات کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان ہی کے ذریعہ انسان کے خیالات، احساسات اور علم کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ لغت زبان کے تحفظ کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ جس زبان کی خود اپنی مستقل فرہنگ نہیں وہ نامکمل ہے۔ اور جو فرہنگ تلفظ سے معرا (آزاد) ہے، لایعنی ہے اس لئے کہ تلفظ ہی کے وسیلے سے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لغات کا مطالعہ ضمنی طور پر زبان کا مطالعہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ اچھی لغات میں زبان کے استعمال کے علاوہ زبان کی مختلف نہجوں اور نوعیتوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس نظریے سے ایک اچھی لغت میں شامل اندراجات کے عام یا تمام معانی، لسانی حیثیت اور قواعدی نوعیت کے سلسلے میں معلومات فراہم کرانے کے علاوہ زبان کی تمام تاریخی اور لسانیاتی نہجوں کی صحیح اور مکمل تفہیم بھی کی جاتی ہے۔

فرہنگ کی اہمیت:

انسان کو زندگی کے ابتدائی مرحلوں میں یقیناً لغت کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ہوگی کیونکہ اس وقت تک اس کا واسطہ اپنے خاندان، قبیلے یا پھر ایک خطے سے پڑتا تھا۔ جو صرف ایک زبان سے موافقت رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ارتقائی دور میں اس کے آباواجداد کی زبان اتنی قدیم یا غیر مانوس نہیں ہوئی تھی جس کو سمجھنے یا جاننے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت پیش آتی۔ اس وقت تک کسی ایک ثانی قبیلے کے بھی کسی دوسرے ثانی قبیلے سے تعلقات استوار نہیں ہو پائے تھے۔ جس کے سبب کسی تیسرے وسیلے کی ضرورت پڑتی۔ چونکہ اس وقت تک تحریر یا رسم الخط کی ایجاد بھی نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا لغت نویسی بہت دور کا خیال ہے۔ لیکن انسان نے جیسے جیسے ارتقائی سفر آگے بڑھایا اور تحریر کی ایجاد کے ساتھ ہی اس کے آباواجداد کی تخلیقات کو بیش بہا و نایاب ورثے کی اہمیت حاصل ہوئی۔ ان کے معنی و مفہوم کی صحیح وضاحت کے لئے لغاتی وسیلے کی ضرورت درکار ہوئی۔

لغت نویسی کا فن نہایت قدیم ہے۔ لغت نویسی یا الفاظ کے تحفظ اور ان کی تفہیم و توضیح کا ایک اہم محرک تو مذہب ہی رہا ہے۔ لیکن اس کی ترقی میں سیاست نے بھی فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ جن علاقوں میں ایک سے زیادہ زبانیں بولی جاتی تھیں لیکن کسی ایک زبان کو دوسری زبان پر سبقت حاصل نہیں ہو پائی تھی یا پھر اس خطے میں کسی عظیم مذہب کا ظہور نہیں ہوا یا نشو و نما نہیں ہوئی وہاں لغت نویسی کی روایت نہیں ملتی۔ فرہنگ نویسی کے ارتقاء کے تین مرحلے مذہب، ادب اور سیاست ہیں۔ جن میں مذہب کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

> ''فرہنگ نویسی اہل عرب کی دین ہے۔ سب سے پہلے عربوں نے قرآن مجید کے مختلف موضوعات، آیات، الفاظ اور سورہ جات وغیرہ کی تشریحات کے ساتھ ساتھ ان کی فرہنگیں مرتب کیں۔ موضوعات کے لحاظ سے قرآن مجید اور احادیث رسول کی درجہ بندی کی اس کے بعد انگریزی زبان و ادب میں مختلف عنوانات سے لغات فرہنگیں اور حوالے کی کتابوں مثلاً۔ Lexican of the saurus concordance (ہم معنی الفاظ کی فرہنگ) Bilingual Dictionaries (دو ثانی لغات) وغیرہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تاہم اردو زبان و ادب میں اس قسم کی کچھ لغات اور فرہنگیں وغیرہ ضرور مرتب کی گئیں۔ جنہیں ہم بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کر سکتے

ہیں۔ اول وہ جسے عام فرہنگ یا لغات کہہ سکتے ہیں جیسے فرہنگ آصفیہ، نور اللغات، مہذب اللغات وغیرہ دوم جو کسی مخصوص ادیب یا شاعر کے کلام پر مشتمل الفاظ محاورات روزمرہ ضرب الامثال اصطلاحات، موضوعات اور عنوانات کے معانی اور مطالب وغیرہ پر مبنی ہیں۔ جیسے فرہنگ شفق، فرہنگ انیس، فرہنگ روح نظیر، فرہنگ غالب، محاورات غالب، تلمیحات غالب، پد ماوت کی مختصر فرہنگ، فرہنگ کلیات میر، اور فرہنگ نظیر وغیرہ۔ سوم جو کسی خاص موضوع، طبقے یا علاقائی بولیوں پر مشتمل ہیں۔ جیسے تلمیحات، اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات، لغات النساء، نسوانی محاورے، فرہنگ امثال، فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران اور بہار اردو لغت وغیرہ۔''[۱]

مذہب کے وسیلے سے کسی خاص زبان یا بولی کو ترجمان کی صورت میں ایک محدود علاقہ سے باہر نکل کر ایک وسیع خطے پر مسلط ہونے کے مواقع فراہم ہوئے۔ مثلاً ویدک گرنتھوں کی تشریحات کے لئے سنسکرت فرہنگ نویسی کی بنیاد پڑی، مہاتما بدھ سے متعلق بدھ مذہب کی تعلیمات کی تشریح کے لئے چینی لغت نویسی کا آغاز ہوا۔ ہندوستان میں لغت نویسی کی ابتداء قدیم سنسکرت زبان میں لکھی گئی ویدوں کی فرہنگ سے ہوتی ہے۔ تیسری صدی عیسوی سے ہی ہندوستان میں لغت نویسی کا آغاز ہو گیا تھا آگے چل کر ہندوستان میں جو لغات تدوین کئے گئے وہ منظوم شکل میں ملتے ہیں۔ یہ لغات زیادہ تعداد میں کسی خاص فن یا مضمون سے تعلق رکھتے تھے۔ جسے ہم فرہنگ نویسی کی اولین شکل کہہ سکتے ہیں۔

یہ ابتداء متروک یا مشکل الفاظ اور ترکیبوں یا محاوروں کا ترجمہ کرنے اور ان پر مختلف حاشیے لکھنے سے ہوئی یونان کی قدیم رزمیہ شاعری کے سبب یونانی لغت نویسی وجود میں آئی روم میں بھی جہاں قدیم مخطوطات کثرت سے پائے جاتے ہیں مشکل تحریروں کے بین السطور ان کا ترجمہ لکھ دیا جاتا تھا اس کے بعد یہی عمل عربی میں ہوا۔ قرآن و حدیث میں آئے دخیل اور غریب یا دوسری زبانوں (Sister languages) کے الفاظ کی تشریح و تفہیم کے لئے لکھی جانے والی فرہنگوں نے باقاعدہ طور پر فرہنگ نویسی کے لئے بنیاد کا کام کیا یہ فرہنگ نویسی کی ابتدائی شکل کہی جا سکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ کام علماء اور صاحب ذوق لوگ تفنن طبع کے لئے کر رہے تھے۔ اس دور میں فرہنگ نویسی کا سب سے اہم مقصد یہ تھا کہ مذہبی تحریروں یا مذہبی کلام کو زیادہ بہتر طریقے اور زیادہ وضاحت کے ساتھ ذہن نشین کرایا جا سکے اس کے علاوہ قدیم شاعروں کے ذریعہ استعمال کئے گئے دخیل، غریب شاذ یا متروک الفاظ کو محفوظ رکھنے کے مقصد نے بھی فرہنگ نویسی کو جلا بخشی۔ اس طرح ایک عظیم فن کا سنگ بنیاد رکھا گیا جو آگے چل کر فن فرہنگ نویسی کہلایا۔

''اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ لغت نویسی کی ابتداء علماء کے مطالعہ کے شوق اور کتابوں کے بین السطور، مشکل و متروک الفاظ کے معنی لکھنے سے ہوئی اور اسے لغت نویسی سے زیادہ فرہنگ نویسی کہنا بہتر ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فرہنگ نویسی کا وجود لغت نویسی سے پہلے ظہور پذیر ہوا۔ سنسکرت میں 'ویدوں' کے معنی و مطالب کے ساتھ یہ کام شروع ہوا تو یورپ میں قدیم ادبیات کے مطالعہ کی وجہ سے وجود میں آیا۔ عرب کی سرزمین پر بھی لغت کی جو شکل پہلے وجود میں آئی وہ دراصل فرہنگ ہی تھی، عرب میں قرآن کریم کے ترجمے، مشکل الفاظ کے مطالب، آیات کی تفسیر و ترجمہ اور تشریحات کے لکھے جانے سے فرہنگ نویسی کو فروغ ہوا۔ قرآن کریم کے بعد احادیث پر بھی یہی عمل کیا گیا جس کے نتیجہ میں حدیثوں کی فرہنگیں مرتب ہوئیں لیکن بعد کے دور میں جیسے جیسے یہ فن ترقی کرتا گیا فرہنگ کے بجائے لغت کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا جانے لگا۔ اور لغات زبان کا ایک ناگزیر حصہ بنتی چلی گئیں۔''[۲]

اردو زبان و ادب میں فرہنگ نویسی ابھی ابتدائی مراحل طے کر رہی ہے اور یہ کہنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ ۔

ع شمع یہ سودائی دل سوزی پروانہ ہے

فرہنگ کی تعریف اور ہیئت:

اردو میں فرہنگ نویسی کی روایت ابھی عام نہیں ہے اسی لئے اس کے مفہوم کے تعین میں بھی علماء کی رایوں میں اختلاف ہے۔ عام طور پر کتب لغات میں فرہنگ کے معنی علم و دانش درج کئے گئے ہیں لیکن چند لغات ایسی بھی ہیں جن میں اس کے معنی کتاب لغات فارسی بتائے گئے ہیں۔ ان معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے شیخ محمد لاد نے موئید الفضلاء میں فرہنگ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

''فرہنگ:۔ ادب و دانش و بزرگی و نیز کتابی در علم لغت و اُوا کثر فارسی باشد۔''

اس تعریف کے خصوصاً ان الفاظ سے کہ ''او اکثر فارسی باشد'' اس جانب اشارہ ہے کہ فارسی کے علاوہ دوسری زبانوں کی کتب لغات کو بھی فرہنگ کہہ سکتے ہیں لیکن یہ اشارہ کسی دوسری لغت میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً علی اکبر نے دہخدا میں لفظ فرہنگ کی تفہیم ان الفاظ میں پیش کی ہے:

''فرہنگ:۔ مرکب از فر کہ پیشاند است و ہنگ از ریشۂ ہنگ۔ اوستائی بمعنی کشیدن و فرہختن۔ فرہنگ ہر دو مطالب است مباریشۂ اودکا (Educa) و ادور (Edure) در لاطینی کشیدن و نیز بمعنی تعلیم و تربیت است۔''

اسی مناسبت سے اس میں فرہنگ ساز کے معنی دانش مند و فرد مند اور فرہنگ داں کے معنی عالم اور دانش لکھے ہیں۔ اسی مادہ کا دوسرا لفظ فرہنج ہے جس کے معنی لغت نامۂ دہخدا میں علم و دانش، فضل و دانش و عقل و ادب اور کتابی را نیز گویند کہ مشتمل باشد بر لغات فارسی، درج ہیں۔ اسی طرح برہان قاطع میں اس کے معنی ''علم و دانش و ادب و بزرگی و سنجیدگی و کتاب لغت فارسی'' بتائے گئے ہیں۔

موجودہ دور میں لفظ فرہنگ اردو کتاب لغت کے لئے بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ نوادر الالفاظ، مولفہ سراج الدین علی خان آرزو کے مقدمہ میں سید عبداللہ لکھتے ہیں:۔

''اردو میں فرہنگ نویسی کا باقاعدہ آغاز عہد عالمگیری میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اردو کا قدیم ترین لغت غرائب اللغات اسی زمانے میں لکھا جاتا ہے۔'' ۳

اگر اول الذکر تعریفوں کو پیش نظر رکھا جائے تو لفظ فرہنگ کے معنی محدود ہو کر رہ جاتے ہیں لیکن آگے چل کر اس کے معنی میں تنوع پیدا ہوتا چلا گیا اور اب یہ لفظ فارسی کے ساتھ اردو کی کتب لغت کے لئے بھی استعمال کیا جانے لگا۔ اسی ضمن میں مہذب لکھنوی 'مہذب اللغات' میں رقمطراز ہیں:۔

''فرہنگ:۔ فارسی زبان کا لغت، فارسی زبان کی ڈکشنری کچھ عرصہ سے اردو لغتوں کے لئے بھی لفظ فرہنگ استعمال ہونے لگا ہے۔ جیسے فرہنگ آصفیہ اور فرہنگ اثر وغیرہ۔''

ان تمام تر تعریفوں کا تجزیہ کرنے سے کئی اہم نکات سامنے آتے ہیں۔ اول یہ کہ اکثر تعداد ان مصنفین کی ہے جو لفظ فرہنگ کو انگریزی لفظ ڈکشنری (Dictionary) کا مترادف قرار دیتے ہیں۔ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اس لفظ کو خصوصاً فارسی لغت کے لئے بنیادی طور پر استعمال کرنے کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی کبھی اسے اردو کی کتب لغات کے لئے بھی استعمال کر لیتے ہیں آخری نتیجہ یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کتب لغات اور فرہنگ مترادف قرار دیئے گئے۔ لیکن فرہنگ اور لغت ایک دوسرے کے مترادف نہیں ہو سکتے کیونکہ فرہنگ اور لغت کے معنی و مفہوم میں بنیادی فرق کو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مدلل طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جدید دور میں لفظ فرہنگ صرف ڈکشنری کے معنوں میں

مستعمل نہیں ہے بلکہ ایسی لغات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں لغت نویسی کے سابقہ اور محدود اصولوں سے کسی قدر منحرف ہو کر مزید گہرائی، جامعیت اور وسعت سے کام لیا گیا ہو۔ چنانچہ فرہنگ صرف کتاب لغت کی حدود سے انحراف کر کے انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) کی سرحد میں قدم رکھتی نظر آتی ہے لیکن مکمل طور پر داخل نہیں ہوتی اور اس طرح فرہنگ ڈکشنری اور انسائیکلو پیڈیا (Encyclopaedea) کی درمیانی کڑی بن جاتی ہے۔

''فرہنگ معنی ادب واندازہ۔ ہر چیزی وادب کنند وامر بادب کردن۔ واصل ایں لفظ فرہنگ است۔ چہ ہنگ ہنگ مترادف ہوش است وکتابی را گویند کہ دارد تحقیق قواعد، معانی الفاظ ولغات نمایندہ و در لغت عرب ادب بمعنی نگاہ داشتن ہر چیزی وعلوم عربیست۔ وعلوم ادبیہ دہ است: نحو وصرف ومعانی وبدیع وعریض وقوافی وامثال لغت واستیفاء وایں علوم را ادبیہ از آں گویند کہ بداں نگاہ داشتہ می شود۔ اعراب وحرکات وضبط مادہ اشتقاق وصحت الفاظ وہم چنیں کتب لغات فرس ومادۂ اشتقاق مفردات وصیغۂ مرکبات۔ وفرہنجیدن بمعنی ادب کردنست۔''

گویا فرہنگ سے مراد ایسی کتاب ہے جس میں کسی زبان کے الفاظ، محاورات، مصطلحات، متروک الفاظ اور تلمیحات وغیرہ درج ہوں اور ان کی مکمل تشریح مع اعراب اور قواعد کی گئی ہو۔ اسی لئے انگریزی میں فرہنگ (Glossory) کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:۔

"A List usually alphabetical and explanation of obsolete, dialectical or technical terms." ۴

ان تمام تعریفوں کا تعدیدی جائزہ لینے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فرہنگ ایک عام کتاب لغت سے الگ ہوتی ہے۔ کیونکہ لغت میں الفاظ ومحاورات کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں کہ لفظ کے بدلے دوسرا لفظ رکھ دیتے ہیں اور کبھی یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ سند میں اساتذہ کے اشعار دیئے جاتے ہیں اس سے معنی میں تنوع ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس کے باوجود الفاظ ومحاورات کے معنی ومفہوم اور تشریح کی جانب بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔

''لغت میں عموماً لفظ کی تعریف نہیں دی جاتی بلکہ اکثر ہر لفظ کے سامنے اس کے کئی مترادف لکھ دیئے جاتے ہیں۔ ان مترادف الفاظ کے علاوہ معنی مطلوبہ کے کئی کئی مفہوم ہوتے ہیں۔ ایک ناواقف شخص کے لئے یہ معلوم کرنا دشوار ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر مترادف کہاں تک اس لفظ کا ہم معنی ہے یا سیاق وسباق کی رو سے اس معانی میں کونسا ٹھیک بیٹھتا ہے اور جو شخص مترادف کے معنی نہیں سمجھتا وہ اس لفظ کے مفہوم کو بھی نہیں سمجھے گا۔ محض مترادف لکھ دینے سے صحیح مفہوم ادا نہیں ہوتا۔ اس کی تشریح وتوضیح ضروری ہے۔'' ۵

لیکن فرہنگ کا دائرہ نسبتاً وسیع ہوتا ہے۔ اس میں الفاظ کے معنی ومفہوم اور تشریح میں زیادہ گہرائی اور وسعت سے کام لیا جاتا ہے۔ فرہنگ عام طور پر الفاظ کے بارے میں ایک عدالتی ادارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کا فیصلہ الفاظ کی صحت کے بارے میں قطعی اور آخری ہوتا ہے۔ اس لئے اس بات کا خیال نہایت ضروری ہے کہ فرہنگ کے اندراج مستند ہونے چاہئیں۔

فرہنگ اور لغت میں فرق:

کتب لغت اور فرہنگ کے دائرہ کار میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ایک عام لغت میں زبان کے تمام تر الفاظ بلا تخصیص درج کر لئے جاتے

ہیں۔ اندراج میں مستعمل ومتروک قدیم وجدید سبھی شامل ہوتے ہیں لیکن فرہنگ میں شامل الفاظ میں زیادہ عمومیت اور وسعت نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ فرہنگ میں ایک خاص زاویے سے الفاظ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ فارسی میں کچھ قدیم لغات میں شامل اندراجات صرف شاعری سے متعلق الفاظ ومحاورات پر ہی مبنی ہیں۔ اور اسی طرح کی خاص کتب لغت کے لئے فرہنگ کی اصطلاح مستعمل ہے۔ جبکہ عام لغت کو محض کتاب لغت کہتے تھے۔ ہیئت اور موضوع کے اعتبار سے لغات کو تین زمروں میں رکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ عام لغت

۲۔ موضوعاتی لغت

۳۔ مخصوص لفظیات پر مشتمل لغت

آخر الذکر دونوں لغات کو لغت کی بجائے فرہنگ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اردو میں چونکہ Vocabulary کے لئے کوئی لفظ مخصوص نہیں ہے بلکہ بسا اوقات فرہنگ کا لفظ ہی Vocabulary کے مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے سبب فرہنگ اور لغت کے درمیان بنیادی فرق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور فرہنگ اور لغت کا استعمال عام طور پر ایک دوسرے کے مترادف کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے فرہنگ عامرہ، فرہنگ اثر اور فرہنگ آصفیہ جیسی تمام لغات کا نام بھی فرہنگ ہی سے شروع ہوتا ہے۔

لغت اور فرہنگ میں ایک خاص فرق یہ ہے کہ لغت کسی زبان میں استعمال شدہ الفاظ اور ان کے معنی پر محیط ہوتی ہے اور اس میں لفظ کے عمومی معنی کے علاوہ اس کی وہ قدر جو تعلیم یافتہ یا اعلیٰ طبقے نے اسے عطا کی ہوئی ہے، اس کا بھی بیان کیا جاتا ہے جبکہ فرہنگ میں اندراج کے محض وہی معنی دیئے جاتے ہیں جن میں وہ لفظ اس خاص شعر یا جملے میں استعمال ہوا ہے۔ دیگر الفاظ میں لغت اگر پوری زبان کا احاطہ کرتی ہے تو فرہنگ ایک شاعر، ایک موضوع یا ایک کتاب یا ایک ادیب کے فن پاروں پر مبنی ہوتی ہے اس کے علاوہ لغت نویس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اندراج کے وہ معنی بھی دے جو اب متروک مانے جاتے ہیں یا وہ معنی جو شاذ و نادر استعمال کئے جاتے ہیں اور وہ معنی بھی جو موجودہ دور میں رواج میں ہیں اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ جبکہ فرہنگ کے ضمن میں یہ طریقہ بنیادی نہیں مانا جاتا ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ فرہنگ نویس اندراج کے صرف وہی معنی لکھے جن معنوں میں وہ لفظ کسی خاص موقع پر استعمال کیا گیا ہے۔ بھلے ہی وہ معنی متروک قرار دے دیئے گئے ہوں۔ دوسری اہم بات جو فرہنگ نویس کے لئے لازم ہے وہ یہ ہے کہ وہ لفظ کے ایسے معنی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ جن کا اس موقع پر استعمال ہوا ہے اس کے علاوہ اس لفظ کے اندر پوشیدہ معنی کی روح ظاہر ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ ایک ہی لفظ کے مختلف معنی ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ان میں اتنا زیادہ فرق ہوتا ہے کہ ذہن الجھ کر رہ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں بہت سوچ سمجھ کر معنی کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ایک معمولی سی غلطی ہزاروں پڑھنے والوں کو گمراہ کر سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام تحقیق، سخت محنت اور خون جگر صرف کرنے کا ہے کیونکہ اس کے لئے الفاظ کے ذخیرے تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ ادبی اور غیر ادبی معنوں کو چھانٹنا پڑتا ہے۔ شاعر یا ادیب کے الگ الگ موضوعات سے متعلق خاص کہاوتوں محاوروں، ترکیب اصطلاحوں علامتوں وغیرہ کو یکجا کیا جاتا ہے۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو فرہنگ نویس کی ذمہ داری بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ قلم کی ذرا سی لغزش کہیں سے کہیں لے جاسکتی ہے۔

مختصر طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرہنگ میں عموماً کسی زبان کے عام یا تمام الفاظ کے بجائے صرف مخصوص الفاظ و تراکیب، اصطلاحات تلمیحات ہی شامل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ فرہنگ کسی ایسی مخصوص لغت کو کہا جاسکتا ہے جس کے مشمولات کسی نہ کسی معنوی توسیع کے حامل ہوتے ہیں فرہنگ میں شامل اندراجات کے تمام جدید و قدیم معنی کے بجائے صرف وہی معنی درج کئے جاتے

ہیں جن کے لئے انھیں خاص طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ فرہنگ کے مشمولات کے لغوی محاوراتی یا عرفی معانی سے بحث نہ کرتے ہوئے اس کے کسی مخصوص مرادی یا متعلقہ معنی کی ہی وضاحت کی جاتی ہے حالانکہ عام لغت میں مشمولات کے تمام (لغوی، محاوراتی، عرفی، قدیم، جدید، متروک، اصطلاحی وغیرہ) معنی دیئے جاتے ہیں یہی سبب ہے کہ اصطلاحی لغات (مصطلحات) کو بھی فرہنگ کے ہی زمرے میں رکھا جاتا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت کرنا نہایت ضروری ہے کہ عام لغت میں حتی الامکان زبان کے تمام طرز خیرۃ الالفاظ کو شامل کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس فرہنگ کسی خاص موضوع ادیب یا شاعر کے ذریعہ استعمال شدہ لفظیات سے متعلق تلمیحات ،اصطلاحات تراکیب اور علامات تک ہی محدود رہتی ہے۔

اقسام فرہنگ:

ہیئت اور موضوع کے اعتبار سے فرہنگ کو درج ذیل زمروں میں رکھا جاسکتا ہے۔

(الف) شخصی فرہنگ: شخصی فرہنگ کے زمرے میں ایسی فرہنگ کو رکھا جاسکتا ہے جس میں کسی خاص ادیب یا شاعر کے ذریعہ استعمال ہونے والی لفظیات کو یکجا کیا جائے۔ کتابی شکل میں لفظیات کے یکجا کئے گئے اسی مجموعہ کو شخصی فرہنگ کہا جاسکتا ہے۔

(ب) موضوعاتی فرہنگ: کسی ایک مخصوص موضوع یا مضمون کو بنیاد مان کر اس موضوع یا مضمون سے متعلق لفظیات، ترکیبات، علامات، تلمیحات اور اصطلاحات کے مجموعے کو موضوعاتی فرہنگ کے زمرے میں رکھا جاتا ہے۔

(ج) کتابی فرہنگ: کتابی فرہنگ کے زمرے میں ایسی فرہنگ شامل ہیں جو صرف کسی ایک کتاب میں مستعمل مخصوص اور اصطلاحی الفاظ کا مجموعہ ہوتی ہیں کتابی فرہنگ میں استعمال شدہ لفظیات میں مخصوص محاورات اور ترکیبات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

(د) اصطلاحی فرہنگ: اصطلاحی فرہنگ زبان کے عام سرمایہ الفاظ سے متعلق نہیں ہوتی بلکہ مخصوص لفظوں اور خاص طور پر مرکب الفاظ تک ہی محدود رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مصطلحات کو لغت کے زمرے میں نہیں بلکہ فرہنگ کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

(ہ) محاوراتی فرہنگ: اس قسم کی فرہنگ میں صرف محاورات ان کے معنی اور ان کے برمحل استعمال کو درج کیا جاتا ہے۔

(و) تقابلی فرہنگ[۶]: اس☆ قسم کی فرہنگ میں دوسری زبان کے ہم معنی محاورات کو پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے سبب محاورات کے معنی و مفہوم کی صحیح طور پر وضاحت ہو جاتی ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ایک محاوراتی فرہنگ میں ہی

☆: یہاں پر ایس ڈبلو فیلن کی A New English Hindustani dictionary (1883) کی طرف اشارہ مناسب ہوگا۔ اس ڈکشنری میں انگریزی محاورات کو ہندوستانی محاورات کے وسیلہ سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ ان کی دوسری ڈکشنری A New Hindustani English dictionary (1879) میں اس کے برعکس کیا گیا ہے۔

)،تقابلی اور تشریحی تینوں جہتوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(ز) فرہنگ امثال: اس طرح کی فرہنگ محاوراتی فرہنگ کی طرز پر ہوتی ہے یہ فرہنگ کہاوتوں سے تعلق رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے فرہنگ امثال کے نام سے جانا جاتا ہے۔

فرہنگ نویسی کا ارتقاء

ہیئت (Structure) اور مواد (Roots) کے اعتبار سے اردو فرہنگ نویسی کا سلسلہ اگر ایک طرف فارسی فرہنگ نویسی کے ذریعہ بی فرہنگ نویسی سے جڑا ہوا ہے تو دوسری طرف جدید اصولوں کے پیش نظر اس کا سلسلہ مستشرقین کی فرہنگ نویسی کے وسیلے سے انگریزی نویسی سے جاملتا ہے اس لئے اردو فرہنگ نویسی کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لینے سے پہلے انگریزی لغت نویسی، سنسکرت لغت نویسی، عربی یسی اور فارسی لغت نویسی وغیرہ کا مختصر طور پر جائزہ لینا ضروری ہے کیونکہ جہاں ایک سمت ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ اردو فرہنگ نویسی سے پہلے بانوں میں فرہنگ نویسی کی کیا روایت رہی ہے وہیں اس بات کا بھی اندازہ ہوجائے گا کہ اس کے ایک دوسرے پر کتنے اثرات مرتب ۔

فارسی میں فرہنگ اور مغربی زبانوں میں Glossary کی ہیئت موضوعاتی لغت یعنی Subject Dictionary کی مانی جاتی یکن فارسی مؤلفین عام لغات کو بھی بلا تردد فرہنگ کا نام دے دیتے ہیں۔ لہٰذا فرہنگ نظام، فرہنگ جہانگیری، فرہنگ آنندراج، فرہنگ ں، فرہنگ انجمن آرائی ناصری وغیرہ لغات کو فرہنگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان لغات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ اسی طرح کے کئی مستند لغات کو فرہنگ کا نام دیا گیا ہے جیسے فرہنگ آصفیہ، فرہنگ عامرہ، فرہنگ اثر وغیرہ محض فارسی اور اردو میں ہی نہیں بلکہ مغربی ں میں بھی فرہنگ نویسی کا وہی طریقہ استعمال کیا جاتا تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں یعنی عام طور پر فرہنگ نویسی کا بنیادی مقصد اشعار کی ح ہوتا تھا۔ اور جس کے ابتدائی نمونے انگریزی رومن، لاطینی، جرمن، یونانی اور فرانسیسی زبانوں میں ملتے ہیں۔ اگر ہم اس زاویہ سے ں تو یونان کے مشہور قواعد نویس آتھنیز (Authneus) کا نام اولیت کا حامل ہے۔ آتھنیز سے تقریباً ۳۵ فرہنگیں منسوب کی جاتی ہیں۔ ، مؤلف کا بنیادی مقصد شاعری میں مستعمل الفاظ کی تشریح و تفہیم کرنا تھا۔ اس کا عہد ۲۵۰ق م ہے۔ اس کے بعد ں (Zendotus) کا نام آتا ہے۔ جس نے Glossari Homerika ترتیب دی۔ اس میں یونان کے ممتاز ترین رزمیہ شاعر (Homer) کی شہرۂ آفاق نظموں ایلیڈ (Alliad) اور آڈیسی (Odyssey) میں مستعمل غیر معروف الفاظ کی تشریح کی گئی ہے۔ اس کی ں کے فرائض اس کے شاگرد رشید بازنطینہ کے Aristophanes نے انجام دیئے جس کی تالیف Peru-lexican کا شمار آج بھی ین فرہنگوں میں ہوتا ہے۔

انگریزی میں اولین اہم لغت رابرٹ کاؤڈرے (Robert cowdrey) کی A Table Alphabetical ملتی ہے۔ یہ بار ۱۶۰۴ء میں شائع ہوئی۔ یہ فرانس اور لاطینی متون پر مبنی تھی۔ جن کی انگریزی زبان میں تشریح و توضیح کی گئی تھی۔ عام قاعدے کے بموجب یں صرف مشکل الفاظ کو ہی شامل کیا گیا تھا، آسان اور معروف الفاظ کو اس واہمہ پر نظر انداز کر دیا گیا کہ ان کے معنی اور مفاہیم سے سب ے ہیں۔ اسی انداز پر ۱۶۵۸ء میں جان ملٹن (John Milton) کے برادر زادے ایڈورڈ فلپس (Edward Phillips) نے New

Worls of English Words تالیف کی۔ اس کے مقدمہ میں فاضل مولف نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں صرف انہیں الفاظ کی تشریح کی گئی ہے جو انگریزی میں دوسری زبانوں سے مستعار ہیں۔ ان کے علاوہ بائبل کی بھی متعدد فرہنگیں ملتی ہیں جن کا بنیادی مقصد غریب اور نامانوس الفاظ کی توضیح کرنا ہے۔ ان سب کی حیثیت کتب لغت (Dictionary) کی کم اور فرہنگ کی زیادہ ہے۔

ہندوستان میں فرہنگ نامہ ''قوس'' مولف فخر الدین مبارک غزنوی کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ اس کے سنہ تالیف کا دور حاضر تک تعین نہیں ہو سکا ہے۔ البتہ مولف کا عہد ساتویں ہجری کے آخر (تیرہویں صدی عیسوی) ہے۔ عام لغت کے انداز پر مرتب کی گئی ہے اور جن مستند اساتذہ کے کلام سے استناد دی گئی ہیں وہ ہیں عطار، خاقانی، مسعود سعد سلمان، ظہیر فاریابی، انوری، مغربی، سنائی اور سوزنی سمرقندی وغیرہ۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ سعدی اور رومی جیسے اساتذہ فن کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس فرہنگ کی ترتیب میں الفاظ کو موضوع کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔

قدیم فارسی فرہنگ نویسی کی تاریخ اور فرہنگ نامہ ''قوس'' پر پروفیسر نذیر احمد کا بیان قابل ذکر ہے۔

> ''فرہنگ اس لحاظ سے قابل قدر ہے کہ ہندوستان میں فرہنگ نویسی کی ابتداء اس سے ہوتی ہے۔ اس کی پیروی میں ہندوستان میں متعدد فرہنگیں لکھی گئیں۔ ۷۷۳ھ یا ۷۴۳ھ میں حاجب خیرات نے دستور الافاضل لکھی۔ ۸۲۲ھ میں قاضی بدر محمد نے ادات الفضلاء مرتب کی۔ انہیں ایام میں بدر ابراہیم نے رفان گویا لکھی اور ۸۳۷ھ میں محمد بن قوام بلخی کرئی، شارح مخزن اسرار (تالیف ۷۹۵ھ) نے بحر الفضائل مکمل کی۔ ۸۷۹ھ سے قبل ابراہیم بن قوام فاروقی نے شرف نامہ اور ۹۲۵ھ میں شیخ لاد نے موئید الفضلاء لکھی۔ ۱۰۰۱ھ میں مدار الافضال اور ۱۰۱۴ھ میں فرہنگ جہانگیری وجود میں آئی۔ ان تمام فرہنگوں کی تیاری میں سوائے موئید الفضلاء کے براہ راست فرہنگ نامہ ''قوس'' سے استفادہ کیا گیا۔ اور اسی کی پیروی میں ان تمام کتابوں میں بعض جگہ ہندی متبادل الفاظ دیئے گئے ہیں۔'' ۷

ہندوستان میں فرہنگ جہانگیری پہلی فرہنگ ہے جس میں فرہنگ نویسی کے بنیادی اصول کو ملحوظ رکھا گیا۔ اس میں ۴۴ سے زیادہ لغات کے علاوہ سینکڑوں منظوم و منثور تصانیف سے الفاظ کو منتخب کیا گیا ہے۔ یہ تصنیف اکبر اعظم کے زمانے سے شروع ہو کر ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۹ء میں جہانگیر کے عہد میں مکمل ہوئی۔ سراج اللغتہ مولف خان آرزو کا شمار بھی محققانہ لغات میں کیا جاتا ہے۔ محمد حسین برہان ۱۶۵۲ء کی تصنیف برہان قاطع کی بنیاد مستند فرہنگوں پر ہے۔ اس لئے اسے فارسی کی اہم اور مستند لغت تسلیم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مختلف ماہرین لسانیات اور فرہنگ نویسوں نے اس پر متعدد اعتراضات عائد کئے ہیں۔ برہان قاطع سے متعلق سب سے زیادہ مستند اور محققانہ کام ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری پروفیسر نذیر احمد کا مانتے ہیں۔ وہ اپنی تصنیف اردو مثنوی کی فرہنگ کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔

> ''اس سلسلے میں سب سے زیادہ مستند اور محققانہ کام پروفیسر نذیر احمد (سابق صدر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے کیا۔ غالب نے برہان قاطع پر مجموعی طور پر ۱۱۸۴ اعتراضات عائد کئے تھے۔ نذیر صاحب نے ان سب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا اور متعدد کتب لغات اور فرہنگوں کی مدد سے ان کی صحت اور عدم صحت کا تعین کیا۔ ابتداء میں انہوں نے اپنے اس محققانہ مطالع کو غالب انسٹیٹیوٹ نئی دہلی کے ششماہی رسالے 'غالب نامہ' میں بالاقساط شائع کرایا بعد میں آپ نے اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا یہ کتاب 'نقد قاطع برہان مع ضمائم' کے عنوان سے غالب انسٹیٹیوٹ نئی دہلی سے ۱۹۸۵ء میں طبع ہوئی۔'' ۸

اس کے علاوہ کشف اللغات مولف عبدالرحیم (۷۵۔۱۸۷۴ء) عبدالرشید کی تصنیف، فرہنگ رشیدی (۱۸۷۲ء)، لطائف اللغات معروف بہ فرہنگ لغات مثنوی مولانا روم مولفہ عبداللطیف (۱۸۷۷ء)، غلام سرور کی تصنیف زبدۃ اللغات المعروف، لغات سروری، ۱۸۷۷ء، ٹیک چند بہار کی تصنیف بہار عجم ۱۸۷۹ء، ہفت قلزم (۷ جلدیں) مولف قبول محمد ۱۸۷۹ء، فرہنگ آنندراج (تین جلدیں) مولف محمد بادشاہ ۱۸۸۹ء، آصف اللغات (۷ اجلدیں) مولف شمس العلماء قبول محمد نواب عزیز جنگ متخلص بہ ولا۔ (۱۹۰۴ء۔۱۹۲۱ء) اور غیاث اللغات مولف غیاث الدین رامپوری ۱۲۴۲ھ/۱۹۲۱ء فارسی کی معیاری اور مستند لغت تسلیم کی جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا لغات میں 'آصف اللغات' سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ یہ 'ج' تک کے الفاظ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس کے باوجود اس کی ضخامت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۷ اجلدوں میں ہے۔ مولف نے الفاظ کی جمع وترتیب اور ان کی تفہیم وتوضیح میں خون جگر صرف کیا ہے۔ چنانچہ اگر یہ مکمل ہوگئی ہوتی تو فارسی لغت نویسی کی تاریخ میں ایک اہم اور نئے باب کا اضافہ ہو جاتا۔

قدامت کے اعتبار سے اردو لغت نویسی کی جانب اولین کوشش بحرالفضائل فی منافع الافاضل مولف فضل الدین محمد بن قوام کی ہے۔ مذکورہ تصنیف آٹھویں صدی ہجری (چودھویں صدی عیسوی) میں منظر عام پر آئی۔ اس میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ فارسی لغت ہے لیکن اس کے آخر میں ایک باب (باب چہاردہم در الفاظ ہندوی کے نظم بکار آید) ہے۔ جس میں ہندی کے وہ الفاظ درج ہیں جو ہندی شاعری میں مستعمل تھے۔ یہ وہ ہندی الفاظ ہیں جو فارسی شاعری میں بھی استعمال کئے جاتے تھے، جدید اردو سے ان کا تعلق بہت کم ہے۔

اردو ادب میں منظوم لغت کو نصاب نامہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اردو کی پہلی منظوم لغت ''خالق باری یا حفظ اللسان'' کے متعلق وقت حاضر تک یہ طے نہیں ہو پایا ہے کہ یہ امیر خسرو کی تصنیف ہے یا پھر ضیاء الدین خسرو کی جو کہ بہ عہد جہانگیری میں تھا۔ دوسرے یہ کہ اردو کی پہلی لغت ''خالق باری'' تسلیم کی جائے یا ''لغات گجری''۔ گیارہویں صدی ہجری (۱۰۶۰ھ) میں تالیف شدہ ایک دوسرے نصاب نامہ ''اللہ خدائی'' کے مصنف تجلی 'طلب امداد' اور 'خالق باری' کو امیر خسرو کی تصنیف مان کر اپنی لغت 'نوادر الالفاظ' میں خان آرزو کے امیر خسرو سے استناد کی بنا پر ڈاکٹر صفدر آہ اسے امیر خسرو ہی کی تصنیف ماننے پر زور دیتے ہیں۔

خالق باری کا اصل مصنف امیر خسرو کو قرار نہ دیتے ہوئے سید سلیمان ندوی تشکیک نقوش سلمانی[9] اور داخلی اور لسانیاتی شواہد پر مبنی حافظ محمود شیرانی کی تحقیق خالق باری[10] کو امیر خسرو کی تالیف نہ مان کر عہد جہانگیری کے ضیاء الدین خسرو کی تصنیف ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ مذکورہ بحث سے قطع نظر اب تک خالق باری یا حفظ اللسان ہی کو پہلا نصاب نامہ قرار دیا جاتا رہا ہے۔

> ''اردو لغت نویسی آخری عہد مغلیہ سے شروع ہوئی۔ اگر چہ عہد جہانگیری کے ضیاء الدین خسرو شاہ کی خالق باری (جسے امیر خسرو سے منسوب کر دیا گیا ہے) اور اس کے لہجے پر لکھی جانے والی دوسری منظوم کتابیں بھی لغت نویسی کے ذیل میں آتی ہیں۔ جن کا مقصد طلبا کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرنا رہا ہے لیکن باقاعدہ لغت نویسی کی ابتداء (ضمنی صورت میں سہی) انشاء کی دریائے لطافت سے ہوتی ہے پھر اس طرف مستشرقین نے توجہ کی جن کا مقصد اپنی نوآبادیات کی زبانوں کو سمجھنا تھا۔'' [11]

لیکن پروفیسر نجیب اشرف نے گجرات مین تالیف کی گئی ایک دوسری لغت 'لغات گجری' کو خالق باری سے قدیم قرار دیا ہے۔ اپنے نظریے کی تصدیق کے لئے انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ 'لغات گجری' میں شامل ہندی (اردو) ..... الفاظ کی وہ شکلیں ملتی ہیں جو 'خالق باری' کی شکلوں سے زیادہ قدیم تر ہیں۔[12] جدید تحقیق کی روشنی میں خالق باری کا سن تالیف ۱۰۳۱ھ متعین کیا

گیا ہے۔ اس لحاظ سے شمالی ہند میں تصنیف شدہ اس طرز کے لغاتی نصاب ناموں میں قصیدہ درلغات ہندی، مصنف حکیم یوسف ہروی (ہراتی) کو تقدم زمانی حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ دسویں صدی ہجری کے نصف اول (۹۵۰ھ) میں عہد ہمایونی کی تصنیف قرار دیا جاتا ہے۔[۱۳] اس کے بعد ایک دوسرا لغاتی نصاب نامہ "اجے چند پسرو نے چند ساکن شہر سکندر آباد" (بلند شہر) ۹۶۰ھ میں لکھا۔ اس نصاب نامہ میں اس کے نام کا ذکر کہیں نہیں ملتا اور یہ نصاب نامہ خالق باری کی طرز پر ہے اور اسے سب سے قدیم نصاب نامہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ صورت حال اس سے الگ ہے کیونکہ 'قصیدہ درلغات ہندی' عہد ہمایونی میں یعنی دسویں صدی ہجری کے نصف اول اور "مثل خالق باری" عہد شاہ سوری میں نصف آخر (۹۶۰ھ) کی تالیف ہونے کے سبب سب سے قدیم نہیں ہے بلکہ "قصیدہ درلغات ہندی" کو تقدم زمانی حاصل ہے۔ سابق الذکر دونوں نصاب ناموں کے بعد خالق باری تیسرے نمبر پر آتا ہے۔ اس نصاب نامہ کو گیارہویں صدی ہجری (۱۰۳۱ھ) کی تالیف قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم اس تصنیف کے مولف کے تعین میں مورخین کی آراء مختلف ہیں اور تا حال بعض مورخین ادب کے نزدیک خالق باری ایک ایسی کتاب ہے۔ "جسے صدیوں کی دھوپ چھاؤں نے اضافوں اور ملحقات سے اس کی شکل بدل کر رکھ دی ہے اور آج پروفیسر محمود شیرانی جیسے فاضل اجل کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ یہ امیر خسرو کی تصنیف نہیں ہے۔"[۱۴]

یہ بات تو واضح ہے کہ خالق باری ایک منظوم لغت ہے۔ اس میں فارسی، عربی اور ہندی کے مترادفات جو عام طور پر روزمرہ کی بات چیت میں استعمال کئے جاتے تھے جمع کر دیے گئے ہیں۔ خالق باری کو چھ سو برس سے زائد قبول و عام میں شہرت حاصل رہی۔ خالق باری کی طرز کی جتنی کتابیں تصنیف ہوئیں ان کا اہم مقصد طالب علموں کو فارسی زبان سکھانا تھا۔ لیکن سید مسعود حسن رضوی نے مضمون اردو زبان کی لغت میں خالق باری کی ایک اور وجہ تسمیہ بیان کی ہے:

> "امیر خسرو کے زمانے میں چنگیزیوں کی تاخت و تاراج نے ایران و توران کو زیر و زبر کر دیا تھا۔ ان کے جدال و قتال سے تنگ آ کر ہزارہا ایرانیوں اور تورانیوں نے ہندوستان میں پناہ لی تھی۔ ان لوگوں کو ہندوستانیوں سے بات چیت کرنے میں دقت پڑتی تھی۔ نہ وہ ان کی بات سمجھتے تھے نہ یہ ان کی۔ قیاس کہتا ہے کہ اسی دقت کو دور کرنے کے لئے امیر خسرو نے فارسی اور ہندی کے ضروری ہم معنی الفاظ یکجا کر کے نظم کر دیئے ہونگے۔"[۱۵]

ظاہر ہے کہ جس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خالق باری لکھی گئی وہ ضرورت اب باقی نہیں رہی۔ نہ ہی تعلیم کا قدیم طریقہ رائج ہے خالق باری کی طرح 'صمد باری' کے نام سے مختلف مصنفوں کے لکھے ہوئے ایک سے زائد منظوم لغت دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس بات سے ان منظوم لغات (نصاب ناموں) کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اسی سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اللہ خدائی مولف تجلی (۱۰۶۰ھ) جو دہلی یا دہلی کے گرد و نواح میں لکھی گئی اور متعدد مرتبہ شائع ہوئی۔ جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کتاب خالق باری کی تقلید میں لکھی گئی ہے خود مصنف نے اس کی تالیف کا سبب بیان کیا ہے اور نام بھی تجویز کر دیا ہے:

بعد ازاں سر کنم بیان سخن	فضلہ گرد آورم زا خوانِ سخن
بہر مرغ سخن نہادم دام	مددے خواستم ز روح نظام
شاید از لطف رحمت باری	روح خسرو نمایدم یاری
تا مگر فکر تم تمام اُفتد	طائر معنی ام بدام اُفتد
چوں بفضل خدائے گشت تمام	کردم اللہ خدائی ایں را نام

شاہ جہاں کے عہد کی اس تصنیف میں بیتوں کی تعداد تقریباً دوسو پچاس ہے۔ تجلی نے اللہ خدائی کی تخلیق کا زمانہ ۱۰۶۰ھ اس شعر میں نظم کیا ہے:

در ضمیرم چوں ایں ہوس افزود　　سال ہجری ہزارو شصت نمود

'رازق باری' مصنف اسماعیل (مطبوعہ ۱۰۷۱ھ) اور کھتری مَل پرسادمل داس نے 'ایزد باری' (مطبوعہ ۱۱۰۵ھ) کے نام سے نصاب ناموں کی تخلیق کی۔ عبدالواسع ہانسوی نے صمد باری یا رسالہ 'جان پہچان' کے نام سے ایک سہ زبانی نصاب نامہ لکھا جس میں اندراج عربی، فارسی اور ہندی تینوں زبانوں میں دیے گئے تھے۔ اسی دور میں "قوۃ الکلام" کے نام سے ایک سہ لسانی لغت مولفہ غوالدین جعفری کا پتہ چلتا ہے۔ تیرہویں صدی ہجری میں تقریباً تمام تر موضوعات پر مشتمل نصاب نامے بکثرت ملتے ہیں۔ ان میں 'خالق باری اکرم' (۱۲۰۵ھ) صفت باری (۱۲۲۰ھ) مولفہ گنیش داس قانون گو، واسع باری، اللہ باری، ناصر باری، اعظم باری، صادق باری وغیرہ وغیرہ سرفہرست ہیں۔ نصاب ناموں کی تخلیق کا سلسلہ تقریباً بیسویں صدی عیسوی کے اول تک چلتا رہا۔ یہی سلسلہ غالبؔ کے 'قادر نامے' کے علاوہ ایسے نصاب ناموں کی تالیف کی بنیاد بنا جن کا مقصد صرف نصابی یا تدریسی ہونے کے ساتھ ساتھ ہمہ جہتی ہوگیا۔

جنوبی ہند اور گجرات میں اردو لغت نویسی کی ابتداء شمالی ہند کے سابق الذکر نصاب ناموں سے کافی پہلے ہوچکی تھی۔ لہٰذا ڈاکٹر نجیب اشرف ندوی گجرات میں اور سید سلمان ندوی راندھیر میں تالیف شدہ دو ایسی لغات سامنے لاتے ہیں جن کا نام، سن تالیف اور مصنف کا نام معدوم ہونے کے باوجود ان میں شامل اندراج (Entry words) کی قدیم شکلوں کی بنا پر انہیں شمالی ہند کے نصاب ناموں پر خاص طور پر خالق باری سے زیادہ قدیم مانتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے ذریعہ دی گئیں دلائل کے علاوہ یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ سیاسی اسباب کے نتیجے میں شمالی ہند کی چیزوں (خصوصاً فارسی) سے دکن کا اجتناب دکن میں شمالی ہند سے صدیوں پہلے اردو زبان وادب کی تخلیق کا سب سے بڑا محرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شمالی ہند میں اس زبان کی تشکیل ہونے کا ادبی تخلیقات کا ارتقاء ہونے تک دکنی ادب کافی مرحلے طے کر چکا تھا۔ چنانچہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان دونوں لغات کو شمالی ہند کے نصاب ناموں پر تقدم زمانی حاصل ہے۔ سابق الذکر دونوں نصاب ناموں کی تخلیق کے بعد دکن میں بھی لغت کی تشکیل کو فروغ ملا۔ اسی کے زیر اثر سید طاہر شاہ کرنولی کے (وفات ۱۱۱۵ھ) خوان یغما سید محمد والہ کے (وفات ۱۱۸۴ھ) رازق باری اور فیاض عسکری کے قادر باری (۱۲۱۰ھ) نصاب ناموں کی تخلیق ہوئی۔ رسالہ در لغت عروض (۱۲۰۰ھ) ایسی تصنیف ہے جس کے مولف کا پتہ ہی نہیں چل پایا ہے اور گنج نامہ کا سن تالیف سن کتابت اور مولف کا نام بھی بنوز تخلیق طلب ہے۔ 'فرہنگ اصطلاحات سائنس' بھی اسی دور (۱۲۰۰ھ) کی تصنیف ہے جس کو نصاب نامہ کے بجائے فرہنگ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اسی فرہنگ میں سائنسی اصطلاحات کو اردو میں مع شرح کے درج کیا گیا ہے اور اصل انگریزی الفاظ بھی لکھے گئے ہیں۔ آخر الذکر فرہنگ میں اندراجات میں تہجی ترتیب کا خاص خیال رکھا گیا ہے یہ بھی اس کی اہمیت کا ایک خاص سبب ہے۔

شمالی اور جنوبی ہند کے نصاب ناموں کی اہمیت تاریخ وارتقا کے سلسلے میں ڈاکٹر مسعود ہاشمی "اردو لغت نویسی کا پس منظر" میں تحریر فرماتے ہیں:

> "شمالی اور جنوبی ہند کے ان نصاب ناموں اور ابتدائی لغات کے تجزیہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ شمالی ہند میں اردو لغت نویسی کی بنیاد ان نصاب ناموں کی شکل میں سولہویں صدی عیسوی کے وسط (قصیدہ در لغات ہندی ۹۵۰ھ+۱۵۴۳ء) میں پڑی جن کو لغت کے بجائے لغت کے ابتدائی نقوش کہا جاسکتا ہے کیونکہ ان

میں لغت نویسی کی بنیادی شرائط قطعاً مفقود ہیں جبکہ دوسری طرف جنوبی ہند میں اردو لغت نویسی اپنی ابتداء سے ہی مکمل شکل میں سامنے آئی۔ جنوبی ہند کی ابتدائی لغات یعنی لغات گجری (جس کا سن تالیف ہنوز تحقیق طلب ہے) اور سید سلیمان ندوی کی دریافت کردہ لغت اس لئے مکمل لغت کہی جاسکتی ہیں کہ اول الذکر میں ترتیب اندراج کا ایک منطقی طریقہ کار اپنایا گیا ہے، دونوں لغات میں باقاعدہ فصلیں اور ابواب بھی قائم کئے گئے ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ ان دونوں کے بعد کوئی ایسی لغت نہیں لکھی گئی (یا آلان تحقیق نہیں ہوئی) جس کو ان دونوں لغات کی ترقی یافتہ شکل قرار دیا جاسکے۔ بلکہ شمالی ہند کے تتبع میں سترہویں صدی عیسوی (خوان یغما مولف سید طاہر شاہ کرنولی) وفات ۱۱۱۵ھ (۱۷۰۳ء) کے اواخر میں منظوم نصاب ناموں کی تالیف کا سلسلہ شروع ہوگیا۔'' ۱۶

مذکورہ بالا نصاب ناموں کے تجزیے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا اہم مقصد عربی یا فارسی کے بجائے اردو الفاظ کی تعلیم دینا تھا۔ مزید یہ کہ ان نصاب ناموں کی تخلیق کا سبب کسی ایک زبان کے الفاظ کی تعلیم ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ مختلف اوقات میں مختلف رہا ہے۔ کبھی اردو کے وسیلے سے عربی و فارسی کی تعلیم دینے کا کام انجام دیا اور کبھی فارسی کے ذریعہ اردو الفاظ سے روشناس کرانے کا بیش بہا کردار ادا کیا۔

یہ بات غور طلب ہے کہ اردو فرہنگ نویسی کی ابتداء فارسی۔ اردو، اردو۔ فارسی، انگریزی۔ ہندوستانی اور ہندوستانی۔ انگریزی سے ہوئی۔ اردو لغت نویسی کے ارتقاء میں سید انشاء اللہ خاں کی تصنیف ''دریائے لطافت'' قابل ذکر ہے۔ اس کی قدر و منزلت کا اندازہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے اس قول سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں انہوں نے دریائے لطافت کی اہمیت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

''انشاء اللہ خاں پہلے ہندی شخص ہیں جنہوں نے اردو زبان، اس کی لغت اور محاورے اور اس کی صرف و نحو پر غور کیا۔ ان کی دریائے لطافت بے مثل کتاب ہے۔ جو ان کی ثانی قابلیت، وسعت نظر اور ذوق طبع پر شاہد ہے۔ اگرچہ اس کتاب کو لغات کے ذیل میں شریک نہیں کر سکتے لیکن اس میں زبان کی لغت کا بہت کچھ سامان ہے اور اردو کی کوئی لغت اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔'' ۱۷

اس میں کوئی شک نہیں کہ دریائے لطافت قدیم اردو زبان کے الفاظ و محاورات، صرف و نحو اور تاریخی حیثیت سے ایک بے مثل کتاب ہے لیکن لغت کے چند بنیادی اصول مفقود ہونے کے سبب اسے مکمل لغت کے زمرے میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ جدید دور میں اردو زبان بہت ترقی کر چکی ہے۔ چنانچہ اس کے بہت سے محاورے ہیں جو اب متروک ہو چکے ہیں یا کچھ تبدیلی رونما ہوئی ہے یا پھر قلیل استعمال ہیں۔ انشاء اللہ خاں زبان دہلی کے ذیل میں محاورہ پانی پانی ہوگیا کے معنی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱۔ پانی پانی ہوگیا: عرق عرق ہوگیا۔ پسینے پسینے ہوگیا (اور ہوا) بہت شرمندہ ہوا۔'' ۱۸

آج کل پانی پانی ہوگیا کو دراصل شرمندہ ہوگیا کے مترادف کے طور پر بولا اور لکھا جاتا ہے۔ چند محاورات ایسے بھی ہیں جن کی شکل میں تبدیلی آگئی ہے لیکن معنی وہی برقرار رہتے ہیں۔ مثلاً

''۲۔ فجر کا بھولا شام کو گھر آوے تو اسے بھولا نہیں کہتے: اگر کوئی دانستہ برا کام کرے اور پھر اسے چھوڑ دے تو گناہ گار نہیں ٹھہرایا جاتا۔''

اگر فجر کی جگہ صبح اور آوے کی جگہ آئے لکھ دیا جائے تو محاورے کی شکل میں معمولی سی تبدیلی ہو جانے سے کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے معنی میں بلا تردد آج بھی بولا جاتا ہے۔

ایسے محاورے جو موجودہ دور میں مروج نہیں لیکن ان کی اہمیت مسلم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اس زمانے میں وہ زبان زد رہے ہوں لہٰذا

ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہوسکتا ہے کہ جو اردو زبان اب استعمال کی جاتی ہے بہت ممکن ہے کہ اب سے سو سال بعد اس میں کچھ ایسی تبدیلیاں آجائیں جس کا اب ہم تصور ہی نہیں کر سکتے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہر دور میں زبان کا معیار بدلتا رہتا ہے۔ لہٰذا ایسے چند محاورے جو اب متروک ہو چکے ہیں دریائے لطافت میں دیکھے جا سکتے ہیں:

''۳۔ نظر گذر: نظر بد۔

۴۔ تھالی پھرتی ہے: آدمیوں کی اتنی بھیڑ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

۵۔ چرخ چڑھنا: اپنے کو اعلیٰ درجے پر پہنچانا۔

۶۔ پانی پت کے رہنے والے ہیں: نرم اور میٹھے ہیں۔''

آخر الذکر محاورے کی تشریح سے پانی پت کی تہذیب اخلاقیت کا پتہ چلتا ہے کہ پانی پت کے باشندے کتنے خوش مزاج اور ملنسار ہوتے تھے۔ چنانچہ تاریخی و تہذیبی الفاظ و محاورات کے لحاظ سے بھی اس کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی کسی محاورے اور لفظ کے وہ معنی بیان کئے گئے ہیں جو اب متروک ہو چکے ہیں یا بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ دریائے لطافت میں قسم کھانے کو جگہ رہی کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''۷۔ قسم کھانے کو جگہ رہی: دل تو اس کام کو نہیں چاہتا لیکن تکلف سے یاروں کے شریک ہو گیا۔''

حالانکہ اب اس کے یہ معنی قلیل الاستعمال یا متروک ہیں۔

۸۔ لہولگا کے شہیدوں میں مل گیا: اس کام کی لیاقت ذرا نہ تھی صرف بزرگوں کا تتبع کیا۔''

اس کے مزید معنی معمولی سا کام کر کے زیادہ شہرت چاہنا بھی ہیں جو آج کل زیادہ مروج ہیں۔ اس کے علاوہ دریائے لطافت میں زنانہ محاورات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جس سے اس زمانے کی خواتین کی زبان کا اندازہ ہوتا ہے۔ کچھ ایسے بھی محاورات شامل ہیں جو نہ تو اب بولے جاتے ہیں اور نہ ہی ہم صحیح طریقے سے ان کے معنی و مفہوم کو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ چند تشریحات ایسی ہیں جو ہمارے قیاس سے باہر ہیں مثال کے طور پر چند زنانہ محاورے پیش کئے جاتے ہیں:

''۹۔ اوپر والا ہوا: نیا چاند نکلا (چاند کو اوپر والا بولتے ہیں)۔

۱۰۔ بڑھاؤ پوشاک: پوشاک بدلو۔

۱۱۔ باجی: بیٹی ماں کو اس نام سے پکارتی ہے۔ خاص کر پہلوٹی کی بیٹی جو شروع جوانی میں ہوئی ہو اور اس کی وجہ سے ماں بیٹیاں بہنیں معلوم ہوتی ہوں۔ اس صورت میں ماں کو باجی کہہ کر پکارنے کا دستور تھا۔

۱۲۔ بھدک تمہاری بات میں نہیں: تمہارے کلام میں استقلال یا وثوق نہیں۔

۱۳۔ پھوٹ: تجھ پر خدا کی لعنت۔

۱۴۔ چرپاک: زبان دراز۔ (آج کل جرباتک کہتے ہیں)۔

۱۵۔ سناؤنی: کسی کے مرنے کی خبر، یہ اصل میں پنجاب کا محاورہ ہے، اب بیگمات کی زبان میں مستعمل ہے۔

۱۶۔ ناک چوٹی گرفتار ہے: نہایت آن شان اور غرور والی ہے۔

۱۷۔ نجتی: کم نصیب عورت۔'' ۱۸

'غرائب اللغات' مولف عبدالواسع ہانسوی کو ہم اردو کی باقاعدہ لغت قرار دے سکتے ہیں۔ اس میں اردو الفاظ، مصطلحات اور محاورات کی فارسی زبان میں تفہیم وتشریح کی گئی ہے۔ اس کی تالیف کا بنیادی مقصد فاضل مصنف نے فارسی داں طبقہ کو عوام کی زبان سمجھنے میں تعاون کرنا اور اس کی تشریح وتوضیح میں پیش آنے والی دشواریوں کو دور کرنا بتایا ہے۔ مولف کے الفاظ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں:

''ہر چند ایں مداں را لیاقت ترتیب وقابلیت تالیف نبود۔ لیکن کثرت الحاج جمع کثیر از اصحاب وفرط اقتراح جم غفیر اولی الاسباب باعث براں باشد کہ اسمائے غیر مشہورہ واشیائے موفورہ والفاظ غیر مانوسہ معانی بین الانام مذکورہ را بہ عبارات واضحہ واشارات لائحہ بیان نمائد تا فائدہ آں عام ونفع آں تمام شد۔'' ۱۹

غرائب اللغات میں کتب لغات میں درج الفاظ ہی شامل نہیں ہیں بلکہ عام بول چال کی زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ اور روزمرہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے مولف کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ:

''اسامی، اشیاء ومعانی، الفاظ را شطرے از نسخہ، معتبرہ وبرخے از افواہ والسنہ، ثقات اخذ کردہ دریں اوراق معدودہ یکجا نمودہ آمد۔''

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اس زمانے میں کتب لغات کی تعداد بہت کم ہونے کے سبب ایک محدود دائرے میں مولف کو عرق ریزی کرنا پڑی لیکن اسے اس بات کا اعتراف ہے کہ فرصت کم ہونے کے سبب وہ مزید شرحوں اور فرہنگوں کا مطالعہ نہیں کر سکا۔ اس لغت کی ایک خاصیت یہ ہے کہ جو لفظ جس صورت میں بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا گیا ہے حالانکہ وہ اصل کی رو سے غیر مناسب ہے۔ مثال کے طور پر ایک لفظ ''آفتابہ'' ہے جسے مولف نے آفتاوہ لکھا ہے کیونکہ اس دور میں یہ لفظ اسی طرح مستعمل تھا۔ بعض مقامات پر اب بھی عموماً آفتاوہ بولا جاتا ہے۔

لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ غرائب اللغات اردو لغت نویسی میں نقش اول کا درجہ رکھتی ہے۔ اردو کی کسی دوسری لغت کی مثال مفقود ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے کہ فاضل مولف کو فارسی کتب لغات کو مشعل راہ بنانا پڑا اور فارسی کی طرز پر ہی اس کی تدوین کی گئی۔ لہٰذا ایسے الفاظ کو منتخب کیا گیا جو غریب، ثقیل اور نامانوس سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اس میں عربی، فارسی، اردو، ہندی اور ترکی کے عام بول چال میں استعمال الفاظ کو بھی درج کیا گیا ہے جو عموماً فارسی شعرا کے کلام میں مستعمل نہیں تھے۔ مذکورہ تصنیف کا معیار زیادہ عالمانہ اور اعلیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اس کے بعد کی کتب لغات سے موازنہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس میں چند ایسی خامیاں ہیں جس سے اس کا معیار چندے متوسط ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود غرائب اللغات کی اہمیت میں کمی نہیں آتی۔ اس کے متعلق سید عبداللہ کے اس قول کو پیش کیا جاسکتا ہے جو نہایت موزوں اور مناسب ہے:

''اردو میں لغت نگاری کی تاریخ کے سلسلے میں غرائب اللغات کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ خصوصاً تقدم زمانے کی وجہ سے اس کو جو اہمیت حاصل ہوگئی ہے اس کو کسی طرح گھٹایا نہیں جاسکتا۔ درحقیقت ہانسوی کی اس کتاب میں وہ سب خصوصیتیں موجود ہیں جو کسی فن کے موسس اور ابتدا کرنے والے شخص کی تصنیف میں ہوا کرتی ہیں کہ وہ بعد میں آنے والوں کو راستہ دکھاتی ہیں۔ بہ ایں ہمہ تحقیق وصحت کے اعتبار سے غرائب اللغات کو بلند پایہ تصنیف نہیں

کہا جاسکتا۔ یہ ایک سیدھی سادی کتاب ہے جس میں متوسط درجے کے طلبہ علم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس کی تشریحیں مختصر اور بعض اوقات بے حد تشنہ ہوتی ہیں۔ بلکہ بیشتر عربی یا فارسی مترادفات تک محدود ہوتی ہیں۔'' ۲۰

'نوادر الفاظ' مولف سراج الدین علی خاں آرزو کی مشہور تصنیف ہے۔ یہ ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۲ء) میں تدوین کی گئی۔ اردو لغت نویسی کی تاریخ میں اسے اس لئے بھی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں غرائب اللغات کی ترمیم و تصحیح کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مولف نے اس کے دیباچے میں خود اس بات کا اظہار کیا ہے:

''چوں اکثر در بیان معانی، الفاظ تسہلے و تتمے بہ نظر آمد۔ لہٰذا دریں باب بقلم آوردہ۔ جائے کہ سہو و خطائے معلوم کرد اشارات بداں نمودہ ہر آنچہ بہ طبع ناقص ایں کمال درست در آمد براں افزودہ۔'' ۲۱

سراج الدین خان آرزو کی نکتہ سنجی اور تنقید سے بھی واقف ہیں۔ اس تصنیف میں غرائب اللغات کے سقم دور کرنے اور اس کی تصحیح کرنے اور اختلاف رائے ظاہر کرنے کیلئے مولف نے ہریانی کی جگہ برج بھاشا سے استناد کیا ہے۔ ان کے نزدیک زبان اردوئے شاہی یا زبان اہل اردو معیاری نہیں۔ اس سلسلے میں مولوی عبدالحق کی رائے انتہائی متوازن ہے وہ لکھتے ہیں:

''خان آرزو نے غرائب اللغات کی تصحیح ہی نہیں کی، بلکہ بہت کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب غرائب اللغات سے حجم میں بھی زیادہ ہے۔ غرائب اللغات میں لفظ کے معنی اختصار کے ساتھ دیے گئے ہیں مگر خان آرزو نے معنی کے ساتھ اکثر الفاظ کی تحقیق بھی کی ہے اور جگہ جگہ فارسی اور ہندی کے اشتراک و توافق کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ غالباً یہ پہلے شخص ہیں جن کی نظر اس لسانیاتی نکتہ کی طرف گئی۔ غرائب کے الفاظ کی تصحیح میں کاوش کی ہے اور داد تحقیق دی ہے۔ گرچہ نوادر الفاظ باعتبار صحت و تحقیق غرائب اللغات سے کہیں بڑھی ہوئی ہے، لیکن تقدم کی فضیلت ملا عبدالواسع کو حاصل ہے۔ خان آرزو علاوہ فارسی کے اردو کے بھی شاعر تھے۔ ان کی یہ تصنیف جواب تک گمنامی میں پڑی ہوئی تھی، علم لغت میں بڑا پایہ رکھتی ہے۔'' ۲۲

اس تصنیف میں حتی الامکان تحقیق و جستجو کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عالمانہ معیار کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے اور اس طرح نوادر الالفاظ اعلیٰ لسانی، ادبی، تحقیقی اور تنقیدی خصوصیات کا مجموعہ بن گئی ہے۔

'نفائس اللغات' تدوین ۱۲۰۳ھ۔ ۱۸۳۷ء (مطبع نول کشور ۱۸۶۹ء) مولفہ مولوی اوحدالدین بلگرامی فن لغت نویسی کی تاریخ میں اس لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں اردو الفاظ کی تشریح فارسی میں کی گئی ہے۔ اور ہر اردو لفظ کے عربی فارسی دونوں زبانوں میں مترادفات دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اردو، فارسی اور عربی تینوں زبانوں کے الفاظ کے تلفظ کو عبارت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مولف نے دیباچہ میں مذکورہ تصنیف کی تدوین کا مقصد ''اردوئے ہندی'' اور فارسی کا عربی میں ترجمہ کرنا بتایا ہے۔ چنانچہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ غرائب اللغات اور نفائس اللغات کی تدوین ایک ہی مقصد کے تحت کی گئی ـــــ ''اگرچہ یہ لغت اچھی خاصی ضخیم ہے لیکن الفاظ بہت کم ہیں اور محاورے خال خال۔ مثلاً ''الف ممدودہ یا رائے مہملہ'' میں صرف دو لفظ آڑ اور آڑو ہیں۔ آنکھ کے تحت صرف پانچ محاورے لکھے گئے ہیں ''یائے تحتانی یا واؤ'' میں صرف ایک لفظ ''یومیہ'' ہے اور ''یاہا'' میں صرف یہاں۔ لیکن جو کچھ لکھا ہے وہ مستند ہے۔'' ۲۳

اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اردو الفاظ کی شرح فارسی میں کی گئی ہے اور اردو کے بجائے عربی، فارسی اشعار کے ذریعہ ہی اسناد پیش کی گئی ہیں۔ ہر لفظ پر اعراب بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس لغت کی مزید خصوصیات ہیں:

۱۔ یہ لغت خود ایک صاحب زبان نے لکھی ہے۔ اور اس زمانے میں لکھی ہے جب ہندوستانی زبان کا روزمرہ اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا۔

۲۔مصنف نے ہندوستان کی عام زبان کا نام اردوئے ہندوستانی اور اردوئے ہندی لکھا ہے۔اور اس کا فارسی عربی میں ترجمہ کیا ہے۔

اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ جتنے الفاظ جمع کرتا ہے وہ خالص ہندوستانی بن چکے تھے اور اب اگر کوئی ہندوستانی لغت تیار کی جائے تو ان لفظوں کو ہندوستانی کے بنیادی الفاظ قرار دینا چاہئے۔'' ۲۴

نفس اللغۃ مولف میر علی اوسط رشک ۱۸۸۴ء میں اس کی پہلی جلد شائع ہوئی۔حالانکہ مصنف کا ارادہ ایک ضخیم لغت کی ترتیب وتالیف کا تھا لیکن افسوس کہ اس کی صرف پہلی جلد جس میں الف سے تائے فوقانی تک کے الفاظ کو شامل کیا گیا ہے شائع ہو پائی۔الفاظ کی تشریح کے بجائے معنی پر زیادہ توجہ دی ہے اور سند کے لئے اشعار بھی نہیں دیئے گئے ہیں۔نہ ہی کسی اور طریقے سے نظیر پیش کی ہے۔اسے لغت کے بجائے فرہنگ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔اردو الفاظ اور محاورات کے معنی فارسی میں دیئے ہیں:

> ''کہیں کہیں بہت مختصر طور پر چند الفاظ میں تشریح بھی کر دی ہے۔بعض جگہ صرف اتنا لکھ دیا ہے۔'فارسی است' اور کوئی تشریح نہیں کی۔محاورات بہت ہی کم ہیں۔بعض جگہ تشریح بھی ناقص ہے۔مثلاً 'پھینی' کے معنی لکھے ہیں۔'کہ حلوائیاں می سازند اور آن را با قند و شیر خورند۔''تسلی' کے لئے صرف اتنا لکھا ہے۔''عربی است، ف: خرسندی۔'' الفاظ بھی بہت سے چھوٹ گئے ہیں،نظیر یا سند نہیں دیتے۔بہر حال جتنے لفظ بھی آ گئے ہیں انہیں مستند سمجھنا چاہئے۔لغت نویسی کے اصول سے مطلق واقف نہیں۔صرف پہلی جلد چھپی ہے۔جو حرف ت پر ختم ہوئی ہے اور کتاب اوسط تقطیع کی ۱۰۰ صفحے کی ہے۔'' ۲۵

امام بخش صہبائی کا نام بھی اردو لغت نویسی کے ارتقاء میں اہمیت رکھتا ہے۔انہوں نے اپنے عہد کے رواج سے الگ ہٹ کر فارسی کے بجائے اردو میں لغت نویسی کے فن کو ترجیح دی۔انہوں نے اردو کی صرف ونحو پر ایک مبسوط کتاب اردو میں لکھی۔اس کے آخری باب میں اردو کے محاورات درج کئے گئے ہیں۔ان کی یہ تصنیف ۱۸۴۹ء اردو صرف ونحو سے تعلق رکھتی ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے اردو محاورات کو بھی شامل کیا اور اندراج کی وضاحت اردو میں کی جس کی وجہ سے اردو لغت نویسی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔یعنی اردو۔اردو لغت نویسی نے ارتقائی سفر کی جانب قدم بڑھائے۔موصوف مرزا غالبؔ و مومنؔ کے ہم عصر اور دہلی کالج میں فارسی کے پروفیسر تھے۔تمام زندگی فارسی کی تحصیل اور تعلیم میں صرف کر دی۔لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے اس عہد کے رواج اور معمول سے قطع نظر فارسی کی جگہ اردو کو اہمیت دی۔

اس کے کچھ عرصے بعد سید ضامن علی جلال لکھنوی کی تصنیف جو ۱۸۸۱ء میں گنجینۂ زبان اردو یعنی ''گلشن فیض'' کے نام سے منظر عام پر آئی زیادہ اہمیت کی مستحق قرار نہیں دی جاتی۔حالانکہ یہ فرہنگ بھی محاورات پر مشتمل ہے لیکن اس فرہنگ کو اہمیت اس سبب نہیں مل پائی کیونکہ اندراج (Entry words) کی وضاحت اردو کے بجائے فارسی میں کی گئی تھی۔یہ فرہنگ ۸۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔سید ضامن علی جلال لکھنوی کی دوسری تصنیف ''سرمایۂ زبان اردو'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔اس فرہنگ میں انہوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ الفاظ و محاورات کے معنی کی وضاحت اردو میں کی جائے۔مولف کی کوشش رنگ لائی اور سرمایۂ زبان اردو کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

عام لغات کے علاوہ محاورات اور مصطلحات پر مشتمل لغات بھی تالیف کی گئیں۔اس ضمن میں ۱۸۸۲ء میں نیاز علی بیگ نکہت نے اردو اصطلاحات اور محاورات پر ایک فرہنگ تدوین کی جو ''مخزن فوائد'' کے نام سے شائع ہوئی۔یہ فرہنگ قدیم دہلی کالج کے پرنسپل مسٹر بوٹرس کی مدد اور سفارش پر مدون کی گئی۔اس تصنیف میں نیاز علی بیگ نکہت نے اردو محاورات کو یکجا کر کے ہر محاورے کی سند کے لئے کسی نہ کسی استاد شاعر کے کلام کو پیش کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مولف موصوف نے بہت تلاش وتحقیق کے بعد اس فرہنگ کی تخلیق کی ہے۔اس کی خوبی یہ ہے

کہ حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دی گئی ہے۔ لیکن محاورات درج کرنے میں ترتیب کا التزام نہیں کیا گیا ہے۔ اس فرہنگ کا مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ موصوف کو لفظ، اصطلاح اور محاورے کے تعین میں دسترس نہیں یا پھر:

> ''مولف کو محاورے، اصطلاح اور لفظ کے فرق کی کوئی تمیز نہیں۔ مثلاً الف ہونا، اڑانا، اوس پڑنا، آنکھیں پتھرانا کو اصطلاح اور آگ پھونک دینا، ڈول ڈنکے بجانا، ڈلک کو محاورہ لکھتے ہیں۔ محاورے کا لفظ صرف چند ہی کے ساتھ لکھا ہے، باقی سب کو اصطلاح کا نام دیا ہے۔ بعض محاورے ایسے ہیں جو اب مروج نہیں۔ کہیں کہیں مثلیں بھی لکھی ہیں تاہم یہ کتاب اس موضوع پر بہت اچھی ہے اور کافی تلاش کے ساتھ لکھی گئی ہے۔'' [۲۶]

'مخزن المحاورات' مخزن فوائد کے بعد کی تصنیف ہے۔ جو ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کے مولف منشی چرنجی لال ہیں۔ یہ کتاب اسم با مسمہ ہے یعنی اس کے اساسی اندراجات اردو کے تقریباً دس ہزار محاورات کا اضافہ کرتے ہیں۔ اسی خوبی کے باعث اس کو اس عہد تک کی تدوین شدہ اردو۔ اردو کتب لغات میں سب سے زیادہ اہمیت ملی۔ یہ ایک ضخیم لغت ہے۔ مولف نے ڈاکٹر فیلن کے مددگار کے طور پر کام کیا تھا۔ اسی وجہ سے زباندانی کے صحیح ذوق سے آشنائی ہوئی۔ ان کی اس تصنیف میں ایسے محاورے بھی درج ہیں جو غیر مسلم حضرات خصوصاً ہندوؤں میں رائج تھے اور قصبوں اور دیہاتوں میں بولے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ پیشہ وروں کی بھی چند اصطلاحات لغت میں شامل ہیں اور روزمرہ اور ضرب الامثال بھی خال خال نظر آجاتے ہیں۔ محاورے، ضرب الامثال اور الفاظ کی سند اشعار سے دی گئی ہے۔ اندراج کی تشریح واضح اور عام فہم انداز میں کی گئی ہے۔ اشعار کے علاوہ محاوروں کی تفہیم و تشریح کے لئے روزمرہ جملے بھی استناد کے لئے دیئے گئے ہیں۔ پہلی مرتبہ ۱۸۸۶ء میں دہلی سے شائع ہوئی۔ دوسری مرتبہ ۱۸۹۹ء میں منشی امیر چند نے شائع کیا اور اس بات کا خیال رکھا کہ فحش، نازیبا اور غیر مہذب محاورے اور اشعار خارج کر دیئے جائیں۔

۱۸۸۸ء میں مرزا محمد مرتضیٰ عرف **محبوب بیگ عاشق لکھنوی** کی ''بہار ہند'' شائع ہوئی۔ بہار ہند کو جو صرف ردیف الف تک ہی چھپ سکی، اس سلسلے کی سب سے بہترین کوشش اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اس میں عام محاورات کے معانی بڑے سلیقے اور خوبی کے ساتھ دیئے گئے تھے اور ممکنہ حد تک ہر محاورے کی سند بھی پیش کی گئی تھی۔ الف کے الفاظ کے بعد اس کے باقی حصے طبع نہ ہو سکے۔ صرف الف کی جلد شائع ہوئی جو اوسط تقطیع کے ۳۱۷ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے مقدمے سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اس کی اور بھی کئی جلدیں مرتب کی گئی تھیں جو شائع نہیں ہو پائیں۔ ہر لفظ اور محاورے کی تشریح مفصل اور باسلیقہ انداز میں کی گئی ہے۔ استناد کے لئے اساتذہ کے کلام کو پیش کیا گیا ہے۔

اردو مصطلحات پر مشتمل ایک اور فرہنگ مصطلحات اردو مولفہ مولوی اشرف علی لکھنوی ۱۸۹۰ء میں لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ اسے اس لئے زیادہ جامع قرار نہیں دیا جاسکتا کہ یہ کل محاورات کا احاطہ کئے ہوئے نہیں ہے۔ محاورات کی تفہیم و توضیح میں بھی اختصار کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ محاورے کی سند اساتذہ کے اشعار کے حوالے سے دی ہے۔ اس کے علاوہ عبارت مشکل ہے۔

ان لغات کے علاوہ دو غیر مطبوعہ لغات قابل ذکر ہیں۔ ایک قدر بلگرامی کی ہے۔ اس میں لفظ کے معنی مختصر طور پر لکھے ہیں اور سند میں کسی استاد کا شعر دیا ہے۔ الفاظ کا مجموعہ خاصا ہے۔ دوسری حیدرآباد کے مشہور شاعر شمس الدین فیض کی لغت ہے۔ اس میں زیادہ تعداد محاورات اور امثال کی ہے۔ الفاظ اس میں بھی بہت سے چھوٹ گئے ہیں۔ تاہم کافی تلاش کے بعد مرتب کی گئی ہے، اس کا نام 'خزائن الامثال' ہے۔

'فرہنگ اصطلاحات جہاز رانی' مولف کپتان ٹامس روبک ۱۸۱۱ء میں شائع ہوئی۔ کپتان ٹامس فورٹ ولیم کالج کے اسسٹنٹ سکریٹری تھے۔ اس فرہنگ میں جہاز رانی کے مختلف حصوں کے نام، جہاز رانی کے اصطلاحات اور اس کے علاوہ بحری فوج کے قواعد کے الفاظ

بھی درج کیے گئے ہیں۔

ایک اور فرہنگ خزینۃ الامثال میں عربی، فارسی اور اردو مثلوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اسے سید حسین شاہ حقیقت نے ترتیب دیا ہے۔ اس کی ترتیب یوں ہے کہ ہر حرف کے تحت میں پہلے عربی پھر فارسی اور پھر اردو مثلیں لکھی ہیں۔ عربی مثلوں کا ترجمہ بھی فارسی میں مولوی تراب علی نے کر دیا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مطبع نظامی لکھنؤ میں شاہی زمانے میں چھپی تھی۔ دوسری مرتبہ مطبع نول کشور کانپور سے ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی اور اس کا حجم ۲۵۵ صفحات ہے:

> ''صنم کدہ چین، جذب عشق اور ہشت گلزار جو ۱۲۰۹ھ، ۱۲۱۱ھ اور ۱۲۲۵ھ میں ترتیب وار لکھی گئی تھیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خزینۃ الامثال تیرہویں صدی عیسوی کے آخری یا انیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی چند سالوں میں تالیف ہوئی۔'' ۲۷

اگرچہ امیر اللغات، آصف اللغات، نظام اللغات، عزیز اللغات وغیرہ متعدد کتابیں لغت کبیر (ترقی اردو بورڈ کراچی) سے پہلے شائع ہو چکی تھیں مگر نور اللغات اور فرہنگ آصفیہ کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ فرہنگ آصفیہ کی تدوین سے پیشتر سید احمد دہلوی نے ''لغات اردو'' کے نام سے ایک فرہنگ تدوین کی تھی۔ اس تصنیف میں ساٹھ ہزار الفاظ و محاورات شامل کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہے جو اس کی ضخامت ۱۰۹۴ صفحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی حد تک اسی لئے درست مان سکتے ہیں کہ الفاظ ہی کے اندرون میں محاورات، مرکبات، مفردات کی بھی شمولیت کی جائے۔ اس خیال کو مولف آصفیہ کے بیان سے بھی تقویت ملتی ہے۔ وہ خود رقم طراز ہیں:

> ''اس میں عربی، فارسی، ترکی، ہندی، سنسکرت بلکہ لغات انگریزی مخلوطہ بہ اردو شامل کیے گئے ہیں۔'' ۲۸

یہی تصنیف آگے چل کر فرہنگ آصفیہ کی ترتیب کی بنیاد قرار پائی۔ مولوی اشرف علی لکھنوی نے ۱۸۹۰ء میں ''اصطلاحات اردو'' کے نام سے ایک فرہنگ تیار کی۔ یہ لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ مذکورہ تصنیف کا مختصر حال ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ مصطلحات اردو صرف محاورات پر مشتمل تھی۔ اس کے علاوہ الفاظ کی تفہیم و تشریح بھی مختصر اور سرسری طور پر کی گئی تھی۔ شاید یہی سبب ہے کہ اس لغت کو اردو لغت نویسی میں کوئی خاص اہمیت نہیں مل پائی اور نہ ہی مقبول عام ہو پائی۔ اتنا ضرور ہوا کہ قدیم اردو لغت نویسی کے ذخیرے میں ایک اور کتاب کا اضافہ ہو گیا اور اردو لغت نویسی نے ارتقاء سے اپنی منزل کی طرف پیش قدمی کرنا شروع کر دیا۔

''جامع اللغات'' مفتی غلام سرور لاہوری کی تالیف ہے۔ جس کی پہلی جلد جو کہ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی اردو لغت نویسی میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ اس میں بنیادی طور پر عربی، فارسی، اردو الفاظ اور اردو محاورات کو درج کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ایک سہ لسانی لغت ہے۔ لیکن اس میں عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے متعلقات کو الگ الگ فصلیں بنا کر مولف لغت نے اردو الفاظ اور محاورات کا اجتماع الگ کیا ہے۔

چنانچہ پوری لغت کو حروف تہجی کے لحاظ سے ۱۱۳۲ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب کو پانچ فصلوں میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ پہلی فصل لغات عربی و فارسی، دوسری فصل اردو لغت (ہندی و سنسکرت)، تیسری فصل فارسی محاورات و اصطلاحات، چوتھی فصل اصطلاحات و محاورات اردو اور پانچویں فصل متفرقات مثلاً ادویات و لغات متعلق علم و طب وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس لغت کے صرف اردو مشمولات یعنی فصل دوم لغات اردو اور فصل چہارم اصطلاحات و محاورات اردو کو ہی پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مولف کو ایک فارسی لغت ''زبدۃ اللغات'' یعنی لغات سروری کی تدوین کا تجربہ حاصل ہونے کے باوجود زیر نظر لغت ''جامع اللغات'' میں کافی واضح خامیاں ہیں۔ مثال کے طور پر ہر باب کی فصل اول، لغات عربی و فارسی کے اکثر اندراجات (مثلاً آب، آبرو، آسمان، آشنا، آمد وغیرہ) دوسری فصل ''لغات اردو'' میں بھی

شامل ہیں۔اسی طرح تیسری فصل میں فارسی محاورات واصطلاحات کی تشریح اردو میں کی گئی ہے اور مثال کے طور پر اسناد فارسی ادب سے پیش کی گئی ہیں۔اسی طرح ترتیب اندراج کے سلسلے میں کسی خاص التزام کا احساس نہیں ہوتا کیونکہ یہ ترتیب صرف ابتدائی حرف تک ہی محدود رہ گئی ہے۔چنانچہ 'آب' کے بعد 'آپس' پھر 'آبرو' کا اندراج ہے (فصل دوم صفحہ ۲۰۔۲۱) یا پہلے آڑ کا اندراج ملتا ہے اس کے بعد آر، پھر آڑا اور اس کے بعد آرہ و آرائش کا (فصل دوم صفحہ ۲۱) ۲۹۔اس لغت کی صرف پہلی جلد ہی (حرف زا، تک) شائع ہو سکی۔

تقریباً اسی زمانے میں یعنی ۱۸۹۱ء میں ایک اور قابل ذکر لغت سامنے آتی ہے اور وہ ہے امیر احمد مینائی لکھنوی کی امیر اللغات۔اس کی جلد اول کی اشاعت ۱۸۹۱ء میں اور جلد دوم کی اشاعت ۱۸۹۲ء میں آگرہ سے ہوئی ——— ''امیر مینائی ایک باکمال شاعر، زبان داں اور ذی علم انسان تھے۔الفاظ کے مزاج شناس تھے اور محاورات پر گہری نظر رکھتے تھے۔انہوں نے لغت میں بڑی تحقیق، عرق ریزی اور جاں فشانی سے کام لیا اور اسے ہر لحاظ سے معیاری بنانے کی کوشش کی۔افسوس کہ منشی صاحب کی عمر نے وفا نہ کی اور ۱۹۰۰ء میں انہوں نے حیدر آباد میں داعی اجل کو لبیک کہا۔اس طرح امیر اللغات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ان کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔اس کمی کو کسی حد تک مولوی نیر نے نور اللغات تالیف کر کے پورا کیا۔'' ۳۰۔اردو کی مشہور و معروف لغت فرہنگ آصفیہ کے مولف سید احمد دہلوی نے امیر اللغات کو اپنی پہلی لغت ''ارمغان دہلی'' جو کہ بعد میں فرہنگ آصفیہ کی جلد اول کی شکل میں سامنے آئی کا ہو بہو چربہ قرار دیا ہے۔۳۱۔اس لغت کی صرف دو جلدیں شائع ہوئیں اور یہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ پائی۔اس کے باوجود اردو لغت نویسی کی تاریخ میں اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے۔

یہاں پر ۱۸۷۱ء کی تالیف ''مصطلحات اردو'' مولفہ سید احمد دہلوی کا اجمالی تذکرہ اس لئے بے محل نہ ہوگا کہ یہ لغت بعد میں کئی الگ الگ ناموں سے شائع ہوئی۔مولف نے فرہنگ آصفیہ کے مدون سے پہلے مذکورہ بالا لغت تدوین کی۔یہی لغت کبھی ارمغان دہلی ۱۸۷۸ء کی شکل میں مختلف رسالوں میں اشاعت و تدوین کی گئی۔ان رسالوں کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔اسی مقبولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے مجموعی شکل میں لغات اردو (خلاصۂ ارمغان دہلی) کے عنوان کے تحت شملہ سے شائع کیا گیا۔۳۲۔موصوف کی ایک اور لغت ''لغات النساء'' کی اشاعت بھی اسی زمانے میں ہوئی۔یہ لغت صرف عورتوں کی زبان اور محاوروں پر مشتمل تھی۔حالانکہ دونوں لغات جدا جدا شائع ہو چکی تھیں لیکن مولف نے از سر نو دونوں ''لغات اردو'' جو ''ارمغان دہلی'' پر مشتمل تھی اور لغات النساء دونوں کا اجتماع کر کے ان میں متعدد اضافے اور ترمیمات کیں اور نئی تدوین کے ساتھ ''ہندوستانی اردو لغت'' کے نام سے مرتب کیا۔چنانچہ یہی لغت آخر کار ''فرہنگ آصفیہ'' کے نام سے مشہور و مقبول ہوئی۔نظام دکن کی مالی امداد کے سبب فرہنگ آصفیہ کی جلد اول ۱۸۸۷ء میں، جلد دوم ۱۸۸۸ء میں، جلد سوم ۱۸۹۸ء میں اور جلد چہارم ۱۹۰۱ء میں مکمل ہوئی۔'' ۳۳۔

فرہنگ آصفیہ نے کافی عرصے تک اردو فرہنگ نویسی پر اپنا یک طرفہ تسلط قائم رکھا۔ تا حال بہت سی خامیوں کے باوجود اس کی اہمیت برقرار ہے کیونکہ یہ لغت فرہنگ نویسی کے ذخیرے میں بیش بہا جوہر اور ایک نئے باب کا اضافہ کرتی ہے۔یہ لغت ایک جامع لغت ہے اور صحیح معنوں میں فرہنگ نویسی کے زیادہ سے زیادہ تقاضوں کو پورا کرتی ہے اس کی چاروں جلدیں بڑی تقطیع میں ۲۲×۱۸ سائز پر ہیں۔پہلی جلد میں الف سے تائے فوقانی تک، دوسری جلد میں ٹ سے ذائے معجمہ تک اور جلد سوم میں س مہملہ سے ک عربی تک اور جلد چہارم میں ک فارسی سے یائے تحتانی تک کے الفاظ، محاورات اور مصطلحات کو درج کیا گیا ہے۔اردو کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت زبانوں کے علاوہ مغربی زبانوں مثلاً انگریزی، سریانی، رومن اور لاطینی وغیرہ وغیرہ کے الفاظ بھی شامل کئے گئے ہیں لیکن یہ وہی الفاظ ہیں جو اردو میں کثیر الاستعمال ہونے کے سبب عام مانے جاتے ہیں۔مشکل و عام فہم الفاظ، ضرب الامثال، روزمرہ، محاورات درج کرنے کے علاوہ اہم مقامات

اور اہم شخصیات کا ذکر بھی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس کی حیثیت لغت سے کہیں زیادہ بلکہ یوں کہئے کہ دائرۃ المعارف کی ہوگئی ہے۔ اندراج کی تشریح اور وضاحت کے لئے سند کے ضمن میں اساتذہ کا کلام دیا گیا ہے۔ اس کی جامعیت وہمہ گیری ووسعت کا اندازہ فرہنگ آصفیہ کے مولف کی اس عبارت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

''عربی، فارسی، ترکی، سنسکرت اور انگریزی لغات مخلوطہ بہ اردو، عدالتی و بیگماتی محاورات، اہل پیشہ واہل حرفہ کی ضروری اصطلاحات، داخل روز مرہ، ضرب الامثال، اشارے کنائے، تاریخی واقعات، مناسب حال مادے، تذکیر وتانیث کے فیصلے، فلسفہ وطبیعات کے حسب موقع مسئلے، علم زبان کے نکتے، اردو صرف ونحو کے قائدے، ملک کی متداولہ رسمیں، قدیم وجدید تحقیقات کے اختلاف مع نظائر نظم ونثر وکثرت معانی ووجہ تسمیہ، تمام اولیائے ہند اور تمام فقراء ہند کے اسماء گرامی مع حالات، علماء نامی کے نام اور مختصر سوانح عمریاں اور دیگر امور کی تشریحات جو ۵۵ ہزار سے متجاوز ہیں۔'' ۳۴

مولوی سید احمد دہلوی کے ماہر لسانیات ہونے کا اندازہ فرہنگ آصفیہ کی جلد اول کے ابتدائی باب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ جس میں انہوں نے اردو زبان کی پیدائش اور ارتقاء پر مدلل بحث کی ہے اور الفاظ کی سرگزشت کا بیان تاریخی اعتبار سے کیا ہے جو کہ الفاظ پر ان کی عمیق نظری کی دلالت ہے۔ محاورات اور مصطلحات میں بھی ان کو مہارت حاصل تھی۔ لغات النساء جس میں انہوں نے دہلی کی بیگماتی زبان اور مخصوص محاورات کو جمع کیا ہے اس کا روشن ثبوت ہے۔ فرہنگ آصفیہ میں چند مقامات پر بیجا طوالت سے کام لیا گیا ہے اور مولف سے بہت سے امور میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ تاہم اس کی وسعت وجامعیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس کے ضمن میں مولوی عبدالحق کا یہ قول زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے:

''اردو لغات پر اب تک جتنی کتابیں لکھی گئیں، ان سب میں جامع اور مکمل اور سب سے کارآمد مولوی سید احمد دہلوی کی فرہنگ آصفیہ ہے..... ایک تنہا شخص جس قدر محنت کاوش اور تحقیق کرسکتا ہے، انہوں نے اس کا حق ادا کیا اور ایسا بڑا کام کیا کہ اردو زبان ہمیشہ ان کی زیر بار منت رہے گی۔ گو الفاظ کی تحقیق میں غلطیاں بھی ہیں، بہت سے الفاظ اور بعض محاورے بھی چھوٹ گئے ہیں، زمانہ حال کی رو سے بہت اضافے کی ضرورت ہے۔ بعض جگہ بیجا طول نویسی سے کام لیا ہے۔ تاہم یہ کتاب ایسی ہے کہ مولف کو داد نہ دینا ظلم ہوگا۔'' ۳۵

فرہنگ آصفیہ کی اشاعت کے بعد متعدد چھوٹی بڑی فرہنگیں تدوین کی گئیں جن میں چند اہم فرہنگوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ہمارے لغت نویسوں نے خواتین کی زبان اور زنانہ محاورات کو بھی اپنا موضوع بنایا۔ اسی کا نتیجہ ہے کی اردو ادب میں فرہنگ نویسی کی تاریخ میں خواتین کے الفاظ ومحاورات سے متعلق متعدد فرہنگیں موجود ہیں۔ ''لغات الخواتین'' کو اس سلسلے کی اہم اور پہلی کڑی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے مولف سید امجد علی اشہری ہیں۔ یہ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی اس میں خواتین کے روزمرہ استعمال ہونے والے الفاظ، مصطلحات اور خاص محاورات کے معنی کی تشریح کی گئی ہے اور فاضل مصنف نے ان کے موقع محل پر استعمال کی جانب بھی قارئین کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ سید امجد علی اشہری کی درج ذیل عبارت اس بات پر صادق آتی ہے، لکھتے ہیں:

''اردو زبان میں اکثر الفاظ، شریف عورتوں کے محاورے اور روزمرہ میں داخل ہیں وہ عورتوں کے کام

آسکتے ہیں۔ ان میں زنانہ بول چال کے مخصوص الفاظ کو اس لغت میں جمع کیا ہے تا کہ ناواقف عورتیں ان کے ذریعہ سے اپنی بول چال کو خوشنما بنا سکیں۔'' ۳۶

اسی ضمن میں سید احمد دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ کی مشہور تصنیف لغات النساء کا ذکر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ اس کی اشاعت ۱۹۱۷ء میں ہوئی اس میں دہلی کی بیگموں، قلعہ معلی کی شہزادیوں، عام شریف خاندانوں، متوسط الناس مستورات، ہندو لیڈیوں، کتب تعلیمات زنانہ کے جدید و قدیم لغات، محاورات، اصطلاحات، خاص خاص رمز و کنایات و ضرب الامثال کا گنجینہ، تاریخی معلومات، زبان کا دفینہ و قابل اصلاح زنانہ توہمات و عقائد نسواں کا جزو و کل مجموعہ تعداد قلم بند ۱۴۰۷ الفاظ و مصطلحات کا خزانہ و ذخیرہ موجود ہے۔

''محاورات نسواں و خاص بیگمات کی زبان'' مولفہ منیر لکھنوی کو بھی اس زمرے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اس کی اشاعت کا زمانہ ۱۹۳۰ء ہے۔ مولف نے بیگماتی زبان کو خاص موضوع بنا کر اس کی تالیف کی ہے، لہٰذا اس سلسلے میں مولف کی رائے کو بنا کسی تردد کے بیان کر دینا زیادہ موزوں رہیگا۔ بقول منیر لکھنوی:

''محاورات نسواں خاص بیگمات کی زبان کا جس میں با سناد شعراء و ہندو محاورات درج ہیں جو مستورات کی زبان پر بیشتر اور مردوں کی زبان پر کم تر آتے ہیں۔ ناظرین والا تبار کے ملاحظہ میں پیش کر کے عرض پرداز ہوں کہ آپ کی قدر شناسی جس طرح اجازت دے اسے کام میں لائیے۔'' ۳۷

۱۹۱۹ء میں منشی لالتا پرشاد شفق لکھنوی نے ''فرہنگ شفق'' ۳۸ کی تدوین کی۔ اس فرہنگ میں اردو کے مشہور و معروف و ممتاز شعراء غالب، ذوق اور آتش کے کلام سے اسناد دی گئی ہیں۔ یہ محاورات پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف وہی محاورات درج کئے گئے ہیں جو ناسخ، آتش، غالب اور ذوق کے کلام میں موجود ہیں۔ محاورات کو حروف تہجی کے تحت ترتیب دیا گیا۔

امیر اللغات کے نامکمل کام کو پورا کرنے کی غرض سے نور الحسن کاکوری نے ۱۹۲۴ء میں نور اللغات کی تدوین شروع کی اور اسی سال اس کا پہلا حصہ (جلد اول) نیر پریس لکھنؤ سے شائع کیا۔ اسے چار مبسوط جلدوں میں مکمل کیا گیا۔ اس کی چوتھی اور آخری جلد، اشاعت العلوم پریس، فرنگی محل لکھنؤ سے ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی یہ لغت اگر چہ امیر اللغات کے تکملہ کے طور پر مرتب کرنے کی غرض سے شروع کی گئی تھی مگر مولف نے اس کا انداز امیر اللغات سے قطعاً مختلف رکھا۔ ۳۹۔ امیر اللغات کی طرز نور اللغات سے کافی مختلف ہے:

''نور الحسن نیر کاکوری ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔ ذی علم، باصلاحیت اور صاحب استطاعت عالم تھے اردو کے مشہور لغت و شاعر محسن کاکوری کے صاحب زادے تھے۔ انہیں کے تربیت یافتہ تھے۔ اس لئے زبان پر کامل قدرت رکھتے تھے۔ انہوں نے چار جلدوں میں نور اللغات تالیف کی جو بڑی خصوصیات کی حامل ہے لیکن انہوں نے الفاظ کی تعبیر و تشریح میں تفصیل سے کام نہیں لیا، نہ ہی اشعار سے معنی و مفہوم کی سند پیش کی ہے۔ صرف لفظ کے بدلے لفظ پیش کر دیا ہے۔ اس طرح اس کے معنی میں وہ وسعت نہیں ہے جو فرہنگ آصفیہ اور امیر اللغات کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس کے بغور مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مولف نے فرہنگ آصفیہ سے خصوصی استفادہ کیا ہے۔ جس کے باعث اکثر مقامات پر اس ہی کے معنی ہو بہو نقل ہو گئے ہیں۔'' ۴۰

نور اللغات میں محل استعمال کی وضاحت کے لئے فقرے درج کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات دونوں میں عربی و فارسی کو اکثر اصل زبان کے تلفظ کے مطابق ہی رکھا گیا ہے اور زیادہ تر اردو کے مختلف تلفظ کا بھی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ بسا اوقات اردو تلفظ کی صراحت بھی آخر میں کی گئی ہے یا یہ عبارت بھی دیکھنے کو ملتی ہے کہ عام طور پر زبانوں پر یوں ہے اور اردو میں اس طرح بولا جاتا ہے۔ خال

حال یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ لفظ کو اردو ساخت یا تلفظ کے مطابق قائم کر کے بعد میں عربی اور فارسی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ صحیح یوں ہے۔ اس سے قاری شبہات میں مبتلا ہوسکتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ یہ نتیجہ بھی اخذ کر لے کہ اردو کی تصرف شدہ شکل غلط ہے۔ حالانکہ اردو کتب لغات میں اندراج کا یہ طریقہ بالکل غلط نہ سہی لیکن کشمکش اور الجھاؤ کا سبب ضرور بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات کی فرگزاشتوں کے متعلق تصنیف ''زبان ولغت'' میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ''پرانے لغات میں التزام کے ساتھ چند ایسے اندراجات کئے گئے ہیں جو آج کل کے صحت مند سماجی اور قومی تصورات کے منافی ہیں مثلاً الفاظ کے آگے قوسین میں گنوار اور ہندو لکھا گیا ہے۔ گنوار کے بجائے دیہاتی یا قصباتی کا استعمال بہتر ہوگا۔ ہندو کی تخصیص کو بالکل ختم کر دینا چاہئے۔ فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات میں یہ اندراج بکثرت ملتا ہے اور اول الذکر کی نقل میں جا بجا فیروز اللغات میں بھی موجود ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اردو کے بعض الفاظ خاص ہندوؤں کی زبان پر ہیں اور مسلمان ان کو بہت کم بولتے ہیں لیکن یوں دیکھا جائے تو مختلف فرقوں اور علاقوں کے بہت سے امتیازات ہیں۔ ان سب کو لغت میں ظاہر کرنا غیر ضروری ہے۔ فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات میں کئی جگہ 'ہندو' کی تخصیص لغوی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے مثلاً فرہنگ آصفیہ میں چتا کے آگے ہندو لکھا گیا ہے۔[۴۱] نور اللغات میں بھی یہی صورت ہے۔[۴۲] چتا کے لئے کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے، ہندو مسلمان سبھی چتا کہتے ہیں۔ نور اللغات میں براجنا کے آگے بھی ہندو لکھا ہے اور لطف یہ ہے کہ سند میں داغ کا شعر درج کیا ہے۔''[۴۳]

فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات میں نثر کی مستند کتب سے نظیریں دی گئی ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے صحیح استعمال کی وضاحت کرنے کے لئے فقرے بھی پیش کر دیئے گئے ہیں جو کہ ایک کارآمد اور مفید لغت کا جز ولاینفک ہے۔ اس میں خصوصی الفاظ ومحاورات کی اسناد اردو کی مستند و معتبر نثر ونظم سے درج کی گئی ہیں، جہاں اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ صحت زبان کی سند ملتی ہے اور دوسرا یہ کہ اس کا محل استعمال بھی ذہن نشین ہوجاتا ہے۔ فارسی کتب لغات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم فارسی لغات میں استناد پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ اس لئے لغات میں دوسرے لغات کے حوالے کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ جگہ جگہ شعراء کے کلام سے مثالیں بھی پیش کرتے تھے۔ اردو کتب لغات میں فارسی لغات کے حوالے تو بہت کم موجود ہیں لیکن شعراء کے کلام سے مثالیں دینے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

کہیں کہیں اندراجات کے معنی ومفہوم کی تشریح کرتے ہوئے غلطیاں بھی ہوئی ہیں، مثلاً پا انداز کے معنی کے ضمن میں نور اللغات میں دو جملے درج ہیں، گاڑی سے متعلق جملہ یہ ہے۔ ''وہ بچھونا جو گاڑی میں پاؤں رکھنے کی جگہ بچھاتے ہیں''۔ اس عبارت کے سقم کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ موجودہ دور میں پا انداز پلاسٹک اور لوہے کے موٹے تاروں سے بھی بنائے جاتے ہیں۔ معنی ومفہوم میں اس کی رعایت رکھنا لازمی ہے۔

امیر اللغات، فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات میں تذکیر وتانیث الفاظ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ لیکن ظاہری بات ہے کہ ان لوگوں کا عین مقصد لغت نویسی تھی۔ چنانچہ تذکیر وتانیث پر زیادہ توجہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ کہیں کہیں ایک دو جملے لکھے اور بات آگے بڑھادی۔ امیر اللغات کے نامکمل رہنے کا جو افسوس تھا اس کی تلافی مولوی نور الحسن نے نور اللغات لکھ کر کر دی۔ لائق مولف نے اس کی ترتیب وتالیف میں بہت کوشش کی اور محنت کی ہے۔ ہر لفظ کے ساتھ اصل زبان کا اشارہ کر دیا ہے۔ اعراب بھی لگائے ہیں اور اکثر الفاظ کا تلفظ عبارت میں بیان کر دیا ہے۔ محاورات کے جمع کرنے اور ان کی تشریح میں پوری کوشش کی ہے۔

خواجہ عبدالمجید کی تالیف کردہ لغت ''جامع اللغات'' چار مبسوط جلدوں میں ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی۔ جامع اللغات صرف اردو کی لغت

نہیں ہے بلکہ اردو، سنسکرت، عربی، فارسی اور ہندی سب زبانوں پر مشتمل ہے۔ الفاظ ومحاورات کے علاوہ روزمرہ، بول چال کے فقرے، ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی درج ہیں۔ شخصیات وجغرافی اسماء کے نام یعنی اعلام بھی لکھے گئے ہیں۔ مثلاً ''آخن۔ پرشیا کا ایک صوبہ۔ بزگوش۔ مازندران کا ایک مقام'' بعض جگہ صرف یہی لکھ کر بات ختم کردی ہے کہ ''ایک مقام کا نام ہے''۔ مثلاً ''قاشان۔ ایک شہر کا نام۔'' اسماء اور الفاظ کی تعریف بالکل نہیں دی گئی ہے۔ معمولی اور نامناسب فقرے بھی لغت میں شامل کردیے گئے ہیں۔ جیسے ''آؤ مہربان بڑی (دیر لگائی) راہ دکھائی۔'' آپ کا گھر کہاں ہے۔ ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' ایک مشہور مصرع ہے لیکن اسے آخر کے تحت نقل اس طرح کیا گیا ہے کہ ''آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''۔ اس کو آخر سے کوئی مناسبت نہیں ہے اسی طرح محاوروں کی پہچان میں بھی اسقام پائے جاتے ہیں۔ ''آب ٹپکانا، آب ٹپکنا، آب در'' وغیرہ کو محاورات میں شامل کیا گیا ہے۔ 'ال' کے ضمن میں ۲۸ کالم اسماء کے لئے صرف کردیئے ہیں اور ۱۷ کالم 'محمد' کے تحت اعلام کے ہیں۔ عربی، فارسی اور سنسکرت کے ثقیل وبعید اور نامانوس الفاظ درج کئے گئے ہیں جو نہ قدیم اردو میں رائج تھے نہ جدید اردو میں رائج ہیں۔ جیسے عربی کے الفاظ ہیں ''ابراض (نیا گھاس پیدا کرنا) ارہاف (تیز کرنا) احتماش (بہت ناراض ہونا) اسفاح (درخواست نامنظور کرنا) اصعاق (آسمان سے آگ اتارنا) وغیرہ وغیرہ''۔ چند سنسکرت کے الفاظ پر بھی نظر ڈال لی جائے: آپیا تک (دوسرے درجے کا گناہ) ابھیاگت (پہنچا ہوا مہمان) یشٹکا (لاٹھی، عصاء)۔

مولف نے اندراج کے محل استعمال کے لئے کہیں بھی اسناد نہیں دی ہیں اور نہ ہی الفاظ کی اصل کی تحقیق کی کوشش کی ہے۔ یہ بھی ایک خاص وجہ ہے کہ اس لغت کو مستند قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زبانوں کی کتب لغات کی نقل کی گئی ہے۔ خاص طور پر فارسی انگریزی، عربی انگریزی، اردو انگریزی، ہندی انگریزی وغیرہ۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مولف نے اس لغت کو مرتب کرنے میں سخت کاوش کی ہے اور الفاظ کا ایک عظیم خزانہ یکجا کردیا ہے۔

اس کے بعد محمد عبداللہ خان خویشگی نے ایک اہم یک جلدی لغت 'فرہنگ عامرہ' ۱۹۳۷ء میں تدوین کی۔ جس میں اردو کے علاوہ دیگر زبانوں کے عربی، فارسی اور ترکی الفاظ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس فرہنگ کی تدوین میں اندراج کے تلفظ کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ فرہنگ ہذا میں حتی الواسع پوری تحقیق وتدقیق کے بعد تلفظ لکھے گئے ہیں۔ تقریباً اسی زمانے میں ایک اور یک جلدی لغت 'فیروز اللغات' منظر عام پر آئی۔ اس کے مولف مولوی فیروز الدین نے جہاں ایک سمت متداول الفاظ، اصطلاحات، مرکبات، محاورات، ضرب الامثال، سائنسی وفنی اصطلاحات وغیرہ کو شامل کیا ہے لیکن دوسری سمت غیر ضروری محاورات کو خارج بھی کردیا ہے۔ خارج الفاظ کی جگہ ضروری قدیم الفاظ کو داخل کیا ہے۔ یہ لغت اوسط درجے کی ہے اور عام استعمال کے لئے موزوں ہے۔

اردو فرہنگ نویسی میں اصطلاح سازی کو بھی خاص مقام عطا کیا گیا۔ اصطلاحات سے متعلق کئی فرہنگیں شائع ہوچکی ہیں۔ اسی نوعیت کی ایک ضخیم موضوعی لغت مخزن الجواہر ہے جو ۱۹۲۳ء میں مرکنٹائل پریس لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کے مولف حکیم غلام جیلانی ہیں۔ مذکورہ فرہنگ طبی علوم سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں شامل اندراجات اس طرح ہیں:

> ''تقریباً چودہ ہزار عربی وفارسی کی قدیم وجدید اصطلاحات اور تقریباً چھ سات ہزار ان کی مترادف انگریزی ڈاکٹری اصطلاحات ہیں۔ گویا علم الامراض، علم الجراحۃ، علم العلاج، علم الادویہ، علم الکیمیا، علم الحیاط، علم التشریح اور علم منافع الاعضاء وغیرہ کی کل اکیس ہزار طبی وڈاکٹری اصطلاحات ہیں اور آخر میں انگریزی واردو ڈاکٹری لغات ہے۔ نیز اس میں تمام قدیم وجدید عربی طبی مترادف اصطلاحات کو یکجا لکھا گیا ہے اور سیکڑوں

مترادف طبی اصطلاحات اور متشابہ امراض کے باہمی فروق بیان کئے گئے ہیں اور طب یونانی و ڈاکٹری کے تقریباً تمام اخلاقی مسائل پر تنقیدانہ محاکمہ کیا گیا ہے۔'' ۴۴

'مخزن الجواہر' طبی علوم پر اب تک شائع ہونے والی فرہنگوں میں سب سے زیادہ جمعیت و وسعت رکھتی ہے۔ عموماً اس نوعیت کی لغات اور فرہنگیں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے والوں کے لئے بیحد مفید ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد قسم سے ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

وضع اصطلاحات ۱۹۳۱ء مولف مولانا وحیدالدین سلیم بھی اردو اصطلاحات کے زمرے میں بیش قیمتی اضافہ ہے۔ اس کتاب میں اردو میں اصطلاح نویسی کے اصول متعین کئے گئے ہیں اور اصطلاح سازی سے تعلق رکھنے والے تمام موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے متعلق مزید معلومات کے لئے مولف کے خیالات جو کہ دیباچہ میں درج ہیں جاننا ضروری ہیں:

''اول میں نے اس بات پر بحث کی ہے کہ اصطلاح کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے پھر وضع اصطلاح کے دو مختلف نظریے پیش کئے ہیں جن میں سے ہر ایک کا ماننے والا بڑا گروہ ہے دونوں گروہ اپنے اپنے نظریے کی تائید میں دلائل بیان کرتے ہیں، وہ سب وضاحت کے ساتھ درج کئے ہیں۔ آگے چل کر اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ اردو زبان جس خاندان السنہ سے تعلق رکھتی ہے، اس کا نام آریائی ہے۔ پھر اس خاندان کی زبانوں میں الفاظ سازی کے مشترک اصول پائے جاتے ہیں۔ ان کو بیان کر کے ہر اصول کے متعلق اول انگریزی زبان کی کچھ مثالیں اجمالاً درج کی ہیں۔ پھر اردو زبان کی مثالوں میں اردو الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ اس تفصیلی بحث کے بعد جس میں اردو زبان کی قدرتی بناوٹ کا خاکہ کھینچا گیا ہے، وہ اصلی اور مرکزی بحث شروع ہوتی ہے جس کے لئے یہ کتاب تیار کی گئی ہے یعنی وضع اصطلاحات، چنانچہ اول مفرد اصطلاحیں وضع کرنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ پھر عموماً اس قسم کی اصطلاحیں وضع کرنے کے طریقے درج کئے گئے ہیں۔'' ۴۵

ان اصولوں اور طریقوں کو بیان کرنے کے بعد ایک نہایت اہم اور دلچسپ بحث اس بات میں کی گئی ہے کہ ہماری زبان میں ترکیب الفاظ کے کون کون سے طریقے پائے جاتے ہیں۔ اس بحث میں مرکب الفاظ کا جو ذخیرہ درج کیا گیا ہے، وہ نہایت کارآمد ہے اور ہماری شاعری اور انشاء پردازی کا مدار اسی ذخیرے پر ہے۔ غرض کہ اول سابقوں اور لاحقوں کے ذکر میں، پھر نیم سابقوں اور نیم لاحقوں کے بیان میں مفرد اور مرکب الفاظ کا جو سرمایہ جمع کیا گیا ہے، وہ کہیں ایک جگہ نہیں ملے گا۔ ترکیب الفاظ کے طریقے مندرج کرنے کے بعد مرکب اصطلاحیں وضع کرنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ آخر میں ایک ذیل ہے جس میں مرکب اصطلاحات کے بعد اصولوں کا استعمال مثالیں دے کر بتایا گیا ہے۔ اردو اصطلاح سازی کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کی یکتا اور بے مثل تصنیف ہے۔ اس کی ایک اور اہم خاصیت یہ ہے کہ اس میں الفاظ کی بناوٹ اور اصطلاح نویسی کے اصول نہایت منظم، مربوط اور سائنٹفک طریقے سے لکھے گئے ہیں۔

اردو اصطلاح نویسی کے متعلق بابائے اردو مولوی عبدالحق کی کوششیں لائق صد تحسین ہیں۔ ان کی نگرانی میں متعدد فرہنگیں مرتب کی گئیں اور انہیں کے زیر قیادت انجمن ترقی اردو ہند سے شائع ہوئیں۔ اس سلسلے کی اول تصنیف ''فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران'' ہے۔ اس کے مولف ظفر الرحمن دہلوی ہیں، مولف نے ہندوستان کے مختلف فنون، صنعتوں، محاورات اور اصطلاحات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ مخصوص تصاویر بھی پیش کر دی گئی ہیں تا کہ ان کے متعلق آسانی سے اندازہ لگایا جا سکے۔ یہ فرہنگ سات حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصہ میں الگ الگ قسم کی اصطلاحات لکھی گئی ہیں۔ جو اس طرح ہیں:

حصہ اول: تیاری مکانات اور تہذیب و آرائش سے متعلق بیس پیشوں کی اصطلاحات۔

حصہ دوم: تیاری لباس اور اس کی تزئین کے ذیل میں پچیس پیشوں کی اصطلاحات۔

حصہ سوم: تیاری خوراک اور اس کے لوازم سے متعلق اصطلاحات۔

حصہ چہارو پنجم: ہندوستان کے مختلف فنوں اور صنعتوں کے اصطلاحی الفاظ و محاورات۔

حصہ ششم: کاشت کاری، باغبانی اور آب پاشی کی اصطلاحات۔

حصہ ہفتم: بیوپاری، دستکاری اور تکیہ داری وغیرہ کے تحت سترہ پیشوں کی اصطلاحات۔ ۴۶

اس میں کوئی شک نہیں کہ مولف نے سخت کاوش اور نہایت جاں فشانی سے اصطلاحات کو درج کیا ہے اور ان کے معنی و مفہوم ربط و تسلسل کے ساتھ تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اصطلاحات کو فن کے اعتبار سے مرتب کیا ہے چنانچہ متن میں ان کا تلاش کرنا ایک مشکل کام تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے ہر حصہ کے آخر میں اصطلاحات کی ابجدی فہرست درج کی گئی ہے۔ حسب موقع و ضرورت تصاویر کے ذریعہ بھی معنی و مفہوم کی وضاحت کی گئی ہے۔ منجملہ خصوصیات کے سبب اس کی افادیت کافی بڑھ جاتی ہے۔

مولوی عبدالحق نے اسی سلسلے میں سائنسی موضوعات پر مبنی فرہنگوں کو مرتب کرایا۔ یہ بھی ۱۹۳۹ء میں انجمن ترقی اردو، دہلی سے شائع ہوئیں۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

حصہ اول: فرہنگ اصطلاحات کیمیا۔

حصہ دوم: فرہنگ اصطلاحات معاشیات، تاریخ و سیاسیات اور عمرانیات۔

حصہ سوم: فرہنگ اصطلاحات طبیعات۔

مذکورہ بالا فرہنگوں میں انگریزی اصطلاحات کے صرف مترادفات درج کئے گئے ہیں۔ تشریح بالکل نہیں کی گئی ہے۔ بعد میں اسی نوعیت کی متعدد فرہنگیں شائع ہوئیں مثلاً فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ مطبع انجمن ترقی اردو کراچی مرتبہ ابرار حسین قادری اس طرز کی کارآمد و مفید فرہنگ ہے۔

'فرہنگ امثال' جو کہ ضرب المثل سے متعلق فرہنگ ہے ۱۹۳۹ء میں شانتی پریس الٰہ آباد سے پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ دوسری مرتبہ ۱۹۵۸ء میں کتاب نگر لکھنؤ سے شائع کی گئی۔ اسکے مولف پروفیسر مسعود حسن رضوی ہیں جو کہ ایک بلند پایہ محقق اور ادیب قرار دیئے جاتے ہیں۔ فرہنگ امثال کو ترتیب دے کر انہوں نے قابل تعریف کام انجام دیا ہے۔ اس میں عربی و فارسی کے ان اشعار و اقوال کو درج کیا گیا ہے جو اردو میں کثیر الاستعمال ہیں اور اسی سبب ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس میں فارسی کہاوتوں کا اردو میں مطلب بیان کیا گیا ہے۔

مرزا محمد مہذب لکھنوی کو اردو لغت نویسی میں منفرد مقام حاصل ہے۔ ان کی مایۂ ناز تصنیف 'مہذب اللغات' کو مخصوص منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ بڑی مفصل اور ضخیم لغت ہے جو کہ چودہ جلدوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ مولف نے نہایت تلاش و تحقیق کے بعد ایک ضخیم اردو لغت

کی بنیاد ڈالی تھی اور ان کی زندگی میں اس کی بارہ جلدیں بھی شائع ہو چکی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندگان نے دیگر جلدوں کی اشاعت کی جن کی تفصیل حسب ذیل درج کر دی گئی ہے:

نمبر	لغت	صفحات	تقطیع	سن اشاعت	ترتیب حروف تہجی	مولف
۱	مہذب اللغات جلد اول	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۵۸ء	الف ممدودہ و مقصورہ	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۲	مہذب اللغات جلد دوم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۶۸ء	الف ب پ	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۳	مہذب اللغات جلد سوم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۶۲ء	پ ت ٹ ث ج	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۴	مہذب اللغات جلد چہارم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۶۶ء	ج چ ح خ د	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۵	مہذب اللغات جلد پنجم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۶۷ء	ڈ ذ ر	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۶	مہذب اللغات جلد ششم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۶۹ء	ز س	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۷	مہذب اللغات جلد ہفتم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۷۰ء	س ش ص ض ط ظ ع	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۸	مہذب اللغات جلد ہشتم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۷۲ء	ع غ ف ق	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۹	مہذب اللغات جلد نہم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۷۵ء	ق ک	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۱۰	مہذب اللغات جلد دہم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۷۷ء	ک گ	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۱۱	مہذب اللغات جلد یازدہم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۷۸ء	گ ل م	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۱۲	مہذب اللغات جلد دوازدہم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۸۱ء	م	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۱۳	مہذب اللغات جلد سیزدہم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۸۲ء	م ن و ہ	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی
۱۴	مہذب اللغات جلد چہاردہم	۵۰۰	۲۳×۳۶/۸	۱۹۸۹ء	ہ ی	سید محمد مرزا مہذب لکھنوی

مہذب اللغات اردو کی ضخیم لغت ہے جو کسی ایک شخص کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس کے مولف کے ماخذ میں ''نور اللغات'' (نور الحسن نیّر) امیر اللغات (امیر مینائی) جامع اللغات، فرہنگ آصفیہ وغیرہ شامل ہیں۔ جن سے اس لغت کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہے۔ معنی کی سند شعراء کے کلام سے دی گئی ہے۔ اس لغت کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس لغت میں شعراء کے کلام کے علاوہ ادباء کی تخلیقات، مذہبی کتب اور تاریخی دستاویزات سے بھی الفاظ و محاورات کی اسناد پیش کی گئی ہیں۔ اس لغت میں قول فیصل کا التزام بھی کیا گیا ہے۔ ایک ہی لفظ کو اس کے متعدد معنی کے لحاظ سے ایک سے زائد مرتبہ درج کر کے اس کی تشریح و وضاحت کی گئی ہے۔ فصاحت کا معیار لکھنوی ہے جس کا مدار شعراء کے کلام کو بنایا ہے۔ اس میں ہر لفظ کے تلفظ کو الگ الگ حروف اعراب کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ روزمرہ، ضرب الامثال اور محاورات بھی شامل لغت ہیں۔ اعلام کو بھی لغت میں داخل کیا گیا ہے جیسے۔ ابان (عرب شاعر)، ابر (لکھنوی شاعر)، ابن زیاد وغیرہ۔ لیکن لفظ کی اصل سے بحث کرنے پر توجہ نہیں دی ہے۔ مثلاً الف کی بحث کے تحت لکھا گیا ہے۔ ''اچل کے معنی نہ چلنے والا۔ لکھنؤ میں سوائے اٹل کے اچل، ادھر وغیرہ کم بولے جاتے ہیں۔ بہ اعتبار لکھنؤ غیر فصیح۔ گویا الف اپنی اختصاری شکل میں بڑا کام انجام دیتا ہے مگر کیا کیا جائے کہ فصحائے لکھنؤ غیر فصیح سمجھتے آئے ہیں اور اب بھی یہی سمجھتے ہیں۔ شعرائے لکھنؤ کے کلام میں استعمال مفقود شاذ اور اگر کسی کے کلام میں پایا جائے تو دلیل عدم ہے''۔

ایک طرف تو ''ادھر'' جیسے الفاظ کو غیر فصیح قرار دیا گیا ہے دوسری سمت ابندو، ابدھی کچھ، انبھت، آپستی جیسے ثقیل اور نامانوس سنسکرت کے بہت سے الفاظ شامل کرتے چلے گئے ہیں۔ لیکن ان کی فصاحت کے متعلق کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ لفظ ''ابتر'' کو فارسی قرار دیا ہے اور غیر فصیح متروک۔ محاورہ ''اپنا جوہر دکھانا'' لکھ کر معنی بیان کئے ہیں اور آگے لکھتے ہیں۔ جوہر دکھانا محاورہ ہے اپنا یا اپنے کے لفظ داخل محاورہ نہیں۔'' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ داخل محاورہ نہیں تو اسے لغت میں کس ضرورت کے تحت داخل کیا گیا۔ مہذب اللغات کے متعلق محمد ضیاء الدین انصاری ''اردو مثنوی کی فرہنگ'' کے مقدمہ میں صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں:

> ''اس میں اردو میں مستعمل الفاظ، مصطلحات اور ضرب الامثال کے علاوہ اہم شخصیات، مقامات اور واقعات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے فرہنگ آصفیہ کی طرح اس کے مشمولات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ اس کا مجموعی انداز کسی حد تک مروجہ کتب لغات سے مختلف ہے اس میں پہلے تو لفظ کے معنی دیئے گئے ہیں، اس کے بعد حسب ضرورت اس کی تشریح دی گئی ہے، پھر کسی شعر یا نثر پارے سے اس کی سند پیش کی گئی ہے اور آخر میں ''قول فیصل'' کا عنوان قائم کر کے اس لفظ کے فصیح، غیر فصیح، متروک یا رائج ہونے کا فیصلہ صادر کیا گیا ہے۔ فصاحت کا معیار عام طور پر دبستان لکھنؤ کی زبان کو قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے مندراجات میں مولف کے مذہب اور مسلک کی جھلک بھی صاف دکھائی دیتی ہے۔ اس کے بغور اور بالاستعیاب مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ مولف کے پیش نظر فرہنگ آصفیہ اور نور اللغات زیادہ رہی ہیں۔ چنانچہ اکثر معنی انہیں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح مختلف علوم وفنون کی تفصیلات بیان کرنے میں فارسی کی جامع العلوم مولفہ واجد علی سے خصوصی طور پر استفادہ کیا گیا ہے لیکن اس کا اعتراف کہیں نہیں کیا گیا۔''

مہذب اللغات کی تدوین کے بعد کئی چھوٹی بڑی فرہنگیں سامنے آتی ہیں۔ جن میں ایک قائد اللغات مولف ابو نعیم عبدالحکیم خاں نشتر جالندھری ہے جو حامد اینڈ کمپنی لاہور سے شائع ہوئی۔ 'سرمایۂ زبان اردو' مرتبہ حکیم سید ضامن علی جلالؔ ۱۹۸۷ء میں اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ سے شائع کی گئی۔ اس میں اردو زبان کے الفاظ ومحاورات کے معانی اردو میں دیئے گئے ہیں۔ اول الذکر فرہنگ میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ الفاظ کی تحقیق مطلق نہیں کی گئی ہے۔ آخر الذکر فرہنگ اردو کے متعدد الفاظ کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس سے کچھ عرصہ پہلے یعنی ۱۹۸۲ء میں ''نکات زبان دانی'' مولف محبت رائے شرما ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی سے شائع ہوئی۔ یہ اردو زبان کے الفاظ کی تحقیق، قواعد، علم بیان وغیرہ کے مباحث پر مشتمل ہے۔ قواعد وعلم وبیان پر اس میں خاصی وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

دور حاضر کی سب سے جامع، مفصل اور ضخیم لغت 'اردو لغت' ہے۔ یہ ترقی اردو بورڈ کراچی سے شائع ہوئی۔ یہ تاریخی اصول پر آکسفورڈ انگلش ڈکشنری (کلان) کے طرز پر مرتب کی گئی ہے۔ اس کی نیو مولوی عبدالحق نے رکھی تھی۔ ترقی اردو بورڈ کراچی کے قیام کے دوران ہی ۱۹۵۸ء میں اس پر کام شروع ہو گیا تھا۔ یہ کام بڑے پیمانے پر انجام دیا گیا اور ان حضرات نے اس لغت کی تدوین میں سخت کاوش سے کام لیا اور اسے مکمل کرایا۔ یہ سارا کام منصوبہ بندی کے تحت کیا گیا۔ سب سے پہلے الفاظ ومحاورات کے کارڈ تیار کئے گئے۔ ان کارڈوں کی تعداد ابتداء میں ہی چودہ لاکھ کے آس پاس تھی۔ لیکن بعد میں تنقیح کر کے ان کی تعداد میں مزید اضافہ کیا گیا۔ تشکیل کی حدود میں داخل ہونے تک اسے متعدد مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ جلد اول کی ابتداء میں بعنوان تعارف اس کی نہج پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے:

> ''آکسفورڈ ڈکشنری (کلاں) کے نمونے پر جو ابتدائی خاکہ تیار کیا گیا اس کا تقاضہ یہ تھا کہ ابتداء سے لے کر موجودہ دور تک اردو ادب کا ایک ایسے نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا جائے کہ ہر لفظ، بلکہ اس کی ضمنی شقوں کی بھی

مثالیں شروع سے لے کر آخر تک ہر دور سے مہیا کی جاسکیں، کیونکہ کسی لفظ کی قدامت اور عہد بہ عہد استعمال میں ترک واختیار کی پوری کیفیت اسی صورت سے ظاہر ہوسکتی ہے۔ بعض الفاظ کسی موڑ پر آکر متروج ہوجاتے ہیں، یا ان کا رواج محدود ہوکر رہ جاتا ہے۔ یہی حال معانی کا ہے۔ کسی عہد میں کوئی لفظ کسی خاص معنی کا حامل ہوتا ہے اور بعد میں اس معنی کو کسی حد تک متروک پانا معقول سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ الفاظ نئے معنی قبول کرتے رہتے ہیں۔'' ۴۷

اس کے آگے اس میں شامل اندراجات کے محتویات پر روشنی ڈالی گئی ہے:

''چونکہ یہ ایک تاریخی لغت ہے جو جدید لسانیاتی اصول پر مرتب کی گئی ہے لہٰذا آکسفورڈ ڈکشنری کی طرح اس میں بھی قدیم وجدید، متروک ورائج، سب ہی قسم کے الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ ایک طرف عام بول چال کے الفاظ ہیں تو دوسری طرف علمی وفنی اصطلاحات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ کہاوتوں اور محاوروں کا بڑی حد تک احاطہ کیا گیا ہے۔'' ۴۸

موجودہ فرہنگ میں مستند شعرا کے کلام اور ادیبوں کے نثر پاروں سے اسناد دی گئی ہیں۔ ہر لفظ اس کے مشتقات اردو اصطلاحات اور محاورات کے معنی ومفہوم کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ اس امر کی تکمیل کے لئے اردو ادب کو بنیادی طور پر تین ادوار میں رکھا گیا ہے۔ ساتھ ہی معنی ومفہوم کی اسناد دیتے وقت اس امر کا بھی خیال رکھا گیا کہ ہر دور سے کم از کم ایک سند ضرور دے دی جائے۔ اس ضمن میں تفصیل ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

''الفاظ کی ایک سے زائد شکلیں بھی ہوتی ہیں، جیسے اچنبا اور اچنبھا اور تلفظ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے جس کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ حقیقتاً ان اختلافات کا بخوبی احاطہ اور تعین صرف ادب کے بالاستیعاب مطالعے سے ہی ممکن ہے۔ معانی میں بعض اوقات نہایت نازک فرق ہوتا ہے جس کی وضاحت استناد یا استشہاد کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔'' ۴۹

الغرض اس لغت کو جامعیت اور ہم جہتی سے ترتیب دیا گیا ہے۔ غیر ضروری طوالت سے پرہیز کیا گیا ہے۔ معانی واسناد میں تکرار نہ پیدا ہونے پائے اس کی بھی ممکن حد تک کوشش کی گئی ہے۔ ابتدائی منصوبے کے تحت اسے تیرہ جلدوں میں مکمل کرنا تھا لیکن تکمیل تک پہنچتے پہنچتے اس کی ضخامت اتنی بڑھ گئی کہ اسے چودہ جلدوں میں بھی سمیٹنا ممکن نہ رہا اور بالآخر یہ لغت بائیس جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔ 'اردو لغت' ضخامت کے اعتبار سے اردو کی سب سے ضخیم لغت ہے۔ اس میں الفاظ کے تلفظ، اعراب اور ان کی ترتیب کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔ تلفظ کے طریقوں ملفوظی اور مکتوبی دونوں کو کام میں لایا گیا ہے۔ بسا اوقات الفاظ کے تلفظ میں اختلاف ہونے کے سبب تکرار بھی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے حسب مواقع وضاحت سے کام لیا گیا ہے۔ الفاظ کی تذکیر وتانیث کی تشریح بھی تشفی بخش انداز میں کی گئی ہے۔ جہاں تک ممکن ہوا ہے ہر موقع ومرحلے پر جدید لغات نویسی کے اصولوں کو اپنایا گیا ہے۔

پروفیسر مسعود حسین خاں نے دکنی اردو زبان کی ایک جامع اور مفصل لغت ترتیب دے کر دکنی لغت نویسی کی تاریخ میں اولیت کا شرف حاصل کرلیا۔ انہوں نے ۱۹۶۹ء میں دکنی اردو کی لغت ترتیب دی۔ اس کو مرتب کرنے میں ڈاکٹر غلام عمر خاں نے بھی خاص تعاون کیا۔ اس میں دکنی زبان کے الفاظ ومحاورات کے معنی کی وضاحت کی گئی ہے اور سند کے طور پر دکنی شعراء کے کلام اور ادیبوں کے نثر پاروں سے اسناد پیش کی گئی

ہیں۔ پروفیسر مسعود حسین خاں اس لغت کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

''یہ قدیم دکنی اردو کی لغت ہے۔ جس کا تمام تر مواد اس زبان کے مخطوطات اور مطبوعات سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس قسم کا کوئی کام نہ اب تک تجویز ہوا اور نہ تکمیل کیا گیا ہے۔ تاہم مجھے اس بات کا پوری طرح احساس ہے کہ اس کی حیثیت نشان راہ کی ہے منزل کی نہیں۔'' ۵۰

۱۹۶۰ء کے بعد سے کلاسیکی ادب کی تدوین وترتیب کا ایک خوشنما دور شروع ہوتا ہے جس کا قابل ستائش پہلو یہ رہا کہ اصل متن کے علاوہ اس میں استعمال ہونے والے ثقیل، نادر اور غیر مانوس الفاظ کے معنی بھی درج کئے جاتے ہیں۔ اس کام کے لئے دو طریقوں کو اپنایا جاتا ہے۔ اول تو یہ کہ ہر صفحہ پر حواشی (Cross reference) کے تحت لکھ دیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ کتاب کے آخر میں فرہنگ ترتیب دی جاتی ہے۔ لہٰذا اسی فکر کے زیر اثر میر تقی میر، میر حسن، مرزا دبیر، محمد قلی قطب شاہ، ولی دکنی، دیا شنکر نسیم، ابن نشاطی، شوق لکھنوی، ذوق، سودا، غواصی، عبدل، میر امن، رجب علی بیگ سرور، ڈپٹی نذیر احمد اور غالب وغیرہ کی شعری ونثری تخلیقات کی جدید ترین اشاعتوں میں اس قسم کی فرہنگوں کو شامل کر کے قابل ستائش خدمات انجام دی ہیں۔ ان فرہنگوں کی تدوین کا اہم مقصد مطالب اور معنی و مفاہیم کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ یہ ہمیں قدیم کلاسیکی ادب سے روشناس کراتی ہیں اور ان کے معنی متعین کرنے میں سہولت فراہم کرتی ہیں۔ موجودہ دور میں حکومت ہند کا قائم کردہ ترقی اردو بورڈ اسی سلسلے میں اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو فرہنگیں شائع کر رہا ہے۔ اس قسم کی فرہنگیں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرنے والے ادیب ومصنفین کے لئے بہت کارآمد ثابت ہو رہی ہیں۔ اگر اس زاویہ سے دیکھا جائے تو یہ فرہنگیں بہت اہمیت کی حامل ہیں۔

اس سلسلے کو فروغ دینے کے لئے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایسی فرہنگیں ترتیب دی جائیں جو مکمل ادب کو اپنے حصار میں لئے ہوں۔ ان میں وہ الفاظ ومحاورات، تلمیحات واصطلاحات، روزمرہ، ضرب الامثال اور علامات وغیرہ شامل کئے جائیں جو غریب، غیر مانوس، مشکل، دیر فہم اور مخصوص معنوں میں مستعمل ہوئے ہوں اور ان کا محل استعمال ذہن نشین کرانے کے لئے اساتذہ کے کلام یا نثر پاروں سے اسناد دی جانی چاہئیں۔ اس کے علاوہ شخصیات ومقامات اور واقعات کا اشاریہ بھی ترتیب دیا جائے جن سے ادب کی مختلف اصناف پر روشنی پڑتی ہو۔ ایسی ضخیم اور جامع لغت کو مرتب کرنا ناممکن نہ سہی لیکن مشکل اور صبر آزما کام ضرور ہے۔ اس میں سب سے بڑا مشکل مرحلہ ماہرین فن لغت نویسی اور ادبی شخصیات کا تعاون حاصل کرنا ہے اور ساتھ ہی کثیر سرمایہ کی بھی ضرورت ہوگی۔ لیکن اس کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ ابتدائی مرحلے میں ہر صنف کی الگ الگ فرہنگیں مرتب کی جائیں۔ اس طرح فرہنگ میں وسعت وجامعیت پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس صنف کے ساتھ انصاف کیا جاسکتا ہے اور ان سب کو علیحدہ ترتیب دینے کے بعد یکجا کر کے ایک جامع اور ضخیم فرہنگ کی شکل میں مرتب کیا جائے۔

اس کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ شعراء اور نثر نگاروں کی تخلیقات پر انفرادی طور پر کام کیا جائے۔ جیسے خواجہ میر درد، میر تقی میر، ذوق، سودا، غالب، مومن، داغ، محسن، اقبال، میر امن، رجب علی بیگ سرور، سرسید، نذیر احمد، حالی، رشید احمد صدیقی، شبلی، فرحت اللہ بیگ اور دیگر شعراء ومصنفین کی فرہنگیں تیار کی جائیں۔ نہایت مسرت کی بات ہے کہ ہمارے محققوں اور دانشوروں نے اس سمت پیش قدمی شروع کر دی ہے۔ اس طرز پر کئی فرہنگیں مدون کی جا چکی ہیں۔ جن میں میر، غالب، داغ، میر انیس، اقبال، نظیر، سرشار وغیرہ کی فرہنگیں شامل ہیں۔ مولانا امتیاز علی خاں عرشی مولف فرہنگ غالب کو اس میدان میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے فرہنگ غالب ترتیب دے کر اردو ادب کو ایک نئی سمت دکھائی۔ یہ فرہنگ غالب کے صرف فارسی کلام کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس میں غالب کے اردو کلام کو داخل نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی

ایک خاص وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ غالب کے اردو کلام کی متعدد شرحیں شائع ہوچکی تھیں۔ یہی نہیں مرزا غالب پر اشعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی کی طرف سے بھی تحقیقی کام ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۹۶۹ء میں غالب صدی تقریبات منعقد کی گئیں جس میں اشاریہ کلام غالب شائع ہوا۔ اس میں غالب کے خصوصی محاورات اور تراکیب کی فہرست شامل کی گئی ہے لیکن معنی اور تشریح پیش نہیں کیے گئے ہیں یہ کام ابھی نامکمل ہے کیونکہ اس سے قاری کو فیض حاصل نہیں ہوسکتا۔ تقریباً اسی سال پریم پال اشک کی روزمرہ محاورہ غالب منظر عام پر آئی۔ اس کی اہمیت پر مولف نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:

> ''یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ غالب اگرچہ خود کو فارسی گو کہتے ہیں، لیکن اس کے باجود وہ اپنے اشعار اور فقرات میں روزمرہ کا کس خوبی سے استعمال کرتے ہیں اور جملے و شعر کی ساخت میں آپ محاورات کو کتنی اہمیت دیتے اور انہیں کتنا مقدم تصور کرتے ہیں کہ ہر فقرہ اور ہر شعر خود اپنی زبان سے داد طلب کرتا نظر آتا ہے۔ اس میں غالب کے کلام اور نثری تصانیف میں مستعمل روزمرہ اور محاورات کے معنی کے ساتھ ان کا محل استعمال بھی بتایا گیا ہے اور اس کے لئے غالب کے اشعار یا فقرات بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔'' ۵۱

علامہ اقبال ان خوش نصیب شعرا میں سے ہیں جن پر ہمارے محققین اور ماہر لسانیات نے خصوصی توجہ مبذول فرمائی ہے چنانچہ علامہ پر ''تلمیحات اقبال'' ۱۹۵۹ء مولف سید عابد علی عابد بزم اقبال لاہور سے شائع ہوئی۔ اس میں اردو اور فارسی کی تخلیقات میں مستعمل تلمیحات کے معنی و مفہوم کی تشریح تفصیل سے کی گئی ہے۔ اردو اور فارسی کے کلام کو الگ الگ درج کر کے وضاحت کی گئی ہے۔ شخصیات و مقامات اور اہم واقعات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اس کی تخلیق میں مولف نے نہایت جاں فشانی اور تحقیق سے کام لیا ہے۔ تلمیحات کے حوالے حسب مواقع اسناد سے پیش کئے گئے ہیں اور تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً ابن بدروں کے متعلق لکھتے ہیں:

''**ابن بدروں (دولت غرناطہ)**: مسلمانوں نے ہسپانیہ کو ۷۱۰ء اور ۷۱۲ء کے دوران میں تسخیر کیا اور مقبوضات ممالک اسلامی میں شامل کرلیا۔ جب بنوامیہ کی ہلاکت کے دن آن لگے تو ایک اموی شہزادہ عبدالرحمٰن نامی ہسپانیہ پہنچا ۷۵۵ء۔ اور وہاں اس نے اموی فرماں رواؤں کی سلطنت قائم کی۔ ۱۰۳۱ء تک یہ اموی سلطنت قائم رہی۔'' ۵۲

اس سلسلے کی دوسری کڑی ''مطالعۂ تلمیحات واشارات اقبال'' ۱۹۷۰ء مولف اکبر حسین قریشی منظر عام پر آئی۔ اس میں قرآن وحدیث پر مبنی تلمیحات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ علامہ کی اردو اور فارسی تخلیقات میں استعمال ہونے والی تلمیحات واشارات کو اس فرہنگ کا خاص موضوع بنایا گیا ہے۔ اسناد اقبال کے کلام (فارسی اور اردو) سے پیش کی گئی ہیں۔ فرہنگ کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اشعار میں شامل ایسے الفاظ جو کسی واقعہ یا کیفیت و شخصیت کی طرف ہماری توجہ مبذول کراتے ہیں ان کا ذکر اس انداز میں کیا گیا ہے:۔

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں — ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں!
(ص ۲۲)

''ڈھونڈنے والوں'' اشارہ کولمبس کی طرف ہے۔

کرسٹوفر کولمبس (Chirstopher columbus) ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ دولت مند تاجر تھا۔ کچھ عرصہ اس نے بھی اپنے باپ کا تجارت میں ساتھ دیا۔ اس کا کچھ وقت پے ویہ (Pavia) کی یونیورسٹی میں گذرا.....'' ۵۳

اس کے علاوہ اقبال کی شاعری میں استعمال شدہ تلمیحات کے ساتھ ہی ان شخصیتوں اور مقامات و واقعات کا ذکر بھی ملتا ہے جو ان کے

کلام کا حصہ رہی ہیں۔ اگر اس نظریے سے دیکھا جائے تو یہ فرہنگیں بہت مددگار و معاون ثابت ہوئی ہیں۔ مذکورہ تصنیف اکبر حسین کا تحقیقی مقالہ ہے جس پر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ نے انہیں (P.H.D.) ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا کی ہے۔ ۱۹۸۴ء میں نسیم امروہوی نے ''فرہنگ اقبال اردو'' تالیف کی۔ یہ لاہور سے شائع ہوئی۔ ہندوستان میں ابھی تک کوئی فرہنگ اقبال کے مکمل اردو کلام پر شائع نہیں ہوئی ہے۔ نسیم صاحب کی فرہنگ میں تلمیحات و استعارات کے معانی اور اشخاص و اعلام کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ الفاظ کی تحلیل صرفی اور تاریخی حوالہ جات اور شواہد پر خاص دھیان دیا گیا ہے اور اسناد کے ضمن میں اقبال کے اشعار دئے گئے ہیں۔

''فرہنگ اثر'' مولف جناب اثر لکھنوی کو بھی اس زمرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ جناب اثر لکھنوی جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے جملہ مطبوعہ اور قلمی ماخذ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ تحقیق کے میدان میں ان کی کدو کاوش قابل ستائش ہے کیونکہ اس سے کچھ اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ان کی محنت و جاں فشانی کا صحیح اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اس طرح کے کاموں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ بدقسمتی سے آج کل ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ تحقیق اور ترتیب متن وغیرہ کا جو رواج چل پڑا ہے اس کو کسی طرح نباہ لینا بھی عام طور پر مشکل ہے۔ کسی دوسرے کے اس طرح کے کام کو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھنا اور بھی دشوار ہے۔ اکثر حضرات حوالوں کی کثرت، ماخذ کی کمیابی اور لمبی لمبی بحثوں سے مرعوب ہو کر یا کسی اور وجہ سے سرسری گزر جاتے ہیں اور اس طرح کے کاموں کا اصل مقصد، جس کی ایک دیانت دار محقق خود توقع رکھتا ہے، حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن املا کی اصلاح کی طرح صحت زبان، تدوین لغت اور ترتیب متن کے بعض پہلو کسی زبان و ادب کے فروغ میں اتنی بنیادی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان سے سرسری گزر جانا مناسب نہیں:

> ''فرہنگ اثر صرف دو لغات یعنی سرمایۂ زبان اردو اور نور اللغات کے جائزے پر منحصر ہے۔ زبان اور قواعد میں اگرچہ اس سے بہت کم الفاظ زیر بحث آئے ہیں لیکن اس کا دائرہ کہیں زیادہ وسیع ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ صحت زبان اور تدوین لغت کے ضروری مآخذ پر حاوی ہے۔ جن میں خاص خاص لغات کے علاوہ صحت زبان سے متعلق رسالے اور دوسرے قابل ذکر تحریریں بھی شامل ہیں۔ کتاب کے دو مضمونوں میں سقوط حروف علت اور اعلان نون کے قائدوں سے بحث کی گئی ہے اور ''مختارات امیر مینائی'' میں بھی عروض اور فن شعر سے متعلق مسائل اور کئی دوسرے علمی نکات زیر بحث آئے ہیں جن کا صحت زبان اور تدوین لغت سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ لیکن زیادہ تر مضامین صحت زبان اور تدوین لغت کے مسائل پر ہیں۔ ان کے عنوان ہیں: صحت الفاظ، مشترک الفاظ، لغت اور استعمال عام، ملائی، بالائی، اور ترکیب مہند کتاب کے آخر میں شیخ امداد علی بحر لکھنوی کے رسالے ''بحر البیان'' کو رضا لائبریری، رامپور کے ایک مخطوطے کے مطابق تمہید و حواشی کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔ حرف آغاز کے مطابق رشید حسن خاں نے اسے بھی مضامین میں شمار کیا ہے، حالانکہ یہ ایک قلمی نسخے کی ترتیب کا کام ہے۔ تجربہ کا رسالہ اس کا مستحق تھا کہ اسے علیحدہ شائع کیا جاتا اور اس کی ابتداء میں حمد و نعت و منقبت میں جو اشعار ہیں انہیں خارج نہ کیا جاتا۔ مختارات امیر مینائی کو بھی علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنا بہتر ہوتا۔'' ۵۴

فرہنگ اثر میں سرمایۂ زبان اردو اور نور اللغات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ جائزہ لغوی نقطہ کے سارے پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر لیا گیا ہے۔ ان لغات سے ایسے الفاظ اور اندراجات لئے گئے ہیں جس سے اثر کو اختلاف ہے اس پر مولف نے اپنی رائے پیش کی ہے اور اس کے بعد وہ الفاظ و محاورات بھی دیئے گئے ہیں جو ان کے مطابق دونوں لغات میں شامل ہونا چاہئے تھے۔ ان کی محنت و کاوش کا یہ عالم ہے کہ حصۂ اول یعنی سرمایۂ زبان اردو کا جائزہ بڑے سائز کے ۸۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور حصۂ دوم یعنی نور اللغات کا جائزہ ۴۹۰ صفحات پر محیط ہے۔ سرمایۂ

زبان کے جائزے کی ابتداء میں بعنوان عرضداشت کے تحت لکھتے ہیں:

''میں نے جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے اس کا مقصد زبان کی خدمت ہے اور صرف زبان کی خدمت۔'' ۵۵

بعنوان ''نوراللغات کا ناقدانہ جائزہ'' کے تحت حصۂ دوم میں رقم طراز ہیں:

''فاضل مولف نے جو مہتم بالشان کام تنہا کمال مشقت اور دیدہ ریزی و تجسس و تفحص سے سرانجام دیا مستحق ہزار تحسین و آفریں ہے۔ میری خامہ فرسائی کو جسے کسی طرح مکمل نہیں کہا جاسکتا نوراللغات کا ضمیمہ تصور کرنا چاہئے، ہر چند برسوں کی محنت ہے۔'' ۵۶

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ شرح و بسط کے لحاظ سے اردو میں ایک الگ قسم کا پہلا اور بہت بڑا کام ہے۔ نوراللغات اور سرمایۂ زبان جیسی ضخیم لغتوں کی چار چار جلدوں کے ایک ایک اندراج پر تنقیدی نگاہ رکھنا، ان کی تحقیق کرنا، اپنی رائے کے اختلاف کو تحریر کرنا اور نئے معنی بیان کرنا، اس کے علاوہ نئے الفاظ و محاورات کا اضافہ تشریح کے ساتھ کرنا سالوں کی محنت اور سخت کدوکاوش کا نتیجہ ہے۔ اردو کے کسی جامع لغت کو مرتب کرتے وقت فرہنگ اثر سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ اس میں غلطیاں بھی ہیں، اسقام بھی ہیں، غلط فہمی، غیر متعلق امور اور ذاتی عناصر بھی شامل ہو گئے ہیں مثلاً:

''(۱) **خودمنڈا:** جو مرید کسی فقیر کا اور شاگرد کسی استاد کا نہ ہو۔''

(سرمایۂ زبان اردو)

اثر لکھنوی: ایسے شخص کو بے گرا یا بے استادا کہتے ہیں۔ خودمنڈا میں نے نہیں سنا۔ ۵۷

سرمایۂ زبان اردو اور نوراللغات کے معنی میں یہ فرق ہے کہ صرف ''اور'' کی جگہ ''یا'' کر دیا ہے اور ابتداء میں لکھنؤ لکھ دیا ہے حالانکہ لفظ خودمنڈا لکھنؤ سے تعلق نہیں رکھتا۔ آصفیہ میں بھی اسی معنی میں لکھا گیا ہے اور کوئی سند بھی پیش نہیں کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں نظیر اکبرآبادی کی نظم ''موت'' کے ایک مصرع کو سند کے طور پر دیا جاسکتا ہے:

ع یا بے نوا ہو کوئی ہوا خودمنڈا یہاں

(۲) **آب جاتی رہنا:** چمک جاتی رہنا، جلا مٹ جانا۔ (مہر)

مت ڈھلک مژگاں سے اب تو اے سرشک آبدار — مفت میں جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب

(نوراللغات)

اثر لکھنوی: میر تقی میر کا شعر مہر سے منسوب کر دیا ہے۔ پہلا مصرع نقل بھی غلط ہوا ہے، اس طرح ہے:

ع مت ڈھلک مژگان تر سے اے سرشک آبدار ۵۸

نوراللغات میں مہر کتابت کی غلطی کا باعث ہے۔ شعر حقیقتاً میر کا ہے۔ میں نے میر کے کئی مطبوعہ نسخوں میں پہلا مصرع اسی طرح لکھا دیکھا ہے جس طرح نوراللغات میں نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح کے اور بھی متعدد الفاظ ہیں جیسے۔ اندھا کنواں، آب، آب جاتی رہنا، سنہری، سنہرا، یاد اللہ، ایک دل ہونا، مرگ چھلا، زار و [illegible] وغیرہ وغیرہ۔ نوراللغات اور سرمایۂ اردو کے جائزے میں زیادہ تعداد اردو الفاظ و محاورات

اورضرب الامثال کی ہے۔نور اللغات میں فارسی ضرب الامثال کے اضافوں کی طرف اثر لکھنوی نے زیادہ زور دیا ہے۔

۱۹۷۶ء میں میر انیس پر ایک فرہنگ مرتب کی گئی۔ یہ عظیم کام نائب حسین نقوی نے انجام دیا۔ مشکل الفاظ کے معنی ومفہوم کی تشریح کرنے کے علاوہ عام اور آسان الفاظ کو بھی شامل فرہنگ کیا گیا ہے اور اس کی وجہ بعنوان ترتیب فرہنگ کا عظیم مقصد کے تحت مولف نے یہ بیان کی ہے کہ:

''موجودہ فرہنگ سے اندازہ ہو سکے گا کہ انیس نے کن الفاظ کو کن کن مواقع پر نظم کیا ہے۔ کس قسم کی مناسب اور حسب موقع ومحل تشبیہات واستعارات کی طرف ان کی نگاہیں رہی ہیں اور وہ تمام الفاظ اور مرکبات بے ساختگی کے ساتھ نظم ہوتے چلے گئے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ فرہنگ میں ایسے زوائد شامل ہیں، جو ہمارے عوام کی زبان زد ہیں مثلاً ایسے، یہ، وہ، کوئی، اللہ، ایک، اک، ایک، ایک، اور، اور، وہ وغیرہ۔ لیکن ان کا شمول کسی شاعر یا ادیب کی مخصوص فرہنگ میں اس لئے ضروری ہے کہ مخصوص حکومت اور لہجہ کے تغیر کے ساتھ ان الفاظ اور کلمات کے معنی میں کتنا فرق برتا گیا ہے۔ اسی قسم کے تمام الفاظ وکلمات ہماری زبان کے لئے ایک سرمایہ ہو سکتے ہیں۔

لہجوں کے تغیر وتبدل سے معنوں میں جو فرق پیدا ہوئے ہیں، ان کا شمول محض معنوں کے سمجھانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس سے شاعر یا ادیب کی تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور فرہنگ کا یہی اصل مقصد اور صحیح تصور ہو سکتا ہے۔ ورنہ فرہنگ کی افادیت میں کمی آجائے گی۔'' ۵۹

تنقیدی نظر سے دیکھا جائے تو کام بہت محنت اور لگن سے کیا گیا ہے لیکن اس میں عربی وفارسی کے مفردات شاذ ونادر ہی درج ہیں۔ اس کی وجہ مولف نے یہ بیان کی ہے کہ یہ عربی وفارسی لغت میں مل سکتے ہیں۔ اردو، فارسی، عربی، ہندی، سنسکرت کے باہمی مرکبات کو اول سے آخر تک شامل کیا گیا ہے۔ محاورات کا اہتمام بھی خاصا طویل ہے۔ اصطلاحات کو مع استنادات درج کیا گیا ہے۔ روزمرہ اور بول چال کی نشاندہی کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ اس میں کہیں کہیں اسقام بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ضرب الامثال اور محاورہ اور مقولے کے فرق کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ ہندی اور سنسکرت کے عام اور مشکل سبھی الفاظ کو فرہنگ میں رکھا گیا ہے۔ تذکیر وتانیث کی نشاندہی کے علاوہ فرق پر بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ چند تشبیہات واستعارات کو بھی شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔ عموماً صنائع بدائع بھی فرہنگ میں داخل ہیں اور تلمیحات کو الگ رکھا گیا ہے۔

اردوئے معلّٰی کو پروقار رتبہ عطا کرنے اور اسے خاص وعام سے مقبولیت دلانے والے عظیم شاعر اور شہنشاہ تغزل میر تقی میر کی زبان سے متعلق کاوشوں اور کلام کی نیرنگیوں کو منظر عام پر لانے کے لئے جناب فرید احمد برکاتی نے ''فرہنگ کلیات میر'' ترتیب دی۔ اس مقالے پر مصنف کو راجستھان یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف فلاسفی (P.H.D) کی سند تفویض ہوئی۔ اس کی اشاعت ۱۹۸۸ء میں ہوئی۔

اس تحقیقی مطالعے (تدوین فرہنگ (اردو) کلیات میر کا ماحصل کے تحت مصنف کا دعویٰ ہے کہ (مرتب کی معلومات اور یقین کی حد تک) زیر نظر فرہنگ کسی عظیم کلاسیکی شاعر کی اولین فرہنگ ہے جو اس کی لفظیات کے (تمام وکمال نہ سہی) بہت بڑے ذخیرے کو محیط کرتی ہے۔

اس میں میر کے عہد میں استعمال ہونے والے الفاظ ومحاورات کے ذخیرے کو بہ سند پیش کیا گیا ہے۔ ایسے الفاظ کو بھی درج کیا گیا ہے جو اس دور کی فرہنگوں میں نہیں پائے جاتے تھے۔ فرہنگ میر اٹھارویں صدی کے تقریباً وسط سے لے کر ۱۸۱۰ء یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ انیسویں صدی کی پہلی دہائی کی زبان پر مشتمل ہے۔ اسے اردو زبان کی تاریخی فرہنگ کا اہم حصہ مانا جاتا ہے کیونکہ یہ فرہنگ قدیم زبان ولغت کے لئے

خام مواد فراہم کرتی ہے۔ ہر لفظ اور محاورے کی اسناد اشعار میرؔ سے دی گئی ہیں اور اس کے ماخذ کے حوالہ سے درج کیا گیا ہے۔ اس کی تدوین میں مستند عربی و فارسی کی لغات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ زبان میر کی حد تک یہ ہماری فرہنگوں کے مندرجات کے جائزے کے بھی مترادف ہے۔ ہماری بعض اردو لغات نے ان الفاظ و محاورات کو پیش بھی کیا ہے تو ان کی سند بہت بعد کے شعراء کے کلام سے پیش کی ہے۔ میر اور عہد میر کی زبان کے لسانیاتی مطالعہ کے لئے یہ فرہنگ ایک ٹھوس بنیاد فراہم کرتی ہے اور تقریباً ۱۹۸۸ء تک زبان میر سے متعلق جتنی تصنیفات منظر عام پر آئی ہیں اس کی تائید و تردید یا اس پر نظر ثانی کے لئے شاہد عادل کی حیثیت رکھتی ہے۔

کلام میر میں شامل الفاظ، محاورات، روزمرہ اور تراکیب کو با استشہاد اشعار، دواوین یا منظومات کے حوالوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے اور ان کے مدلولات کی ترجمانی کے لئے اردو، فارسی اور عربی کی مستند لغات سے مدد لی گئی ہے۔ اس میں کسی ایک لغت یا فرہنگ کے مندرجات کو بالالتزام نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ انتخاب سے کام لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

مذکورہ فرہنگ میں بعض لغات (اندراجات فرہنگ میرؔ) کے ضمن میں نوٹس (Notice) یا (ملحوظات) کا بھی استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ نوٹس کسی مستفاد فرہنگ پر ترتیب دینے والے کے استدراک یا مختلف فرہنگوں کے اندراجات میں ترمیم و تطبیق یا ان کی توضیح و تشریح میں اضافہ یا کسی تضاد کو ظاہر کرنے کے مقصد کے تحت درج کئے گئے ہیں۔ ان ملحوظات کو فٹ نوٹ میں نہ لکھ کر کے، مراجعت میں سہولت اور احتیاط کے پیش نظر متعلقہ لغت کے ساتھ ہی لکھ دیا گیا ہے۔ مستند فرہنگوں پر استدراک بعض مقامات پر حد سے تجاوز کرنے کے باعث بیجا سا لگتا ہے۔ حالانکہ مولف نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو میرؔ کے کلام میں مستعمل کسی مدلول اور فرہنگوں کے مدلول کا تفاوت یا مختلف فرہنگوں کا باہمی تضاد و تخالف ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسا کرنا تحقیق اور دیانت کا بھی اقتضا تھا۔ اس کے علاوہ کوئی نئی علامت مولف کے ذریعہ ایجاد نہیں کی گئی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ و محاورات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جن کا مدلول نہ فحوائے کلام سے واضح ہوتا ہے اور نہ اردو فارسی کی لغات میں ملتا ہے۔ ان کے مدلول کی جگہ سوالیہ نشان (؟) بنا کر ان لغات کا نام لکھ کر 'ندارد' لکھ دیا گیا ہے۔ مثلاً:

(۱) **بابت (گم ہونا)**: حساب گم ہونا۔ مدگم ہونا۔ یعنی کسی حساب و اندراج میں نہ ہونا۔

(.....گم ہونا۔ آصفیہ و مہذب ندارد) ۶۰

(۲) **بازخواہ خوں**: خون کا دعویدار۔ خوں بہا کا خواستگار۔ (آسی: فرہنگ کلیات)

بازخواہ: جواب طلب کرنے والا۔ تحقیقات کرنے والا۔ (آصفیہ آنند ندارد) ۶۱

اندراج میں اصل کی بابت بھی فرہنگ میں اشارات ملتے ہیں مثلاً (ف)، (ا)، (ع)، (عو)، (عوام)، (ت) وغیرہ۔

یہ فرہنگ موجودہ دور سے تقریباً پندرہ سولہ سال پہلے تک میر کی زبان اور لسانیات اور تاریخی اہمیت پر جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کا احاطہ کرتی ہے۔ تراکیب کو الگ کر کے درج نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہو بہو نقل کر دیا ہے۔ تلمیحات، تراکیب، محاورے، علامت اور قرآنی آیتوں کے اشارات کی بھی توضیح و تشریح کہیں سرسری طور پر اور کہیں بیجا طوالت سے کرنے کے باعث فرہنگ کے اندراجات میں ہم آہنگی ختم ہو گئی ہے۔ اگر لسانی اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ فرہنگ خاص اہمیت کی مستحق قرار پاتی ہے۔ کیونکہ عہد میر اور زبان میر کی نشاندہی کرنے میں مولف نے عرق ریزی سے کام لیا ہے اور فرہنگ کو مفید اور کارآمد بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

نواب مرزا خاں داغ دہلوی اردو کے ایک مشہور شاعر گزرے ہیں لہٰذا ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ داغ کے کلام کا احاطہ کرتے

ہوئے جناب ولی احمد خان نے محاورات داغ ترتیب دے کر ایک مایہ ناز کارنامہ انجام دیا ہے۔ اس فرہنگ میں داغ کے مخصوص محاوروں کے معنی اور حسب موقع تشریح بھی کی گئی ہے۔ سند کے طور پر داغ کا وہ شعر دیا گیا ہے جس میں وہ محاورہ آیا ہے۔ اس فرہنگ کے مطالعے سے داغ کے کلام کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ اس کا خاص موضوع داغ کے محاورات ہیں لہٰذا مولف نے اپنی تمام تر توجہ محاورات کے معنی ومفہوم پر بھی رکھی ہے۔ محاورات کی فرہنگ میں یہ فرہنگ مزید اضافہ ہے۔

محمد ضیاء الدین انصاری نے ایک الگ قسم کی فرہنگ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے تحت انہوں نے ''اردو مثنوی کی فرہنگ'' مرتب کی۔ یہ ۱۹۹۸ء میں لبرٹی آرٹ پریس، نئی دہلی سے شائع ہوئی۔ مولف کا خیال تھا کہ مختلف اصناف نظم ونثر پر جداگانہ حیثیت سے کام کیا جائے۔ مثال کے طور پر نظم میں غزل، مثنوی، مرثیہ، قصیدہ، رباعی، قطعہ وغیرہ اور نثر میں افسانہ، ناول، کہانی، داستان، ڈرامہ، انشائیہ، خودنوشت، طنز ومزاح وغیرہ کو الگ الگ موضوع کے اعتبار سے فرہنگیں مرتب کی جائیں۔ اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے اردو مثنویات کی فرہنگ ترتیب دی جو اصل میں اس تحقیقی مقالے پر منحصر ہے جو شمالی ہندوستان کی اٹھارویں اور انیسویں صدی کی اردو مثنوی کی فرہنگ کے عنوان سے ڈاکٹر نادر علی خاں صاحب ریڈر شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی زیر قیادت میں مکمل کیا گیا تھا۔ اس پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے ۱۹۸۱ء میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی سند عطا کی۔ اس کے بعد اشاعت سے پہلے اس پر مکمل نظر ثانی کی گئی اور اس کے دائرۂ کار کو بڑھا کر تمام مثنویات کا جائزہ لیا گیا اور زمانہ وعلاقہ کی قید سے بالاتر ہر دور ہر علاقہ کی نمائندگی کرنے والی مثنویات کو پیش نظر رکھ کر ان کا جائزہ لیا گیا۔ اس میں شامل اندراجات کے ضمن میں یہ عبارت خاصی معلومات فراہم کرے گی:

> ''زیر نظر فرہنگ میں مثنویات میں مستعمل مخصوص الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال کے معانی ومفاہیم متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ تلمیحات واشارات اور مقامات کی تفصیلات، نیز اشخاص کے ضروری سوانح حیات پیش کئے گئے ہیں۔ اس میں ہر لفظ کے ساتھ اس شعر کو بھی درج کیا گیا ہے جس میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ الفاظ کے معنی متعین کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ جو الفاظ مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال ہوئے ہیں ان پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اسی طرح اسماء کی تذکیر وتانیث کا بھی بالتحقیق تعین کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں دہلی اور لکھنؤ کے دبستانوں کے اختلاف کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اردو میں الفاظ کے تلفظ کا مسئلہ بھی خاصا پیچیدہ ہے۔ عام بول چال میں حروف کی مفتوح اور مکسور حالتوں پر توجہ نہیں دی جاتی نتیجہ کے طور پر اکثر الفاظ غلط تلفظ کے ساتھ رائج ہو جاتے ہیں۔ زیر نظر فرہنگ میں اس جانب بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے اور صحیح تلفظ کو اعراب کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اردو میں کوئی ایسی جامع لغت نہیں ہے جو ان تمام مسائل میں ہماری تشفی بخش رہنمائی کر سکے۔ لہٰذا اس اہم مرحلہ پر اردو کی تمام دستیاب لغت کے علاوہ عربی اور فارسی کی معیاری کتب لغات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔'' ۶۲

رتن ناتھ سرشار کی تصنیف فسانہ آزاد پر شریف احمد قریشی نے بہت اہم کام کیا ہے۔ نظم کے مقابلہ نثر پاروں پر بہت کم تحقیق کی گئی ہے۔ مالک رام اپنے مضمون بعنوان ''لغت نویسی کے مسائل'' میں تحریر فرماتے ہیں: —— ''اردو میں آج تک یہ روایت رہی ہے کہ الفاظ کے معنی کی سند میں شعرا کا کلام پیش کیا جاتا رہا ہے۔ یہ طریقہ ناکافی اور ناقص تھا زبان میں ہزارہا ایسے الفاظ ہیں جو شعراء نے اپنے کلام میں استعمال نہیں کئے۔ کیا اس سے ان الفاظ کی صحت مشکوک ہوگئی —— ؟ کیا اس سے ان کے مفاہیم یا معنی کے تعین میں کوئی دشواری پیش آئی۔؟ دونوں سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔ اس بارے میں اب یہ احساس ہو چلا ہے کہ لغت میں شعراء کے علاوہ نثر نگاروں کا کلام بھی پیش کرنا چاہئے'' ۶۳

اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ۲۰۰۰ء میں ''فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی، لسانیاتی مطالعہ'' شائع ہوئی۔ اس فرہنگ میں سرشار کے تمام کلام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ الفاظ و محاورات، روزمرہ، ضرب الامثال، تلمیحات، اصطلاحات، عام بول چال کے الفاظ کے معنی حتی الامکان اسناد اور شواہد کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ ہندی، سنسکرت اور دوسری زبانوں کے ایسے الفاظ بھی درج کئے گئے ہیں جو فسانۂ آزاد میں پائے جاتے ہیں۔ اس سے اس امر پر روشنی پڑ یگی کہ اس دور میں ہندی، سنسکرت کے الفاظ بھی اردو میں رائج تھے، اس دور میں رائج عربی اور فارسی کے مشکل مفردات کو بھی فرہنگ میں رکھا گیا ہے جو مخصوص طبقہ سے متعلق تھے۔ تلمیحات کو بھی تشریحات و وضاحت کے ساتھ شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔ ایسے ضرب الامثال، کہاوتیں اور مقولے بھی درج ہیں جو دوسری زبانوں کے ہونے کے باجود فسانۂ آزاد کا ایک حصہ ہیں۔ ضروری تشبیہات کی تشریح بھی کردی گئی ہے۔ جنگی اور فوجی ساز و سامان، پھل، پھول، چرند، پرند، ہتھیار، زیور، گہنے، کپڑے، مکوڑے، کھانے، کپڑے، لوازمات وغیرہ کو درج کیا گیا ہے۔ فرہنگ کی ابتداء میں فسانۂ آزاد سے بعض اہم ادبی اور معلوماتی الفاظ کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ جس کے سبب با آسانی ایک ہی درجہ کے الفاظ اور ایک ہی قسم کی چیزوں کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس فرہنگ میں فسانۂ آزاد کا عمرانی و لسانیاتی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں تہذیبی رویے، طبقاتی فرق، جنسی امتیازات، معاشی اثرات، ماحول کے اثرات، صرف و نحو، سماجی زندگی، پوشاکیں، زیورات و جواہرات، اشیائے خورد و نوش، تفریحات و مشاغل، میلے تیوہار اور تقریبات وغیرہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔ فرہنگ حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔ قوسین (Bracket) میں مخففات کے ذریعہ اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ الفاظ کس زبان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد معنی و مطالب درج کئے گئے ہیں اور اسناد مختلف لغات و فرہنگ سے دی گئی ہیں۔ فسانۂ آزاد سے شواہد کے طور پر وہ عبارت نقل کی گئی ہے جس میں وہ الفاظ یا فقرے آئے ہیں اور ساتھ ہی فسانۂ آزاد کی جلد، صفحہ اور سطر کا حوالہ بھی درج کردیا گیا ہے، مثلاً:

(۱) چاندی ہونا (د): بن آنا۔ کامیاب ہونا۔ (ف آ)۔

عباسی دل میں کھلی جاتی تھی کہ نواب صاحب کی نظر پڑی۔ اب چاندی ہے۔

(۱۔۵۲۸۔۲) ۶۴

(۲) خدائی فوجدار (ا): ہر ایک کی بات میں بولنے والا۔ (م۔ل)

کوئی ہوگا تم کو کیا۔ تم کیا کوئی خدائی فوجدار ہو۔

(۸۔۲۷۱۔۱) ۶۵

(۳) سَر اپ دینا (ہ): بددعا دینا۔

ہمارے سے جو کوئی لڑے ہم سَر اپ دے دیں۔ برہمن آدمی ہیں کہ باتیں۔

(۱۳۔۱۲۷۸۔۳) ۶۶

نظیر کے کلیات کی فرہنگ مرتب کرنے کا شرف ڈاکٹر نعیمہ پاشا کو حاصل ہے۔ ''فرہنگ کلیات نظیر اکبرآبادی مع تنقیدی مقدمہ'' ان کا تحقیقی مقالہ ہے۔ جو ۲۰۰۲ء میں حرا پبلیکیشنز، دہلی سے شائع ہوا۔ اس مقالہ پر انہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری عطا کی گئی۔ یہ کام انہوں نے غیر معمولی دل جمعی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا۔ اس فرہنگ کی اہمیت و ضرورت کا احساس کراتے ہوئے

پروفیسر شمیم حنفی لکھتے ہیں:

''نظیر کے شعر کی انسانی جہتیں بہت روشن ہیں۔ پھر بھی نظیر کی معروف سہل پسندی کے باجود ان کی تفہیم اور تعبیر کا کام خاصا مشکل ہے۔ اس مشکل کا سامنا اس وقت ہوتا ہے جب ہم ٹھہر ٹھہر کر ان کا شعر پڑھتے ہیں اور اس کی تعمیر میں کام آنے والے ہر لفظ کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ نظیر کو پڑھتے ہوئے اور اعلا درجات کے طالب علموں کو نظیر کا متن پڑھاتے ہوئے ایسے مواقع بار بار آئے کہ ان کے استعمال کئے ہوئے کئی لفظ کی گتھی ہزار کوششوں کے بعد بھی نہیں کھلی۔ کھینچ تان کر ہر لفظ کا مفہوم نکال لینا اور بات ہے، مگر ہمارا تجسس یہیں تو ختم نہیں ہو جاتا۔ ہم ہر لفظ کی اصل اور حقیقت تک پہنچنا چاہتے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی لغت، کوئی فرہنگ ہمارے کام نہیں آتی..... اس فرہنگ کی اشاعت سے خوشی ہوئی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ زبان و شعر کا سنجیدہ مذاق رکھنے والوں میں اسے قبولیت حاصل ہو۔'' ۶۷

اس فرہنگ کے مقدمہ میں اردو فرہنگ نویسی اور اس کے ارتقاء، اہمیت کے علاوہ لفظ کا ماخذ، تلفظ، گرامر، لغت اور فرہنگ کا فرق، زبان اور بولی پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے۔ فرہنگ میں حتی الامکان جامعیت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کام خاصہ محنت سے کیا گیا ہے۔ کافی چھان بین بھی کی گئی ہے۔ باوجود اس کے فرہنگ میں کچھ سقم بھی موجود ہیں۔ کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہیں یا ہو سکتا ہے کہ انہیں قصداً نظر انداز کیا گیا ہے۔ بسا اوقات زیادہ چھان بین میں الجھنے کے سبب موضوع سے دوری پیدا ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی تفہیم و توضیح کا جو معیار ہے وہ بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ فرہنگ کلیات نظیر اردو فرہنگ نویسی کی روایت میں بیش قیمتی اضافہ ہے کیونکہ لسانیات میں کسی زبان کو جتنی اہمیت حاصل ہوتی ہے اتنی ہی اہمیت کسی خاص زبان، بولی یا شخصی بولی کو عطا ہونی چاہئے۔ شخصی بولی کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ یہ زبان کی بدلتی ہوئی شکلوں کی ترجمانی کرتی ہے اور ہمارے الفاظ کے ذخیرے میں اضافہ کرتی ہے۔ یہی نہیں یہ اپنے عہد کے تہذیبی اور تاریخی پس منظر کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ لہٰذا قدیم شعراء کے کلام کو سمجھنے اور دیگر زبانوں اور شخصی بولیوں اور ان کے ادوار کو جاننے کے لئے ایسی فرہنگیں مرتب کی جائیں جو ان بولیوں کے الفاظ پر مشتمل ہوں۔ علاوہ ازیں ہر لفظ کے معانی و مفہوم کی وضاحت اس کے تہذیبی و تاریخی پس منظر کو دھیان میں رکھ کر کی گئی ہو۔

''آسان کلیات اقبال اردو مع فرہنگ'' جسے حوالہ جات کی فرہنگوں کے زمرے میں رکھنا زیادہ مناسب ہوگا کتابی دنیا دہلی سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی۔ اسے ترتیب دینے کا شرف خواجہ عبدالحمید یزدانی کو حاصل ہے۔ یزدانی صاحب اہل علم و تحقیق اور ماہرین اقبالیات میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی ان کی متعدد گراں قدر تصنیفات ہیں۔ یہ فرہنگ کافی حد تک تسہیل کے اعلیٰ معیار پر کھری اترتی ہے۔ اس کام میں عربی، فارسی اور اردو کی مستند لغات سے استفادہ کیا گیا ہے لیکن اسناد کی کتب کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔

علامہ کی اپنی الگ لفظیات ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے مولف نے یہ طریقہ اپنایا ہے کہ پہلے لفظ کے لغوی معنی بیان کئے ہیں اس کے بعد مرادی معنی لکھ دیئے گئے ہیں۔ تلمیحات کی وضاحت سرسری طور پر کی گئی ہے۔ مقامات کی جانکاری میں بھی نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے یا نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اتنا لکھا ہے کہ:

''ہرات و کابل و غزنی: افغانستان کے شہر ہیں۔'' ۶۸

اس میں مشکل الفاظ کو عام فہم بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اندراج کی توضیح و تشریح حوالہ (Cross Refrence) کے تحت دی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی تالیف کا مقصد بچوں کو کلام اقبال سے آشنا کرانا بتایا گیا ہے۔ لیکن اس سے بڑے بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر

جاوید اقبال کے الفاظ میں:

''گو کہ کلیات اقبال (اردو) کی یہ تسہیل بچوں کے لئے کی گئی ہے مگر میری رائے میں اس سے بڑے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ خواجہ حمید یزدانی صاحب نے فرہنگ اس طرح تیار کی ہے کہ متوسط استعداد کے قارئین بھی اقبال فہمی کے ابتدائی تقاضے پورے کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ یزدانی صاحب اہل علم و تحقیق اور ماہرین اقبالیات میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور فارسی و اردو میں متعدد گراں قدر چیزیں ان کے قلم سے نکلی ہیں۔ ان کی فرہنگ، امید ہے کہ تسہیل کے اعلیٰ معیارات پر پوری اترے گی۔'' ۶۹

مذکروہ صفات کے باعث یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ زیر نظر کلیات (فرہنگ) مقبولیت کی حامل ہے اور ان لوگوں کے لئے بھی مفید ہے جن کا ذریعہ تعلیم انگریزی رہا ہے۔ یہ فرہنگ ان کی رہنمائی میں مشعل راہ کا کام دیگی۔

اردو زبان و ادب میں اس نوعیت کی فرہنگوں اور حوالے کی کتابوں کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ مختلف لغات، فرہنگوں اور حوالے کی کتابوں میں تھوڑا بہت مواد ہی مل پاتا ہے اور باقی مواد ابھی تک منتشر شکل میں ہے۔ جب تک اسے جمع کر کے اس پر عمیق مطالعے نہیں کئے جاتے اردو کی معتبر اور جامع لغت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اس ضمن میں روزمرہ، محاورات، ضرب الامثال، اصطلاحات پیشہ وران، علاقائی بولیوں، تلمیحات، علامات اور مختلف شعرا و ادبا کے کلام اور نثر پاروں کی جدا جدا فرہنگیں ترتیب دینا ہونگی پھر ان سب کو یکجا کر کے ان کی مدد سے ایک جامع، قابل قدر، معتبر اور ضخیم لغت کو مرتب کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح اردو زبان و ادب کے ذخیرۂ الفاظ اور کثیر سرمائے کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ اس سے کسی شاعر یا ادیب کے کلام اور نثر کو سمجھنے میں آسانی کے علاوہ زبان و ادب، تہذیب و تمدن، معاشرت کے مسائل پر بھی با آسانی تحقیق و تنقید کی جاسکے گی۔

لہٰذا فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو) کو مرتب کرنے کا اولین اور اہم مقصد تو یہی ہے کہ کلام اقبال (اردو) میں مستعمل مشکل الفاظ، اہم الفاظ، محاورات، ضرب الامثال، روزمرہ، اصطلاحات، تلمیحات، علامات وغیرہ کو یکجا کر کے وضاحت کے ساتھ پیش کر دیا جائے۔ جس کی صراحت کے لئے متعدد فرہنگیں ناکافی محسوس ہوتی ہیں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ کلیات اقبال اردو کے وہ الفاظ و اصطلاحات و علامات جو کسی لغات یا فرہنگ میں موجود نہیں ہیں انہیں کتابی شکل میں محفوظ کر دیا جائے۔ اس سے کلام اقبال کو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

فرہنگ کلیات اقبال کی اہمیت وضرورت

دنیائے ادب میں یوں تو بے شمار نامور ہستیوں نے اپنی موجودگی درج کرائی ہے۔ اپنی کاوشوں کے ذریعہ سیاسی، سماجی، معاشرتی، تہذیب وتمدن، سائنس، مختلف مذاہب، دیگر علوم وفنون اور زندگی سے متعلق مختلف متنوع موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے اور اس بات کا احساس کرانے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ ان کی غیر موجودگی سے ادب کا کوئی گوشہ یا زندگی کا کوئی پہلو یقیناً نا آشنا رہ جاتا یا پھر ہماری معلومات میں اتنا اضافہ اگر ہوا ہے تو اس میں ان ہستیوں کو بہت کچھ دخل ہے۔ متعدد تصانیف کے مطالعہ سے ہمارا ذہن وسیع خیالات کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ ہم اپنے خیالات کو مدلل اور مفصل طور پر ان ادیبوں اور دانشوروں کی تصانیف میں محسوس کر سکتے ہیں۔ شاید ہی زندگی کا کوئی گوشہ ہو جس پر دور حاضر تک طبع آزمائی کی گئی ہو لیکن یہ قانون قدرت ہے یا تقاضائے فطرت کہ بہت کچھ ہو جانے کے باوجود بھی بہت کچھ ادھورا یا نا تشکیل رہ جاتا ہے۔ یہ سلسلہ عالم وجود سے مسلسل چلتا آرہا ہے اور ابد تک رہے گا۔

علامہ اقبال ایک ایسی عظیم، دانشمند، شہرت یافتہ شخصیت ہیں جن سے صرف دنیائے اردو ہی نہیں بلکہ دنیائے ادب واقفیت رکھتا ہے۔ یوں تو دنیا میں بہت سے نامور شاعر، ادیب، فلسفی، سائنسداں، مذہبی پیشوا، سیاسی رہنما، تہذیب وتمدن کے علمبردار، مختلف علم وفن میں ماہر شخصیات ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ تعداد ان شخصیات کی ہے جو صرف ایک فن یا ایک سمت میں مہارت رکھتے ہیں۔ ایسی نامور ہستیاں بہت کمیاب بلکہ نایاب ہوتی ہیں جن میں تمام تر صلاحیات پوشیدہ ہوں۔ ایسی ہی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں علامہ اقبال۔ انہوں نے نہ صرف بامقصد شاعری کی بلکہ اس کے ذریعہ عہد اقبال تک کے تمام سیاسی، معاشرتی، سماجی مسائل، دیگر علم وفن، فلسفہ، سائنس، مذہب اور زندگی کے متعدد ومتنوع گوشوں کو ہم سے روشناس کرایا۔ اقبال کے اشعار میں زندگی کی تمام تر سچائیاں اور صداقتیں، مسائل، جدوجہد، راہ میں آنے والی دشواریاں، زندگی کا اصل مقصد اسے پانے کا عزم واستحکام اور منزل مقصود پر پہنچنے کا صحیح طریقہ اقبال کی شاعری میں شعر کے سانچے میں ڈھلتے نظر آتے ہیں۔ اقبال کی شاعری انسانیت کی شاعری ہے۔ انسان اور انسان سے متعلق تمام تر موضوعات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ان کی شاعری سے لطف اندوز اور فیضیاب تبھی ہوا جاسکتا ہے جب کہ ہمیں ان کے عہد اور اس کے سیاسی، سماجی، علمی اور اصلاحی تحریکات سے واقفیت ہو۔ لیکن صرف اتنا ہی ضروری نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مذہب، فلسفہ، منطق، سماجیات، تاریخ اور سائنس کا مطالعہ بھی اشد ضروری ہے۔ اقبال کی شاعری کے مفہوم کو واضح طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی فلسفہ وتصوف سے آگہی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ مطالعہ کرنے والا متعدد بڑے مذاہب مثلاً ہندو مذہب، جین مذہب، بدھ مذہب، سکھ مت، عیسائی مذہب، آتش پرست وغیرہ کے خیالات سے بھی آشنا ہو۔ اس کے علاوہ عصر حاضر کے تقاضوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ عصری علوم وفنون سے آگہی ہو۔

علامہ اقبال کا شمار برصغیر کے ہی نہیں بنی نوع انسان کے نہایت برگزیدہ مفکر شعرا میں ہوتا ہے۔ عالمی سرمایۂ تخلیق اور تفکر میں یہ ممتاز مقام شاذ ونادر ہی حاصل ہوا کرتا ہے۔ فن کی ارجمندی یا فکری تصورات کی پیش کش میں ان سے کوئی سبقت لے جائے یہ ممکن ہے لیکن یہ بدیہی

حقیقت ہے کہ دونوں کے ارتباط کی دل نشینی میں ان کا کوئی ہم عناں نہیں۔

انہوں نے اپنی دلنواز ادا اور دل پذیر صدا سے تشنگان علم وادب کی پیاس بجھائی۔ خاک راہ کو راز الوندی بخشا، شاعری میں در پردہ پیغمبری کی اور اپنی خود آگاہی کے ذریعہ ایک جہاں کو دگرگوں کر کے رکھ دیا۔ رومی، شیرازی، فردوسی، ہومر، ویدویاس، گوئٹے، شیکسپیئر کی طرح اقبال کا نام بھی رہتی دنیا تک تاریخ عالم میں سنہرے حرفوں میں لکھا جائے گا اور زمانہ جہاد زندگانی میں کامرانی وفتحیابی کے لئے ان کے کلام سے یقیں محکم، عمل پیہم، اور محبت فاتح عالم کا درس لیتا رہے گا۔

مجھے علامہ کے کلام سے بچپن ہی سے دلچسپی رہی ہے اور اس دلچسپی کی ابتداء نصاب تعلیم میں شامل ان کی منظومات کے مطالعہ کے سبب پیدا ہوئی۔ ان کی تمام منظومات میرے دل پر ''نقش کالحجر'' کا کردار ادا کرتی تھیں اور میں انھیں ازبر کرلیا کرتی تھی۔ میں نے ان کے اردو کلام کا گہرائی سے مطالعہ کیا جس نے میرے فکر وفن کی تشکیل کو ایک نئی سمت عطا کی۔ فکر اقبال پر چند اصحاب نے جن تضادات کی طرف بار بار ہماری توجہ مبذول فرمائی ہے وہ اقبال کی شاعری اور اس سے ابھرنے والی زرخیز علامتوں کا تجزیہ کرنے کی صورت میں باقی نہیں رہتے۔ لہٰذا اقبال کا مطالعہ ان کے وسیع نظریات کے عقب میں پھیلے ہوئے ان کے شعری باطن کو گرفت میں لینے کے ارادے سے کیا جائے نہ کہ ایک فلاسفر کی حیثیت سے۔ جس طرح سمندر اپنی متلاطم وطغیانی لہروں کے بہت نیچے ہمیشہ ایک بے پناہ سکوت سے ہم آہنگ رہتا ہے اسی طرح حالانکہ اقبال کے یہاں سطحی نظریات کی تبدیلیاں وجود میں آتی رہتی ہیں لیکن زیر سطح ایک مستقل زاویۂ نگاہ ہمیشہ جاری وساری نظر آتا ہے۔

فلسفے میں دو قسم کے افکار کو زیادہ نمائندگی حاصل ہے۔ ان میں سے ایک فکر تو مظاہر کے عقب میں ایک لازوال قوت کی تجسیم میں لذت محسوس کرتی ہے۔ مقدم الذکر اسلوب فکر کو نیطشے کے Will to power، کانٹ کے Ding-an-sich، فرائڈ کے Libido، برگساں کے Elan-vital (حقیقت کی روانی یا تجربہ کی جوئے رواں)، ژنگ کی Psychic energy، شوپن ہاور کی will to life، مارکس کے Klassen kamph، ہیگل کے weltgeist، افلاطون کے Idea اور سپائی نوزا کے substance میں نمایاں طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دوسری جانب قوت کی تجسیم سے متعلق فکر کی نشاندہی ویگز کے ''سگفرڈ''، شوپن ہاور کے ''نابغہ''، نیطشے کے ''سپرمین'' (Super man) کارلائل کے ہیرو (Hero) اور اقبال کے ''مرد کامل'' میں واضح طور پر ہوئی ہے۔ پر لطف بات یہ ہے کہ درج بالا فلاسفروں نے مادی زندگی اور اس کے مظاہر کے پردے میں اس قوت کو پہچانا اور اس طرح ''بعض مستثنیات کے علاوہ'' ان کی فکر میں روح اور مادے کی ثنویت ابھر کر سامنے آتی ہے۔ حالانکہ مرد مومن کے تصور میں ان دونوں کے امتزاج کا نظریہ سامنے آتا ہے۔ گویا جب مظاہر کے پیچھے یا ان کے اندرون میں چھپی ہوئی قوت کسی بھی مرد مومن میں یا فوق البشر میں اپنی تجسیم کرتی ہے تو ثنویت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ایک نئی صورت جسے وحدت سے تعبیر کیا جاتا ہے اجاگر ہوتی ہے۔ اقبال کا مرد کامل اس سلسلے میں ایک عمدہ اور ممتاز مثال ہے جس میں جوش وخروش سے لبریز زندگی کی مکمل تجسیم ہوئی ہے یعنی مرد کامل مضطرب و بے قرار اور ہر لحظہ رواں دواں ''حیات'' کا ایک پارہ ہے۔ اس کے برعکس برگساں تجسیم کی یہ صورت پیدا کرنے سے قاصر رہا کیونکہ اس نے زیادہ توجہ مظاہر کے پس پشت میں رواں اس قوت پر صرف کی جسے اس نے ''جوش حیات'' سے تعبیر کیا۔ لہٰذا یہ کہا جاتا ہے کہ: ——— ''جہاں برگساں کا آخری قدم رکا ہے وہیں سے اقبال نے ایک نئے سفر کا آغاز کیا ہے۔'' [۷۰] یوں اقبال نے برگساں کے تصور زندگی میں ایک نئے بُعد کا اضافہ کر دیا۔

اقبال کے فکری نظام کے تمام تر تصورات بشر کی عظمت و بہبود کے ارتکاز پر قائم ہیں۔ ان کے تفکر وتدبر کی اساس احترام آدم کی عظمت ہے۔ جس کے باطن میں سوز وساز اور جذب وشوق کی تمام تر کیفیات پوشیدہ ہیں۔ ادراک کو محسوسات سے ہم آمیز یا منتقل کرنے کی تمثال

علم وآگہی کی معجز نمائی ہے۔ جذبہ وفکر کی ہم آہنگی اقبال کی منفرد پہچان ہے۔ فلسفہ وشعر میں ہم آمیزی دونوں کو معراج کا درجہ عطا کرتی ہے جو انتقاد کی راہ بھی ہے۔

اقبال کی شاعری صرف ہندوستان کے گرد ونواح میں چکر نہیں لگاتی اگر ایک سمت میں ان کی شاعری شیرازیؔ، رومیؔ، حافظؔ کے خیالات کا احاطہ کئے ہوئے ہے تو دوسری جانب افلاطونؔ، ایمرسنؔ، آئیسفائنؔ، برگساں، نیٹشے کے افکار کی وضاحت کرتے نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کی شاعری کے مطالعہ کے لئے ہمیں مشرق ومغرب دونوں کے نامور شاعر، فلسفی، منطقی، سائنسدانوں، رہنماؤں، دانشوروں، دیگر علوم وفنون کے ماہرین کے خیالات وافکار کو سمجھنے کے لئے اور خاص طور سے اقبال جیسے شاعر کو جو شاعر کے ساتھ ساتھ فلسفی بھی ہیں، ان کے افکار کو جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے عہد اور سیاسی وسماجی پس منظر سے آشنائی اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب ہم اقبال کی شاعری کا مطالعہ سطحی طور پر نہ کر کے بلکہ اس میں پوشیدہ گہر تلاش کریں۔ اس کام کے لئے سخت محنت اور نیک کاوشوں کی ضرورت ہے۔

لہٰذا فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو) کو مرتب کرنے کا اولین اور اہم مقصد تو یہی ہے کہ کلام اقبال اردو میں مستعمل مشکل الفاظ، اہم الفاظ، محاورات، ضرب المثل، روزمرہ، اصطلاحات، تلمیحات، علامات وغیرہ کو یکجا کر کے وضاحت کے ساتھ پیش کر دیا جائے جس کی صراحت کے لئے متعدد فرہنگیں ناکافی محسوس ہوتی ہیں۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ کلیاتِ اقبال اردو کے وہ الفاظ واصطلاحات وعلامات جو کسی لغت یا فرہنگ میں موجود نہیں ہیں انہیں کتابی شکل میں محفوظ کر دیا جائے۔ اس سے کلام اقبال کو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

انہیں سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کلام اقبال کو سمجھنے کے لئے اور اس کے مطالعہ سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کلام کی صحیح سمجھ۔ یہ تبھی ممکن ہے جب افکار اقبال سے واقفیت ہو لیکن ضروری نہیں کہ ہر انسان ہر صنف میں ماہر ہو، اس کے علاوہ اقبال کی شاعری میں مستعمل علامات، تلمیحات، اصطلاحات کہیں کہیں اتنی دشوار اور مشکل ہیں کہ عام قاری کے لئے انہیں سمجھنا نہایت مشکل ہوجاتا ہے اور کبھی کبھی اپنی کم علمی کے باعث قاری غلط فہمی کا شکار ہوجاتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ کسی بات کو سمجھے بنا اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ اقبال کی شاعری پیامی شاعری ہے جس میں جہد وعمل کو خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے عمل کو ترجیح دی ہے۔ قوم کو اپنی گزشتہ عزت وحشمت کو پانے کے طریقۂ کار سے روشناس کرایا ہے۔ انہوں نے نہ صرف عزت رفتہ کی یاد دہانی کرائی بلکہ ایسی تجاویز بھی پیش کی ہیں جن پر عمل کر کے زندگی کے ہر گوشے میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہمیں اقبال کی شخصیت قوس قزح کی مانند نظر آتی ہے جو دنیا کے متعدد ومتنوع رنگوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ درج ذیل شعر علامہ نے جس شخصیت سے متاثر ہو کر لکھا، ہوسکتا ہے کہ وہ اس کی حامل ہو لیکن ہمارے زاویۂ نگاہ سے اگر کوئی اس اعزاز کا اصل حقدار ہے تو وہ ہے خود علامہ کی شخصیت:۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے　　بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دیگر الفاظ میں اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ فارسی کا ایک مصرع ہے۔

ع　گلے برفت کہ ناید بصد بہار دگر

افکار اقبال اور ان کی شاعری پر اتنا لکھا جاچکا ہے جو بہت کم شاعروں اور مصنفین کے حصے میں آتا ہے۔ اردو ادب میں تو اقبال سے متعلق تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن اس کے علاوہ انگریزی میں بھی سیکڑوں کتابیں ہمیں اقبال سے متعلق مل جائیں گی۔ یہ خوش نصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ اگر رسائل میں شائع کردہ مضامین کا شمار کیا جائے تو اقبال سے متعلق مضامین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ اتنی مفصل تشریحات وتعبیرات کے باوجود ان کے کلام اور افکار کو سمجھنے اور مستفید ہونے کے لئے متواتر تحقیق وتنقید کا سلسلہ جاری ہے۔ وقت گزرنے کے

ساتھ ساتھ علامہ کے کلام کی بے شمار خوبیاں ابھر کر منظر عام پر رونما ہوئی ہیں۔ ان کی شاعری میں مکالمہ نگاری کا استعمال برمحل اور باذوق انداز میں ملتا ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری میں ایک تیسری آواز کا استعمال بہت خوش اندازی سے کیا ہے۔ یعنی خیالات تو انہیں کے ہوتے ہیں لیکن ان خیالات وافکار کو کسی دوسرے کی زبانی ادا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر نظم ''سیّد کی لوح تربت'' میں سرسیّد کے ذریعہ ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں ابلیس کے الفاظ میں، ''خضر راہ'' میں خضر کی زبان سے اور کہیں چاند تارے اقبال کے پیغام کی تشریح کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ ان کا ایک کارآمد طریقہ کار تھا۔ نتیجتاً ان کا پیغام زیادہ پراثر اور باآسانی ذہن نشین ہوجاتا ہے۔

تلمیحات اقبال کی شاعری میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ غالب کے بعد اقبال نے تلمیحات کا استعمال برمحل اور ناصحانہ انداز میں کیا ہے۔ ان کے کلام میں تلمیحات کا بیشمار ذخیرہ موجود ہے جسے سمجھے بغیر قاری کا معنی کی تہہ تک پہنچنا ناممکن ہے یعنی تلمیحات میں چھپے پوشیدہ معنی کو تبھی اچھی طرح سے ذہن نشین کیا جاسکتا ہے جب قاری تلمیحات سے متعلق مکمل معلومات رکھتا ہو۔ اس لئے ضروری تھا کہ ایک ایسی جامع فرہنگ تیار کی جائے جس میں اقبال کی شاعری میں مستعمل مشکل الفاظ، تلمیحات واصطلاحات، تراکیب، روزمرہ، محاورات اور علامات کے خصوصی معنی کی وضاحت کی جائے۔ فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو) میں جامع اور مفصل ومدلل طور پر تلمیحات کے معنی کی وضاحت کی گئی ہے۔ صنعت تلمیح کا مطلب یہ ہے کہ شاعر شعر میں کسی تاریخی یا نیم تاریخی واقعہ کا ذکر کرے۔ اس کے علاوہ قرآن وحدیث سے متعلق تلمیحات بھی ہمیں کثیر تعداد میں اقبال کی شاعری میں نظر آتی ہیں۔ اقبال نے تلمیحات کا مفید استعمال کرکے ان سے بہت کام لیا ہے۔ مثلاً کوہِ طور۔ وادیٔ یمن، ضربِ کلیم، یدِ بیضا، کُن فیکُون، قُم باذن اللہ، ابن مریم، مسیح، اسم اعظم، الستُ، منصور، انا الحق، چشمۂ حیواں، چشمۂ خضر، حجرِ اسود، خاتم سلیمانی، خضر، خلیل اللہ، سنگِ اسود، طٰہٰ، لاتقنطو، لن ترانی، مسجودِ ملائک، نمرود، یاجوج وماجوج وغیرہ وغیرہ کا استعمال اکثر وبیشتر ملتا ہے۔ لیکن اب قاری کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ضربِ کلیم یا عصائے موسیٰ سے کیا مراد ہے۔ اس طرح اسے محسوس ہوگا کہ کوئی ایسی تصنیف ضرور ہونی چاہئے جو اس طرح کی دشواریوں کا ازالہ کرے۔ اقبال نے پرانی تلمیحات کا برمحل استعمال تو کیا ہی ہے ساتھ ہی کچھ نئی تلمیحات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ انہیں تلمیحات کی تہوں میں پوشیدہ معنی تک پہنچنے کے لئے فرہنگِ کلیاتِ اقبال میں نہایت موثر وشائستہ، دلکش وسلیس انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ مثلاً درج ذیل شعر کے حوالہ سے ہم اس بات کو باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم　　گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم!

سحر قدیم اور چوب کلیم دونوں میں تلمیح ہے۔ سحر قدیم میں ساحران مصر وشام وعراق کی جانب اشارہ ہے اور چوب کلیم سے عصائے موسیٰ یا ضرب کلیم کی طرف اشارہ ہے۔ موسیٰؑ کو خدا نے معجزہ عطا کیا تھا کہ وہ اپنے عصا کے ذریعہ ہر قسم کے طلسم اور سحر کو باطل کردیتے تھے اور اسی ضرب کلیم یا چوب کلیم کی مدد سے موسیٰؑ نے فرعون اور اس کے جادوگروں پر سبقت لی تھی۔ اس طرح تلمیحات کی وضاحت کے بعد ہم شعر کا مطلب آسانی سے سمجھ سکتے ہیں یعنی جس طرح قدیم زمانے میں فرعون اور نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح اس زمانے میں بھی خدائی کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوگئے ہیں۔ مثال کے طور پر لینن (Lanin)، اسٹالن (Stalen) اس کے علاوہ دور حاضر کے ترقی یافتہ ممالک جو بظاہر تو اس کا اظہار نہیں کرتے لیکن ان کا عمل اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ مکمل کائنات کو تسخیر کرلینا چاہتے ہیں۔ یہ دور حاضر کے خدا ہیں لیکن دور قدیم ہو یا دور حاضر مقصد صرف ایک ہے یعنی خود کو خدائی کا علمبردار قرار دینا۔ لہٰذا انسانیت کا تقاضہ ہے کہ ان دشمنان انسان واسلام کو اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہونے سے روکیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ خود کو عصائے موسوی سے مسلح کرلیں۔ یعنی اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو پہچان کر ان کو عمل میں لایا جائے اور اس کے علاوہ ایک روحانی طاقت کا ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کی طرح خدا کے عشق

کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ دیگر اشعار میں اسی نکتے کو کچھ تبدیلی کے ساتھ پیش کیا ہے۔

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں — جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا!
رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم — عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

کلام اقبال سے اس طرح کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مذکورہ شعر بھی صنعت تلمیح کی عمدہ مثال ہے۔ شاعر خضرؑ سے مخاطب ہے۔

"کشتیِ مسکین" و "جانِ پاک" و "دیوارِ یتیم" — علمِ موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

اس شعر میں سورۂ کہف میں بیان اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ سے ملاقات کرنے کے لئے حکم دیا تھا۔ اسی طرح کچھ اور قرآنی آیات کے جزو یعنی آیات سے ماخوذ تلمیحات ہیں۔ مثلاً **کن فیکون، لا، لن ترانی، لاالہ اللہ، یٰسین، طٰہٰ، لا تخف، لا تقنطو، لم یزلی، لولاک، مازاغ البصر** ..... جن کی وضاحت مذکورہ فرہنگ میں کی گئی ہے

بانگ درا میں نظم "خضر راہ" میں اقبال خضرؑ کی زبانی ملت اسلامیہ سے مخاطب ہیں۔ اس شعر میں قرآنی آیت سے ماخوذ تلمیح کا نہایت عمدہ استعمال کیا ہے۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے — سِرِّ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی!

اس تلمیح کو ایک دوسرے انداز میں نظم "طلوع اسلام" میں اس طرح استعمال کیا ہے۔

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا — خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

بال جبریل کی غزل کے ایک شعر میں **کن فیکون** کو الگ انداز میں بیان کیا ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید — کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون!

کن فیکون یا کن فکاں قرآن حکیم کی سورۂ آل عمران کے (رکوع۔۵) کی اس قرآنی آیت کی جانب اشارہ ہے۔ **اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون**۔ (جب خدا کسی امر کو ظہور میں لانا چاہتا ہے تو کہتا ہے "ہو جا" پس وہ ہو جاتی ہے) چنانچہ جب خدا نے اس کائنات کو پیدا کیا تو اس نے کہا "کن" تو سارا عالم وجود میں آگیا۔ پہلے اور دوسرے شعر میں انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ خدا نے انسان (مسلمان) کو دنیا میں اپنا نائب یا خلیفہ بنا کر پیدا کیا ہے۔ انسان اگر اپنے اندر موجود پوشیدہ صلاحیتوں کا پتہ لگا کر اس پر عمل کرے تو وہ یقیناً کائنات کے تمام راز فاش کرسکتا ہے اور اپنی منزل مقصود کو حاصل کرسکتا ہے۔

تیسرے شعر میں اقبال نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے خدا تعالیٰ کائنات کو وجود میں لاکر اس سے بے خبر نہیں ہے بلکہ تخلیق کائنات مسلسل جاری ہے۔ اس نکتہ کی تائید اس آیت کے حوالے سے ہوتی ہے۔ **کل یوم ھو فی الشان**۔ (اللہ ہر لحظہ نئی جلوہ گری میں مصروف رہتا ہے)۔ علامہ نے اس شعر میں قرآنی آیت کی رو سے یونانی فلسفہ مشائین کو غلط ثابت کردیا ہے۔ اس فلسفہ سے ملحق لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خدا عقل اول کو صادر کرکے کائنات سے لاتعلق ہوگیا، جب کہ اسلام کے زاویہ نگاہ سے اللہ کائنات کی تخلیق سے بے تعلق نہیں ہوا اور نہ ہی فارغ ہوا ہے۔ ہر لمحہ کائنات تخلیق کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کائنات میں لحظہ بہ لحظہ نئی نئی چیزیں پیدا ہوتی ہیں، پرانی فنا ہو جاتی ہیں اور ان کی جگہ نئی اشیاء لے لیتی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تخلیق کا سلسلہ تھما نہیں ہے، یہ ہر لمحہ ہر پل جلوہ گر نظر آتا ہے۔

کلام اقبال کا مطالعہ کرنے کے دوران مجھے اس امر کا شدید احساس ہوا کہ ایک ایسے طالب علم کو جو کسی دوسرے شخص یا استاد کی مدد کے

بنا خود مطالب تک پہنچنا چاہتا ہے, بڑی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔قرآن وحدیث کے علاوہ اقبال نے شاعری میں تاریخی، روایاتی، عقائد پر مبنی تلمیحات کو بھی استعمال کیا گیا ہے مثلاً آب بقا، انا الحق، جوئے شیر، چشمۂ حیواں، شبدیز، قیصر وکسری، کوہ کن.....

کلیات اقبال میں کئی اشعار میں انا الحق لفظ استعمال کیا گیا ہے۔اس کے لغوی معنی ہیں (میں خدا ہوں) اس قسم کے اشعار کو پڑھنے کے بعد ذہن میں بہت سے تشویش ناک سوالات جنم لیتے ہیں۔اقبال نے اس قسم کی متعدد تلمیحات کا استعمال کیا ہے لیکن فرہنگ کلیات اقبال کی تشکیل کے دوران بہت جلد مجھے یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا کہ وہ فرد جو کسی لغت کی مدد سے ان تلمیحات کا مفہوم سمجھنا چاہے گا وہ زیادہ سے زیادہ لغوی معنی تک پہنچ سکتا ہے۔ان تلمیحات کی اصلیت کو جاننے اور واقعہ کی گہرائی میں پہنچنے کے لئے تاریخ اسلام کے علاوہ دیگر تواریخ اور علوم وفنون کی جانکاری ہونا بھی ضروری ہے۔یہ تبھی ممکن ہے جب لاتعداد تصانیف کی ورق گردانی کی جائے۔اس کے بعد ہی طالب علم یا قاری معنی کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے۔یوں تو اقبال سے متعلق سیکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں موجود ہیں لیکن ابھی تک کوئی ایسی جامع فرہنگ موجود نہیں ہے جہاں سے قاری کو اس سلسلے میں مناسب رہبری حاصل ہو سکے۔

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں نے پیش نظر فرہنگ کا خاکہ مرتب کیا۔اقبال کی شاعری ایسے رنگ وآہنگ کی شاعری ہے جس میں فلسفہ، روایت، تاریخ، قرآن، حدیث اور معتقدات سے تعلق رکھنے والے اشارات واصطلاحات کا ایک زبردست خزانہ پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ اس فرہنگ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اردو شاعری (اقبال) کی مختلف اصناف مثلاً غزل، نظم، رباعیات، قطعات وغیرہ میں مستعمل تلمیحات ومصطلحات بھی شامل ہو جائیں اور ان کی وضاحت پیش کی جائے، جن کی صراحت کے لئے ایک اوسط درجے کی لغت عام طور پر ناکافی محسوس ہوتی ہے۔انہیں بعض مشکلات کو حل کرنے کے لئے اس فرہنگ کی تشکیل کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی مدنظر رکھی گئی ہے کہ بعض اوقات ادب میں کچھ ایسی علامات یا تفصیلات بھی داخل ہو جاتی ہیں جن کی تاریخ سے تصدیق نہیں ہو سکتی مگر کلیات اقبال کے مطالعہ کے دوران قاری کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان علامات وغیرہ سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔تاریخی واقعات کے سلسلے میں جانکاری عام طور پر آسانی سے فراہم ہو جاتی ہے لیکن علامت کے بارے مین جانکاری حاصل کرنے میں بعض اوقات دشواری ہوتی ہے کیونکہ علامت کے معنی ہیں کسی لفظ کے الگ اور کچھ زیادہ معنی مراد لینا۔علامہ نے قدیم علامات کو بخوبی استعمال ہی نہیں کیا بلکہ نئی علامات بھی وضع کی ہیں۔لہٰذا اس فرہنگ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ازراہ ممکنا تاریخی حقائق کے ساتھ ساتھ بعض مخصوص علامات جو کہ اقبال کی وضع کردہ ہیں کو بھی نہ صرف شامل کیا جائے بلکہ ہم نے علامات کو زیادہ تفصیل سے درج کیا ہے تا کہ ان کے پوشیدہ معنی اور اصلاحی پہلو بخوبی واضح ہو سکیں۔

دراصل روایتی علامت واسالیب ان کے فکر وفلسفہ کا ساتھ دینے سے قاصر تھے۔لہٰذا علامہ نے اپنے خیالات کو زیادہ موثر انداز میں واضح کرنے کے لئے ایسی علامتیں تراشیں جس نے اردو شاعری کو ایک مخصوص فلسفۂ زندگی اور نئے انداز وفکر سے روشناس کرایا مثلاً خودی، سوز وساز، لالہ، شمع وپروانہ، جگنو وروشنی، آفتاب، مہتاب، قدرت فطرت، عشق وجنوں، فراق ووصال، موج دریا، مرد حُر، مرد کامل وانسان کامل، عقل وخرد، اشک خونیں، انجم، ساقی، حسن وعشق، جلال وجمال، قلندر، فقر وشاہین، لذت طلب، آرزو، جہد وعمل وغیرہ میں نئی نئی تعبیریں اور تاویلیں رونما ہوئی ہیں۔علامہ نے علامات کو جن معنی ومفہوم میں ادا کیا اس کا کوئی متحمل نہ ہو سکا۔چنانچہ اس نئی طرز کے وہی موجد بھی ہیں اور وہی خاتم بھی:

> ''اس میں دو رائے نہیں کہ اقبال کی فکر خالص اسلامی فکر ہے اور اسلامی فکر کا ماخذ قرآن ہے۔قرآن کی

ے انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اقبال کے فلسفہ کا آغاز بھی انسانی فطرت ہے۔ اقبال خوب سمجھتے ہیں کہ اشرف
ونے میں انسان کے ارادہ اور شعور کی قوت کو بڑا دخل ہے۔ اس قوت سے وہ خیر و شر میں تمیز کر سکتا ہے یعنی
وہ صاحب اختیار" بھی ہے۔ اپنی ذات کے اس راز کو پا لینے کا نام اقبال کے یہاں "خودی" ہے۔" ۱؎

عشق کلام اقبال میں کمال آرزو کی علامت ہے۔ جنون، فقر، لا الہ الا اللہ اسی عشق کے دیگر پہلو ہیں۔ اقبال نے بلبل کی جگہ اردو شاعری میں شاہین کا تصور پیش کیا کیونکہ علامہ کے مطابق بلبل میں نغمہ خوانی کے علاوہ کوئی مثبت یا دیگر عمل نہیں ہے۔ کلام اقبال میں یہ استعارہ متعدد مقامات پر روایتی فکر سے انحراف کرتے ہوئے کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ فارسی میں شاہین علامت کے طور پر ملتا ہے لیکن اس سے ملحق خیالات اقبال کے تصورات سے جدا ہیں۔ شاہین کو منتخب کرنے کا مقصد اس کی خودداری، غیرت، خلوت پسندی، تیز نگہی ہے۔ یہ اقبال کا محبوب ترین پرندہ ہے۔ اس میں فقر کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ شاہین کو اقبال نے بلند پروازی کی علامت سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے لئے آشیاں بندی ذلت کا باعث ہے کیونکہ وہ پرندوں کی دنیا کا درویش ہے ۔

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں — کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر — تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

لالہ کا استعارہ یا علامت اردو شاعری میں پہلے سے موجود تھا۔ لیکن اقبال نے اس سے نئے نئے مفہوم پیدا کئے۔ ان کے یہاں گل لالہ ایک وسیع اور جامع معنی رکھتا ہے۔ کہیں اقبال نے لالہ کو شہید ازل بتایا ہے کہیں لالہ زار، لالہ فام اور کہیں صرف ایک حسین و خوبصورت پھول ہونے کے ساتھ عاشق کے دل کو تشبیہ دی ہے۔ داغ دل سے لالہ کے پھول کے اندر کے داغ کو تشبیہ دے کر معشوق کے دل کی علامت بھی بتایا ہے۔ جیسے لالہ فام، لالہ گوں، لالہ وگل، لالہ زار وغیرہ۔ اس کے ارتقائی سفر کے متعلق سید عابد علی رقم طراز ہیں:

"جوں جوں وقت گزرتا گیا اقبال کے شعور افق پر اس علامت کی معنوی اہمیت پہلے ہلال بن کر ابھری پھر ماہ کامل بن گئی۔ رفتہ رفتہ ان کی نسبت محمدیہ اور لالہ کے درمیان بہت سی مشابہتیں نظر آنے لگیں.....
مثلاً امت محمدی کا کوئی وطن نہیں۔ ہر جگہ یہ پنپتی ہے۔ لالہ بھی ہر جگہ ظہور کرتا ہے۔ جہاد مسلمان کا موقف ہے۔ شہادت اس کا منصب، لالہ خونی کفن اور شہید ہونے کا خود شاہد ہے..... لیکن ان مشابہتوں سے قطعہ نظر لالہ کو اقبال نے رفتہ رفتہ ذاتی اور علامتی طور پر سب پھولوں سے زیادہ پر اسرار اور دل آویز سمجھنا شروع کر دیا۔" ۲؎

اور ڈاکٹر شکیل الرحمٰن کے الفاظ میں:

"آخری دور میں جب اقبال اسے کائنات کی تسخیر کا ذریعہ اور ایک بڑی تہذیب کی علامت بتاتے ہیں تو وہ رنگ کے پیکر سے زیادہ روشنی کا پیکر بن جاتا ہے۔ ایک روشن تہذیب کا اعلانیہ اور عشق کی روشنی کا استعارہ۔" ۳؎

اسی طرح ذوق شوق کی اور شوق عشق کی علامت۔ پروانہ اور جگنو عاشق کی علامت اور شمع کو زندگی کی علامت قرار دیا ہے۔ موج ہوا سے اقبال نے حرکت و اضطراب اور تڑپ مراد لی ہے۔ وہ اسے شجاعت اور اولوالعزمی کی دلیل مانتے ہیں۔ شبنم کے استعارے سے اقبال نے ذوق نمو مراد لیا جب کہ روایتی شاعری میں شبنم کو بے ثباتی کی علامت مانا جاتا تھا۔ شبنم کے استعارے میں ایک نکتہ اور پوشیدہ تھا جسے اقبال سے پہلے کوئی تصور میں بھی نہیں لا سکا۔ شبنم کے قطرے سحر کے وقت نمودار ہوتے ہیں اور اقبال کے "آہ سحر گاہی" اور "دعائے نیم شبی" کے ضامن و

غماز ہیں۔

اصطلاحات کو بھی کلام اقبال میں منفرد و ممتاز مقام حاصل ہے۔ تصوف، فلسفہ و منطق کے علاوہ بہت سی علمی اصطلاحات جو کہ اقبال کی تخلیق کردہ ہیں کے معنی و مفہوم کی بھی وضاحت اس فرہنگ میں کی گئی ہے۔ چنانچہ یہ جاننا ضروری ہے کہ مصطلحات یا اصطلاح کہتے کسے ہیں؟ اصطلاح کے متعلق یہ قول فیصل ہے۔ ''لامناقشۃ فی الاصطلاح'' یعنی اصلاح میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اگر اصطلاح کی حیثیت سے کوئی لفظ کسی خاص معنی میں استعمال کیا جائے تو بات قابل اعتراض نہیں۔ درج بالا قول سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کسی لفظ کو اس کے مخصوص معنوں میں ہی استعمال نہ کیا جائے بلکہ شاعر اپنے خیالات (Views) کا اظہار کرنے کے لئے مزید یا عام روش سے ہٹ کر معنی مراد لیتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ درحقیقت اسے ہی اصطلاح کہتے ہیں۔

علامہ کی وضع کردہ مصطلحات نقش برآب نہیں بلکہ نقش کالحجر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہی نہیں اصطلاحات کو اقبال کی شاعری میں جزو لاینفک قرار دیا گیا ہے۔ درحقیقت اقبال نے اصطلاحات سے بہت کام لیا ہے۔ اس کے باوجود کلام اقبال میں ہمیں کہیں بھی ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ یہ اصطلاحات جبراً نقل کی گئی ہیں کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ علامہ کی شاعری میں مصطلحات برمحل اور فطرتی ہوتی ہیں۔ انہیں آرائش و زیبائش کے لئے نہیں بلکہ ایک اہم مقصد کی تکمیل کے لئے شامل کیا جاتا ہے کیونکہ حسن خداداد کو مشاطگی کی ضرورت نہیں ہوتی اور اچھی چیز بغیر آرائش و زیبائش کے بھی حسین معلوم ہوتی ہے۔ بقول شاعر

ع حسنِ خداداد را حاجتِ مشاطہ نیست

اقبال نے بھی کئی مرتبہ اس امر کا اعتراف کیا ہے جو اشعار کے قالب میں ڈھل کر شیریں تر ہو گیا ہے۔ ان کی تخلیق کردہ مصطلحات ضرب المثل ہو گئی ہیں اور اردو تقریر و تحریر میں کثرت سے استعمال کی جاتی ہیں مگر جو شخص ان کے معنی و مفہوم سے نا آشنا ہوتا ہے، اسے ان کے سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ ان مصطلحات کو سمجھنے اور حظ حاصل کرنے کے لئے ان کا مطلب اور محل استعمال جاننا نہایت ضروری ہے۔ بعض اصطلاحات ایسی ہیں کہ ان کا صحیح استعمال اور مفہوم جاننے کے لئے صرف ان کے معنی جان لینا ناکافی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ اردو میں اپنے مفہوم کے خلاف معنی دیتی ہیں۔ اس لئے میں نے یہ ضرورت بھی محسوس کی کہ معنی و ترجمہ دینے کے بعد یہ بھی ذہن نشین کرایا جائے کہ ان کا استعمال کن موقعوں پر ہوا ہے اور الگ الگ مواقع پر کیا معنی مراد ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ اصطلاح کے کبھی بھی ایک مخصوص معنی نہیں ہوتے۔ ضروری نہیں کہ لغت میں سبق معنی ہی ہونے چاہئیں بلکہ موقع محل اور ضرورت کے اعتبار سے اصطلاحات کا مفہوم بدل جایا کرتا ہے۔ اس لئے میرا مقصد یہ ہے کہ ان مصطلحات کو جمع کر کے فرہنگ کے طور پر ردیف وار ترتیب دوں اور ہر اصطلاح کا ترجمہ اور معنی اور اگر ضرورت محسوس ہو تو شرح بھی لکھوں۔ جہاں تک مجھے علم ہے کہ دور حاضر تک اس طرح کا کوئی فرہنگ مرتب نہیں کیا گیا۔ اس فرہنگ میں نہ صرف اصطلاحات کی شرح کی گئی ہے بلکہ محل استعمال کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ بعض اصطلاحات ایسی بھی ہیں جو کہ اب اردو ادب میں رائج نہیں ہیں۔ لہٰذا انہیں سمجھنے کے لئے ضروری جانکاری فراہم کی گئی ہے غالباً اقبال کی شاعری میں ان مصطلحات کی فراوانی ہے جو اردو ادب کا جزو بن چکی ہیں۔ جہاں تک میری عقل نے رہنمائی کی حتی الامکان کوئی کثیر استعمال اصطلاح یا قلیل استعمال چھوڑی (Avoid) نہیں گئیں بلکہ سب کے متعلق مفید معلومات فراہم کرائی گئی ہیں۔ ایک ایک اصطلاح بہت سے مختلف مواقع پر استعمال کی جاتی ہے چنانچہ یہ اشد ضروری تھا کہ ہر اصطلاح کے مواقع و محل ذہن نشین کرانے کے لئے کئی کئی مثالیں دی جاتیں۔ اس نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے الگ الگ اشعار کے حوالے سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ علاوہ اس کے مصطلحات کا مطلب، ترجمہ، موقع محل، شرح اور مفہوم کو ایسی جامع عبارت میں بیان کیا گیا ہے جو ان تمام مواقع کا احاطہ

کیے ہوئے ہے۔ ممکناً جہاں جہاں وہ اصطلاحات استعمال کی جاسکتی ہیں۔

علمی وادبی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ نجوم، فلسفہ وتصوف، منطق سے وابستہ مصطلحات کلام اقبال کا ایک اہم حصہ ہیں جنہیں اس فرہنگ میں یکجا کیا گیا ہے۔ مثلاً ذوق وشوق، سوز وساز، جگر سوزی، جگر تابی، دور حاضر، عصر حاضر، خودی، تہذیب حاضر، فقر واستغنا، عقل وعشق، نے نوازی، خضر راہ، جبریل وابلیس، ذکر وفکر، تہذیب مغرب، زماں ومکاں، نسیم وشبنم، جلال وجمال، صبر واستقلال، آدم، رحیل کارواں، خون جگر، عقاب وغیرہ علمی وادبی اصطلاحات کے علاوہ تصوف، فلسفہ اور منطق سے متعلق اصطلاحات بھی ہمیں اقبال کی شاعری میں کثرت سے نظر آتی ہیں۔ حکمت، پیر مغاں، پیر میکدہ، سالک، حکیم، مے خانہ، خلوت، خم، ساغر اور طالب جیسی اصطلاحات کو اسی ضمن میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ نجوم وفلکیات پر مبنی مصطلحات کو بھی اقبال نے بخوبی استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر اوج، برج، زہرہ، آفتاب، ثریا، زہیر، قران، نیساں، ابر نیساں، پروین، اعراف وغیرہ۔ اقبال کی شاعری میں جنگ وسفر سے تعلق رکھنے والی مصطلحات بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ توسن، تیغ، حدی حدی خواں، رحیل کارواں، بانگ درا، زرہ، ستیزہ کار، طناب وغیرہ ایسی ہی اصطلاحات ہیں۔ اقبال کے چاروں شعری مجموعوں کے ناموں کو بھی اس فہرست یعنی اصطلاحات میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ (۱) بانگِ درا (۲) بالِ جبریل (۳) ضربِ کلیم (۴) ارمغانِ حجاز۔

علامہ کی شاعری میں اصطلاحات کی نشاندہی کرانے کے نظریے سے چند اشعار بطور مثال پیش نظر ہیں۔ ضرب کلیم میں علامہ لکھتے ہیں:

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے — قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش!

دانش حاضر، عصر حاضر، تہذیب حاضر، تہذیب فرنگ، تہذیب مغرب علامہ کی خاص اصطلاحیں ہیں جن کو انہوں نے بال جبریل میں اسطرح بیان کیا ہے:۔

مجھے تہذیب حاضر نے عطا کی ہے وہ — کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری

ارمغان حجاز میں علامہ مغربی تہذیب کے عنوان سے دو شعر کی ایک نظم میں لکھتے ہیں:۔

فسادِ قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب — کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف!

عصر حاضر یا دور حاضر کے معنی ہیں موجودہ زمانہ، دور اقبال یا بیسویں صدی (Twentieth century) اگر اس کے لفظی معنی سے قطع نظر کر کے علامہ کے زاویۂ نگاہ سے اس کے معنی لئے جائیں تو وہ ہے الحاد، بے دینی، تقلید مغرب، منافقانہ روش، تشکیک جو تہذیب مغرب کی دین ہے۔

اس نکتہ سے ہر شخص آگاہ ہے کہ سوز وگداز شاعری کی جان ہے۔ علامہ اقبال کی ایک اور خاص اصطلاح ہے سوز وساز۔ سوز کے لغوی معنی ہیں حرارت، جلنا اور ساز کے معنی ہیں موسیقی یا موافقت لیکن لفظ سوز وساز کو بطور اصطلاح استعمال کرنے پر اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔ سوز وساز سے مراد ہے دل کی تڑپ، دوسروں کے درد کا احساس، خود تکلیف برداشت کر کے دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ سوز وگداز شاعر کی شدت سے پیدا ہوتا ہے اور قادر الکلام شاعر اس جذبے کو ایسے انداز سے پیش کرتا ہے کہ پڑھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ذیل کے شعر میں سوز وساز اور آفتاب دونوں اصطلاحوں کا حسین امتزاج دیکھ سکتے ہیں۔ علامہ کی شاعری میں آفتاب بھی ایک خاص اصطلاح ہے کیونکہ آفتاب سوز وساز کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ بانگ درا میں اقبال آفتاب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے — تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے

نظم ''ذوق وشوق'' میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

عالمِ سوز وساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق　　وصل میں مرگِ آرزو! ہجر میں لذتِ طلب!

نظم ''گل رنگیں'' میں دیکھئے:۔

اس چمن میں میں سراپا سوز و سازِ آرزو　　اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

ملت بیضا کی فلاح و بہبود کے لئے بے شک اقبال سراپا سوز و ساز آرزو رہتے تھے۔ انہوں نے کہیں شمع کو اور کہیں خود اپنی ذات کو سوز و ساز کا مظہر قرار دیا ہے:۔

اسی کشمکش میں گذریں مری زندگی کی راتیں　　کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی!

کلام اقبال میں لفظ ''خون جگر'' کو ایک خاص جذبے کے اظہار کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ سوز و گداز کو شاعری کی جان قرار دیا جاتا ہے۔ شہنشاہ تغزل میر تقی میر کو وہ مرتبہ سوز و گداز ہی کی بدولت حاصل ہوا جس کا اعتراف تمام اردو شعرا نے کیا ہے۔ اقبال کی شاعری کا محض شاعرانہ نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو بھی یہ صفت واضح طور پر نمایاں ہے۔ پیام مشرق اور ظہور عجم کی غزلیں سوز و گداز کی بہترین مثال ہیں لیکن بال جبریل بھی اس خوبی سے تہی دست نہیں ہے۔ لفظ ''خون جگر'' شاعر کے شدت احساس کا ترجمان ہے اور شاعر نے اس اصطلاح کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ علامہ بال جبریل میں فرماتے ہیں:۔

پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے حنا کی　　باقی ہے ابھی رنگ مرے خون جگر میں

بانگ درا میں نظم شکوہ میں لکھتے ہیں:۔

لطف مرنے میں ہے باقی، نہ مزا جینے میں　　کچھ مزہ ہے تو یہی خون جگر پینے میں

''ذوق وشوق'' میں فرماتے ہیں:۔

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش　　ہے رگِ ساز میں رواں صاحب ساز کا لہو!

اقبال اور میر کی شاعری میں اگر یکسانیت ہے تو اسی سوز و ساز کے سبب۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میر کا محبوب فرد ہے جبکہ علامہ کا محبوب ملت اسلامیہ ہے۔ دونوں ہی عاشق صادق ہیں اور دونوں ہی عاشق صادق کی واردات قلبی کا بیان کرتے ہیں۔ بجز اس کے علامہ کو قوم سے اس قدر محبت تھی یا عشق تھا جیسے قیس کو لیلیٰ سے یا فرہاد کو شیریں سے تھا اور یہی بات ان کو میر، مومن اور غالب سے ممتاز کرتی ہے۔

آزادی یا آزاد کو بھی کلام اقبال میں اصطلاح کے ضمن میں شامل کیا گیا ہے جس سے مراد ہے وہ انسان جو خلوص نیت سے خدا سے محبت کرتا ہو، جزا یا صلہ کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ سے عشق حقیقی رکھتا ہو، جو راضی بہ رضا ہو لیکن اقبال کی شاعری میں اس لفظ کا معنی و مفہوم اضافی ہے لفظ آزاد کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ''آزاد'' وہ شخص ہے جو کسی قسم کی بندش، پابندی یا اسیری گوارہ نہ کرے۔ چنانچہ آزاد سے ایک ایسا سچا عاشق مراد ہے جو کل کائنات میں بجز خدا کسی غیر کی جانب سے عائد کی گئی بندشوں کو قبول نہ کرے۔ علامہ نے بال جبریل کی ایک شعر میں آزاد بندوں کی صفت اس طرح بیان کی ہے:۔

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا　　یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

بندہ تو یہ ہے کہ اقبال آزادی کے اتنے خواہاں ہیں کہ زخم کا علاج بھی معالج سے کرانے کو تیار نہیں کیوں کہ معالج کا احسان مند ہونا اقبال کی شان میں گوارا نہیں۔ بانگ درا کی نظم تصویر درد میں اقبال نے اس نظریہ کا اظہار کچھ ایسے انداز میں کیا ہے:۔

پھرا کرتے نہیں مجروحِ الفت فکرِ درماں میں — یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو

آگے لکھتے ہیں:۔

دوا ہر دکھ کی ہے مجروحِ تیغِ آرزو رہنا — علاجِ زخم ہے آزادِ احسانِ رفو رہنا

یہ انتہائے شوق ہے یا انتہائے عشق یا انتہائے خودداری کہ شاعر اپنے زخم کا درماں اسلئے نہیں کرانا چاہتا کہ رفو گر کا احسان مند ہو جائے گا۔ وہ بجز خدا کے کسی اور کے احسان سے بری رہنا چاہتا ہے۔ اس کی خودی ہی اس کے درد کا علاج ہے جس کو اسے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بر سروئے کار لا کر حاصل کرنا ہے۔

اقبال کی ایک محبوب اصطلاح ہے ذوق وشوق۔ لفظ ذوق وشوق کو اقبال نے نہایت شاعرانہ اور تغزل آمیز انداز میں استعمال کیا ہے۔ حضور ﷺ سے اپنی والہانہ عقیدت کے اظہار کے لئے انہوں نے اس اصطلاح کا استعمال نہایت موزوں اور مناسب انداز میں کیا ہے۔ یہی لفظ ایک نظم کا عنوان بھی ہے۔ چنانچہ یہ کہنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ ذوق وشوق اس عشق رسول کا ثمر ہے۔

لغوی معنی کے اعتبار سے ذوق کے معنی ہیں چکھنا (Trail,test) لیکن تصوف کی اصطلاح میں ذوق اس روحانی ملکہ، طاقت یا قوت (Spiritual power) کو کہتے ہیں۔ جس کی بدولت سالک حق و باطل (True and false) میں امتیاز کرتا ہے۔

شوق کے لغوی معنی ہیں ''عشق و محبت'' (Affection) ان دو لفظوں کو جمع کرنے کا ایک خاص اور اہم مقصد ہے اور وہ ہے شدت محبت کا اظہار۔ ذکر اللہ کرتے کرتے جب سالک پر محویت کا عالم طاری ہوتا ہے، اسی محویت کے عالم کو اقبال نے ذوق وشوق سے تعبیر کیا ہے:۔

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مردہ ذوق — خلوتیانِ میکدہ کم طلب و تہی کدو!

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں — غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں!

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی — خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں — جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کر پہلے مجھ کو زندگی جاوداں عطا — پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا!

ضمیر پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق — نہ مال و دولت قاروں، نہ فکرِ افلاطوں!

حتی الامکان جہاں تک ہماری عقل، ہمارے تجربے، ہماری واقفیت، ہماری معلومات نے کام دیا ہے وہاں تک ہم نے اصطلاحوں کی وجہ تسمیہ اور اکثر معنی و مفہوم کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔ اہل ادب، اہل ذوق کے سوا عام قاری بھی اس فرہنگ سے مستفید ہو اس کی جہاں تک ممکن ہوا ہے کوشش کی گئی ہے۔ اکثر تاریخی واقعات اور اصطلاحی وجہ تسمیہ کا اس سے پتہ چلے گا۔ مختلف اصطلاحیں اس سے معلوم ہونگی۔ نیز اقبال کی اکثر اختراعوں اور ایجادوں کی کیفیت اس سے معلوم ہوگی۔ غرض اس کا لکھا جانا ایک نہایت ضروری استحکام ہے۔

اردو، عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور انگریزی کے مشکل الفاظ کے معنی کی وضاحت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ کلام اقبال میں استعمال روزمرہ، ضرب الامثال، اشارے کنائے، محاورات کے معنی و مفہوم سے واقفیت کرائی جائے۔ چنانچہ ہر ایک محاورے کی سند حتی الواسع کلام اقبال سے دی گئی ہے۔ اگر کہیں ضروری جانا تو مثال اور وضاحت سے بھی قلم کو نہیں روکا ہے۔ اس فرہنگ میں ناظرین کے واسطے بہت سہولت کر دی گئی ہے۔ جہاں ضروری ہوا وہاں مثال ایک سے زائد اشعار سے دے دی گئی ہے۔ جدید و قدیم دونوں زاویۂ نگاہ سے محاورات،

ضرب الامثال، روزمرہ کے معنی سمجھائے گئے ہیں۔ قدیم وجدید دونوں کے موقع محل کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ عام محاورے اس میں درج ہیں۔ خاص خاص محاورے اس فرہنگ میں داخل ہیں۔ اس کتاب سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اقبال نے جن جن محاوروں کو پسند کیا تھا دور حاضر کے فصحا بھی ان محاوروں کو پسند کرتے ہیں۔ کسی عام محاورے یا روزمرہ کو علامہ نے اتنا برمحل استعمال کیا ہے کہ وہ خاص کی صف میں آ گیا ہے اور آج تک شامل روزمرہ ہوتے جا رہے ہیں۔

محاورات، ضرب الامثال اور روزمرہ سے متعلق مشکلات کو حل کرنے کے لئے ضروری حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ خود علامہ نے بھی عمدہ عمدہ محاورے اختراع کئے اور فصیح محاورات کو کلام میں شامل کیا۔ جس کے سبب ان کے کلام کی دل فریبی، اثر آفرینی و دلکشی اور تغزل میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص خاص محاوروں کو خاص مقصد کے تحت شامل کر کے اقبال نے ایک نئی طرز کی شروعات کی۔ بجز اس کے اقبال نے ان روزمرہ محاورات اور ضرب المثل کو بھی اپنی شاعری کا جزو بنایا جو عام طور پر عوام الناس میں مستعمل تھے لیکن شیرینی اور لطافت ان کی نمایاں خوبی ہے۔ درج بالا وجوہات اور ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کلام اقبال میں شامل روزمرہ محاورات کی وضاحت سے گریز ناممکن ہے۔

اقبال نے اشارات اور کنایات سے بھی بہت کام لیا ہے۔ بال جبریل میں اقبال نے اکثر اشعار میں خدا کے ساتھ شاعرانہ شوخیاں کی ہیں۔ جو باتیں اس ضمن میں انہوں نے بیان کی ہیں اگر وہ ان کو نثر میں ادا کرتے تو یقیناً وہ سنجیدہ طبائع پر ناگوار گزرتیں لیکن کلام اقبال کی ایک یہ بھی کرامت ہے کہ اقبال نے اس طرح کے خیالات کا اظہار اشاروں اور کنایوں میں کیا ہے۔ کہیں کہیں برمحل بھی کیا ہے۔ جس کے سبب قاری ان کی شاعری کو برداشت نہیں کرتا بلکہ ذوق وشوق سے پڑھتا اور لطف اندوز ہوتا ہے۔ رمز وایماء، مضمون آفرینی، تغزل اور رفعت تخیل کی یہ شعر بہترین مثال ہے۔ شعر میں بلا کی جاذبیت اور کیفیت پیدا ہوگئی ہے:۔

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں؟ — نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے؟

اس مثال کے بعد یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ رمز وایماء کی بدولت شعر میں اس قدر تغزل، تخیل کی بلند پروازی، بلاغت مضمون آفرینی اور اسلوب بیان میں اتنی دلکشی پیدا ہو جاتی ہے کہ لفظوں میں اس کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس قسم کے اشعار کی بدولت دل و دماغ دونوں متاثر ہوتے ہیں جس طرح کسی حسین دوشیزہ کو حجاب یا پردہ میں رکھنے سے اس کا حسن دوبالہ ہو جاتا ہے اور عاشق کے دل میں شوق و تجسس بڑھتا جاتا ہے شعر کو رمز وایماء میں بیان کرنے سے ٹھیک وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اشاروں اور کنایوں سے کام لینے کا طریقہ یہ ہے کہ شاعر بہت کچھ بیان کر دیتا ہے۔ لیکن ایک نکتہ یا ایک بات کو قصداً چھپا جاتا ہے اور پڑھنے والے سے امید کرتا ہے کہ وہ خود اس نکتہ کو دریافت کرے۔ اس قسم کے اشعار کو پڑھنے کے بعد غور فکر کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ مثلاً:۔

مرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے — بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے؟
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم — بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

شاعرانہ شوخی اور رمز وایما کی یہ رباعی عمدہ مثال ہے۔ ساقی سے مراد خدا ہے لیکن شعر میں تغزل پیدا کرنے کے لئے کنایہ سے کام لیا گیا ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ شاعر خدا سے شکوہ شکایات کر رہا ہے لیکن کتنے شیریں اور دلکش انداز میں۔ ناممکن ہے کہ آپ اس رباعی کو پڑھیں اور اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر آگے بڑھ جائیں کہ سمندر سے خدا کی ذات، پیاسے سے بندۂ خدا یا سالک اور شبنم سے نوازش خدا مراد ہے۔

رمز وایماء ایک کارآمد صفت ہے لیکن اگر کوئی شاعر مبالغہ سے کام لیتا ہے تو اس میں وہ فطرتی کشش اور جاذبیت باقی نہیں رہتی بلکہ ایک معمہ (quiz) بن جاتا ہے۔ اقبال نے رمز وایماء کو اعتدال کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ جس سے ان کے کلام میں اثر آفرینی و دل نشینی پیدا

ہوگئی ہے۔قرآن شریف کی ایک آیت کا ترجمہ ہے کہ بندہ کو میانہ روی اور بردباری سے کام لینا چاہئے۔ چونکہ اقبال قرآن کریم سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے شاید یہی سبب ہو کہ ان کے کلام میں تمام تر شاعرانہ خوبیوں کو میانہ روی سے استعمال کیا گیا ہے۔اس کی مثال ہم اس طرح پیش کر سکتے ہیں کہ نمک اگر اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے تو کھانے کی لذت کا باعث ہوتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو جائے تو نا قابل نوش ہو جاتا ہے۔مثال کے لئے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:۔

حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو — مری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی
وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی — نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقام مجبوری

لفظ وہ نے اس شعر میں ایسی دلکشی اور جاذبیت پیدا کر دی ہے جس کا بیان الفاظ میں نہیں کیا جا سکتا:۔

محمدؐ بھی ترا جبریل بھی، قرآن بھی تیرا — مگر یہ حرف شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟
مرے ہم صفیر اسے بھی اثرِ بہار سمجھے — انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ!
متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی — یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی
گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر — ہوش و خرد شکار کر قلب و نظر شکار کر

لفظ 'گیسو' اس شعر کی جان ہے اور اس میں جو نکتہ پوشیدہ ہے یا اس کے باعث شعر میں دلکشی پیدا ہوئی ہے، وہ یہی تو ہے کہ اپنے خیالات کو "محبوبہ" کی جانب سے ہٹا کر خدا کی طرف مبذول کرائیں تو بلاشک ذہن میں ایک سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

رومی، حافظ شیرازی، جامی، امیر خسرو، عرفی، نظیری، غالب اور بیدل کی غزلوں میں جو بلا کا تغزل اور دل نشینی ہے وہ اسی رمز و ایماء کے سبب ہے۔غالب اور بیدل کے اکثر اشعار ایسے ہیں کہ ان کے دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔وہ چاہیں حقیقی ہوں یا مجازی۔

اقبال کی شاعری میں فارسی تراکیب کا استعمال بڑی خوبصورتی اور دلکشی کے ساتھ کیا گیا ہے۔کہیں کہیں تو یہ اتنی دلکش ہو گئی ہیں کہ ان کے اردو تراکیب ہونے کا شبہ ہوتا ہے لیکن اس بات کی وضاحت کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اردو زبان میں فارسی تراکیب کا کامیابی سے استعمال وہی شاعر کر سکتا ہے جو زبان اور اسلوب بیان دونوں پر قادر ہو۔لہٰذا اس بات سے تو سبھی متفق ہیں کہ اقبال ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ دو لفظی تراکیب کو تو کمال فن سے استعمال کیا ہی ہے بلکہ سہ لفظی تراکیب کو بھی اتنا برمحل استعمال کیا ہے کہ فارسی تراکیب کی بدولت کلام میں سلاست، دلکشی اور تاثیر پیدا ہو گئی ہے۔کلام میں جاذبیت، سلاست، روانی وغیرہ لانے کے لئے بہت سادہ اور آسان زبان لکھنا ضروری ہے، مثلاً میر کا ایک شعر ہے:۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہئے — پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

دوسری مثال غالب کے کلام سے پیش ہے:۔

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے

اب اقبال کا شعر ملاحظہ کیجئے:۔

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں — یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

درج بالا اشعار میں جو بے پناہ جاذبیت اور تاثیر پیدا ہو گئی ہے اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ شعراء نے اپنے مفہوم کو سمجھانے کے لئے نہایت آسان زبان میں بیان کیا ہے۔اس کے باوجود کلام اقبال کی یہ ایک نمایاں خوبی ہے کہ اقبال کی تمام تر شاعری از اول تا آخر فارسی

تراکیب سے معمور ہے۔ فارسی تراکیب کی اتنی فراوانی کے باجود کلام اقبال کی دلکشی ودل آفرینی، اثر انگیزی واثر آفرینی میں کہیں کوئی کمی دکھائی نہیں دیتی۔ فارسی تراکیب کے چند منتخب اشعار درج ذیل ہیں:۔

مطمئن ہے تو پریشاں مثلِ بُو رہتا ہوں میں — زخمی شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو — یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں! — غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں!

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارامہِ کامل نہ بن جائے

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تو! — نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ وبو!

مری فطرت آئینۂ روزگار ! — غزالانِ افکار کا مرغزار!

سہ لفظی تراکیب کے برمحل استعمال سے شاعرانہ صفات میں تو اضافہ ہوا ہی ہے لیکن سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ تین الفاظ میں تین جملوں کا مفہوم ادا ہو گیا ہے۔ ان تمام تر خصوصیات کے باوجود بعض اوقات فارسی تراکیب کے لکھنے سے اشعار میں دقت پسندی اور مشکل پیدا ہوگئی ہے۔ کچھ تراکیب ایسی بھی ہیں جو دورِ اقبال میں مانوس تھیں لیکن اب غیر مانوس ہوگئی ہیں۔ یعنی اقبال کے دور کا قاری ان تراکیب کے معنی ومفہوم سے بخوبی واقف تھا لیکن موجودہ دور کے قاری کو معنی سمجھنا اور کلام اقبال سے مستفید ہونے میں دقت پیدا ہوتی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ زبان بھی بدلتی اور ترقی کرتی رہتی ہے۔ جس کے سبب آج کے زمانے میں عربی وفارسی تراکیب کا استعمال اتنا نہیں رہا جتنا غالبؔ، مومنؔ یا مصحفیؔ کے زمانے میں تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دور حاضر میں ان تراکیب کی کوئی اہمیت نہیں رہی بلکہ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر فارسی وعربی تراکیب کے معنی کو آسان اور عام فہم زبان میں بیان کر دیا جائے تو ممکن ہے کہ آج کے دور میں بھی ان تراکیب سے قاری کو رغبت پیدا ہو جائے۔

مشکل پسندی بہت کم انسانوں کا پسندیدہ شغل ہوتا ہے جبکہ آسان راہ سے ہر شخص گزرنا چاہتا ہے۔ مگر اقبال ایک شاعر ہونے کے علاوہ فلسفی بھی تھے اس لئے اپنے خیالات وافکار (Views & Thinkings) کا اظہار کرنے کے لئے ضروری تھا کہ مشکل الفاظ وتراکیب کا استعمال کیا جائے۔ اقبال کی شاعری میں مشکل الفاظ وتراکیب کو جبراً شامل نہیں کیا گیا بلکہ یہ موقع محل، قدرتی اور فطرتی طور پر کلام اقبال کا ایک جزو ہیں۔ ہم انہیں جزو لاینفک بھی کہہ سکتے ہیں۔ الغرض عربی وفارسی تراکیب کا اتنا عمدہ، برمحل اور دلنشیں استعمال اقبال کی شاعری کی ایک اور خوبی ہے۔ چنانچہ ناظرین کو اس صفت سے لطف اندوز کرانے کے لئے اس کتاب میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے کہ اردو کے علاوہ عربی وفارسی تراکیب کی وضاحت کرائی جائے۔ اکثر اقبال نے اپنے بنیادی تصورات کو فارسی بندشوں اور فارسی تراکیب کے ذریعہ پیش کیا ہے۔ اس لئے جو لوگ فارسی سے بے بہرہ ہیں ان کے لئے یہ فرہنگ نہایت مفید ثابت ہوگی۔

کلام اقبال میں قدیم اور جدید طرز کی شاعری کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے اس میں تغزل اور تصوف بھی ہے اور فلسفیانہ اور سیاسی نظمیں بھی۔ علامہ نے زندگی کے بعض مسائل کو مرشد رومیؒ کے اشعار سے حل کیا ہے۔ اقبال پیر رومیؒ سے سوال کرتے ہیں:۔

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب — حور جنت سے ہے خوشتر حورِ غرب

مرشد رومیؒ جواب دیتے ہیں:۔

ظاہر نقرہ گرا سپید است و نو — دست و جامہ ہم سیہ گرد و ازو!

اس کے علاوہ اقبال نے مختلف شعرا کے فارسی اشعار پر بھی تضمین کی ہے۔ شیخ سعدیؔ، مرشد رومیؔ، ابو طالب کلیمؔ، صائبؔ، مرزا بیدلؔ، انیسی شاملوؔ، ملا عرشیؔ، میر رضی دانش اور ملک قمیؔ کے متعدد اشعار پر تضمین کر کے اقبال نے دور اندیشی اور خوش ذوقی کا ثبوت دیا ہے۔ ابتداء میں اقبال نے اپنے بنیادی تصورات کو فارسی زبان میں پیش کیا تھا۔ اسرار خودی ۱۹۱۴ء، رموز بے خودی ۱۹۱۵ء اور پیام مشرق ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئیں۔ اس کے بعد بھی کئی تصانیف فارسی میں لکھیں۔ زبور عجم ۱۹۲۷ء، جاوید نامہ ۱۹۳۲ء اور مسافر ۱۹۳۴ء۔ اس کے علاوہ علامہ کے اردو کلام میں بھی مختصر تعداد میں فارسی اشعار شامل ہیں۔ کچھ فارسی اشعار دوسرے شعرا کے ہیں جن پر تضمین کی گئی ہے۔ اس لئے فارسی تراکیب کے ساتھ فارسی اشعار کے مفہوم کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے۔ حالانکہ علامہ کے اردو کلام میں فارسی اشعار کی تعداد بہت کم ہے۔ لیکن اتنی بھی نہیں کہ اسے آسانی سے نظر انداز کیا جا سکے۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے فارسی اشعار میں مستعمل مشکل الفاظ کے معنی اور دیگر شعراء کے تضمین شدہ اشعار کے معنی و مفہوم کو آسان اور دلکش انداز میں قلمزد کیا جائے۔ اس مقصد کی تکمیل بھی اس فرہنگ کے مرتب ہونے کی ایک خاص وجہ ہے۔ منجملہ خصوصیات کے مدنظر یہ فرہنگ اردو ادب و زبان کے لئے اہمیت کی مستحق قرار پائے گی۔

اقبال نے اپنی شاعری کو محض ایک فن لطیف کی طرح نہیں برتا ہے بلکہ اپنے عہد کے سیاسی، سماجی مسائل، مختلف علوم و فنون، فلسفہ، سائنس، مذہب اور زندگی کے مختلف و متنوع موضوعات کو شعر کے سانچہ میں ڈھالا ہے۔ ان کی شاعری کا مطالعہ کرنے کے لئے ایک طرف ان کے عہد اور اس کی سیاسی، سماجی، علمی اور اصلاحی تحریکات سے آگہی ضروری محسوس ہوتی ہے تو دوسری طرف مذہب، تاریخ، سماجیات، فلسفہ، منطق کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے۔ اگر اقبال کی شاعری کی صحیح تفہیم کے لئے یہ ضروری ہے کہ مطالعہ کرنے والا اسلامی تعلیمات اور اسلامی فلسفہ و تصوف سے آشنا ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ وہ اسلام کے علاوہ دیگر بڑے مذاہب کے خیالات اور عصری علوم سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ ان کی شاعری پر اگر رومیؔ اور حافظؔ کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں تو افلاطونؔ، نیٹشےؔ، برگساںؔ اور آئنسٹائن کو پڑھے بغیر بھی ان کی فکر اور ان کے خیالات تک پوری طرح رسائی ممکن نہیں۔

اقبال نے اردو شاعری کو بعض بالکل نئے تصورات سے آشنا کیا اور بعض پرانی اصطلاحات کو نئے معنی دیئے ہیں۔ انہوں نے بعض مخصوص علامات سے اپنی شاعری میں بڑا کام لیا ہے۔ ان کے کلام کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے جہاں مختلف علوم و فنون سے واقفیت ضروری ہے، وہیں ان کے کلام سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کے لئے ان میں چھپی ہوئی معنی کی تہوں تک پہنچنا بھی ضروری ہے۔ ان کے کلام میں بے شمار تلمیحات بار بار آتی ہیں۔ جنہیں سمجھے بغیر ان کا قاری ان کے کلام سے حظ حاصل نہیں کر سکتا۔

کلام اقبال کی انہیں خصوصیات کے پیش نظر یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ان کے اردو کلام کی جامع فرہنگ تیار کی جائے، جس میں ان کی شاعری میں استعمال ہونے والے تمام مشکل الفاظ، روزمرہ محاورات، تراکیب، علمی اصطلاحات، تلمیحات اور ان کی مخصوص علامات کے معنی کی وضاحت کی جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں مذکور ناموں اور مقامات کا ایک اشاریہ بھی مرتب کیا جائے۔

فرہنگ کی حدود اور طریقِ کار

فرہنگ کلیاتِ اقبال (اردو) علامہ کے تمام تر اردو کلام پر مشتمل ہے۔ اقبال کی اپنی الگ لفظیات ہے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی ترکی، ہندی اور سنسکرت کے مختلف الفاظ کو الگ الگ مقامات پر نئے نئے معنی و مفہوم کے ساتھ لکھا ہے۔ اقبال کے مختلف فلسفیانہ تصورات، اصطلاحیں، مختلف علوم و فنون، زبان، علامات، ایجادات، اختراعات اور دیگر تصورات شامل فرہنگ ہیں۔ اس کے علاوہ فرہنگ کے کچھ مخصوص

مشمولات اس طرح ہیں:

(۱) الفاظ کے معنی مستند اور معیاری لغات کے حوالے سے دیئے گئے ہیں۔

(۲) عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور انگریزی کے مشکل الفاظ کے معنی اسناد اور شواہد کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔

(۳) فرہنگ کلیات اقبال میں جامع اور مفصل و مدلل طور پر تلمیحات کے معنی کی وضاحت کی گئی ہے۔ خواہ وہ تلمیحات ادب سے متعلق ہوں یا قرآن و حدیث سے۔

(۴) تمام علامات کے معنی و مفہوم کو تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔ تا کہ ان کے پوشیدہ معنی اور اصطلاحی پہلو بخوبی واضح ہو سکیں۔

(۵) اصطلاحات کو بھی فرہنگ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ اصطلاحات علمی و ادبی، تصوف و فلسفہ، منطق اور نجوم سے متعلق ہیں، ضرورت پڑنے پر مثالوں اور وضاحت سے بھی قلم کو نہیں روکا گیا ہے۔

(۶) ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی فرہنگ میں داخل ہیں۔ محاورات کو بھی شامل فرہنگ کیا گیا ہے۔

(۷) علامہ کی اختراعوں اور ایجادوں کی نشاندہی وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے۔

(۸) جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے وہاں مثال ایک سے زائد اشعار کے ذریعہ دی گئی ہے۔

(۹) چند الفاظ کے معنی کسی لغت، فرہنگ یا حوالہ کی کتابوں میں نہ ملنے کے سبب انہیں اس فن سے متعلق حضرات سے دریافت کر کے لکھا گیا ہے۔

(۱۰) بعض الفاظ کے معنی اقبال کے عہد کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد درج کیے گئے ہیں۔

(۱۱) فرہنگ میں ضروری تشبیہات و استعارات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

(۱۲) رمز و ایماء اور اشاروں کنایوں کو بھی تشریح کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ اقبال نے اشارات و کنایات سے بہت کام لیا ہے چنانچہ اس کی نشاندہی بھی جہاں تک ممکن ہوا ہے کر دی گئی ہے۔

(۱۳) اقبال نے عربی و فارسی تراکیب کا استعمال بڑی خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے معنی و مفہوم کی وضاحت نہایت آسان زبان میں کی گئی ہے۔

سب سے پہلے اس کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ الفاظ کو حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے پھر قوسین میں حروف پر اعراب لگا کر ان کے تلفظ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد معنی و مفہوم کو تحریر کر کے قوسین میں سند کے لئے اس لغت، فرہنگ یا کتاب کا مخفف نام لکھا گیا ہے جہاں سے معنی ماخوذ ہیں۔ اس کے بعد کلیات اقبال سے مثال اور سند یا شواہد کے لئے وہ اشعار درج کئے گئے ہیں جن میں وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ضروری ہونے پر ایک سے زائد اشعار سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اشعار درج کرنے کے بعد قوسین میں کلیات اقبال کی اس نظم، غزل، قطعہ یا رباعی وغیرہ کا نام، باب کا مخفف اور صفحہ کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ جہاں سے متعلقہ شعر اخذ کیا ہے۔

مثال کے طور پر ایک لفظ معجزہ کو لیجئے۔ اسے درج کرنے کے بعد قوسین میں اس کا تلفظ لکھا ہے۔ معجزہ کے معنی و مفہوم لکھ کر قوسین میں (ف۔ آ) لکھا ہے جو فرہنگ آصفیہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد سند کے طور پر کلیات اقبال کا شعر درج کر کے قوسین میں (دعا۔ ب۔ د۔ ص ۳۸۶) لکھا گیا ہے۔ دعا نظم کا نام ہے۔ ''ب۔ د'' سے مراد بانگ درا ''ص'' سے صفحہ اور ''۳۸۶'' سے وہ صفحہ نمبر مراد ہے جو کلیات اقبال (ایجوکیشنل بک ہاؤس ۲۰۰۱ء) میں ہر صفحہ کے نیچے تحریر کیا گیا ہے۔

کسی لفظ کو علامہ نے ایک سے زائد معنی میں استعمال کیا ہے تو اس لفظ کو الگ الگ لکھ کر وہ تمام معنی تحریر کئے ہیں جو سیاق وسباق سے ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً یافت کو دو مرتبہ، مذاق کو تین مرتبہ، ہوس کو چار مرتبہ اور دور یا جوہر کو پانچ مرتبہ لکھ کر الگ الگ معنی یا مطالب بیان کئے ہیں۔

سادگی وسلاست کے ساتھ الفاظ کے اعلیٰ ومعیاری ہونے کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ناممکن تھا کہ تمام تراکیب کو جوں کا توں لکھ دیا جائے، کیونکہ بیشتر تراکیب اقبال کی اختراع ہیں لیکن جہاں تک ممکن ہوا ہے تراکیب کے معنی ومفہوم کو چاہیں وہ الگ الگ ہوں یا یکجا طور پر عمدہ طریقہ اور دل نشیں وعام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے تاکہ با آسانی ذہن نشین ہوسکیں۔ اس زاویۂ نگاہ سے کہیں کہیں الفاظ کے علیحدہ علیحدہ معنی بیان کئے گئے ہیں اور جہاں یہ ڈر تھا کہ تراکیب کو توڑ دینے یا علیحدہ کردینے سے معنی ومفہوم کے سمجھنے میں دشواری ہوگی یا ہوسکتا ہے کہ معنی بالکل بدل جائیں، ایسے حالات میں تراکیب کو پورا لکھ کر ان کے معنی کی وضاحت کردی گئی ہے۔ عام طور پر اس بات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ معنی وہی بیان کئے جائیں جو کلام اقبال کی ترجمانی کرتے ہوں۔

مذکورہ بالا مقاصد کے لئے میرے پیش نظر ''کلیات اقبال اردو'' کا ۲۰۰۱ء کا صدی ایڈیشن مطبع ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ۔ مقدمہ از شیخ عبدالقادر بیرسٹرائٹ لا سابق مدیر مخزن رہا ہے۔ جس سے فرہنگ کلیات اقبال میں شامل اندراج کو اخذ کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ زیادہ معتبر اور مفید ہے۔ اس کے علاوہ کلیات اقبال کے دوسرے نسخے مطبع مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، طبع ہفتم ستمبر ۱۹۹۹ء سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اشعار جو ایجوکیشنل بک ہاؤس کے نسخہ میں موجود نہیں ہیں یا اشعار کے متن میں کہیں کوئی سقم پایا جاتا ہے تو اس کی توضیح وتشریح دوسرے نسخے سے کردی جائے۔ اس کے علاوہ تیسرا نسخہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی بار اول فروری ۱۹۸۱ء سے بھی چند غلطیوں کو درست کرنے میں مدد ملی۔

مخفّفات

فرہنگِ کلیاتِ اقبال (اردو) میں جن کتابوں کے نام حوالے کے طور پر بار بار آئے ہیں ان کے مخفف نام یا اشارات وضع کر لئے ہیں۔ اس لئے فرہنگ میں پورے نام نہ دے کر یہی اشارات یا مخفف نام تحریر کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

کلیات اقبال اردو (ایجوکیشنل بک ہاؤس)	ک۔ا
کلیات اقبال اردو (مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز)	ک۔ا۔پ
فرہنگ آصفیہ	ف۔آ
مہذب اللغات	م۔ل
نور اللغات	ن۔ل
فرہنگ عامرہ	ف۔ع
فرہنگ شفق	ف۔ش
اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات	ا۔ش۔م۔م۔ت۔م
جامع اردو فیروز اللغات	ف۔ل
لغات فیروزی	ل۔ف
لغات کشوری	ل۔ک
کریم اللغات	ک۔ل
قائد اللغات	ق۔ل
شرح بانگ درا	ش۔ب۔د
شرح بال جبریل	ش۔ب۔ج
شرح ضرب کلیم	ش۔ض۔ک
شرح ارمغان حجاز	ش۔ا۔ح
نفس اللغہ	ن۔غ
شرح مطالب بانگ درا	ش۔م۔ب۔د
شرح مطالب بال جبریل	ش۔م۔ب۔ج
اے ڈکشنری آف اردو کلاسکل ہندی اینڈ انگلش (ہندوستانی ڈکشنری) پلیٹس	ہ۔ڈ۔پ
اے نیو انگلش ہندوستانی ڈکشنری فیلن	ہ۔ڈ۔ف

فرہنگ امثال	ف۔ا
امیر اللغات	ا۔ل
فرہنگ کلیات میر	ف۔ک۔م
نسیم اللغات	ن
دریائے لطافت	د۔ل
فرہنگ فسانۂ آزاد کا عمرانی لسانیاتی مطالعہ	ف۔ف۔آ
سرمایۂ زبان اردو	س۔ز۔ا
نسوانی محاورے	ن۔م
مطالعہ تلمیحات و اشارات اقبال	م۔ت۔ا۔ا
تلمیحات اقبال	ت۔ا
فرہنگ کلیات نظیر اکبر آبادی	ف۔ن
(آسان) کلیات اقبال (اردو) مع فرہنگ	آ۔ک۔ا۔ا
فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران (مختلف جلدیں)	ف۔ا۔پ
لکات زبان دانی	ن۔ز۔و
لغات النساء	ل۔ن
فرہنگ غالب	ف۔غ
تلمیحات غالب	ت۔غ
تلمیحات	ت
مخزن الامثال	خ۔ا
اردو محاورے	ا۔م

حواشی وحوالے

ا: مقدمہ فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی، لسانیاتی مطالعہ: شریف احمد قریشی: فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی (اتر پردیش) ۲۰۰۰ء ص ۹

۲: مقدمہ فرہنگ کلیات نظیر اکبر آبادی: ڈاکٹر نعیمہ پاشا: حرا پبلکیشنس، نور نگر، نئی دہلی۔ ۲۵۔ ۲۰۰۰ء ص۔ ۱۔۲

۳: مقدہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔ ۷

۴: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔ ۸

۵: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ، جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔ ۳۲

۶: اردو لغت نویسی کا پس منظر: ڈاکٹر مسعود ہاشمی: جے آر آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ص۔ ۳۳

۷: ہندوستان کا قدیم ترین فارسی لغت (فکر و نظر۔ سہ ماہی) علی گڑھ۔ جولائی ۱۹۶۵ء ص۔ ۱۷۔ یہ لغت پروفیسر نذیر احمد کے اہتمام سے ادارۂ ترجمہ و شرح کتاب، ایران سے ۱۹۷۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

۸: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔ ۱۳

۹: نقوش سلمانی: سید سلمان ندوی: معارف پریس، اعظم گڑھ۔ ۱۹۳۹ء ص ۲۳۷

۱۰: مقدمہ حفظ اللسان معروف بہ خالق باری: انجمن ترقی، اردو ہند، دہلی ۱۹۴۴ء نیز ڈاکٹر "عبدالحق قدیم اردو" انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی

: بحوالہ اردو لغت نویسی کا پس منظر ص۔ ۱۳

۱۱: مقدمہ اردو لغت نویسی کا پس منظر: ڈاکٹر مسعود ہاشمی، جے آر آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج، نئی دہلی۔ ۱۹۸۸ء ص۔ ۱۳

۱۲: مقدمہ لغات گجری: پروفیسر نجیب اشرف: ادبی پبلشرز۔ ۱۹۶۲ء ص۔ ۱۰

۱۳: ڈاکٹر سید عبداللہ: مباحث۔ ص۔ ۱۱۱

۱۴: تاریخ ادب اردو: ڈاکٹر جمیل جالبی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ ۱۹۷۰ء ص۔ ۷۷

۱۵: سید مسعود حسن رضوی: اردو زبان کے لغت۔ ص۔ ۶ بحوالہ اردو لغت۔ رسالہ ہندوستانی، الہ آباد (۱۹۴۸ء۔ ۱۹۳۱ء) خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۔ ۱۹۹۳ء

۱۶: اردو لغت نویسی کا پس منظر: ڈاکٹر مسعود ہاشمی: جے آر آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی۔ ۱۹۸۸ء ص۔ ۱۲۱

۱۷: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ، جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔ ۱۹

۱۸: دریائے لطافت: انشاء اللہ خاں: انجمن ترقی اردو۔ ۱۹۳۵ء ص ۱۶۱ تا ۱۸۴۔

۱۹: مقدمہ نوادر الفاظ۔ ص۔ ۴

۲۰: مقدمہ نوادر الفاظ۔ ص۔ ۵

۲۱: مقدمہ نوادر الفاظ۔ ص۔ ۳

۲۲: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ، جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔ ۲۱

۲۳: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ،جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔۲۲

۲۴: محمد اجمل خاں: نفائس اللغات: مصنفہ اوحدالدین بلگرامی۔ ص۔۹۶

۲۵: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ،جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔۲۲۔۲۳

۲۶: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ،جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔۲۳

۲۷: سید مسعود حسن رضوی: اردو زبان کے لغت ۔ بحوالہ اردو لغت ۔ رسالہ ہندوستانی، الہ آباد (۱۹۴۸ء۔۱۹۳۱ء) خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۔ ۱۹۹۳ء ص۔۲۳۔۲۴

۲۸: لغات اردو: خلاصۂ ارمغانِ دہلی: مطبع گلزار، شملہ۔ ۱۸۸۸ء

۲۹: جامع اللغات۔ ج اول: مفتی غلام رسول لاہوری: نول کشور لکھنؤ ۱۸۹۲ء

۳۰: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۱۷

۳۱: دیباچہ فرہنگ آصفیہ: ج چہارم: رفاہِ عام اسٹیم پریس، لاہور۔ ۱۹۰۱ء ص۔۴

۳۲: لغات اردو: سید احمد دہلوی: مطبع گلزار، شملہ۔ ۱۸۸۸ء

۳۳: مقدمہ فرہنگ آصفیہ ج اول: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ ۱۹۹۸ء ص۔۵۳

۳۴: مقدمہ فرہنگ آصفیہ ج اول: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ ۱۹۹۸ء ص۔۶

۳۵: مولوی عبدالحق: رسالہ (اردو) سہ ماہی ج ۳۸: شمارے ۱۔۲۔ ،جنوری تا اپریل ۱۹۵۹ء ص۔۲۵

۳۶: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۲۱

۳۷: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۲۱

۳۸: فرہنگ شفق: منشی لالتا پرشاد شفق۔ لکھنؤ۔ ۱۹۱۹ء۔

۳۹: مقدمہ نور اللغات ج اول: نیر پریس، لکھنؤ۔ ۱۹۲۴ء ص۔۵

۴۰: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۱۷

۴۱: فرہنگ آصفیہ جلد دوم: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔ ۱۹۹۸ء۔ص ۹۹۔

۴۲: نور اللغات ج۔ دوم۔ ص۔۳۸۴

۴۳: نور اللغات ج۔ اول ص۔۵۵۹

۴۴: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۲۳

۴۵: وضع اصطلاحات: مولانا وحید الدین سلیم۔ ۱۹۳۱ء۔ ص۔۴

۴۶: فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران: ظفر الرحمٰن دہلوی: انجمن ترقی اردو ہند۔

۴۷: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۱۸

۴۸: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۱۸

۴۹: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۱۸

۵۰: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۲۰

۵۱: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۳۱

۵۲: تلمیحات اقبال: سید عابد علی عابد: اردو پریس ہیکلوڈ روڈ، لاہور۔ ۱۹۵۹ء۔ ص۔۳

۵۳: مطالعہ تلمیحات واشارات اقبال: لیتھو کلر پرنٹرس، علی گڑھ۔ ۱۹۷۰ء ص۔۲۰۳۔۲۰۴

۵۴: زبان ولغت: ڈاکٹر ابو محمد سحر: مکتبہ ادب، بھوپال۔ ۱۹۸۳ء ص۔۲۶۔۲۷

۵۵: فرہنگ اثر: اثر لکھنوی۔ ص۔۲

۵۶: فرہنگ اثر: اثر لکھنوی۔ ص۔۹۸

۵۷: فرہنگ اثر: اثر لکھنوی۔ ص۔۵۹

۵۸: فرہنگ اثر: اثر لکھنوی۔ ص۔۹۹

۵۹: فرہنگ انیس: نائب حسین نقوی۔ ۱۹۷۶ء ص۔۲۳۔۲۴

۶۰: فرہنگ کلیات میر: ڈاکٹر فرید احمد برکاتی: اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۸ء ص۔۱۹۳

۶۱: فرہنگ کلیات میر: ڈاکٹر فرید احمد برکاتی: اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۱۹۸۸ء ص۔۱۹۹

۶۲: مقدمہ اردو مثنوی کی فرہنگ: محمد ضیاء الدین انصاری: لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج۔ نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۳۲

۶۳: مقدمہ فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی ولسانیاتی مطالعہ: شریف احمد قریشی: اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۲۰۰۰ء ص۔۱۱

۶۴: فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی ولسانیاتی مطالعہ: شریف احمد قریشی: اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۲۰۰۰ء ص۔۳۵۰

۶۵: فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی ولسانیاتی مطالعہ: شریف احمد قریشی: اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۲۰۰۰ء ص۔۴۱۱

۶۶: فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی ولسانیاتی مطالعہ: شریف احمد قریشی: اردو اکادمی، لکھنؤ۔ ۲۰۰۰ء ص۔۵۷۰

۶۷: فرہنگ کلیات نظیر اکبر آبادی: ڈاکٹر نعیمہ پاشا: حرا پبلکیشنس، دہلی۔ ۲۰۰۲ء ص۔VIII

۶۸: آسان کلیات اقبال اردو: خواجہ عبد الحمید یزدانی: کتابی دنیا، دہلی۔ ۲۰۰۱ء ص۔۶۱۰

۶۹: آسان کلیات اقبال اردو: خواجہ عبد الحمید یزدانی: کتابی دنیا، دہلی۔ ۲۰۰۱ء ص۔۱۸

۷۰: اقبال کے تصورات عشق وخرد: ڈاکٹر وزیر آغا: اے ون آفسیٹ پرنٹرز، دہلی۔ ۱۹۹۲ء ص۔۴۴

۷۱: اقبال کا نظام غزل گوئی: ڈاکٹر شمیم رضوی از اقبال کی شعری وفکری جہات: مرتبہ پروفیسر عبد الحق: شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی۔ ۱۹۹۸ء ص۔۲۳۰۔۲۳۱

۷۲: اقبال کا نظام غزل گوئی: ڈاکٹر شمیم رضوی از اقبال کی شعری وفکری جہات: مرتبہ پروفیسر عبد الحق: ثمر آفسیٹ پریس، نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۲۳۴۔ ۲۳۵

۷۳: اقبال کا نظام غزل گوئی: ڈاکٹر شمیم رضوی از اقبال کی شعری وفکری جہات: مرتبہ پروفیسر عبد الحق: ثمر آفسیٹ پریس، نئی دہلی ۱۹۹۸ء ص۔۲۳۵

بـــــــاب دوم

فرهنگ

ردیف

الف ممدودہ

آ

آب: (آ ب) پانی۔جل۔نیر (ف۔آ)

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبودے اے محیطِ آب گنگا تو مجھے

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۔۴۲)

آبا: (آ۔با) ا۔باپ۔پتا۔پدر۔والد مجازاً
۲۔جد۔دادا۔پردادا۔وغیرہ (ف۔آ)

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارہ

(خطاب بہ جوانان اسلام۔ب۔د۔ ص۱۸۰)

آباد: (آ۔باد) بسا ہوا۔ضد ویران۔ (ل۔کہ)

وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانہ

(ہمدردی۔ب۔د۔ ص۔۳۷)

آباد: (ہ۔ڈ۔پ) Stored; full; (Abad)

غریب شہر ہوں میں، سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

(ملازادہ ضیغم لولابی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۔۱۸۸)

آبائی: (آ۔با۔ائی) موروثی۔باپ دادا کی۔خاندانی۔پشتینی (ف۔ل)

یہ مرقد سے صدا آئی حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارکِ آئین آبائی!

(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

آب بقا: (آ۔بِ۔بَ۔قا۔) امرت۔وہ پانی جس کے پینے سے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے کہ اس کا چشمہ ظلمات میں واقع ہے اور حضرت خضر جو کہ دریاؤں اور چشموں کے نگراں ہیں، آب حیات پی چکے ہیں اور اسی لئے عمر جاوداں رکھتے ہیں۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۹)

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

(ساقی۔ب۔د۔ص۲۰۸)

آب جو: (آبْ۔جُو۔) ندی۔نالہ۔ (ف۔ع)

تو ہے محیطِ بے کراں، میں ہوں ذرا سی آب جو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بیکنار کر!

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تو آبجو اُسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

آبجو: (آبْ۔جُو) چشمہ۔نہر (ف۔ل۔ا۔ج)

یہ استغنا ہے پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو

تجھے بھی چاہئے مثلِ حباب آبجو رہنا

(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۷۵)

آبدار۔ (آب۔دار) چمک دار۔امیر۔ (ف۔ع)

دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے؟
تجھ میں پنہا کوئی موتی آبدار ایسا بھی ہے؟

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص ۲۷)

آبرو: (آب۔رُو) عزت۔حرمت۔شرف۔بزرگی۔تعظیم کے مستحق ہونے کا خیال۔قدر۔قدر و منزلت۔ (ف۔آ)

جو موجِ دریا لگی یہ کہنے سفر سے قائم ہے شان میری
گہر یہ بولا صدف نشینی ہے مجھ کو سامان آبرو کا؟

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۳۶)

آبرو (آب۔رُو) نام۔ناموی۔شہرت۔نیک نامی۔رتبہ مرتبہ۔درجہ۔منصب۔جاہ و جلال۔ظاہری شان و شوکت۔

(ف۔آ)

جو گھر سے اقبال دور ہوں میں تو ہوں نہ محزوں عزیز میرے
مثالِ گوہر وطن کی فرقت کمال ہے میری آبرو کا!

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۳۸)

آبرو: (آب۔رُو) ساکھ۔اعتبار۔بھرم۔ (ف۔آ)

یہ رسمِ بزمِ فنا ہے اے دل! گناہ ہے جنبشِ نظر بھی
رہے گی کیا آبرو ہماری جو تو یہاں بے قرار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص ۱۴۱)

آب رواں: (آ۔ب۔ر۔واں) بہتا پانی۔جاری پانی

(ف۔آ)

[illegible] آب رواں کھڑا ہوں میں
[illegible] مجھے لیکن کہاں کھڑا [illegible] میں

(کنار راوی [illegible])

تو کفِ خاک و بے بصر! میں کفِ خاک و خود نگر؟
کشتِ وجود کے لئے آبِ رواں ہے تو کہ میں؟

(غزل ۴۔ب۔ج۔ص ۳۲۰)

آبرو رہنا: (آب۔رُو۔رہ۔نا) ۱۔عزت برقرار رہنا۔ ۲۔ساکھ رہنا۔بھرم برقرار رہنا۔ (ف۔آ)

یہ رسمِ بزمِ فنا ہے اے دل! گناہ ہے جنبشِ نظر بھی
رہے گی کیا آبرو ہماری جو تو یہاں بے قرار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص ۱۴۱)

آبرو ہونا: (آب۔رُو۔ہُو۔نا) عزت بڑھنا۔رتبہ بڑھنا۔ تعظیم ہونا۔بڑائی ہونا۔تعریف ہونا۔واہ واہ ہونا۔مرحبا ہونا۔ (ف۔آ)

آہ! اے سسلی! سمندر کی ہے تجھ سے آبرو
رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تو

(صقلیہ۔ب۔د۔ص ۱۳۳)

آب زندگی: (آب۔زِن۔دَ۔گی) امرت۔وہ پانی جس کے پینے سے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس کا چشمہ ظلمات میں واقع ہے اور حضرت خضر جو کہ دریاؤں اور چشموں کے نگراں ہیں، آب حیات پی چکے ہیں اور اسی لئے عمرِ جاوداں رکھتے ہیں۔مشہور ہے کہ سکندر نے بھی آب حیات پینے کی خواہش ظاہر کی تھی اور خضر اسے عالم ظلمات میں بھی لے گئے تھے لیکن جب اس نے دیکھا کہ جن لوگوں نے آب حیات پی لیا ہے وہ ہزاروں سال سے پڑے سسک رہے ہیں اور مرتے نہیں، تو اس نے آب حیات پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۹۔۱۱)

گرچہ اسکندر رہا محروم آبِ زندگی
فطرتِ اسکندری اب تک ہے گرم نا و نوش

(خضر راہ۔ب۔د۔ص ۲۵۷)

آبستن: (آ۔بس۔تَن) گابھن۔حاملہ۔پوشیدہ۔ (ف۔ع)

ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نام تو
مادرِ گیتی رہی آبستنِ اقوام تو
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

آبشار: (آب۔شار) جھرنا جہاں سے پانی گرتا ہو۔ چشمہ پہاڑ کا۔ (ل۔ک)

لیلیٰ شب کھولتی ہے آکے جب زلفِ رسا
دامنِ دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا
(ب۔د۔ص۲۳)

آبگینہ: (آب۔گی۔نہ) شیشہ۔کانچ۔ (ف۔ع)

نوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

محبت کے لئے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

آبگینہ: (آب۔گی۔نہ) انگوری شراب۔(ف۔ل)

مگر میں نظر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں وہ نہیں ملتی
(حضور رسالت مآبؐ میں۔ب۔د۔ص۱۹۷)

آب ودانہ: (آ۔ؤ۔دا۔نہ) دانہ۔پانی۔خوراک۔ (ف۔آ)

کیا میں نے اس خاکداں سے کنارا
جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ!
(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

آب ورنگ: (آ۔ؤ۔رَنگ) رونق صفائی زیبائش۔ روپ رنگ۔آب وتاب۔ (ف۔آ)

سماں الفقرُ فخری کا رہا شانِ عمارت میں
"بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا"
(خطاب بہ جوانان اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

آب وگل: (آ۔ؤ۔گل) خمیر۔سرشت۔ (ف۔آ)

جہانِ آب و گل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی، وہ ارمغاں تو ہے!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

آب وگل: (آ۔ؤ۔گل) پانی۔مٹی۔ (ف۔آ)

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گلِ ایراں، وہی تبریز ہے ساقی!
(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

آب وگل: (آ۔ؤ۔گل) اصل جڑ۔بنیاد۔ (ف۔آ)

صحبتِ آب وگل سے مراد دنیا کے عناصر کے ساتھ ملنا۔اٹھنا۔بیٹھنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا)

گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گل
خوش آئی اسے محبتِ آب و گل
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

آب وہوا: (آ۔ؤ۔ہوا) ا۔پانی اور ہوا کا وہ جزو جو انسان اور حیوان کی صحت و بیماری یا زمین کی پیداواری سے علاقہ رکھتا ہو۔کسی مقام کی آب وہوا کا اثر۔مقامی آب وہوا کی تاثیر۔ ۲۔موسم۔رت۔پانی اور ہوا کی کیفیت۔ (ف۔آ)

ہے وہاں بے حاصلی کشتِ اجل کے واسطے
سازگار آب و ہوا تخمِ عمل کے واسطے
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۳۶)

آبیاری: (آبْ۔یا۔ری) آب پاشی۔سنچائی۔

(ف۔ع)

جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کرسکتا ہے اس نخلِ کہن کو سرنگوں؟

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص ۲۴۸)

آتش: (آ۔تش) آگ۔اگنی۔آنچ۔نار۔ (ف۔آ)

کب زباں کھولی ہماری لذتِ گفتار نے
پھونک ڈالا اس چمن کو آتشِ پیکار نے

(صدائے درد۔ب۔د۔ص ۴۳)

آتش خانہ (آ۔تش۔خانہ) آگ کی جگہ۔وہ طاق یا آلہ جو مکان کے اندر جاڑوں میں آگ جلانے کا مکان گرم رہنے کے واسطے بنایا جاتا ہے۔ (ف۔آ)

مٹ کے غوغا زندگی کا شورشِ محشر بنا
یہ شرارہ بجھ کے آتش خانۂ آزر بنا

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص ۱۱۴)

آتش خو: (آ۔تش۔خُو) غصہ ور تیز مزاج ۔

(ف۔ل)

برق آتش خو نہیں فطرت میں گو ناری ہوں میں
مہرِ عالم تاب کا پیغامِ بیداری ہوں میں

(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص ۲۳۷)

آتش زن: (آ۔تش۔زَن) آگ لگانے والا۔

(ف۔ع)

عہدِ نو برق ہے، آتش زنِ ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۵)

وجود افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملت پہ، یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہوجا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص ۱۳۰)

آتش سنگ: (آ۔تش۔سنگ۔) چنگاری جو پتھر میں پوشیدہ رہتی ہے اور کسی چیز کے ٹکرانے سے ظاہر ہوتی ہے۔

(ف۔)

شعلۂ نمرود روشن ہے زمانے میں تو کیا
"شمع خود رامی گداز و درمیانِ انجمن
نورِ ماچوں آتشِ سنگ از نظر پنہاں خوش است"

(کفر و اسلام۔ب۔د۔ص ۲۴۰)

آتش فشاں: (آ۔تش۔ف۔شاں)۔آگ اور لاوہ نکالنے یا برسانے والا۔جوالا مکھی جیسے کوہ آتش فشاں۔(ف۔آ)

کمر سے اٹھ کے تیغِ جانستاں آتش فشاں کھولی
سبق آموزِ تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص ۲۱۸)

آتش کا پرکالہ، پرکالۂ آتش: (آ۔تش۔کا۔پَر۔کا۔لَہ۔،پَر۔کا۔لَہ۔اِ۔آ۔تش) ا۔آگ کا ٹکڑا۔ ۲۔فتنہ انگیز۔فتنہ پرور۔شریر۔ (ف۔آ)

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے
پرکالۂ آتش ہوئی آدم کی کفِ خاک

(ابلیس کی عرضداشت۔ب۔ج۔ص ۴۵۴)

آتش کدہ: (آ۔تش۔ک۔دَہ) آگ کا گھر۔وہ جگہ جہاں آتش پرست آگ پوجا کرتے ہیں۔آگ کا ڈھیر۔

(ف۔آ)

یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار
خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار

(شمع۔ب۔د۔ص ۴۵)

آتشناک: (آ۔تش۔ناک) آگ سے بھرا ہوا۔ نہایت گرم۔ (ف۔ل)

یہ دیرِ کہن کیا ہے انبارِ خس و خاشاک!
مشکل ہے گزر اس میں بے نالۂ آتشناک!

(غزل ۱۸۔ب۔ج۔ص ۳۳۳)

آتش نمرود: (آ۔ت۔شِ۔نم۔رُوذ) قرآن مجید کی ان آیات کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ حوالہ یہ ہے۔ ۲۱/۶۸۔۷۰

''تب وہ کہنے لگے کہ اگر تمہیں (اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا اور) کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ ہم نے حکم دیا اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر (موجب) سلامتی (بن جا)۔ ان لوگوں نے برا تو ان کا چاہا تھا مگر ہم نے انہیں کو نقصان میں ڈال دیا۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۶۵)

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۷۱)

آتشیں: (آ۔ت۔شین) آتشی۔آگ کا۔گرم۔ (ف۔ع)

کیا نوائے اناالحق کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے قم باذن اللہ

(قم باذن اللہ۔ض۔ک۔ص ۵۲۷)

آثار: (آ۔ثارز) نشانیاں۔علامتیں۔نمائش۔اظہار۔ (ف۔آ)

عظمتِ دیرینہ کے مٹتے ہوئے آثار میں
طفلکِ نا آشنا کی کوششِ گفتار میں

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص ۹۴)

آثار: (آ۔ثارز) بنیاد۔جڑ۔نیو۔ (ف۔آ)

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

(دعا۔ب۔د۔ص ۱۱۳)

آثارِ محشر: (آ۔ثا۔ر۔مح۔شر۔) آثارِ قیامت۔ قربِ قیامت کی علامتیں۔ مثلاً جھوٹ۔ دغا۔ جوا۔ زنا وغیرہ کی کثرت۔ جملہ برائیوں کی زیادتی۔ نیکی اور بھلائیوں کی کمی۔ عالموں کی رائے میں اختلاف ہونا۔ بزرگوں سے اعتقاد اٹھنا۔ قحطوں کا زیادہ پڑنا۔ زلزلوں کا زیادہ آنا وغیرہ وغیرہ۔ (ف۔آ)

دیا اہلِ حرم کو رقص کا فرماں ستمگر نے
یہ اندازِ ستم کچھ کم نہ تھا آثارِ محشر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص ۲۱۷)

آخر: (آ۔خر) قطعی۔مقرر۔ہرگز۔تکیہ کلام۔ (ف۔آ)

جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا

(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص ۳۱)

آخر الزماں: (آ۔خر۔اُ۔زَ۔مان) حضور اقدس کا ایک لقب العاقب بھی ہے جس کے معنی ہیں آخر میں آنے والا۔ اس لئے آنحضورؐ ہادیٔ آخر الزماں ہیں۔

(ش۔ب۔ج۔ص ۵۸۶)

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی!
گیا دورِ حدیثِ لن ترانی!
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی، وہی آخر زمانی!

(رباعی۔ب۔ج۔ص ۳۸۱)

آخرت: (آ۔خ۔رَت) ا۔عاقبت۔دار البقاء۔دوسری دنیا۔دوسرا جہاں۔ ۲۔انجام۔اخیر۔ (ف۔آ)

مختلف ہر منزلِ ہستی کی رسم و راہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولاں گاہ ہے
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۳۶)

آخر زمانی: (آ۔خِر۔زَ۔مَا۔نی) پیغمبر اسلام۔خدا کے آخری نبی۔خاتم الانبیاء۔رسالت مآب۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۱۷)

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی، وہی آخر زمانی!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۱)

آخری شاعر: (آ۔خِری۔شا۔عِر) آخری شاعر سے داغ کی ذات مراد ہے۔

چل بسا داغ آہ! میت اس کی زیب دوش ہے!
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے!
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

آداب: (آ۔دَاب) پاس مراتب۔ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا۔ (ف۔آ)

سیماب وار رکھتی ہے تیری ادا اسے
آدابِ عشق تو نے سکھائے ہیں کیا اسے؟
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

آداب: (آ۔دَاب) قواعد۔اطوار۔دستور۔آئین۔طور۔ طریقہ۔رسم۔ (ف۔آ)

کھینچ کر خنجر کرن کا، پھر ہو سرگرمِ ستیز
پھر سکھا تاریکیٔ باطل کو آداب گریز
(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۲)

آدم: (آ۔دَم) اشرف المخلوقات۔آدمی۔آدم زاد۔آدم کی اولاد۔انسان۔ (ف۔آ)

نرا نظارہ ہی اے بوالہوس! مقصد نہیں اس کا
بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھ کر چشمِ آدم کو
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

آدم خاکی: (آ۔دَ۔مِ۔خا۔کی) ا۔خاک کا پتلا۔ انسان۔ ۲۔مٹی کا بنا ہوا۔ (ف۔ل)

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۰۲)

آدم گری: (آ۔دَم۔گِری) ا۔آدمیت۔انسانیت۔ تمیز۔اہلیت۔ ۲۔نرم دلی۔دردمندی۔مروت۔ (ف۔آ)

مرا فقر بہتر ہے، اسکندری سے
یہ آدم گری ہے، وہ آئینہ سازی!
(محبت۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

آدمیت: (آ۔دَ۔مِی۔یَت) انسانیت۔(ف۔ع)

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

آذار: (آ۔ذَار) چھٹا رومی مہینہ۔چیت یا مارچ کا مہینہ۔ (ف۔ل)

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابرِ آذاری اٹھا، برسا، گیا
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

آرا: (آ۔رَا) آراستن (سنوارنا)۔مصدر کا اسم فاعل بمعنی سنوارنے والا۔مرکبات کے آخر میں استعمال ہوتا ہے۔جیسے جہاں آرا۔چمن آرا وغیرہ۔ (ف۔ل)

مدتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا

مدتوں بے تاب موجِ بحر کی صورت رہا

(رخصت اے بزمِ جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

آرام جاں: (آ۔رَا۔م۔جاں)۔معشوق۔محبوب۔ دلارام۔ (ف۔آ)

آزارِ موت میں اسے آرامِ جاں ہے کیا؟
شعلے میں تیرے زندگی جاوداں ہے کیا؟

(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

آرام جاں: (آ۔رَا۔م۔جاں) جان کی راحت۔ (ف۔ل)

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

(ترانۂ ملی۔ب۔د۔۱۵۹)

آرامیدہ: (آ۔رَا۔مِی۔دَہ) آرام کیا ہوا۔(ف۔ع)

آہ! تو اجڑی ہوئی دلّی میں آرامیدہ ہے
گلشنِ ویمر میں تیرا ہم نوا خوابیدہ ہے

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

آرائش: (آ۔رَا۔اِش) زیبائش۔آراستگی۔ زیب و زینت۔تکلف۔سجاوٹ۔بناؤ۔سنگار۔ (ف۔آ)

صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تو نے

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۳)

آرزو: (آ۔زُو) یعنی زور آور۔جلد برلا۔ ا۔خواہش۔ تمنا۔ چاہ۔ لگاؤ۔ آس۔امید۔مان۔ ۲۔ مراد۔مقصد۔ مطلب۔ ۳۔شوق۔اشتیاق۔امنگ۔ (ف۔آ)

اس چمن میں میں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

آرزو کا خون ہونا: (آ۔زُو۔کا۔خُون۔ہُونا) خواہش کا پورا نہ ہونا۔ (ف۔ل)

آرزو کے خون سے رنگیں ہے دل کی داستاں
نغمۂ انسانیت کامل نہیں غیر از فغاں

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

آرسی: (آ۔سی) منہ دیکھنے کا شیشہ۔آئینہ۔درپن۔ (ف۔آ)

رنگیں کیا سحر کو، بانکی دلہن کی صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کو آرسی دی

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

آزاد: (آ۔زَاد) واضح ہو کہ کلام اقبال میں ''آزاد'' ایک اصطلاح ہے جس سے مراد ہے وہ شخص جو اللہ سے خالص محبت کرتا ہو۔ کسی صلہ یا جزا مثلاً جنت کا خواہاں نہ ہو لیکن درج ذیل شعر میں اس لفظ کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ''آزاد'' وہ ہے جو کسی قسم کی پابندی گوارا نہ کرے۔ الغرض آزاد سے وہ عاشق صادق مراد ہے جو کائنات میں کسی غیر کی طرف سے عائد کردہ پابندی کو قبول نہ کرے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۱۵۹)

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی!

(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

آزادی: (آ۔زَا۔دِی) اقبال کے خیال میں آزادی کسی ملک کی جغرافیائی حدود یا محض نقشے کا نام نہیں اور نہ ہی حکمرانی کا نام ہے بلکہ یہ تو ایک جذبہ ہے جو ایمان کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ تو ایک رشتے کا نام ہے۔ ایک ذہنی، قلبی اور روحانی رشتہ جو اس قوم کے مابین ہوتا ہے۔ آزادی محض ایک سیاسی نظریہ ہی نہیں بلکہ قوم کے

افراد کے مابین ہوتا ہے اور قوم کے انداز، فکر و عمل، شعور، اس کے احساسات، آرزوؤں، سوچوں اور خوابوں کا نام ہے، جغرافیے سے کہیں زیادہ تاریخ ہے۔ (اقبال اور غلامی کی نفسیات: مرزا ریاض: بحوالہ اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ۔ ص۸۸)

آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبّر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ
(آزادیٔ فکر۔ض۔ک۔ص۵۳۷۔۵۳۶)

آزار: (آ۔زَار) عذاب۔تکلیف۔سختی۔مصیبت۔کلفت۔ بپتا۔جنجال۔ (ف۔آ)

آزارِ موت میں اسے آرامِ جاں ہے کیا؟
شعلے میں تیرے زندگیٔ جاوداں ہے کیا؟
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

آزار: (آ۔زَار) روگ۔دکھ۔درد۔بیماری۔مرض۔ (ف۔آ)

زندہ ہے مشرق تری گفتار سے
امتیں مرتی ہیں کس آزار سے؟
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

آزاری: (آ۔زَا۔رِی) بیمار۔روگی۔ (ف۔ع)

فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
نہی عفت و غم خواری و کم آزاری
(یورپ اور سوریا۔ض۔ک۔ص۶۱۱)

آزاری: (آ۔زَا۔رِی) ستانا۔دکھ دینا۔مرکبات کے آخر میں استعمال ہوتا ہے۔جیسے دل آزاری یعنی دل دکھانا۔ (ف۔ل)

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزاری، یہ بیباکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ
(غرہ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

آزردگی: (آ۔زُرْ۔دَ۔گی) خفگی۔ناخوشی۔ناراضگی۔ رنجیدگی۔بگاڑ۔رنجش۔ملال۔افسردگی۔ (ف۔آ)

پھر یہ آزردگی غیر سبب کیا معنی؟
اپنے شیداؤں پہ چشمِ غضب کیا معنی؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

آزما: (آزْ۔مَا) فارسی مصدر۔آزمودن (آزمانا) کا اسم فاعل بمعنی آزمانے والا۔مرکبات کے آخر میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے صبر آزما۔ (ف۔ل)

شکستہ گیت میں چشموں کی دلبری ہے کمال
دعائے طفلکِ گفتار آزما کی مثال
(فراق۔ب۔د۔ص۱۳۱)

آزمودہ: (آزْ۔مُو۔دَہ) آزمایا ہوا۔ (ف۔ع)

آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردوں کے پاس
سامنے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

آسا: (آ۔سَا) مانند۔مثل۔ (ف۔ل)

فیضِ ساقی، شبنم آسا، ظرفِ دل دریا طلب
تشنہ دائم ہوں، آتش زیرِ پا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

آستاں: (آس۔تَان) ا۔دہلی۔دہلیز۔چوکھٹ۔

ڈیوڑھی۔دروازہ۔ ۲۔مسکن۔مکان۔گھر۔ (ف۔ع)

آستاں کنایہ ہے رسولؐ خدا کے شرف صحبت سے۔

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لئے

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

آستانہ: (آس۔تا۔نہ) چوکھٹ۔ (ف۔ع)

غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ!

(غزل۳۲۔ب۔ج۔ص۳۴۶)

آسماں کے ستارے: (آس۔ماں۔کے۔سِ۔تا۔رے) انجمن۔فلک۔ (ف۔ش)

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے

(ہندوستانی بچوں کا قومی گیت۔ب۔د۔ص۸۷)

آسوختی: (آ۔سُوخ۔تی) جلاکر خاک کرنا۔ (ف۔آ)

یک نظر کردی و آداب فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشاکِ مراد آسوختی

(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

آسودگی: (آ۔سُو۔گی) ا۔از (آسودن) آرام پانا۔ امن و امان۔چین۔آرام۔راحت۔ ۲۔دولت مندی۔ فراغبالی۔ (ف۔آ)

پاکی آسودگی کوئے محبت میں وہ خاک
مدتوں آوارہ جو حکمت کے صحراؤں میں تھا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

آسودہ: (آ۔سُو۔دَہ) چین کرنے والا۔آرام کرنے والا۔عیش منانے والا۔ (ف۔آ)

وسعتِ گردوں میں تھی ان کی تڑپ نظارہ سوز
بجلیاں آسودۂ دامانِ خرمن ہوگئیں

(شمع وشاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

آسودہ ہونا: (آ۔سُو۔دَہ۔ہُو۔نا) ا۔فارغ البال ہونا۔ مرفہ الحال ہونا۔ ۲۔مطمئن ہونا۔بے فکر ہونا۔ (ف۔آ)

حسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریک کمال
تجھ سے سرسبز ہوئے میری امیدوں کے نہال
قافلہ ہوگیا آسودۂ منزل میرا

(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

آش: (آش) حریرا۔ رقیق۔غذا۔اہار۔(ف۔ع)

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ وہی آش!

(اقبال۔ض۔ک۔۵۸۰)

آشام: (آ۔شام) (مرکبات میں) پینے والا۔جیسے مے آشام۔شراب آشام۔ (ف۔آ)

بادۂ آشام نئے، بادہ نیا، خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اٹھ گئے
ساقیا! محفل میں تو آتش بجام آیا تو کیا

(شمع وشاعر۔ب۔د۔ص۱۸۵)

آشتی: (آش۔تی) دوستی۔صلاح۔ (ف۔ع)

کیا خوب ہوئی آشتی و شیخ و برہمن
اس جنگ میں آخر یہ نہ ہارا نہ وہ جیتا

(ضربِ کلیم۔ب۔د۔ص۲۸۹)

آشفتگی: (آ۔شُف۔تَ۔گی) از (آشفتن) پریشاں اور فریفتہ ہونا۔ (ف۔آ)

عشق کی آشفتگی نے کردیا صحرا جسے
مشتِ خاک ایسی نہاں زیرِ قبا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

آشفتگی: (آ۔شُف۔تَ۔گی) پراگندگی۔پریشانی۔ آوارگی۔شوریدگی۔سراسیمگی۔حیرانی۔دیوانگی۔ (ف۔آ)

"باہر کمال اند کے آشفتگی خوش است
ہر چند عقلِ کُل شدۂ بے جنوں مباش"
(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

آشفتہ: (آ۔شُف۔تَہ) ا۔پریشان۔ آوارہ ۲۔عاشق۔ والہ۔شیدا۔دلدادہ۔فریفتہ۔ (ف۔آ)

ہے لحد اس قوت آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردوں میں جو اپنی کمند
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۳۳)

آشفتہ: (آ۔شُف۔تَہ) سراسیمہ۔حیران۔ (ف۔آ)

کب ڈراسکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ ہو
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ض۔ک۔ص۲۵۴)

آشفتہ سری: (آ۔شُف۔تَہ۔سَ۔ری) پریشانی۔ شوریدگی۔سراسیمگی۔حیرانی۔ (ف۔آ)

عشق کو عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا؟
رسمِ سلمانؑ و اویسؓ قرنی کو چھوڑا؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۸)

آشفتہ سری: (آ۔شُف۔تَہ۔سَ۔ری) دیوانگی۔ باولاپن۔سودائی پن۔فریفتگی۔عاشقی۔ (ف۔آ)

کہہ جاتا ہوں میں زورِ جنوں میں ترے اسرار
مجھ کو بھی صلہ دے مری آشفتہ سری کا!
(اے پیرحرم۔ض۔ک۔ص۵۲۱)

آشکار: (آش۔کار) نمودار۔ظاہر۔کھلا ہوا۔صاف۔ مشہور۔عیاں۔نمایاں۔روشن۔ہویدا۔واضح۔فاش۔عام۔ (ف۔آ)

اے دردِ عشق! ہے گہر آبدار تو
نا محرموں میں دیکھ نہ ہو آشکار تو!
(دردِعشق۔ب۔د۔ص۵۰)

آشکارا: (آش۔کا۔رَہ) ا۔فاش۔ظاہر۔ ۲۔واضح۔ نمایاں۔ (ق۔ل)

ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے!
(پردہ۔ض۔ک۔ص۵۵۵)

آشکارا: (آش۔کا۔رَہ) روشن۔ (ق۔ل)

ملک آزماتے تھے پرواز اپنی
جبینوں سے نورِ ازل آشکارا
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

آشکارائی: (آش۔کا۔رَا۔ای) خودکو ظاہر۔نمایاں کرنے کا جذبہ یا لطف۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۴۵)

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرہ ذرہ میں ہے ذوقِ آشکارائی!
(نگاہ شوق۔ض۔ک۔ص۵۷۳)

آشنا: (آش۔نا) واقفیت۔شناسائی۔ (ف۔آ)

ہے تجھے واسطہ مظاہر سے

اور باطن سے آشنا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

آشنا پرور: (آش۔نا۔پَر۔وَر) دوست کے ساتھ سلوک کرنے والا۔دوست کی مدد کرنے والا۔ (ف۔آ)

آشنا پرور ہے قوم اپنی ، وفا آئیں ترا
ہے محبت خیز یہ پیراہنِ سیمیں ترا
(غرّۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

آشنائی: (آش۔نا۔اِی) جان پہچان۔واقف کاری۔ (ف۔ع)

پریشاں کاروبارِ آشنائی!
پریشاں تر مری رنگیں نوائی!
کبھی میں ڈھونڈھتا ہوں لذّتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

آشوب: (آ۔شُوب) ۱۔پریشانی ۲۔طوفان۔ غدر۔بلوہ۔فساد۔فتنہ۔انحراف۔سرکشی۔ (ف۔آ)

یک بیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ مایۂ آشوب امتیاز
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

آشوب: (آ۔شُوب) ہلچل۔گھبراہٹ۔(ف۔ع)

حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا "وقد کنتم بہ تستعجلون"
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

آشیاں: (آ۔شِ۔یَان): پرندوں کا گھر۔چڑیوں کا گھونسلہ۔آلنا۔نشیمن۔ (ف۔آ)

فضا نیلی نیلی ، ہوا میں سرور
ٹھہرتے نہیں آشیاں میں طیور
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۳۱۴)

آشیانہ: (آ۔شِ۔یا۔نَہ) پرندوں کا گھر۔گھونسلہ۔نشیمن۔ (ف۔آ)

مری اسیری پہ شاخِ گل نے یہ کہہ کے صیاد کو رلایا
کہ ایسے پرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

آغا: (آ۔غا) آجکل کابلیوں اور مغلوں کا خطاب ہے۔جس طرح خان اور پٹھان کہتے ہیں اسی طرح اس لفظ کو بھی بولتے ہیں۔ (ف۔آ)

بستے ہیں ہند میں جو خریدار ہی فقط
آغا بھی لے کے آتے ہیں اپنے وطن سے ہینگ
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

آغاز: (آ۔غاز) شروع۔ابتداء۔اول۔ (ف۔آ)

تجھ کو دزدیدہ نگاہی یہ سکھا دی کس نے؟
رمز آغازِ محبت کی بتادی کس نے؟
(۔۔۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

آغوش: (آ۔غُوش) گودی۔گود۔بغل۔کنار۔(ف۔آ)

تھے دیارِ نو زمین و آسماں میرے لئے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لئے
(عہدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

آغوش خالی ہونا: (آ۔غُوش۔خا۔لی۔ہُو۔نا) کسی کا گود سے نکل جانا۔ (ف۔ل)

پرانے طرزِ عمل میں ہزار مشکل ہے
نئے اصول سے خالی ہے فکر کی آغوش
(قرب سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

آفاق: (آ۔فارق) آسمان کے کنارے۔ کنارہ۔ (ف۔آ)

پردۂ مشرق سے جس دم جلوہ گر ہوتی ہے صبح
داغ شب کا دامنِ آفاق سے دھوتی ہے صبح
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۳۵)

آفاق: (آ۔فارق) عالم۔ سنسار۔ دنیا۔ جہاں۔ (ف۔آ)

اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات
حق یہ ہے کہ زندہ و پائندہ تری ذات
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

اس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو
تو بندۂ آفاق ہے، وہ صاحب آفاق!
(بیداری۔ض۔ک۔ص۵۳۶)

آفاق گیر: (آ۔فارق۔گی رز) ۱۔ دنیا پر چھا جانے والا۔
۲۔ دنیا کو فتح کرنے والا۔ (ف۔ل)

دامِ سیمینِ تخیل ہے مرا آفاق گیر
کر لیا ہے جس سے تیری یاد کو میں نے اسیر!
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۳۵)

آفاق گیری: (آ۔فارق۔گی۔ری) پوری دنیا پر چھانے والا انداز۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۹۳)

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی!
(غزل۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

آفت: (آ۔فت) مصیبت جمع آفات۔ (ف۔ع)

عقل جس دم دہر کی آفات میں محصور ہو
یا جوانی کی اندھیری رات میں مستور ہو
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

آفتاب: (آف۔تارب) سورج۔ (ف۔آ)

اے آفتاب! روحِ روانِ جہاں ہے تو
شیرازہ بندِ دفترِ کون و مکاں ہے تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

آفتابی: (آف۔تا۔بی) منسوب بہ آفتاب۔ مراد ہے دنیا میں سب سے عظیم الشان مرتبہ حاصل کرنا۔ شہرت۔ ثروت۔ ناموری۔ بلندی۔ یکتائی۔ سروری۔ یہ تمام تصورات پوشیدہ ہیں۔
(ش۔ا۔ح۔ص۲۹۱)

اگر ز آتشِ دل شرارے بگیری
تواں گرد زیرِ فلک آفتابی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

آفریدہ: (آف۔ری۔دَہ) پیدا کیا گیا۔ مخلوق۔
(ف۔ل)

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ!
جو یا نہیں تری نگہِ نا رسیدہ دیکھ!
(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۱)

آفرین: (آف۔رین) کلمۂ تحسین و ستائش۔ از (آفریدن) شاباش۔ واہ واہ۔ مرحبا۔ کیا کہنا ہے۔ کیا خوب ہے۔ یونہی چاہئے۔ کبھی طنزاً بھی کہتے ہیں۔ (ف۔آ)

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شراب لالہ گوں میکدۂ بہار سے
(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

آفرینش: (آف۔ری۔نش) از آفریدن۔ ۱۔ خلقت۔ پیدائش۔ جنم۔ ۲۔ مخلوقاتِ دنیا۔ (ف۔آ)

وداعِ غنچہ میں ہے راز آفرینشِ گل
عدم، عدم ہے، کہ آئینہ دارِ ہستی ہے
(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

آفرینش: (آف۔رِی۔نِش) ولادت۔وجود میں آنا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۱)

بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعتِ مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں

(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۴)

آگاہ: (آ۔گاہ) خبر دار۔ واقف۔جاننے والا۔ ماہر۔ہوشیار۔مطلع۔ (ف۔آ)

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو
قطرہ ہے، لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں ہے تو

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

آگاہ: (آ۔گاہ) خبر۔واقفیت۔اطلاع۔آگاہی۔

(ف۔آ)

سرِّ آدم سے مجھے آگاہ کر
خاک کے ہر ذرے کو مہر و ماہ کر!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۸)

آگاہی: (آ۔گا۔ہی) واقفیت۔خبر۔علم۔شناسائی۔ واقف کاری۔ اطلاع۔ (Information, Knowledge,Intelligence)

(ف۔آ)(ہ۔ڈ۔پ)

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مردِ میدانی
کہسار کی خلوت ہے تعلیمِ خود آگاہی!

(محراب گل افغان کے افکار۔ض۔ک۔ص۶۳۶)

آگہی: (آ۔گ۔ہی) خبرداری۔ (ف۔ع)

یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار
خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا؟
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی!

(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

آل: (آل) کنبہ۔اولاد۔اہلِ خانہ۔ (ف۔ع)

آلِ سیزر چوبِ نَے کی آبیاری میں رہے
اور تم دنیا کے بنجر بھی نہ چھوڑے بے خراج!

(مسولینی۔ض۔ک۔ص۶۱۲)

آلام: (آ۔لام) الم کی جمع۔رنج و غم۔ (ف۔ل)

جانتا ہوں آہ! میں آلامِ انسانی کا راز
ہے نوائے شکوہ سے خالی مری فطرت کا ساز

(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۲۷)

آلت: (آ۔لت) اوزار۔ہتھیار۔جمع۔آلن۔آلات۔

(ف۔ع)

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت!
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

آل سیزر: (آ۔ل۔سی۔زَر) سیزر جس کو عربی میں قیصر کہتے ہیں۔ شاہانِ رومہ کا لقب تھا۔ سیزر سے مراد جولیس سیزر ہے جو قدیم روم کا مشہور فرماں روا تھا۔ اطالیہ کے لوگ اس کی عظمت اور اس کے اقتدار کے وارث ہیں۔ علامہ کی نظر میں مسولینی نے اطالیہ کے لوگوں کو یاد دلایا کہ وہ کتنی بڑی میراث کے حامل ہیں۔ یوں علامہ نے اور مقامات پر بھی مسولینی کے ذوقِ عمل کی تعریف کی ہے سیزر کے خواب سے مراد بظاہر وہ نظام حکومت ہے جسے قاموس سیاسیاتِ عالم قیصر کہتا ہے۔ اس طرز حکومت میں کوئی رہنما جو عوام میں محبوب ہوتا ہے فوج کی مدد سے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے وہ اس کا مدعی ہوتا ہے کہ اس کا اقتدار عوام کی مرضی پر منحصر ہے اور انہیں کی نمائندگی کا مدعی ہوتا ہے۔

اس نظام حکومت میں بظاہر جمہوری ادارے بھی موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً مجالس قانون ساز، انتخابی حلقے وغیرہ۔

(ت۔ا۔ص۱۹۱)

تو ذرا اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۲۵۱)

آلود: (آ۔لُود) لتھڑنے والا۔آلودہ ہونے والا۔

Defiled. Sullied. Stained

(ف۔ع) (ہ۔ڈ۔پ)

مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

(ملازادہ ضیغم لولابی۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۸)

آلودگی: (آ۔لُو۔دَ۔گی) ناپاکی۔آلائش۔

Pollution !mpurity (ف۔ع) (ہ۔ڈ۔پ)

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۲۵۵)

آلودہ: (آ۔لُو۔دَہ) ملوث۔لتھڑا ہوا۔ (ف۔ع)

کوئی دیکھے تو مری نے نوازی
نفس ہندی، مقامِ نغمہ تازی!
نگہ آلودۂ اندازِ افرنگ!
طبیعت غزنوی، قسمت ایازی!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۴)

آمادہ: (آ۔مَا۔دَہ) مہیا۔تیار۔مستعد۔موجود۔لیس۔

(ف۔ا)

[illegible] آمادہ [illegible]

جس نے اس کا نام رکھا تھا جہان کاف ونوں

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۲۴۷)

آمادہ: (آ۔مَا۔دَہ) راضی۔رضامند۔ (ف۔آ)

جلوۂ یوسفِ گم گشتہ دکھا کر ان کو
تپش آمادہ تر از خونِ زلیخا کردیں

(عبدالقادری کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا
تو ہی آمادۂ ظہور نہیں

(غزل۲۰۔ب۔ج۔ص۳۳۵)

آمد: (آ۔مَد) ا۔آنے کی خبر۔تشریف آوری۔آنا
۲۔آغاز۔ابتداء۔شروع۔ (ف۔آ)

آسماں نے آمدِ خورشید کی پاکر خبر
محملِ پروازِ شب باندھا سرِ دوشِ غبار

(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

آموختی: (آ۔مُوزخ۔تی) تو سیکھ۔مصدر آموختن۔ سیکھنا۔سکھانا۔

"وفا آموختی ازماں، بکارِ دیگراں کردی
ربودی گوہرے ازما نثارِ دیگراں کردی"

(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

آموز: (آ۔مُوز) سکھانے والا۔سیکھنے والا۔مرکبات میں استعمال ہوتا ہے جیسے سبق آموز۔نصیحت آموز۔ (ف۔ل)

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
توسنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۵)

صبحِ ازل جو حسن ہوا داستانِ عشق
آواز کُن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

آمیز: (آ۔میز) ملنے والا۔ملانے والا۔ (ف۔ع)

پوچھنا رہ رہ کے اس کے کوہ و صحرا کی خبر
اور وہ حیرت دروغ مصلحت آمیز پر

(عہدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

آمیزی: (آ۔مے۔زی) ملنا۔ملانا۔

کہیں سرمایۂ محفل تھی میری گرم گفتاری
کہیں سب کو پریشاں کر گئی میری کم آمیزی!

(غزل۱۷۔ب۔د۔ص۳۳۲)

آمیزش: (آ۔مے۔زش) (از آمیختن)۔ملونی۔ملاؤ۔ میل۔ملانا۔ (ف۔آ)

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں پر کیا لذت اس رونے میں
جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

آن: (آن) وقت۔لمحہ۔ (ف۔ع)

آزاد کی اک آن ہے محکوم کا اک سال
کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات!

(ہندی مکتب۔ض۔ک۔ص۵۴۰)

آنات: (آ۔نا۔ت) آن کی جمع۔اوقات۔(ف۔ع)

ہم بندے شب و روز میں جکڑے ہوئے بندے
تو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات

(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

آن بان: (آن۔با۔ن) شان وشوکت۔ٹھاٹھ۔باٹکپن۔ (ف۔ل)

تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے

(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

آنچہ: (آن۔چہ) جو کچھ۔ (ف۔ع)

تو صاحب نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دلِ توبینده و اندیشۂ تو مے داند

(اعلیٰحضرت نواب سر حمید اللہ۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۱)

آنسو گرنا: (آنسو۔گر۔نا) آہستہ آہستہ رونا۔(ف۔ش)

تھم ذرا بیتابیٔ دل! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

(خفتگانِ خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۳۹)

آنکھ کا تارا: (آنکھ۔کا۔تا۔را) نہایت پیارا۔نہایت عزیز۔جان سے پیارا۔اولاد۔بیٹا۔قرۃ العین۔راحت چشم۔ آنکھ کی ٹھنڈک۔ (ف۔آ)

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

شرر بن کے رہتی ہے انساں کے دل میں
وہ ہے نورِ مطلق کی آنکھوں کا تارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

آنکھ کا نور: (آن۔کھ۔کا۔نور) نگاہ کی روشنی۔آنکھ کی ٹھنڈک۔ (ف۔آ)

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور، دل کا نور نہیں

(غزل۲۰۔ب۔ج۔ص۳۳۵)

آنکھیں کھلنا: (آن۔کھیں۔کھل۔نا) جاگنا۔بیدار ہونا (ف۔آ)

''ملک ہاتھوں سے گیا، ملت کی آنکھیں کھل گئیں''
حق ترا چشمِ عطا کر دست غافل در نگر!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۴)

آنکھیں کھولنا: (آن۔کھیں۔کھولنا) جاگنا۔ ہوشیار ہونا۔ (ف۔ش)

کھولی ہیں ذوقِ دید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہگزر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ
(غزل ۱۔ب۔د۔ص۹۸)

آوارگان: (آ۔وَارَ۔گان) آوارہ کی فارسی جمع۔ بے ٹھکانہ۔جدا۔ (ف۔ع)

مہ و ستارا سے آگے مقام ہے جس کا
وہ مشتِ خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے!
(غزل۴۸۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

آوارہ: (آ۔وَا۔رَہ) بیہودہ۔ پریشان۔ واہی۔ تباہی۔ خراب وخستہ۔ (ف۔ل)

پاگئی آسودگی کوئے محبت میں وہ خاک
مدتوں آوارہ جو حکمت کے صحراؤں میں تھا
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

آوازہ: (آ۔وَا۔زَہ) شہرہ۔افواہ۔شہرت۔دھوم۔ناموری (ف۔آ)

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ
(محرابِ گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۰)

آور: (آ۔وَر) صاحب۔مالک۔لانے والا۔(ف۔ع)

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیرِ پدر خواہی بازوئے پدر آور
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

آورد: (آ۔وَرد) (از آوردن) نقیض آمد۔ زبردستی طبیعت میں کسی بات کالانا۔ (ف۔آ)

موجِ دودِ آہ سے آئینہ ہے روشن مرا
گنجِ آب آورد سے معمور ہے دامن مرا
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۲۷)

آویزش: (آ۔وِیز۔زِش) چپقلش۔لڑائی۔فساد۔ (ف۔ع)

تا کجا آویزشِ دین و وطن
جوہرِ جاں پر مقدم ہے بدن!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۸)

آہ: (آہ) کلمۂ افسوس۔انگریزی (Oh!.Aah!اوہ! آہ!) (ف۔آ)

ہے شانِ آہ کی ترے دودِ سیاہ میں
پوشیدہ کوئی دل ہے تری جلوہ گاہ میں؟
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

آہ سحر گاہی: (آ۔ہِ۔سَ۔حَر۔گا۔ہی) آہ سحر گاہی اقبال کی اصطلاح ہے۔ بمعنی نوائے صبح گاہی۔اس کے لفظی معنی تو صبح کے وقت آہ وفریاد یعنی اللہ سے دعا کرنا ہے لیکن اس سے مراد عاشقانہ زندگی ہے۔درج ذیل شعر میں دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔
(ش۔ب۔د۔ص۴۱۲)

عطّار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی!
(غزل۳۴۔ب۔ج۔ص۳۴۸)

آہ سرد: (آ۔ہِ۔سَرد) ٹھنڈا سانس۔ دمِ سرد۔ وہ سانس جو آتشِ غم یا صدمۂ دلی کے فرو کرنے کے واسطے لیتے ہیں۔ وہ آہ

جو نجوف افشائے راز حسب دل خواہ بہ آواز بلند باوجود جوش دگرمی دل نہ کھینچ سکیں۔ صرف بڑے بڑے سانس ہی لے کر دل ٹھنڈا کرلیں۔ (ف۔آ)

باطنِ ہر ذرۂ عالم سراپا درد ہے
اور خاموشی لبِ ہستی پہ آہِ سرد ہے

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

آہنگ: (آ۔ہنگ) قصد۔ارادہ۔ (ف۔ل)

مضموں فراق کا ہوں، ثریا نشاں ہوں میں
آہنگِ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہوں میں

(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

آہنگ: (آ۔ہنگ) آواز۔راگ۔ (ف۔ع)

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے!
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش!

(غزل۵۶۔ب۔ج۔ص۳۶۷)

آہو: (آ۔ہُو) ہرن۔مرگ۔ (ف۔آ)

دردِ لیلیٰ بھی وہی قیس کا پہلو بھی وہی
نجد کے دشت و جبل میں رمِ آہو بھی وہی

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

بھٹکے ہوئے آہو کو، پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

آہ وزاری: (آہ۔وَ۔زا۔ری) رونا پیٹنا۔واویلا۔رونا دھونا۔ (ف۔ل)

سن کے بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

(ہمدردی۔ب۔د۔ص۳۵)

آہ وفغاں: (آ۔ہُو۔فَ۔غاں) نالہ وفریاد۔ (ف۔ل)

اے تارو! نہ پوچھو چمنستانِ جہاں کی
گلشن نہیں، ایک بستی ہے وہ آہ و فغاں کی

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

آئیں: (آ۔ءِین) قانون۔قاعدہ۔ضابطہ۔دستور العمل۔شرع۔رسم ورواج۔ (ف۔آ)

واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا؟
امتیاز و ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا؟

(خفتگانِ خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۳۹)

آئین: (آ۔ءِین) دستور۔طریقہ۔چلن۔ (ف۔ع)

توڑلینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشمِ صورت بیں نہیں

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

آئینِ جنگ: (آ۔ءِی۔نِ۔جنگ) جنگ کا دستور۔ مارشل لا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۴)

آخر! امیرِ عسکرِ ترکی کے حکم سے
"آئینِ جنگ" شہر کا دستور ہوگیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۶)

آئینہ: (آ۔ءِی۔نہ) منہ دیکھنے کا شیشہ۔درپن۔آرسی۔ (ف۔آ)

چشمۂ دامن ترا آئینۂ سیّال ہے
دامنِ موجِ ہوا جس کے لئے رومال ہے

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

آئینہ: (آ۔ءِی۔نہ) تشبیہاً دل۔قلب۔ (ف۔آ)

ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں

میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

آئینہ: (آ۔اِی۔نَہ) حیران۔بھچک۔ششدر۔متحیر۔

(ف۔آ)

آئینۂ حیرت سے وہ حیرت مراد ہے جو غور و فکر اور تحقیق کے وقت پیدا ہوتی ہے اور یہی حیرت انسان کو تحقیق اور تلاش پر اکساتی ہے۔ آئینۂ حیرت کی ترکیب ادبی زاویۂ نگاہ سے بہت خوب ہے۔ کیونکہ شعرا آئینہ کو خود حیران باندھتے ہیں۔

(ش۔ب۔د۔ص۵۰)

ناتوانی ہی مری سرمایۂ قوت نہ ہو
رشکِ جامِ جم مرا آئینۂ حیرت نہ ہو

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

آنکھ تیری صفت آئینہ حیران ہے کیا؟
نورِ آگاہی سے روشن تری پہچان ہے کیا؟

(۔۔۔۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

آئینہ خانہ: (آ۔اِی۔نَہ۔خَا۔نَہ) وہ مکان جس میں چاروں طرف آئینے لگے ہوں۔ (ق۔ل)

تعصب چھوڑ ناداں! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۲)

آئینہ دار: (آ۔اِی۔نَہ۔دَار) آئینہ دکھانے والا۔ سنگار کرانے والا۔ (ف۔آ)

نامرادی محفلِ گل میں مری مشہور تھی
صبح میری آئینہ دارِ شبِ دیجور تھی

(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
تیری ہے آئینہ دار تیری

(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

آئینہ رو: (آ۔اِی۔نَہ۔رُو) وہ شخص جس کے رخسار آئینہ کی طرح چمکتے ہوں۔ (ف۔ل)

اسی میں دیکھ! مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رو کر لے!

(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

آئینہ ساز: (آ۔اِی۔نَہ۔سَاز) شیشے بنانے والا۔ آئینوں کا کام کرنے والا۔ آئینہ گر۔ شیشہ گر۔ (ف۔آ)

"آئینہ ساز کنایہ ہے صاحب کمال سے"۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

آئینہ سازی: (آ۔اِی۔نَہ۔سَا۔زِی) آئینہ گری۔ آئینہ بنانے کا پیشہ۔ (ف۔آ)

اسکندری کی نسبت سے مراد ہے وہ آئینہ جو ارسطو نے سکندر رومی کے لئے بنایا تھا اور اس کو سکندریہ کے ایک بلند مینار کی چوٹی پر نصب کر دیا تھا۔ تاکہ دشمن کے جہازوں کو دور سے آتا ہوا دیکھ سکے۔ (ش۔ب۔د۔ص۷۶۰)

مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے
یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی!

(محبت۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

آئینہ ضمیری: (آ۔اِی۔نَہ۔ضَ۔مِی۔رِی) دل اور سینے کا آئینے کی طرح شفاف ہونا۔ آلودگیوں سے پاک۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۴)

آئینہ ضمیری اقبال کی اصطلاح ہے اور اس سے مراد ہے مومنانہ زندگی یا شانِ فقر۔ اس کے لغوی معنی ہیں

پاکیزگی قلب اور یہ چیز بھی فقر سے پیدا ہو سکتی ہے۔

(ش۔ا۔ح۔ص ۱۳۷)

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری!
اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری!

(آوازغیب۔ا۔ح۔ص ۱۳۲)

آئینۂ فطرت: (آ۔ای۔نہ۔ا۔فط۔رَت) قدرت کا آئینہ۔مناظر فطرت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۸۷)

فطرت کو دکھایا بھی ہے، دیکھا بھی ہے تو نے
آئینۂ فطرت میں دکھا اپنی خودی بھی!

(مصور۔ض۔ک۔ص ۵۸۶)

آئینہ کا جوہر: (آ۔ای۔نہ۔کا۔جَو۔ہر) آئینہ کی چمک

(ف۔ل)

ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں
میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں

(صدائے درد۔ب۔د۔ص ۴۳)

آیت: (آ۔یَت) نشانی۔آسمانی کتاب کا جملہ۔جمع آیات

(ف۔ع)

اس رازکو اب فاش کر اے روحِ محمدؐ!
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے!

(اے روحِ محمدؐ۔ض۔ک۔ص ۵۱۰)

آیہ: (آ۔یَہ) دیکھو آیت۔جمع آیات۔

(ف۔ع)

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تُو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۴)

آیۂ اِنَّ الْمُلُوْکَ: قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ والی یہ ہے ۲۷/۳۴۔ ''بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں''۔

(ت۔ا۔ص ۷)

آ بتاؤں تجھ کو رمز آیۂ اِنَّ الْمُلُوْک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۰)

آیۂ رحمت: (آ۔یَہ۔ا۔رَحمت) رحمت کی نشانی یعنی حضور اکرمؐ جنہیں تمام کائنات کے لئے رحمت کہا گیا ہے۔

(آ ک۔ا۔ا۔ص ۲۷۶)

فرشتے بزمِ رسالتؐ میں لے گئے مجھ کو
حضور آیۂ رحمت میں لے گئے مجھ کو

(حضور رسالت مآبؐ میں۔ب۔د۔ص ۱۹۷)

آیۂ نو نازل ہونا: (آ۔یَہ۔نَو۔نا۔زِل۔ہونا) ۱۹۲۲ء میں گاندھی جی نے جیل سے ایک مضمون اشاعت کی غرض سے اپنے اخبار کے لئے تحریر کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور گیتا کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دونوں کتابوں کی تعلیم یکساں ہے۔ اس لئے اسلام اور ہندو مذہب دونوں سچے ہیں گویا گاندھی جی نے ''وحدت ادیان عالم'' کا سبق دوہرا کر اسلام کی برتری پر ایک کاری ضرب لگائی۔ اس کے بعد ملک میں کئی اور حضرات نے اسی قسم کی کتابیں لکھیں۔ اقبال نے اسکے مضر اثرات کو محسوس کیا اور یہ اشعار لکھے ۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۵۳)

یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا

(تحریفات۔ب۔د۔ص ۲۸۹)

الف مقصورہ

ا

اب: (اَبْ) والد۔پدر۔باپ۔ (م۔ل)

ساکنانِ دشت وصحرا میں ہے تو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اب وجد؟ کس قبیلے سے ہے تو؟

(شیر اور خچر۔ب۔ج۔ص۴۶۰)

ابتدا: (اِبْ۔تِ۔دا) شروع۔آغاز۔ (ف۔آ)

نے ابتدا کوئی ، نہ انتہا تری
آزادِ قید اول و آخر ضیا تری!

(آفتاب ترجمہ گایتری۔ب۔د۔ص۴۴)

ابتر: (اَبْ۔تَر) بدحال۔منتشر۔بدچلن۔(ف۔ع)

شیرازہ ہوا ملّتِ مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!

(اے روحِ محمدؐ۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

ابد: (اَ۔بَدْ) وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو۔ (ف۔آ)

ازل اس کے پیچھے، ابد سامنے!
نہ حد، اس کے پیچھے نہ حد سامنے!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

ابد: (اَ۔بَدْ) ہمیشگی۔دوام۔ابدالآباد۔ (ف۔آ)

میں باغباں ہوں محبت بہار ہے اس کی
بنا مثالِ ابد پائیدار ہے اس کی

(اختر صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے
عشق سوزِ زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

ابدی: (اَ۔بَ۔دِی) دائمی۔لاانتہا۔ (ف۔آ)

ابدی بنتا ہے عالمِ فانی جس سے
ایک افسانۂ رنگیں ہے جوانی جس سے

(جلوۂ حسن۔ب۔د۔ص۱۲۷)

ابدیت: (اَ۔بَ۔دِی۔یَت) ہمیشگی۔بقائے دوام۔ (ف۔ل)

آزاد کا ہر لحظہ پیامِ ابدیت!
محکوم کا ہر لحظہ نئی مرگِ مفاجات!

(ہندی مکتب۔ض۔ک۔ص۵۴۰)

ابر: (اَبْ۔رر) بادل۔گھٹا۔ (ف۔آ)

ابر کے ہاتھوں میں رہوارِ ہوا کے واسطے
تازیانہ دے دیا برقِ سرِ کہسار نے

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

ابر اٹھنا: (اَبْ۔رر۔اُٹھ۔نا) بادل آنا۔آسمان پر بدلی کا نمایاں ہونا۔ (ف۔آ)

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آزاری اٹھا ، برسا، گیا

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

ابر رحمت: (اَبْ۔رَ۔رَحْ۔مَتْ) بخشش کا بادل۔رحم اور مہربانی کی گھٹا۔ (ق۔ل)

ابرِ رحمت تھا کہ تھی عشق کی بجلی یا رب!
جل گئی مزرعِ ہستی تو اُگا دانۂ دل

(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

ابر کرم: (اَبْ۔رِ۔کَ۔رَم) سخاوت و مہربانی کا گہرا بادل۔جود و سخاوت۔مہربانیوں کی جھڑی لگا دینے والا بادل۔

(ف۔آ)

نظر ہے ابرِ کرم پر درختِ صحرا ہوں
کیا خدا نے نہ محتاج باغباں مجھ کو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

ابر کہسار: (اَبْ۔رِ۔کَہ۔سار) پہاڑ پر کا بادل۔وہ بادل جو پہاڑ پر چھایا رہے۔

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابرِ کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا

(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

ابر نیساں: (اَبْ۔رِ۔نَے۔سَاں) ابر بہار۔ابر بہاراں۔وہ ابر جو ستمبر میں برستا ہے۔ایشیائی لوگ خیال کرتے ہیں کہ سیپی میں موتی، کیلے میں کافور، کالے سانپ میں زہر اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

ابرِ نیساں! یہ تنک بخشی شبنم کب تک؟
مرے کہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

ابرو: (اَبْ۔رُو) بھنویں۔Eye brow

(ف۔ع)(ہ۔ڈ۔پ)

اے شیخ امیروں کو مسجد سے نکلوا دے
ہے ان کی نمازوں سے محراب ترش ابرو!

(محراب گل افغان کے افکار۔ض۔ک۔ص۶۳۵)

ابلہ: (اَبْ۔لَہ) مورکھ۔نادان۔بیوقوف۔جمع بُلہ۔

(ف۔ع)

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلہ مسجد ہوں، نہ تہذیب کا فرزند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

ابلۂ جنت: (اَبْ۔لَہ۔اِ۔جن۔نت) یہ ترکیب مندرجہ ذیل حدیث سے ماخوذ ہے۔ اکثر اھل الجنة البلہ ''اکثر جنتی بھولے بھالے ہوتے ہیں۔''

(حافظ عبدالرحمٰن سخاوی۔المقاصد الحسنہ۔ص۳۵۔طبع لکھنؤ۔محمد ابن۔الیسہ درویش۔اسنی المطالب۔ص۴۸۔طبع مصر)

اس حدیث کو محدث بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں اور محدث بزار نے اپنی کتاب المسند میں روایت کیا ہے۔بعض اور محدثوں کے یہاں بھی یہ روایت ملتی ہے۔علامہ ابن الدبیع نے اپنی کتاب تمیز الطیب من الخبیث (ص۳۲۔طبع مصر) میں لکھا ہے کہ اس کی سند کمزور ہے۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۲۳)

آب و گل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
ابلۂ جنت تری تعلیم سے دانائے کار

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۲)

ابلیس: To despeir of the rnercy (Iblis)

o (ہ۔ڈ۔پ)

مزید دیکھئے ابلیس اشاریہ شخصیات۔

بنایا ایک ہی ابلیس آگ سے تو نے
بنائے خاک سے اس نے دو صد ہزار ابلیس!

(سیاسیات افرنگ۔ض۔ک۔ص۶۰۵)

ابن: (اِبْ۔بَن) بیٹا۔ (ف۔ع)

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے ام الکتاب!

(علم وعشق۔ض۔ک۔ص۴۸۳)

ابن السبیل: (اِبْ۔نُس۔سَ۔بیل) مسافر۔راہ گیر۔

(ف۔ع)

عشق فقیہِ حرم، عشق امیرِ جنود
عشق ہے ابن السبیل، اس کے ہزاروں مقام!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

ابو الہول: (اَ۔بُل۔ہَوْل) لفظی معنی خوف کا باپ، جیزہ (Gizeh) کے بڑے بت (Sphinx) کا عربی نام۔ اسے الصنم بھی کہتے ہیں۔ فاطمی دور سے اس کا یہ نام مروج ہوا۔ یہ بت شیر کی شکل کا تھا، اور از منہ وسطیٰ اس کا جسم ریت کے اندر دبا ہوا تھا، ۱۸۱۷ء میں اس پر سے ریت ہٹائی گئی۔ عصر حاضر کے مصنف اس لفظ کو اس شکل کے کسی بھی بت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۸۸)

خود ابوالہول نے یہ نکتہ سمجھایا مجھ کو
وہ ابوالہول کہ ہے صاحبِ اسرارِ قدیم!

(اہلِ مصر۔ض۔ک۔ص۶۰۶)

اپدیشک: (اُپ۔دے۔شَک) ناصح۔(ف۔ع)

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

اپنے آپے میں نہ ہونا: (اَپ۔نے۔آ۔پے۔ مین۔نَہ۔ہُو۔نا)۔ ہوش میں نہ ہونا۔ مست و سرشار ہونا۔ بےخود ہونا۔ (م۔ل)

عجب مزا ہے مجھے لذتِ خودی دے کر
وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

اتفاق: (اِت۔تِ۔فاق) یکجہتی۔ساتھی ہونا۔

(ف۔ع)

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لئے
کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف!

(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

اتمام: (اِت۔مام) ۱۔ تمام کرنا۔انجام کو پہنچانا۔ ۲۔کمال تکمیل۔

(ف۔ق) فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

اثر: (اَ۔ثَر) ۱۔نشان۔علامت ۲۔ گن۔ خاصیت۔ تاثیر۔ نتیجہ۔ ہوا سے گل کی پتی آ کے اگر
اشک بن کر میری آنکھوں سے ٹپک جائے اثر

(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

اثر: (اَ۔ثَر) سنت نبوی۔تاثیر۔جمع آثار۔اَثرات۔

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا (کذا) کہ جلن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

اثر رکھنا: (اَ۔ثَر۔رَکھ۔نا) ۱۔اپنی ذات میں کسی طرح کی

خاصیت رکھنا۔ ۲۔کارگر ہونا۔تاثیر رکھنا۔ (ف۔ل)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

اجازت: (ا۔جا۔زَت) حکم۔ارشاد۔پروانگی۔منظوری۔

(ف۔آ)

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!

(ہندی اسلام۔ض۔ک۔ص۴۹۸)

اجتہاد: (اِج۔تِ۔ہاد) کوشش کرنا۔سلامتی کی راہ ڈھونڈنا۔فقہا کی اصطلاح میں کلام مجید اور احادیث سے مطابق اجماع علما وموافق۔شرائط کتب۔اصول بزور قیاس مسائل شرعیہ کو استنباط کر کے حکم لگانا۔وہ شرائط یہ ہیں کہ مجتہد زبان عرب وعلم ادب وصرف ونحو سے خوب واقف ہو اور شان نزول آیات و حدیث سے واقفیت کامل رکھتا ہو۔

(ا۔ل) (اجتہاد۔ض۔ک۔ص۴۸۴)

اجداد: (اَج۔دَاد) جد کی جمع۔باپ دادا۔پرکھے۔

(ف۔ل)

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر مرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا

(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۲۹)

اجزا: (اَج۔زَا) جز کی جمع۔حصے۔ٹکڑے۔ (ف۔آ)

اجزا سے مفردات مراد ہے۔

پھرایا فکرِ اجزا نے اسے میدانِ امکاں میں
چھپے گی کیا کوئی شے بارگاہِ حق کے محرم سے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

تو خاک کی مٹھی ہے ، اجزا کی حرارت سے
برہم ہو، پریشاں ہو، وسعت میں بیاباں ہو

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

اجل: (اَ۔جَل) موت۔قضا۔ (ق۔ل)

ہوا سن کے گویا قضا کا فرشتہ
اجل ہوں، مرا کام ہے آشکارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

اجنبیت: (اَج۔نَ۔بی۔یَت) بیگانگی۔غیرت۔ واقفیت نہ ہونا۔ (ف۔ل)

گو بڑی لذت تری ہنگامہ آرائی میں ہے
اجنبیت سی مگر تیری شناسائی میں ہے

(رخصت اے بزم جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

احبا: (اَ۔حِبّ۔با) حبیب کی جمع۔احباب۔ دوست۔عزیز۔ (ق۔ل)

اس شہر میں جو بات ہو، اڑ جاتی ہے سب میں
میں نے بھی سنی اپنے احبا کی زبانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

احتراز: (اِح۔تِ۔راز) پرہیز کرنا۔ (ف۔ع)

بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

احترام: (اِح۔تِ۔رام) حرمت۔عزت۔آؤ بھگت۔

(ف۔ل)

نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی
بڑی ہے شان ، بڑا احترام ہے تیرا

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

احتساب: (اِح۔تِ۔سَاب) نگرانی۔ممنوع باتوں سے روکنا۔ (ف۔ع)

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات!
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۶)

احرار: (اَح۔رَار) حر کی جمع۔آزاد غلام۔ (ف۔ع)

ہوئے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو!
(محرابِ گل افغاں۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۹)

احرام: (اِح۔رَام) حج کا لباس۔ (ف۔ع)

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
"گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا!"
(نظم۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

احرام باندھنا: (اِح۔رَام۔بَان٘دھ۔نا) مزاجاً نیت باندھنا۔پکا ارادہ کرنا۔ (ف۔آ)

چہچہاتے ہیں پرندے پاکے پیغامِ حیات
باندھتے ہیں پھول بھی گلشن میں احرامِ حیات
(نویدِ صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

احساس: (اِح۔سَاس) حواس خمسہ میں سے کسی حس کے ذریعہ کچھ معلوم کرنا۔ (ف۔ل)

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تجھے پاس نہیں
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

تھا یہ کوئی ناز کسی بے نیاز کا
احساس دے دیا مجھے اپنے گداز کا
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

احسان: (اِح۔سَان) ا۔بھلائی۔نیکی۔سلوک۔کسی کے ساتھ نیکی کرنا۔ ۲۔عنایت۔نوازش۔ (ف۔آ)

ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا
ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

احکام: (اَح۔کَام) حکم کی جمع۔حکم نامے۔ارشادات۔ فرامین۔ہدایات۔ (ق۔ل)

پابندیٔ احکامِ شریعت میں ہے کیسا؟
گو شعر میں ہے رشکِ کلیمِ ہمدانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی
(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

احمر: (اَح۔مَر) سرخ۔لال۔ (ف۔ع)

تیرے حرم کا ضمیر اسود و احمر سے پاک
ننگ ہے تیرے لئے سرخ و سپید و کبود
(اہل ہنر سے۔ض۔ک۔ص۵۷۴)

احوال و مقام: (اَح۔وَا۔لُو۔مَ۔قَام) احوال اور مقامات تصوف کی اصطلاحیں ہیں۔ ا۔حال سے وہ کیفیت مراد ہے جو قوت ارادی کے استعمال سے مومن کی روح میں پختگی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

۲۔مقام سے مراد وہ روحانی مرتبہ ہے جو مومن اپنی ہمت اور اپنے اختیار کو کام میں لا کر اتباعِ شریعت کی بدولت

حاصل کرتا ہے۔

واضح ہو کہ اسلامی تصوف میں ہمت (will) اور اختیار ان دو قوتوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ (power)

(ش۔ض۔ک۔ص۵۷۷)

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

(حال و مقام۔ب۔ج۔ص۴۴۸)

ان کو کیا معلوم اس طائر کے احوال و مقام
روح ہے جس کی دمِ پرواز سرتاپا نظر

(محراب گل افغان۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۲)

اختتام: (اِخ۔تِ۔تام) خاتمہ۔پورا کرنا۔(ف۔ع)

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی!

(ہمایوں۔ب۔د۔ص۲۵۴)

اختر: (اَخ۔تر) تارا۔ستارا۔سیارہ۔ (ف۔آ)

میں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر
جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیوں کر؟

(انسان اور بزم قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

اختلاط: (اِخ۔تِ۔لاط) ملنا۔ربط ضبط۔میل جول۔ پیار۔اخلاص۔میل ملاپ۔ (ف۔آ)

لذتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

اختلاف: (اِخ۔تِ۔لاف) ا۔ناموافقت۔خلاف۔ ۲۔فرق۔تفاوت۔ (ف۔آ)

یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو؟
ہر شے میں جب کہ پنہا خاموشی ازل ہو

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

اخگر: (اَخ۔گر) چنگاری۔شرار۔ (ف۔ع)

ارتباطِ حرف معنی؟ اختلاطِ جان و تن؟
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے!

(جان و تن۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

اخلاص: (اِخ۔لاص) سچی ہمدردی۔خالص دوستی کرنا۔ (ف۔ع)

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعویٰ نظر لاف و گزاف

(دین و تعلیم۔ض۔ک۔ص۵۴۸)

اخوت: (اُ۔خُو۔وَت) برادری۔بھائی بندی۔(ف۔ل)

خود کشی شیوہ تمہارا، وہ غیور و خوددار
تم اخوت سے گریزاں ، وہ اخوت پہ نثار

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

یہی مقصودِ فطرت ہے ، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

ادا: (اَ۔دا) آن۔انداز۔معشوقانہ حرکت۔وضع۔ناز و نخرہ۔ رمز و اشارہ۔ (ف۔آ)

سیماب وار رکھتی ہے تیری ادا اسے
آدابِ عشق تو نے سکھائے ہیں کیا اسے؟

(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

اداس: (اُ۔داس) ا۔ملول۔غمگین۔رنجیدہ۔سوگوار۔ ۲۔پراگندہ۔پریشان۔ (ف۔آ)

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا

بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا

(ہمدردی۔ب۔د۔ص۳۵)

ادا شناس: (اَ۔دا۔شِ۔ناس) ایما۔اشارے یا قرینے سے عندیہ پہچاننے والا۔ (ف۔ل)

نظر تھی صورت سلماںؓ ادا شناس تری
شرابِ دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

ادا فہم: (اَ۔دا۔فَہ۔رم۔فَہم) اشارہ سمجھنے والا۔عندیہ کو پہنچنے والا۔قیافہ شناس۔ (ف۔آ)

کہنے لگا مریخ ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزا وار

(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

ادانی: (اَ۔دا۔نی) ادنیٰ کی جمع۔چھوٹا۔ (ف۔ع)

شہرہ تھا بہت آپ کی صوفی منشی کا
کرتے تھے ادب ان کا اعالی و ادانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

اداہونا: (اَ۔دا۔ہُو۔نا) ۱۔بیان ہونا۔ ۲۔قرضہ اترنا۔ ۳۔نوکری پوری ہونا۔ (ف۔آ)

اداہونا سے پورا کرنا مراد ہے۔

غرض ہے پیکارِ زندگی سے کمال پائے ہلال تیرا
جہاں کا فرضِ قدیم ہے تو ،ادا مثالِ نماز ہوجا

(پیام عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

ادب: (اَ۔دَب) اصول و دستور العمل۔ Respect, Deference, honor (ف۔آ) (ہ۔ڈ۔ف)

ترے دین و ادب سے آرہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالمِ پیری

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

ادبیات: (اَ۔دَ۔بِ۔یات) علم۔زبان دانی۔ادب پر۔ (ف۔ع)

(ادبیات،فنون لطیفہ۔ض۔ک۔ص۵۶۱)

ادراک: (اِدْ۔رَاک) پانا۔دریافت کرنا۔(ف۔ل)

دور ہو جاتی ہے ادراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثر کی غلامی جس سے

(جلوۂ حسن۔ب۔د۔ص۱۲۷)

ادراک: (اِدْ۔رَاک) عقل۔فہم۔ (ف۔ل)

سِرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں
کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۱)

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینۂ ادراک میں ہے

(غزل۴۴۔ب۔ج۔ص۳۵۶)

اذاں: (اَ۔ذَن) (اصطلاحی) بانگ نماز۔نماز کے واسطے بلانے کی صدا جو مسلمانوں نے عربی زبان میں بنا رکھی ہے۔ (ف۔آ)

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

اذان دینا: (اَ۔ذَان۔دِے۔نا) نماز کا بآواز بلند جتانا۔ نماز کے واسطے بلانا۔بانگ دینا۔ (ف۔آ)

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

ارادت (اِ۔رَا۔دَت) ۱۔خواہش۔ ۲۔عقیدت۔

مریدانہ اطاعت۔ (ف۔آ)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

ارادہ: (ا۔رَا۔دَہ) خواہش۔ قوت جس سے افعال صادر ہوتے ہیں۔ (ف۔ع)

وہ مس بولی ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے
مہذب ہے تو اے عاشق! قدم باہر نہ دھر حد سے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

ارباب: (اَر۔بَاب) صاحب۔خداوند۔مالک۔والی۔ (ف۔آ)

تو اگر کوئی مدبّر ہے تو سن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا

(سید کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

اربابِ وفا: (اَر۔بَا۔بِ۔وَ۔فا) عہد کو پورا کرنے والا۔

اے خدا شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

ارتباط: (اِر۔تِ۔باط) ربط ضبط۔میل جول کرنا۔ملانا۔ (ف۔ع)

ارتباطِ حرف و معنی؟ اختلاطِ جان و تن؟
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے!

(جان وتن۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

ارتباط حرف و معنی: (اِر۔تِ۔بَا۔طِ۔حَر۔فُو۔مَع۔نی) انتقاد کے جدید نظریات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ نکتہ بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ الفاظ و معنی ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ یہاں تک کہ معانی دماغ میں اس وقت تک نہیں آ سکتے جب تک الفاظ کا جامع نہ پہن لیں۔ ہم معانی بسیط یا معانی مجرد کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ بات نہیں کہ معنی روح ہے اور الفاظ اس کا پیراہن بلکہ جس طرح اقبال نے کہا ہے کہ "معانی روح ہے اور الفاظ کے بدن میں مخفی ہے اور اسی سے اس کی نمود ہوتی ہے، الفاظ معانی سے مشروط ہوتے ہیں۔ دقیق اور پیچدار معانی طبعاً دقیق الفاظ کے استعمال کا تقاضا کرتے ہیں۔"

(ت۔ا۔ص۸۲۔۸۳)

ارتباطِ حرف و معنی؟ اختلاطِ جان و تن؟
جس طرح اخگر قبا پوش اپنی خاکستر سے ہے!

(جان وتن۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

ارتقا: (اِر۔تِ۔قا) بلندی۔ترقی کرنا۔بلندی پر جانا۔ (م۔ل)

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

ارتکاب جرم: (اِر۔تِ۔کا۔ب۔جُرم) جرم کرنا۔ قصور کرنا۔ (ف۔آ)

میرے پہلو میں دلِ مضطر نہ تھا، سیماب تھا
ارتکابِ جرمِ الفت کے لئے بیتاب تھا

(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

ارجمند: (اَر۔جَ۔مَن۔د) معزز۔عزت والا۔ (ف۔ع)

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

ارزاں: (اَر۔زاں) سستا۔کم قیمت۔ (ف۔آ)

جنسِ نایابِ محبت کو پھر ارزاں کر دے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کر دے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت
گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

ارزانی: (اَر۔زا۔نی) بخشش۔سستاپن۔(ف۔ع)

ہو نقش اگر باطل ، تکرار سے کیا حاصل؟
کیا تجھ کو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی؟

(غزل۱۵۔ب۔ج۔۳۱۱)

ارشاد: (اِر۔شاد) لغوی معنی ہدایت۔اصطلاحی حکم۔

(ف۔آ)

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوّت میں وطن اور ہی کچھ ہے

(وطنیت۔ب۔د۔(۱۶۰)

ارض: (اَرض) دھرتی۔زمین۔ (ف۔آ)

ارض پاک سے حجاز کی مقدس سرزمین مراد ہے۔

اے ارضِ پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا

(ترانہ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

ارضی: (اَر۔ضی) زمین کی۔زمین کا۔زمین کے۔(م۔ل)

(روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے۔ب۔د۔ص۴۲۴)

ارغواں: (اَر۔غَ۔وَان) سرخ۔نارنجی۔ (ف۔ع)

کہ نباید خورد و بُو ، ہم چوں خراں
آہوانہ درختن چر ارغواں

(یورپ سے ایک خط۔ب۔ج۔ص۴۴۱)

ارم: (اِ۔رَم) مراد باغ ارم سے ہے۔باغِ ارم ایک مشہور کافر بادشاہ شداد نے بنوایا تھا اور یہ بادشاہ خدائی کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔یہ باغ بہشت کی بجائے تعمیر کیا گیا تھا۔اور اس میں حوروں کی جگہ خوبصورت عورتیں اور غلمان کے عوض حسین مرد تھے۔جس وقت باغ تیار ہوا اور شداد اس کو دیکھنے کے لئے گیا تو خدا کے حکم سے گھوڑے کی رکاب میں سے پیر اتارنے بھی نہ پایا تھا کہ روح قبض ہوگئی اور سارا دعویٰ خدائی رکھا ہی رہا۔اس باغ کے تین طبقہ تھے اور ہر طبقہ ایک نئے انداز پر آراستہ کیا گیا تھا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۱)

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ ارم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبرؐ کے قدم

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

ارم: (اِ۔رَم) مجازاً بہشت۔جنت۔ (ف۔ل)

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
ارم بن گیا دامنِ کوہسار!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

ارمغاں: (اَر۔مُ۔غان، اَر۔مَ۔غان) تحفہ۔سوغات۔

(ف۔ع)

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوّت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے؟

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

ارنی: (اَ۔رِ۔نی) دکھا مجھے (حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر خدا سے درخواست کی تھی ربّ ارنی۔الٰہی مجھے اپنا جلوہ دکھا۔جواب ملا لن ترانی۔تو مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ (ف۔ل)

(لغ: مجھے دکھادے) حضرت موسیٰ نے کوہِ طور پر خدا سے ہم کلامی کے دوران اپنی تجلی دکھانے کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔سورۂ اعراف (رکوع ۱۷) میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے۔قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی (حضرت موسیٰ نے

کہا ''پروردگار مجھے اپنا جمال دکھا کہ میں تیری نظر کر سکوں۔ تو خدا نے کہا ''تو مجھے نہ دیکھ سکے گا''۔ چنانچہ خدا نے اپنی تجلی کا ظہور طور پر کیا۔ **فلما تجلی ربہ للجبل جعلہٗ دکاً و خرّ موسیٰ صعقا** (پھر جب خدا نے اپنی تجلی کا ظہور طور پر کیا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر پڑے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۵)

تھا اَرنی گو کلیم میں اَرِنی گو نہیں
اس کو تقاضا روا مجھ پہ تقاضا حرام
(غزل۴۱۔ب۔ج۔ص۳۵۴)

از: (اَز) حرف ربط ہے۔ اردو میں مرکبات کے ساتھ آتا ہے۔ زائد بھی آتا ہے۔ (ف۔آ)

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشمِ صورت بیں نہیں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

ازبر: (اَز۔بَر) حفظ۔ برزبان۔ نوک زبان۔ یاد۔ (ف۔آ)

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

ازراہ نصیحت: (اَز۔رَا۔ہِ۔نَ۔صِی۔حَت) نصیحت کی رو سے۔

میں نے اقبال سے ازراہِ نصیحت یہ کہا
عاملِ روزہ ہے تو اور نہ پابندِ نماز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

ازروئے: (اَز۔رُو۔اِئے) کسی چیز کی بنیاد پر۔ بنا پر۔ (ف۔ل)

ہند میں آپ تو ازروئے سیاست ہیں اہم

ریل چلنے سے مگر دشتِ عرب میں بیکار
(ظریفانہ۔ب۔ذ۔ص۲۸۸)

ازل: (اَ۔زَل) ا۔ جس کی ابتداء نہ ہو۔ ۲۔ ہمیشگی۔ ابد کا نقیض۔ (ف۔آ)

صبحِ ازل جو حسن ہوا داستانِ عشق
آواز کُن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

ازلی: (اَ۔زَ۔لی) انادی۔ ازل والا۔ (ف۔ع)

جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی
لطیفۂ ازلی ہے فغانِ چنگ و رباب!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۲۸)

ازیں: (اَ۔زِیں) اس سے۔ (ف۔ع)

می طپد صد جادہ درجانِ اہل فرسود من
بر نمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

اساتذہ: (اَ۔سَا۔تِ۔ذَہ) استاد کی جمع۔ بہت سے استاد۔ دو یا دو سے زیادہ مسلم۔ وہ لوگ جو اپنے فن میں کمال رکھتے ہوں۔ (م۔ل)

(اساتذہ۔ض۔ک۔ص۵۴۶)

اساس: (اَ۔سَاس) بنیاد۔ نیو۔ (ف۔ع)

حقائق ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے، نہیں ہے طلسمِ افلاطون!
(مدنیت اسلام۔ض۔ک۔ص۵۱۱)

اسامی: (اَ۔سا۔می) کسان۔ کاشتکار۔ (ف۔آ)

اور یہ بسوہ دار سے زحمت

پی گیا سب لہو اسامی کا
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

اسباب: (اَس۔بَاب) جمع سبب۔وسائل۔بواعث۔کسی چیز کے حاصل کرنے کے وسیلے۔ (ف۔آ)

وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے
دیکھ! کوئی دل نہ دکھ جائے تری تقریر سے
(سید کی لوح تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

اسباب: (اَس۔بَاب) ظاہری بھڑک۔تکلفاتِ دنیوی۔

گرچہ تو زندانیِ اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

اسپ: (اَس پ) گھوڑا۔فرس۔عراقی۔ (ف۔آ)

مِلکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر سم و شترو قاطر و حمار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

اسپند: (اِس۔پَن۔د) تخمِ نیل۔ایک قسم کے بیج جو ہوا کی صفائی اور نظرِ بد کا اثر دور کرنے کے واسطے جلاتے ہیں۔ (ف۔آ)

بزمِ جہاں میں میں بھی ہوں اے شمع! دردمند
فریاد در گرہ صفتِ دانۂ سپند
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

است: (اَس ت) ہست۔ہے۔ (ف۔ع)

"تاز آغوش وداعش داغِ حیرت چیدہ است
ہمچو شمعِ کشتہ در چشمِ نگہ خوابیدہ است"
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

استادہ: (اِس۔تا۔دَہ) کھڑا ہوا۔ (ف۔ل)

استادہ سرو میں ہے سبزہ میں سو رہا ہے
بلبل میں نغمہ زن ہے، خاموش ہے کلی میں
(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

استبداد: (اِس۔تِب۔دَاد) ہٹ۔خود رائی۔ضد کرنا۔ (ف۔ع)

دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

اسرار: (اَس۔رَار) بھید۔پوشیدہ باتیں۔راز۔ (ف۔آ)

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہوا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

حفظِ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا
(شیکسپیئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

استعارہ: (اِس۔تِ۔عا۔رَہ) لغوی معنی مانگ لینا۔علم زبان کی اصطلاح میں مجاز کی ایک قسم ہے یعنی جب مضاف الیہ کو مضاف سے کچھ تشبیہ کا لگاؤ ہو تو اس مضاف کو استعارہ کہتے ہیں۔ جیسے لعلِ لب اور سروِ قد۔ یہاں لب کا لال سے اور سرو کا قد سے استعارہ ہے۔ اگر مشبہ کو چھوڑ کر مشبہ بہ کا ذکر کر کے مشبہ مراد لیں تو لعل بمعنے لب اور سرو بمعنی قد ہوگا۔ اس صورت میں استعارے کی پوری پوری تعریف صادق آئے گی۔ (ف۔آ)

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

استغفر اللہ: (اِس۔تَغ۔فِ۔رُل۔لاہ) خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔ اس جملے سے اکثر انکار کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً استغفر اللہ میں نے ہرگز تم پر کوئی الزام نہیں لگایا۔ استغفر اللہ بھلا آپ اور جھوٹ بولتے ہیں۔ (ف۔ا)

خدائی احتمام خشک و تر ہے
خداوندا خدائی درد سر ہے
ولیکن بندگی استغفر اللہ
یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

استغنا: (اِس۔تَغ۔نا) بے پروائی۔لاابالی۔غنی پن۔ (ف۔آ)

یہ استغنا ہے پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہئے مثلِ حباب آبجو رہنا

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۵)

استغنا: (اِس۔تَغ۔نا) بے نیازی۔لاپرواہی۔(ف۔ع)

استغنا سے مراد ہے اللہ کے سوا کسی اور سے حاجت روائی کی آرزو نہ کرنا۔

نہ ڈھونڈھ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں!
کہ میں نے پایا استغنا میں معراجِ مسلمانی!

(نظم(ا)۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

استفسار: (اِس۔تف۔ساز) تحقیقات کرنا۔ دریافت کرنا۔ پوچھنا۔ تفتیش کرنا۔ (ف۔آ)

آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا
دل نہ تھا میرا سراپا ذوقِ استفسار تھا

(عبدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

استفہام: (اِس۔تف۔ہام) سمجھنا۔دریافت کرنا۔ سمجھ

کی خواہش۔ (ف۔آ)

جستجو میں ہے وہاں بھی روح کو آرام کیا؟
واں بھی انساں ہے قتیلِ ذوقِ استفہام کیا؟

(خفتگانِ خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۴۰)

استقبال: (اِس۔تَق۔بال) زمانۂ آئندہ۔ مستقبل۔ (ف۔آ)

یادِ عہدِ رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

استقلال: (اِس۔تق۔لال) قیام۔مضبوطی۔قرار۔ استحکام۔قائم مزاجی۔صبر۔ٹھہراؤ۔ (ف۔آ)

فکر رہتی تھی مجھے جس کی وہ محفل ہے یہی
صبر و استقلال کی کھیتی کا حاصل ہے یہی

(سید کی لوحِ ترتب۔ب۔د۔ص۵۲)

استکبار: (اِس۔تِک۔بار) گھمنڈ کرنا۔ بڑا سمجھنا۔ (ف۔ع)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ. اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ.

ترجمہ: اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے ابلیس کے سوا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر (غرور) کیا اور اس تکبر کی بنا پر کافروں میں شامل ہو گیا۔

(ش۔ض۔ک۔ص۱۷۱)

حرفِ استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود!

(تقدیرِ ض۔ک۔ص۵۰۹)

استوار: (اِس۔تِ۔وار) مضبوط۔محکم۔پائدار۔ تگڑا۔

(ف۔آ)

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہے شجر سے امیدِ بہار رکھ
(پوستہ رہ شجر۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۹)

اسلاف: (اَس۔لاف) سلف کی جمع۔اگلے وقتوں کے لوگ۔بزرگ۔ (ف۔ل)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
(خطاب بہ جوانان اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

اسلوب: (اَس۔لُوب) طریقہ۔طرز۔روش۔

(ف۔ع)

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۱۷)

اسم: (اِسم) نام۔لقب۔عرف۔ (ف۔آ)

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

اسمِ اعظم: (اِس۔م۔اَع۔ظَم) حدیث میں ہے کہ اسمِ اعظم وہ ہے جس کی برکت سے جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہو۔یہ تین سورتوں میں ہے۔سورۂ بقر، سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔ان آیات یہ ہیں۔سورۂ بقر میں آیت الکرسی کی پہلی آیت: **الله لا اله الا هوا الحی القیوم**۔سورۂ آل عمران کی پہلی آیت: **الم.الله لا اله الا هوا الحی القیوم**۔اور سورۂ طٰہٰ کی یہ آیت: **وعنت الوجوه للحی القیوم**۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۷)

نگاہیں تاک میں رہتی تھیں لیکن کیمیا گر کی
وہ اس نسخے کو بڑھ کر جانتا تھا اسمِ اعظم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

اسود: (اَس۔وَد) کالا۔سیاہ۔ (ف۔ع)

تیرے حرم کا ضمیر اسود و احمر سے پاک
ننگ ہے تیرے لئے سرخ و سپید و کبود
(اہل ہنر۔ض۔ک۔ص۵۷۴)

اسود و احمر: (اَس۔وَد۔وُ۔اَح۔مَر) ا۔سیاہ اور سرخ۔ ۲۔عرب و عجم۔ (ف۔ل)

ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے غریب
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

اسیر: (اَسِیر) قیدی۔بندھوا۔ (ف۔آ)

دامِ سیمینِ تخیل ہے مرا آفاق گیر
کر لیا ہے جس سے تیری یاد کو میں نے اسیر!
(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

منزل کا اشتیاق ہے، گم کردہ راہ ہوں
اے شمع! میں اسیرِ فریب نگاہ ہوں
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

اسیری: (اَسی۔ری) یہ نظم علامہ اقبال نے اس وقت سپردِ قلم کی جبکہ دسمبر ۱۹۱۹ء میں علی برادران (مولانا شوکت علی اور مولانا محمد ولی قید فرنگ سے آزاد ہو کر امرتسر پہنچے اور ان کی تشریف آوری کے موقع پر خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان

جلسہ منعقد ہوا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۵۲) (اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

اسیری: (اَ۔سی۔ری) قیدوبند۔ (ف۔ع)

مری اسیری پہ شاخِ گل نے یہ کہہ کے صیاد کو رلایا
کہ ایسے پرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

(ملازادہ ضیغم۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

اشاعت: (اِ۔شا۔عَت) شائع کرنا۔شہرت دینا۔پھیلانا۔

(م۔ل)

(اشاعت اسلام فرنگستان میں۔ض۔ک۔ص۵۲۴)

اشتر: (اُش۔تُر) شتر۔اونٹ۔ (ف۔ع)

رشکِ صد غمزۂ اشتر ہے تری ایک کلیل
ہم تو ہیں ایسی کلیلوں کے پرانے بیمار

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

اشتراکی: (اِش۔تِ۔رَا۔کی) منسوب بہ اشتراک۔ جمہوریت پسند۔شخصی سیاسی اقتدار کا مخالف۔ (ف۔ع)

کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ ہو

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۴)

اشتراکیت: (اِش۔تِ۔رَا۔کِ۔یَت) سماجیت۔ سوشلزم۔ (م۔ل)

اشتراکیت کی مختلف شاخیں ہیں لیکن ایک نظام فکر کے اعتبار سے دو چیزیں ہر اشتراکی نظام میں ضرور موجود ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ریاست کی تمام ملکیت پر من حیث المجموع۔عوام متصرف ہوں اور دوسرے یہ کہ دولت کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ حقدار کا جو حق چھین کر سرمایہ دار کو دیدیا جاتا ہے وہ اسی کے پاس رہے۔موجودہ اشتراکیت کی ابتداء ۱۷۹۶ء میں ہوئی۔ان دنوں اس تحریک کا مقصد فرانس تھا۔۱۸۴۸ء کے بعد کارل مارکس نے اور اینگلز نے اس تحریک کو بڑی تقویت بخشی۔کارل مارکس نے ایک نئے اقتصادی نظام کا خاکہ پیش کیا اور یہ دعویٰ پیش کیا کہ موجودہ اقتصادی نظام سرمایہ داروں کے مفاد کی حفاظت کا ایک اعلیٰ ہے اور سرمایہ دار محض تلقین و ترغیب سے دولت کی منصفانہ تقسیم پر کبھی رضامند نہیں ہو سکتے انہوں نے یہ تعلیم دی کہ مزدوروں کو منظم ہو کر کوشش کرنی چاہئے کہ وہ تمام جماعتیں اور گروہ مٹ جائیں جو موجودہ اقتصادی نظام کی تخلیق یا اس کے خالق ہیں۔مختصر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اشتراکی اس امر کے مدعی تھے کہ نیا اقتصادی نظام ارتقاء سے نہیں بلکہ بغاوت سے پیدا ہوگا۔روس میں لینن اور سٹالن نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے اس کی پشت پناہی کی اور جب روس کا نظام اشتراکی ہو گیا تو اشتراکیت کا پرچار دنیا بھر میں بڑے زور سے ہونے لگا۔برطانیہ میں لیبر پارٹی کم و بیش انہیں اصولوں پر منضبط کی گئی جن پر اشتراکیت قائم تھی۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکیت کے تمام دبستان ہائے فکر و مندرجہ ذیل اصولوں پر متفق ہیں:

(۱) ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت منسوخ کر دی جائے اہم صنعتیں عوام کی ملکیت اور ان کے تصرف میں ہوں۔

(۲) صنعتیں ملت کی ضرورتوں کو ملحوظ رکھیں۔افراد کا نفع ثانوی اہمیت رکھتا ہو۔

(۳) ذاتی منافع کے بجائے محرک عمل معاشری خدمت ہو۔

اگر چہ مذکورہ بالا اصولوں پر اتفاق رائے ہے لیکن اختلاف اس بات پر ہے کہ ان مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جائیں۔

علامہ کا خیال ہے کہ اشتراکیت میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اس نام کے اصولوں سے مشابہت رکھتی ہیں۔اشتراکیت میں البتہ یہ بہت بڑی خرابی ہے کہ اس نظام میں لادینی گویا

مسلک کا ایک جزو ہے کہ خدا کے وجود کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی جاتی۔ بلکہ بعض اشتراکی تو اس بات کے مدعی ہیں کہ مذہبی عقائد کی بنا پر طرح طرح کے فتنے اور فساد برپا ہوتے ہیں۔ اس لئے اشتراکی نظام کو ہر حال میں مذہب اور خدا سے دور رہنا چاہئے۔ علامہ نے ایک مکتوب میں بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ روس کے اشتراکی نظام میں اگر خدا کے وجود پر ایمان لانا بھی شامل ہوتا تو اسلام اور اشتراکیت میں کچھ بہت زیادہ فرق نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ بات لکھتے وقت علامہ صرف اشتراکیت کے ان مسلمات کو نگاہ میں رکھ رہے تھے جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم نہیں ہیں۔ (ت۔ا۔ص ۸۳۔۸۶)

(اشتراکیت۔ض۔ک۔ص ۵۹۸)

اشترغمزہ: (اُش۔تُر۔غَم۔زَہ) فریب۔مراد اونٹ کا ناز۔

اشک صد غمزۂ اشتر ہے تری ایک کلیل
ہم تو ہیں ایسی کلیلوں کے پرانے بیمار

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۸)

اشتیاق: (اش۔ت۔یاق) شوق۔آرزو۔تمنا۔(ف۔آ)

منزل کا اشتیاق ہے گم کردہ راہ ہوں
اے شمع! میں اسیرِ فریب نگاہ ہوں

(شمع۔ب۔د۔ص ۴۶)

اشجار: (اَش۔جاز) شجر کی جمع۔بہت سے درخت۔

(ف۔ل)

کس قدر اشجار کی حیرت فزا ہے خاموشی
بربطِ قدرت کی دھیمی سی نوا ہے خاموشی

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص ۱۴۹)

اشراق: (اش۔راق) ا۔روشنی دینا۔روشن ہونا۔چمکنا۔

۲۔روشن ضمیری۔ (ف۔آ)

دنیا کی عشا ہو جس سے تراق
مومن کی اذاں ندائے آفاق!

(ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام۔ض۔ک۔ص ۴۸۰)

اشراق: (اش۔راق) (قوت اشراق) اشراق کا مادہ شرق ہے اور شرق کے معنی ہیں طلوع ہونا اور پھوٹنا اور ظاہر ہونا۔ فلسفہ اشراق کے معتقد اس بات کے مدعی ہیں کہ کشف حقیقت کی ایک یہ صورت بھی ہے کہ ایک انسان ہزار میل کے فاصلے پر بیٹھ کر کسی دوسرے شخص کو اپنی معلومات اور اپنے عرفان سے مستفید کر سکے۔ اس حکمت کا تعلق نوفلاطونی مسلک سے ظاہر ہے۔ اس عقیدے کے بہت بڑے حامی شیخ شہاب الدین یحییٰ بن حبش سہر وردی تھے جو شیخ اشراق کہلاتے تھے ان کی تاریخ ولادت ۵۴۹ھ ہے اور تاریخ شہادت ۵۸۷ھ۔ ہوا یہ کہ حلب میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے اشارے سے انہیں شہید کر دیا گیا اور ان کا جرم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ حکیم تھے اور اپنے فلسفیانہ افکار کی تبلیغ میں بے باک تھے۔

صاحب اشراق لکھتے ہیں کہ اشراقیان فلسفیوں کے اس گروہ کو کہتے ہیں کہ روشنی باطن کی وجہ سے اپنے مقلدوں سے ملاقات کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ مکاشفہ کے ذریعہ اپنی بات ان تک پہنچا سکتے ہیں۔ (ت۔ا۔ص ۸۷)

اس کی نگہِ شوق پہ ہوتی ہے نمودار
ہر ذرہ میں پوشیدہ ہے جو قوتِ اشراق!

(بیداری۔ض۔ک۔ص ۵۳۶)

اشک: (اَشک) آنسو۔ٹسوا۔سرشک۔ (ف۔آ)

دی عشق نے حرارت سوزِ دروں تجھے
اور گل فروش اشک شفق گوں کیا مجھے

(شمع۔ب۔د۔ص ۴۴)

اشک خونیں: (اَشک۔خو۔نین) ۔اشک خونیں کنایہ

ہے عشق سے۔ یہ علامہ کی ایک خاص اصطلاح ہے۔

(ش۔ا۔ہ۔ص۲۹۲)

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی!

(حضرت انساں۔ا۔ح۔ص۲۹۲)

اشک فشانی: (اَشک۔ف۔شا۔نی) آنسو ٹپکانا۔آنسو بکھیرنا۔آنسو بہانا۔

مجھ کو بھی تمنا ہے کہ اقبال کو دیکھوں
کی اس کی جدائی میں بہت اشک فشانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

اشہب: (اَش۔ہَب) ا۔ سیاہ رنگ کا گھوڑا جس میں سفیدی غالب ہو۔سبز گھوڑا۔ ۲۔گھوڑا۔ (ف۔ل)

ہے دوڑتا اشہب زمانہ
کھا کھا کے طلب کا تازیانہ

(چاند اور تارے۔ب۔د۔ص۱۱۹)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ ،اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۱۷)

علم کا موجود اور، فقر کا موجود، اور
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ ،اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہ

(غزل۵۹۔ب۔ج۔ص۳۶۹)

اصحاب: (اَص۔حاب) ا۔ صاحب کی جمع۔ ہم نشیں ۔دوست۔ ۲۔وہ بزرگ جنھوں نے بحالتِ ایمان آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور ایمان پر فوت کی۔ (ف۔ل)

اک دن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہو تم میں مالدار

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

اصطبل: (اِص۔طَبل) طویلہ۔آخر۔ (ف۔ع)

میرے ماموں کو نہیں پہچانتے شاید حضور
وہ صبا رفتار شاہی اصطبل کی آبرو!

(شیر اور خچر۔ب۔ج۔ص۴۶۱)

اصل: (اَصل) بیج۔بنیاد۔جڑ۔مول۔ (ف۔آ)

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۴)

اصل: (اَصل) منبع۔سرچشمہ۔ (ف۔آ)

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

"اصلِ شہود شاہد و مشہود ایک ہے"
غالب کا قول سچ ہے تو پھر ذکر غیر کیوں

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

اصلاح: (اِص۔لاح) درستی۔سدھارنا۔(ف۔ع)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری!

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

اصلاح دیں: (اِص۔لا۔حِ۔دیں) مراد سولہویں صدی کا مذہبی انقلاب یعنی ریفارمیشن (Reformation) جس نے مغرب کی عیسائیت کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا۔کیتھولک اور پروٹسٹینٹ۔اس انقلاب کے اسباب مختلف تھے۔مثلاً اخلاقی،اقتصادی،سیاسی اور عقائد

سے متعلق۔ ان میں اخلاقی وجوہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ جرمنی میں مارٹن لوتھر نے اس تحریک میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ لیا۔ اس نے کہا کہ گرجا پادریوں کی مداخلت سے الگ ہونا چاہئے۔ اور یہ بھی کہا کہ عبادت خانوں کا معائنہ متبرک دن اور زیارت کے ایام کا تعین اور پادریوں کی شادی کا انتظام بھی ہو تاکہ وہ کسی سے برے فعل کے مرتکب نہ ہوں۔ یہ تحریک تقریباً تمام یوروپی ممالک میں پھیلی۔ جرمنی اس تحریک سے سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ جرمنی کے علاوہ جن ممالک میں اس تحریک کو فروغ حاصل ہوا ان میں برطانیہ عظمیٰ، سوئٹزرلینڈ، فرانس، نیدرلینڈ، ڈنمارک، اٹلی، اسپین، آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ شامل ہیں۔ گو لوتھر کو اس تحریک کی بنا پر کلیسا سے خارج کر دیا گیا لیکن اس نے نصف عیسائی دنیا کو کلیسا کی غلامی سے نجات دلا دی۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۳۳۶)

دیکھ چکا المنی ، شورشِ اصلاح دیں
جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کہن کے نشاں
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

اصلیت سے بیگانے: (اَص۔لِ۔یَت۔سے بَ۔نے۔گا۔نے) مراد تکبر اور غرور ہے۔ انسان اپنی اصلیت پر غور کرے تو کبھی تکبر نہیں کر سکتا کیونکہ اس کی اصل مٹی ہے۔
(ش۔ب۔د۔ص۶۱)

واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا؟
امتیاز و ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا؟
(خفتگان خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۳۹)

اصول: (اُ۔صُو۔رل) جڑیں۔ قائدے۔ بنیاد۔ قانون۔ علت۔ جڑ۔ (ف۔آ)

پرانے طرز عمل میں ہزار مشکل ہے
نئے اصول سے خالی ہے فکر کی آغوش
(قربِ سلطاں۔ب۔ز۔ص۲۱۰)

اصیل: (اَ۔صِی۔رل) عمدہ لوہے کی تلوار۔ آبدار تلوار۔ تیغ براں۔ (ف۔آ)

نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ
کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۵۵)

اضداد: (اَض۔دَاد) ضد کی جمع۔ متضاد چیزیں۔ (ف۔ل)

عقدۂ اضداد کی کاوش نہ تڑپائے مجھے!
حسنِ عشق انگیز ہر شے میں نظر آئے مجھے!
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

اضطراب: (اِض۔طِ۔رَاب) بے قراری۔ بے چینی۔ اضطرابی۔ (ف۔آ)

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پاگئے
عقل، غیاب و جستجو! عشق حضور و اضطراب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں!
(طالب علم۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

اطلس: (اَط۔لَس) ریشمی کپڑا۔ جمع اَطالس۔ (ف۔ع)

فطرت مری مانندِ نسیم سحری ہے
رفتار ہے میری کبھی آہستہ کبھی تیز
پہناتا ہوں اطلس کی قبا لالہ و گل کو
کرتا ہوں سرِ خار کو سوزن کی طرح تیز
(قطعہ۔ب۔ج۔ص۴۶۲)

اطلس قبایان تتاری: (اَط۔لَس۔ق۔با۔یا۔ن۔ت۔تا۔ری) چمکیلا لباس پہننے والے ترک۔ مراد ترک جہادی

لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۹)

پھر اٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولانگہِ اطلس قبایانِ تتاری ہے

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

اعالی: (اَ۔عا۔لی) اعلیٰ کی جمع۔بڑے۔اونچے۔(ف۔ع)

شہرہ تھا ! بہت آپ کی صوفی و منشی کا
کرتے تھے ادب ان کا اعالی و ادانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

اعتبار: (اِع۔تِ۔بار) یقین۔بھروسا۔ساکھ۔(ف۔آ)

جو ایک تھا اے نگاہ تونے ہزار کر کے ہمیں دکھایا
یہی اگر کیفیت ہے تیری تو پھر کسے اعتبار ہوگا

(مارچ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۱)

اعتبار: (اِع۔تِ۔بَار) عبرت پکڑنا۔عبرت کی نگاہ سے دیکھنا۔نصیحت حاصل کرنا۔ (ف۔آ)

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز، جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

اعتبار افزا: (اِع۔تِ۔بَار۔اَف۔زَا) عزت۔ساکھ بڑھانے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۹)

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند

(اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

اعجاز: (اِع۔جاز) معجزہ۔کرامات۔کرشمہ۔خرق عادات۔ (ف۔آ)

حیرتی ہوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لب اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

اعجمی: (اَع۔جَ۔می) غیرعرب،خود علامہ اقبال۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۱۲)

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہوئے جامہ ہائے احرامی!

(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

اعدا: (اَع۔دَا) جمع عدو۔دشمن۔بیری۔مخالف۔(ف۔آ)

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

اعراب: (اِع۔رَاب) زیر۔زبر۔پیش۔ماترا۔(ف۔آ)

تھی خوب حضورِ علما باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعرابِ سلوٰت!

(محمد علی باب۔ض۔ک۔ص۵۰۸)

اعرابی: (اَع۔رَا۔بی) عرب قوم کا کوئی آدمی۔(ف۔ع)

جو گرے گا امتیازِ رنگ و بو مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابی والا گہر

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

اعراف: (اَع۔رَاف) جنت اور دوزخ کے مابین ایک مقام،عرف۔ (ف۔ع)

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف!

(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

اعزاز: (اِع۔زَاز) عزت۔شہرت۔ناموری۔رتبہ۔ درجہ۔ (ف۔آ)

علم کی سنجیدہ گفتاری ، بڑھاپے کا شعور
دنیوی اعزاز کی شوکت جوانی کا غرور
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

اعزاز: (اِع۔زَاز) تکریم وتعظیم۔ (ف۔آ)

جب پیرِ فلک نے ورق ایام کا الٹا
آئی یہ صدا پاؤگے تعلیم سے اعزاز
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

اعصار: (اَع۔صَار) عصر کی جمع۔ (ف۔ع)

ہم بندے شب و روز میں جکڑے ہوئے بندے
تو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

اعضا: (اَع۔ضَا) جمع عضو۔ہاتھ اور پاؤں کے جوڑ۔بند۔ (ف۔آ)

قوم گویا جسم ہے ، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم
(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

اعظم: (اَع۔ظَم) نہایت بڑا۔جمع اَعَاظِم۔ Greater, Greatest, very great (ف۔ع) (ہ۔ڈ۔پ)

بحکمِ معنیٔ اعظم کہ فطرتِ ازیست
بدیں سعوہ حرام است کارِ شہبازی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۶)

اعماق: (اَع۔مَاق) عمق کی جمع۔گہرائی۔ (ف۔ع)

تجھ میں ابھی پیدا نہیں ساحل کی طلب بھی
وہ پاکیٔ فطرت سے ہوا محرمِ اعماق!
(بیداری۔ض۔ک۔ص۵۳۷)

اعمال: (اَع۔مَال) جمع عمل۔کام۔افعال۔کرنی۔ (ف۔آ)

پرسشِ اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری
ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ ، کیا ہوا کیونکر ہوا؟
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

اغماض: (اِغ۔مَاض) چشم پوشی۔درگزر کرنا۔ (م۔ل)

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف!
(دین وتعلیم۔ض۔ک۔ص۵۴۸)

اغیار: (اَغ۔یَار) جمع غیر۔ ا۔اجنبی۔جو رشتہ کا نہ ہو۔ باہر والا۔پردیسی۔ ۲۔عدو دشمن۔ (ف۔آ)

شمع کی طرح جئیں بزم گہِ عالم میں
خود جلیں ، دیدۂ اغیار کو بینا کردیں
(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

اغیار: (اَغ۔یَار) ا۔رقیب۔ ۲۔جب ایک معشوق کے کئی عاشق ہوتے ہیں تو وہ عاشق ایک دوسرے کو اغیار کہتے ہیں۔اردو میں بجائے واحد مستعمل ہے۔ (ف۔آ)

کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

افتاد: (اُف۔تَاد) حادثہ۔ (ف۔آ)

اس جہاں میں اک معیشت اور سو افتاد ہے
روح کیا اس دیس میں اس فکر سے آزاد ہے؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

افتاد: (اُفْ۔تاد) طرز۔ڈھنگ۔ (ف۔آ)

نہر جو تھی اس کے گوہر پیارے پیارے بن گئے
یعنی اس افتاد سے پانی کے تارے بن گئے

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

افتاد: (اُفْ۔تاد) بنیاد۔آغاز۔ابتدا۔شروع۔(ف۔آ)

خاک میں تجکو مقدر نے ملایا ہے اگر
تو عصا افتاد سے پیدا مثالِ دانہ کر

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

افتادگی: (اُفْ۔تا۔دَ۔گی) عاجزی۔خاکساری۔

(ف۔ل)

بلندی آسمانوں میں زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں ، افتادگی تیری کنارے میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

افتادہ: (اُفْ۔تا۔دَہ) بغیر جوتی۔ناکارہ۔غیر مزروعہ۔
فضول اور بے غوری (زمین)۔ (ف۔آ)

جادۂ منزل رواں بے نقشِ پا مانند موج
اور پھر افتادہ مثلِ ساحلِ دریا بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

افتراق: (اِفْ۔تِ۔راق) پھوٹ ڈالنا۔(ف۔ع)

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو
رسالِ مصطفویؐ، افتراق بو لہبی!

(امرائے عرب سے۔ض۔ک۔ص۵۲۵)

افتندہ: (اُفْ۔تَن۔دَہ) درماندہ۔گرا پڑا ہوا۔(ف۔ع)

مگر فطرت تری افتندہ اور بیگم کی شان اونچی
نہیں ممکن کہ تو پہنچے ہماری ہم نشیں بن کر

(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

افراد: (اِفْ۔راد) فرد کی جمع۔آدمی۔لوگ۔ (ف۔آ)

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

افرنگ زدہ: (اِفْ۔رَنگ۔زَ۔دَہ) مراد مغربی تہذیب کا دلدادہ، جو اسلامی تعلیم وتہذیب سے دور ہو۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۶۹)(افرنگ زدہ۔ض۔ک۔ص۴۹۵)

افروز: (اِفْ۔رُوز) روشن کرنے والا۔ (ف۔ع)

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
تو سنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۵)

افروزی: (اِفْ۔رُو۔زی) جلانا۔روشنی کرنا۔

اپنے پروانوں کو پھر ذوقِ خود افروزی دے
برقِ دیرینہ کو فرمانِ جگر سوزی دے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

افزوں: (اَفْ۔زُوں) زیادہ۔فاضل۔زائد۔(ف۔آ)

زرد رخصت کی گھڑی عارضِ گلگوں ہوجائے
کششِ حسن غمِ ہجر سے افزوں ہوجائے

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

افسانہ: (اَفْ۔سا۔نہ) سرگذشت۔روئداد۔(ف۔ل)

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

افسانۂ دنبالہ مجمل: (اَفْ۔سا۔نۂ۔ا۔دُم۔با۔لۂ۔ا

ـ ن ـ مل) محمل کے پیچھے پیچھے چلنے کی داستان، ایک دفعہ مجنوں نے یہی وخط بھیجا، لیکن ساتھ ہی قاصد کے پیچھے پیچھے ہولیا کہ لیلیٰ سے یہ کہنا، لیلیٰ سے وہ کہنا، یہاں تک کہ خود لیلیٰ کی منزل کے قریب پہنچ گیا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۳۳)

کہیں اس عالمِ بے رنگ و بو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دنبالۂ محمل نہ بن جائے!
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۰۲)

افسانہ نویس: (اَف۔سا۔نَہ۔نَ۔وِیس) افسانہ لکھنے والا۔ (ف۔ع)

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!
(ہنروورانِ ہند۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

افسردگی، فسردگی (اَف۔سُر۔دَ۔گی ف۔سُر۔دَ۔گی) کملاہٹ۔پژمردگی۔ (ف۔ل)

یوں تو اے بزمِ جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے
اک ذرا افسردگی تیرے تماشاؤں میں تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

یادِ وطن فسردگی بے سبب بنی
شوقِ نظر کبھی ، کبھی ذوقِ طلب بنی
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

افسردہ: (اَف۔سُر۔دَہ) ا۔ٹھٹھرا ہوا۔مرجھایا ہوا۔پژمردہ۔ ۲۔غمگین۔اداس۔رنجیدہ۔دلگیر۔ (ف۔آ)

غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا
رونقِ بزمِ جوانانِ گلستاں ہونا
(ابرِ کوہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

افسردہ دل: (اَف۔سُر۔دَہ۔دِل) ا۔دل آزردہ۔ رنجیدہ خاطر۔غم رسیدہ۔رنج کشیدہ۔ ۲۔مردہ دل۔دل بجھا۔پژمردہ دل۔زندہ دل کا نقیض۔ (ف۔آ)

بسکہ میں افسردۂ دل ہوں ، در خور محفل نہیں
تو مرے قابل نہیں ہے میں ترے قابل نہیں
(رخصت اے بزمِ جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

افسون: (اَف۔سُون) ا۔جادو۔سحر۔ٹونا۔ٹوٹکا۔ ۲۔منتر پڑھنت۔چھومنتر۔ (ف۔آ)

پڑھا خوابیدگان دیر پر افسونِ بیداری
برہمن کو دیا پیغام خورشیدِ درخشاں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

افشار: (اِف۔شار) نچوڑ۔بھینچ۔نچوڑنے والا۔بھینچنے والا۔ (ف۔ع)

مقامِ بست و شکست و فشار وسوز و کشید
میانِ قطرۂ نیساں و آتشِ عظمیٰ!
(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

افشاں: (اَف۔شاں) طلائی یا نقرئی اوراق کا برادہ جو ماتھے کی خوبصورتی کے واسطے معشوق لوگ چھڑکا کرتے ہیں۔ طاؤسی پاؤڈر یا کوئی خوشنما رنگ جس سے ماتھے کو رنگ لیتے ہیں۔ اس کا دستور ایران میں بہت ہے۔ (ف۔آ)

چھوٹے چھوٹے ستارے مراد ہیں۔

اجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

افشانی: (اَف۔شا۔نی) افشاں سے منسوب۔چھڑکنا۔ بکھیرنا۔ (ف۔ل)

شبنم افشانی مری پیدا کرے گی سوز و ساز

اس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہو جائے گی!
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۴)

افشائے راز: (اِف۔شا۔اِ۔رَاز) بھید کھلنا۔ پردہ فاش ہونا۔ (ف۔ل)

گرچہ ہے افشائے راز اہلِ نظر کی فغاں
ہو نہیں سکتا کبھی شیوۂ رندانہ عام!
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۵۴)

افغان، افغانی: (اَف۔غَان، اَف۔غا۔نی) افغانستان کا باشندہ۔ (ف۔ع)

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

افق: (اُ۔فَق) وہ جگہ جہاں زمین و آسمان ملے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آسمان کا کنارہ اور مطلق کنارہ۔ (ف۔آ)

ہو دُرِ گوشِ عروسِ صبح، وہ گوہر ہے تو
جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

افکار: (اَف۔کَاز) فکر کی جمع۔ فکریں۔ پریشانیاں۔ (م۔ل)

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد!
(آزادیٔ افکار۔ب۔ج۔ص۴۶۰)

افکار: (اِف۔کَاز) شعرا کا کلام۔ اشعار۔ (ف۔ل)

پردہ اٹھادوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۲)

افلاس: (اِف۔لَاس) مفلسی۔ تنگ دستی۔ غریبی۔ ناداری۔ فلاکت۔ (ف۔آ)

سچ اگر پوچھے تو افلاس تخیل ہے وفا
دل میں ہر دم اک نیا محشر بپا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

افلاک: (اَف۔لَاک) فلک کی جمع۔ آسمان۔ (ف۔ل)

پھر یہ انساں آں سوئے افلاک ہے جس کی نظر
قدسیوں سے بھی مقاصد میں ہے جو پاکیزہ تر
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

افیون: (اَف۔یُون) تریاق۔ افیم۔ Amal

(ف۔ع)(ہ۔ڈ۔ف)

طبعِ مشرق کے لئے موزوں یہی افیون تھی
ورنہ قوالی سے کچھ کم تر نہیں علمِ کلام!
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۸)

اقرار: (اِق۔رَار) ہاں۔ حامی۔ قبول۔ منظور۔ قول۔ عہد و پیمان۔ (ف۔آ)

تیرے احساں کا نسیمِ صبح کو اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلۂ عطار تھا
(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

اقرار باللسان: (اِق۔رَار۔بِل۔لِ۔سَان) کسی بات کا زبان سے اقرار کرنا، زبان سے خدا کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کے پیغمبر ہونے کا اقرار۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۶۵)

مرے لئے تو ہے اقرار باللساں بھی بہت

ہزار شکر، کہ ملا ہیں صاحب تصدیق!
(غزل ۱۱۔ب۔ج۔ص ۳۲۷)

اقلیم: (اِق۔لِیم) ولایت۔ملک۔دیس۔اگلی تقسیم کے موافق آبادزمین کا ساتواں حصہ۔ (ف۔آ)

پھر پڑا روئے گا اے نو واردِ اقلیم غم
چبھ نہ جائے دیکھنا! باریک ہے نوکِ قلم
(طفلِ شیرخوار۔ب۔د۔ص ۶۶)

اقوام: (اَق۔وَام) جمع قوم۔فرقے۔ذات۔گروہ۔ (ف۔آ)

تجھ میں راحت اس شہنشاہِ معظمؐ کو ملی
جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی
(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص ۱۴۶)

اکسیر: (اِک۔سِیر) ا۔وہ عرق یا چٹکی جو دھات کو سونا یا چاندی بنادے۔کیمیا۔ ۲۔نہایت مفید۔ (ف۔آ)

خاک کے ڈھیر کو اکسیر بنادیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکسترِ پروانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص ۶۲)

اکسیرگر: (اِک۔سِیر۔گر) کیمیاگر۔ (ف۔ع)

غبارِ رہگزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو اکسیر گر نکلے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۲)

اک طرفہ: (اِک۔طَرَ۔فَہ) یکسو۔ایک جانب۔ الگ۔جدا۔علیحدہ۔تنہا۔ (ف۔آ)

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد!
(آزادی۔ض۔ک۔ص ۵۲۴)

اگرچہ: (اَگَر۔چِہ) باوجودیکہ۔حرفِ شرط۔گوکہ۔ ہرچند۔ (ف۔آ)

حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
(ہمدردی۔ب۔د۔ص ۳۵)

الا: (اِل۔لَا) نہیں تو۔حرفِ رفع شرط۔حرفِ استثنا۔ کلمۂ طیبہ کی طرف اشارہ ہے۔ (ف۔ع)

نہادِ زندگی میں ابتداء لا انتہا لاؔ
پیامِ موت ہے جب لا ہوا الاؔ سے بیگانہ!
(لاوالا۔ض۔ک۔ص ۵۲۵)

لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مئے لا سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ الاؔ
(نظم (۱)۔ب۔ج۔ص ۳۱۶)

الا اللہ: (اِل۔لَل۔لَاہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۱۶۲)

نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا
لاکے دریا میں نہاں موتی ہے الااللہ کا
(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص ۱۱۴)

الارض للہ: (اَل۔اَرض۔لِلّٰہ) زمین اللہ کے لئے ہے، یعنی اللہ کی ملکیت ہے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۷۰)
(الارض للہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۱)

الامان: (اَل۔اَ۔مَان) امان کے معنی حفاظت اور پناہ۔ کبھی اسے خدا بچائے کے معنی میں بولتے ہیں۔ (ف۔ا)

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں!
غلغلہ ہائے الاماں بت کدۂ صفات میں!
(غزل (۱)۔ب۔ج۔ص ۲۹۷)

اللہ والا: (اَلْ۔لَاہ۔وَا۔لَا) درویش۔بزرگ۔ولی۔

(ف۔ل)

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا!

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

اللہ ہو: (اَلْ۔لَاہ۔ہُوْ) صرف وہی اللہ ہے۔یعنی عبادت کے لائق ہے۔(مراد اس کا ہر وقت ورد کرنا)۔صوفیوں کا نعرہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۲۶۔۶۰۰)

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں!
خرد کھو گئی ہے چار سُو میں!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۵)

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح،
تو فقط: اللہ ھُو، اللہ ھُو، اللہ ھُو!

(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

التجا: (اِلْ۔تِ۔جَا) ا۔ (اصطلاحی) تمنا۔آرزو۔
۲۔عرض۔عرض معروض۔عرضداشت۔ (ف۔آ)

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے اَرنی سرخیٔ افسانۂ دل

(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

التفات: (اِلْ۔تِ۔فَات) توجہ۔مہربانی کرنا۔

(ف۔ع)

حیات و موت نہیں التفات کے لائق
فقط خودی ہے خودی کی نگاہ کا مقصود

(مقصود۔ض۔ک۔ص۵۳۰)

الحاد: (اِلْ۔حَاد) مراد کفر۔خدا کے وجود سے انکار۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۴۸)

پانی نہ ملا زمزمِ ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی قوم میں الحاد کے انداز

(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

الحاد: (اِلْ۔حَاد) دین حق سے پھر جانا۔ (ف۔ع)

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد!

(ہندی اسلام۔ض۔ک۔ص۴۹۷)

الحذر: (اَلْ۔حَ۔ذَر) الامان۔خدا کی پناہ۔خبردار۔

(ف۔ل)

الحذر محکوم کی میت سے سو بار الحذر
اے سرافیل! اے خدائے کائنات! اے جانِ پاک!

(عالمِ برزخ۔ا۔ح۔ص۶۶۳)

الحکم للہ! الملک للہ: (اَلْ۔حُک۔مُ۔لِلّٰہ۔لَاہ۔ اَلْ۔مُلْ۔ک۔لِلّٰہ۔لَاہ) قرآن مجید کی آیات سے ماخوذ ہیں۔ان الحکم الا اللہ. ۴۰/۱۲۔ یسبح للہ مافی السموت وما فی الارض. لہ الملک و لہ الحمد. وھو علی کل شیءٍ قدیر. ۶۴/۱۔خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہے اسی کی سچی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف (لامتناہی) ہے۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۹۳)

افغان باقی! کہسار باقی!
الحکم للّٰہ! الملک للّٰہ!

(محراب گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۸)

الست: (اَلْس۔تْ) سورۂ اعراف (رکوع ۲۲) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔اَلَسْتُ بِرَبِّکُم. قَالُوْا بَلٰی. (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب بولے ہاں) جب خدا نے

سب روحیں پیدا کر دیں تو ان سے پوچھا" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" تو ان سب روحوں نے اقرار کیا کہ" ہاں تو ہی ہمارا رب ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں" اسی عہد کو کبھی" پیمانِ ازل" وغیرہ اصطلاحات سے بیان کیا جاتا ہے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۳۴)

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست!

(شکست۔ض۔ک۔ص۵۰۰)

الطاف: (اَل۔طاف) لطف کی جمع۔مہربانیاں۔نوازشیں۔

(ف۔ل)

اب وہ الطاف نہیں ، ہم پہ عنایات نہیں
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

الطافِ عمیم: (اَل۔طاف۔ع۔مِنیم) الطافِ عمیم سے خدا تعالیٰ مراد ہے۔

شرط انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

الفاظ: (اَل۔فاظ) لفظ کی جمع۔جو کچھ زبان سے نکلے۔شبد۔کلمہ۔بات۔سخن۔ (ف۔آ)

کہتے تھے کہ پنہاں ہے تصوف میں شریعت
جس طرح کہ الفاظ میں مضمر ہوں معانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

الفت: (اَل۔فت) محبت۔دوستی۔پیار۔اخلاص۔انس۔شفقت۔اختلاط۔ (ف۔آ)

رخصتِ محبوب کا مطلب فنا ہوتا اگر
جوشِ الفت بھی دلِ عاشق سے کر جاتا سفر

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

الفت دیرینہ: (اَل۔ف۔ت۔دِ۔نے۔رِی۔نہ) پرانی محبت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۵۷)

سرگزشتِ ملتِ بیضا کا تو آئینہ ہے
اے مہِ نو! ہم کو تجھ سے الفتِ دیرینہ ہے

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

الفقر فخری: (اَل۔فَق۔رُ۔فَخ۔ری) فقیری میرا فخر ہے۔یہ رسول عربی کا قول ہے۔(فقر سے مراد ہے اسباب دنیا سے استغنا) (ف۔ا)

سماں الفقرُ فخری کا رہا شانِ امارت میں
"بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا"

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

القصہ: (اَل۔قِص۔صہ) ا۔قصہ کوتاہ۔غرض۔الحاصل۔ ۲۔خلاصہ۔یعنی۔ (ق۔ل)

القصہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تاخیر رہی آپ کو یہ نغز بیانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

الکتاب: (اَل۔ک۔تاب) مراد قرآن کریم۔یعنی قرآن کریم کی عملی تفسیر ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۳)

لوح بھی تو ، قلم بھی تو ، تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

الم: (اَلم) رنج۔غم۔دکھ۔ (ف۔ل)

موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی
ہے الـــــم کا سورہ بھی جزوِ کتابِ زندگی

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

الماس: (اَل۔مَاس) ہیرا۔ایک قیمتی جواہر۔(ف۔ل)

علم و حکمت رہزنِ سامانِ اشک و آہ ہے
یعنی اک الماس کا ٹکڑا دلِ آگاہ ہے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

المانی: (اَل۔مَا۔نِی) جرمنی کا باشندہ۔جرمنی سے منسوب۔

(ف۔ل)

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

الہام: (اِل۔ہَام) کسی بات کو خدا کا دل میں ڈالنا۔القا۔ آکاش بانی۔ (ف۔آ)

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الہاد!

(ہندی اسلام۔ض۔ک۔ص۴۹۷)

الٰہیات: (اِلٰ۔ہِی۔یَات) علم الٰہی مطابق فلسفۂ حکمت۔ (ف۔ع)

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۵)

امارت: (اِ۔مَا۔رَت) سرداری۔صاحبی۔حکومت۔

(ف۔آ)

سماں الفقرُ فخری کا رہا شانِ امارت میں
''بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا''

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

امارت: (اِ۔مَا۔رَت) امیری۔تونگری۔دولت مندی۔

(ف۔آ)

امارت کیا، شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل؟
نہ زورِ حیدریؓ تجھ میں نہ استغنائے سلمانیؑ

(ایک نوجوان کے نام۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

ام الکتاب: (اُم۔مُل۔کِ۔تَاب) سورۂ فاتحہ۔قرآن پاک۔لوحِ محفوظ۔ (ف۔ع)

لغوی معنی کتابوں کی ماں مراد ہیں۔

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال ، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے ام الکتاب

(علم و عشق۔ض۔ک۔ص۴۸۳)

امام: (اِ۔مَام) نماز پڑھانے والا۔پیش امام۔ (ف۔آ)

جو بے نماز کبھی پڑھتے ہیں نماز اقبال
بلا کے دیر سے مجھ امام کرتے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

امام: (اِ۔مَام) پیشوا۔آگے چلنے والا۔ہادی۔پروہت۔ رہبر۔رہنما۔سردار۔مجتہد۔ (ف۔آ)

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند

(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

امامت: (اِ۔مَا۔مَت) پیشوائی۔ (ف۔ع)

سبق پھر پڑھ صداقت کا ، عدالت کا ، شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

اماں: (اَ۔مَاں) حفاظت۔پناہ۔بچاؤ۔امن۔(ف۔آ)

ہوئی ہے زندہ دمِ آفتاب سے ہر شے
اماں مجھی کو تہِ دامنِ سحر نہ ملی
(اخترِ صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

اماں: (اَ۔مَاں) آسائش۔آرام۔تسکین۔ (ف۔آ)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

امانت: (اَ۔مَا۔نَت) ضد حیات۔ودیعت۔تحویل۔سپردگی۔کسی کی رکھوائی ہوئی چیز۔ڈپوزٹ۔سپرد کی ہوئی چیز۔
(ف۔آ)

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

امپیریل کونسل: (اِم۔پی۔رِ۔یَل۔کَوْ۔نْ۔سِل) برصغیر میں انگریزی حکومت کے دوران بنائی جانے والی حکومت جسے وائسرائے کی کونسل کہا جاتا تھا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۰۸)

ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں
ووٹ تو مل جائیں گے پیسے بھی دلوائیں گے کیا؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

امت: (اُم۔مَت) وہ گروہ جو کسی پیغمبر کا پیرو ہو۔
(ف۔آ)

دل ہمارے یادِ عہدِ رفتہ سے خالی نہیں
اپنے شاہوں کو یہ امت بھولنے والی نہیں
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۳)

امت: (اُم۔مَت) جماعت۔فرقہ۔ (ف۔آ)

مشکلیں امتِ مرحوم کی آساں کردے
مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماں کردے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

امتحان: (اِم۔تِ۔حَان) جانچ۔پڑتال۔آزمائش۔تجربہ۔ (ف۔آ)

تو سمجھتا ہے، یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
(غزل۴۰۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

امتحان کرنا: (اِم۔تِ۔حَان۔کَرْ۔نَا) پڑتال کرنا۔آزمانا۔جانچنا۔ (ف۔آ)

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

امت مرحوم: (اُم۔مَ۔تِ۔مَرْ۔حُوْ۔م) وہ امت جس پر اللہ کی رحمت ہو۔مسلمان۔ (ف۔ل)

فاطمہ تو! آبروئے امتِ مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۴)

امتی: (اُم۔مَ۔تی) امت کے لوگ۔فرقے کے آدمی۔
(ف۔ل)

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں

امتی باعثِ رسوائی پیغمبرؐ ہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

امتیاز: (اِم۔تِ۔یاز) ترجیح۔ فوق۔نفوق۔(ف۔آ)

امتیاز ملت وآئین سے فرقہ بندی اور باہمی نفرت مراد ہے۔

واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا؟
امتیاز ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا؟
(خفتگانِ خاک سے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

امتیاز: (اِم۔تِ۔یاز) امتیاز تصوف کی اصطلاح ہے اس کے معنی ہیں اشیائے کائنات میں امتیاز کرنا۔ تصوف کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں کوئی غیر نہیں ہے۔ سب اسی کے بندے ہیں اور پھول کی طرح کانٹے میں بھی حسن ہے۔ وہ بھی پھول کی طرح ایک مظہر ذاتِ باری ہے یعنی جس طرح ایک حسین چیز میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے اسی طرح ایک بدصورت شے میں بھی اس کی شان دکھائی دیتی ہے اور اس امتیاز سے اختلاف اور اختلاف سے فسادات رونما ہوتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۷۱)

یک ہیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ ملیۂ آشوبِ امتیاز
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

امرا: (أ۔مَ۔را) ا۔حاکم۔رئیس۔دولت مند۔ ۲۔رکن سلطنت۔عمائد۔ (ف۔آ)

امرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملتِ بیضا غربا کے دم سے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

امراض: (اَم۔رَاض) مرض کی جمع۔ بیماریاں۔ دکھ۔ (ف۔آ)

اس دور میں تعلیم ہے امراض ملت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لئے تعلیم مثلِ نیشتر
(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

امروز: (اِم۔رُوز) آج۔آج کا دن۔(ف۔ل)

امروز وفردا کنایہ ہے دن رات سے۔

وہ بھی حیرت خانۂ امروز و فردا ہے کوئی؟
اور پیکارِ عناصر کا تماشہ ہے کوئی؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

امروز: (اِم۔رُوز) اس لفظ کو اقبال نے اصطلاحی معنی میں استعمال کیا ہے۔ امروز سے مراد ہے اقتضائے عصر حاضر۔
(ش۔ب۔ج۔ص۲۳۷)

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا!
(نظم(۱)۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

امروز وفردا: (اِم۔رُوْ۔رُوْ۔فَر۔دَا) آج کل۔دن رات۔

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم رواں، ہر دم جواں ہے زندگی
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

امکان: (اِم۔کان) یہ منطق کی اصطلاح ہے۔ حکماء کے نزدیک خدا تو اپنی ذات کے لحاظ سے ''واجب'' ہے۔ اس کے علاوہ ساری کائنات اپنی ذات کے لحاظ سے ''ممکن'' ہے۔ اس لئے کائنات کو عالمِ امکان یا میدان امکان کہتے ہیں۔
(ش۔ب۔د۔ص۱۷۷)

ابھی امکاں کے ظلمت خانے سے ابھری ہی تھی دنیا
مذاقِ زندگی پوشیدہ تھی پہنائے عالم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

امکان: (اِم۔کان) ممکن۔مقدور۔بس۔قابو۔طاقت۔

قدرت۔مجال۔قدرت دینا۔ (ف۔آ)

امکان سے دنیا مراد ہے۔

زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

امل: (اَمَل) امید۔آرزو۔خواہش۔ (ف۔ل)

مری شاخِ عمل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا
کلی گل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیمِ صبح فردا پر نظر کیا!
(رباعیات۔ا۔ح۔ص۶۷۱)

امم: (اُمَم) امتیں۔ (ف۔ل)

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل ، طاؤس و رباب آخر!
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

امومت: (اُمُو۔مَت) مامتا۔ (ف۔ع)

تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگ امومت
ہے حضرتِ انساں کے لئے اس کا ثمر موت!
(عورت اور تعلیم۔ض۔ک۔ص۵۵۸)

امید: (اُم۔مِید) آس۔بھروسا۔آرزو۔تمنا۔خواہش۔ (ف۔آ)

امید نہ رکھ دولتِ دنیا سے وفا کی
رم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

امید بر آنا: (اُم۔مِید۔بَر۔آ۔نا) آرزو پوری ہونا۔

(ف۔ش)

آہ! امید محبت کی برآئی نہ کبھی
چوٹ مضراب کی اس ساز نے کھائی نہ کبھی
(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

امید وار: (اُم۔مِید۔وَار) ا۔متوقع۔آرزومند۔ملتجی۔ بھروسا دیا گیا۔مستحق۔آئندہ کی امید پر کام کرنے والا۔(ف۔آ)

شباب آہ ! کہاں تک امید وار رہے
وہ عیش، عیش نہیں ، جس کا انتظار ہے
(عشرتِ امروز۔ب۔د۔ص۱۲۶)

امیر: (اَمِیر) بڑا آدمی۔دولت مند۔رئیس۔سردار اور حاکم کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ (م۔ل)

امیر عسکر سے سپہ سالار مراد ہے۔

آخر! امیر عسکرِ ترکی کے حکم سے
"آئین جنگ" شہر کا دستور ہوگیا
(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۶)

امین: (اَمِین) امانت دار۔معتمد۔خیانت نہ کرنے والا۔ معتبر۔ (ف۔آ)

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے گوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

ان الحق: (اَن۔اَلحَق) میں حق۔خدا ہوں کی آواز۔ حسین بن منصور حلاج کا نعرہ جس کا مطلب تھا کہ مجھ میں خدا ہے، یعنی کائنات کے ہر ذرہ میں خدا کا ظہور ہے، مراد توحید۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۰۳)

کیا نوائے ان الحق کو آتشیں جس نے
تری رگوں میں وہی خوں ہے، قم باذن اللہ
(قم باذن اللہ۔ض۔ک۔ص۵۲۷)

ان الحق: (اَنَل۔حَق) ان الحق وہ مقام ہے جب سالک اپنی ذات کو ذاتِ حق میں بکلی فنا کر دیتا ہے اور اس وقت یہ حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے کہ **لا موجودہ الا اللہ** کے سوا اور کوئی ہستی اس کائنات میں موجود نہیں۔

(ش۔ا۔ح۔ص۲۷۴)

خود گیری و خود داری و گلبانگ و انا الحق
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

انبار: (اَم۔بار) ڈھیر کی جمع۔ڈھیر۔ (ف۔ع)

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

انتخاب: (اِن۔تِ۔خاب) چنا ہوا۔چیدہ۔ (ف۔آ)

الٰہی پھولوں میں وہ انتخاب مجھ کو کرے!
کلی سے رشکِ گلِ آفتاب مجھ کو کرے

(پھول کا تحفہ عطا ہونے پر۔ب۔د۔ص۱۵۸)

انتداب: (اِن۔تِ۔داب) نمائندگی، وکالت۔ یہاں مراد انگریزوں کی ایسی چال جس سے وہ کسی ملک کی خیر خواہی کے بہانے اس پر قبضہ جما لیتے ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۸۳)

(انتداب۔ض۔ک۔ص۶۱۳)

انتعاش: (اِن۔تِ۔عاش) اچھا حال ہونا۔ بلند ہونا۔ اٹھنا۔ (ف۔ع)

مذہب ہے جس کا نام وہ ہے ایک جنونِ خام
ہے جس سے آدمی کے تخیل کو انتعاش

(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

انتہا: (اِن۔تِ۔با) اخیر۔حد۔انجام۔اختتام۔انت۔ نہایت۔ (ف۔آ)

نے ابتداء کوئی، نہ انتہا تری
آزاد قید اول و آخر ضیا تری!

(آفتاب ترجمہ گایتری۔ب۔د۔ص۴۴)

انجام: (اَن۔جام) نتیجہ۔پھل۔ثمرہ۔ (ف۔آ)

ہے شکست انجام غنچے کا سبو گلزار میں
سبزہ و گل بھی ہیں مجبورِ نمو گلزار میں

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۶)

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں!
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو، یہ وہ گوہر نہیں!

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

انجام: (اَن۔جام) آخر، خاتمہ۔انتہا۔عاقبت۔انت۔ (ف۔آ)

بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

انجم: (اَن۔جُم) ستارے۔تارے۔ (ف۔آ)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

انجم شناس: (اَن۔جُم۔ش۔ناس) نجومی۔(ف۔ل)

ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے!
کہ خاکِ زندہ ہے تو تابعِ ستارہ نہیں

(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

انجمن: (اَنج۔مَن) سبھا۔مجلس۔سوسائٹی۔مجمع۔فلسفۂ رفاہِ عام۔ (ف۔آ)

انجمن حجاز سے ملت اسلامیہ مراد ہے۔

جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمن حجاز کا
اس کا مقام اور ہے، اس کا مقام اور ہے

(طلبہ علی گڑھ کالج کے نام۔ب۔د۔ص۱۱۴)

انجمن آرائی: (اَنْ۔جُمَن۔آ۔رَا۔اِی) محفل کو آراستہ کرنا۔ بزم کو سجانا۔ (م۔ل)

پردہ چہرے سے اٹھا، انجمن آرائی کر
چشمِ مہر و مہ و انجم کو تماشائی کر

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

اند: (اَنْ/د) تھوڑا۔ چید۔ (ف۔ع)

"باہر کمال اند کے آشفتگی خوش است
ہر چیز عقلِ کُل شدۂ بے جنوں مباش"

(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

انداز: (اَن۔دَاز) آن۔ادا۔ (ف۔آ)

شاہدِ مضموں تصدق ہے ترے انداز پر
خندہ زن ہے غنچۂ دلی گلِ شیراز پر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

انداز: (اَن۔دَاز) نمونہ۔ (ف۔آ)

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

انداز: (اَن۔دَاز) ڈھنگ۔طور۔طرز۔ساخت۔

(ف۔آ)

اٹھ کے اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

اندازہ: (اَن۔دَا۔زَہ) تخمینہ۔جرأت۔قیاس۔(ف۔ع)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

اندازیم: (اَن۔دَا۔زِیم) ڈالیں۔انڈیلیں۔

"بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم"

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۶)

اندرون: (اَن۔دَ۔رُون) اندر۔بیچ۔ (ف۔ع)

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

اندوختن: (اَن۔دُوز/خ۔تَن) اکٹھا کرنا۔جمع کرنا۔

(ف۔ع)

از کجا ایں آتشِ عالم فروز اندوختی؟
کرمکِ بے مایہ را سوزِ کلیم آموختی!

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

اندوز: (اَن۔دُوز/ز) فارسی مصدر اندوختن (جمع کرنا) کا اسم فاعل بمعنی جمع کرنے والا۔مرکبات میں آتا ہے جیسے لطف اندوز۔ (ف۔ل)

ذرہ ذرہ ہو مرا پھر طربِ اندوزِ حیات
ہو عیاں جوہرِ اندیشہ میں پھر سوزِ حیات

(کلی۔ب۔د۔ص۱۱۸)

اندوہ: (اَن۔دُو/ہ) تکلیف۔رنج۔ (ل۔ک)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

اندیش: (اَن۔دیش) فارسی مصدر اندیشیدن کا اسم فاعل بمعنی سوچنے والا۔فکر کرنے والا۔مرکبات کے آخر میں آتا ہے جیسے دوراندیش۔ (ف۔ل)

خوش اندیش مراد خوش فکر، صاحب ذوق۔

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبالؔ
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ!
(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۰۸)

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے!
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے!
(ایک حاجی مدینے کے راستے میں۔ب۔د۔ص۱۶۱)

اندیشہ: (اَن۔دیے۔شہ) سوچ۔فکر۔چنتا۔خیال۔
(ف۔آ)

ذرہ ذرہ ہو مرا پھر طربِ اندوزِ حیات
ہو عیاں جوہرِ اندیشہ میں پھر سوزِ حیات
(کلی۔ب۔د۔ص۱۱۸)

اندیشہ: (اَن۔دیے۔شہ) کھٹکا۔ڈبکا۔ڈر۔خوف۔
(ف۔آ)

کیا وہاں بجلی بھی ہے، دہقاں بھی ہے، خرمن بھی ہے؟
قافلے والے بھی ہیں؟ اندیشۂ رہزن بھی ہے؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

اندیشہ: (اَن۔دیے۔شہ) جوکھوں۔خطرہ۔ (ف۔آ)

کانپتا ہے دل ترا اندیشۂ طوفاں سے کیا
نا خدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

انس: (اِن رس) بہت سے لوگ۔ (ف۔ع)

اور اگر باخبر اپنی شرافت سے ہو
تیری سپہ انس و جن! تو ہے امیرِ جنود!
(اہلِ ہنر سے۔ض۔ک۔ص۵۷۴)

انسانیت: (اِن۔سا۔نی۔یت) ا۔آدمیت۔آدمی ہونا۔ ۲۔دانائی۔لیاقت۔شعور۔۳۔بھلمنسائی۔مروت۔ (ف۔آ)

آرزو کے خون سے رنگیں ہے دل کی داستاں
نغمۂ انسانیت کامل نہیں غیر از فغاں
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

انصاف شرط ہے: (اِن۔صاف۔شَرْ۔ط۔ہے)
انصاف ضروری ہے۔ (م۔ل)

شرط انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ نسیم؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

انفس: (اَن۔فُس) نفس کی جمع۔مراد بنی نوانسان۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۴)

اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات
حق یہ ہے کہ زندہ و پائندہ تری ذات
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

انقلاب: (اِن۔قِ۔لاب) ا۔تغیر و تبدل۔الٹ پھیر۔الٹ پلٹ۔ ۲۔دور۔گردش۔ (ف۔آ)

فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل
کوئی زمانِ سلف کی کتاب ہے یہ محل
(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۵)

انقلاب: (اِن۔قِ۔لاب) اٹھارویں صدی عیسوی میں

فرانس میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہوا۔ شہنشاہ لوئی شانزدہم ہلاک کردیا گیا اور جمہوریت کی ایک صورت قائم ہوئی۔ اس انقلاب نے دنیا میں تہلکہ مچادیا تھا اور سب بادشاہوں کو خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ ان کے عوام بھی اسی طرح بغاوت کر کے انہیں ہلاک نہ کرڈالیں۔ (ت۔ا۔ص۲۰۶)

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب
جس سے دگر گوں ہوا مغربیوں کا جہاں
(مسجد قرتبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

انکار: (اِن۔کار) نہ ماننا۔منظور نہ کرنا۔ (ف۔ع)

انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

تامل تو تھا ان کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرزِ انکار کیا تھی؟
(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

انکار: (اِن۔کار) اس شعر میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ **وَاِذْ قالَ ربک للملئکة انی خالق بشراً من صلصال من حمًا مسنون. فاِذا سوّیتهٗ و نفخت فیه من رّوحی فقعوله سٰجدین. فسجد الملئکة کلهم اجمعون .الا ابلیس. ابیٰ ان یکون مع السّٰجدین .** ۱۵/۲۸۔۳۱

اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں جب اس کو (صورت انسانیہ میں) درست کرلوں اور اس میں اپنی (بے بہا چیز یعنی) روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ تو فرشتے تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کردیا۔ (م۔ت۔ا۔ص۸۱)

کھودیئے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند
چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!
(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

انکشاف: (اِن۔ک۔شاف) کھولنا۔کھلنا۔(ف۔ل)

طائرِ دل کے لئے غم شہپرِ پرواز ہے
راز ہے انساں کا دل غم انکشافِ راز ہے
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

انگار، انگارا: (اَن۔گار۔اَن۔گا۔رَا) ا۔آتش پارہ۔ دہکتا ہوا کوئلہ۔ ۲۔نہایت سرخ۔نہایت جلتا ہوا۔دہکتا ہوا۔
(ف۔آ)

انگار سے مراد ہے گناہ۔

اہلِ دنیا یہاں جو آتے ہیں
اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں
(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۶)

انگارۂ خاکی: (اَن۔گا۔رَہ۔اِ۔خا۔کی) انسان۔اس کے دل کے سوز کی بنا پر انگارہ کہا ہے۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۴)

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کرلیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

انگبیں: (اَنگ۔بِیں) شہد۔امرت۔عسل۔
(ف۔ع)

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اسی ملت کا
انگبیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات!
(حکومت۔ض۔ک۔ص۵۳۹)

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام

سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں!
(نصیحت۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

انگشتری: (اَن۔گُش۔تَری) انگوٹھی۔ (ف۔ع)

بگردا گردِ خود چندانکہ بینم
بلا انگشتری و من نگینم،
(تاتاری کا خواب۔ب۔ج۔ص۴۴۷)

انگیز: (اَن۔گیز) بھڑکانا۔اٹھانا۔کا اسم فاعل۔مرکبات میں استعمال ہوتا ہے جیسے فتنہ انگیز۔ (ف۔ل)

عقدۂ اضداد کی کاوش نہ تڑپائے مجھے!
حسنِ عشق انگیز ہر شے میں نظر آئے مجھے
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

انور: (اَن۔وَر) ا۔زیادہ روشن۔ ۲۔نورانی۔ (ف۔آ)

"محلِ نور تجلی است رائے انورِ شاہ
چو قرب او طلبی در صفائے نیت کوش"
(قرب سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ: قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے،حوالہ یہ ہے۳۰/۶۰ "بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے۔"
(ت۔ا۔ص۸)

یہ لسان العصر کا پیغام ہے
"اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ یاد رکھ"
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

انوار: (اَن۔وَاز) نور کی جمع۔چمک۔روشنیاں۔
(ف۔ع)

حاضر ہوا میں شیخِ مجددؒ کی لحد پر
وہ خاک کے ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
(پنجاب کے پیرزادوں سے۔ب۔ج۔ص۴۵۰)

اوج: (اَوْرج) ا۔بلندی۔اونچائی۔چوٹی۔ ۲۔مرتبۂ عالی۔بڑائی۔عظمت۔ ۳۔آسودگی۔بہبودی۔ ۴۔ترجیح۔ فوق۔ (ف۔آ)

قیامِ بزمِ ہستی ہے انہیں سے
ظہور اوج پستی ہے انہیں سے
(ایک پرندہ اور جگنو۔ب۔د۔ص۹۲)

اوج: (اَوْج) (نجوم) کسی ستارے کی قوت جو کمال کی جانب مائل ہو لیکن کمال پر نہ پہنچی ہو یعنی شرق سے کم ہو۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۷۱)

چمکنے والے مسافر عجب یہ بستی ہے
جو اوج ایک کا ہے دوسرے کی پستی ہے
(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

اوراق: (اَوْ۔رَاق) پتا۔پرت۔ (ف۔آ)

کہنے لگا دیکھ تو کیفیتِ خزاں
اوراق ہوگئے شجرِ زندگی کے زرد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

اوراق: (اَوْ۔رَاق) برگ۔پتا۔ (ف۔آ)

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے
(پیوستہ رہ شجر۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۸)

اوصاف: (اَوْ۔صَاف) ا۔خواص۔عادات۔ ۲۔عیب۔
(ف۔آ)

جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے، وہ ہیں تجھ میں سبھی
تجھ کو لازم ہے کہ ہو اٹھ کے شریکِ تگ و تاز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۷)

اوصاف: (اَوْ۔صَاف) ا۔تعریفیں۔خوبیاں۔ ۲۔ہنر۔

جوہر۔کمال۔لیاقت۔ ۳۔حالات۔کیفیت۔اخلاق۔

(ف۔آ)

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

اوقات: (اَوْ۔قَات) وقت کی جمع۔

مراد زمانے۔عرصے۔ (ف۔ع)

گذر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لئے ذلت ہے کارِ آشیاں بندی

(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

اول (اَوْ۔وَل) آغاز۔شروع عنوان۔ Firstly, at first sight۔ (ف۔آ)(ہ۔ڈ۔ف)

آرزو اول تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام!

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۸)

اول و آخر: (اَوْ۔وَ۔لُو۔آ۔خِر) ابتداء اور انتہا۔

(ف۔ل)

اول و آخر فنا ، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو ، منزلِ آخر فنا

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

اولیٰ: (اَوْ۔لَا) بہتر۔جمع اَوَالِی۔ (ف۔ع)

میں نو نیاز ہوں مجھ سے حجاب ہی اولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو!

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

اولین: (اَوْ۔وَ۔لِین) سب سے اول۔ (ف۔ع)

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدۂ تصورات!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

اہتمام: (اِہ۔تِ۔مَام) کوشش کرنا۔توجہ کرنا۔

(ف۔ع)

خدائی اہتمام خشک و تر ہے
خدا وندا خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی استغفر اللہ
یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

اہرام: (اَہ۔رَام) حرم کی جمع۔ پرانی عمارت۔ گنبد۔Pyramid (ف۔ع)

اہرام کی عظمت سے نگوں ساز ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر!

(اہرامِ مصر۔ض۔ک۔ص۵۷۸)

اہرام مصر: (اَہ۔رَا۔مِ۔مِصر) مورخین نے قدیم مصر کے حکمراں خانوادوں کو ۳۱ دودمانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تیسرے (۲۸۱۵ ق۔م) اور چوتھے (۲۲۹۴ ق۔م) کے عہد حکومت میں مصری فرماں روا اور شہزادیوں نے اپنے قبرستان اور مقبرے تعمیر کئے اور ان قبرستانوں پر بڑے بڑے اہرام بنا دیے گئے جن کی بنیاد وسیع اور عریض ہوتی ہے۔لیکن اوپر کا حصہ لمبائی و چوڑائی میں بتدریج کم تر ہوتا چلا جاتا ہے۔مصر میں اس وقت تک ۸۰ کے قریب اہرام دریافت ہو چکے ہیں۔

یہ اہرام دریائے نیل کے مغربی کنارے پر قدیم شہر میمفس کے گرد و نواح میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان اہرام کی تعمیر کا مقصد یہ تھا کہ عام لوگ شاہی حنوط شدہ لاشوں کی بے حرمتی نہ کر سکیں۔اس کی بے حرمتی کا امکان اس لئے

تھا کہ مصری اپنے مذہبی عقائد کے مطابق جہاں بادشاہ کے ساتھ اس کے لونڈی، غلام بھی دفن کر دیتے تھے وہاں اس کی ذاتی املاک بھی مقبروں میں رکھی جاتی تھی۔ مذہباً قدیم فرماں روا اس عقیدہ پر سختی سے قائم تھے کہ اگر لاش اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہی تو ثواب اخروی سے محروم رہے گی۔ علاوہ ازیں ان کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ مرنے کے بعد بھی لاش کے ہمزاد یا ''کا'' کو مادی اسباب و ذرائع کی ضرورت پڑتی ہے یعنی اسبابِ خورد و نوش اور ملبوس و جواہرات۔

اہرام کی اندرونی دیواروں پر یعنی مقبروں میں تصاویر نقش کی جاتی تھیں۔ مذہبی احکام قلم بند کئے جاتے تھے یہ بھی ضروری تھا کہ لاش کے ''کا'' تک اسبابِ خورد و نوش پہنچانے کے لئے ایک راستہ کھلا رہے۔ اس راستے کی بڑی سختی سے حفاظت کی جاتی تھی صرف بادشاہ کے اقارب یا بڑے بڑے پروہت اس سے آگاہ ہوتے تھے۔ یہ اہرام جلیل القدر فرماں رواؤں کے مقابر ہیں۔ اہرام کی تعمیر میں خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا کہ عمارت دریا کے مغرب کی طرف واقع ہو، دریا کی سطح سے کافی بلند ہو اور اس کا رخ مغرب کی طرف ہوتا کہ ڈوبتے ہوئے سورج سے مستفید ہو سکیں۔ مصر کے صنعت گر خارہ تراشی میں کمال رکھتے تھے۔ ہیروڈوٹس یونانی مورخ کہتا ہے کہ قدیم مصری پتھروں کو چوٹیوں تک پہنچانے کے لئے مشینوں کا استعمال کرتے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو اہرام اب تک مکشوف ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر دل پر فرماں رواؤں کی ہیبت اور جلال کا تاثر پیدا ہوتا ہے، غالباً یہ مقصود بھی تھا۔ (ت۔ا۔ص ۸۹۔۸۷)

اہرام کی عظمت سے نگونسار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر!
(اہرامِ مصر۔ض۔ک۔ص ۵۷۸)

اہرمن: (اَہ۔رِ۔مَن) آتش پرستوں کا برائی کا خدا۔ (ف۔ع)

شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سرورِ انجمن
(رقص و موسیقی۔ض۔ک۔ص ۵۹۵)

اہل: (اَہِل) فائق۔ قابل۔ سزاوار۔ ہنرمند۔ تعلیم یافتہ۔ جوہرِ قابل۔ (ف۔آ)

کیا عوض رفتار کے اس دیس میں پرواز ہے؟
موت کہتے ہیں جسے اہلِ زمیں کیا راز ہے؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص ۴۰)

اہل: (اَہِل) خلیق۔ شائستہ۔ جس میں صفاتِ انسانی ہوں۔ (م۔ل)

نظر اس کی پیامِ عید ہے اہلِ محفل کو
بنا دیتی ہے گوہر غم زدوں کے اشک پیہم کو
(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص ۲۴۳)

اہلِ جہاں: (اَہ۔لِ۔جَ۔ہاں) دنیا میں رہنے والے۔ (م۔ل)

کہتے ہیں اہلِ جہاں دردِ اجل ہے لادوا
زخمِ فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص ۲۳۴)

اہلِ حرم: (اَہ۔لِ۔حَ۔رَم) گھر کی عورتیں۔ (م۔ل)

دیا اہلِ حرم کو رقص کا فرماں ستم گر نے
یہ اندازِ ستم کچھ کم نہ تھا آثارِ محشر سے
(غلام قادر روہیلہ۔ب۔د۔ص ۲۱۷)

اہلِ حرم: (اَہ۔لِ۔حَ۔رَم) مراد مسلمان۔ امتِ مسلمہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۶۱)

گلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی "ہری ہری"

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

کیا نہیں اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر، اہلِ حرم کے سومنات!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

اہلِ حلقہ: (اَہ۔لِ۔حَل۔قَہ) صوفیوں کا وہ گروہ جو دائرے کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کرتا ہے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۷۴)

میں ایسے فقر سے اے اہلِ حلقہ باز آیا
تمہارا فقر ہے بے دولتی و رنجوری

(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

اہلِ خرد: (اَہ۔لِ۔خِرد) عقل مند لوگ۔دانشور۔

(ل۔ف)

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اعراف!

(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

اہلِ دل: (اَہ۔لِ۔دِل) صاف دل۔صاف باطن۔ عارف جلا کا شکتی۔کہے اشمتِ واشلہ کو موج (نقش ل ل) کی

الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

اہلِ دنیا: (اَہ۔لِ۔دُن۔یَا) ۱۔دنیا کے لوگ۔انسان۔ ۲۔دنیا اہلِ۔دنیا کے بندے یہاں جو (حق تعالیٰ) ہیں

اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں

(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۶)

اہلِ ذکر: (اَہ۔لِ۔ذِک/ر) اللہ کی یاد میں کھوئے ہوئے لوگ۔مومنین۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۸۸)

معجزۂ اہلِ فکر ، فلسفۂ پیچ پیچ
معجزۂ اہلِ ذکر، موسیٰ و فرعون و طور

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۱۳)

اہلِ صفا: (اَہ۔لِ۔ص۔فَا) باطن لوگ۔نیک لوگ۔

(ل۔ف)

صحبتِ اہلِ صفا، نور و حضور و سرور
سر خوش و پرسوز ہے لالہ لبِ آبجو!

(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

اہلِ فکر: (اَہ۔لِ۔فِک/ر) فلسفہ وحکمت جاننے والا۔ فلسفی جو بہت غور وفکر کرتے ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۸۸)

معجزۂ اہلِ فکر ، فلسفۂ پیچ پیچ
معجزۂ اہلِ ذکر، موسیٰ و فرعون و طور

(غزل۔ب۔د۔ص۵۱۳)

اہلِ قلم: (اَہ۔لِ۔ق۔لَم) خواندہ۔پڑھے لکھے۔منشی۔ مولوی۔تعلیم یافتہ۔انشاپرداز۔ (ف۔آ)

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

اہلِ نظر: (اَہ۔لِ۔نَ۔ظَر) عاشق مزاج۔اہلِ محبت۔

(ف۔آ)

مرا کنول کہ تصدق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گلشن کو ناز ہے جس پر

(پھول کا تحفہ عطا ہونے پر۔ب۔د۔ص۱۵۸)

اہلِ نظر: (اَہ۔لِ۔نَ۔ظَر) نظرباز۔تجربہ کار۔نکتہ بیں۔ ہوشیار۔ (ف۔آ)

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز

اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند
(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

اہلِ نظر: (اَہ۔لِ۔نَ۔ظَر) صاحب کرامات۔ صاحب اثر۔عارف کامل۔ (ف۔آ)

اے اہلِ نظر ، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے ، وہ نظر کیا!
(فنونِ لطیفہ۔ض۔ک۔ص۵۸۰)

اہلِ ہنر: (اَہ۔لِ۔ہُ۔نَر) ہنرمند۔صاحبِ فن۔

(ف۔آ)

ہے یہ فردوس نظر اہلِ ہنر کی تعمیر
فاش ہے چشمِ تماشا یہ نہاں خانۂ ذات!
(مخلوقاتِ ہنر۔ض۔ک۔ص۵۷۹)

اہم: (اَ۔ہَم) نہایت ضروری۔

(ف۔ع)

ہند میں آپ تو ازروئے سیاست ہیں اہم
ریل چلنے سے مگر دشتِ عرب ہے بیکار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

ایاغ: (اَ۔یَاغ) پیالہ۔

(ف۔ع)

اہلِ دانش عام ہیں کمیاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ!
(تربیت۔ض۔ک۔ص۵۴۱)

ایام: (اَ کی۔یَام) روز۔دن۔زمانہ۔

(ف۔آ)

ہاں دکھادے اے تصور ! پھر وہ صبح و شام تُو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تُو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

ایثار: (اِی۔ثَار) دوسرے کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا۔

(ف۔ل)

تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

ایجاد: (اِی۔جَاد) وجود میں لانا۔ پیدا کرنا۔

(ف۔ع)

یہ مشتِ خاک ، یہ صرصر، یہ وسعتِ افلاک
کرم ہے یا کہ ستم، تیری لذتِ ایجاد!
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۰۰)

ایجادِ معانی: (اِی۔جَا۔دِ۔مَ۔عَا۔نِی) تخلیق ایک پر اسرار عمل ہے اور خلاقِ معنی (سب فنون لطیفہ ملحوظ ہیں) اپنی فکر کو پیرایۂ مادی عطا کرنے تک جن مرحلوں سے گزرتا ہے ان کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔مرکزی خیال یا فکر کا نکتۂ روشن اپنی تمام دلالت ہائے التزامی کے ساتھ۔

۲۔فکر یا خیال کا تجزیہ اور اس کی تحلیل۔

۳۔علامات، تشبیہات، استعارات اور بیان و معانی کے مختلف رموز سے کام لے کر فکر کا ابلاغ یعنی سننے یا دیکھنے والوں تک اپنا مطلب پہونچانا۔

تیسری منزل سب سے مشکل ہے اور جب تک صنعت گر یا خلاق متسلسل و تواتر محنت نہ کرے اور اپنے وسائل مادی کے کیف و کم سے کما حقہ آگاہ نہ ہو اپنا مطلب دوسروں تک بالکل نہیں پہنچا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر ریچرڈ نے اپنی مشہور تصنیف ''اصول انتقاد و ادبیات'' میں شعر کی دو قسمیں لکھی ہیں۔ ایک ناقص اور ایک کامل۔ شعر کا اچھا ہونا وہ فرض کرتے ہیں۔ وہ

کہتے ہیں کہ جہاں ابلاغ ناقص ہوتا ہے اور ایہام پیدا ہو جاتا ہے وہاں شعر ناقص وجود میں آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ شعر عظیم المرتبت ہو۔ لیکن ابلاغ کے اعتبار سے ناقص ہو اسے شعر کے دائرے سے خارج نہیں کر سکتے مگر کہہ سکتے ہیں کہ شاعر اظہار معنی کی منزلیں بخوبی طے نہیں کر پایا۔ انہیں منزلوں کو طے کرنے کی مشق کوشش، محنت، ریاض اور ''خونِ جگر خوردن'' کہلاتی ہے۔

(ت۔ا۔ص۹۰)

ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
کوشش سے کہاں مرد ہنر مند ہیں آزاد!

(ایجاد معانی۔ض۔ک۔ص۵۹۳)

ایک نظر: (اِیک۔نَ۔ظَر) ذرا۔ کچھ۔ تک۔ سرسری۔

(ف۔آ)

ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا

(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

ایک ہو جانا: (اِیک۔ہُو۔جا۔نا) ا۔ متفق ہو جانا۔ اتفاق کر لینا۔ سازش کر لینا۔ مل جانا۔ (ف۔آ)

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

ایک ہَوں مُسلم حَرم کی پاسبانی کے لئے:

اقبال نے درج ذیل شعر جمال الدین افغانی اور ان کی تحریر سے متاثر ہو کر کہا ہے اور اس شعر میں اس تحریک کا نصب العین ظاہر ہوتا ہے۔ ملت کے اتحاد کے سب سے بڑے داعی جمال الدین افغانی تسلیم کیے جاتے ہیں، تصور خلافت اور تصور قومیت کو انہوں نے عام کیا، اقبال کا تصور قومیت جمال الدین افغانی کے نظریے سے ہم آہنگ ہے۔ (فکرِ اقبال کے سرچشمے ص۲۹۴)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر!

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

ایما: (اِی۔مَا) بجائے حکم بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

(ف۔آ)

رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعلیمِ فرمانِ خضر

(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

ایما: (اِی۔مَا) لغوی معنی سر یا انگلیوں کا اشارہ۔ اصطلاحی مطلق اشارہ۔ رمز۔ کنایہ۔ (ف۔آ)

رمز و ایما اس زمانے کے لئے موزوں نہیں
اور آتا بھی نہیں مجکو سخن سازی کا فن

(خانقاہ۔ب۔ج۔ص۴۵۳)

ایماں: (اِی۔مَاں) ا۔ اعتبار یقین۔ ۲۔ نیت۔ ارادہ۔

(ف۔آ)

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

ایمان: (اِی۔مَان) ا۔ (اصطلاحی) اعتقاد۔ یقین۔ ۲۔ سچ۔ حق۔ دیانت۔ منصفی۔ (ف۔آ)

مسجد تو بنا دی پل بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

ایمن: (اَے۔مَن) مبارک۔ بے خوف۔

(ف۔ل)

عہدِ نو برق ہے آتش زنِ ہر خرمن ہے

ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

این: (اَین) کہاں۔

(ف۔ع)

پوچھ اس سے یہ خاک داں ہے کیا چیز
ہنگامۂ این و آں ہے کیا چیز
(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

ایوان: (اِے۔وَان) مجلس۔کونسل۔لغوی معنی محلِ شاہی۔ نشست گاہِ بلند و مسقف۔ (ف۔آ)

سازِ عشرت کی صدا مغرب کے ایوانوں میں سن
اور ایراں میں ذرا اوروں کی عیاری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

ایوانِ فرنگ: (اِے۔وَا۔نِ۔فِ۔رَنگ) یورپ کا محل، مراد یورپ کی تہذیب۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۰۱)

پیرِ میخانہ یہ کہتا ہے کہ ایوانِ فرنگ
ست بنیاد بھی ہے، آئینہ دیوار بھی ہے!
(غزل۴۳۔ب۔ج۔ص۳۵۶)

ب

ب: یہ حرف اردو میں فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کبھی معیّت، کبھی قسم، کبھی صلہ و اتصال، کبھی صاحب اور والا کے معنوں میں آتا ہے۔ لیکن جہاں والا کے معنی دیتا ہے وہاں الف کے ساتھ لکھتے ہیں۔ (ف۔آ)

درج ذیل شعر میں بخاشاک سے مراد ہے خاشاک سے۔

تپش زا شعلہ گرفتند و بر دل توز دند
چہ برقِ جلوہ بخاشاک حاصل توز دند!
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوئے

زیبا را: یہ حافظ شیرازی کی مشہور غزل کا مصرع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک حسین عورت آرائش ظاہری سے بے نیاز ہوتی ہے اسی طرح ہمارے خلفاء ظاہری شان و شوکت سے مستغنی تھے۔ اشارہ ہے فاروق اعظمؓ کی طرف، جن سے بڑا حاکم، مدبر، منتظم، سیاست دان اور جامع حیثیات انسان ابھی تک دنیائے اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔ قیصر و کسریٰ اس کے نام سے کانپتے تھے۔ لیکن ان خوبیوں کے باوجود سادگی اور درویشی کا یہ عالم تھا کہ ان کے کرتے میں پیوند لگے ہوئے تھے اور زمین پر سوتے تھے۔ (ش۔ب۔د۔ص۳۱۵)

سماں الفقرُ فخری کا رہا شانِ امارت میں
"بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوئے زیبا را"
(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

بات پانا: (بات۔پا۔نا) ۱۔ مطلب کو پہنچنا۔ تہہ کو پہنچنا۔ منشاء اور عندیہ پانا۔ ۲۔ عمدگی اور بھلائی دیکھنا۔ (ف۔آ)

اک عمر میں نہ سمجھے اس کو زمیں والے
جو بات پاگئے ہم تھوڑی سی زندگی میں
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

باتمیز: (با۔تَ۔میز) تمیز دار۔ مہذب۔ خوش سلیقہ۔

(ف۔ل)

خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں
(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

باخبر: (با۔خ۔بَر) خبردار۔جانکار۔
(ف۔ع)
رازِ حرم سے شاید اقبالؔ باخبر ہے
ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ
(غزل۳۳۔ب۔ج۔ص۳۴۷)

باد: (باد) پون۔ہوا۔
(ف۔آ)
تو کہاں اے کلیمِ زروۂ سینائے علم!
تھی تری موجِ نفس بادِ نشاط افزائے علم
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

بادبان: (باد۔بان) پال۔وہ پردا جو ہوا بھرنے کے واسطے ناؤ پر یا جہاز پر لگاتے ہیں تا کہ ہوا بھر کر جلدی چلے۔
(ف۔آ)
ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں تیرے طیارے
مرا جہاز ہے محرومِ بادباں ، پھر کیا
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

بادبہار: (با۔دِ۔بَ۔بار) موسم بہار کی ہوا۔
(ف۔ل)
ہے مرے باغِ سخن کے لئے تو بادِ بہار
میرے بیتاب تخیل کو دیا تونے قرار
(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

بادبہاری: (با۔دِ۔بَ۔ہا۔ری) موسم بہار کی ہوا۔
(ف۔ل)
آہ! جب گلشن کی جمعیت پریشاں ہوچکی
پھول کو بادِ بہاری کا پیام آیا تو کیا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۵)
نہ بادِ بہاری، نہ گلچیں، نہ بلبل
نہ بیماریٔ نغمۂ عاشقانہ!
(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

بادہ خوار: (با۔دَہ۔خوار) شراب پینے والا۔شرابی۔
(ف۔ل)
گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہان میخانہ، ہر کوئی بادہ خوار ہوگا
(مارچ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

بادسحر: (با۔دِ۔س۔حَر) صبح کی خوشگوار ہوا۔
(م۔ل)
پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں
خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں
(ہسپانیہ۔ب۔ج۔ص۳۹۶)

بادصبا: (با۔دِ۔ص۔با) صبح کے وقت کی گوشۂ شمال ومشرق کی ہوا جس سے غنچے کھلتے ہیں۔ (ف۔آ)
بادِ صبا کی موج سے نشو و نمائے خار و خس!
میرے نفس کی موج سے نشو و نمائے آرزو!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

بادصبا: (با۔دِ۔ص۔با) بہشت کی ہوا۔
(ف۔آ)
اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

بادمراد: (با۔دِ۔مُ۔رَاد) موافق ہوا۔بادِشرط۔

(ف۔ع)

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گُل!
یہی ہے فصلِ بہاری؟ یہی ہے بادِ مراد؟
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۰۰)

بادہ: (با۔دَہ) دارو۔شراب۔مے۔

(ف۔آ)

بادہ ہے نیم رس ابھی ، شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خُم کے سر پہ تم خشتِ کلیسیا ابھی
(طلبۂ علی گڑھ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

بادۂ اغیار: (با۔دَہ۔ا۔اَغ۔یَاز) غیروں کی شراب۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۵)

نقدِ خودداری بہائے بادۂ اغیار تھی
پھر دکاں تیری ہے، لبریز صدائے ناؤ نوش
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

بادہ پرست: (با۔دَہ۔پَ۔رَست) شراب پینے والا۔ شرابی۔ (ف۔ل)

اجاڑ ہو گئے عہدِ کہن کے میخانے
گذشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں
(عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں۔ب۔د۔ص۲۱۳)

بادہ کش: (با۔دَہ۔کَش) شرابی۔میخوار۔

(ف۔آ)

بادہ کش غیر ہیں گلشن میں لب جو بیٹھے
سنتے ہیں جام بکف نغمۂ کو کو بیٹھے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

بادہ گردانِ عجم: (با۔دَہ۔گَر۔دَا۔نِ۔عَجَم) یعنی غیر اسلامی شراب پینے والے۔مراد غیر اسلامی درسگاہوں میں تعلیم پانے والے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۵)

بادہ گردانِ عجم وہ ، عربی میری شراب
مرے ساغر سے جھجکتے ہیں مے آشام ابھی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

بادیہ پیمائی: (با۔دِیَہ۔پَی۔مَا۔ئی) جنگل میں پھرنے والا۔ (ف۔ع)

مل ہی جائے گی کبھی منزل لیلیٰ اقبالؔ
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

بار: (بَاز) بوجھ۔بھارا۔اسباب۔

(ف۔آ)

اس زیاں خانے میں کوئی ملتِ گردوں وقار
رہ نہیں سکتی ابد تک بارِ دوشِ روزگار
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

بار: (بَاز) ا۔باریدن (برسانا) کا اسم فاعل بمعنی برسانے والا۔مرکبات میں (گوہر بار)۔ ۲۔کسی چیز کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے۔(جوئے بار) (ف۔ل)

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار!
وہ نظر آتا ہے تہذیبِ حجازی کا مزار!
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

باراں: (با۔رَان) مینہ۔بارش۔

(ف۔آ)

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں!ذرا
دانہ تو ، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

بارآور: (باز۔آ۔وَر) ۱۔پھل لانے والا۔ ۲۔نتیجہ خیز۔

(ف۔ل)

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بار آور تری
فرسودہ ہے پھندا ترا، زیرک ہے مرغ تیز تر

(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

بارِ جو مجھ سے نہ اٹھا وہ اٹھایا تو نے: اس مصرع میں تلمیح ہے اس آیت کی طرف: اِنَّاعَرَضنا الامانَۃَ عَلی السمٰوٰتِ والارض و الجبالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَحمِلنَھَا وَ اَشْفَقْنَ مِنھَا وَ حَمَلَھَا الاِنْسَانُ ، اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوماً جَھُولاً (۳۳۔۷۲) اور ہم نے (اپنی) امانت کو آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اس بار (امانت) کو اٹھالیا۔ بیشک وہ ظلوم وجہول ہے۔ (ش۔ب۔د۔ص۹۳)

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے
بار جو مجھ سے نہ اٹھا، وہ اٹھایا تو نے

(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

میں تو اس بار امانت کو اٹھاتا سرِ دوش
کامِ دُرویش ہر تلخ ہے مانند نبات

(سرِ اکبر حیدری۔۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

باردوش: (با۔رِ۔دُوش) کندھے کا بوجھ۔ ذمہ داری۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۳)

زندگی کی رہ میں چل لیکن ذرا بچ بچ کے چل
یہ سمجھ لے کوئی میخانہ بارِ دوش ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

بارگاہ: (باز۔گاہ) اجلاس کی جگہ۔ دربار کی جگہ۔ کچہری۔

(ف۔آ)

وہ شمعِ بارگہ خاندانِ مرتضوی
رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجکو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

بارگوش: (با۔رِ۔گُوش) تکلیف دہ کانوں کے لئے بوجھل یعنی ناپسند۔ ناگوار۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۰۹)

اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کے لئے نصیحتِ واعظ تھی بارِ گوش!

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

بارور: (باز۔وَر) پھلوں سے لدا پھندا۔

(ف۔ع)

غربت کی ہوا میں بارور ہو
ساقی تیرا نمِ سحر ہو!

(عبدالرحمٰن اول۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۳۹۵)

بارید، باریدہ: (با۔رِی۔دَہ) برسا ہوا۔ برسایا ہوا۔ (ف۔ع)

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچید و رفت
اندکہ بر غنچہ ہائے آرزو بارید و رفت

(نالۂ افراق۔ب۔د۔ص۷۷)

باریک: (با۔رِیک) مشکل۔ دقیق۔ جیسے بڑا باریک مسئلہ ہے۔ (ف۔آ)

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذاں سے

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

باریک: (با۔رِیک) ۱۔ہلکا۔ نازک۔ ۲۔خفیف۔ ادنیٰ۔

(ف۔آ)

زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے

نمایاں ہیں فطرت کے باریک اشارے
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۴)

باریک بیں: (با۔ریک۔بین) ا۔تیز فہم۔ رموزداں۔ خردہ بیں۔دقیقہ۔ ۲۔مبصر۔واقف کار۔(ف۔آ)

نمایاں ہو کے دکھلادے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

باریکی: (با۔ری۔کی) نکتہ۔دقیقہ۔نزاکت۔

(ف۔ع)

اور دکھلائیں گے مضموں کی ہمیں باریکیاں
اپنے فکرِ نکتہ آرا کی فلک پیمائیاں
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

باز: (بازْ) پھر۔باردیگر۔

(ف۔آ)

''شورِ لیلیٰ کو کہ باز آرائش سودا کند
خاکِ مجنوں راغبارِ خاطرِ صحرا کند''
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

باز: (بازْ) ایک مادہ شکاری پرند۔

(ف۔ع)

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ!
(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

باز: (بازْ) کشادہ۔

(ف۔ع)

دنیا ہے روایاتی، عقبیٰ ہے مناجاتی
در باز دو عالم را ، این است شہنشاہی!
(محراب گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۶)

بازآئی: (بازْ۔آ۔ای) واپس آئے گا۔دوبارہ آئے گا۔

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد نازائی
بے حجابانہ سوئے محفلِ ما باز آئی!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

بازو: (با۔زُو) بھجا۔کہنی سے شانے تک کا حصہ۔

(ف۔آ)

جو بھروسہ تھا اسے قوتِ بازو پر تھا
ہے تمہیں موت کا ڈر اس کو خدا کا ڈر تھا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

بازی: (با۔زِی) کھیل۔تماشہ۔کرتب۔

(ف۔آ)

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے ارنی سرخیٔ افسانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

بازیابی: (بازْ۔یا۔بی) پھر جانا۔

(ف۔ع)

حیات است در آتشِ خود طپیدن
خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

بازیچہ: (با۔زِی۔چہ) کھیل۔تماشہ۔کھلونا۔

(ف۔ع)

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد!
(آزادی۔ض۔ک۔ص۵۲۴)

بازی گاہ: (با۔زِی۔گاہ) کھیل کا میدان۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸)

اے ہمالہ کوئی بازی گاہ ہے تو بھی، جسے
دستِ قدرت نے بنایا ہے عناصر کے لئے

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

بازی لے جانا: (با۔زی۔لے۔جا۔نا) جیتنا۔غالب آنا۔ (ف۔آ)

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

باسی: (با۔سی) ساکن۔باشندہ۔

(ف۔آ)

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

(نیاشوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

باش: (باش) رہ۔رہائش۔رہنے والا۔

(ف۔ع)

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش
طالب دل باش و دور پیکار باش!

(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۳)

باشد: (با۔شد) ہو۔

(ف۔ع)

"ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگنائے شہر تابِ حسنِ صحرائی!

(تضمین برشعرصائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

باطل: (با۔طل) ضائع۔بیکار۔نکما۔فضول۔

(ف۔آ)

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا!
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا!

(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

باطل: (با۔طل) جھوٹا۔کھوٹا۔اسلام کے علاوہ یا قرآن مجید کے علاوہ جس قدر مذاہب اور کتب ہیں، بقول قرآن حکیم سب باطل ہیں۔**وقل جاء الحق وز حق الباطل** اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ حق آ گیا، اور باطل مٹ گیا۔

(ش۔ب۔د۔ص۲۷۶)

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

باطل: (با۔طل) دروغ۔بے اصل۔ناحق۔غلط۔جھوٹ۔

(ف۔آ)

منجم کی تقویم فردا ہے باطل
گرے آسماں سے پرانے ستارے!

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۴)

باطل پرست: (با۔طل۔پ۔رست) گمراہ۔بے دین۔حق کو چھوڑ کر ناحق کی پرستش کرنے والا۔(م۔ل)

دہر میں غارت گرِ باطل پرستی میں ہوا
حق تو یہ ہے حافظِ ناموسِ ہستی میں ہوا

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

باطن: (با۔طن) دل۔قلب۔

(ف۔آ)

ڈھونڈھتی ہیں جس کو آنکھیں وہ تماشا چاہئے
چشمِ باطن جن سے کھل جائے وہ جلوہ چاہئے

(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

باطن: (با۔طن) اندرونی حصہ۔اندرون۔پوشیدہ جو آنکھ سے دکھائی نہ دے۔ (ف۔آ)

ہے تجھے واسطہ مظاہر سے
اور باطن سے آشنا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

باعث: (با۔عِث) موجد۔ (ف۔آ)

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

باعث: (با۔عَث) سبب۔وجہ۔ (ف۔آ)

ہاتھ بے زور ہیں ، الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعثِ رسوائیٔ پیغمبرؐ ہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

باعث تکوین روزگار: (با۔عَ۔ثِ۔تک۔وِی۔نِ۔ رُوز۔گار) کائنات کے وجود میں آنے کا سبب۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۶)

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

باغبان: (باغ۔بَان) مالی۔باغ کا محافظ۔چمن پیرا۔ (ف۔آ)

باغبانوں سے ہندوستانی مراد ہیں۔
نشانِ برگِ گُل تک بھی نہ چھوڑ اس باغ میں گل چیں
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۰)

باغی: (با۔غی) نافرمان۔سرکش۔جائز و برحق حکومت سے برگشتہ۔ (م۔ل)

(باغی مرید۔ب۔ج۔ص۴۵۸)

بافت: (باف/ت) بنائی۔بناوٹ۔ (ف۔ع)

''خرماں نتواں یافت ازاں خارکہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم''
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

باقی: (با۔قی) پائندہ۔قائم۔دیرپا۔غیرفانی۔زندہ۔ موجود۔ (ف۔آ)

جب تلک باقی ہے تو دنیا میں ، باقی ہم بھی ہیں
صبح ہے تو اس چمن میں گوہرِ شبنم بھی ہیں
(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

باقی: (با۔قی) بقایا۔بقیہ۔بچا ہوا۔رہا ہوا۔ (ف۔آ)

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۳)

بال: (بال) بازوئے پرند۔ (ف۔ع)

مدتے مانندِ تو من ہم نفس می سوختم
در طوافِ شعلہ ام بالے نہ زد پروانہ
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

بالا: (با۔لا) ۱۔فوق۔اوپر۔بخلاف زیر۔پر۔ ۲۔دراز۔ لمبا۔اونچا۔چوٹی کا۔

(ف۔آ)

زیر و بالا ایک ہیں تیری نگاہوں کے لئے
آرزو ہے کچھ اسی چشمِ تماشا کی مجھے
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

بالاتر: (با۔لا۔تر) زیادہ مرتبے والا۔زیادہ بلند۔

(ق۔ل)

شورشِ میخانۂ انساں سے بالاتر ہے تو
زینتِ بزمِ فلک ہو جس سے، وہ ساغر ہے تو
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

بالائے طاق رکھنا: (با۔لا۔اے۔طاق۔رَکھنا) بھلا دینا۔

(ف۔ل)

شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رندِ لم یزل
رکھ کے میخانے کے سارے قائدے بالائے طاق
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

بال بال: (بال۔بال) یک لخت۔

(ف۔ش)

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال
(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

بالد: (با۔لِد) بڑھتا ہے۔

کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہوا
گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۱)

بال و پر: (با۔لُو۔پَر) پرند جانور کے بازو اور پر۔

(م۔ل)

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کردے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۸)

بالی: (با۔لی) کان میں پہننے کا چھوٹا سا حلقہ۔خرد حلقۂ گوش۔

(ف۔آ)

چرخ نے بالی چرالی ہے عروسِ شام کی؟
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی؟
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

بالیدہ: (با۔لی۔دَہ) بڑھا ہوا۔

(ف۔ع)

سیکڑوں نخل ہیں، کاہیدہ ہیں، بالیدہ بھی ہیں
سیکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

بام: (بام) کوٹھا۔چھت۔بالاخانہ۔اٹاری۔

(ف۔آ)

اے جہاں آباد! اے گہوارۂ علم و ہنر
ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

بام عرش کے طائر: (با۔مِ۔عَرش۔کے۔طا۔اِر۔) لغوی معنی عرش کی چھت کے پرندے فرشتے مراد ہیں۔

(ش۔ب۔د۔ص۱۰۹)

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں
کہ بامِ عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۰)

باندار: (بَ۔اَن۔دَار) انداز سے۔

کنارِ دریا خضر نے مجھ سے کہا باندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

باندھنا: (باندھ۔نا) لکھنا۔بیان کرنا۔عبارت یا نظم میں لانا۔جیسے مضمون باندھنا۔شعر باندھنا۔ (ف۔آ)

باندھا مجھے جو اس نے تو چاہی مری نمود
تحریر کردیا سرِ دیوانِ ہست و بود
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

بانکپن: (بانک۔پن) ا۔وضع داری جوخودنمائی کے ساتھ ہو۔آن وانداز۔ ۲۔شرارت۔سرکشی۔شہدپن۔کجروی۔
(ف۔آ)

اب کہاں وہ بانکپن! وہ شوخی طرزِ بیاں!
آگ تھی کافور پیری میں جوانی کی نہاں
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

بانکپن: (بانک۔پن) ا۔ٹیڑھا پن۔ترچھا پن۔ ۲۔چھیلا پن۔البیلا پن۔ (ف۔آ)

صوفی نے جس کو دل کے ظلمت کدے میں پایا
شاعر نے جس کو دیکھا قدرت کے بانکپن میں
(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

بانکی: (بان۔کی) بانکا کی تانیث۔البیلا۔
(ف۔ل)

حسن ودلکش مراد ہے۔
رنگیں کیا سحر کو، بانکی دلہن کی صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کو آرسی دی
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

بانگ: (بانگ) آواز۔صدا۔
(ف۔آ)

نغمۂ یاس کی دھیمی کی صدا اٹھتی ہے
اشک کے قافلے کو بانگِ درا اٹھتی ہے
(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

بانگ درا: (بان۔گِ۔دَ۔را) قافلے کی رخصت کے وقت گھنٹی کی آواز۔ (ف۔ل)

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا
غیر یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

بانگ رحیل: (بان۔گِ۔رَ۔حیل) کوچ کرنے/روانہ ہونے/کا اعلان۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۶۵)

اے رہینِ خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

بانگ سرافیل: (بان۔گِ۔سِ۔رَا۔فیل) وہ آواز جو حضرت اسرافیل محشر کے روز ایک مرتبہ مارنے کے لئے اور دوسری مرتبہ ساری مخلوق کو زندہ کرنے کے لئے چالیس سال کے فاصلے سے نکالیں گے۔ (ف۔آ)

فطرت کے تقاضوں سے ہوا حشر پہ مجبور
وہ مردہ کہ تھا بانگِ سرافیل کا محتاج
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۹)

بانگ ہزار: (بان۔گِ۔ہ۔زار) بلبل کی آواز۔ (ترکوں کا جہاد وغیرہ)۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۰)

کنار زابداں بر گیر و بیباکانہ ساغر کش
پس از مدت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

بانو: (با۔نُو) خاتونِ خانہ۔بیوی۔شہزادی۔(ف۔آ)
"ملکۂ قیصر مراد ہے۔"

ہے چمکنے میں مزا حسن کا زیور بن کر
زینتِ تاجِ سرِ بانوئے قیصر بن کر
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

باہم: (با۔ہَم) مل جل کر۔آپس میں میل ملاپ سے۔ایک دوسرے کے ساتھ۔بالاشتراک۔بالاتفاق۔(ف۔آ)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

باہمی: (با۔ہَ۔می) آپس کا۔ساتھ کا۔
(ف۔ل)

ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

باید: (با۔یَد) چاہیے۔
(ف۔ع)

خلوت از اغیار باید، نے زیار
پوستیں ببر دے آمد، نے بہار
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۴)

ببول: (ب۔بُول) ایک خاردار درخت جسے ہندی میں کیکر۔فارسی میں مغلیاں کہتے ہیں۔اس کی چھال سے چمڑا رنگتے اور شراب کا خمیر اٹھاتے ہیں۔ (ف۔آ)

اسی کے بیاباں اسی کے ببول
اسی کے ہیں کانٹے، اسی کے ہیں پھول
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

بتان: (بُ۔تان) بت کی جمع۔ذی روح یعنی پیارے۔
(ف۔ع)

بتانِ عجم سے غیر اسلامی طور طریقے مراد ہیں۔

تمدن، تصوف، شریعت، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

بتان رنگ و خوں: (بُ۔تا۔نِ۔رَنگ۔خُوں) رنگ۔نسل۔قبیلے وغیرہ کا تعصب۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۲)

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

بتانِ عصرِ حاضر: (بُ۔تا۔نِ۔عَص۔رِ۔حا۔ضِر) مراد جدید مغربی انداز کی تعلیم (جس میں مادہ پرستی پر زور ہے) حاصل کرنے والے نوجوان۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۳۹)

یہ بتانِ عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ! نہ تراشِ آزرانہ!
(غزل ۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

بتخانہ: (بُت۔خا۔نَہ) مندر۔شوالہ۔مورت گھر۔
(ف۔آ)

اٹھیں گے آزر ہزاروں شعر کے بت خانے سے
مے پلائیں گے نئے ساقی نئے پیمانے سے
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

بتر: (ب۔تَر، بَتَر) بدتر۔ابتر۔

(ف۔ع)

یقیں مثل خلیل آتش نشینی!
یقیں اللہ مستی ، خود گزینی!
سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتر ہے بے یقینی!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

بت شکن: (بُت۔شِ۔کَن) بت توڑنے والا۔موحد۔

(ف۔ل)

بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آزر ہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

بت شکنی: (بُت۔شِکَ۔نی) بتوں کو توڑنا۔

(م۔ل)

تجھ کو چھوڑا کہ رسولِ عربی کو چھوڑا؟
بت گری پیشہ کیا؟ بت شکنی کو چھوڑا؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۸)

یہ اشارہ ہے سلطان محمود غزنوی کی جانب جس نے سومناتھ کے پجاریوں سے یہ کہا تھا کہ میں تاریخ میں بت فروش نہیں ہونا چاہتا۔ (ش۔ب۔د۔ص۲۸۷)

قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

بت کدہ: (بُت۔ک۔دَہ) مندر۔مورتی۔پوجا کی جگہ۔

(ف۔ل)

کعبے میں بت کدے میں ہے یکساں تری ضیا
میں امتیاز دیر و حرم میں پھنسا ہوا

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

بجا: (بَ۔جا) ا۔جا سے۔ٹھیک۔درست۔بیشک۔ راست۔صحیح۔ ۲۔مناسب۔جائز۔ (ف۔آ)

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصۂ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

بجز: (بَ۔جُز) سوائے۔

(ف۔ع)

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گل گوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظ و پند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

بجلی: (بِج۔لی) برق۔وہ چمک یا شعلہ جو بادلوں کی رگڑ سے پیدا ہوتا ہے۔دامنی۔گاج۔ (ف۔آ)

کیا وہاں بجلی بھی ہے، دہقاں بھی ہے، خرمن بھی ہے؟
قافلے والے بھی ہیں؟ اندیشۂ رہزن بھی ہے؟

(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

بحث: (بَح۔ث) ا۔تکرار۔مباحثہ۔مکالمہ۔تقریر۔ حجت۔دلیل۔ ۲۔جھگڑا۔اختلاف۔ (ف۔آ)

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
کہ خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند

(آزادیٔ نسواں۔ض۔ک۔ص۵۵۷)

بحر: (بَح۔ر) سمندر۔بڑا دریا۔

(ف۔ع)

کبھی صحرا کبھی گلزار ہے مسکن میرا
شہر و ویرانہ مرا، بحر مرا، بن میرا

(ابر کوہسار۔ب۔د۔ص۳۷)

بحر بیکراں: (بَح۔رِ۔بے۔کَ۔راں) وہ دریا جس

کی انتہا نا معلوم ہو۔ (م۔ل)

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

بحر و بر: (بَح۔رُو۔بَر) ۱۔تری اور خشکی۔ ۲۔تمام دنیا۔

(ل۔ف)

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے
فرنگ رہگذرِ سیلِ بے پناہ میں ہے!

(غزل۴۸۔ب۔ج۔ص۳۶۱)

بحری: (بَح۔ری) دریا کے رہنے والے۔دریائی۔بحر سے منسوب۔ (م۔ل)

(ایک بحری قزاق اور سکندر۔ض۔ک۔ص۶۱۷)

بخار: (بُ۔خار) بھاپ۔ (ف۔ع)

بخار جمع بخارات۔

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہے محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات!

(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

بخاری: (بُ۔خا۔ری) شہر بخارا کا رہنے والا۔(ف۔آ)

مراد ترکستان کا باشندہ۔

اک بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی!
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی

(ایک حاجی مدینے کے راستے میں۔ب۔د۔ص۱۶۱)

بخشش: (بَخ۔شش) انعام۔عطیہ۔

(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

بخشنا: (بَخ۔نا) دینا۔عطا کرنا۔مرحمت کرنا۔

(ف۔آ)

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک!

(غزل۴۹۔ب۔ج۔ص۳۶۱)

بخود نمی سازی: (بَ۔خُد۔نَ۔می۔سا۔زی) اپنی ذات کے اقتضا پر عمل نہیں کرتا۔بخود ساختن یہ اقبال کی مشہور اصطلاح اور محبوب اصطلاح ہے بلکہ ان کے فلسفہ کی بنیاد ہے۔ اس کے معنی ہیں اپنی ذات کے اقتضا پر عمل کرنا۔

(ش۔ا۔ح۔ص۳۳۱۔۳۲۸)

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

بخیل: (بَ۔خیل) کنجوس۔

(ف۔ع)

غضب ہے عین کرم میں بخیل ہے فطرت
کہ لعلِ ناب میں آتش تو ہے شرارہ نہیں!

(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

بخیلی: (بَ۔خی۔لی) کنجوسی۔

(ف۔ع)

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے؟
[illegible] سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی [illegible] رزاقی نہیں ہے

(رباعی۔۔۔۔ج۔ص۱۱۱)

بخیہ: (بَخ۔یَہ) ایک قسم کی مضبوط اور پاس پاس سیون۔ذوہرا ٹانکا۔پکا ٹانکا۔ (ف۔آ)

الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھادے
اسے ہے سودائے بخیہ کاری، مجھے سرِ پیرہن نہیں ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۵)

بد: (بَدْ) برا۔ Syphylite or swelling of any of the glands. (م۔ل)(ہ۔ڈ۔پ)

بیچاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
ڈر ہے خبر بد نہ مرے منھ سے نکل جائے
(جمعیتِ اقوام۔ض۔ک۔ص۶۱۸)

بدآموز: (بَد۔آ۔مُوز) جس کی تعلیم ناقص ہو۔

(ف۔ع)

ہے بد آموزیٔ اقوام و ملل کام اس کا
اور جنت میں نہ مسجد، نہ کلیسا، نہ کنشت!
(ملا اور بہشت۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

بدخو: (بَد۔خُو) خراب عادت۔

(ف۔ع)

"زہر درم تند و بد خو مباش
تو باید کہ باشی، درم گو مباش"
(خودی۔ب۔ج۔ص۴۵۲)

بدست: (ب۔دَست) ہاتھ میں۔قبضہ میں۔اختیار میں۔

بدستِ مانہ سمر قند و نے بخارا ایست
دعا بگو ز فقیراں بہ ترک شیرازی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ج۔ص۲۸۶)

بدظن: (بَد۔ظَن) بدگمان۔مشکی۔

(ف۔آ)

شوقِ پرواز میں مجبورِ نشیمن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

بدگمان: (بَد۔گ۔مان) برا شبہ کرنے والا۔

(ف۔ع)

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بد گماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

بدلی: (بَد۔لی) بادل کا چھوٹا ٹکڑا۔ابر۔گھٹا۔

(ف۔آ)

ہے ترے خیمۂ گردوں کی طلائی جھالر
بدلیاں لال سی آتی ہیں افق پر جو نظر
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۴)

بدمست: (بَد۔مَست) متوالا۔

(ف۔ع)

خودی جلوہ بد مست خلوت پسند!
سمندر ہے اک بوند پانی میں بند!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

بدنصیب: (بَد۔نَ۔صِیب) بری قسمت والا۔

(ف۔ع)

کیا بد نصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، میں قید میں پڑا ہوں
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

بدوی: (ب۔دَ۔وی) عرب کا گنوار۔ (ف۔ع)

عموماً دیہاتی۔

جسور و زیرک و پُردم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری
(انتساب۔ض۔ک۔ص۶۱۴)

بر: (بَر) اوپر۔بالا۔بلند۔

(ف۔آ)

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من بر چید و رفت
اند کے برغنچہ ہائے آرزو بارید و رفت
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

بر: (بَر) خشک زمین۔بیابان۔

(ف۔ع)

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے
فرنگ رہ گذرِ سیلِ بے پناہ میں ہے!
(غزل۴۸۔ب۔ج۔ص۳۶۱)

بر: (بِ) ا۔بعض کلمات کے شروع میں زائد بھی ہوتا ہے جیسے برعکس۔برجستہ وغیرہ۔ ۲۔مصدر بردن کا اسم فاعل بمعنی اٹھانے والا۔لے جانے والا۔مرکبات میں مستعمل ہے جیسے نامہ بر۔دل بر۔

(ف۔ل)

خورشید ، وہ عابدِ سحر خیز
لانے والا پیامِ "بر خیز"
(انسان۔ب۔د۔ص۱۲۷)

برادری: (بِ۔رَا۔دَ۔رِی) ا۔قوم ذات۔ ۲۔قرابت۔ ۳۔گروہ۔جماعت۔سنگت۔

(ف۔آ)

آنکھوں سے ہیں ہماری غائب ہزاروں انجم
داخل ہیں وہ بھی لیکن اپنی برادری میں
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

براق: (بُ۔رَاق) ہر چمکیلی چیز۔

(ف۔ع)

نہ کر افرنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی برّاقی!
(غزل۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

براں: (بُ۔رَاں) کاٹنے والی۔تیز۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۵۹)

ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
برّاں صفتِ تیغ دو پیکر نظر اس کی!
(تقدیر۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

بربط: (بُ۔بَط) ایک باجہ۔

(ف۔ع)

کنایہ ہے فنِ شاعری سے۔
محفلِ ہستی تری بربط سے ہے سرمایہ دار
جس طرح ندّی کے نغموں سے سکوت کوہسار
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

برتر: (بُ۔تَر) بلند۔افضل۔

(ف۔ع)

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

برچید: (بُ۔چِید) (برچیدن سے فعل ماضی مطلق واحد کا صیغہ) یعنی اس نے چنا۔

(ف۔ع)

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچید و رفت
اند کے برغنچہ ہائے آرزو بارید و رفت
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

برحق: (بُ۔حَق) سچ۔درست۔

(ف۔ع)

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
(امامت۔ض۔ک۔ص۵۱۱)

برخاست: (بَر۔خاست) علیحدگی۔انتہا۔ (ف۔ع)

''سرکشی باھر کہ کردی رام او باید شدن
شعلہ ساں از ہر کجا برخاستی آنجانشیں''
(تضمین برشعرِ ابوطالب کلیم۔ب۔د۔ص۲۲۱)

برد: (بَرد) سردی۔جاڑا۔ٹھنڈ۔ (ف۔ع)

در بیابانِ طلب پوستہ می کوشیم ما
موجِ بحر یم و شکستِ خویش برد و شیم ما
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

بردار: (بَر۔دار) مصدر برداشتن کا اسم فاعل بمعنی اٹھانے والا۔مرکبات میں مستعمل ہے جیسے حکم بردار۔ (ف۔ل)

مژدہ اے پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز!
بعد مدت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہے ہوش
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

بردمندی: (بَرد۔مَن۔دی) سرسبز ہونے/پھل دینے کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۷)

نخلِ اسلام نمونہ ہے برد مندی کا
پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

بردوشیم: (بَر۔دُو۔شیم) ہمارا کاندھا۔ (ف۔ع)

در بیابانِ طلب پوستہ می کوشیم ما
موجِ بحر یم و شکستِ خویش برد و شیم ما
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

برزخ: (بَر۔زَخ) مرنے کے بعد سے قیامت تک کا زمانہ۔ (م۔ل)

(عالمِ برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۱)

برق: (بَرق) ا۔بجلی۔صاعقہ۔دامنی۔گاج۔۲۔مشاق۔تیز۔چالاک۔ (ف۔ع)

کرتا ہے یہ طواف تری جلوہ گاہ کا
پھونکا ہوا ہے کیا تری برقِ نگاہ کا؟
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

برکت: (بَر۔کَت) نیک بخشی۔افزائش۔ Good fortune. blessing (ف۔ع) (ہ۔ڈ۔پ)

وہ صاحبِ فن چاہے تو فن کی برکت سے
ٹپکے بدن مہر سے شبنم کی طرح نمو!
(محراب گل افغان کے افکار۔ض۔ک۔ص۶۲۹)

برکنند: (بَر۔ک۔کَند) اکھیڑنا۔ (ف۔ع)

دانہ باشی مراکانت برچند!
غنچہ باشی کو دکانت برکنند!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۲)

برگ: (بَرگ) پتا۔پات۔ (ف۔آ)

میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے
میں چمن سے دور ہوں، تو بھی چمن سے دور ہے
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۱)

برگستوانی: (بَر۔گستوان۔ی) ایک لباسِ جنگ۔

پاکمر۔ (ف۔ع)

مراد ہے سامان جنگ۔

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۸)

برگشتہ: (بَر۔گَش۔تَہ) سرکش۔منحرف۔باغی۔پھرا ہوا۔

(ف۔آ)

ہے تو گورستاں مگر یہ خاک گردوں پایہ ہے
آہ! اک برگشتہ قسمت قوم کا سرمایہ ہے

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۰)

برگ گل: (بَر۔گِ۔گُل) گلاب کی پتی۔گلاب کی پنکھڑی۔ (ف۔آ)

سفینۂ برگِ گل بنالے گا قافلہ موِر ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش، مگر یہ دریا سے پار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص ۱۴۱)

برگ وبار: (بَر۔گُو۔بار) پھول اور پتے۔

(ف۔ل)

کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ وبر پیدا

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۸)

برگ وساز: (بَر۔گُو۔سَاز) ساز وسامان۔زندگی کا سامان۔ (ف۔ل)

سفر زندگی کے لئے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۸)

برنا وپیر: (بَر۔نا۔پیر) جوان اور بوڑھا۔مجازاً ہر کس و ناکس۔ہر چھوٹا بڑا۔ہر شخص۔ (م۔ل)

آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو
لاکھوں میں ایک بھی ہو اگر صاحبِ یقیں!

(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص ۶۳۸)

برنائی: (بَر۔نا۔ائی) جوانی۔

(ف۔ع)

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمت خواہ برنائی

(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص ۲۴۴)

برندہ: (بُ۔رِن۔دَہ) کاٹنے والا۔

(ف۔ع)

اک نکتہ مرے پاس ہے شمشیر کی مانند
برندہ و صیقل زدہ و روشن و براق

(کافر ومومن۔ض۔ک۔ص ۵۰۶)

بروز: (بُ۔رُوز) لغ۔ظاہر ہونا۔باہر نکلنا۔

اقبال نے مارکس کو مزدک کا بروز قرار دیا ہے۔"بروز" فلسفہ اشراق کی اصطلاح ہے اس سے مراد ہے کسی شخص میں کسی دوسرے شخص کی (جو وفات پا چکا ہو) بعض یا تمام صفات کا ظہور ہونا یعنی اقبال کی رائے میں حکیم مزدک نے جو ایران میں پانچویں صدی میں پیدا ہوا تھا۔انیسویں صدی میں حکیم مارکس کی روح میں اپنا ظہور کیا ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص ۴۳)

وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص ۶۵۲)

بروقت: (بَر۔وَقت) عین موقع پر۔حسب موقع۔ٹھیک وقت پر۔ (ف۔آ)

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
(پنجاب کے پیرزادوں سے۔ب۔ج۔ص۴۵۰)

بروں: (ب۔رُوں) باہر۔سوا۔بیرون۔

(ف۔ع)

خود آگہاں کہ ازیں خاک داں بروں جستند
طلسمِ مہر و سپہر ستارہ و بشکستند!
(مسعودمرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

برہ: (ب۔رَہ، بُر۔رَہ) بکری یاہرن وغیرہ کا بچہ۔

(ف۔ع)

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش!
ہر گرگ کو ہے برۂ معصوم کی تلاش!
(ابی سینیا۔ض۔ک۔ص۶۰۷)

برہان: (بُر۔ہان) دلیل۔

(ف۔ع)

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان!
(مردمسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

برہم: (بُر۔ہَم) الٹ پلٹ۔

(ف۔آ)

چمک تارے سے مانگی، چاند سے داغِ جگر مانگا
اڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زلفِ برہم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

برہم: (بُر۔ہَم) خفا۔ناراض۔رنجیدہ۔

(ف۔آ)

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

برہنہ: (ب۔رَہ۔نَہ) ننگا۔عریاں۔کھلا۔بے ستر۔

(ف۔آ)

کبھی جو آوارۂ جنوں تھے، وہ بستیوں میں پھر آبسیں گے
برہنہ پائی وہی رہے گی، مگر نیا خارزار ہوگا
(مارچ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

برہنہ پائی: (ب۔رَہ۔نَہ۔پا۔ائی) ننگے پاؤں ہونا۔

(م۔ل)

ہیں عقدہ کشا یہ خارِ صحرا
کم کر گلۂ برہنہ پائی!
(غزل۳۱۔ب۔ج۔ص۳۴۶)

برہنہ سر: (ب۔رَہ۔نَہ۔سَر) ننگے سر مراد غلامی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۷۹)

برہنہ سر ہے تو عزمِ بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کلاہ!
(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۳۸)

برہنہ شمشیریں: (ب۔رَہ۔نَہ۔شم۔شی۔رَین) ایسی تلواریں مراد قومیں جو اپنی آزادی کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۰)

قلندرانہ ادائیں ، سکندرانہ جلال
یہ اتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

بری: (ب۔رِی) پاک۔بے قصور۔الگ۔بے زار۔

(ف۔ع)

نہ مشرق اس سے بری ہے، نہ مغرب اس سے بری
جہاں میں عام ہے قلب و نظر کی رنجوری!
(مشرق ومغرب۔ض۔ک۔ص۶۲۲)

بریدہ: (بُ۔ری۔دَہ) کاٹا ہوا۔
(ف۔ع)

شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
نہ آشنا ہے قاعدۂ روزگار سے
(پیوستہ رہ شجر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۸)

بڑبڑانا: (بَڑ۔بڑ۔نا) زیرلب کچھ کہنا۔ چپکے چپکے بکنا۔
(ف۔ل)

دودھ کم دوں تو بڑبڑاتا ہے
ہوں جو دبلی ،تو بیچ کھاتا ہے
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

بزم: (بَزم) محفل۔مجلس۔محفلِ نشاط۔سماج۔سوسائٹی۔
(ف۔آ)

زیبِ محفل ہے، شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت بزمِ ہستی میں تجھے حاصل نہیں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

حسن کی بزم سے عاشقانہ زندگی مراد ہے۔

شمع تو محفلِ صداقت کی
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

بزمِ جہاں: (بَزمِ۔جَ۔ہاں) دنیا کی محفل۔
(ش۔ب۔د۔ص۷۰)

بزمِ جہاں میں مَیں بھی ہوں اے شمع دردمند
فریاد درگر صفتِ دانۂ سپند
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

بزمِ سخن: (بَزمِ۔سِ۔خن) شعرخوانی کی محفل۔ مشاعرہ۔
(ف۔ل)

آج لیکن ہمنوا! سارا چمن ماتم میں ہے!
شمع روشن بجھ گئی ، بزمِ سخن ماتم میں ہے!
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

بساط: (ب۔ساط) دسترس۔حوصلہ۔ہمت۔قدرت۔ طاقت۔قوت۔
(ف۔آ)

تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے؟
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
(اک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

بساط: (ب۔ساط) ۱۔مقدور۔حیثیت۔ ۲۔اصل۔ حقیقت۔
(ف۔آ)

میری بساط کیا ہے؟ تب و تابِ یک نفس!
شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۰۱)

بست: (بَست) بستہ کا مخفف۔بندھا ہوا۔
(ف۔آ)

مقامِ بست و شکست و فشار و سوز و کشید
میانِ قطرۂ نیسان و آتشِ عنصی!
(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

بستان: (بُس۔تان) بوستان کا مخفف۔باغ۔
(ف۔ل)

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

بستہ: (بَس۔تہ) ا۔بندھا ہوا۔ ۲۔منجمد۔جمع ہوا۔

(ف۔آ)

بستۂ رنگِ خصوصیت نہ ہو میری زباں
نوعِ انساں قوم ہو میری ، وطن میرا جہاں

(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

بستی: (بَس۔تی) گاؤں۔قصبہ۔آبادجگہ۔

(ف۔آ)

تھم ذرا بیتابیِ دل! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

بستی: (بَس۔تی) کنایہ ہے دنیا سے۔

میں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر
جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیونکر؟

(انسان اور۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۵)

بسر کرنا: (بَ۔سَر۔کَر۔نا) ا۔گزارنا۔اوقات گذاری کرنا۔ بھرنا۔ بھوگنا۔ ۲۔پورا کرنا۔انجام کو پہنچانا۔ نباہنا ۔زندگی کو پورا کرنا۔ (ف۔آ)

قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی، لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا

(حضورِ رسالت۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۹۷)

بسکہ: (بَس۔کہ) ا۔چونکہ۔ ۲۔القصہ۔حاصل کلام۔ غرض کہ۔ (ف۔ل)

بس کہ میں افسردہ دل ہوں ، درخورِ محفل نہیں
تو مرے قابل نہیں ہے، میں ترے قابل نہیں

(رخصت اے۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۳)

بسمل: (بِس۔مِل) عاشق۔مفتوں۔مبتلا۔مضطر۔ مشغوفِ محبت۔ (ف۔آ)

لطف کلام کیا جو نہ ہو دل میں دردِ عشق
بسمل نہیں ہے تو، تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

بسمل: (بِس۔مِل) گھایل۔مجروح۔زخمی۔

(ف۔آ)

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

بسم اللہ: (بِس۔مِل۔لاہ) (لغوی: شروع اللہ کے نام کے ساتھ) قرآن کی آیت۔بسم اللہ الرحمن الرحیم. (شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔) کا مخفف ہے۔ یہ آیت قرآن کی ہر سورت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے کیا جانا باعث ثواب و برکت ہے۔ اعداد جمل کے حساب سے پوری بسم اللہ کے عدد ۷۸۶ نکلتے ہیں جو کہ بعض مواقع پر بسم اللہ کے بجائے تحریر کیے جاتے ہیں۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۵۳)

مگر خروش پہ مائل ہے تو تو بسم اللہ
"بگیر بادۂ صافی ، بیانگِ چنگ و بنوش"

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

بس میں: (بَس۔مِیں) قابو میں۔اختیار میں۔

(ف۔آ)

آتیں نہیں صدائیں اس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں

(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

بسوہ دار۔(ب۔سَ۔وہ۔دار) کسی بڑے زمیندار کے ماتحت چھوٹا زمیندار۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۱۰)

اور یہ بسوہ دار بے زحمت
پی گیا سب لہو اسامی کا
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

بسوہ داری: (ب۔س۔وِہ۔دَاری) زمینداری۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۱۲)

چٹے بٹے ایک ہی تھیلی کے ہیں
ساہوکاری، بسوہ داری ، سلطنت
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

بسیرا: (ب۔سِیَ۔رَا) ا۔پرندوں کا شب کے وقت آرام کرنا۔ ۲۔رات کو ٹھہرنے کی جگہ۔سرائے۔تکیہ۔(ف۔آ)

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!
(ایک نوجوان کے نام۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

بشریت: (بَ۔شَ۔رِیَت) آدمیت۔

(ف۔ع)

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

بشنو: (بِش۔نُو) شنیدن بمعنی سننا۔مصدر سے امر واحد کا صیغہ بمعنی سن۔

بچو نے از نیستانِ خود حکایت می کنم
بشنو اے گل! از جدائیہا شکایت می کنم
(گل پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

بشیر و نذیر: (بَ۔شِیر۔وَ۔نَ۔ذِیر) ''بشیر و نذیر'' رسول کریم کے القاب ہیں جو قرآن مجید میں وارد ہیں مثلاً۔وما ارسلنک الا کآفتہ للناس بشیراً وّ نذیراً ولکن اکثر الناس لا یعلمون. اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۸۶)

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے، آئینہ دار نذیری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

بشیری: (بَ۔شِی۔رِی) جنت کی خوشخبری دینے کی کیفیت۔دینی قیادت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۹)

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے، آئینہ دار نذیری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

بصر: (بَصَر) بینائی۔آنکھ۔

(ف۔ع)

تو کفِ خاک و بے بصر! میں کفِ خاک و خود نگر!
کشتِ وجود کے لئے آبِ رواں ہے تو کہ میں!
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۲۰)

بصیر: (بَ۔صِیر) دانا۔بینا۔ (ف۔ع)

نابصیری سے اندھاپن مراد ہے۔

دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی
دوئی چشمِ تہذیب کی نا بصیری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

بصیرت: (بَ۔صِی۔رَت) یقین۔دانائی قلب۔

(ف۔ع)

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش
مجبور ہیں، معذور ہیں مردانِ خردمند
(آزادیٔ نسواں۔ض۔ک۔ص۵۵۷)

اہل بصیرت سے مراد ہے [illegible]

اے شیخ و برہمن سنتے ہو کہ اہل حرم کیا کہتے ہیں؟
گردوں نے کتنی بلندی سے تم کو خبردار کیا ہے

(طلوع اسلام۔ ب۔ د۔ ص ۵۰)

بطن: (بطن) ا۔ بھیتر۔ اندر۔ ۲۔ پیٹ۔ شکم۔

(ف۔ آ)

سیکڑوں گل ہیں کاہیدہ بھی، بالیدہ بھی ہیں
سیکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں

(جواب شکوہ۔ ب۔ د۔ ص ۲۰۵)

بطن گیتی: (بطن۔ گی۔ تی) زمانے کا پیٹ۔ زمانے میں۔ (آ۔ ک۔ ا۔ ا۔ ص ۳۷۳)

آفتاب تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک!

(خضر راہ۔ ب۔ د۔ ص ۲۶۳)

بعد: (بع۔ د) پس۔ پیچھے۔

(ف۔ آ)

مژدہ اے پیمانہ بردار خمستان حجاز!
بعد مدت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہے ہوش

(شمع و شاعر۔ ب۔ د۔ ص ۱۸۸)

بغل گیری: (ب۔ غل۔ گی۔ ری) گلے ملنا۔

(ف۔ ل)

یہ مری آغوش میں بیٹھے ہوئے جنبش ہے کیا
روشنی سے کیا بغل گیری ہے تیرا مدعا؟

(بچہ اور شمع۔ ب۔ د۔ ص ۹۰)

بقا: (ب۔ قا) فنا کے برعکس۔ زندگی۔ پائیداری۔ قیام۔ وجود۔ دوام۔ ہمیشگی۔ (ق۔ ل)

[illegible] کر جو دیکھا تو فنا تھی وہ
قصہ گی، بکار تمنا ہو گئی وہ

(بقا اور فنا۔ ب۔ [illegible])

بگڑی بات: [illegible] (ب۔ گ۔ ی۔ بات۔ ت) خراب معاملہ کو سدھارنا۔ (ف۔ ل)

پھر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے؟
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے؟

(شکوہ۔ ب۔ د۔ ص ۱۹۳)

بلاد: (ب۔ لاد) بلدہ۔ جمع بلاد بمعنی شہر۔ ملک۔ (م۔ ل)

بلاد اسلامیہ سے اسلامی ممالک مراد ہیں۔

(بلاد اسلامیہ۔ ب۔ د۔ ص ۱۴۵)

بلا کا: (ب۔ لا۔ کا) غضب کا بنا ہوا۔ آتش کا پرکالہ۔ آفت کا ٹکڑا۔ (ف۔ آ)

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیب حاضر میں
بھڑک اٹھا بجھوکا بن کے مسلم کا تنِ خاکی

(تہذیب حاضر۔ ب۔ د۔ ص ۲۲۵)

بلبل: (بل۔ بل) عندلیب۔ گل دم۔ ایک خوش الحان پرند کا نام ہے جس کی دم کے نیچے سرخ گل ہوتا ہے اور شاعر اسے عاشق گل باندھتے ہیں۔ (ف۔ آ)

کام مجھ کو دیدۂ حکمت کے الجھیڑوں سے کیا
دیدۂ بلبل سے میں کرتا ہوں نظارہ ترا

(گل رنگیں۔ ب۔ د۔ ص ۲۱۲)

بلبل: (بل۔ بل) اشارہ ہے میرزا ارشد گورگانی دہلوی کی طرف۔ ان کی بہت [illegible] لاہور میں شعر و شاعری کا چرچا رہا۔ یہ شعر ان کی وفات پر پڑھا گیا۔ (آ۔ ک۔ ا۔ ا۔ ص ۹۳)

جس کے دم سے دلی و لاہور تھے پہلو ہوئے

آہ! اے اقبال، وہ بلبل بھی اب خاموش ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

بلبلِ دلی: (بُل۔بُ۔لِ۔دِل۔لی) کنایہ ہے داغ سے۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۳۹)

بلبلِ دلی نے باندھا اس چمن میں آشیاں
ہم نوا ہیں سب عنادل باغِ ہستی کے یہاں
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

بلبلِ شیراز: (بُل۔بُ۔لِ۔شی۔رَاز) مراد شیخ سعدی شیرازی (۱۱۹۳ء۔۱۲۹۱ء) شیراز میں دفن ہیں۔ ان کا مزار ''سعدیہ'' کہلاتا ہے۔ فارسی کے مشہور شاعر اور ''گلستان و بوستان'' کے مصنف ہیں۔ جنہوں نے خلافت عباسیہ کی تباہی و بربادی پر ایک دل ہلا دینے والا مرثیہ لکھا ہے جس کو انہوں نے اس شعر سے شروع کیا ہے۔

آسماں راحق بود گر خوں بیارد برزمن
برزوال ملک مستعصم امیر المومنین
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۱۲۵۔۱۹۱)(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۸۵)

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہان آباد پر
(صقلیہ۔ب۔د۔۱۳۴)

بلند: (بَ۔لَنْد) درازقد۔لمبا۔
(ف۔آ)

وہ جواں، قامت میں ہے جو صورت سروِ بلند
تیری خدمت سے ہوا جو مجھ سے بڑھ کر بہرہ مند
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

بلند: (بَ۔لَنْد) اونچا۔عالی۔رفیع۔برتر۔
(ف۔آ)

آں عزمِ بلند آوراں سوزِ جگر آور
شمشیر پدر خواہی بازوئے پدر آور
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

بلند بال: (بَ۔لَنْد۔بَال) بلند قامت۔درازقد۔بلندقد رکھنے والا۔ (م۔ل)

عشق بلند بال ہے رسم و رہِ نیاز سے
حسن ہے مستِ ناز اگر تو بھی جواب ناز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

بلند پروازی: (بُ۔لَنْد۔پَرْ۔وَا۔زِی) ۱۔اونچا اڑنا۔ ۲۔خودستائی۔ ۳۔عالی دماغ۔ (ف۔ل)

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبت زاغ!
(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۰۸)

بلندی: (بُ۔لَن۔دِی) اونچائی۔اونچان۔ارتفاع۔ رفعت۔ (ف۔آ)

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابر کہسار ہوں گلپاش ہے دامن میرا
(ابرِ کوہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

بلوچ: (بَ۔لُوچ) بلوچ یا بڈھے بلوچ سے بلوچستان کا خانہ بدوش بوڑھا بھی مراد ہوسکتا ہے اور مسلمان بھی۔ کیونکہ خانہ بدوش صحرانورد بلوچ کی طرح سچا مسلمان بھی کسی خطۂ زمین سے مستقل طور پر وابستہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ساری دنیا اس کا وطن ہے۔ وہ دنیاوی زندگی کو عارضی یقین کرتا ہے۔ وہ کہیں گھر نہیں بناتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دنیا میں میری مثال اس مسافر کی سی ہے جو کسی پل پر تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کی غرض سے بیٹھ گیا ہو۔ بلوچ سے مردِ مومن بھی مراد لے سکتے ہیں۔

(ش۔ا۔ہ۔ص۷۵۔۷۴)

(بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو۔ا۔ح۔ص ۶۵۷)

بن: (بَن) صحرا۔ بیابان۔ میدان۔ ریگستان۔

(ف۔آ)

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہر ان کے مٹ گئے، آبادیاں بن ہوگئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص ۱۸۷)

بن: (بَن) جنگل۔ مرغزار۔

(ف۔آ)

حسن بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بَن؟

(غزل ۷۔ب۔ج۔ص ۳۲۳)

بنا: (ب۔نا) جڑ۔ بنیاد۔ نیو۔ اصل۔ افتاد۔ (ف۔آ)

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۳۶)

بنا: (ب۔نا) شروع۔ آغاز۔ ابتدا۔ (ف۔آ)

میں باغباں ہوں محبت بہار ہے اس کی
بنا مثالِ ابد پائیدار ہے اس کی

(اخترِ صبح۔ب۔د۔ص ۱۱۵)

بَنایا ذرّوں کی تَرکیب سے کبھی عالَم: چوتھی صدی قبل مسیح میں ویم قراطیس نے یہ تعلیم دی کہ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے یہ دنیا محض ذراتِ مادی کی ترکیب کا نتیجہ ہے۔

ان ایکسی مینڈر (Anaximander) کے مطابق کائنات کو کسی بڑے دیوتا یا خدا نے خلق نہیں کیا بلکہ یہ تو بے ہیت مادے سے پیدا ہوئی ہے۔ دنیائیں ان گنت ہیں جو پیدا ہوتی اور پھر نابود ہوتی رہتی ہیں۔ زندگی کی ابتداء سمندر سے ہوئی اور اس کے بعد وہ خشکی پر پہنچی۔ این ایکسی مینڈر کے بعد این ایکسی مینز (Anaximenes) نے کہا کہ ابتدا میں ایک بے حد لطیف مادہ تھا جو پہلے گیس بنا، پھر مائع اور آخر میں ٹھوس ہوگیا۔ مگر سائنسی رویے کا سب سے بڑا علمبردار ہریکلیٹس (Heraclitus) تھا۔ جس نے کہا کہ ساری کائنات دائروں میں گھومتی ہے اور ہر دائرہ آگ پر ختم ہوتا ہے۔ تصادم ہی اصل حقیقت ہے؛ تصادم میں سے اشیاء وجود میں آتی ہیں۔ ہریکلیٹس کے بعد ایمپی ڈوکلیز (Empidocles) آیا جس نے ارتقا کے نظریے کو مزید آگے بڑھایا۔ اس نے کہا کہ جسمانی اعضا کی نمود ماحول کی ضروریات کے تابع ہے۔ آخر میں لیوی پس (Liuvcippus) اور ڈیموکرائٹس (Democritus) آئے جن میں سے لیوی پس نے کہا کہ ہر شے احتیاج کی تابع ہے اور ڈیموکرائٹس نے اسی بات کا اظہار کیا کہ کائنات میں ایٹم اور خلاء کے سوا کچھ نہیں۔ دنیائیں ان گنت ہیں، ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ ہر لحہ سیارے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں مر رہے ہیں اور نئی دنیائیں نراج سے عالم وجود میں آرہی ہیں، گویا ساری کائنات ایک مشین کی طرح ہے۔

(اقبال کے تصورات عشق وخرد۔ص ۱۰۔۹۔۸)

بنایا ذروں کی ترکیب سے کبھی عالم
خلافِ معنیِ تعلیمِ اہلِ دیں میں نے

(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص ۸۲)

بند: (بَند) قید۔ (ف۔ع)

خودی جلوہ بد مست و خلوت پسند!
سمندر ہے اک بوند پانی میں بند!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۹)

بندش: (بَن۔دِش) شعر کے اشعار کا حسب موقع اور باترتیب ہونا۔ (ف۔آ)

اگر چہ انسان کی تخلیق پائیدار نہیں ہے لیکن انسان اپنی ذات کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔

گوہر کو مشت خاک میں رہنا پسند ہے
بندش اگر چہ ست ہے مضموں بلند ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

بندگان: (بَند۔گان) بندہ کی جمع۔غلام۔خادم۔ملازم۔ (ف۔ل)

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

بندگی: (بَن رَد۔گی) عادت۔پرستش۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۲)

جہاں میں خواجہ پرستی ہے بندگی کا کمال
رضائے خواجہ طلب کن قبائے رنگیں پوش
(قرب سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۹)

بندگی: (بَن رَد۔گی) غلامی۔داس پن۔ (ف۔آ)

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بے کراں ہے زندگی
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

بندہ: (بَن۔دَہ) ۱۔غلام۔داس۔پابند۔ ۲۔فرمانبردار۔ (ف۔آ)

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۱)

بندۂ آزاد: (بَن۔دَہ۔ا۔آ۔زاد) ایسا شخص جو مذہبی قیود اور ضروریات زندگی سے بے پرواہو۔ (ف۔ل)

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد!
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۰۰)

بندہ پروری: (بَن۔دَہ۔پَر۔وَ۔ری) بندوں کو نوازنے کی کیفیت۔بندوں پر مہربانی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۰)

تری بندہ پروری سے مرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایتِ زمانہ!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

بندۂ مومن: (بَن۔دَہ۔ا۔مُو۔مِن) نیک مسلمان۔ زاہد۔(مزید دیکھئے مومن)

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بیباک ہے
(سیدکی۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۳)

بندہ نواز: (بَن۔دَہ۔نَ۔وَاز) ملازم بارگاہ۔غلام۔شاہی نوکر۔نیازمند۔ (ف۔آ)

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

بنگاہ: (بَنگ۔گاہ) کوٹھا۔مکان۔ (ف۔ع)

ہنگامے ہیں میرے تری طاقت سے زیادہ
بچتا ہوا بنگاہِ قلندر سے گذر جا!
(قلندر کی پہچان۔ض۔ک۔ص۵۰۳)

بنوازند: (بَ۔نَ۔وَا۔زَند) نوازیں۔

اخلاص عمل مانگ نیا گانِ کہن سے

''شاہاں چہ عجب گر بنو ازند گوارا!''

(بڑھے بلوچ۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۸)

بنیاد: (بُن۔یاذ) جڑ۔اصل۔نیو۔

(ف۔آ)

بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

(فردوس میں ایک مکالمہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

بنیاد: (بُن۔یاذ) طاقت۔مقدور۔استطاعت۔ بساط۔ حوصلہ۔ (ف۔آ)

ہے اگر قومیتِ اسلام پابندِ مقام
ہند ہی بنیاد ہے، اس کی، نہ فارس ہے، نہ شام

(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

بنی آدم: (ب۔نی۔آ۔دَم) آدمؑ کی اولاد۔انسان۔

(ف۔ل)

میری ہستی پیرہن عریانیِ عالم کی ہے
میرے مٹ جانے سے رسوائی بنی آدم کی ہے

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۰۶)

بو: (بُو) مہک۔شمیم۔

(ف۔آ)

ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو، وہ کلی نہیں ملتی

(حضور رسالت۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۹۷)

بوالبشر: (بَل۔ب۔شَر) حضرت آدمؑ کا لقب۔سب کا باپ۔ (ف۔آ)

[illegible]

(ضاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

بوالہوس: (بَل۔ہَو۔وَس) ا۔ہوس کا باپ۔ہوس ناک۔ ۲۔لالچی۔طامع۔حریص۔ (ف۔آ)

نرا نظارہ ہی اے بو الہوس! مقصد نہیں اس کا
بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھ کر چشمِ آدم کو

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

بوٹا: (بُو۔ٹا) ا۔چھوٹا درخت۔پودا۔ ۲۔پھول کا درخت۔ گلبن۔ (ف۔آ)

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

بود: (بُو۔د) وجود۔قیام۔ہستی۔

(ف۔ل)

ہے ترے نور سے وابستہ مری بود و نبود
باغباں ہے تری ہستی پئے گلزارِ وجود

(انسان کی بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

بود: (بُو۔د) تھا۔ (ف۔ع)

نمیگر دید کو تہ رشتۂ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۶)

بودن: (بُو۔دَن) ہونا۔رہنا۔

(ف۔ع)

[illegible]

(ف۔ع)

درلغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
تہی دست رفتن سوئے دوستاں
(سعدیؒ)(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۳)

بوسیدہ: (بُو۔سی۔دَہ) پرانا۔گلا۔سڑا ہوا۔

(ف۔ع)

دہقاں ہے کسی قبر کا اُگلا ہوا مردہ
بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیرِ زمیں ہے!
(گلہ۔ض۔ک۔ص۶۱۳)

بوند: (بُوند) قطرہ۔

(ف۔آ)

بوند اک خوں کی ہے تو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

بوقلمونی: (بُو۔قَلَ۔مُو۔نی) رنگارنگی۔

(ف۔ع)

مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بو قلمونی
وہ چاند، یہ تارا ہے، وہ پتھر یہ نگیں ہے
(دنیا۔ض۔ک۔ص۴۹۹)

بہا: (ب۔بہا) دام۔مول۔قیمت۔

(ف۔آ)

نگاہ ہو تو بہائے نظارہ کچھ بھی نہیں
کہ بیچتی نہیں قدرت جمال و زیبائی!
(نگاہ۔ض۔ک۔ص۵۶۶)

بہائے بادۂ اغیار: (ب۔بہا۔اِے۔با۔دَہ۔ا۔اَغ۔یار) غیروں کی شراب (طور طریقوں) کی قیمت۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۵)

نقدِ خودداری بہائے بادۂ اغیار تھی
پھر دکاں تیری ہے لبریزِ صدائے نا وَ نوش
(شمع وشاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

بہار: (ب۔ہار) سرسبزی۔بسنت رت۔

(ف۔ل)

اک چراہ گاہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۲)

بہاراں: (ب۔ہا۔رَاں) فصل ربیع۔بسنت رت۔

(ف۔ع)

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا
(زمین وآسمان۔ض۔ک۔ص۴۸۱)

بہانہ جو: (ب۔ہا۔نَہ۔جُو) بہانے ڈھونڈنے والا۔

(ف۔ع)

عین وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جو رہی میری نگاہِ بے ادب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

بہتر: (بہ۔تَر) اچھی چیز۔

(ف۔ع)

تو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدرواں نہیں دینِ شاہبازی!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۶)

بہر: (ب۔ہَر) واسطے۔باعث۔بہرہ۔

(ف۔ع)

یادِ ایامِ سلف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں
بحرِ تسکیں تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

بہر، بہرہ: (بَہْر۔بَہْ۔رَہ) نصیب۔حصہ۔بھاگ۔ قسمت۔ (ف۔آ)

کیا کہا؟ بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور
شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

بہرہ مند: (بَہْ۔رَہ۔مَند) صاحب نصیب۔ خوش قسمت۔خوش طالع۔اقبال مند۔فائدہ اٹھانے والا۔(ف۔آ)

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند
(اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

بہشت: (ب۔ہِش۔ت) جنت۔ (ف۔ع)

یہیں بہشت بھی ہے، حور و جبرئیل بھی ہے
تری نگاہ میں ابھی شوخیِ نظارہ نہیں
(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

بہشت بریں: (ب۔ہِشْ۔ب۔رِیں) سب سے اعلیٰ درجہ کی جنت۔ (ف۔ل)

تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تیری عنبریں، آب تیرا تابناک!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۶)

بہشتی: (ب۔ہِش۔تی) جنتی۔ (ف۔ع)

تجھ کو نہیں معلوم کہ حورانِ بہشتی
ویرانیِ جنت کے تصور سے ہیں غمناک؟
(ابلیس کی عرضداشت۔ب۔ن۔ص۴۵۴)

بھگت: (بھَگْ۔ت)(भक्त) عابد۔زاہد۔پارسا۔پرہیزگار۔ متقی۔ (ف۔آ)

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

بیابان: (ب۔یا۔بان) ا۔ریگستان۔صحرا۔جنگل۔دشت ۲۔ویرانہ۔اجاڑ۔ (ف۔آ)

دیا یہ حکم صحرا میں، چلو اے قافلے والو!
چمکنے کو ہے جگنو بن کے ہر ذرہ بیاباں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

بیابانی: (ب۔یا۔با۔نی) دشت کا رہنے والا یعنی سخت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۱۰)

یہ حسن و لطافت کیوں؟ وہ قوت و شوکت کیوں؟
بلبل چمنستانی، شہباز بیابانی!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۴۰)

بے آبرو: (بے۔آب۔رُو) بے عزت۔بے حرمت۔ بے حیا۔ (ق۔ل)

پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذِ رحمانی ہے تو!
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو!
(سید کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

بے ادب: (بے۔اَ۔دَب) حدِ ادب کو نگاہ میں نہ رکھنے والا۔گستاخ۔غیر مہذب۔ناشائستہ۔شوخ۔شریر۔(ف۔آ)

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں، سزا چاہتا ہوں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

بے آزار: (بے۔آ۔زار) بے ضرر۔

(ق۔ل)

آہ! کیوں دکھ دینے والی شے سے تجھ کو پیار ہے؟
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے یہ بے آزار ہے

(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۶)

بیاض: (بَ۔یاض) سادہ کتاب جس میں چیدہ مضامین یا منتخب اشعار لکھتے ہیں۔ (م۔ل)

(ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

بے اعتبار: (بے۔اِع۔تِ۔بار) جس پر اعتبار نہ ہو۔ ناقابل اعتبار۔ (ف۔ل)

اے ہوس! خوں روکہ ہے یہ زندگی بے اعتبار
یہ شرارے کا تبسم، یہ خسِ آتش سوار

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

بے اعتنائی: (بے۔اِع۔تِ۔نا۔اِی) بے پروائی۔

(ف۔ل)

اس قدر قوموں کی بربادی سے ہے خوگر جہاں
دیکھتا بے اعتنائی سے ہے یہ منظر جہاں

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

بیان: (بَ۔یان) تقریر۔گفتگو۔

(ف۔آ)

دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ معجز بیاں
ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۱۳)

بیان: (بَ۔یان) اظہار۔فصیح ہونا۔

(ف۔ع)

حاجت نہیں اے خطۂ گل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دل پرخوں کی ہے لالہ

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

بے اندازہ: (بے۔اَن۔دا۔زہ) ا۔بے حد۔ ۲۔بے قیاس۔بے انکل۔ (ف۔ل)

اس نشاط آباد میں گو عیش بے اندازہ ہے
ایک غم، یعنی غمِ ملت ہمیشہ تازہ ہے

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

بیان کرنا: (بَ۔یان۔کَر۔نا) ذکر کرنا۔کہنا۔ سرگزشت۔حال۔کیفیت۔ (ف۔آ)

گلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی 'ہری ہری'

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

بیباک: (بے۔باک) دلیر۔جری۔بہادر۔

(ف۔آ)

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے!
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے!

(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

بیباک: (بے۔باک) ا۔شوخ۔ ۲۔بے ادب۔

(ف۔ل)

عشق تھا فتنہ گرو سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک مرا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

بیباک: (بے۔باک) بے خوف۔نڈر۔

(ف۔آ)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

بیباکانہ: (بِے۔بَا۔کَا۔نَہ) بیباکی سے۔شوخی سے۔
(ف۔ل)

خوف کہتا ہے کہ "یثرب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ مسلم ہے، بیباکانہ چل"
(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

بیباکی: (بِے۔بَا۔کِی) شوخی۔شرارت۔بے حیائی۔
(ف۔ل)

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزاری، یہ بیباکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

بے بال و پر: (بِے۔بَا۔لُو۔پَر) ا۔بے طاقت۔
(ف۔ع)

عقابی شان سے جھپٹے تھے جو بے بال و پر نکلے
ستارے شام کو خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

بے برگ: (بِے۔بَرگ) ا۔پتوں کے بغیر۔ ۲۔ مجازاً بے نوا محتاج۔ (ف۔ل)

ریت کے ٹیلے پہ وہ آہو کا بے پروا خرام
وہ خضر بے برگ و ساماں، وہ سفر بے سنگ میل
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

بے بصر: (بِے۔بَ۔صَر) ا۔اندھا۔نابینا۔ ۲۔ناواقف۔ (ل۔ف)

تو بے بصر ہو تو یہ مانعِ نگاہ بھی ہے
وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک
(غزل۴۶۔ب۔ج۔ص۳۵۹)

بے بنیاد: (بِے۔بُن۔یَاد) جھوٹ۔غلط۔بے اصل۔
(م۔ل)

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد!
(غزل۵۰۔ب۔ج۔ص۳۶۲)

بے بہا: (بِے۔بَ۔بَا) بیش قیمت۔انمول۔
(ف۔آ)

بوند اک خوں کی ہے تو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۱)

بے پایاں: (بِے۔پَا۔یَاں) جس کا آخر نہ ہو۔بے انتہا۔طویل۔

"نمیگر دید کو تہ رشتۂ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم"
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۶)

بے پروا: (بِے۔پَر۔وَا) مستغنی۔بے غرض۔بے فکر۔غافل۔بے حاجت۔ (ف۔آ)

کعبہ پہلو میں ہے، اور سودائی بتخانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوق بے پروا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۵)

بیت: (بَیت) شعر۔ (ف۔ع)

اس بیت کا یہ مصرع اول ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار
(آزادیٔ شمشیر۔۔۔۔ض۔ک۔ص[illegible])

بیتاب: (بے۔تاب) بے چین۔مضطر۔مضطرب۔ بیقرار۔ (ف۔آ)

لاؤں وہ تنکے کہیں سے آشیانے کے لئے
بجلیاں بیتاب ہوں جن کو جلانے کے لئے
(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

میں مضطرب زمیں پر بیتاب تو فلک پر
تجھ کو بھی جستجو ہے ، مجھ کو بھی جستجو ہے
(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

بیتاب: (بے۔تاب) بے تحمل۔غیر متحمل۔وہ شخص جسے برداشت نہ ہو۔ (ف۔آ)

بہشت راہ میں دیکھا تو ہوگیا بیتاب
عجب مقام ہے، جی چاہتا ہے جاؤں برس
(نادرشاہ افغان۔ب۔ج۔ص۴۴۵)

بیتابی: (بے۔تا۔بی) اضطرابی۔بے چینی۔گھبراہٹ۔ شتاب زدگی۔جلدی۔ (ف۔آ)

علم کی انتہا ہے بیتابی
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

بے تاثیر: (بے۔تا۔ثیر) بے اثر۔ (ف۔آ)

نہ ہو جلال تو حسنِ جمال بے تاثیر
ترا نفس ہے اگر نغمہ ہو نہ آتشناک
(جلال وجمال۔ض۔ک۔ص۵۸۵)

بیت اللہ: (بے۔ت۔للاہ) خانۂ کعبہ۔خدا کا گھر۔مکہ معظمہ۔ (ف۔آ)

ہوئی ہے تربیت آغوشِ بیت اللہ میں تیری
دلِ شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی
(تضمین برشعر۔ب۔د۔ص۱۵۵)

بے تکلف: (بے۔ت۔کلف۔لف) ا۔بغیر بناوٹ۔بلا تصنع۔۲۔سیدھا۔سادا۔ (ف۔آ)

بے تکلف خندہ زن ہیں، فکر سے آزاد ہیں
پھر اسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

بے ثبات: (بے۔ث۔بات) ناپائے دار۔متزلزل۔فنا پذیر۔ (ف۔آ)

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر
کارِ جہاں بے ثبات ، کارِ جہاں بے ثبات!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات
ابھرتا ہے مٹ مٹ کے نقشِ حیات
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

بیچ کھانا: (بے رچ۔کھا۔نا) بیچ کر کھالینا۔ذائع کردینا۔ (ف۔ل)

دودھ کم دوں تو بڑبڑاتا ہے
ہوں جو دبلی تو بیچ کھاتا ہے
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

بے حجاب: (بے۔ح۔جاب) ا۔بے پردا۔ ۲۔کھلے خزانے۔ (ف۔آ)

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ ازل
چشمِ دل وا ہوتو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

بے حجابانہ: (بے۔ح۔جا۔با۔نہ) ا۔بے روک ٹوک۔

بے تکلف۔ ۲۔ کھلے خزانے۔ (ق۔ل)

شاخِ طوبےٰ پہ نغمہ ریز طیور
بے حجابانہ حور جلوہ فروش

(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

بے حجابی: (بے۔حِ۔جا۔بی) بے پردا ہونا۔ سامنے آنا۔ مراد کائنات میں خدا کے جلوے مختلف صورتوں میں نظر آنا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۳)

بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

بے حس: (بے۔حِس) سن۔ جو حرکت نہ کر سکے۔ جس میں تمیز یا احساس باقی نہ ہو۔ (ف۔ل)

مثالِ کشتیِ بے حس مطیعِ فرماں ہیں
کہو تو بستۂ ساحل رہیں، کہو تو بہیں

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

بے حضور: (بے۔حُ۔ضور) غائب۔ کھویا ہوا۔

(ف۔ع)

بے حضور و با فروغ و بے فراغ!
اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۲)

بے حضوری: (بے۔حُ۔ضو۔ری) غائب پن۔ دھیان نہ ہونا۔ (ف۔ع)

بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تُو تو بے حضور نہیں

(غزل۲۰۔ب۔ج۔ص۳۳۵)

بے خانماں: (بے۔خا۔نُ۔ماں) بے گھر۔ بے وطن۔ (ف۔ل)

کبھی آوارہ و بے خانما عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق
کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عریان و بے تیغ و سناں عشق!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

بے خبر: (بے۔خَ۔بَر) ناواقف۔ (ف۔آ)

بے خبر! تو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے!

شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

بے خبر: (بے۔خَ۔بَر) غافل۔ بے ہوش۔ مدہوش۔

(ف۔آ)

آہ! بد قسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھول کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر

(نانک۔ب۔د۔ص۲۳۹)

بے خبر: (بے۔خَ۔بَر) ناعاقبت اندیش۔ بے شعور۔

(ف۔آ)

ہمارا نرم رو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

بے خطر: (بے۔خَ۔طَر) بے اندیشہ۔ بے خوف۔

(ف۔ع)

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۱)

بے خواب: (بے۔خوا۔بْ) جس کی نیند اچاٹ ہو جائے۔

(م۔ل)

تخمِ گل کی آنکھ زیرِ خاک بھی بے خواب ہے
کس قدر نشو و نما کے واسطے بیتاب ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۳)

بیخوابی: (بے۔خوا۔بی) نیند نہ آنا۔

(ف۔ل)

فغانِ نیم شب شاعر کی بارِ گوش ہوتی ہے
نہ ہو جب چشمِ محفل آشنائے لطفِ بیخوابی
(عرفی۔ب۔د۔ص۲۳۸)

بیخودی: (بے۔خُو۔دی) خودی جب تک انفرادی زندگی میں ہے خودی ہے لیکن ایک فرد جماعت میں شامل ہوجاتا ہے تو اس کی حیثیت کچھ اور ہوجاتی ہے۔ وہ پہلے ناز ہوتا ہے اور پھر نیاز۔ وہ پہلے اگر قطرہ ہوتا ہے تو پھر سمندر بن جاتا ہے۔ وہ اگر خودی کی حالت میں محض ایک برگ گل تھا تو اب وہ ایک چمن زار ہے۔ فرد کی زندگی بغیر جماعت محدود ہے۔ اس انسان کو جو اس حدود سے گزرنے کے لئے بیتاب ہو، ''قطرہ وسعت طلب'' کہنا کیسا پیارا انداز ہے بظاہر قطرے کا وسعت کرنا کتنا ناممکن ہے لیکن قلزم بننا بھی کس قدر نمایاں ہے۔ کون اس حقیقت سے انکار کرسکتا ہے کہ پریشان افراد پھولوں کی پتیاں ہیں لیکن ایک جماعت میں شریک ہوکر وہی چمن بن جاتی ہیں۔

(اقبال کے پیغام کی نوعیت۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ص۲۵۔۲۴۔ بحوالہ اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ)

عطا درد ہوتا تھا شاعر کے دل کو
خودی تشنہ کامِ مئے بیخودی تھی
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

بیداد: (بے۔دا) ظلم وستم۔ جور و جفا۔ جبر و تعدی۔

(ف۔آ)

سراپا نالۂ بیدادِ سوزِ زندگی ہوجا!
سپند آسا گرہ میں باندھ رکھی ہے صدا تو نے
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

بیدادِ اجل: (بے۔دا۔دِ۔اَ۔جَل) ظالم موت۔ تقدیر کی جور و جفا۔

آرزو کو خون رلواتی ہے بیدادِ اجل
مارتا ہے تیر تاریکی میں صیادِ اجل
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

بیدار: (بے۔دار) خوابیدہ کا نقیض۔ جاگنا۔ ہوشیار۔

(ف۔آ)

عزائم کو سینوں میں بیدار کردے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کردے
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں!
(ایک نوجوان کے نام۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

بیدار دل: (بے۔دار۔دِل) دل آگاہ۔ ہوشیار۔

(ف۔ع)

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمت خواہ برنائی
(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

بیداری: (بے۔دا۔ری) جاگ۔ ہوشیاری۔

(ف۔آ)

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے!
ہم سے کم پیار ہے؟ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

بیداریٔ کائنات: (بے۔دا۔ری۔ا۔کا۔ا۔نات) کائنات/جہان کا برسرِعمل ہونا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۹)

خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات!
خودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

بے داغ: (بے۔داغ) بے قصور۔بے جرم۔بے گناہ۔ بے عیب۔ (ق۔ل)

لیکن یہ سنا اپنے مریدوں سے ہے میں نے
بے داغ ہے مانندِ سحر اس کی جوانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

بے داغ: (بے۔داغ) بے دھبا۔پاک۔صاف۔ (ف۔ع)

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ!
(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۰۸)

بیدرد: (بے۔درد) بے رحم۔سنگ دل۔کٹر۔ظالم۔ جھوٹا۔ (ف۔آ)

جلتی ہے تو کہ برقِ تجلی سے دور ہے
بیدرد تیرے سوز کو سمجھے کہ نور ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

بیدردی: (بے۔درد۔ی) بے رحمی۔درد نہ ہونا۔ (ف۔ع)

کہہ رہا ہے داستاں بے دردیٔ ایام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانۂ دہقانِ پیر
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۸)

بے دست و پا: (بے۔دس۔تو۔پا) عاجز۔مجبور۔ بے اختیار۔بے مددگار۔ (ف۔آ)

خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو!
(جبریل و ابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

بیدل: (بے۔دل) رنجیدہ۔دلگیر۔کبیدہ خاطر۔ناراض۔ دل برداشتہ۔افسردہ۔مغموم۔ (ف۔آ)

ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو ہو کے بیدل سوئے بیت اللہ پھرے
(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

بیدلی: (بے۔دِ۔لی) محبوب یا معشوق مراد ہے۔

کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

بیدلی: (بے۔دِ۔لی) افسردگی۔بے توجہی۔ (م۔ل)

کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

بے ذوق: (بے۔ذوق) بے مزہ۔پھیکا۔بے لطف۔ (ل۔ف)

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا!
(نظم(۱)۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

بیر: (بیر) دشمنی۔عناد۔ (ف۔ع)

ہم پوچھتے ہیں مسلمِ عاشق مزاج سے

الفت بتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیا؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

بے ربط: (بے۔رَبط) بے جوڑ۔بے لگاؤ۔
(ف۔ع)

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام!
(عصر حاضر۔ض۔ک۔ص۵۴۳)

بے ربطی: (بے۔رَب۔طی) لگاؤ نہ ہونا۔
(ف۔ع)

مردہ لادینی افکار سے افرنگ میں عشق
عقل بے ربطیٔ افکار سے مشرق میں غلام!
(عصر حاضر۔ض۔ک۔ص۵۴۳)

بیر رکھنا: To hate. (Bair rakhna)
Dislike. bear malice. owe a grudge.
(ہ۔ڈ۔ف)

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

بیرون: (بے۔رُوْرن) باہر۔اندر کا نقیض۔
(ف۔آ)

رہا دل بستۂ محفل ، مگر اپنی نگاہوں کو
کیا بیرونِ محفل سے نہ حیرت آشنا تو نے
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۲)

بیرون: (بے۔رُوْرن) سوائے۔علاوہ۔
(ف۔آ)

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں ، اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

بے زار: (بے۔زَار) تنفر۔کراہیت۔
(ف۔آ)

کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہوگئی کس کی نگاہ طرزِ سلف سے بے زار؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

بے زار: (بے۔زَار) ناخوش۔ناراض۔ملول۔ خفا۔رنجیدہ۔
(ف۔آ)

میں ناخوش و بے زار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو!
(فرمانِ خدا۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

بے زار: (بے۔زَار) جدائی ڈھونڈنے والا۔
(ف۔ع)

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بے زار ہو اپنی کرن سے!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

بے زاری: (بے۔زا۔ری) نفرت۔خفگی۔پریشانی۔
(ف۔ل)

قافلے دیکھ، اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہروِ درماندہ کی منزل سے بے زاری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

بے زبان: (بے۔زَ۔بان) حیوان۔مظلوم۔گونگا۔
(ف۔ل)

ایسی خوشیاں ہمیں نصیب کہاں!
یہ کہاں، بے زباں غریب کہاں!
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

بے زری: (بے۔زَ۔ری) کنگالی۔مفلسی۔

(ف۔آ)

سب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!
(مسلمان کا زوال۔ض۔ک۔ص۴۸۲)

بے زنہار: (بے۔زِن۔ہار) بے پناہ۔

(ف۔ع)

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہوجائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

بے سوادی: (بے۔سَ۔وا۔دی) جہل۔(ف۔ع)

مراد بے علمی۔

کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی
یہ بے سوادی یہ کم نگاہی!
(غزل۳۰۔ب۔ج۔ص۳۴۵)

بے سود: (بے۔سُو۔د) بے فائدہ۔رائیگاں۔

(ل۔ف)

قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
بے سود نہیں روس کی یہ گرمی رفتار!
(اشتراکیت۔ض۔ک۔ص۵۹۸)

بے شمار: (بے۔شُ۔مار) ان گنت۔

(ف۔ع)

تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۲)

بیشہ: (بے۔شہ) جنگل۔

(ف۔ع)

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی!
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۰۴)

بیشی: (بے۔شی) زیادتی۔

(ف۔ع)

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے
یہ رنگ و نم، یہ لہو، آب و ناں کی ہے بیشی!
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

بیضا: (بے۔ضا) روشن۔سفید۔

(ف۔ل)

بجھ کے بزمِ ملتِ بیضا پریشاں کرگئی
اور دیا تہذیبِ حاضر کا فروزاں کرگئی
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

بے غرض: (بے۔غَرَض) بے مطلب۔

(ف۔ع)

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر، بادہ و جام سے گذر!
(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

بے قرار: (بے۔ق۔رار) بے صبر۔بیتاب۔مضطرب۔ ناشکیبا۔

(ف۔آ)

جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار
پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

بیکراں: (بِے۔ک۔رَاں) بے انتہا۔

(ف۔ع)

عشق کی اک جست نے طے کردیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

بیکرانہ: (بِے۔ک۔رَا۔نَہ) بہت وسیع۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۲)

خودی ہے زندہ تو دریا ہے بیکرانہ ترا
ترے فراق میں مضطر ہے موجِ نیل و فرات!

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

بے کس: (بِے۔کَس) بے یار و مددگار۔وہ شخص جس کا کوئی ساتھی اور معاون نہ ہو۔ (ف۔آ)

کہا جگنو نے او مرغِ نواریز
نہ کر بے کس پہ منقارِ ہوس تیز

(ایک پرندہ اور جگنو۔ب۔د۔ص۹۲)

بے کلی: (بِے۔ک۔لی) ا۔ بے چینی۔ بے قراری۔ اضطرابی۔ ۲۔ بے آرامی۔ (ف۔آ)

سایہ دیا شجر کو پرواز دی ہوا کو
پانی کو دی روانی ، موجوں کو بے کلی دی

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

بیگانہ: (بِے۔گا۔نَہ) پرایہ۔دوسرے کا۔

(ف۔آ)

مانندِ خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بیجا بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

بیگانہ: (بِے۔گا۔نَہ) یگانہ کا نقیض۔غیر۔اجنبی۔

(ف۔آ)

شمعِ محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذت سے بیگانے رہے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

بیگانہ خو: (بِے۔گا۔نَہ۔خُو) وہ شخص جس کی سرشت میں محبت نہ ہو۔اکھڑ۔غیر مانوس۔

(ف۔آ)

نہ رہ اپنوں سے بے پروا اسی میں خیر ہے تیری
اگر منظور ہے دنیا میں او بیگانہ خو! رہنا

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۵)

بیگانہ وار: (بِے۔گا۔نَہ۔وَار) غیروں کی مانند۔

(ف۔آ)

گلزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

بیگم: (بِے۔گَم) بانو۔بی بی۔جمع بیگمات۔

(ف۔ع)

مگر فطرت تری افتندہ اور بیگم کی شان اونچی
نہیں ممکن کہ تو پہنچے ہماری ہم نشیں بن کر

(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

بے لوث: (بِے۔لَوث) خالص۔بے آمیزش۔

(ف۔ل)

بے لوث محبت ہو ، بے باک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر ، دل صورتِ مینا دے

(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۳)

بیم: (بیم) خوف۔اندیشہ۔خطر۔خطرہ۔ ڈر۔دہشت۔ روپ۔ (ف۔آ)

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے
(سید کی لوح۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۲)

بیم خزاں: (بی۔مِ۔خ۔زاں) موسم خزاں (پت جھڑ) کا ڈر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۸۳)

وہ مرغ زار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں
غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دور نہیں
(غزل ۲۷۔ب۔ج۔ص۳۴۲)

بے مایہ: (بے۔مَا۔یَہ) بے دولت۔مفلس۔غریب۔ (ف۔ل)

اس چمن کو سبق آئینِ نمو کا دے کر
قطرۂ شبنمِ بے مایہ کو دریا کردیں
(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

بے محل: (بے۔مَ۔حَل) بے موقع۔بیجا۔نامناسب۔ (ف۔آ)

اب نوا پیرا ہے کیا ؟ گلشن ہوا برہم ترا!
بے محل تیرا ترنم، نغمہ بے موسم ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۵)

بے مدعا: (بے۔مُد۔دَ۔عا) بے مطلب۔بے غرض۔ (م۔ل)

ہے طلب بے مدعا ہونے کی بھی اک مدعا
مرغِ دل دامِ تمنا سے رہا کیوں کر ہوا
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

بے منت: (بے۔مِن۔نَت) ا۔بے احسان۔۲۔مستغنی بے پروا۔بے نیاز۔ (ف۔آ)

نورِ خورشید کی محتاج ہے ہستی میری
اور بے منتِ خورشید چمک ہے تیری
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

بیم ورجا: (بی۔مُو۔ر۔جا) خوف اور امید۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص۲۹۱)

کھول آنکھ، زمیں دیکھ ،فلک دیکھ ، فضا دیکھ!
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ!
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایام جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ!
بیتاب نہ ہو ، معرکۂ بیم و رجا دیکھ!
(روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے۔ب۔ج۔ص۴۲۴)

بے مہری: (بے۔مِہ۔ری) بے محبتی۔ (ف۔ع)

مدت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہری ایام!
(شعائے امید۔ض۔ک۔ص۵۶۹)

بین: (بین) دیکھنے والا۔دیکھنا۔ (ف۔ع)

وہ سکوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیل!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

بینا: (بی۔نا) دانا۔عقل مند۔ہوشیار۔دور اندیش۔ (ف۔آ)

تو جل رہی ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں
بینا ہے اور سوزِ دروں پر نظر نہیں
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

بینا: (بی۔نا) دیکھنے والا۔ناظر۔

(ف۔آ)

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں ، ولیکن نہیں بیدار!
(پنجاب کے۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

بینائی: (بی۔نا۔ائی) دیکھنے کی قوت۔نظر۔

(ف۔ع)

وہ اپنے حسن کی مستی سے ہیں مجبور پیدائی
مری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسباب مستوری!
(غزل۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

بینش: (بی۔نش) تمیز۔

(ف۔ع)

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی!
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی
(حضرت انسان۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

بے نظیر: (بے۔ن۔ظیر) لاثانی۔لاجواب۔

(ف۔ع)

یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر!
مگر ہر کہیں بے چگوں ، بے نظیر!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

بینم: (بی۔نم) منسوب بہ بین۔مراد ہے اظہار افسوس کرنا۔

دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جنید و نگاہِ غزالی و رازی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

بینندہ: (بی۔نن۔دہ) دیکھنے والا۔

(ف۔ع)

تو صاحب نظری آنچہ در ضمیرِ من است .
دل تو بیند و اندیشہ تو مے داند
(اعلیٰحضرت نواب۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۱)

بے نوا: (بے۔نَ۔وَا) فقیر۔بے سامان۔

(ف۔ع)

بڑا کریم ہے اقبالِ بے نوا لیکن
عطائے شعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں
(غزل۲۴۔ب۔ج۔ص۳۳۹)

بے نوا: (بے۔نَ۔وَا) بیکس۔

(م۔ل)

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

بے نیاز: (بے۔نِ۔یاز) بے پروا۔بے حاجت۔

(ف۔ع)

خاکی و نوری نہاد ، بندۂ مولیٰ صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۹)

بے نیازی: (بے۔نِ۔یا۔زی) ۱۔ بے پروائی۔ استغنا۔ ۲۔آزادی۔خودمختاری۔ (ف۔ل)

ذرا سی پھر ربوبیت سے شانِ بے نیازی لی
ملک سے عاجزی، افتادگی تقدیرِ شبنم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

بے نیازی: (بے۔نِ۔یا۔زی) بے پروائی۔بے حاجتی۔ (ف۔ع)

گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!
(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

بے ہمتا: (بے۔ہم۔تا) بے مثل۔جس کی برابر کوئی نہ ہو۔

(ف۔ع)

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

پ

پا: (پا) پاؤں۔قدم۔پد۔

(ف۔آ)

مانند سحر صحنِ گلستاں میں قدم رکھ
آئے تہِ پا گوہرِ شبنم تو نہ ٹوٹے
(صبح۔ض۔ک۔ص۵۸۲)

پابرکاب: (پا۔بَ۔رَ۔کاب) جانے پر آمادہ۔چلنے پر مستعد۔ (ف۔ل)

یہ حوریانِ فرنگی دل و نظر کا حجاب
بہشتِ مغربیاں جلوہ ہائے پابرکاب!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۲۸)

پابگل: (پا۔بَ۔گل) قیدی۔بے بس۔حیران۔

(ف۔ل)

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے، پابگل بھی ہے
انہیں پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

پابند: (پا۔بند) خوگر۔عادی۔محتاج۔

(ف۔آ)

ہائے غفلت! کہ تیری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے ، تو ہے مگر گرمِ نیاز
(انسان اور بزم قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

پابند: (پا۔بند) مقید۔گرفتار۔

(م۔ل)

بھلی ہے ہم نفسو! اس چمن میں خاموشی
کہ خوشنواؤں کو پابندِ دام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

پابند ہونا: (پا۔بند۔ہُو۔نا) ا۔مقید ہونا۔ ۲۔عادی ہونا۔خوگر ہونا۔ (ف۔آ)

اڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
دل میں کیا آئی کہ پابندِ نشیمن ہوگئیں
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

پابندی: (پا۔بَن۔دِی) تابعداری۔

(ف۔آ)

پابندیٔ احکام شریعت میں ہے کیا ؟
گو شعر میں ہے رشکِ کلیمِ ہمدانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

پابندی: (پا۔بَن۔دِی) روک۔

(ف۔آ)

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے پابگل بھی ہے
انہیں پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کرلے
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

پابندی: (پا۔بَن۔دی) مجبوری۔ (ف۔ع)

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا، نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

پابہ زنجیر: (پا۔بَہ۔زَن۔جیر) پابہ جولاں۔بیڑیاں پہنے ہوئے۔ (ف۔آ)

تارے مستِ شرابِ تقدیر
زندانِ فلک میں پابہ زنجیر
(انسان۔ب۔د۔ص۱۲۶)

پادشاہی، پادشائی: (پاذ۔شا۔ہی، پاذ۔شا۔ائی) بادشاہی۔ (ف۔ع)

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہانگیری،
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی
(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

پارا: (پا۔رَا) مجازاً ایک جگہ نہ ٹھہرنے والا۔بے چین۔بے فکر۔ (ق۔ل)

فرشتہ کہ پتلا تھا بیتابیوں کا
ملک کا ملک اور پارے کا پارا
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

پارا: (پا۔رَا) ایک سفید، بھاری اور سیال دھات۔سیماب۔زیبق۔ (ق۔ل)

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جدا پارے سے ہوسکتی نہیں تقدیرِ سیمابی
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

پارہ: (پا۔رَہ) ٹکڑا۔حصہ۔ (ف۔ع)

ہزار پارہ ہے کہسار کی مسلمانی
کہ ہر قبیلہ ہے اپنے بتوں کا زناری
(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۹)

پارینہ: (پا۔رِی۔نَہ) قدیم۔پرانا۔ (ف۔ع)

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر!
(ہندی مسلمان۔ض۔ک۔ص۴۸۹)

پاژند: (پا۔ژَند) پارسیوں کی مذہبی کتاب ژند کی تفسیر۔متن اوستا کی پہلوی ''تشریح'' ژند کہلاتی ہے۔اسی طرح پہلوی ژند کی ''تشریح مکرر'' پاژند کہلاتی ہے۔تشریح مکرر میں جو رسم الخط استعمال کیا گیا ہے وہ پہلوی رسم الخط سے کم مبہم ہے اور اس کے الفاظ ہزوارش کے بجائے مناسب فارسی الفاظ ہیں۔اس نقل و تفسیر کے لئے جب اوستائی حروف کام میں لائے جاتے ہیں تو نتیجہ پاژند کہلاتا ہے اور جب فارسی (یعنی عربی) حروف اختیار کئے جاتے ہیں تو پارسی کہلاتا ہے۔پہلوی کی نقل خواہ پاژند ہو خواہ فارسی دونوں سے جدید مابعد الاسلامی فارسی کی قدیم یا قدیم نما شکل پیدا ہو جائے گی اور آرامی عنصر بالکل معدوم۔متعدد کتابیں مثلاً مینوئے خرد (روح فراست) اس وقت ایسی موجود ہیں جن کے پہلوی اور پاژند دونوں قبیل کے نسخے ملتے ہیں لیکن پاژند

میں جس قدر تحریریں ہیں وہ اصل تصنیف نہیں بلکہ پہلوی اصل کی (گو بعض بعض اصل گم ہیں) نقل ہیں۔ اس لئے کہ تفسیر مکرر کی ضرورت تب ہی محسوس ہوئی جب مدتوں تک متروک رہنے کے باعث لوگ پہلوی کی اصلیت کو بھولنے لگے اور کاتبان پہلوی نایاب اور عالمان پہلوی مفقود ہونے لگے۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۳۵)

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

پاس: (پاس) لحاظ۔خیال۔

(ف۔آ)

پاس تھا ناکامیٔ صیاد کا اے ہم صفیر
ورنہ میں اور اُڑ کے آتا ایک دانے کے لئے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

پاس: (پاس) طرف داری۔جانب داری۔

(ف۔آ)

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

پاسبان: (پاس۔بان) محافظ۔نگہبان۔رکھوالا۔

(ف۔آ)

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

پاسبان: (Pasban) A watch (Chaukidar)

(ہ۔ڈ۔ف)

پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا

(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

پاسباں: (پاس۔بان) لغ: چوکیدار۔ حفاظت کرنے والا۔ اشارہ ہے چنگیز خاں کے حملے کی طرف۔ چنگیز خاں نے ۶۱۶ھ میں اور اس کے بعد اس کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد اور ایران کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور پھر اسی خاندان کے حکمران احمد تکودار نے ۶۸۰ھ کے بعد اسلام قبول کر کے اسلامی حکومت کی دھاک بٹھادی۔ دوسرے مصرع "پاسباں۔۔۔۔۔۔۔" میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۸)

ہے ایاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

پاسبانی: (پاس۔بانی) پہرہ داری۔چوکیداری۔

(ف۔ع)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر!

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

پاش: (پاش) فارسی مصدر پاشیدن کا اسم فاعل یعنی چھڑکنے والا۔ مرکبات میں مستعمل ہے جیسے آب پاش۔(ف۔ل)

مرے سخن سے دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز
جہاں میں ہوں میں مثالِ سحاب دریا پاش

(ایک خط کے جواب میں۔ب۔د۔ص۲۳۹)

پاش پاش: (پاش۔پاش) چور چور۔

(ف۔ع)

شاہ ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بت

جس کو کر سکتے ہیں جب چاہیں پجاری پاش پاش!

(معزول شہنشاہ۔ا۔ح۔ص۶۶۵)

پاشکستہ: (پا۔شِ۔کس۔تَہ) چلنے پھرنے سے معذور۔ بے بس۔ (ف۔ل)

ہے پاشکستہ شیوۂ فریاد سے جرس
نکہت کا کارواں ہے مثالِ صبا خموش

(موٹر۔ب۔د۔ص۱۷۸)

پاک: (پاک) صاف۔ستھرا۔

(ف۔آ)

قبر اس تہذیب کی یہ سرزمینِ پاک ہے
جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نم ناک ہے

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

پاک: (پاک) محفوظ۔بری۔

(ف۔آ)

پاک ہے گردِ وطن سے سرِ داماں تیرا
تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

پاکباز: (پاک۔باز) ایماندار۔نیک۔

(ف۔ع)

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۹)

پاک بیں: (پاک۔بیں) پاک نظر دیکھنے والا۔

(م۔ل)

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

پاکیزگی: (پا۔کیز۔گی) صفائی۔ستھرائی۔طہارت۔

(ف۔آ)

رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و بلند و خیالِ بلند و ذوقِ لطیف!

(مغربی تہذیب۔ض۔ک۔ص۵۳۳)

پاکیزہ: (پا۔کی۔زَہ) طاہر۔پاک۔ستھرا۔

(ف۔آ)

نکہتِ گل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا
تربتِ ایوب انصاریؓ سے آتی ہے صدا

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

پاکیزہ تر: (پا۔کی۔زَہ۔تر) زیادہ صاف ستھری۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۷)

پھر یہ انساں آں سوئے افلاک ہے جس کی نظر
قدسیوں سے بھی مقاصد میں ہے جو پاکیزہ تر

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

پالا پڑنا: (پا۔لا۔پڑ۔نا) کام پڑنا۔واسطہ ہونا۔

(ف۔ل)

آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے خدا نہ کرے

(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

پالسی: (پا۔لِ۔سی، Policy) ا۔مصلحت۔تدبیر۔ ۲۔دوراندیشی۔ ۳۔اصول سیاسی۔ (ف۔ل)

درِ حکام ہے تجکو مقامِ محمود
پالسی بھی تری پیچیدہ تر از زلفِ ایاز

(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

پامال: (پا۔مال) روندا ہوا۔مصیبت زدہ۔
(ف۔ع)

اے جہان آباد اے سرمایۂ بزمِ سخن!
ہوگیا پھر آج پامالِ خزاں تیرا چمن!
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

پانی پانی کرنا: (پا۔نی۔پا۔نی۔کَر۔نا) شرمندہ کرنا۔ غیرت دلانا۔
(ف۔آ)

پانی پانی کر گئی مجکو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے، نہ من تیرا، نہ تن!
(غزل ۷۔ب۔ج۔ص۳۲۳)

پائدار: (پا۔اِ۔دار) مضبوط۔دیرپا۔محکم۔ٹکاؤ۔
(ف۔آ)

میں باغباں ہوں محبت بہار ہے اس کی
بنا مثالِ ابد پائدار ہے اس کی
(اخترِ صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

پائیندہ: (پا۔ئن۔دہ) قائم رہنے والا۔
(ف۔ل)

گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائیندہ ہے
درد کے عرفان سے عقلِ سنگ دل شرمندہ ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

پاؤں اکھڑنا: (پا۔اُون۔اُکھڑ۔نا) ۱۔پاؤں کا جگہ سے ہٹ جانا۔ثبات قدم نہ رہنا۔پاؤں نہ ٹکنا۔ ۲۔شکست پانا۔بھاگ نکلنا۔فرار ہوجانا۔سامنے نہ ٹھہرنا۔ (ف۔آ)

ٹل نہ سکتے تھے، اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

پاؤں رکھنا: (پا۔اُون۔رَکھ۔نا) کسی جگہ پر جانا۔قدم رکھنا۔
(ف۔ش)

لیکن مری کنیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے بھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۲۹)

پایاب: (پا۔یاب) گھاٹ۔پیر ڈباؤ اتھلا پانی۔
(ف۔ع)

خودی ہو زندہ تو دریائے بیکراں پایاب
خودی ہو زندہ تو کہسار پر نیان و حریر!
(خودی کی زندگی۔ض۔ک۔ص۵۳۸)

پایاں: (پا۔یاں) آخر۔انتہا۔انجام۔انت۔
(ف۔آ)

محفلِ قدرت ہے اک دریائے بے پایانِ حسن
آنکھ اگر دیکھے تو ہر قطرے میں ہے طوفانِ حسن
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

پائے کوب: (پا۔اے۔کُوب) ناچنے والا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۰)

دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

پائمال: (پا۔اِ۔مال) روندا ہوا۔پامال۔
(ف۔آ)

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
انہیں کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہوں میں
(عید پر شعر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

پائمال، پامال: (پا۔اِ۔مال، پا۔مال) پاؤں کے

نیچے، رذلا ہوا۔ مراد ذلیل وخوار۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۱۹)

ترا یہ حال کہ پامال و دردمند ہے تو
مری یہ شان کہ دریا بھی ہے مرا محتاج
(امتحان۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

پایمال: (پا۔ی۔مال) برباد شدہ۔تباہ۔برباد۔

(ف۔آ)

میں پایمال و خوار و پریشان و دردمند
تیرا مقام کیوں ہے ستاروں سے بھی بلند؟
(چیونٹی اور عقاب۔ب۔ج۔ص۴۶۱)

پائندہ: (پا۔اِن۔دَہ) ٹھہرنے والا۔

(ف۔ع)

عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے
شق سوزِ زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

پایندگی: (پا۔یَن۔دَ۔گی) ہمیشگی۔مضبوطی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۱۰)

تو زندگی ہے پایندگی ہے
باقی ہے جو کچھ سب خاکبازی!
(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

پایہ: (پا۔یَہ) ا۔پاؤں۔قدم۔ ۲۔ستون۔سیڑھی۔

(ف۔ل)

لکھا تھا عرش کے پائے پہ اک اکسیر کا نسخہ
چھپاتے تھے فرشتے جس کو چشمِ روح آدم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۲)

پتنگ: (پَ۔تنگ) پروانہ۔وہ پردار کیڑا جو شمع کا عاشق ہو۔

(ف۔آ)

کوئی ایسی طرزِ طواف تو مجھے اے چراغِ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

پتے کی بات: (پَ۔تے۔کی۔بات) ا۔چبھتی ہوئی بات۔ ۲۔کام کی بات۔ (ف۔ل)

ایسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
موٹر ہے ذوالفقار علی خاں کا کیا خموش
(موٹر۔ب۔د۔ص۱۷۸)

پچھتانا: (پچھ۔تا۔نا) پشیمان ہونا۔افسوس کرنا۔

(ف۔ل)

گائے سن کر یہ بات شرمائی
آدمی کے گلے سے پچھتائی
(ایک گائے۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۴)

پختہ: (پُخ۔تہ) ا۔مضبوط۔مستحکم۔پکا۔ ۲۔تجربہ کار۔جہاں دیدہ۔آزمودہ کار۔ ۳۔مستقل۔ٹھیک۔پکی۔(ف۔آ)

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بیخبر رازِ دوامِ زندگی
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

پختہ خیالی: (پُخ۔تہ۔خَ۔یا۔لی) اپنے خیال سے نہ ہٹنا۔اسلامی عقیدوں پر مضبوطی سے قائم رہنے کی حالت۔

(م۔ل)(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۳)

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

پختہ زناری: (پُخ۔تہ۔زُن۔نا۔ری) مراد مذہبی قوت میں اضافہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۵۸)

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

پختہ کار: (پُخ۔تہ۔کار) پکا۔تجربہ کار۔
(ف۔ع)

مجھے یہ ڈر ہے مقامر ہیں پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی!
(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

پدر: (پِ۔دَر) والد۔پتا۔بابل۔
(ف۔آ)

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیوں کر ہو
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

پر: (پُر) بہت۔بھرا ہوا۔ٹھوس۔
(ف۔ع)

پرے افکار سے ان مدرسہ والوں کا ضمیر
خوب و ناخوب کی اس دور میں ہے کس کو تمیز!
(مہمانِ عزیز۔ض۔ک۔ص۵۴۳)

پرآشوب: (پُر۔آ۔شُوب) فتنہ انگیز۔فساد سے بھرا ہوا۔
(ف۔ل)

ہم خو گرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار
اک بحرِ پرآشوب و پر اسرار ہے رومی!
(یورپ سے ایک خط۔ب۔ج۔ص۴۴۰)

پرافشاں، پرفشاں: (پُر۔اِف۔شاں، پُر۔فِ۔شاں) پرجھاڑنا۔
(ف۔ع)

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

پراگندہ: (پَ۔رَا۔گَن۔دَہ) پریشان۔بکھرا ہوا۔
(ف۔ع)

غمیں نہ وہ کہ پراگندہ ہے شعور ترا
فرنگیوں کا یہ افسوں ہے قم باذن اللہ
(قم باذن اللہ۔ض۔ک۔ص۵۲۷)

پربت: (پَر۔بَت) پہاڑ۔کوہ۔جبل۔
(ف۔آ)

پربت وہ سب سے اونچا، ہم سایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

پرتو: (Partav) Beam, Sunbeam, Moonbeam,
(ہ۔ڈ۔پ)

فطرت کے نوامیس پہ غالب ہے ہنر مند
شام اس کی ہے مانندِ سحر صاحبِ پرتو!
(محرابِ گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۹)

پرتو مہر: (پَر۔ت۔وِ۔مہر) سورج کی روشنی۔
(آ۔ک۔ا۔ا)

پرتوِ مہر کے دم سے ہے اجالا تیرا
سیمِ سیال ہے پانی ترے دریاؤں کا
(انسان اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۴)

پردہ اٹھانا: (پَر۔دَہ۔اُ۔ٹھا۔نا) پردہ کھول دینا۔پردہ قائم نہ رکھنا۔
(ف۔ش)

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں، نقشِ دوئی مٹا دیں

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

پردہ دار: (پُر۔دَہ۔دار) ا۔ڈھانکنے والا۔رازدار۔پردہ پوش۔ ۲۔دربان۔ (ف۔آ)

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا
سکوت تھا پردہ دار جس کا وہ راز اب آشکار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

پردہ رکھنا: (پُر۔دَہ۔رَکھ۔نا) بات چھپانا۔اخفائے راز کرنا۔بھید نہ دینا۔رازداری کرنا۔ (ف۔آ)

نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا، تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی ہمارا، تو غریب

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

پرزے اڑانا: (پُر۔زے۔اُڑا۔نا) دھجیاں بکھیرنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ (ق۔ل)

اڑائی ہوں میں رختِ ہستی کے پرزے
بجھاتی ہوں میں زندگی کا شرار

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

پرستار: (پَ۔رَس۔تار) پجاری۔تیماردار۔ (ف۔ع)

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

(امامت۔ض۔ک۔ص۵۱۲)

پرستی: (پَ۔رَس۔تی) پوجنا۔منسوب بہ پرست۔ (ف۔ع)

سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

(فقر و راہبی۔ض۔ک۔ص۵۱۲)

پرسد، پرسیدن: (پُر۔سَد، پُر۔سی۔دَن) پوچھنا۔ "پوچھے" (ف۔ع)

"اکنوں کرا دماغ کہ پرسوز باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد؟"

(شبلی و حالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

پرسوز: (پُر۔سُوز) جلتا ہوا مجازاً درد میں بھرا ہوا۔اثر میں ڈوبا ہوا۔ (م۔ل)

یہ کون غزل خواں ہے پرسوز و نشاط انگیز
اندیشۂ جاناں کو کرتا ہے جنوں آمیز

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

پرسش: (پُر۔سِش) پوچھ۔پوچھنا۔تحقیق کرنا۔دریافت کرنا۔باز پرس کرنا۔تفتیش کرنا۔ (ف۔آ)

پرسشِ اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری
ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ، کیا ہوا کیوں کر ہوا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

پرشکستہ: (پُر۔شِ۔کَس۔تَہ) اڑنے کو پر تولے ہوئے۔ (ف۔ع)

تڑپ رہے ہیں فضائے نیلگوں کے لئے
وہ پرشکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند!

(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۴)

پرکار: (پُر۔کار) صحیح پردار۔دائرہ کھینچنے کا اوزار لوہے کا۔ (ف۔آ)

ایک حلقے پر اگر قائم تری رفتار ہے
میری گردش بھی مثالِ گردشِ پرکار ہے

(چاند۔ب۔د۔ص۷۹)

پرکار: (پُر۔کار) عیار۔

(ف۔ع)

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے ! نمناک نہیں ہے!

(غزل ۱۰۔ب۔ج۔ص ۳۲۵)

پرنم: (پُر۔نَم) تر۔بھیگی ہوئی یا بھیگا ہوا۔

(ف۔ل)

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

(جنگ یرموک کا ایک واقعہ۔ب۔د۔ص ۲۴۷)

دکھا وہ حسنِ عالم سوز اپنی چشمِ پرنم کو
جو تڑپاتا ہے پروانے کو، رلواتا ہے شبنم کو

(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۷۳)

پرنیاں: (پُر۔نِ۔یاں) نقشین ریشمی کپڑا۔

(ف۔ع)

گرد سے پاک ہے ہوا ، برگِ نخیل دھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۳)

پروا: (پُر۔وَا) خواہش۔رغبت۔حاجت۔

(ف۔آ)

جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا

(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص ۳۱)

پروا: (پُر۔وَا) ۱۔رجحان۔توجہ۔التفات۔ ۲۔خیال۔ضرورت۔

(ف۔آ)

نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی
گئے چھوڑ اچھی وفا تم نے کی

(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص ۳۶)

پرواز: (پَر۔وَاز) اڑان۔اڑنے والا۔

(ف۔آ)

پرواز سے فکرِ سخن مراد ہے۔

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لب اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص ۲۶)

پروازی: (پَر۔وَا۔زی) منسوب بہ پرواز۔

(ف۔ع)

ہماں فقیہ ازل گفت جرہ شاہیں را
بآسماں گردی بازمیں نہ پروازی

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۲۸۶)

پروانہ: (پَر۔وَا۔نہ) پتنگا۔ایک پردار کیڑا۔

(ف۔ع)

زندگی ہو مری پروانہ کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص ۳۴)

پروانے کی دنیا سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

(پروانہ اور جگنو۔ب۔ج۔ص ۴۰۷)

پروانہ: (پَر۔وَا۔نہ) عاشق۔فریفتہ۔شیدا۔شیفتہ۔

(ف۔آ)

یہ راز ہم سے چھپایا ہے میر واعظ نے
کہ خود حرم ہے چراغ حرم کا پروانہ

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۲۸۳)

پروانہ: (پَر۔وَا۔نہ) پروانہ اقبال کی شاعری میں عشق اور تجسس کی علامت ہے۔اقبال نے پروانے کے ذوقِ تماشائے

روشنی میں بڑی کشش محسوس کی اور یہ کشش (Attraction) ان کی اپنی ذات کے ذوقِ تماشہ کی آئینہ دار تھی۔ غالباً اس کشش کی وجہ یہ تھی کہ خود اقبال کو کائنات کے مظاہر میں حسنِ ازل شمع ہی کی طرح روشن دکھائی دیا تھا اور وہ بے اختیار اس کی طرف کھنچتے چلے گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے یہاں پروانے کی کارکردگی کو اہمیت ہی اس لئے ملی کہ پروانہ مجسم عشق اور تجسس ہے۔

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقبال کے نزدیک شمع روشنی کا منبع ہے اور روشنی حسن ازل ہے۔ دوسری طرف شاعر ایک طفلکِ پروانہ خو ہے اور پروانہ عشق و تجسس کی علامت ہے۔

(اقبال کے تصوراتِ عشق وخرد۔ص ۲۳۶۔۲۳۵)

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں؟
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں؟

(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص ۴۰)

پروردگار: (پَر۔وَر۔دِ۔گار) پرورش کرنے والا۔ پالن ہار۔ (ف۔آ)

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو
زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تو

(آفتاب۔ب۔د۔ص ۴۴)

پروردگار: (پَر۔وَر۔دِ۔گار) خدا۔ (ف۔ع)

تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص ۶۵۲)

پروردہ: (پَر۔وَر۔دَہ) پرورش یافتہ۔ پالا ہوا۔ (ف۔آ)

سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امید ہوں میں
زادۂ بحر ہوں، پروردۂ خورشید ہوں میں

(ابر کوہسار۔ب۔د۔ص ۲۸)

پرورش: (پَر۔وَ۔رِش) تعلیم۔ تربیت۔ (ف۔آ)

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۵)

سنا ہے میں نے غلامی سے امتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے!

(فلسطینی عرب۔ض۔ک۔ص ۶۲۲)

پرورش: (پَر۔وَ۔رِش) پالن۔ پالنا۔ (ف۔آ)

خفتہ ہنگامے ہیں میری ہستی خاموش میں
پرورش پائی ہے میں نے صبح کی آغوش میں

(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص ۲۳۷)

پروین: (پَر۔وِین) عقدِ ثریا۔ وہ چھ ستاروں کا گچھا جو جاڑوں میں سب سے اول نظر آتا ہے۔ (ف۔آ)

فضا تری مہ و پروین سے ہے ذرا آگے
قدم اٹھا یہ مقام آسماں سے دور نہیں

(غزل ۲۷۔ب۔ج۔ص ۳۴۲)

پرہیز: (پَر۔ہیز) بچاؤ۔ (ف۔ع)

عذر پرہیز پہ کہتا ہے بگڑ کر ساقی
ہے ترے دل میں وہی کاوشِ انجام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۷۹)

پرہیز: (پَر۔ہیز) تصوف کی اصطلاح میں پرہیز کا معنی ''اجتناب آز ماسوی اللہ'' ہے یعنی اللہ کے سوا سب سے قطع تعلق کرلینا۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۱۷۴)

ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہوا لبریز
اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑدی پرہیز
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۰۸)

پریت: (پ۔ریت) ا۔پیار۔محبت۔نیہا۔ ۲۔دوستی۔ الفت۔اخلاص۔ ۳۔عشق۔ (ف۔آ)

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے
(نیاشوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

پریدہ: (پ۔ری۔دَہ) اڑاہوا۔ (ف۔ع)

میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ تنگ ، رمیدہ بو!
میں حکایتِ غمِ آرزو، تو حدیثِ ماتمِ دلبری
(میں اورتو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

پریشان: (پ۔ریے۔شان) آشفتہ۔بکھراہوا۔منتشر۔ (ف۔آ)

کیوں میری چاندنی میں پھرتا ہے تو پریشاں
خاموش صورتِ گل ، مانندِ بو پریشاں
(رات اورشاعر۔ب۔د۔ص۱۷۲)

پریشاں خاطر: (پ۔ریے۔شان۔خا۔طِر) ا۔اداس ۔دل برداشتہ۔افسردہ دل۔ ۲۔فکرمند۔متردد۔ (ف۔آ)

یہ موجِ پریشاں خاطر کو پیغام لب ساحل نے دیا
ہے دور وصالِ بحر ابھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

پَری کو شیشے میں اُتارنا: کسی نازک مزاج شخص کو راضی کرنا۔ (ش۔ب۔د۔ص۲۱۶)

فراقِ حور میں ہو غم سے ہمکنار نہ تو
پری کو شیشۂ الفاظ میں اتار نہ تو
(عشرتِ امروز۔ب۔د۔ص۱۲۵)

پژمردہ: (پژ۔مُر۔دَہ) ا۔کملایا ہوا۔ مرجھایا ہوا۔ ۲۔افسردہ مایوس۔ (ف۔آ)

کس زباں سے اے گلِ پژمردہ تجھ کو گل کہوں
کس طرح تجھ کو تمنائے دلِ بلبل کہوں
(گل پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۲)

پس: (پَس) پیچھے۔علاوہ۔ازیں۔ (ف۔آ)

ختم ہوجائے گا لیکن امتحاں کا دور بھی
ہیں پسِ نہ پردۂ گردوں ابھی دور اور بھی
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

پس: (پَس) بعد۔بعدازاں۔پھر۔ (ف۔آ)

پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امیںؐ میں تو
کرنا یہ عرض میری طرف سے پس از سلام
(جنگ یرموک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

پست: (پَس/ت) ا۔ بالا کا نقیض۔ نیچا۔ نشیب۔ ۲۔بخیل۔کم رتبہ۔کمینہ۔ (ف۔آ)

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کردے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

پست و بلند: (پَس۔تُو۔ب۔لَند) نشیب وفراز۔مراد نفع ونقصان۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۹)

بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند
سفر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

پستی: (پس۔تی) بلندی کا نقیض۔ نیچائی۔نشیب۔ (ف۔آ)

یہ امتیاز و رفعت و پستی اسی سے ہے!
گل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے!
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

پسر: (پ۔سر) بیٹا۔لڑکا۔صاحب زادہ۔فرزند۔
(ف۔آ)

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں
(نصیحت۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

پَسند کی کبھی یُوناں کی سَر زَمیں مَیں نے:
یونان میں وجدانی سوچ کی ابتدا کو ڈاؤنائسس (Dionysus) (cult سے منسلک کیا جاتا ہے۔ مذہبی انداز فکر کو بالخصوص افلاطون اور اس کے واسطے سے مسیحی فکر میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

فلاسفروں نے ڈاؤنائسس پوجا سے براہ راست نہیں بلکہ آرفیس (Orpheaus) کی وساطت سے اثرات قبول کیے۔ آرفیس مت میں آواگون کا عقیدہ بھی شامل تھا اور یہ خیال بھی کہ آئندہ زندگی میں ہر روح کو اس کے اعمال کے مطابق ہی سزا یا جزا ملتی ہے۔ آرفیس مت کے پیروکار تزکیۂ نفس پر زور دیتے تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان زمین اور آسمان کا آمیزہ ہے۔ پاکیزہ زندگی بسر کرنے سے زمینی عناصر کم ہوتے ہیں اور آسمانی عناصر بڑھ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ آخر کار پجاری اپنے دیوتا میں پوری طرح ضم ہو جاتا ہے۔ یہ گویا عشق کی انتہا ہے۔ آرفیس مت میں شراب محض علامتی حیثیت رکھتی تھی اور نشے سے ان کی مراد جذب کی وہ حالت تھی جو عاشق پر سپردگی کے عالم میں طاری ہو جاتی ہے۔ یونان میں آرفیس مت کے عارفانہ خیالات فیثا غورث (Pythagoras) کے فلسفے میں ظاہر ہوئے۔ جس طرح آرفیس نے ڈاؤنائسس مت کو آگے بڑھایا اسی طرح فیثا غورث نے آرفیس مت کو اپنے فلسفے میں جذب کیا۔ فیثا غورث سے افلاطون (Plato) نے یہ روحانی ورثہ حاصل کیا اور پھر تقریباً دو ہزار سال تک یورپی فلسفہ پر اس کی چھاپ لگی رہی۔ افلاطون کا تو یہ بھی خیال تھا کہ حقیقت کو حواس کے ذریعہ جانا ہی نہیں جاسکتا۔ (اقبال کے تصورات عشق و خرد۔ص۱۱۔۱۰)

سنایا ہند میں آکر سرودِ ربانی
پسند کی کبھی یوناں کی سر زمیں میں نے
(سرگذشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

پسیجنا: (پ۔سیج۔نا) رحم آنا۔ترس کھانا۔ کسی کی عجز و انکساری کے باعث اس پر تعقد اور التفات کرنا۔ راہ پر آنا۔ ڈھیلا پڑنا۔
(ف۔آ)

مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی،
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

پشم: (پَشم) اون۔
(ف۔ع)

''خرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم''
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

پشہ: (پَش۔شَہ) مچھر۔ڈانس۔
(ف۔ع)

اس مصرعے میں تلمیح ہے نمرود کے واقعہ کی طرف۔ مزید دیکھیے نمرود۔ (اشاریہ شخصیات)

ظاہرش راپشۂ آرد بخرخ
باطنش آمد محیطِ ہفت چرخ
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

پشیمان: (پ۔شے۔مان) شرمندہ۔پچھتانے والا۔
(ف۔ع)

مردِ حُر زنداں میں ہے بے نیزہ و شمشیر آج
میں پشیماں ہوں پشیماں ہے مری تدبیر آج
(قیدخانہ میں معتمد کی فریاد۔ب۔ج۔ص۳۹۳)

پل: (پل، Pill) انگریزی میں بمعنی دوائی کی ٹکیا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۰۴)

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ؟
دفعِ مرض کے واسطے "پل" پیش کیجئے!
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

پلنگ: (پ۔لنگ) چیتا۔ (ف۔ع)

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ!
(یورپ۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

پنجاب کے اَربابِ نبُوّت: پنجاب میں انگریزوں نے جس آلۂ کار کا انتخاب کیا وہ تھے مرزا غلام احمد قادیانی۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو زبردست حرام کاری اور گناہِ کبیرہ بتلایا۔ اور انگریزوں کی وفاداری وحمایت کو فریضہ شرعی ٹھہرایا۔ مسلمانوں کی طاقت اور شریعتِ اسلامیہ کو پاش پاش کرنے کے لئے انگریزوں کے اشارے پر مرزا نے ۱۹۰۱ء میں نبوت ورسالت کا دعویٰ کردیا۔ (ش۔ض۔ک۔ص۹۵)

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر
(ہندی مسلمان۔ض۔ک۔ص۴۸۹)

پنجہ: (پن۔جہ) ۱۔ہاتھ پاؤں کی انگلیاں۔ چنگل۔ ۲۔مٹھی۔ (ف۔آ)

دار الشفا حوالیٔ بطحا میں چاہئے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہئے
(شفاخانۂ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

پنجۂ خونیں: (پن۔جہ۔ا۔خُو۔یں رں) خون سے لتھڑا ہوا ہاتھ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۹)

وہ حکمت ناز تھا جس پر خرد مندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

پنجہ فگن: (پن۔جہ۔ف۔گن) پنجے میں پنجہ ڈال کر لڑنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۸)

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللہی ہی، وہی مرتضیٰ، وہ عمرؓی
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

پند: (پند) نصیحت۔ (ف۔ع)

حاضر ہیں کلیساں میں کباب و مئے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظۂ و پند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

پندار: (پن۔دار) تکبر۔غرور۔گمان۔ (ف۔آ)

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل!
بنایا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تو نے
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۷۳)

پنداشتن: (پن۔داش۔تن) معلوم کرنا۔

تو دلِ خود را دلے پنداشتی!
جستجوئے اہلِ دل بگذاشتی!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۳)

پنہاں: (پن۔ہاں) پوشیدہ۔مخفی۔ (ف۔ع)

ہے ابھی سینۂ افلاک میں پنہاں وہ نوا
جس کی گرمی سے پگھل جائے ستاروں کا وجود!
(سرودِ حلال۔ض۔ک۔ص۵۸۷)

پنہانی: (پِن۔ہا۔نی) چھپی ہوئی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۸)

کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا نقاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسمہائے پنہانی
(حضرت انساں۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

پور: (پُ۔ر) بیٹا۔ (ف۔ع)

پورِ علی یعنی علی کی اولاد مراد مسلمان۔

دل در سخنِ محمدیؐ بند
اے پورِ علیؓ زبو علی چند
(ایک فلسفہ زدہ۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۱)

پوست: (پُ۔س۔ت) کھال۔ (ف۔ع)

آدمی دید است، باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

پوستین: (پُو۔تین) کھال کا کوٹ۔
(ف۔ع)

خلوت از اغیار باید ، نے زیاد
پوستیں بہر دَے آمد ، نے بہار
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۴)

پوش: (پُ۔ش) مصدر پوشیدن کا اسم فاعل بمعنی چھپانے والا۔ پہننے والا۔ (مرکبات میں جیسے پاپوش۔ سیاہ پوش وغیرہ)
(ف۔ل)

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہوجائے گی
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۴)

پوشاک: (پُ۔شاک) لباس پہننے کے کپڑے۔
(ف۔آ)

یہ حسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

پوشیدہ: (پُ۔شی۔دَہ) چھپا ہوا۔ خفیہ۔ مخفی۔
(ف۔آ)

تو ڈھونڈتا ہے جس کو تاروں کی خاموشی میں
پوشیدہ ہے وہ شاید غوغائے زندگی میں
(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

پہاڑ کا دامن: (پ۔ہاڑ۔کا۔دا۔مَن) تلیٹی۔ ترائی۔ پہاڑ کے نیچے کا میدان۔ دامن کوہ۔ (ف۔آ)

تلاشِ گوشۂ عزلت میں پھر رہا ہوں میں
یہاں پہاڑ کے دامن میں آچھپا ہوں میں
(فراق۔ب۔د۔ص۱۳۱)

پھانسنا: (پھانس۔نا) ا۔گرفتار کرنا۔ پکڑنا۔ ۲۔جعل یا فریب میں لانا۔ ۳۔بس میں کرنا۔ (ف۔آ)

مکڑے نے کہا دل میں سنی بات جو اس کی
پھانسوں اسے کس طرح یہ کمبخت ہے دانا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

پھڑکنا: (پھڑ۔ک۔نا) ا۔تڑپنا۔ بیتاب ہونا۔ بے قرار ہونا۔ بے چین ہونا۔ ۲۔نہایت مشتاق اور آرزومند ہونا۔ کمال اشتیاق ہونا۔ (ف۔آ)

پھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے مَا عَرَفْنَا پر

ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

پہل: (پ۔ہل) ابتدا۔شروع۔آغاز۔اول۔
(ف۔آ)

فرشتے سکھاتے تھے شبنم کو رونا
ہنسی گل کو پہلے پہل آرہی تھی
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

پھلا پھولا: (پھ۔لا۔پھو۔لا) صاحب نصیب۔دولت مند۔امیر۔ (ف۔آ)

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

پہلا گھر: (پ۔لا۔گھر) خانہ کعبہ مراد ہے۔قرآن مجید فرماتا ہے کہ کعبہ جسے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے مل کر بنایا تھا، دنیا میں خدائے واحد کی عبادت کا پہلا گھر ہے۔
(ش۔ب۔د۔ص۲۷۶)

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

پہلو: (پ۔لو) پسلی۔بغل۔آغوش۔کنار۔
(ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

پہنا: (پ۔نا) فراخ۔چوڑا۔عریض۔فراخی۔(ف۔آ)

پہنائے چمن سے دنیا مراد ہے۔

وہ خاک کہ پردائے نشیمن نہیں رکھتی
چنتی نہیں پہنائے چمن سے خس و خاشاک!
(غزل۴۹۔ب۔ج۔ص۳۶۱)

پہنائی: (پ۔نا۔ای) چوڑائی۔فراخی۔(ف۔ع)

اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی
یہ بحر! یہ فلکِ نیلگوں کی پہنائی!
(نگاہ۔ض۔ک۔ص۵۲۶)

پہنائے فطرت: (پ۔نا۔اے۔فِط۔رَت)
مراد کائنات کی وسعت۔پھیلاؤ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۸)

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا!
(غزل (۱)۔ب۔ج۔ص۳۱۴)

پہنائے فلک: (پ۔نا۔اے۔ف۔لک) آسمان کا پھیلاؤ۔وسعت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸)

چوٹیاں تیری ثریا سے ہیں سرگرمِ سخن
تو زمیں پر اور پہنائے فلک تیرا وطن
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

پے: (پَے) پائے کا مخفف بمعنی پاؤں۔قدم۔(ف۔آ)

ہے ترے نور سے وابستہ مری بود و نبود
باغباں ہے تری ہستی پئے گلزارِ وجود
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

پیادہ: (پ۔یا۔دَہ) ۱۔شطرنج کا مہرا۔ ۲۔چپراسی۔
(ف۔آ)

اس کھیل میں تعین مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ
بے چارہ پیادہ تو ہے اک مہرۂ ناچیز

فرزی سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ

(سیاست۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

پیازی: (پِ۔یا۔زی) ایک ہلکا گلابی رنگ۔

(ف۔ع)

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت اس رونے میں

جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

پیام: (پَ۔یام) منھ زبانی کہلا بھیجی ہوئی بات۔زبانی۔ عرض۔زبانی۔درخواست۔ (ف۔آ)

بھر آئے پھول کے آنسو پیامِ شبنم سے

کلی کا ننھا سا دل خون ہو گیا غم سے

(حقیقت حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

پیام: (پَ۔یام) پیغام۔سندیسہ۔ (ف۔آ)

خدا نصیب کرے ہند کے اماموں کو

وہ سجدہ جس میں ہے ملت کی زندگی کا پیام!

(غلاموں کی نماز۔ض۔ک۔ص۶۲۱)

پیامی: (پَ۔یا۔می) پیام رساں۔پیغام پہنچانے والا۔ ایلچی۔قاصد۔دوست۔ (ف۔آ)

تمہارے پیامی نے سب راز کھولا

خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی

(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

پے بہ پے: (پَے۔بَہ۔پَے) لگاتار۔مسلسل۔متواتر۔

(ف۔ل)

مجھے فطرت نوا پر پے بہ پے مجبور کرتی ہے

ابھی محفل میں ہے شاید کوئی درد آشنا باقی!

(غزل۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

پیت: (پیت) ا۔پیار۔محبت۔ ۲۔دوستی۔الفت۔ اخلاص۔۳۔عشق۔ (ف۔آ)

ہر صبح اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے

سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلا دیں

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

پیچاک: (پَے۔چاک) پیچ وخم۔ (ف۔ع)

توڑ ڈالے گی یہی خاک طلسم شب و روز

گرچہ الجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے!

(غزل۴۴۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

پیچ کھانا: (پیچ۔کھانا) بل کھانا۔ (ف۔آ)

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا

تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا

(رباعی۔بن۔ج۔ص۳۷۲)

پیچ میں لانا: (پیچ۔مِیں۔لانا) داؤ میں لانا۔فریب میں لانا۔پھنسانا۔ (ف۔آ)

لاکر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں

زناریوں کو دیرِ کہن سے نکال دو!

(ابلیس کا فرمان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۰۸)

پیچ وتاب: (پَے۔چُو۔تاب) ا۔اضطراب۔بے قراری۔ بے چینی۔ ۲۔فکر واندیشہ۔تشویش وتردد۔(ف۔آ)

اسی کشمکش میں گذریں مری زندگی کی راتیں

کبھی سوز و سازِ رومیؔ، کبھی پیچ و تابِ رازیؔ!

(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

پیچ وخم: (پَے۔چُو۔خم) چکر۔بل۔پھیر۔(ف۔ل)

لیکن اے شہباز یہ مرغانِ صحرا کے اچھوت

ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ و خم سے بے خبر!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۲)

پیچیدہ: (پے۔چی۔دَہ) لپٹا ہوا۔ملفوف۔(ف۔آ)

در حکام بھی ہے تجکو مقام محمود
پالیسی بھی تری پیچیدہ تر از زلفِ ایاز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

پیچیدہ: (پے۔چی۔دَہ) مشکل بات جو دقت سے سمجھ میں آئے۔ (ف۔آ)

ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
پودوں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا
(تسلیم ورضا۔ض۔ک۔ص۵۱۴)

پیدا: (پے۔دَا) ظاہر۔حاصل۔ (ف۔ع)

ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا، یہ اس کی حکمت ہے
(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

پیدائی: (پے۔دَا۔ای) ظہور۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۳۲)

وہ اپنے حسن کی مستی سے ہیں مجبور پیدائی
مری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسباب مستوری!
(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

پیر: (پیر) ۱۔بوڑھا۔سال خوردہ۔عمر رسیدہ۔ ۲۔گرو گھنٹال۔ ۳۔ہادی۔رہنما۔مرشد۔خدا کا راستہ دکھانے والا۔

(ف۔آ)

کیا مرا تذکرہ جو ساقی نے بادہ خواروں کی انجمن میں
تو پیرِ میخانہ سن کے کہنے لگا کہ منہ پھٹ ہے، خوار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

پیر: (پیر) پرکھا۔بزرگ۔ (ف۔آ)

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

پیرا: (پے۔رَا) سجانے والا۔ (ف۔ع)

اس چمن کے نغمہ پیراؤں کی آزادی تو دیکھ
شہر جو اجڑا ہوا تھا اس کی آبادی تو دیکھ
(سید کی لوح تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

پیران: (پی۔رَان) پیر کی جمع۔بوڑھے۔بزرگ۔

(ف۔ل)

الٰہی سحر ہے پیرانِ خرقہ پوش میں کیا
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

پیرانِ کہن: (پی۔رَا۔نِ۔کہ۔ن) پرانے بوڑھے۔ پرانی نسل۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۰۸)

چشمِ پیرانِ کہن میں زندگانی کا فروغ
نوجواں تیرے ہیں سوزِ آرزو سے سینہ تاب!
(مسولینی۔ب۔ج۔ص۴۴۳)

پیرانِ کلیسا: (پی۔رَا۔نِ۔ک۔لی۔سا) پیران کلیسا کے لغوی معنی ان پادریوں کے ہیں جو رومی یا پروٹسٹانی کلیسا میں بلند مناسب پر فائز ہیں مثلاً بطریق یا اسقف اعظم لیکن اقبال کی مراد ان مذہبی پیشواؤں سے نہیں ہوا کرتی بلکہ پیرانِ کلیسا اقبال کی ایک خاص اصطلاح ہے اس سے مراد ہیں وہ ارباب سیاست جو اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے مذہب کی حمایت کرتے ہیں۔ (ش۔ض۔ک۔ص۵۰۴)

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن

پیرانِ کلیسا کی دعا یہ ہے کہ ٹل جائے
(جمعیت اقوام۔ض۔ک۔ص۶۱۸)

پیرایہ: (پے۔را۔یَہ) سجاوٹ۔زیور۔طرز۔لباس۔ قرینہ۔ڈھنگ۔ (ف۔ع)

پیرایہ پوش سے مراد ہے نقالی یا پیروی کرنے والے۔

ہو رہا ہے ایشیا کا خرقۂ دیرینہ چاک
نوجواں اقوامِ نو دولت کے ہیں پیرایہ پوش
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

پیرحرم: (پی۔رِ۔حَ۔رَم) مرشد کامل جو اپنے افعال اور صفات کو حق کے افعال وصفات میں محو کردے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۷۶)
(پیرحرم۔ض۔ک۔ص۵۲۰)

پیرزادہ: (پیر۔زا۔دَہ) مرشد کا بیٹا۔گرو کی اولاد۔

(ن۔ل)(پنجاب کے پیرزادوں سے۔ب۔د۔ص۴۵۰)

پیرس کی مسجد: (پے۔رِس۔کی۔مَس۔جِد) فرانس کے استعمار پسند لوگوں نے مختلف اسلامی ممالک پر جو سختیاں روا رکھی ہیں اور اب تک رکھی جارہی ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ پیرس کی مسجد نوک، پلک، تراش خراش کے لحاظ سے لاکھ بے نظیر ہو لیکن مسلمانوں کو یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے کہ فرانس کا مقصد مسجد کی تعمیر سے فقط مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی تسکین ہے اور گویا ریاکاری سے کام لے کر فرانس نے مسلمانوں کی تالیف قلب کا فریضہ سرانجام دینا چاہا ہے۔

(ت۔ا۔ص۹۹) (پیرس کی مسجد۔ض۔ک۔ص۱۰۲)

پیر فلک: (پی۔رِ۔فَ۔لَک) پرانا ہونے کی وجہ سے آسمان کو کہتے ہیں۔ (ف۔ل)

شرابِ سرخ سے رنگیں ہوا ہے دامنِ شام
لئے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام
(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۴)

پیرک اندرابی: (پی۔رَ۔کِ۔اِن۔دَ۔را۔بی)

اندرابی منسوب ہے اندراب سے جو بلخ کے پاس ایک قصبہ تھا۔ یہاں سے سادات کا ایک بلند مرتبہ خاندان جس کے افراد علم اور زہد دونوں میں ممتاز تھے ہجرت کر کے وادیٔ لولاب میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ اس خاندان کے افراد حسب ونسب اور علم وفضل دونوں کے اعتبار سے آج بھی مسلمانانِ کشمیر میں معزز اور ممتاز ہیں۔ (ش۔ا۔ہ۔ص۲۸۵)

متانت شکن تھی ہوائے بہاراں
غزلخواں ہوا پیرکِ اندرابی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

پیرِ کنعاں: (پی۔رِ۔کَن۔عاں) حضرت یعقوب کا لقب ہے کہ کنعان کے رہنے والے تھے اس ملک کا موجودہ نام فلسطین ہے۔ اپنے بیٹے حضرت یوسف کے فراق میں رورو کے اندھے ہوگئے تھے ان کی یہ داستان ادبی روایت کا بڑا اہم جزو ہے۔ (ت۔ا۔ص۱۶)

''غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخارا''
(خطاب بہ جوانان اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

پیرمغاں: (پی۔رِ۔مُ۔غاں) ۱۔آگ کا پجاری۔آتش پرستوں کا پادری۔آتش خانہ کا مجاور۔ ۲۔آتش پرستوں کا پیشوا۔ ۳۔مے فروش۔کلال۔شراب بیچنے والا۔ (باصطلاح صوفیاں) (ف۔آ)

پیرِ مغاں فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو خانہ ساز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

پیرو: (پے۔رَو) پیچھے چلنے والا۔ (ف۔ع)

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو

(غزل ۵۵۔ب۔ج۔ص ۳۶۶)

پیروی: (پے۔رَ۔وی) تقلید۔کسی کے قدم بہ قدم چلنا۔ پیچھے چلنا۔ (ف۔آ)

اس چمن میں پیرو بلبل ہو یا تلمیذِ گل
یا سراپا نالہ بن جا، یا نوا پیدا نہ کر

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص ۱۹۱)

پیروی: (پے۔رَ۔وی) اطاعت۔فرماں برداری۔ (ف۔آ)

عشق اب پیروئ عقل خداداد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے

(ادبیات۔ض۔ک۔ص ۵۶۵)

پیرہن: (پے۔رَ۔ہَن) پیراہن کا مخفف۔لغوی معنی کرتہ۔اصطلاحی لباس۔پوشاک۔جامہ۔چولا۔بدن کا کپڑا۔ (ف۔آ)

تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا
ذرہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں

(جگنو۔ب۔د۔ص ۸۴)

پیری: (پی۔ری) بڑھاپا۔ضعیفی۔ (ق۔ل)

خم ہے سر تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص ۶۰)

فراغت دے اسے کارِ جہاں سے
کہ چھوٹے ہر نفس کے امتحاں سے
ہوا پیری سے شیطاں کہنہ اندیش
گناہِ تازہ تر لائے کہاں سے!

(رباعیات۔ا۔ح۔ص ۶۷۱)

پیری: (پی۔ری) پیری بھی اقبال کی اصطلاح ہے اس سے مراد ہے پیر پرستی۔ بزرگانِ دین، مثلاً شیخ علی ہجویری، خواجہ اجمیری، مخدوم کلیری یا بوعلی قلندر پانی پتی اپنے مریدوں کو زیورِ علم وعمل سے آراستہ کرتے تھے لیکن ان کے بعد جب عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں آگئے تو ان نقلی پیروں نے اپنے مریدوں کو اللہ اور رسول کی اطاعت کے بجائے اپنی اطاعت کا سبق پڑھانا شروع کیا اس کے بھی دو نتیجے برآمد ہوئے ایک یہ کہ ان پیروں میں حسد کا بازار گرم ہوگیا، دوسرا یہ کہ مریدوں میں خدا پرستی کی بجائے پیر پرستی (گمراہی) کا رنگ پیدا ہوگیا یعنی عوام ضمیر کی غلامی میں مبتلا ہوگئے۔ پیری سے اقبال کی مراد یہی ضمیر کی غلامی ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص ۱۳۹)

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری!
اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری!

(آوازِ غیب۔ا۔ح۔ص۔ ۶۷۰)

پیش: (پیش) سامنے۔ (ف۔ع)

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مورِ بے پر! حاجتِ پیش سلیمانے مبر

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۵)

پیش: (پے۔رِش) پہلے۔آگے۔ (ف۔ع)

ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود
زانکہ برجندل گماں بر ند و عود!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص ۴۲۹)

پیش آنا: (پے۔رِش۔آ۔نا) آگے آنا۔ظہور میں آنا۔ (ف۔آ)

زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا
(ایک گائے۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

پیشانی: (پے۔شا۔نی) ناصیہ۔ماتھا۔جبیں۔(ف۔آ)

اے ہمالہ اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں!
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۱)

پیش کرنا: (پے۔رش۔کر۔نا) روبرو کرنا۔سامنے کرنا۔ حاضر کرنا۔آگے رکھنا۔ (ف۔آ)

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ"بل پیش کیجئے!"
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

پیشگی: (پے۔رش۔گی) ا۔وہ اجرت جو کام سے پہلے دی جائے۔بیعانہ۔ (ف۔آ)

ہاں، تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے، ان کی خودداری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

پیش نظر: (پے۔رش۔ن۔ظر) نگاہ کے سامنے۔

(ف۔ع)

یہ کوہ، یہ صحرا، یہ سمندر، یہ ہوائیں
تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں
آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ!
(روح ارضی۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۴)

پیشوا: (پے۔رش۔وا) رہنما۔ہادی۔رہبر۔امام۔

(ف۔آ)

اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا

کھلنے کو جدہ میں ہے شفا خانہ حجاز
(شفاخانہ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

پیشہ: (پے۔شہ) ہنر۔فن۔کسب۔شغل۔کام۔روزگار۔

(ف۔آ)

آزر کا پیشہ خارا تراشی
کارِ خلیلاں خارا گدازی!
(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

پیغام: (پے۔غام) پیام۔سندیسہ۔زبانی بات۔خبر۔ سفارت۔ (ف۔آ)

گل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجکو جہانما ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

پیغمبر: (پے۔غم۔بر) محمد مصطفیٰ ﷺ

(ک۔ا۔ا۔پ)

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارہ شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر آئینِ پیغمبر سے سوبار الحذر
حافظِ ناموسِ زن ، مرد آزما، مرد آفریں
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۵)

پیغمبری: (پے۔غم۔بَ۔ری) رسالت۔نبوت۔

(ف۔آ)

کہہ گئے ہیں شاعری جزو یست از پیغمبری
ہاں سنادے محفلِ ملت کو پیغام سروش!
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

پیک: (پیک) قاصد۔ (ف۔ع)

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیک جہاں نما خضر

جس کی پیری میں ہے مانند سحر رنگ شباب

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

پیکار: (پے۔کار) جنگ۔لڑائی۔ (ف۔آ)

کب زباں کھولی ہماری لذتِ پیکار نے
پھونک ڈالا اس چمن کو آتشِ پیکار نے

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

غرض ہے پیکارِ زندگی سے کمال پائے ہلال تیرا
جہاں کا فرض قدیم ہے تو ، ادا مثالِ نماز ہوجا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

پیکارِ عقل و دیں: (پے۔کار۔عَ۔قل۔وَ۔دیں) اس شعر میں اس آویزش کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ازمنۂ وسطیٰ میں رومن کیتھولک کلیسا (مسیحیت) اور حکما اور فلاسفہ کے درمیان پیدا ہوگئی تھی۔ کلیسا یعنی مسیحیت کا دعویٰ یہ تھا کہ حق وہ ہے جس کی تائید مسیحیت کرے اس کے برعکس حکماء کا کہنا یہ تھا کہ حق وہ ہے جسے عقل قبول کر سکے۔ حکماء کے اس طبقے کو ختم کرنے کے لئے کلیسا نے محکمۂ احتساب قائم کیا اور کئی صدیوں تک حکما و فلاسفہ کے قتل و غارت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر کلیسا کو شکست ہوئی اور یورپ میں عقلیت کا دور دورہ ہوگیا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۷)

لہو سے لال کیا سیکڑوں زمینوں کو
جہاں میں چھیڑ کے پیکارِ عقل و دیں میں نے

(سرگزشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

پیکارِ عناصر: (پے۔کا۔رِ۔عَ۔نا۔صِر) عناصر اربعہ کی لڑائی یا تصادم۔ اس سے کینہ و فساد مراد ہے۔

(ش۔ب۔د۔ص۶۱)

وہ بھی حیرت خانۂ امروز و فردا ہے کوئی؟
اور پیکارِ عناصر کا تماشہ ہے کوئی؟

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

پیکاں: (پے۔کاں) تیر یا برچھی کی انی۔ (ف۔ع)

نخچیرِ محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطفِ خلشِ پیکاں، آسودگیِ فتراک!

(غزل۱۸۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

پیکر: (پی۔کَر) جسم۔ (ف۔ع)

تھا سراپا روح تو، بزمِ سخن پیکر ترا
زیبِ محفل بھی رہا، محفل سے پنہاں بھی رہا

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

فطرتِ ہستی شہیدِ آرزو رہتی نہ ہو
خوب تر پیکر کی اس کو جستجو رہتی نہ ہو

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

پیکرِ گل: (پی۔ک۔رِ۔گل) مٹی کا جسم یعنی انسان۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۸۵)

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گل تاب ناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکرام

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

پیکرِ محسوس: (پی۔ک۔رِ۔مح۔سوس) پیکرِ محسوس سے ظاہری خدا مراد ہیں۔

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اندیکھے خدا کو کیونکر؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

پیکرِ نوری: (پی۔ک۔رِ۔نُو۔ری) نورانی وجود یعنی فرشتے اور قدسی۔ (م۔ب۔ج۔ص۱۸۸)

پیکرِ نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا
اس کو میسر نہیں سوز و گدازِ سجود!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

پیما: (پَی۔مَا) فارسی مصدر پیمودن کا اسم فاعل بمعنی ناپنے والا۔تولنے والا۔مرکبات میں مستعمل ہے جیسے آب پیما وغیرہ۔ (ف۔ل)

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم
(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

بحر پیما سے ملاح مراد ہے۔

زیب تیرے خال سے رخسار دریا کو رہے
تیری شمعوں سے تسلی بحر پیما کو رہے
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

پیمان: (پَی۔مَان) عہد۔وعدہ۔قول وقرار۔قسم۔ (ف۔آ)

گو حسینِ تازہ ہے ہر لحظہ مقصودِ نظر
حسن سے مضبوط پیمانِ وفا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

پیمان: (پَی۔مَان) اندازہ۔ (ف۔آ)

ریاضِ ہستی کے ذرے ذرے سے ہے محبت کا جلوا پیدا
حقیقتِ گل کو تو جو سمجھے تو یہ بھی پیماں ہے رنگ و بو کا
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

پیمان اولیں: (پَی۔مَان۔اَو۔وَ۔لیں) وہ عہد جو انسان سے عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ ۷، آیہ ۱۷۲ میں ہے۔مزید دیکھئے اَلَسْتُ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۱۱۳)

سنے کوئی مری غربت کی داستاں مجھ سے
بھلایا قصۂ پیمانِ اولیں میں نے

(سرگزشت آدم۔ب۔د۔ص۸۱)

پیمانہ: (پَی۔مَا۔نَہ) ا۔سیال یا مشروبات یا مائیات کے ناپنے کا ظرف۔ ۲۔جامِ شراب۔ روائن گلاس۔(ف۔آ)

یا رب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی!
جادۂ ملکِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

پیمائش: (پَی۔مَا۔اِش) ناپ۔زمین کی نپت۔(ف۔آ)

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زماں و مکاں
مقامِ ذکر ہے سبحانہ ربّی الاعلیٰ
(ذکر و فکر۔ض۔ک۔ص۴۸۵)

پیمبر: (پَ۔یَم۔بَر) خدا کا حکم لانے والا۔مرسل۔پیشوا۔ نبی۔نائب خدا۔ (ف۔آ)

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ ارم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبرؐ کے قدم
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

پیوستہ: (پَی۔وَس۔تَہ) ملا ہوا۔لگاتار۔ہمیشہ۔ (ف۔ع)

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ
(پیوستہ رہ شجر۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۹)

پیوند: (پَی۔وَند) بندش۔بستگی۔ (ف۔آ)

رشتہ و پیوند یاں کے، جان کا آزار ہیں
اس گلستاں میں بھی کیا ایسے نکیلے خار ہیں
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۹)

پیوند: (پَی۔وَند) خویش وتبار۔عزیز واقربا۔(ف۔آ)

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی!
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

پیہم: (پَی۔ہم) برابر۔متواتر۔لگاتار۔سلسلہ وار۔مسلسل۔
(ف۔آ)

نظر اس کی پیامِ عید ہے اہلِ محرم کو
بنا دیتی ہے گوہر غم زدوں کے اشک پیہم کو

(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

پیہم دواں: (پَی۔ہم۔دَ۔واں) مسلسل۔لگاتار۔ حرکت میں رہنے والی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۶۶)

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

ت

تا: (تا) تک۔جب تک۔جس وقت تک۔حرف انتہا جیسے تا بخانہ، تا ایں دم۔ (ف۔آ)

القصہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تا دیر رہی آپ کو یہ نغز بیانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

تا: (تا) جب سے۔ (ف۔ع)

"تاز آغوشِ وداعش داغِ حیرت چیدہ است
ہمچو شمعِ کشتہ در چشمِ نگہ خوابیدہ است"
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

تاب: (تابْ) قدرت۔طاقت۔مجال۔(ف۔آ)

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں
(مرزاغالب۔ب۔د۔ص۲۶)

تاب: (تابْ) چمک۔روشنی۔فروغ۔نور۔(ف۔آ)

کیا ذرہ کو جگنو دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخیِ آفتابِ جلوہ فرما کی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

تاباں: (تا۔باں) روشن۔درخشاں۔چمک دار۔نورانی۔ مہر تاباں۔ (ف۔آ)

ہوئی بامِ حرم پر آکے یوں گویا مؤذن سے
نہیں کھٹکا ترے دل میں نمودِ مہرِ تاباں کا؟
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

تابانی: (تا۔با۔نی) روشنی۔نور۔چمک۔(ف۔ل)

جن کی تابانی میں اندازِ کہن بھی نو بھی ہے
اور تیرے کوکبِ تقدیر کا پرتو بھی ہے
(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۵)

تابدار: (تابْ۔دار) چمک دار۔ (ف۔ع)

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر
ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

تابع تقدیر: (تا۔بِع۔تَق۔دیر) مشیت کا پابند۔

راضی بہ رضا۔ (م۔ل)

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیرِ مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہی تقدیرِ الٰہی

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۲۷)

تاب گفتار: (تابْ۔گُف۔تار) بات کرنے کی طاقت وہمت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۸۱)

فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس
مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

تابناک: (تابْ۔ناک) روشن۔چمکدار۔(ف۔ع)

اندھیرے اجالے میں ہے تابناک!
من و تو میں پیدا من و تو سے پاک!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

تابناکی: (تابْ۔نا۔کی) روشنی۔چمک۔(ف۔ع)

نہ کر افرنگ کا اندازہ ان کی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس گوہر کی براقی!

(غزل۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

تابندگی: (تا۔بن۔دَ۔گی) روشنی۔چمک۔(ف۔آ)

یہ پیرہن شام کو مل رہے تھے
ستاروں کو تعلیمِ تابندگی تھی

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

بساط کیا ہے بھلا صبح کے ستارے کی
نفس حباب کا تابندگی شرارے کی

(اخترِ صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

تابندہ: (تا۔بن۔دَہ) روشن۔درخشاں۔چمکدار۔نورانی۔ مہر تاباں۔ (ف۔آ)

ضبط پیغامِ محبت سے جو گھبراتا ہوں
تیرے تابندہ ستاروں کو سنا جاتا ہوں

(رات اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۷۳)

تابہ: (تابَہ) تک۔A Skillet (ا۔ک۔ہ۔ڈ۔پ)

تابہ ثریا مراد زمین سے آسمان تک کی فضا۔

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سہ پہر
زمیں سے تابہ ثریا تمام لات و منات!

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

تاتاری: (تا۔تا۔ری) تاتار کا باشندہ یا چیز۔تاتار سے منسوب۔ (ف۔ل)

تاتاریوں سے ترکان تیموری مراد ہیں۔

تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا

(ہندوستانی بچوں کا قومی گیت۔ب۔د۔ص۸۷)

تاثر: (تاث۔ثُر) اثر قبول کرنا۔اثر پذیر ہونا۔(ف۔آ)

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے!
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے!

(ایک حاجی۔ب۔د۔ص۱۶۱)

دور ہو جاتی ہے ادراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثر کی غلامی جس سے

(جلوۂ حسن۔ب۔د۔ص۱۲۷)

تاثیر: (تا۔ثیر) نتیجہ۔پھل۔ثمر۔ (ف۔آ)

میں بلبلِ نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے

(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۳)

تاثیر: (تا۔ثیر) اثر۔خاصیت۔عمل۔ (ف۔آ)

اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
سوز بھی رخصت ہوا جاتی رہی تاثیر بھی
(قید خانہ میں معتمد۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۳۹۳)

تاج: (تاجْ) شاہی ٹوپی۔افسر۔کٹ۔(ق۔ل)

کہیں مہر کو تاجِ زر مل رہا تھا
عطا چاند کو چاندنی ہو رہی تھی
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

تاجدار: (تاجْ۔دَار) بادشاہ۔صاحبِ تاج۔تاج والا۔

(ف۔ل)

سوتے ہیں اس خاک میں خیر الامم کے تاجدار
نظمِ عالم کا رہا جن کی حکومت پر مدار
(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

تاجر: (تا۔جِر) سوداگر۔ A Merchant (Saudagar)

(ف۔ع)(ہ۔ڈ۔ف)

تاجرانہ سے مراد ہے سوداگروں کی مانند یعنی مادہ پرستی کا رجحان۔

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیر مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

تاجور: (تاجْ۔وَر) صاحبِ تاج۔بادشاہ۔(ف۔آ)

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہ گذر
چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

تادیب: (تا۔دِیب) ادب دینا۔آداب سکھانا۔تنبیہ۔

(ف۔آ)

کیا جہنم معصیت سوزی کی اک ترکیب ہے
آگ کے شعلوں میں پنہاں مقصدِ تادیب ہے
(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

تار: (تارْ) ا۔دھاگا۔ ۲۔تانا بانا۔ ۳۔سلسلہ۔

(ف۔ل)

چھیڑ آہستہ سے دیتی ہے مرا تارِ حیات
جس سے ہوتی ہے رہا روحِ گرفتارِ حیات
(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

تاراج: (تا۔رَاج) لوٹ۔غارت۔(ف۔ع)

دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج!
(معراج۔ض۔ک۔ص۴۷۹)

تارِ حیات: (تا۔رِ۔حَ۔یَات) زندگی کا ساز۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۴۰)

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات!
عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

تارک: (تا۔رِک) چھوڑنے والا۔ترک کرنے والا۔ تیاگی۔ (ف۔آ)

یہ مرقد سے صدا آئی حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارکِ آئینِ آبائی!
(تضمین بر شعرِ اقبال شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

تارک قرآں: (تا۔رِ۔کِ۔قُر۔آن) قرآن چھوڑنے (عمل نہ کرنے) والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۵)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

تارِ نفس: (تا۔رِ۔نَفس) سانس کا سلسلہ۔(ف۔ل)

اے کہ تیرا مرغِ جاں تارِ نفس میں ہے اسیر
اے کہ تیری روح کا طائر قفس میں ہے اسیر
(سیدکی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

تارو پو، تارو پود: (تا۔رُو۔پُو، تا۔رُو۔پُو د) تانا اور بانا۔ (ف۔ع)

ہے مری جرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو
میرے فتنہ جامۂ عقل و خرد کا تار و پو!
(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

تاروں کی انجمن: (تا۔رُوں۔کی۔اَن۔جُ۔مَن) بہت تارے۔ستاروں کا جم گھٹا۔ (ف۔ل)

جس کی نمود دیکھی چشمِ ستارہ بیں نے
خورشید میں، قمر میں، تاروں کی انجمن میں
(سلیمیٰ۔ب۔د۔ص۱۲۱)

تاریخ: (تا۔رِیخ) ا۔کسی امرِ عظیم کے وقت کا تعین۔زمانہ کا عرصہ۔ ۲۔وہ کتاب جس میں بادشاہوں کا حال مع سنِ پیدائش وجلوس اور وفات وغیرہ درج ہو۔ (ف۔آ)

تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا؟
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی!
(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

تاریخ دان: (تا۔رِیخ۔دَان) علمِ تاریخ کا ماہر۔ (م۔ل)

آج ایشیا میں اس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ دان بھی اسے پہچانتا نہیں
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

تاریک: (تا۔رِیک) ا۔سیاہ۔کالا۔تار۔ ۲۔اندھیرا۔ (ف۔آ)

جلاتا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں چراغاں کر کے چھوڑوں گا
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۱۷)

تاریک تر: (تا۔رِیک۔تَر) مراد بے حد ظالم۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۰)

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر!
(ابلیس کی مجلسِ شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۰)

تاریکی: (تا۔رِی۔کی) سیاہی۔تیرگی۔ظلمت۔ (ف۔آ)

آہ! وہ کشور بھی تاریکی سے کیا معمور ہے؟
یا محبت کی تجلی سے سراپا نور ہے؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

تاریکی: (تا۔رِی۔کی) اندھیری۔دھندلاپن۔ (ف۔آ)

آرزو کو خون رلواتی ہے بیدادِ اجل
مارتا ہے تیر تاریکی میں صیادِ اجل
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
(الارض للہ۔ب۔ج۔ص۴۱۱)

تاڑنا: (تاڑ۔نا) قرینے سے پہچاننا۔ (ف۔آ)

وائے ناکامی فلک نے تاک کر توڑا اسے

میں نے جس ڈالی کو تازا آشیانے کے لئے
(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

تازہ تر: (تا۔زَہ۔تَر) تازہ۔نیا۔ (م۔ل)

ہوا پیری سے شیطاں کہنہ اندیش
گناہِ تازہ تر لائے کہاں سے
(رباعی(۲)۔ا۔ح۔ص۶۷۱)

تازی: (تا۔زی) عربی۔ (ف۔ع)

نہ زباں کوئی غزل کی، نہ زباں سے باخبر میں
کوئی دلکشا صدا ہو، عجمی ہو یا کہ تازی!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

تازیانہ: (تا۔زِ۔یا۔نَہ) کوڑا۔چابک۔ہنٹر۔ (ف۔ع)

ہر ایک سے آشنا ہوں، لیکن جدا جدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

تاک: (تاک) انگور کی بیل۔ (ف۔ع)

رگِ تاک منتظر ہے ترے بارشِ کرم کی
کہ عجم کے میکدوں میں نہ رہی مئے مغانہ!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

تاکجا: (تا۔کُ۔جا) کہاں تک۔ (ف۔ع)

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تاکجا
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

تاک میں رہنا: (تاک۔مِیں۔رہ۔نا) تلاش میں رہنا۔گھات میں رہنا۔وقت کا انتظار کرنا۔منتظر رہنا۔(ف۔آ)

نگاہیں تاک میں رہتی تھیں لیکن کیمیا گر کی
وہ اس نسخے کو بڑھ کر جانتا تھا اسمِ اعظم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

تامل: (تا۔مُل) ا۔ڈھیل۔دیر۔توقف۔وقفہ۔عرصہ۔ ۲۔شبہ۔شک۔تذبذب۔ (ف۔آ)

تامل تو تھا ان کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرزِ انکار کیا تھی؟
(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

تاویل: (تا۔وِیل) ظاہر سے پھیر کر دوسرے معنی پہنانا۔ (ف۔ع)

قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر
چاہے تو خود ایک تازہ شریعت کرے ایجاد!
(آزادی۔ض۔ک۔ص۵۲۴)

تائب: (تا۔اِبْ) توبہ کرنے والا۔ (ف۔ع)

مریدِ سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

تبرک: (ت۔بَرْ۔رُک) پرشاد۔برکت حاصل کرنے کی چیز۔مبارک شمار۔ (ف۔ع)

رہ و رسمِ حرم نا محرمانہ!
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرک ہے مرا پیراہنِ چاکی
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۲)

تبسم: (ت۔بَس۔سُم) غنچہ کی شگفتگی۔ (ف۔آ)

سرِ چمن کے کھڑے ہو کے کہا قم میں نے

غنچۂ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے

(ابرِ کوہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

تبسم: (ت۔بَس۔سُم) مسکراہٹ۔ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں ہنسنا۔ خندۂ زیرلب۔ (ف۔آ)

سہانی نمودِ جہاں کی گھڑی تھی
تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

تب وتاب: (ت۔بُ۔تاب) چمک دمک۔ قول فیصل۔اس امر پر ''تاب وتب'' بھی بولتے ہیں۔(م۔ل)

میری بساط کیا ہے ؟ تب و تابِ یک نفس!
شعلے سے بے محل ہے الجھنا شرار کا

(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۰۱)

تب وتاب: (ت۔بُ۔تاب) قوت وطاقت۔ جذبوں کی حرارت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۲)

کیوں کرخس و خاشاک سے دب جائے مسلماں
مانا وہ تب و تاب نہیں اس کے شرر میں!

(ہسپانیہ۔ب۔ج۔ص۳۹۶)

تب وتاب جاودانہ: (ت۔بُ۔تاب۔جا۔وِ۔دا۔نہ) ہمیشہ ہمیشہ کی بے قراری یا آتشِ عشق کی حرارت کی کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۰)

مرے خاک وخوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے؟ تب و تاب جاودانہ!

(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

تپ: (تپ) گرمی۔حرارت۔ (ف۔آ)

کشاکشِ زم و گرما تپ و تراش وخراش
زخاکِ تیرہ دروں تابہ شیشۂ حلبی

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

تپد: (ت۔پَد) تڑپنا۔

جوئے خوں می چکد از حسرتِ دیرینۂ ما
می تپد نالہ بہ نشتر کدۂ سینۂ ما!

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

تپش: (ت۔پش) اضطراب۔بےقراری۔(ف۔آ)

عشق نے کردیا تجھے ذوقِ تپش سے آشنا
بزم کو مثلِ شمع بزم حاصلِ سوز و ساز دے

(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

تپش: (ت۔پش) گرمی۔حرارت۔ تمازت۔ شدت گرمی۔سوزش۔ (ف۔آ)

موجوں کی تپش کیا ہے؟ فقط ذوقِ طلب ہے
پنہاں جو صدف میں ہے وہ دولت ہے خداداد!

(اسرار پیدا۔ض۔ک۔ص۵۳۴)

تپش اندوز: (ت۔پش۔اَن۔دُوز) تڑپنے اور بے چین رہنے والی (حضور سے بے پناہ محبت کرنے کے سبب)۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۰)

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

تپنا: (تَپ۔نا) گرم ہونا۔جلنا۔دہکنا۔ (ف۔آ)

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

تپیدن: (ت۔پی۔دَن) تڑپنا۔گرم ہونا۔(ف۔ع)

تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرتِ دید
خنک دلے کہ تپیدود ے نیا سائید
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

تت: (تَت) اصول۔منشا۔معنویت۔ (ف۔ع)

جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست
ہے یہی اک بات ہر مذہب کا تت
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

تثلیث: (تَث۔لیث) مذہب عیسوی کے موافق خدائے واحد کی وحدانیت کی تین شاخیں جن کی ایک ہی ماہیت، قدرت اور ہمیشگی ہے یعنی باپ (خدا) بیٹا (عیسیٰ) روح القدس جبرائیل۔ (ف۔آ)

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۴)

تجارت: (تِ۔جا۔رَت) سوداگری۔(ف۔آ)

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

تجدید: (تَج۔دید) ا۔ایجاد۔اختراع۔ ۲۔نئے سرے سے کام شروع کرنا۔ (ف۔آ)

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے!
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۳)

تجدید: (تَج۔دید) اصلاح میں تجدید کہتے ہیں دین اسلام کو ان غلط خیالات رسوم اور عقائد اور افکار سے پاک کرنے جو مسلمانوں کی غلطی یا جہالت سے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔ دوبارہ اس کی حقیقی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنا اور جو ایسا کرتا ہے اسے "مجدد" کہتے ہیں۔ (ش۔ض۔ک۔ص۵۶۶)

اس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک
ہے جس کے تصور میں فقط بزمِ شبانہ
لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ
(محراب گل افغان۔ض۔ک۔ص۶۳۰)

تجسس: (تَ۔جَس۔سُس) تلاش۔جستجو۔کھوج۔ تحقیقات۔ (ف۔آ)

کیا تجسس ہے تجھے ؟ کس کی تمنائی ہے؟
آہ! کیا تو بھی اسی چیز کی سودائی ہے!
(۔۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

تجلی: (تَ۔جَلّ۔لی) روشنی۔چمک۔نور۔(ف۔آ)

نگہ پیدا کر اے غافل تجلی عین فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا
(نظم۔ب۔ج۔ص۳۱۴)

تجلی: (تَ۔جَلّ۔لی) جلوہ کرنا۔ (ف۔ع)

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں!
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی!
(ایک نوجوان کے نام۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

تجلیات: (تَ۔جَلّ۔لِ۔یات) تجلی کی جمع۔جلوے۔ اللہ تعالیٰ کے جلوے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۶۱)

وہ علم کم بصری جس میں ہمکنار نہیں
تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!
(علم اور دین۔ض۔ک۔ص۴۸۸)

حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں

میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں!

(غزل ا۔ب۔د۔ص ۲۹۷)

تجلی زار: (ت۔جَلّ۔لی۔زار) وہ جگہ جہاں خوب روشنی ہو۔ (ف۔ل)

اقبال روشنی کے کسی خارجی نقطے کی طرف لپکنے کی بجائے اپنی ہی ذات کے مرکزی نقطے میں آباد ہو گئے تھے۔ اس مرکزی نقطے کو اقبال نے "تجلی زار" کا نام دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے جو روشنی انہوں نے باہر کی دنیا میں دیکھی تھی وہ اب ان کے اندر نمودار ہو رہی تھی۔ چنانچہ اب انہوں نے خود کو کرمکِ ناداں کے بجائے کرمکِ شب تاب کے روپ میں پیش کیا اب وہ شمع کے متلاشی نہیں بلکہ خود شمع بردار تھے اور جہان تاریک میں جہاں سے گزرتے ہر شے ان کے وجود کے دائرے میں آ کر روشن ہو جاتی۔ (اقبال کے تصورات عشق و خرد۔ص ۲۳۷)

کرمکِ ناداں طوافِ شمع سے آزاد ہو
اپنی فطرت کے تجلی زار میں آباد ہو

(خضر راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۳)

تجمل: (ت۔جَم۔مُل) آرائش کرنا۔ ٹھاٹ دکھانا۔ (ف۔ع)

ہوئے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۰)

تحریر: (تَح۔ریر) عبارت۔ مضمون۔ لکھنے کا ڈھنگ۔ مضمون نگاری کا انداز۔ (ف۔آ)

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص ۲۶)

تحریک: (تَح۔ریک) ا۔رغبت دینا۔ ترغیب دینا۔ ۲۔ابھارنا۔ اشتعالک دینا۔ (ف۔آ)

حسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریکِ کمال
تجھ سے سرسبز ہوئے میری امیدوں کے نہال

(حسن و عشق۔ب۔د۔ص ۱۱۶)

تحفہ: (تُح۔فَہ) ارمغان۔ سوغات۔ (ف۔آ)

میں ترا تحفہ سوئے ہندوستاں لے جاؤں گا
خود یہاں روتا ہوں اوروں کو وہاں رلواؤں گا

(صقلیہ۔ب۔د۔ص ۱۳۴)

تحفہ: (تُح۔فَہ) نذر۔ پیش کش۔ انعام۔ (ف۔آ)

زائرانِ کعبہ سے اقبال یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں؟

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۳۵)

تحفۃ العراقین: (تُح۔فَ۔تُل۔ع۔رَا۔قَین) (خاقانی کی تصنیف کا نام) خاقانی تحفۃ العراقین کا مصنف ہے۔

(ش۔ض۔ک۔ص ۳۹۸)

وہ صاحبِ تحفۃ العراقین
اربابِ نظر کا قرۃ العین

(خاقانی۔ض۔ک۔ص ۵۸۲)

تحقیر: (تَح۔قِیر) ذلیل کرنا۔ حقیر جاننا۔ (ف۔ع)

فقیہِ شہر کی تحقیر کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ میں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد!

(غزل ۵۔ب۔ج۔ص ۳۶۲)

تحقیق: (تَح۔قِیق) ا۔راست۔ صحیح۔ درست۔ ٹھیک۔ سچ۔ حق حق۔ ۲۔تصدیق۔ ثبوت۔ ۳۔ چھان بین۔ تلاش۔ تفتیش۔ تجسس۔ (ف۔آ)

خیمہ زن ہو وادیٔ سینا میں مانندِ کلیم

شعلۂ تحقیق کو غارت گرِ کاشانہ کر
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

تحقیق: (تح۔قیق) ا۔کھوج۔سراغ۔ پتہ۔ ۲۔دریافت۔پوچھ گچھ۔ ۳۔جانچ۔شناخت۔ (ف۔آ)

حلقۂ شوق میں وہ جرأتِ اندیشہ کہاں
آہ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق
(اجتہاد۔ض۔ک۔ص۴۸۴)

تخت: (تخ) چوکی سنگھاسن۔سریر۔بادشاہ کے بیٹھنے کی گدی۔مسند۔ (ف۔آ)

ہے تختِ لعلِ شفق پر جلوسِ اخترِ شام
بہشت دیدۂ مینا ہے حسنِ منظرِ شام
(فراق۔ب۔د۔ص۱۳۱)

تخت: (تخ) دارالسلطنت۔دارالخلافہ۔تخت گاہ۔ (ف۔آ)

تختِ فغفور بھی ان کا تھا، سریر کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں، کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

تخریب: (تخ۔ریب) بگاڑنا۔خراب کرنا۔(ف۔ع)

ہرنئی تعمیر کو لازم ہے تخریبِ تمام
ہے اسی میں مشکلاتِ زندگانی کی کشود
(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۳)

تخلیق: (تخ۔لیق) پیدا کرنا۔ (ف۔ع)

راز ہے اس کے تپِ غم کا یہی نکتۂ شوق
آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اس کا وجود!
(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۹)

تخلیق: (تخ۔لیق) کوئی نئی بات پیدا کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۶۳)

پرورش پاتا ہے تخلیق کی تاریکی میں
ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق!
(مرد بزرگ۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

تخم: (تُخم) بیج۔دانہ۔ (ف۔آ)

تخم جس کا تو ہماری کشتِ جاں میں بو گئی
شرکتِ غم سے وہ الفت اور محکم ہو گئی
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

نہ تخم لا الہ تیری زمینِ شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رسوا ہے تری فطرت کی نازائی
(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

تخمین: (تخ۔مین) اندازہ کرنا۔ (ف۔ع)

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری!
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

تخیل: (ت۔خی۔یُل) خیال میں لانا۔ (ف۔ع)

تغیر آگیا ایسا تدبر میں، تخیل میں
ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

تخیل: (ت۔خی۔یُل) خیال۔ (ف۔ل)

اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی
کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی!
(جدت۔ض۔ک۔ص۵۸۴)

تخیل: (ت۔خی۔یُل) قوت متخیلہ۔ وہ قوت جو خیالی صورتیں بنا کر وہم کے سامنے کھڑی کر دے۔تصور۔خیال۔ (ف۔ل)

ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کر ، اثرِ آہ رسا دیکھ!
(روح ارضی۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۴)

تخیلات: (ت۔خَی۔یل۔لات) تخیل کی جمع۔(ف۔ل)

ذکرِ عرب کے سوز میں، فکرِ عجم کے ساز میں
نے عربی مشاہدات ، نے عجمی تخیلات!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

تدبر: (ت۔دَب۔بُر) غور کرنا۔دور اندیشی۔(ف۔ل)

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟
(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

تدبیر: (تَد۔بِیر) کسی کام کی ابتدا اور انتہا سوچنا۔ (ف۔آ)

کیا یہی ہے ان شہنشاہوں کی عظمت کا مآل
جن کی تدبیر جہانبانی سے ڈرتا تھا زوال
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

تدبیر: (تَد۔بِیر) کوشش۔جتن۔ (ف۔آ)

ما سوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۸)

تدبیر: (تَد۔بِیر) چارہ۔درماں۔ (ف۔آ)

ذرہ ذرہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
پردۂ مجبوری و بیچارگی تدبیر ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۶)

تدرج: (تِ۔دَرُ) درراج۔ایک قسم کا پرند جسے اکثر شوقین لڑانے کے واسطے پالا کرتے ہیں۔تیتر۔ (ف۔آ)

اے جانِ پدر نہیں ہے ممکن
شاہیں سے تدرو کی غلامی
(جاوید سے۲۔ض۔ک۔ص۵۵۰)

تدرواں: (تَدْ۔رُ۔وَان) تدرو بمعنی چکور کی جمع، مراد کمزور قوم۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۱۰)

تو بدل گیا تو بہتر کہ بدل گئی شریعت
کہ موافقِ تدرواں نہیں دینِ شاہبازی!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۶)

تدریج: (تَدْ۔رِیج) رفتہ رفتہ ہونا۔ (ف۔ع)

تھا جو ناخوب، بتدریج وہی "خوب" ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر
(تن بہ تقدیر۔ض۔ک۔ص۴۷۸)

تذکرہ: (تَذْ۔کِ۔رَہ) ذکر۔مذکور۔یاد۔یادداشت۔ بیان۔یادگار۔ (ف۔آ)

کیا مرا تذکرہ جو ساقی نے بادہ خواروں کی انجمن میں
تو پیرِ میخانہ سن کے کہنے لگا کہ منہ پھٹ ہے، خوار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

تذکرہ: (تَذْ۔کِ۔رَہ) چرچا۔ (ف۔آ)

کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدۂ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

تر: (تر) علامت تفضیل۔بعض جیسے خوبتر۔بدتر وغیرہ۔ (ف۔آ)

جلوۂ یوسف گم گشتہ دکھا کر ان کو
تپش آمادہ تر از خونِ زلیخا کردیں

(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

تر: (ترؔ) نم۔گیلا۔بھیگاہوا۔نمناک۔ (ف۔آ)

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت ایسے رونے میں
جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

تر: (ترؔ) آبدار۔پاکیزہ۔ذہین۔ (ف۔آ)

آہ یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ!
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر و گیر؟

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۸)

تراش: (ت۔راش) آرائش۔کاٹ۔کٹاؤ۔

(ف۔ع)

از غلامی فطرتِ آزاد را رسوا مکن
تا تراشی خواجۂ از برہمن کافر تری

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

تراش وخراش: (ت۔را۔شُو۔خ۔راش) قطع وبرید۔ وضع وطریق۔طرز وانداز۔بناؤ سنگار۔زیب وزینت۔

(ف۔آ)

کشاکشِ زم و گرما، تپ و تراش و خراش
زخاکِ تیرہ دروں تابہ شیشۂ حلبی!

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

تراشی: (ت۔را۔شی) کاٹنا۔ایجاد کرنا۔(مرکبات میں جیسے سنگ تراشی۔الزام تراشی) (ف۔ل)

آزر کا پیشہ خارا تراشی
کارِ خلیلاں خارا گدازی!

(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

تراشیدہ: (ت۔را۔شی۔دَہ) چھیلا ہوا۔کاٹا ہوا۔

(ف۔ل)

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبویؐ ہے

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

ترانہ: (ت۔را۔نَہ) نغمہ۔گیت۔ (ف۔آ)

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

تربت: (تُر۔بَت) اصطلاح۔قبر۔گور۔مزار۔

(ف۔آ)

سنگِ تربت ہے مرا گرویدۂ تقدیر دیکھ
چشمِ باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ

(سید کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

تربت: (تُر۔بَت) مٹی۔زمین۔ (ف۔آ)

پھول بن کر اپنی تربت سے نکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۳)

تربیت: (تَر۔بِ۔یَت) پرورش۔پالن۔پرداخت۔

(ف۔آ)

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سروِ کنارِ جوکا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

تربیت: (تَر۔بِ۔یَت) تعلیم۔تادیب۔تعلیم اخلاق۔ تہذیب۔ (ف۔آ)

ہوئی ہے تربیت آغوشِ بیت اللہ میں تیری
دلِ شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی

(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

ترجماں: (تَر۔جُ۔مَان) ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان کرنے والا۔شارح۔مفسر۔ (ف۔آ)

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہوجا
خودی کا رازداں ہوجا، خدا کا ترجماں ہوجا
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

ترجماں: (تَر۔جُ۔مَان) ترجمانی کرنے والا۔نمائندگی کرنے والا۔Interpretter۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۸)

محمدؐ بھی ترا ، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟
(غزل۲۔ب۔د۔ص۲۹۸)

تردید: (تَر۔دِیْد) ا۔رد کرنا۔ کاٹنا۔ منسوخ کرنا۔ ۲۔کسی بات کا جواب دینا۔ (ف۔آ)

ردِّ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

ترسا بچہ: (تَر۔سا۔بَچ۔چَہ) عیسائی لڑکا، مراد وہ عیسائی لڑکے جنھوں نے ترکوں کے خلاف مخبری کی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۱۲)

کہیں سجادہ و عمامہ رہزن
کہیں ترسا بچوں کی چشمِ بیباک!
(تاتاری کا خواب۔ب۔ج۔ص۴۴۷)

ترش ابرو: (تُرْش۔اَب۔رُو) غصے کی حالت۔ (ہ۔ڈ۔پ)

اے شیخ امیروں کو مسجد سے نکلوادے
ہے ان کی نمازوں سے محراب ترش ابرو!
(مہراب گل افغان۔۔۔۔۱۲۔ض۔ک۔ص۶۳۵)

ترشا ہوا، تراشیدہ، (تَ۔رَا۔شِی۔دَہ، تَر۔شَا۔ہُ۔وَا) کاٹا ہوا۔ چھیلا ہوا۔ کترا ہوا۔ (ف۔ع)

ہیں ہزاروں اس کے پہلو، رنگ ہر پہلو کا اور
سینے میں ہیرا کوئی ترشا ہوا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

ترشوانا: (تَ۔رَش۔وَا۔نَا) کٹوانا۔قلم کرانا۔کتروانا۔ (ف۔آ)

مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

ترک: (تَرْک) چھوڑنا۔ واگذاشت۔ درگذر۔ خرد گذاشت۔دست برداری۔ (ف۔آ)

واعظ! کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑدی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

کی ترکِ تگ و دو قطرے نے، تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگیِ فطرت بھی گئی، اور کشمکشِ دریا بھی گئی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

ترک: (تُرْک) باشندگانِ ترکستان۔مسلمانوں کی وہ قوم جو تاتار خاص میں آباد ہے۔ (ف۔آ)

مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا
(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۷)

ترکانِ تیموری: (تُر۔کَان۔تِے۔مُو۔رِی) وہ ترک مراد ہیں جنھوں نے بابر کی قیادت میں ۱۵۲۶ء میں ہندوستان فتح

کیا اور تاریخ میں مغلوں کے لقب سے مشہور ہوئے جنھوں نے سولہویں صدی کے آغاز سے برصغیر پر حکومت کی اور آخر میں بہادر شاہ ظفر کے دور ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے ختم کی۔

(ش۔ض۔ک۔ص ۴۲۸) (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۴۹۶)

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ
نہ تھے ترکانِ عثمانی سے کم ترکانِ تیموری!

(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص ۳۵۲)

ترکانِ عثمانی: (تُر۔کا۔نِ۔عُث۔مَا۔نی) ترکانِ عثمانی سے وہ ترک مراد ہیں جو اپنے سردار عثمان بن طغرل کی زیرِ قیادت ایشیائے کوچک میں آباد ہو گئے تھے اور جب عثمان بن ارطغرل نے ۱۲۸۸ء (تیرہویں عیسوی) میں اپنی حکومت قائم کی تو اس کے نام سے منسوب ہو کر تاریخ میں ترکانِ عثمانی کے لقب سے پانچ سو سال تک یورپ کے لئے مستقل خطرہ بنے رہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص ۴۲۸)

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ
نہ تھے ترکانِ عثمانی سے کم ترکانِ تیموری!

(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص ۳۵۲)

ترکِ دنیا: (تُر۔کِ۔دُن۔یا) دنیاداری اور عیش و عشرت وغیرہ سے باز آنا۔ قطع تعلق۔ توبہ کرنا۔ (ف۔آ)

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیم دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

(سید کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص ۵۲)

ترک شیرازی: (تُرک۔شی۔رَا۔زی) ترک شیرازی سے محبوب مراد ہے اور علامہ اقبال کا محبوب ان کی قوم (ملت اسلامیہ) ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص ۳۴۱)

بدستِ مانہ سمر قندو نے بخارا ایست
دعا بگوز فقیراں بترکِ شیرازی

(ملازادہ۔۔۔۱۴۔ا۔ح۔ص ۶۸۶)

ترکمان: (تُرک۔مان) ترکوں کی ایک قوم کا نام۔

(ف۔ع)

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطقِ اعرابی

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۷)

ترکِ وطن: (تَر۔کِ۔وَ۔طن) اپنا وطن چھوڑ دینا۔ ہجرت۔ (ف۔ل)

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

(وطنیت۔ب۔د۔ص ۱۶۰)

ترکیب: (تَر۔کِیب) ا۔ مرکب کرنا۔ کئی چیزوں کو ملا کر بنانا۔ ۲۔ بناوٹ۔ ساخت۔ (ف۔آ)

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیبِ مزاجِ روزگار

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۱)

ترنم: (تَ۔رَن۔نُم) راگ۔ گیت۔ گانا۔ (ف۔ع)

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۹)

تریاق: (تِر۔یاق) زہر مہرہ۔ زہر کی دوا۔ (ف۔ع)

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی!

(غزل ۴۵۔ب۔ج۔ص ۳۵۸)

تریاکی: (تِر۔یا۔کی) افیم کھائے ہوئے۔ نشے کی حالت میں یعنی سوئی ہوئی۔ عمل کی صلاحیت نہ رکھنے والی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۴۵)

نہ دیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی روح تریاکی!
(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۳)

تزلزل: (تَ۔زَل۔زُل) بھونچال آنا۔ڈگمگانا۔
(ف۔ع)

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی، طائرِ دیں کر گیا پرواز
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

تسبیح: (تَس۔بیح) سودانوں کی مالا۔سبحہ۔سمرن۔
(ف۔آ)

پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے، تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑونگا
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۴۷)

تسخیر: (تَس۔خیر) ا۔تابع کرنا۔فرماں بردار بنانا۔
۲۔قابو میں لانا۔ (ف۔آ)

آشکارا ہے یہ اپنی قوتِ تسخیر سے
گرچہ اک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

تسخیر: (تَس۔خیر) کسی کے دل کو اپنی طرف مائل کرنا۔
موہنا۔لبھانا۔ (ف۔آ)

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

تسکین: (تَس۔کین) آرام دینا۔تسلی۔تشفی۔دلاسا۔
ڈھارس۔اطمینان۔ (ف۔آ)

دید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجور بھی؟
لن ترانی کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی؟
(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

تسکیں: (تَس۔کین) افاقہ۔آرام۔(ف۔آ)

یادِ ایامِ سلف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں
بہرِ تسکیں تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں
(نالہ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

تسلسل: (تَ۔سَل۔سُل) سلسلہ بندی۔لڑی۔روانی۔
تواتر۔ (ف۔آ)

یہ آفتاب کیا یہ سپہرِ بریں ہے کیا؟
سمجھا نہیں تسلسلِ شام و سحر کو میں
(فلسفہ و مذہب۔ب۔ج۔ص۴۴۰)

تسلی: (تَ۔سَل۔لی) لغوی معنی خوشی۔طمانیت۔خاطر
جمع۔تسکین۔ (ف۔آ)

زیب تیرے خال سے رخسارِ دریا کو رہے
تیری شمعوں سے تسلی بحرِ پیا کو رہے
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

ترا جلوہ کچھ بھی تسلی دلِ ناصبور نہ کر سکا
وہی گریۂ سحری رہا، وہی آہِ نیم شبی رہی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

تسلیم: (تَس۔لیم) ا۔سلام۔آداب۔کورنش۔بندگی۔
۲۔فرماں برداری۔ (ق۔ل)

خم ہے سر تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

تسلیم و رضا: (تَس۔لی۔مُو۔رَ۔ضا) تسلیم و رضا کا

مفہوم یہ ہے کہ انسان ہر معاملے میں اپنے مقدور کے مطابق کوشش کرے اور جب حتی المقدور کامیابی کے تمام ذرائع جمع کر لے تو حصول مقصد کے لئے جدو جہد کرے اس کے بعد نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں چھوڑ دے۔ اگر ناکامی ہو تو سچے مسلمان کی طرح مایوس یا رنجیدہ نہ ہو بلکہ اللہ کی مشیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ واضح ہو کہ تسلیم و رضا مومنانہ زندگی کی معراج ہے۔ اس سے اونچا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں اللہ خود مومن سے راضی ہو جاتا ہے اور جس سے اللہ راضی ہو جائے تو ساری کائنات اس کی غلام ہو جاتی ہے۔ یہ مقام رضا ﷺ کی کامل اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔

جب اللہ اپنے بندے سے راضی ہو جاتا ہے تو وہ اس پر اس قدر انعامات کی بارش کرتا ہے کہ بندہ اللہ سے راضی ہو جاتا ہے اور جب دونوں ایک دوسرے سے راضی ہو جاتے ہیں تو اسلامی تصوف کی اصطلاح میں اسے مقام رضا یا مرتبہ اتحاد کہتے ہیں۔ یہ اتحاد غیر اسلامی نہیں۔

(ش۔ض۔ک۔ص ۶۱۵۔۶۱۴۔۱۹۱)

فطرت کے تقاضوں پہ نہ کر راہِ عمل بند
مقصود ہے کچھ اور ہی تسلیم و رضا کا!
(تسلیم و رضا۔ض۔ک۔ص ۵۱۴)

عشق کی خیر، وہ پہلی سی ادا بھی نہ سہی
جادہ پیمائی تسلیم و رضا بھی نہ سہی
(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۸)

تسنیم: (تَس۔نیم) جنت کی ایک نہر کا نام۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۶۴)

آتی ہے ندی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی
(ہمالہ۔ب۔د۔ص ۲۳)

تشنگی: (تِ۔شَ۔نِ۔گی) پیاس۔ (م۔ل)

صلہ اس رقص کا ہے تشنگی کام و دہن
صلہ اس رقص کا درویشی و شاہنشاہی!
(رقص۔ض۔ک۔ص ۵۹۶)

تشنہ: (تِش۔نہ) ۱۔ پیاسا۔ ۲۔ خواہشمند۔ ۳۔ نہایت متمنی۔ (ف۔آ)

مضطرب باغ کے ہر غنچہ میں ہے بوئے نیاز
تو ذرا چھیڑ تو دے، تشنۂ مضراب ہے ساز
(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۹)

تشنہ کام: (تِش۔نہ۔کام) پیاسا۔ (ف۔ل)

عطا درد ہوتا تھا شاعر کے دل کو
خودی تشنہ کامِ مئے بیخودی تھی
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص ۵۷)

تشنہ کامی: (تِش۔نہ۔کا۔می) پیاس مراد جستجو۔ تلاش۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۷۲۵)

ہے آبِ حیات اسی جہاں میں
شرط اس کے لئے ہے تشنہ کامی!
(جاوید سے۔ض۔ک۔ص ۵۵۰)

تشہیر: (تَش۔ہیر) مشہور کرنا۔ شہرت دینا۔ آشکارا کرنا۔

(ف۔آ)

دست پرور ترے ملک کے اخبار بھی ہیں
چھیڑنا فرض ہے جن پر تری تشہیر کا ساز
(نصیحت۔ب۔د۔ص ۷۶)

تشیع: (تَ۔شی۔یُع) شیعہ ہونا۔ (ق۔ل)

ہے اس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا
تفصیل علیؓ ہم نے سنی اس کی زبانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص ۵۹)

تصدق: (تَ۔صَدْ۔دُق) صدقہ دینا۔وارنا۔نثار کرنا۔

(ف۔آ)

مرا کنول کہ تصدق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گلشن کو ناز ہے جس پر
(پھول کا تحفہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۸)

تصدیق: (تَص۔دِیق) سچا کرنا۔(ف۔ع)

مرے لئے تو ہے اقرار بااللساں بھی بہت
ہزار شکر، کہ ملا ہیں صاحب تصدیق!
(غزل ۱۔ب۔ج۔ص۳۲۷)

تصرف: (تَ۔صَرْ۔رُف) دخل کرنا۔کام میں ہاتھ ڈالنا۔

(ف۔ع)

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل، یہ گھٹائیں
یہ گنبدِ افلاک، یہ خاموش فضائیں
(روح ارضی۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۴)

تصور: (تَ۔صَوْ۔وُر) دھیان۔خیال۔ (ل۔ک)

ہاں دکھادے اے تصور! پھر وہ صبح و شام تُو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تُو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

تصورات: (تَ۔صَوْ۔وُ۔رَات) جمع تصور۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

تصوف: (تَ۔صَوْ۔وُف) ا۔خواہش نفسانی سے پاک ہونا۔وہ علم جس کے وسیلے سے صفائی قلب حاصل ہو۔تزکیۂ نفس کا طریقہ۔ ۲۔علم معرفت۔ ۳۔صوفیوں کا عقیدہ۔

(ف۔آ)

تمدن، تصوف، شریعت، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

رندی سے بھی آگاہ، شریعت سے بھی آگاہ
پوچھو جو تصوف کی، منصور کا ثانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

تصویر: (تَص۔وِیر) شبیہ۔کاغذ پر کھینچی یا بنی ہوئی کسی جاندار کی شکل۔ (م۔ل)

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

تصویر: (تَص۔وِیر) فوٹو۔نقش۔نقشہ۔ (ف۔آ)

صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں
ندّی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

تصویر: (تَص۔وِیر) مورت۔شبیہ۔روپ۔(ف۔آ)

کھول کر آنکھیں مرے آئینۂ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

تصویر خانہ: (تَص۔وِیر۔خَانَہ) تصویروں کا گھر۔

ملا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا
شب دراز عدم کا فسانہ ہے دنیا
(حقیقت حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

تعبیر: (تَع۔بِیر) خواب کا نتیجہ بتانا۔نتیجۂ خواب۔

(ف۔آ)

میری بربادی کی ہے چھوٹی سی اک تصویر تو
خواب میری زندگی تھی جس کی ہے تعبیر تو
(گل پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

تعجب: (تَ۔عَج۔جُب) اچنبھا۔حیرانی۔ (ف۔ع)

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوردی پر تجھے؟
یہ تگا پوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

تعداد: (تَع۔دَاد) گنتی۔شمار۔نمبر۔مقدار۔(ف۔آ)

کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی
منظور تھی تعداد مریدوں کی بڑھانی
(زہداورر ندی۔ب۔د۔ص۵۹)

تعزیر: (تَع۔زِیر) سزا۔گوشمالی۔ (ف۔آ)

خودی بلند تھی اس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلاد سے دمِ تعزیر
ٹھہر ٹھہر کے بہت دلکشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکی شمشیر!
(ذوقِ نظر۔ض۔ک۔ص۵۹۴)

تعصب: (تَ۔عَص۔صُب) ا۔ حمایت۔ پشتی۔ طرفداری۔۲۔مذہبی رعایت۔ (ف۔آ)

تعصب چھوڑ ناداں! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تو نے
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۷۲)

تعلق: (تَعَل۔لُق) ا۔ سروکار۔ واسطہ۔ علاقہ۔ لگاؤ۔ ۲۔میلان۔رجحان۔ ۳۔مناسب۔ربط۔میل۔(ف۔آ)

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

تعمیر: (تَع۔میر) عمارت بنانا۔ مرمت کرنا۔ نئے سرے سے مکان بنانا۔ (ف۔آ)

مسلم نے تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

تعمیل: (تَع۔میل) ا۔عمل کرنا۔عمل میں لانا۔ ۲۔فرماں برداری۔خدمت گزاری۔حکم بجالانا۔ (ف۔آ)

بھلا تعمیل اس فرمانِ غیرت کش کی ممکن تھی
شہنشاہی حرم کی نازنینانِ سمن بر سے
(غلام قادرروہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

تعویز: (Tawiz)۔ A magic square. (Jantr) (ہ۔ڈ۔ف)

ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرکِ افرنگ
ابلیس کے تعویز سے کچھ روز سنبھل جائے!
(جمعیت اقوام۔ض۔ک۔ص۶۱۸)

تعین: (تَ۔عی۔یُن) تقرر۔مخصوص۔معین کرنا۔ٹھیرانا۔ (ف۔ع)

اس کھیل میں تعینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ!
(سیاست۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

تغافل: (تَ۔غَا۔فُل) بے پروائی۔دانستہ غفلت کرنا۔ (ف۔ع)

نہ چھین لذتِ آہِ سحر گہی مجھ سے
نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز!
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۰۸)

تغافل پیشہ: (ت۔غا۔فُل۔پے۔شہ) غفلت شعار۔ (ف۔ل)

اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکوت
اے تغافل پیشہ! تجکو یاد وہ پیماں بھی ہے!
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

تغیر: (ت۔غَی۔یُر) تبدل۔بدلی۔تبدیل۔حالت پلٹنا۔ انقلاب۔ (ف۔آ)

بدلی زمانے کی ہوا، ایسا تغیر آگیا
تھے جو گراں قیمت کبھی، اب ہیں متاعِ کس مخر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۲)

تفاوت: (ت۔فا۔وُت) دو چیزوں کا درمیانی فرق اور فاصلہ۔باہم دوری واقع ہونا۔ (ف۔ع)

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور
(خال ومقام۔ب۔ج۔ص۴۴۸)

تفتہ: (تَف۔تہ) تپیدہ۔جلاہوا۔سوختہ۔عاشق۔ (ف۔آ)

غم خانۂ جہاں میں جو تیری ضیا نہ ہو
اس تفتہ دل کا نخلِ تمنا ہرا نہ ہو
(شمع وپروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

تفریق: (تَف۔ریق) پراگندگی۔ پراگندہ کرنا۔ جدا کرنا۔ (ف۔ع)

تفریقِ ملل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم!
(مکہ وجنیوا۔ض۔ک۔ص۵۲۰)

تفسیر: (تَف۔سِیر) قرآن شریف کی شرح۔آسمانی کتاب کی شرح۔ (ف۔آ)

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں
یہ سبھی سورۂ والشمس کی تفسیریں ہیں
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۴)

تفسیر: (تَف۔سِیر) مغزِ سخن کو ظاہر کرنا۔تشریح۔تفصیل۔ تصریح۔ (ف۔آ)

یادِ عہدِ رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے
میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

تفصیل: (تَف۔صِیل) فضیلت دینا۔ترجیح دینا۔فوقیت دینا۔ (ف۔آ)

ہے اس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا
تفصیلِ علیؓ ہم نے سنی اس کی زبانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

تفصیل: (تَف۔صِیل) تشریح تفسیر۔ (ف۔آ)

میں شعر کے اسرار سے محرم نہیں لیکن
یہ نکتہ ہے تاریخِ امم جس کی ہے تفصیل
(شعر۔ض۔ک۔ص۵۹۴)

تفکر: (ت۔فَک۔کُر) فکر کرنا۔سوچنا۔غور کرنا۔ (ل۔ک)

وہ خموشی شام کی جس پر تکلم ہو فدا
وہ درختوں پر تفکر کا سماں چھایا ہوا
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

تفنگ: (تُ۔فَنگ) بندوق۔توپ۔ (ف۔آ)

تیغِ تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل

(جہاد۔ض۔ک۔ص۴۹۰)

تفنن: (ت۔فَن۔نُن) ا۔شاخ شاخ ہونا۔رنگ برنگ کا ہونا۔ایک حال سے دوسرے حال پر ہونا۔ ۲۔چہل۔دل لگی۔ (ف۔آ)

تیری ہستی کا ہے آئینِ تفنن پر مدار
تو کبھی ایک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

تقاضا: (ت۔قا۔ضا) تاکید۔تشدد۔ (ف۔آ)

قائم یہ عنصروں کا تماشہ تجھی سے ہے
ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے

(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

تقاضا: (ت۔قا۔ضا) خواہش۔طلب۔مانگ۔طلبی۔ درخواست۔ (ف۔آ)

مسلمِ خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہے
وہ چمک اٹھا افق، گرمِ تقاضا تو بھی ہو

(نویدِ صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

تقاضائے خود افزائی: (ت۔قا۔ضا۔ائے۔خُد۔ اَف۔زا۔ائی) ترقی کی آرزو۔(ش۔م۔ب۔د۔ص۴۵۴)

کلی زورِ نفس سے بھی وہاں گل ہو نہیں سکتی
جہاں ہر شے ہو محرومِ تقاضائے خود افزائی

(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

تقدیر: (تَق۔دِیر) قسمت۔نصیب۔بخت۔(ف۔آ)

میں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر
جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیونکر؟

(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

تقدیر: (تَق۔دِیر) علامہ مرحوم کے کلام میں تقدیر نہایت معنی خیز اصطلاح ہے۔تقدیر سے مراد کوئی ایسا ناگزیر حادثہ نہیں جس کا پیش آنا لازمی ہو۔علامہ کے خیال میں کسی خاص مرحلے پر عمل کے بے شمار امکانات موجود ہوتے ہیں، انسان کو اختیار ہے کہ وہ کوئی موقف، کوئی نہج، کوئی راستہ اختیار کر لے۔مستقبل کے جتنے امکانات ہیں وہ سب انسان کی دسترس میں ہوتے ہیں اس اعتبار سے انسان صاحب اختیار ہے، کہ وہ جس موقف کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ہاں جب وہ کوئی موقف اختیار کر چکتا ہے تو اس عمل کے جتنے نتائج لازمی ہوتے ہیں، انسان ان سب کا پابند ہو جاتا ہے تو اس معنی میں انسان پابند نوشتۂ تقدیر ہے کہ وہ اپنے اختیار کردہ موقف کے نتائج سے گریز نہیں کر سکتا۔یہ جو کہا گیا ہے کہ اسلام کا مسلک جبر و قدر کے بین بین ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ موجودہ زمانے کے بعض مفکر بھی اسی نظریے کے موید معلوم ہوتے ہیں یوں کہنا چاہئے کہ تقدیر اٹل قوانینِ الٰہی کا نام ہے لیکن یہ خود انسان فیصلہ کرتا ہے کہ اس پر کس قانون کا اطلاق ہو یہی بات ملحوظ رکھ کر علامہ نے کہا تھا۔

یہی نشاں ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

(ت۔ا۔ص۱۰۱)

آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردوں کے پاس
سامنے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ!

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

تقدیر بگڑنا: (تَق۔دِیر۔ب۔گڑ۔نا) مقدر کا ناموافق ہونا۔بداقبالی ہونا۔ (ف۔آ)

مری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی
میں حرفِ زیرِ لب، شرمندۂ گوشِ سماعت ہوں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۹)

تقدیس: (تَق۔دِیس) پاک کرنا۔پاکی سے منسوب۔ (ف۔آ)

کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگوں و شرمسار
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۲)

تقریر: (تَق۔ریز) بیان۔ذکر۔گفتگو۔بات چیت۔ (ف۔آ)

شورش سے بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو!
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۶)

تقریر: (تَق۔ریز) لکچر۔زبانی بیان۔وعظ۔درس۔ (ف۔آ)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

تقصیر: (تَق۔صیر) کوتاہی کرنا۔کمی کرنا۔(ف۔ع)

عرض کی میں نے الٰہی مری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لب کشت!
(ملا اور بہشت۔ب۔ج۔ص۴۰۹)

تقلید: (تَق۔لید) نقل۔پیروی۔کسی کے قدم بقدم چلنا۔ (ف۔آ)

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشی
رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

تقنطو: (تَق۔نَ۔طو) (لغ: مایوس ہو) سورۂ زمر (رکوع ۶) کی اس قرآنی آیت کا جزو ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہ۔ ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔''
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔۴۳۶)

جس کی نومیدی سے ہو رازِ درونِ کائنات
اس کے حق میں تقنطو اچھا ہے یا لا تقنطوا؟
(جبریل و ابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

تقویم: (تَق۔وِیم) جنتری۔پترا۔ (ف۔ع)
مراد ہے کلینڈر۔

عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

تکبیر: (تک۔بیر) اللہ اکبر کہنا۔تعظیماً خدا کا نام لینا۔ (ف۔آ)

غلغلوں سے جس کے لذت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہے؟
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

تکبیر: (تک۔بیر) لڑائی یا نماز یا ذبح کرتے وقت یا خوف اور تعجب کے موقع پر اللہ اکبر کہنا۔ (ف۔آ)

عرصۂ پیکار میں ہنگامۂ شمشیر کیا!
خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا!
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

تکرار: (تک۔رار) ا۔حجت۔بحث۔ ۲۔جھگڑا۔ لڑائی۔ (ف۔آ)

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

تکرار: (تک۔رار) بار بار کہنا۔مکرر کہنا۔(ف۔آ)

یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی یہ بحث و تکرار کی نمائش!
نہیں ہے دنیا کو اب گوارا پرانے افکار کی نمائش!

(کارل مارکس۔۔۔ض۔ک۔ص۵۹۹)

تکلف: (تَ۔کَل۔لُف) تصنع۔بناوٹ۔نمود۔ایسی بات دکھانی جو اپنے میں نہ ہو۔ (ف۔آ)

کچھ بتا اس سیدھی سادی زندگی کا ماجرا
داغ جس پر غازۂ رنگِ تکلف کا نہ تھا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

تکلف: (تَ۔کَل۔لُف) نمائش۔ظاہرداری۔(ف۔آ)

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں
چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش

(غزل۵۶۔ب۔ج۔ص۳۶۷)

تکلم: (تَ۔کَل۔لُم) بات کرنا۔ (ف۔ع)

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

تکلم: (تَ۔کَل۔لُم) گفتگو۔ (ف۔ل)۔

وہ خموشی شام کی جس پر تکلم ہو فدا
وہ درختوں پر تفکر کا سماں چھایا ہوا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

تکمہ: (تُک۔مَہ) گھنڈی۔ (ف۔آ)

تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا؟
ذرہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں؟

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

تکوین: (تَک۔وِین) پیدا کرنا۔وجود میں لانا۔

(ف۔ل)

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

(صدیق۔ب۔د۔ص۲۲۴)

تکیہ: (تَک۔یَہ) آرام کی جگہ۔ (ف۔آ)

مگر سرکار نے کیا خوب کونسل ہال بنوایا
کوئی اس شہر میں تکیہ نہ تھا سرمایہ داروں کا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

تگاپو: (تَ۔گا۔پُو) دوڑدھوپ۔ (ف۔ع)

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوردی پر تجھے؟
یہ تگا پوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

تگ وتاز: (تَ۔گُو۔تاز) دوڑدھوپ۔سعی۔

(ف۔ل)

تا سرِ عرش بھی انساں کی تگ و تاز ہے کیا؟
آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

تگ وتاز: (تَ۔گُو۔تاز) جستجو۔ (ف۔ل)

راز ہے، راز ہے تقدیرِ جہانِ تب و تاز
جوشِ کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز

(نپولین کے مزار پر۔ب۔ج۔ص۴۴۱)

تگ ودو: (تَ۔گُو۔دُو) بھاگ دوڑ مراد کوشش۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۹۴)

زمانہ صبح ازل سے رہا ہے محوِ سفر
مگر یہ اس کی تگ و دو سے ہوسکا نہ کہن

(آدم۔ض۔ک۔ص۵۱۹)

تلاش: (تَ۔لاش) ا۔جستجو۔سعی۔کوشش۔ ۲۔کھوج۔ تحقیقات۔ (ف۔آ)

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
توسنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۵)

تلاطم: (تَ۔لا۔طُم) ا۔موجوں کا زور۔پانی کے تھپیڑے ۲۔موج۔لہر۔ (ف۔آ)

مسلماں کو مسلماں کردیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

تلافی: (تَ۔لا۔فی) پاداش۔مکافات۔(ف۔ع)

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی
اے پیرِ حرم تیری مناجاتِ سحر کیا؟
(محراب گل افغان۔۔۔۱۳۔ض۔ک۔ص۶۳۵)

تلافیٔ مافات: (تَ۔لا۔فی۔اِ۔مَا۔فَات) نقصان کی کمی پوری کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۳)

نگاہ ایک تجلی سے ہے اگر محروم
دو صد ہزار تجلی تلافیٔ مافات
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۲۶۹)

تلاوت: (تِ۔لا۔وَت) قرآن شریف پڑھنا۔ (ف۔آ)

گانا جو ہے شب کو تو سحر کو ہے تلاوت
اس رمز کے اب تک نہ کھلے ہم پہ معانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

تلخ: (تَلْ۔رخ) ا۔کڑوا۔ ۲۔بد ذائقہ۔ بدمزہ۔ ۳۔کھاری۔ (ف۔آ)

میں تو اس بارِ امانت کو اٹھاتا سرِ دوش
کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات
(سر اکبر حیدری۔۔ا۔ح۔ص۲۹۰)

تلخاب: (تَل۔خَاب) کڑواپانی۔ (ف۔ع)

قسمتِ بادہ مگر حق ہے اسی ملت کا
آنکھیں جس کے جوانوں کو ہے تلخابِ حیات!
(حکومت۔ض۔ک۔ص۵۳۹)

تلخابہ: (تَل۔خَا۔بَہ) کڑواپانی۔ (ف۔ل)

تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضر نے مئے عمرِ دراز میں
(شفاخانۂ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

تلخ نوائی: (تَلْ۔رخ۔نَ۔وَا۔اِی) حالت کرب و اضطراب میں جو منہ سے نکلے اسے کہتے ہیں۔ (م۔ل)

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کارِ تریاقی!
(غزل ۱۱۔ب۔ج۔ص۳۵۸)

تلخی: (تَل۔خی) ا۔کڑواہٹ۔ ۲۔شدت۔سختی۔ (ف۔آ)

ٹپکتی ہے آنکھوں سے بن بن کے آنسو
وہ آنسو کہ ہو جن کی تلخی گوارا
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

تلخیٔ دوراں: (تَل۔خی۔اِ۔دُو۔رَاں) زمانے کی تلخی۔سختی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۰۶)

جو فقر ہوا تلخیٔ دوراں کا گلہ مند
اس فقر میں باقی ہے ابھی بوئے گدائی!
(محراب گل۔۔۔۱۶۔ض۔ک۔ص۶۳۷)

تلف: (تَلْ۔رف) ضائع۔تباہ۔ (ف۔ع)

عشقِ بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگارِ دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

تلقین: (تَل۔قِین) تعلیم دینا۔سمجھانا۔مذہبی تعلیم دینا۔ نصیحت۔ (ف۔آ)

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

تلمیذ: (تَل۔مِیذ) شاگرد۔طالب علم۔(ف۔آ)

اس چمن میں پیرو بلبل ہو یا تلمیذِ گل
یا سراپا نالہ بن جا ، یا نوا پیدا نہ کر
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

تلمیذ الرحمٰن: (تَل۔مِیذ۔اُر۔رَح۔مَان) خدا کا شاگرد مجازاً شاعر۔ (ف۔ل)

پاک رکھ اپنی زباں تلمیذِ رحمانی ہے تو!
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو!
(سید کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

تلوار اٹھانا: (تَل۔وَار۔اُٹھا۔نَا) لڑائی کے لئے تیار ہونا۔ (ف۔ل)

پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے؟
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

تلوار کا دھنی: (تَل۔وَار۔کا۔دَھ۔نی) تلوار چلانے میں کامل۔بڑا بھاری بہادر یا سپاہی۔ (ف۔آ)

تلوار کا دھنی تھا، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں، جوشِ محبت میں فرد تھا
(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

تلواروں کی چھاؤں میں: (تَل۔وَا۔رُوں۔کی۔چھا۔اُوں۔مِیں) برہنہ شمشیر کی حراست میں۔ تلواروں کے بیچ میں۔ (ف۔آ)

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

تلون: (تَ۔لُو۔ون) ا۔رنگ بدلنا۔تبدیل رنگ۔ ۲۔ایک حالت پر نہ رہنا۔اضطراب۔ (ف۔آ)

آہ اس عادت میں ہم آہنگ ہوں میں بھی ترا
تو تلون آشنا، میں بھی تلون آشنا
(طفلِ شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۷)

تماشا کرنا: (تَ۔مَا۔شَا۔کَر۔نَا) دیدار کرنا مراد ہے ۔دیکھنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا)

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

تماشائی: (تَ۔مَا۔شَا۔ائی) سیر دیکھنے والا۔ نظارہ کن۔تماشابیں۔سیلانی۔ (ف۔آ)

منظرِ حرماں نصیبی کا تماشائی ہوں میں!
ہم نشینِ خفتگانِ کنجِ تنہائی ہوں میں
(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

تمام: (تَ۔مَام) پورا۔ثابت۔سالم۔کامل۔(ف۔آ)

بجھ گیا وہ شعلہ جو مقصودِ ہر پروانہ تھا
اب کوئی سودائی سوزِ تمام آیا تو کیا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

تمام تر: (ت۔مام۔تَر) مطلق۔محض۔بالکل۔ (ف۔آ)

یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری
(محراب گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۹)

تمثیل: (تَم۔ثِیل) مثال۔تشبیہ۔ (ف۔ع)

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ تو نہ رہے!
رہا نہ تُو ، تو نہ سوزِ خودی، نہ سازِ حیات!
(تیاتر۔ض۔ک۔ص۵۶۸)

تمدن: (ت۔مَدْ۔دُن) مل کے رہنے کا طریقہ۔طرز معاشرت۔ (ف۔ل)

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

تمدن آفریں: (ت۔مَدْ۔دُن۔آف۔رِیں) تہذیب اور باہم رہنے سہنے کے ڈھنگ پیدا کرنے یا سکھانے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۵۴)

تمدن آفریں ، خلاق آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتر بانوں کا گہوارا
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

تمسخر: (ت۔مَس۔خُر) مسخرہ پن۔ہنسی۔ٹھٹولی۔ (ف۔آ)

اقبالؔ بھی اقبالؔ سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں، واللہ نہیں ہے
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

تملق: (ت۔مَلْ۔لُق) خوشامد۔چاپلوسی۔(ف۔آ)

جھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
تیرا اندازِ تملق بھی سراپا اعجاز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

تملق پیشگی: (ت۔مَلْ۔لُق۔پیش۔گی) چاپلوسی کی عادت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۵۸)

ہاں تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے ان کی خودداری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

تمنا: (ت۔مَن۔نا) خواہش۔آرزو۔امید۔چاؤ۔شوق۔ اشتیاق۔ (ف۔آ)

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۴)

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خُو کرلے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

تمنائے دلی بر آنا: (ت۔مَن۔نا۔اِے۔دِل۔لی۔ بَر۔آ۔نا) دل کی خواہش پوری ہونا۔ (ف۔ل)

بڑھا تسبیح خوانی کے بہانے عرش کی جانب
تمنائے دلی آخر بر آئی سعی پیہم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

تمہید: (تَم۔ہِید) کوئی بات کہنے کے لئے اس کی مناسبت سے باتیں شروع کرنا۔اٹھان۔ (م۔ل)

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقل انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

تمہید: (تَم۔ہِید) آغاز۔عنوان۔مقدمہ۔خطبۂ کتاب۔

(ف۔آ)

تیری پیشانی پہ تحریرِ پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے صبحِ عیش کی تمہید ہے

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

تمیز: (تَ۔میز) علیحدہ کرنا۔جدا کرنا۔ (ف۔آ)

تمیز لالہ و گل سے ہے نالۂ بلبل
جہاں میں وا نہ کوئی چشمِ امتیاز کرے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

تمیز: (تَ۔میز) فرق۔تفاوت۔ (ف۔آ)

تمیز حاکم و محکوم مٹ نہیں سکتی
مجال کیا کہ گدا گر ہو شاہ کا ہمدوش

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۳۰۹)

تمیز: (تَ۔میز) شناخت۔پہچان۔ (ف۔آ)

تمیزِ خار و گل سے آشکارا
نسیمِ صبح کی روشن ضمیری!
حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری!

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۴)

تن: (تَن) جسم۔بدن۔ (ف۔آ)

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے! آتا ہے دھن، جاتا ہے دھن!

(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۲۳)

تن آساں: (تَن۔آ۔ساں) آرام طلب۔

(ف۔ل)

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ

(نظم ا۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

تن آسانی: (تَن۔آ۔سا۔نی) جسمانی تکلیف سے بچنا۔آسائش۔آرام طلبی۔سہل نگاری۔ (ف۔آ)

رہزنِ منت ہوا، ذوقِ تن آسانی ترا
بحر تھا صحرا میں تو، گلشن میں مثلِ جو ہوا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

تن بہ تقدیر: (تَن۔بِہ۔تَق۔دِیر) اس محل پر بولتے ہیں جب انسان کسی امر میں عاجز ہو اور اس کو قسمت کے حوالے کردے۔ (م۔ل)

'تن بہ تقدیر' ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر

(تن بہ تقدیر۔ض۔ک۔ص۴۷۸)

تند: (تُنْد) سخت۔غضبناک۔تیز۔ (ف۔ع)

مجھے سزا کے لئے بھی نہیں قبول وہ آگ
کہ جس کا شعلہ نہ ہو تند و سرکش و بیباک!

(جلال و جمال۔ض۔ک۔ص۵۸۶)

تندرو: (تُنْد۔رَو) تیز رفتار۔ (ف۔ع)

گذر جا بن کے سیلِ تند رو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

تندو تیز: (تُن۔دُو۔تِیز) بہت تیز۔زود اثر۔

(م۔ل)

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز!
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!

(سلطان ٹیپو کی وصیت۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

تندی: (تُن۔دِی) تیزی۔ (ف۔ع)

خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذتِ نیاز نہیں

(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۳۰)

تن زنی: (تَن۔زَ۔نی) تن پروری۔ شکم پروری۔

(م۔ب۔ج۔ص۲۹۵)

علم را بر تن زنی مارے بود!
علم را بر دل زنی یارے بود!

(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۶)

تن فراموشی: (تَن۔ف۔رَا۔مُو۔شی) جسم کو بھولنے کی کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۴)

خود آگاہی نے سکھلادی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آتی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

تنقید: (تَن۔قِید) پرکھنا۔ (ف۔ع)

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

تنک: (تَ۔نک) خفیف۔کمزور۔نازک۔کم۔تنگ۔بے حقیقت۔ (ف۔آ)

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوا تھا حسن
پھر تخیل کے لئے لا انتہا رکھتا ہوں میں

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

تنک بخشی: (تَ۔نک۔بَخ۔شی) تھوڑا یا ضرورت سے کم دینے کی کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۵)

تنک بخشی کو استغنا سے پیغامِ خجالت دے
نہ رہ منت کشِ شبنم، نگوں جام و سبو کرلے

(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

تنک مایہ: (تَ۔نک۔مَا۔یَہ) تھوڑی دولت یا طاقت والا۔کمزور۔ (ف۔آ)

ہے تنک مایہ تو ذرے سے بیاباں ہوجا
نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہوجا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

تنکے چننا: (تِن۔کے۔چُن۔نا) گھاس۔پرال۔خس۔ برگ کاہ۔سینک وغیرہ کا اکٹھا کرنا۔ (ف۔آ)

تنکے چنتے ہیں وہاں بھی آشیاں کے واسطے؟
خشت و گل کی فکر ہوتی ہے مکاں کے واسطے؟

(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۹)

تنگ: (تَن۔رگ) نقیض فراخ۔کم چوڑا۔کم۔تھوڑا۔قلیل۔ (ف۔آ)

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمز آشکارا
زمیں اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گردوں ہے بیکرانہ

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

تنگ دست: (تَن۔رگ۔دَس۔رت) محتاج۔مفلس۔ (ف۔ع)

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
تہذیبِ نو کے سامنے سر اپنا خم کریں

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

تنگنائے: (تَن۔رگ۔نا۔اِئے) تنگ چیز۔تنگ جگہ۔ تنگی۔ (ف۔ع)

"ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد

ندارد تنگنائے شہر تابِ حسنِ صحرائی!"
(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

تنویر: (تَن۔وِیر) روشنی۔روشنی کرنا۔نور بخشنا۔ (ف۔ع)

مضطرب ہر دم مری تقدیر رکھتی ہے مجھے
جستجو میں لذتِ تنویر رکھتی ہے مجھے
(شعائے آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

تنہا: (تَن۔ہا) اکیلا۔ (ل۔ک)

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
(ہمدردی۔ب۔د۔ص۳۴)

تنہائی: (تَن۔ہا۔اِی) جدائی۔علیحدگی۔مفارقت۔ خلوت۔اکیلا رہنا۔ (ف۔آ)

تنہائی شب میں حزیں کیا؟
انجم نہیں تیرے ہم نشیں کیا؟
(تنہائی۔ب۔د۔ص۱۲۹)

تواضع: (تَ۔وَا۔ضُع) انکسار۔عاجزی۔(ق۔ل)

خم ہے سرِ تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

توام: (تَ۔وَام) جوڑواں۔ایک ساتھ کے پیدا شدہ بچے۔ (ف۔آ)

اگر سیاہ دلم، داغِ لالہ زارِ توام
و گر کشادہ جبینم، گلِ بہارِ توام
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

تواں: (تُ۔وَان) زور۔قوت۔قدرت۔(ف۔ع)

"خود بوئے چنیں جہاں تواں برد
کابلیس بماندہ و بو البشر مرد!"
(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

توانا: (تَ۔وَا۔نَا) زورآور۔طاقت ور۔ (ف۔آ)

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی
یہ ہستی دانا ہے، بینا ہے، توانا ہے
(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

توانی: (تُ۔وَا۔نی) طاقت۔زور۔ (ف۔ع)

در غمِ دیگر بسوز و دیگراں راہم بہ سوز
گفت مت روشن حدیثے، گر توانی دار گوش
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

توپ: (تُوپ) گولا چلانے کا آلہ۔ (ف۔آ)

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے؟ ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

توحید: (تُو۔حِید) ایک ہونا۔وحدانیت۔یکتائی۔ (ف۔آ)

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل!
بنایا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تو نے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۳)

توحید: (تُو۔حِید) ایک ماننا۔ایک جاننا۔خدا کے ایک ہونے پر یقین لانا۔ (ف۔آ)

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

تودہ: (تُو۔دَہ) انبار۔ڈھیر۔ٹیلہ۔ (ف۔ع)

مشکل ہے اک بندۂ حق بین و حق اندیش
خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

تورانی: (تُو۔رَا۔نی) توران، ترکی کا باشندہ۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۳)

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

توڑ: (تُوڑ) ا۔بدل۔ ۲۔جواب۔ (ف۔آ)

توڑ اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۵۱)

تُوڑ دِی بَندوں نے آقاؤں کے خَیموں کی طَنابُ: خیموں کی رسی مراد آقاؤں کی آقائی ختم کردی خود آقا بن گئے۔ اس شعر میں اس عظیم الشان انقلاب کی طرف اشارہ ہے جو ۱۹۱۷ء میں روس میں رونما ہوا جبکہ مزدوروں نے زار روس کو جو اپنے وقت کا فرعون تھا، پہلے تاج و تخت سے محروم کر کے صحرائے ترکستان میں جلاوطن کیا پھر اس کو اور اس کے تمام افراد اور خاندان کے لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔
(ش۔ا۔ح۔ص۳۴)

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۵۰)

توز: (تَوز) بھوج پتر۔ جداد۔جمع کرنے والا۔ اصل ۔طبیعت۔خلق۔ (ف۔ع)

تپش زشعلہ گرفتند و بردل توزدند
چہ برقِ جلوہ بخاشاک حاصلِ توزدند!
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

توسن: (تُو۔سَن) بے سدھا گھوڑا۔ (ف۔آ)

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
توسنِ ادراک انساں کو خرام آموز ہے
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۵)

توفیق: (تُو۔فِیق) اسباب خداوندی کی موافقت۔
(ف۔ع)

مریدِ سادہ تو رو رو کے ہوگیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق!
(غزل ۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

تونگری: (ث۔وَن۔گ۔ری) توانائی۔ دولت مندی۔استغنا۔لاابالی پن۔ (ف۔آ)

اگر چہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں!
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں!
(مسلمان کا زوال۔ض۔ک۔ص۴۸۲)

توہم: (تَ۔وَ۔ہُم) وہم۔وسواس۔شک۔گمان۔
(ف۔ل)

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ قم سے ہوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہم سے ہوا
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

توہمات: (تَ۔وَ۔ہُ۔مَات) جمع توہم۔وسوسے۔شک گمان۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۷)

گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود

گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں!

(غزل ۱۔ب۔ج۔ص ۲۹۷)

تہ: (تہ) بالا کا نقیض۔ نیچے۔ زیر۔ نشیب۔ نچان۔ پستی۔

(ف۔آ)

پنہاں تہِ نقاب تری جلوہ گاہ ہے
ظاہر پرست محفلِ نو کی نگاہ ہے

(دردِ عشق۔ب۔د۔ص ۵۰)

تہ جرعہ: (تہ۔جُر۔عَہ) تلچھٹ۔ (ف۔ع)

سرور و سوز میں ناپائیدار ہے، ورنہ
مئے فرنگ کا تہ جرعہ بھی نہیں ناصاف

(غزل ۶۰۔ب۔ج۔ص ۳۷۰)

تہ دام: (تَ۔وِ۔دام) جال میں پھنسنا۔ گرفتار ہونا۔

(ف۔ل)

تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا
جو فغاں دلوں میں تڑپ رہی تھی نوائے زیرِ لبی رہی

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۸۱)

تہذیب: (تہ۔ذیب) شائستگی۔ خوش اخلاقی۔ اہلیت۔ لیاقت۔ آدمیت۔ تربیت۔ انسانیت۔ شرافت۔ (ف۔آ)

یہ چمن وہ ہے کہ تھا جس کے لئے سامانِ ناز
لالۂ صحرا، جسے کہتے ہیں تہذیبِ حجاز

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص ۱۴۵)

یورپی تمدن مراد ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، نہ پائدار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص ۱۴۱)

تہذیب حاضر: (تہ۔ذیب۔حا۔ضر) موجودہ دور کا تمدن جو یورپی تہذیب سے متاثر ہے۔ وہ رسم و رواج، اخلاقیات وغیرہ جس پر یورپی تہذیب کی چھاپ ہے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۳۱۷۔۳۸۸)

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنائی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۴)

تھم: (تھم) رک جا۔ ٹھہرنا۔ باز رکھنا۔ (ف۔آ)

تھم ذرا بیتاب دل! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص ۳۹)

تہ و بالا: (تَ۔ہُو۔بالا) زیر و زبر۔ اوپر نیچے۔

(ف۔ع)

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

(نظم ۱۔ ب۔ج۔ص ۳۱۶)

تہ و بالا کرنا: (تَ۔ہُو۔بالا۔کَر۔نا) زیر و زبر کرنا۔ نیچے اوپر کرنا۔ الٹ پلٹ کرنا۔ (ف۔آ)

ایک فریاد ہے مانندِ سپند اپنی بساط
اسی ہنگامہ سے محفل تہ و بالا کردیں

(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص ۱۳۲)

تہی: (تَ۔ہی) خالی (بھرا ہوا کی ضد)۔ (م۔ل)

یہ مقامِ خنک جہنم ہے
نار سے نور سے تہی آغوش

(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص ۱۷۵)

اہلِ نیساں! یہ تنک بخشی شبنم کب تک؟
مرے کہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

تہی دست: (تَ۔ہی۔دَس۔ت) خالی۔ہاتھ۔ (ف۔ع)

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
تہی دست رفتن سوئے دوستاں

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۳)

تہی ساغر: (تَ۔ہی۔سا۔غَر) خالی پیالے والے۔ ہلال کی صورت الٹے پیالے کی ہے۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۵۸)

دیکھ کر تجھ کو افق پر ہم لٹاتے تھے گہر
اے تہی ساغر ! ہماری آج ناداری بھی دیکھ

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

تیاتر: (تَ۔یا۔تر) تھیٹر۔ Theater,Drama-P (ہ۔ڈ۔ف)

(تیاتر۔ض۔ک۔ص۵۶۸)

تیرتھ: (تی۔رتھ۔tirth) پاک جگہ۔مقدس مقام۔زیارت گاہ۔ مقدس مقامات جو دریا کے کنارے پر واقع ہوں جیسے کاشی جی ۔پریاگ۔جگن ناتھ پوری وغیرہ۔ (ف۔آ)

دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملادیں

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

تیر مارنا: (تیر۔مار۔نا) تیر چلانا کسی پر۔ (ف۔ش)

ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون؟
اٹھ گیا ناوک فگن مارے گا دل پر تیر کون؟

(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

تیرہ: (تی۔رَہ) اندھیرا۔کالا۔سیاہ۔ (ف۔ع)

عقل مدت سے ہے اس پیچاک میں الجھی ہوئی
روح کس جوہر سے خاکِ تیرہ کس جوہر سے ہے؟

(جان وتن۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

تیرہ دروں: (تی۔رَہ۔دُ۔رُون) سیاہ دل۔ بے ایمان۔کافر۔ (ف۔ل)

کشاکشِ زم و گرما تپ و تراش و خراش
زخاکِ تیرہ دروں تابہ شیشۂ حلبی!

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

تیرہ روز: (تی۔رَہ۔رُوز) تاریک دن والے۔مراد بد نصیب یا نحوست کی زندگی گزارنے والے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۹۷)

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز!
اہلِ دل اس دیس میں ہے تیرہ روز!

(پیر ومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۴)

تیرہ وتار: (تی۔رَہ۔وَ۔تار) بہت تاریک اندھیرا۔ (ف۔ل)

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے!
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

تیز دستی: (تیز۔دَس۔تی) جلد جلد ہاتھ چلانا۔جلدی کام کرنا۔ (ف۔ع)

دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت نیچے سروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا

(غزل ۱۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

تیز گام: (تیز۔گام) جلد چلنے والا۔تیز رفتار۔(ف۔ل)

عدم کو قافلۂ روز تیز گام چلا

شفق نہیں ہے ، یہ سورج کے پھول ہیں گویا!
(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۵)

تیشہ: (تے۔شَہ) لکڑی چھیلنے کا ہتھیار۔ بسولہ۔کلہاڑی۔ (ف۔آ)

بے محنتِ پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شررِ تیشہ سے ہے خانۂ فرہاد!
(ایجادِ معانی۔ض۔ک۔ص۵۹۳)

تیغ: (تے رغ) شمشیر۔تلوار۔کھڑک۔خنجر۔ (ف۔آ)

دوا ہر دکھ کی ہے مجروحِ تیغِ آرزو رہنا
علاجِ زخم ہے آزادِ احسانِ رفو رہنا
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۴)

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

تیغ آزمائی: (تیغ۔آز۔مَا۔اِی) تلوار چلانا۔شمشیر چلانا۔ (ف۔ل)

جس علم کے سائے میں تیغ آزما ہوتے تھے ہم
دشمنوں کے خون سے رنگیں قبا ہوتے تھے ہم
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

تیغ دو پیکر: (تیغ۔دُو۔پے۔کَر) دونوکیں رکھنے والی تلوار۔ (م۔ل)

ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اس کی
بزاں صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اس کی!
(تقدیر۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

تیغ دو دم: (تے رغ۔دُو۔دَم) وہ تلوار جس کے دونوں طرف دھار ہو۔ (ف۔ل)

جو مری تیغِ دودم تھی اب مری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی!
(قید خانہ میں۔۔۔۔ب۔ج۔ص۳۹۴)

تیغ زنی: (تے رغ۔زَن۔نی) تلوار چلانا۔شمشیر زنی۔ (ف۔ل)

تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لئے؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

تیغ ہلال: (تے رغ۔ہِ۔لال) ہلال کی طرح خمیدہ تلوار۔ (ف۔ل)

کوہ و شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیش نیام سے گذر
(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

تیمار: (تی۔مَار) غم خواری۔نگہداشت۔ (ف۔ع)

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند!
سوئے مادر آکہ تیمارت کند!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۷)

تین سُو سال سے ہیں ہِنْد کے مَیخانے بند:

تین سو سال کے تعین کی بنا پر علامہ مرحوم کا اشارہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی طرف ہے۔ مزید دیکھئے مجددؒ، شیخ۔
(ش۔ب۔ج۔ص۱۳۶)

تین سو سال سے ہیں ہِنْد کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی!
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۰۴)

ٹ

ٹھکانے لگانا: (ٹھِ۔کا۔نے۔لَ۔گا۔نا) ا۔مطمئن کرنا۔اطمینان بخشنا۔ ۲۔منزل مقصود اور مدعا کو پہنچانا۔کامیابی بخشنا۔ (ف۔آ)

مرے قافلے میں لٹادے اسے!
لگادے ٹھکانے لگادے اسے!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

ٹھنڈی: (ٹھَن۔ڈی) خوش وخرم۔بامراد۔(ف۔آ)

وحدت کی لو سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

ٹھوکر: (ٹھو۔کَر) پشتِ پا یا نوکِ پا سے کسی چیز کو مارنا۔ پاؤں کی ٹکر۔ (ف۔آ)

دو نیم، اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

ث

ثابت: (ثا۔بِت) وہ ستارہ جو گردش نہ کرے۔(ف۔آ)

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا
(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

مری ناؤ گرداب سے پار کر
یہ ثابت ہے تو اس کو سیار کر!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

ثانی: (ثا۔نی) مقابل۔مانند۔نظیر۔برابر کا۔(ق۔ل)

رندی سے بھی آگاہ، شریعت سے بھی واقف
پوچھو جو تصوف کی، تو منصور کا ثانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

ثانی: (ثا۔نی) دوسرا۔ (ق۔ل)

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ
اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار
(آزادیٔ شمشیر۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۹)

ثبات: (ثَ۔بات) مضبوطی۔استقلال۔پائیداری۔ (ف۔آ)

ہر شے کو تری جلوہ گری سے ثبات ہے
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

ثبات: (ثَ۔بات) قرار۔قیام۔ (ف۔آ)

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں
(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۸)

ثباتِ آشنائی: (ث۔بات۔آش۔نا۔ائی) پائیداری سے واقفیت۔

ہے خواب ثبات آشنائی
آئین جہاں کا ہے جدائی
(دوستارے۔ب۔د۔ص۱۴۸)

ثبوت: (ث۔ؤت) گواہی سے کسی بات کی تصدیق۔ (ف۔آ)

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبالؔ کو یہ ضد ہے کہ پینا ہی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

ثبوت: (ث۔ؤت) ا۔استحکام۔ مضبوطی۔ قیام۔ ۲۔صداقت۔تحقیق۔ (ف۔آ)

محفلِ قدرت کا آخر ٹوٹ جاتا ہے سکوت
دیتی ہے ہر چیز اپنی زندگانی کا ثبوت
(نویدِ صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

ثروت: (ثَر۔وَت) مالداری۔سرداری۔(ف۔ع)

دستِ دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکوٰۃ
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

ثریا: (ث۔رَی۔یا) پروین۔جھکا۔وہ چھ ستارے جو باہم متصل واقع ہیں۔Plateau۔ (ف۔آ)

چوٹیاں تیری ثریا سے ہیں سرگرمِ سخن
تو زمیں پر اور پہنائے فلک تیرا وطن
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

ثریا: (ث۔رَی۔یا) مراد بلند۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۵۶)

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم!
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

ثغر: (ثَغ۔ر) سرحد۔درمیان۔ملکِ کفر و اسلام۔جمع ثُغور۔ (ف۔ع)

اس کی زمیں بے حدود، اس کا افق بے ثغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دنیوب و نیل!
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

ثمر: (ث۔مَر) پھل۔میوہ۔ پیداوار۔ حاصل۔ فائدہ۔ مال۔دولت۔اولاد۔ (ف۔آ)

پھر سیاحت چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

میں شاخِ تاک ہوں، میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر!
(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۳۹)

ثمر چیدہ: (ث۔مَر۔چی۔دَہ) پھل پانے والی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۶)

امتیں گلشنِ ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں
اور محروم ثمر بھی ہیں، خزاں دیدہ بھی ہیں
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

ثواب: (ث۔وَاب) ا۔بدلہ۔اجرت۔نیک عوض۔نیک کام کی جزا۔نیکی کا بدلہ جو عاقبت میں ملے گا۔عذاب کے خلاف۔

۲۔بھلائی۔نیکی۔ (ف۔آ)

نہیں جنبشِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو
وہ سوداگر ہوں جس نے نفع دیکھا ہے خسارے میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

ستارے۔ (ف۔ع)

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار!
(مہدیٔ برحق۔ض۔ک۔ص۵۰۶)

ثوابت: (ثَ۔وَا۔بِت) ثابت کی جمع۔غیر متحرک

ج

جا: (جا) جگہ۔مقام۔ٹھکانہ۔ (ف۔آ)

ہو نہ خورشید تو ویراں ہو گلستاں میرا
منزلِ عیش کی جا ، نام ہو زنداں میرا
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

جادہ: (جا۔دَہ) وہ پتلا رستہ جو آدمیوں کی آمد و رفت سے جنگل میں پڑ جاتا ہے۔ڈگر۔ڈگری۔ (ف۔آ)

ہمیشہ صورتِ بادِ سحر آوارہ رہتا ہوں
محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی
(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

جادہ:(جا۔دَہ) راستہ۔سڑک۔ (ف۔ل)

وادیٔ ہستی میں کوئی ہم سفر تک بھی نہ ہو
جادہ دکھلانے کو جگنو کا شرر تک بھی نہ ہو
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

جاذب: (جا۔ذِب) جذب کرنے والا۔چوسنے والا۔ سوکھنے والا۔کھینچنے والا۔کشش کرنے والا۔ (ف۔آ)

آہ! یثرب! دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو
نقطۂ جاذب تاثر کی شعاؤں کا ہے تو
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

جال:(جال) ا۔دام۔ پھندا۔ ۲۔مکر۔فریب۔دھوکا۔ (ف۔آ)

اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا پھر نہیں اترا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۲۹)

جام: (جام) پیالہ۔گلاس۔ساغر۔قدح۔پیمانہ۔مینا۔ کٹورا۔ (ف۔آ)

خالی شرابِ عشق سے لالے کا جام ہو
پانی کی بوند گریۂ شبنم کا نام ہو
(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۰)

جام:(جام) شراب پینے کا ظرف۔ (ف۔آ)

پھر وہ شرابِ کہن مجھ کو عطا کر، کہ میں
ڈھونڈ رہا ہو اسے توڑ کے جام و سبو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۴)

جامِ آتشیں: (جا۔مِ۔آ۔تِ۔شِیں) آگ کی شراب مراد ہے وہ تیز شراب جس میں کیف و سرور بہت زیادہ ہو۔

لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنت میں

پیا شعور کا جب جامِ آتشیں میں نے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۸۱)

جام جم: (جا۔مِ۔جَم) مراد پیالۂ جمشید جو حکمائے فارس نے بنایا تھا کہ اس کے ذریعہ سے ہفت آسمان کا حال معلوم ہو جاتا تھا اور اس کو جام جہاں نما بھی کہتے ہیں، لیکن شرف نامہ معروف بہ سکندر نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ پیالہ کیخسرو نے بنایا تھا اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ کیخسرو نے اس میں کچھ اضافہ کر دیا تھا۔ ایشیائی لوگوں کا خیال ہے کہ جام جم سے تمام عالم کا حال معلوم ہو جایا کرتا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ جس وقت جمشید نے شراب ایجاد کی تو اس کے لئے جو ساغر شراب بنایا اس کا نام جام جم یا جام جمشید تجویز کیا کیونکہ شاہانہ تکلف مشہور ہے اس لئے یہ پیالہ طرح طرح کی صفتوں سے تیار کیا گیا تھا۔ صحیح اتنا ہے کہ اس میں خطوط کھودے ہوئے تھے اور ان خطوط کی مدد سے حساب لگا کر ستاروں کی گردش اور ان کا اثر معلوم ہو جایا کرتا تھا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۴)

ناتوانی ہی مری سرمایۂ قوت نہ ہو
رشکِ جامِ جم مرا آئینۂ حیرت نہ ہو

(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

جامہ: (جا۔مَہ) کپڑا۔پوشاک۔لباس۔قبا۔پیراہن۔

(ف۔آ)

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہوئے جامہ ہائے احرامی

(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

جامۂ حرف تنگ ہونا: (جا۔مَہ۔اِ۔حُرف۔تنگ۔ہُو۔نا) کسی بات مسئلے کو پوری طرح بیان یا واضح کرنے کے لئے صحیح لفظ نہ ملنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۸۱)

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ!
حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

جان: (جان) روح۔جی۔پران۔دم۔زندگی۔حیات۔ زیست۔ (ف۔آ)

تھی ہر اک جنبش نشانِ لطف جاں میرے لئے
حرف بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لئے

(عہد طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

جانانہ: (جا۔نا۔نَہ) جاناں سے نسبت رکھنے والا۔

(ف۔ع)

مراد ہے محبوب۔

نہ بادہ ہے، نہ صراحی ہے نہ دور پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ!

(غزل۲۸۔ب۔ج۔ص۳۴۳)

جانب: (جا۔نِب) طرف۔سمت۔پہلو۔رخ۔

(ف۔آ)

کھنچے خود بخود جانبِ طور موسیٰ
کشش تیری اے شوقِ دیدار کیا تھی

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

جانباز: (جان۔باز) جاں نثار۔جان پر کھیلنے والا۔دلیر۔ بیباک۔باہمت۔اول العزم۔جفاکش۔محنتی۔ (ف۔آ)

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

جان پر بننا: (جان۔پَر۔بَن۔نا) جان کا خطرے میں ہونا۔مصیبت کا وارد ہونا۔نہایت تکلیف ہونا۔ (ف۔آ)

جان پر آبنی ہے کیا کہیے

اپنی قسمت بری ہے کیا کہیے
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

جان پڑنا: (جان۔پڑ۔نا) ا۔روح کا پیدا ہونا۔کسی چیز میں جی پڑنا۔ ۲۔تر و تازہ ہونا۔رونق پکڑنا۔ (ف۔آ)

آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

جان جاں: (جا۔نِ۔جاں) بہت عزیز۔ پیارا۔ معشوق۔ (ف۔ل)

ریاضِ دہر میں ماندِ گل رہے خنداں
کہ ہے عزیز تر از جاں وہ جانِ جاں مجھ کو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

جاندار: (جان۔دار) ا۔ذی روح۔ ۲۔طاقت ور۔ زور آور۔مضبوط۔قوی۔ (ف۔آ)

تیرا کمال ہستی ہر جاندار میں
تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

جان دینا: (جان۔دِے۔نا) ا۔جان سونپنا۔ مرنا۔ ۲۔جان نثار کرنا۔جان وارنا۔ (ف۔آ)

اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی!
(ایک حاجی مدینے کے راستے میں۔ب۔د۔ص۱۶۱)

جان ڈالنا: (جان۔ڈال۔نا) تازہ دم کرنا۔ترقی دینا۔ (ف۔ل)

اُس کے بچوں کو پالتی ہوں میں
دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

جانستاں: (جان۔سِ۔تاں) جان لینے والا۔ (ف۔ل)

کمر سے اٹھ کے تیغِ جانستاں آتش فشاں کھولی
سبق آموز تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے
(غلام قادر روہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۸)

جانشیں: (جا۔نَ۔شِین) قائم۔مقام۔کسی کی جگہ پر جو بیٹھے۔ (ف۔ع)

نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے
جانشیں قیصر کے، وارث مسندِ جم کے ہوئے
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

جانشینان پیغمبر: (جا۔نَ۔شی۔نا۔نِ۔پے۔غم۔بَر) جانشینان جمع ہے جانشیں کی۔ جانشینان پیغمبرؐ سے سلاطین عباسیہ مراد ہیں جو اپنے آپ کو آنحضرت کا جانشین سمجھتے تھے اور تاریخ میں بھی خلفاء کے نام سے مشہور ہیں۔(ش۔ب۔د۔ص۲۴۹)

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ ارم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیغمبر کے قدم
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

جانکاہی: (جان۔کا۔ہی) ا۔محنت۔مشقت۔ ۲۔تکلیف۔ دکھ۔ (ف۔ل)

گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے
(ایک حاجی۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

جان کورونا: (جان۔کو۔رُو۔نا) بددعا دینا۔کسی بدخواہ یا دشمن سے تکلیف اٹھا کر اسے کوسنا۔صبر کر بیٹھنا۔ (ف۔آ)

دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں

رو رہی ہوں بروں کی جان کو میں
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

جانگداز: (جاں۔گ۔دا) جان کو گھلانے والا۔ جان لینے والا۔ (ق۔ل)

صورتِ شمع نور کی ملتی نہیں قبا اسے
جس کو خدا نہ دہر میں گریۂ جانگداز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

جان و دل: (جا۔نُو۔دِل) بہ خوشی۔نہایت خوشی سے۔ (ف۔ل)

حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے
کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
(ہمدردی۔ب۔د۔ص۳۵)

جاوداں: (جا۔وِ۔دَاں) ہمیشہ۔ (ق۔ل)

مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا،
خدا کا آخری پیغام ہے تُو جاوداں تو ہے
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

جاوید: (جا۔وِید) ہمیشہ۔قائم۔ (ف۔ع)

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

جاہ: (جاہ) رتبہ۔مرتبہ۔عزت۔منزلت۔شکوہ۔اوج۔ تمکنت۔درجہ۔منصب۔ (ف۔آ)

ہوس بھی ہو تو نہیں مجھ میں ہمتِ تگ و تاز
حصولِ جاہ ہے وابستۂ مذاقِ تلاش
(ایک خط کے جواب میں۔ب۔د۔ص۲۳۸)

جاہل: (جا۔ہِل) ا۔مورکھ۔ نادان۔ ۲۔ان پڑھ۔ بے علم۔ ۳۔غیر مہذب۔ناشائستہ۔ ۴۔بے ادب۔گستاخ۔ (ف۔آ)

جاہل سے مراد اللہ سے غافل رہنے سے ہے۔

سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا! اچھی کہی ظالم ہوں میں، جاہل ہوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

جائے: (جا۔اِئے) جگہ۔مقام۔گنجائش۔ (ف۔آ)

جائے حیرت ہے برا سارے زمانے کا ہوں میں
مجھ کو یہ خلعت شرافت کا عطا کیونکر ہوا؟
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

جائداد: (جا۔اِ۔دَاد) ملکیت۔ ملک۔ مال اسباب۔ پونجی۔جاگیر۔اثاثہ۔مال و متاع۔ (ف۔آ)

قانونِ وقف کے لئے لڑتے تھے شیخ جی
پوچھو تو وقف کے لئے ہے جائداد بھی
(ظریفانہ۔ب۔۔د۔ص۲۸۶)

جباری: (جَبْ۔بَا۔رِی) تکبر۔شان۔ (ف۔ع)

اسی نگاہ میں ہے قاہری و جباری
اسی نگاہ میں ہے دلبری و رعنائی!
(نگاہِ شوق۔ض۔ک۔ص۵۷۳)

جبروت: (جَبْ۔رُوت) بزرگی۔عظمت۔ (ف۔ع)

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں!
(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

جبر و قدر: (جَبْ۔رُو۔قَدَر) مجبور ہونے کی حالت اور اختیار رکھنے کی حالت۔ مراد آیا انسان اپنے آپ کچھ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور بے بس ہے یا وہ سب کچھ کرنے پر مختار ہے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۹۲)

اے شریکِ مستیِ خاصانِ بدر
میں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۰)

جبل: (جَ۔بَل) پہاڑ۔کوہ۔ (ف۔ل)

دردِ لیلیٰ بھی وہی، قیس کا پہلو بھی وہی
نجد کے دشت و جبل میں رمِ آہو بھی وہی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

جبہ سائی: (جبہ۔سا۔ئی) ماتھا رگڑنا۔(ف۔آ)

مراد ہے رنگِ نیاز کی لذت۔

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

جبیں: (جَ۔بِیں) پیشانی۔ماتھا۔ناصیہ۔ (ف۔آ)

اجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

جبیں فرسا: (جَ۔بِیں۔فَر۔سا) ماتھا رگڑنے والا۔

(ف۔ل)

تیری ہستی کا ہے آئینِ تفنن پر مدار
تو کبھی ایک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے
(عاشقِ ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

جبینِ نیاز: (جَ۔بِی۔نِ۔نِ۔یاز) عاجزی اور انکساروالی پیشانی۔ (ف۔آ)

اجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

جبیں فرسا: (جَ۔بِیں۔فَر۔سا) ماتھا رگڑنے والا۔

(ف۔ل)

تیری ہستی کا ہے آئینِ تفنن پر مدار
تو کبھی ایک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے
(عاشقِ ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

جبینِ نیاز: (جَ۔بِی۔نِ۔نِ۔یاز) عاجزی اور انکساروالی پیشانی۔ (ف۔آ)

اجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

جد: (جَدّ) دادا۔نانا۔ (ف۔ع)

ساکنانِ دشت و صحرا میں ہے تو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اب و جد؟ کس قبیلے سے ہے تو؟
(شیر اور خچر۔ب۔د۔ص۴۶۰)

جدا: (جُ۔دَا) الگ۔علیحدہ۔بچھڑا ہوا۔ (ف۔آ)

ہستیِ عالم میں ملنے کو جدا ہوتے ہیں ہم
عارضی فرقت کو دائم جان کر روتے ہیں ہم
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

جدائی: (جُ۔دَا۔ئی) علیحدگی۔مفارقت۔(ف۔آ)

اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ!
ایامِ جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ!
بیتاب نہ ہو، معرکۂ بیم و رجا دیکھ!
(روحِ ارضی۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۴)

جدت: (جِدْ۔دَت) نیاپن۔تازگی۔ (ف۔ع)

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیبِ مزاجِ روزگار
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

جدل: (جَ۔دَل) لڑائی۔جنگ۔ (ف۔ع)

اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا
جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

جدید: (جَ۔دِید) نئی چیز۔نو۔ (ف۔ع)

ہے مداوائے جنوں نشترِ تعلیمِ جدید
میرا سرجن رگِ ملت سے لہو لیتا ہے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

جذام: (ج۔ذام) کوڑھ۔ (ف۔ع)

خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور
خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام

(مرگِ خودی۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

جذب: (جَذ ر ب) کھنچاؤ۔کھینچ۔کشش۔ (ف۔آ)

میں اچھلتی ہوں کبھی جذب مہِ کامل سے
جوش میں سر کو پٹکتی ہوں کبھی ساحل سے

(موج دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

جذب و مستی: (جَذ۔بَ۔مَس۔تی) عشق خداوندی میں کھوئے رہنے کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۹)

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ!

(غزل ۱۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

جذبہ: (جَذ۔بَہ) ا۔یک بار کھینچنا۔جوشِ دل۔کشش قلبی۔
۲۔حرف کشش کے معنی بھی دیتا ہے۔ (ف۔آ)

نہ اٹھا جذبۂ خورشید سے اک برگِ گل تک بھی
یہ رفعت کی تمنا ہے کہ لے اڑتی ہے شبنم کو

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۴)

جذبہ: (جَذ۔بَہ) دلی توجہ۔لو۔شوق۔ (ف۔آ)

سمجھا لہو کی بوند اسے تو اگر تو خیر
دل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

جرأت: (جُر۔اَت) دلیری۔چالاکی۔بہادری۔بیباکی۔
(ف۔آ)

اے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر
مجھے معلوم کیا وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟

(غزل۔ب۔ج۔ص۲۹۸)

جرأت رندانہ: (جُر۔اَت۔رِن۔دَا۔نَہ) جرأت رندانہ سے مراد ہے نتائج سے بے پرواہ ہو کر حصول مقصد کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ لینا اور سر سے کفن باندھ کر میدانِ عمل میں کود پڑنا۔ (ش۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

میری میں، فقیری میں، شاہی میں، غلامی میں
کچھ کام نہیں بنتا بے جرأت رندانہ!

(غزل ۴۷۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

جرس: (ج۔رَس) گھڑیال۔گھنٹہ۔ (ف۔ع)

کرمِ فغاں ہے جرس اٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رہرو کہ ہے منتظر راحلہ!

(غزل ۵۳۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

سفر آمادہ نہیں منظرِ بانگِ رحیل
ہے کہاں قافلۂ موج کو پروائے جرس!

(محراب گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۲)

جرم: (جُرم) گناہ۔قصور۔پاپ۔خطا۔ (ف۔آ)

دہر کے غم خانے میں تیرا پتا ملتا نہیں
جرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو روپوش ہے؟

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

جرم خانہ خراب: (جُرم۔خَا۔نَہ۔خَ۔رَاب) گھر کو اجاڑنے والا گناہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۹)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

جرہ: (جُر۔رَہ) ایک شکاری پرند جس کی مادہ باز ہے۔
(ف۔ع)

کہیں جرہ شاہین سیماب رنگ
لہو سے چکوروں کے آلودہ چنگ
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

جز: (جُز) سوائے۔علاوہ۔ماورا۔ماسوا۔بن۔(ف۔آ)

شاہدِ قدرت کا آئینہ ہو دل میرا نہ ہو!
سر میں جز ہمدردیٔ انساں کوئی سودا نہ ہو!
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

جزا: (جَ۔زَا) بدلہ۔پاداش۔مکافات۔عوض۔صلہ۔نتیجہ۔
پھل۔ثمرہ۔حاصل۔ (ف۔آ)

سوداگری نہیں ، یہ عبادت خدا کی ہے!
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

جزو: (جُز/و) حصہ۔ بھاگ۔پارہ۔ (ف۔آ)

موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی
ہے الم کا سورہ بھی جزوِ کتابِ زندگی
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

جزوکل: (جُز/و۔کُل) بالکل۔تمام۔یکلخت۔تھوڑا۔اور
بہت۔عام۔پورا۔سب۔ (ف۔آ)

مسلم سے ایک روز یہ اقبالؔ نے کہا
دیوانِ جزو کل میں ہے تیرا وجود فرد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

جزیرہ: (جَ۔زِی۔رَہ) ٹاپو۔دیپ۔وہ زمین جو سمندر یا
دریا کے بیچ میں اس طرح واقع ہو کہ پانی اس کے چاروں طرف
محیط ہو۔ (ف۔ع)

جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گذر جا
ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے!
(ماہرنفسیات۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

جسارت: (جَ۔سَا۔رَت) بہادری۔مردانگی۔بے باکی۔
(ف۔ل)

نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے
اور مسلم کے تخیل میں جسارت اس سے ہے
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

جسارت آفریں: (جَ۔سَا۔رَت۔آف۔رِیں)
دلیری پیدا کرنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۰)

یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر!
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر!
(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۴)

جست: (جَس/ت) چھلانگ۔قلانچ۔ (ف۔آ)

عشق کی اک جست نے طے کردیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

جستن: (جَس۔تَن) کودنا۔ (ف۔ع)

خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جستند
طلسمِ مہر و سپہر و ستارہ شکستند!
(مسعودمرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

جستہ: (جَس۔تَہ) کہیں کہیں سے۔کم کم۔ (ف۔ل)

موجبِ تسکیں تماشائے شرارِ جستۂ
ہو نہیں سکتا کہ دل برق آشنا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

جسد: (جَس/د) بدن۔تن۔ (ف۔ع)

بانگِ اسرافیل ان کو زندہ کر سکتی نہیں
روح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسد

(عالمِ برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۲)

جس سے رُوشن تر ہُوئی چشمِ جہاں بینِ خلیلؑ:

اس مصرع میں تلمیح ہے۔قرآن کی سورۂ انعام آیات ۷۴ تا ۷۸ کی طرف۔ فلما جن علیه الیل راء کوکباً قال هذا ربی .....قال یا قوم انّی بریئ ممّا تشرکون. (ترجمہ: جب رات نے ان کو (پردۂ تاریکی سے) ڈھانپ لیا تو (آسمان میں) ایک ستارہ نظر پڑا۔ کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے جب وہ غائب ہوگیا تو کہا مجھے غائب ہوجانے والے تو پسند نہیں پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگا یہ میرا پروردگار ہے لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں سے ہوجاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں۔ پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے کہ میرا پروردگار یہ ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے لوگوں جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔ (فکر اقبال کے سرچشمے۔ص۶۹)

وہ سکوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیلؑ!

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

جسم: (جِسْم) بدن۔انگ۔کایا۔تن۔جسد۔ (ف۔آ)

کھلا یہ مر کر کہ زندگی اپنی تھی طلسمِ ہوس سراپا
جسے سمجھتے تھے جسمِ خاکی، غبار تھا کوئے آرزو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

جسور: (ج۔سُوْر) دلیر۔ (ف۔ع)

خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم
عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور!

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۱۴)

جفا: (ج۔فا) جبر۔ستم۔ظلم۔جور۔سختی۔ (ف۔آ)

آہ! یہ دستِ جفا جو اے گلِ رنگیں نہیں
کس طرح تجھ کو یہ سمجھاؤں کہ میں گل چیں نہیں

(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

جفاپیشہ: (ج۔فا۔پے۔شہ) ظالم۔ستم گر۔ (ف۔ع)

ترکانِ 'جفاپیشہ' کے پنجے سے نکل کر
بیچارے ہیں تہذیب کے پھندے میں گرفتار!

(دامِ تہذیب۔ض۔ک۔ص۶۱۵)

جفاجو: (ج۔فا۔جُو) ظالم۔انصاف نہ کرنے والا۔ستانے والا۔ (ف۔ل)

رہیلہ کس قدر ظالم، جفا جو، کینہ پرور تھا
نکالیں شاہ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

جفاطلب: (ج۔فا۔طَ۔لَب) محنت مشقت چاہنے والا۔ مشکل کام۔ (ف۔ل)

حیات شعلہ مزاج و غیور و شور انگیز
سرشت اس کی ہے مشکل کشی جفا طلبی

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

جفاکش: (ج۔فا۔کَش) محنتی۔سختی جھیلنے والا۔زحمت کش۔ (ف۔آ)

ہے یاد مجھے نکتۂ مسلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفا کش کے لئے تنگ

(غزل۵۸۔ب۔د۔ص۳۶۸)

جفائے وفانما: (ج۔فا۔اے۔وَ۔فا۔نُ۔ما) جفائے وفانما سے ایسی جفا یا بیوفائی مراد ہے جو بظاہر وفا معلوم ہو۔

(ش۔ب۔د۔ص۴۴۳)

گلۂ جفائے و فانما جو حرم کو اہلِ حرم سے ہے

کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

جگر: (جِ۔گَر) ا۔مراد دل۔چت۔من۔ (ف۔آ)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر!
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!
(ب۔ج۔ص۲۹۵)

جگر: (جِ۔گَر) ا۔ہمت۔حوصلہ۔بہادری۔شجاعت۔ دلیری۔ ۲۔تاب وطاقت۔قدرت۔مجال۔مقدور۔
(ف۔آ)

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

جگر تاب: (جِ۔گَر۔تاب) کلیجہ گرم کرنے والا۔
(ف۔ع)

اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں
فطرت نے فقط ریت کے ٹیلے کیے تعمیر!
(اہرام مصر۔ض۔ک۔ص۵۷۸)

جگر تابی: (جِ۔گَر۔تا۔بی) کلیجہ گرم کرنا۔(ف۔ع)

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

جگر تشنہ: (جِ۔گَر۔تِش۔نَہ) ا۔پیاسا۔ ۲۔خواہش مند۔ ۳۔نہایت متمنی۔مراد ناکام۔ (ف۔آ)
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۳۹)

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے
سیراب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد!
(دوزخی کی مناجات۔ا۔ح۔ص۲۶۶)

جگردار: (جِ۔گَر۔دَار) دل والا۔ہمت والا۔(م۔ل)

عشق کی تیغ جگر دار اڑالی کس نے؟
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی!
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۰۴)

جگرسوزی: (جِ۔گَر۔سُو۔زِی) کلیجہ جلانا۔ہمدردی۔
(ف۔ل)

وہ جگر سوزی نہیں ، وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گردِ شمع پروانے رہے؟
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

جگر گداز: (جِ۔گَر۔گ۔دَاز) دل کو جذبۂ عشق کی گرمی سے پگھلانے والی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۴۱)

ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخ پیر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

جگنو: (جُگ۔نُو) کرمِ شب تاب۔کرمِ شب افروز۔
(ف۔آ)

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں؟
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا
مری خاک جگنو بنا کر اڑا
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

جلال و جمال: (جَ۔لا۔لُو۔جَ۔مال) خدائے کریم کے جو اسمائے حسنیٰ ہیں وہ اصلاً اس کی صفات ہیں۔جلال اور جمال بھی تصوف کی اصطلاح میں چند مخصوص صفات الٰہی کا ظہور ہیں۔

خدائے تعالیٰ کی وہ صفات جو اس کی قدرت، جبروت اور اقتدار کا اظہار کرتی ہیں صفات جلالی کہلاتی ہیں اور جن صفات سے اس کی ربوبیت، رحمت و کرم کا اظہار ہوتا ہے وہ صفات جمالی کہلاتی ہیں۔

ان صفات کے ظہور کے مطابق صوفی ان منزلوں سے گزرتا ہے جنہیں احوال کہتے ہیں (تصوف کے مقامات اور ہیں مثلاً عشق، فنا، رضا وغیرہ)۔

احوال صوفی کی مختلف کیفیات سے عبارت ہے جس وقت خدا کی صفات جلالی کی نمود ہو رہی ہو تو رہرو، سالک یا صوفی پر ایک قسم کا انقباض طاری ہو جاتا ہے اصطلاح میں اسے قبض کہتے ہیں۔ جب خدا کی صفات جمالی کا ظہور ہو تو سالک انبساط و نشاط کی حالت سے گزرتا ہے اس حالت یا کیفیت کو اصطلاح میں بسط کہتے ہیں۔ (ت۔ا۔ص۱۱۱۔۱۱۰)

خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

ترا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل، تو بھی جلیل و جمیل
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

جلالی: (ج۔لا۔لی) ا۔وہ صفت الٰہی جس میں شانِ غضب کا اظہار ہو۔ ۲۔بخلاف جمال۔ (ف۔آ)

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۳)

جل ترنگ: (جَل۔تَ۔رَنگ) چینی کے چھوٹے بڑے برتنوں میں حسب ضرورت پانی بھر کے چوب کے ذریعہ موسیقی کی اصوات پیدا کی جاتی ہیں۔ پانی کے ان تمام پیالوں اور چوب کے مجموعہ کو جل ترنگ کہتے ہیں (جل جیسا کہ سب جانتے ہیں پانی کو کہتے ہیں اور ترنگ مزے کو، سرور کو، اور آہنگ کو)۔
(ت۔ا۔ص۱۱۲۔۱۱۱)

خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت 'لہو ترنگ' ہے غافل! نہ 'جل ترنگ'
(ناظرین سے۔ض۔ک۔ص۴۷۲)

جلسہ: (جَل۔سَہ) ا۔نشست۔اجلاس۔بیٹھک۔ ۲۔محبت۔ملاقات۔ ۳۔محفل۔بزم۔انجم۔ (ف۔آ)

باغ میں خاموش جلسے گلستاں زادوں کے ہیں
وادیٔ کوہسار میں نعرے شباں زادوں کے ہیں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

جلوت: (جَل۔وَت) مجمع۔ (ف۔آ)

ہو ہاتھ کا سرہانہ سبزہ کا ہو بچھونا
شرمائے جس سے جلوت خلوت میں وہ ادا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

جلوت: (جَل۔وَت) ظاہر ہونا۔ (ف۔آ)

خلوت کی گھڑی گزری، جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر!
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

جلوتی و خلوتی: (جَل۔وَ۔تِ۔یُ۔خَل۔وَ۔تی) جلوتی کے لفظی معنی ہیں وہ لوگ جو جلوت میں رہتے ہیں، اور خلوتیوں سے مراد ہے گوشہ نشین لوگ۔ ان دونوں اصطلاحوں سے مختلف مفہوم لئے جاسکتے ہیں مثلاً امیر اور فقیر، اہلِ سیاست اور اہلِ تصوف، علماء اور اولیاء، دنیادار اور دین دار۔
(ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۷۶)

چشمِ کرم ساقیا دیر سے ہیں منتظر
جلوتیوں کے سبو، خلوتیوں کے کدو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۴)

جلوس: (ج۔لُوس) ۱۔تخت نشینی۔ ۲۔امیروں اور بادشاہوں کی سواری۔ ۳۔نشست۔ (ف۔آ)

ہے تختِ لعلِ شفق پر جلوسِ اخترِ شام
بہشت دیدۂ بینا ہے حسنِ منظرِ شام
(فراق۔ب۔د۔ص۱۳۱)

جلوہ: (جَل۔وَہ) کسی خاص طرز سے اپنے تئیں ظاہر کرنا۔ نمودار ہونا۔نظارہ۔دیدار۔سامنے آنا۔ (ف۔آ)

ایک جلوہ تھا کلیمِ طور سینا کے لئے
تو تجلی ہے سراپا چشمِ بینا کے لئے
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۱)

جلوہ فرما: (جَل۔وَہ۔فَر۔مَا) اپنے کو کسی خاص انداز سے دکھانے کے لئے منظر عام پر نمودار ہونا۔ (ف۔ل)

کیا ذرہ کو جگنو دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخی آفتابِ جلوہ فرما کے
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

جلوہ گاہ: (جَل۔وَہ۔گاہ) ۱۔وہ جگہ جہاں جلوہ دیکھا یا دکھایا جائے۔ ۲۔تماشہ گاہ۔ (ف۔ل)

کرتا ہے یہ طواف تری جلوہ گاہ کا
پھونکا ہوا ہے کیا تری برقِ نگاہ کا؟
(شمع اور پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

جلوہ گاہ صفات: (جَل۔وَہ۔گا۔ہِ۔صِ۔فات) اللہ تعالیٰ کی صفتیں ظاہر ہونے کی جگہ۔مراد یہ کائنات۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۳)

حریم ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرہ خاکِ لحد ہے نہ جلوہ گاہِ صفات
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

جلوہ گر ہونا: (جَل۔وَہ۔گر۔ہُو۔نا) نمودار ہونا۔ظاہر ہونا۔نظارہ دکھانا۔رونق بخش ہونا۔ (ف۔آ)

پردۂ مشرق سے جس دم جلوہ گر ہوتی ہے صبح
داغ شب کا دامنِ آفاق سے دھوتی ہے صبح
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

"ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگنائے شہرِ تابِ حسن صحرائی!"
(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

جلوہ گری: (جَل۔وَہ۔گ۔ری) ظاہر ہونا۔جلوہ دکھانا۔مراد روشنی بخشنا۔ (ف۔آ)

ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

جلوہ نما ہونا: (جَل۔وَہ۔نُ۔مَا۔ہُو۔نا) ۱۔بناؤ سنگھار کے ساتھ سامنے آنا۔ ۲۔اپنے کو کسی خاص انداز سے دکھانے کے لئے منظر عام پر نمودار ہونا۔ (ف۔ل)

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ
(تعلیم اور اس کے نتائج۔ب۔د۔ص۲۰۹)

جلی: (ج۔لی) روشن۔آشکارا۔ (ف۔ع)

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش
اے گرفتارِ ابوبکرؓ و علیؓ ہشیار باش
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

جلیل: (ج۔لیل) بزرگ۔بڑا۔کبیر۔عظیم۔ اعلیٰ۔افضل۔برتر۔ (ف۔آ)

تیرا جلال و جمال، مردِ خدا کی دلیل

وہ بھی جلیل و جمیل، تو بھی جلیل و جمیل

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

جم:(جَم) ایران کا بادشاہ۔جمشید۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۷۰)

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے

(شاعر۔ض۔ک۔ص۵۸۹)

جماد: (ج۔مَاد) پہاڑ۔زمین وغیرہ۔جمع جمادات۔

(ف۔ل)

وہ مذہب مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہب ملا و جمادات و نباتات

(قطعہ۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

جماعت:(ج۔مَا۔عَت) انسانی گروہ۔ (ف۔ع)

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں الجھ گیا ہے خطیب!

(غزل۶۱۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

جمال: (ج۔مَال) حسن۔خوبصورتی۔روپ۔جوبن۔

(ف۔آ)

شوکتِ سنجر و سلیم ، تیرے جلال کی نمود!
فقرِ جنید و با یزید، تیرا جمال بے نقاب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

جمال الٰہی مراد ہے۔

نمایاں ہو کے دکھلادے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

جمالی: (ج۔مَا۔لِی) نشان رحمت کی تجلی۔نوری۔منسوب بہ جمال الٰہی۔ (ف۔آ)

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۳)

جمعیت اقوام: (جَم۔عی۔یَت۔اق۔وَام) پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۰ء میں انجمن اقوام قائم کی گئی۔جس کی غایت یہ تھی کہ دنیا کے لوگ جنگ کی غارت گری سے محفوظ ہو جائیں۔پہلے مجلس کے ممبر کم تھے لیکن آہستہ آہستہ جرمنی اور روس بھی شامل ہو گئے۔ اس مجلس کا منشور یہ کہتا تھا کہ جب دو ملکوں میں اختلاف رونما ہوگا تو پہلے مجلسِ اقوام کے ذریعہ کوشش کی جائے گی کہ ثالثی سے فیصلہ ہو جائے۔بصورت دیگر مجلس حملہ آور کے خلاف مناسب اقدام کریگی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مجلس میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں روک دیں لیکن جب بہت اہم موقع آئے تو مجلس کے ارکان اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے مثلاً جب جاپان نے چین پر حملہ کیا تو مجلس کچھ بھی کر سکی۔۱۹۳۳ء میں جنیوا میں ایک کانفرنس ہوئی جہاں یہ طے کیا گیا کہ مختلف اقوام اپنی عسکری طاقت گھٹائیں۔۱۹۳۵ء میں جب اطالیہ نے حبشہ پر حملہ کیا تو اس وقت بھی مجلس کچھ نہ کر پائی۔ اس واقعہ کے بعد لیگ کا رہا سہا وقار مٹ گیا چنانچہ جب ہٹلر نے دوسری جنگ عظیم کی بنا رکھی تو مجلس کے ارکان چپ چاپ دیکھتے رہے۔۱۹۴۶ء میں مجلس اقوام نے فیصلہ کیا کہ اس مجلس کو برخاست ہی کر دیا جائے تو اچھا ہے۔انہیں دنوں مجلس اقوام کی جگہ اقوام متحدہ کی انجمن نے لے لی۔(قاموس سیاسیات عالم(انگریزی لندن)بحوالہ ت۔ا۔ص۔۱۱۳)(جمعیت اقوام۔ض۔ک۔ص۶۱۸)

جمعیت خاطر: (جَم۔عِ۔یَتِ۔خَا۔طِر) بے فکری۔اطمینان دل۔تسلی۔تشفی۔ (ق۔ل)

ہم کو جمعیتِ خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ امت ترے محبوب کی دیوانی تھی

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

جملہ: (جُم۔لَہ) تمام۔کل۔ (ف۔ع)

خودی ہے مردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم
خودی ہے زندہ تو سلطانِ جملہ موجودات

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

جمہور: (جَم۔ہُور) گروہ۔عام لوگ۔جمع جماہیر۔

(ف۔ع)

جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

(ابلیس کی عرض داشت۔ب۔ج۔ص۴۵۴)

جمہوری: (جَم۔ہُو۔رِی) جس کا تعلق عوام سے ہو۔ عوامی۔ (ف۔ل)

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جداہوں دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

(غزل ۱۷۔ب۔ج۔ص۳۳۲)

جمہوریت: (جَم۔ہُو۔رِی۔یَت) (سلطانی جمہور) کی اصل ایک یونانی کلمہ ہے جس کے معنی ہیں ریاست پر عوام کا تصرف۔تو گویا جمہوریت آزادی کے تعقل کی ایک سیاسی شکل ہے۔عوام کا ریاست پر اختیار بالواسطہ بھی ہوتا ہے اور بلاواسطہ بھی۔کبھی تمام رعایہ سے استصواب کیا جاتا ہے اور کبھی ان کے نمائندے یہ فرض پورا کرتے ہیں۔عموماً جمہوری طرزِ حکومت میں عوام اپنے نمائندوں ہی کے ذریعہ ریاست پر متصرف ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے جمہوری طرزِ حکومت یونان کی شہری ریاستوں میں قائم ہوئی۔

چودھویں صدی عیسوی سے یورپ میں جمہوریت کا فروغ شروع ہوا اور یہ فروغ متوسط طبقہ کے عروج سے متعلق ہے

اسلام میں بھی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو جمہوریت کے موجودہ نظام سے مشابہ ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اختلاف کے موقعوں پر حکم قرآن مجید ہوتا ہے۔ جہاں نص وصریح موجود نہ ہو وہاں مسلمان شوریٰ کے ذریعہ اپنی راہ عمل متعین کر سکتے ہیں۔اگر خلیفہ قرآنی تعلیمات پر عمل نہ کرے یا جور وظلم پر اتر آئے تو مسلمان اسے معزول کر سکتے ہیں۔یوں اقتدار اعلیٰ یا حاکمیت اعلیٰ یعنی (Sovereignty) کا سرچشمہ در اصل عوام ہی ہوتے ہیں۔قرآن مجید میں البتہ حاکمیت اور اقتدار کی ایک راہ متعین ہے۔ اصطلاحی الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اسلامی معاشرہ اور ریاست کا دستور بھی موجود ہے۔ یہ دستور بہت لچکدار ہے اور جیسا کہ گذارش کیا جا سکتا ہے صرف نصوص صریح کے علاوہ ہر معاملہ میں مسلمان اپنی راہِ عمل متعین کرنے پر قادر ہیں۔نصوص کی تاویل بھی ایسی نہیں ہونی چاہئے کہ جو دنیا کے بدلتے ہوئے حالات سے ٹکرائے یا کھینچ تان کر قرآن مجید کے الفاظ کو وہ معنی پہنائے جائیں جو موجودہ ضروریات کے مطابق ہوں۔اسلام کا راستہ اعتدال کا ہے۔وہ جمہوریت کے فوائد سے بھی رعایہ کو بہریاب کرنا چاہتا ہے لیکن شخصی فرمانروائی میں جو خوبیاں ہیں ان سے بھی محروم کرنا پسند نہیں کرتا۔ضرب کلیم میں علامہ نے جمہوریت کے متعلق اس رائے کا اظہار کیا ہے:

(ت۔ا۔ص۱۷۶ تا ۱۸۰)

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

(جمہوریت۔ض۔ک۔ص۶۱۱)

جمہوری نظام: (جَم۔ہُو۔رِی۔نِ۔ظام) عوامی حکومت کا طریقہ۔ڈیموکریسی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۰)

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

جمیل: (جَ۔مِیل) خوبصورت۔حسین۔سندر۔نیک۔

خوب۔ (ف۔آ)

نمود جس کی فراز خودی سے ہو، وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا قبیح و نا محبوب!
(خوب وزشت۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

جناب: (ج۔نَاب) درگاہ۔آستانہ۔چوکھٹ۔
(ف۔آ)

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری، فیض عام ہے تیرا
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

جنازہ: (ج۔نا۔زَہ) لاش برائے دفن۔ (ف۔ع)

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار!
(ہنروران ہند۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

جناں: (ج۔نَان) جنت کی جمع۔ (ف۔ع)

گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

جنباں: (جُم۔بَان) ہلتا ہوا۔ (ف۔ل)

تھی کبھی موجِ صبا گہوارۂ جنباں ترا
نام تھا صحنِ گلستاں میں گلِ خنداں ترا
(گل پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

جنبش: (جُم۔بِش) لرزش۔حرکت۔رفتار۔گردش۔ ہلنا جلنا۔ (ف۔آ)

جنبشِ موجِ نسیمِ صبح گہوارہ بنی
جھومتی ہے نشۂ ہستی میں ہر گل کلی
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

جنت سے نکلوانا: (جن۔نَت۔سے۔نِ۔کَل۔وا۔نا)

اس شعر میں قرآن کریم کی حسب ذیل آیت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اگر چہ آیۂ کریمہ میں فرقہ آرائی کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔

وقلنا یآدمسکن انت و زوجک الجنة و کلا منها رغداً حیث شئتما ولا تقربا هذاه الشجرة فتکونا من الظلمین. فازلّهما الشیطن عنها فاخرجهما ممّا کانافیه. (۲/۳۵۔۳۶)

ترجمہ: اور ہم نے کہا اے آدم اور تمہاری بیوی بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (پیو)۔لیکن اس درخت کے پاس نہ جانا نہیں تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے پھر شیطان نے دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا اور جس (عیش و نشاط) میں تھے اس سے نکلوا دیا۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۵۸)

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے جو جنت سے نکلواتا ہے آدم کو
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۴۷)

جند: (جُن۔د) لشکر۔فوج۔جمع اجناد۔جنود۔ (ف۔ع)

عشق و فقیہِ حرم، عشق امیر جنود
عشق ہے ابن السبیل، اس کے ہزاروں مقام
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

جندل: (جَن۔دَل) بڑا پتھر۔ (ف۔ع)

ہر ہلاکِ امتِ پیشیں کہ بود
زانکہ برجندل گماں بر ند و عود!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

جنس: (جِن۔س) چیز۔بست۔شے۔ (ف۔آ)

نہیں جنسِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو

وہ سوداگر ہوں میں نے نفع دیکھا ہے خسارے میں

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۳۸)

جنس: (جِن ؍ س) اسباب۔سودا۔اثالہ۔مال۔(ف۔آ)

تو جنسِ محبت ہے قیمت ہے گراں تیری
کہ کم مایہ ہیں سوداگر اس دیس میں ارزاں ہو

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۸۰)

جنگ: (جَنگ) رن۔لڑائی۔معرکہ۔رزم۔کارزار۔جدل۔پیکار۔ (ف۔آ)

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۴)

جنگاہ: (جَنگ۔گاہ) میدان جنگ۔ (ف۔ع)

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جا تو بھی
کہ اس جنگاہ سے میں بن کے تیغِ بے نیام آیا!

(غزل ۳۴۔ب۔ج۔ص ۳۴۹)

جنگ زرگری: (جَن۔گِ۔زَر۔گَ۔رِی) ظاہر لڑائی مگر باطنی میل جول۔ (ف۔ع)

گرمیٔ گفتارِ اعضائے مجالس الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری!

(خضر راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۲)

جنگ و جدل: (جَن۔گُو۔جَ۔دَل) لڑائی۔بھڑائی۔جھگڑا۔دنگہ وفساد۔قتال وجدال۔ (ف۔آ)

اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا
جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص ۸۸)

جنگ یرموک: (جَن۔گِ۔یَر۔مُوک) جنگ یرموک ۱۵ھ میں واقع ہوئی۔ایک فریق حرقل (رومی فرماں روا) تھا اور دوسرا فریق عرب کے مسلمان (یرموک ایک دریا ہے جو دریائے اردن کا مشرقی معاون ہے)۔

جنگ ایسے مقام پر ہوئی جو صحرائے عرب کے کنارے واقع تھا۔مسلمان تعداد میں کم تھے لیکن جوشِ ایمان کے بل پر، رومیوں کے ٹڈی دل سے ٹکر لینے کیلئے تیار تھے۔اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو گویا طے ہوگیا کہ شام وفلسطین پر اب رومی فرماں روائی نہ کر پائیں گے۔اسی جنگ کے نتائج یہ نکلے کہ مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا، رومی پست ہمت ہوگئے اور تسخیر کا وہ سلسلہ شروع ہوا جسے آخر ہسپانیہ کی فتح پر ختم ہونا تھا۔جنگ یرموک فیصلہ کن جنگوں میں شمار کی جاتی ہے کہ اس کے بعد، دراصل رومیوں کی طاقت ٹوٹ گئی۔ (ت۔ا۔ص ۱۳)

(جنگ یرموک کا ایک واقعہ۔ب۔د۔ص ۲۴۷)

جنوں: (جُ۔نُوں) دیوانگی۔سودا۔پاگل پن۔(ف۔آ)

اس کو اپنا ہے جنوں اور مجھے سودا اپنا
دل کسی اور کا دیوانہ، میں دیوانۂ دل

(دل۔ب۔د۔ص ۶۲)

جنوں: (جُ۔نُوں) جنوں اقبال کی اصطلاح ہے اور اس کا مطلب ہے انسان کے اندر اپنی خودی کو مرتبۂ کمال پر پہنچانے کا جنون یا شدید جذبے کا پیدا ہونا۔جنون صفتِ عشق کا خارجی مظہر ہے۔عشق کے لئے نصب العین (Ideal) لازمی ہے اور وہ نصب العین ذاتِ رسالتمآب ﷺ ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ اتباعِ سیرت محمدیہ ہے۔ (ش۔ض۔ک۔ص ۳۴۹)

کسے خبر کہ جنوں میں کمال اور بھی ہیں
کریں اگر اسے کوہ و کمر سے بیگانہ!

(جنوں۔ض۔ک۔ص ۵۶۳)

جنیدی واردشیری: (جُ۔نِے۔دِ۔یُو۔اُر؍د۔شِے۔رِی)

یہ دونوں کلمات علامہ مرحوم کے کلام میں علائم کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔(دیکھئے جنید: اشاریہ شخصیات)۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہمیشہ سے بڑے بڑے فرماں روا مذہبی رہنماؤں کی سیادت تسلیم کرتے رہے ہیں تا کہ دونوں مل کر عوام پر تسلط جما سکیں مثال کے طور پر فراعنہ مصر اور ایران کے ساسانی فرماں روا ہمیشہ کاہنوں اور موبدوں کی مدد سے حکومت کرتے تھے۔ جب نصرانیوں کو عروج ہوا تو پاپائے روم نے بھی آہستہ آہستہ ہاتھ پاؤں نکالے اور بتدریج ملکی اور سیاسی معاملات میں دخل دینے لگا۔ کچھ عرصہ یورپ کے فرمانرواؤں نے یہ بات برداشت کی۔ آخر دین اور سیاست میں افتراق کا مرحلہ آن لگا اور رفتہ رفتہ یہ صورت پیدا ہو گئی کہ یورپ کے سلاطین یہ دعویٰ کرتے تھے کہ آئینِ مملکت داری کے مطابق مذہبی رہنماؤں کو سیاست میں بالکل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ اس افتراق کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوئی یا ثنویت طرح طرح کے روپ دھار کر معاشرے کو زہر ناک بنانے لگی اسلام یہ کہتا ہے کہ دین اور سیاست میں کوئی جدائی نہیں بلکہ جو نظام اخلاق اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اسکی اساس ہی دین پر ہے، بالفاظ دیگر اسلام سلطنت اور مذہب کو ایک ہی حقیقت کے دو رخ بنا کر پیش کرتا ہے تو جنیدی مذہبی رہنمائی ہے اور اردشیری سیاسی اور ملکی فرماں روائی۔ اسلام جنیدی اور اردشیری کو جمع کرنا چاہتا ہے۔

اردشیری اس عالی منزلت ساسانی دودمان کا موسس تھا جو ۲۲۶ء میں قائم ہوا اور ۶۵۰ء تک بڑے جاہ و جلال اور طمطراق سے حکومت کرتا رہا۔ (ت۔ا۔ص ۲۱۴)

اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی
کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری!
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص ۴۱۰)

جو: (جُو) اگر۔ بشرطیکہ۔ بالفرض۔ جس صورت میں۔ جس حال میں۔ (ف۔آ)

آہ! یہ دستِ جفا جو، اے گلِ رنگیں نہیں
کس طرح تجھ کو یہ سمجھاؤں کہ میں گلچیں نہیں
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص ۲۳)

جو: (جَو) غلا۔ (ف۔ع)

کہ نباید خورد جو بچوں خراں
آہوانہ درختن چہ ارغواں
(یورپ سے ایک خط۔ب۔ج۔ص ۴۴۱)

جو: (جُو) دریا۔ندی۔ (ف۔ع)

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند تیز!
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!
(سلطان ٹیپو۔۔۔ض۔ک۔ص ۵۳۵)

جو: (جُو) ڈھونڈنے والا۔ (ف۔ع)

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا جُو، خدا نما ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص ۴۲)

جواز: (ج۔وَاز) موافق۔شرع۔درست ہونا۔ (ف۔ع)

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص ۱۰۸)

جوان: (ج۔وَان) بالغ مرد۔جمع جوانان۔ (ف۔ع)

غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا
رونقِ بزم جوانانِ گلستاں ہونا
(ابر کوہسار۔ب۔د۔ص ۲۸)

جواں مرد: (ج۔وَان۔مَرد) بہادر۔باحوصلہ۔ (ف۔ع)

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!
(غزل۳۴۔ب۔ج۔ص۳۴۹)

جواں مردی: Interpidity (Javan-mardi) (Bahaduri) (ہ۔ڈ۔ف)

سکندر! حیف تو اس کو جوانمردی سمجھتا ہے!
گوارا اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رسوائی؟
(ایک بحری قزاق اور سکندر۔ض۔ک۔ص۶۱۷)

جوانمرگ: (جَ۔وَان۔مَرگ) جوان موت مرنے والا۔ وقت سے پہلے مرنے والا۔ (ف۔آ)

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جوانمرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی!
(یورپ اور یہود۔ض۔ک۔ص۶۰۲)

جور: (ج۔ر) ظلم وستم۔ جفا۔تعدی۔تیزی۔سختی۔جبر۔ زبردستی۔بے رحمی۔درشتی۔بدخلقی۔ (ف۔آ)

چمن میں غنچۂ گل سے یہ کہہ کر اڑ گئی شبنم
مذاقِ جور و سختی ہو، تو پیدا رنگ و بو کر لے
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

جوش: (ج۔ش) ولولہ۔شورش۔دھن۔ (ف۔آ)

کچھ اس میں جوشِ عاشقِ حسنِ قدیم ہے
چھوٹا سا طور تو، یہ ذرا سا کلیم ہے
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

جوشِ جنوں: (ج۔شِ۔ج۔نُون) دیوانگی کا زور۔ (ف۔ل)

اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا
یہ شعرِ نشاط آور و پُر سوز طربناک
میں صورتِ گل دستِ صبا کا نہیں محتاج
کرتا ہے مرا جوشِ جنوں میری قبا چاک
(قطع۔ب۔ج۔ص۳۸۲)

جوش میں آنا: (ج۔ش۔میں۔آ۔نا) ا۔غصہ میں آنا۔ غضب میں بھرنا۔جذبہ میں آنا۔۲۔ولولہ اٹھنا۔ (ف۔آ)

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسمِ سامری
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

جولاں: (ج۔لاں) کود پھاند۔ (ف۔آ)

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا!
(نظم۱۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

جولانگاہ: (ج۔لان۔گاہ) ا۔گھوڑوں کی جگہ۔ ۲۔گھوڑا کدانے یا چکر دینے کی جگہ۔ (ف۔ل)

جولانگاہ عالمگیر سے، گول کنڈہ کا مشہور تاریخی قلعہ مراد ہے، جسے عالمگیرؒ نے ۱۶۸۷ء میں فتح کیا تھا۔

(ش۔ب۔د۔ص۲۵۷)

آہ! جولانگاہِ عالمگیر، یعنی وہ حصار
دوش پر اپنے اٹھائے سیکڑوں صدیوں کا بار
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

جوہر: (ج۔ہَر) ہنر۔کمال۔لیاقت۔استعداد۔(م۔ل)

جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں
نئے جوہر ہوئے پیدا مرے آئینے میں
(حسن و عشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

جوہر: (ج۔ہَر) مراد ہے دل۔

ذرہ ذرہ ہو مرا پھر طرب اندوزِ حیات

ہو عیاں جوہرِ اندیشہ میں پھر سوزِ حیات
(کلی۔ب۔د۔ص۱۱۸)

جوہر: (جُو۔ہَر) خاصیت۔گن۔صفت۔ عمدگی۔ خوبی۔ہنر۔کمال۔لیاقت۔ (ف۔آ)

ذوق گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں
میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

جوہر: (جُو۔ہَر) آب تیغ۔تلوار یا فولاد کے وہ قدرتی نقوش جن سے ان کی عمدگی ظاہر ہو۔ (ف۔آ)

کمر سے اٹھ کے تیغِ جانستاں آتش فشاں کھولی
سبق آموز تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے
(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۸)

جوہر: (جُو۔ہَر) اصل۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۲۸)

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۶)

جوہر آئینہ: (جُو۔ہَ۔رِ۔آ۔اِی۔نَہ) آئینہ کی چمک دمک۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۷۰)

بیخبر! تو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

جوہر قابل: (جُو۔ہَ۔رِ۔قا۔بِل) یہ بھی منطق کی اصطلاح ہے۔ فطرت، فاعل ہے اور اشیا قابل ہیں۔قابل کہتے ہیں اصلاح یا تربیت قبول کرنے والے کو۔عرف عام میں "قابل" کہتے ہیں عقل مند کو۔لیکن منطق میں قابل اسے کہتے ہیں جو فاعل کے فعل کو قبول کر سکے۔ (ش۔ب۔د۔ص۳۵۵)

تربیت عام تو ہے ، جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

جوہری: (جُو۔ہَ۔ری) ا۔جوہر فروش۔ ۲۔پرکھنے والا۔ شناسا۔ ۳۔ہنر شناس۔ (ف۔آ)

تاروں کے موتیوں کا شاید ہے جوہری تو
مچھلی ہے کوئی میرے دریائے نیل کی تو
(رات اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۷۲)

جوئبار: (جُو۔اِ۔بار) ایسی نہر جس میں بہت سی نہریں آکر مل جاتی ہیں۔ (ف۔ل)

محوِ زینت ہے صنوبر، جوئبار آئینہ ہے
غنچۂ گل کے لئے بادِ بہار آئینہ ہے
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

جوئے: (جُو۔اِئے) ندی۔نہر۔جو۔ (ف۔ل)

جوئے سیماب رواں پھٹ کر پریشاں ہوگئی
مضطرب بوندوں کی اک دنیا نمایاں ہوگئی
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

جوئے آب: (جُو۔اِئے۔آب) پانی کی ندی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۰۹)

اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز!
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!
(سلطان ٹیپو۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

جوئے خوں: (جُو۔اِئے۔خُوں) خون کی ندی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۸۳)

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے لیہ جوئے خوں ہے!
طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ!

(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۲)

جوئے سرود آفریں: (جُو۔اِے۔س۔رُو۔د۔آف۔رِیں) نغمے گاتی ہوئی ندی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۴)

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شراب لالہ گوں میکدۂ بہار سے

(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

جوئے شیر: (جُو۔اِے۔شِیر) (لغ: دودھ کی نہر) دیکھئے کوہکن۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۷۲)

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی!

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

جوئے کہستاں: (جُو۔اِے۔ک۔ہِس۔تَان) پہاڑی ندی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۴)

وہ جوئے کہستاں اچکتی ہوئی
اٹکتی، لچکتی، سرکتی ہوئی

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

جویا: (جُو۔یَا) کھوجی۔تلاش کرنے والا۔ڈھونڈنے والا۔ متلاشی۔جستجو کرنے والا۔ (ف۔آ)

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ!
جویا نہیں تیری نگہِ نارسیدہ دیکھ

(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۱)

جہاد: (جِ۔ہَاد) شرائط اسلام کے بند کردینے پر کفار سے اثباتِ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جان اور مال سے لڑنا بشرطیکہ وہ بھی اہلِ اسلام سے ہتھیار کے ساتھ لڑیں۔بشرائط مذکورہ کافرکشی کرنا۔حمایت دین کے لئے ہتھیار اٹھانا۔(ف۔آ)

یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر!
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر!

(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۴)

جہاد: (جِ۔ہَاد) کوشش کرنا۔جہد کرنا۔ (ف۔آ)

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

جہاں: (جَ۔ہَان) دنیا۔سنسار۔ (ف۔ع)

اے تارو! نہ پوچھو چمنستانِ جہاں کی
گلشن نہیں، اک بستی ہے وہ آہ و فغاں کی

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے

(غزل۲۶۔ب۔ج۔ص۳۴۱)

جہاں آرا: (جَ۔ہَان۔آ۔رَا) دنیا کو آراستہ کرنے والا۔ (ف۔ل)

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دارو جہانبان و جہاں آرا

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

جہاں بان: (جَ۔ہَان۔بَان) ۱۔دنیا کی حفاظت کرنے والا۔ ۲۔زبردست حکمراں۔ (ف۔ل)

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دارو جہانبان و جہاں آرا

(خطاب بہ۔۔۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

جہانبانی: (جَ۔ہَان۔بَا۔نِی) بادشاہت۔محافظت دینا۔ (ف۔ع)

جہانبانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی

جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

یہ جبر و قہر نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی
(سلطانی۔ض۔ک۔ص۴۹۴)

جہاں بیں: (ج۔بَاں۔بِیں) دنیا دیکھنے والا۔ جہاندیدہ۔ (ف۔ل)

روشن تو وہ ہوتی ہے جہاں بیں نہیں ہوتی
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہِ پاک!
(آوازِ غیب۔ا۔ح۔ص۶۷۰)

جہاں بینی: (ج۔بَاں۔بِی۔نِی) دنیا کے معاملات اور حالات پر گہری نظر ہونے کی کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۰)

ہوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہو اس سے کیا خطر!
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۹)

جہاندار: (ج۔بَاں۔دَار) دنیا رکھنے والا۔ بادشاہ۔ حاکم وقت۔ (ف۔ل)

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

جہانداری: (ج۔بَاں۔دَا۔رِی) بادشاہت۔حکومت۔ (ف۔ل)

تمدن آفریں، خلاق آئینِ جہانداری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتر بانوں کا گہوارا
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

جہانگیر: (ج۔بَاں۔گِیر) دنیا کو فتح کرنے والا۔ (ف۔ل)

کس کی شمشیر جہانگیر، جہاندار ہوئی؟
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

جہانگیری: (ج۔بَاں۔گی۔رِی) حکومت۔سلطنت۔ (ف۔ل)

یہی مقصودِ فطرت ہے ، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

جہاں نما: (ج۔بَاں۔نُ۔مَا) (لغ: دنیا دکھانے والا) اشارہ ہے جمشید کے ساغر کی طرف۔ (دیکھئے جامِ جم)۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م)

گل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجکو جہاں نما ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

جھٹکا: (جھٹ۔کا) وہ ذبح جو شرائط اسلام کے خلاف ایک ہی دفع تلوار کا ہاتھ مار کر کیا جائے جس طرح سکھوں، گورکھوں اور جاٹوں میں دستور ہے۔ (ف۔آ)

یا باہم پیار کے جلسے تھے، دستورِ محبت قائم تھا
یا بحث میں اردو ہندی ہے ، یا قربانی یا جھٹکا ہے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

جھلک: (جھ۔لَک) ا۔روشنی۔نور۔تجلی۔ ۲۔آب و تاب۔رونق۔ ۳۔جلوہ۔پرتو۔عکس۔ (ف۔آ)

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں تارے میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

جہنم: (ج۔ہَن۔نُم) دوزخ۔نرک۔وہ مقام جہاں گنہگار ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔ (ف۔آ)

کیا جہنم معصیت سوزی کی اک ترکیب ہے؟
آگ کے شعلوں میں پنہاں مقصدِ تادیب ہے؟

(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

چ

چارسو: (چار۔سُو) چاروں طرف۔ (ف۔ع)

تیری جدائی سے ہے میرے جنوں کو گلا
اپنے لئے لامکاں میرے لئے چارسو!

(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۴)

چارہ: (چا۔رَہ) علاج۔تدبیر۔گریز۔مدد۔درستی۔ سرانجام۔ (ف۔آ)

مردانِ کار ڈھونڈ کہ اسبابِ حادثات
کرتے ہیں چارۂ ستمِ چرخ لاجورد

(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

نہ کہہ کہ صبر میں پنہاں ہے چارۂ غم دوست
نہ کہہ کہ صبر معمائے موت کی ہے کشود!

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۷)

چارہ سازی: (چا۔رَہ۔سا۔زی) علاج کرنا۔ (ف۔ع)

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی، مرا ایماں ہے زناری!

(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۳۰)

چارہ فرما: (چا۔رَہ۔فَر۔ما) علاج کرنے والا۔طبیب۔ چارہ گر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۳)

باغبانِ چارہ فرما سے یہ کہتی ہے بہار
زخمِ گل کے واسطے تدبیرِ مرہم کب تلک؟

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

چارہ گرد: (چا۔رَہ۔گَرد) حکیم۔طبیب۔معالج۔ (ف۔آ)

موت کا نسخہ ابھی باقی ہے اے دردِ فراق!
چارہ گر دیوانہ ہے، میں لادوا کیونکر ہوا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

چاک: (چاک) شگاف۔ (ف۔ع)

تجھے کیوں فکر ہے اے گل! دلِ صد چاک بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کرلے!

(پھول۔ب۔د۔ص۲۴۹)

چاک دامن رفو ہونا: (چاک۔دا۔مَن۔رَ۔فُو۔ ہُو۔نا) مراد گناہ معاف ہونا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۹۸)

ہر گھڑی افلاک پر رہتی ہے تیری گفتگو
کیا نہیں ممکن کہ تیرا چاکِ دامن ہو رفو؟

(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۵)

چاک کرنا: (چاک۔کَر۔نا) پھاڑنا۔چیرنا۔پرزے کرنا۔چیتھڑے اڑانا۔ (ف۔آ)

چاک کردی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

چاک گریبان: (چاک۔گِ۔رے۔بان) گریبان کا کھلا ہوا حصہ۔ (ف۔ل)

دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی!
قیس تو، لیلیٰ بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

چاک ہونا: (چاک۔ہُو۔نا) پھٹنا۔چرنا۔دریدہ ہونا۔ (ف۔آ)

حسنِ ازل کی ہو نمود، چاک ہے پردۂ وجود
دل کے لئے ہزار سود، ایک نگاہ کا زیاں!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۳)

چراغ: (چ۔راغ) دیپک۔دیا۔شمع۔صفت: رونق۔ روشنی۔ضیاء۔ (ف۔آ)

چراغ خانۂ حکمت یعنی سائنس کی ترقی کا ذریعہ یا انسانی معلومات میں اضافہ کا وسیلہ۔ (ش۔ب۔د)

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغ خانۂ حکمت نہ ہو
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

چراغاں: (چ۔را۔غاں) روشنی۔دیپ مالا۔بہت سے چراغوں کا روشن کرنا۔ (ف۔آ)

جلانا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں کو چراغاں کر کے چھوڑونگا
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۱۷)

چراغِ سحر: (چ۔را۔غِ۔س۔حَر) چراغ صبح۔ قریب الزوال۔ (ف۔آ)

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

چَراغ لے کر ڈھونڈنا: کمالِ محنت اور تجسس سے تلاش کرنا۔کسی کی نہایت جستجو کرنا۔ (ف۔آ)

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخِ زیبا لے کر
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

چراگاہ: (چ۔را۔گاہ) چرنے کی جگہ۔ (ف۔ع)

اک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۲)

چرب دست: (چَرب۔دَس۔ت) دستکار۔ہنرمند۔ (ف۔ع)

آہ یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ!
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر؟
(ملازادہ۔۔۔۳۔ا۔ح۔ص۶۷۸)

چرچا ہونا: (چَر۔چا۔ہُو۔نا) تذکرہ ہونا۔ (ف۔ش)

نمایاں ہو کے دکھلادے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

چرخ: (چَرخ) آسمان۔فلک۔ (ف۔آ)

چرخ نے بالی چرالی ہے عروسِ شام کی؟
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی؟
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

چرخ بریں: (چَرْ رخ۔ب۔ریں) نواں آسمان۔مطلق آسمان کو بھی کہتے ہیں۔ (م۔ل)

بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سال خورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں!
(نصیحت۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

چرخ پیر: (چَرْ رخ۔پیر) بوڑھا آسمان۔(ف۔ل)

ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخ پیر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

چرغ: (چَرْ رغ) شکرہ۔یہ شکاری پرند چرغ جسامت میں شاہین سے بڑا اور باز کے برابر ہوتا ہے۔اس کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ زبردست پرندہ چیل جیسی طاقتور اور چالاک ہستی کا شکار کرتا ہے جو خود دوسروں کا شکار کرتی ہے۔ چرغ کی چونچ اس قدر طاقتور ہوتی ہے کہ وہ اس کی مدد سے چیل کی گردن کی ہڈی توڑ دیتا ہے اور اپنے سے بڑے پرند کو چونچ میں لٹکائے بآسانی اتر آتا ہے۔ (ش۔ض۔ک۔ص۵۳۱)

روزِ ازل سے ہے تو منزلِ شاہین و چرغ
لالہ و گل سے تہی، نغمۂ بلبل سے پاک!
(محرابِ گل۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۶)

چڑھ: (چِڑھ) ناگوار بات یا کوئی ایسی چیز جس کا سننا اور دیکھنا ناگوار ہو۔ (ف۔ل)

مارتی ہے انہیں پونچھوں سے عجب ناز ہے یہ!
چڑھ ہے یا غصہ ہے، یا پیار کا انداز ہے یہ؟
(۔۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

چشم: (چَشْ م) آنکھ۔نین۔دیدہ۔لوچن۔(ف۔آ)

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشمِ صورت بیں نہیں
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

چشم بر: (چَشْ م۔بَر) منتظر۔نگراں۔ (ف۔ل)

ہاں یہ سچ ہے، چشم بر عہدِ کہن رہتا ہوں میں
اہلِ محفل سے پرانی داستاں کہتا ہوں میں
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

چشم بینا: (چَشْ۔مِ۔بِی۔نا) دانا آنکھ۔عقل مند نین۔ (ف۔آ)

جو ہے پردوں میں پنہاں، چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۲)

چشم خرد: (چَشْ۔مِ۔خِرد) نظرِ دانش۔(م۔ل)

اے آفتاب! ہم کو ضیائے شعور دے
چشمِ خرد کو اپنی تجلی سے نور دے
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

چشم ستارہ بیں: (چَشْ۔مِ۔سِ۔تا۔رَہ۔بِیں) مراد ہے ماہر فلکیات یا ہیئت دان۔ (ش۔ب۔د۔ص۲۰۶)

جس کی نمود دیکھی چشمِ ستارہ بیں نے
خورشید میں، قمر میں، تاروں کی انجمن میں
(سلیمیٰ۔ب۔د۔ص۱۲۱)

چشم غزال: (چَشْ۔مِ۔غَ۔زال) بڑی بڑی آنکھوں والا۔ (ف۔آ)

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دلنشیں
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

چشم غلط نگر: (چَشْ۔مِ۔غَ۔لَط۔نَ۔گَر) وہ آنکھ جسے

صحیح چیز نظر نہ آئے۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص۷۰)

چشمِ غلط نگر کا یہ سارا قصور ہے
عالم ظہور جلوۂ ذوقِ شعور ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

چشمک: (چَش۔مَک) آنکھ کی جھپک۔انکھڑی۔ (ف۔ع)

تو جو بجلی ہے تو یہ چشمکِ پنہاں کب تک
بے حجابانہ مرے دل سے شناسائی کر
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

اندھیری رات میں یہ چشمکیں ستاروں کی
یہ بحر! یہ فلک نیل گو کی پہنائی!
(نگاہ۔ض۔ک۔ص۵۶۶)

چشمہ: (چَش۔مَہ) پانی کی سوت۔تالاب۔پانی جھڑنے یا نکلنے کی جگہ۔ (ف۔آ)

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں
(ذوق وشوق۔ب۔د۔ص۴۰۳)

چشمہ پھوٹے: (چَش۔مَہ۔پھُوٹے) اس شعر میں قرآن عزیز کی اس آیت۔**واذستسقیٰ موسی** ....مفسدین. (۲/۶۰۔) ترجمہ: ''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے (خدا سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ لاٹھی پتھر پر مارو (انہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر کے (پانی پیا)۔(ہم نے حکم دیا کہ) خدا کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی کھاؤ اور پیو مگر زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا۔'' (م۔ت۔ا۔ا۔ص۹۱)

نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد
ہوائے سیر مثالِ نسیم پیدا کر

ہزار چشمہ ترے سنگ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر
(ک۔ا۔ا۔پ،ض۔ک۔ص۳۸۷)

چشمۂ حیواں: (چَش۔مَہ۔ا۔ے۔وا ں) وہ پانی جس کے پینے سے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے کہا جاتا ہے کہ اس کا چشمہ ظلمات میں واقع ہے اور حضرت خضر جو کہ دریاؤں اور چشموں کے نگراں ہیں، آبِ حیات پی چکے ہیں اور اسی لئے عمرِ جاوداں رکھتے ہیں۔مشہور ہے کہ سکندر نے بھی آبِ حیات پینے کی خواہش ظاہر کی تھی اور خضر اسے عالمِ ظلمات میں بھی لے گئے تھے لیکن جب اس نے دیکھا کہ جن لوگوں نے آبِ حیات پی لیا ہے وہ ہزاروں سال سے پڑے سسک رہے ہیں اور مرتے نہیں، تو اس نے آبِ حیات پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۷۴)

گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!
(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

چشمۂ دامن: (چَش۔مَہ۔ا۔دا۔مَن) وادی میں بہنے والا چشمہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸)

چشمۂ دامن ترا آئینۂ سیال ہے
دامنِ موج ہوا جس کے لئے رومال ہے
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

چشمۂ کوہ: (چَش۔مَہ۔ا۔کُوہ) پہاڑی جھرنا۔ (ل۔ک)

چشمۂ کوہ کو دی شورشِ قلزم میں نے
اور پرندوں کو کیا محوِ ترنم میں نے
(ابر کوہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

چغتائی: (چُغ۔تا۔ئی) چغتا کی اولاد میں سے۔خاندان

مغلیہ سے۔ (ف۔ل)

چغتائی سے جہانگیر مراد ہے۔

کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی
منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی

(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۵)

چکور: (چ۔کُور) کبک۔ پہاڑی تیتر۔ مرغِ آتشخوار۔ (ایک پہاڑی خوشنما تیتر کے قسم کا پرند جس کے گلے میں طوق ہوتا ہے۔ ہندی شاعروں نے اسے چاند کا عاشق باندھا ہے چنانچہ چاند کے دنوں میں اس کو پالنے والے باہر نہیں نکالتے۔ آگ کو یہ جانور کھا جاتا ہے۔) (ف۔آ)

کہیں جرہ شاہیں سیماب رنگ
لہو سے چکوروں کے آلودہ چنگ

ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

چل بسا: (چَل۔ب۔سا) ہستی سے درگزر کرنا۔ مرنا۔ دنیا سے چلا جانا۔ گزر جانا۔ (ف۔آ)

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

چلیپا: (چ۔لی۔پا) صلیب۔ دار۔ سولی۔ (یہ شکل † جو اکثر گرجاؤں وغیرہ میں عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کی یادگار میں بناتے ہیں۔ شاعروں نے زلف کو اکثر اس شکل سے تشبیہ دی ہے۔) (ف۔آ)

جہاں کی روحِ رواں لا الہ الاھو،
مسیح و میخ و چلیپا، یہ ماجرہ کیا ہے؟

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۸)

چلیپا کرنا: (چ۔لی۔پا۔کَر۔نا) مراد ہے راہِ راست سے منحرف ہونا۔

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کردیا تونے!

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۳)

چمکنا: (چ۔مَک۔نا) رونق پکڑنا۔ شان وشوکت اور زیب وزینت حاصل کرنا۔ مشہور ہونا۔ نام پانا۔ (ف۔آ)

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہوجائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہوجائے

(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۵)

چمن: (چ۔مَن) ا۔سبز کیاری۔ چھوٹا سا باغیچہ۔ پھولوں کا باغیچہ۔ ۲۔نہایت آباد شہر۔ غنچہ شہر۔ (ف۔آ)

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۵)

چمن: (چ۔مَن) دوسری دنیا مراد ہے یعنی عقبیٰ۔ جنت۔

کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا؟
اور اسیرِ حلقۂ دامِ ہوا کیونکر ہوا؟

(غزل۵۔ب۔د۔ص۱۰۰)

چمن افروز: (چ۔مَن۔اَف۔رُوز) باغ کو روشن کرنے والی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۲)

کیا تم سے کہوں کیا چمن افروز کلی ہے
ننھا سا کوئی شعلۂ بے سوز کلی ہے

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

چمن بندی: (چ۔مَن۔بَن۔دِی) باغ لگانا۔

(ف۔ل)

نخلِ اسلام نمونہ ہے برد مندی کا
پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی ثمر بندی کا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

چمن زار: (چ۔مَن۔زار) پھولوں کا قلعہ۔پھلواری۔ گلزار۔ (ف۔ل)

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندیٔ رسمِ فغاں تک ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

چمنستان: (چ۔مَ۔نِس۔تان) پھولوں کا قطعہ۔ پھلواری۔گلزار۔ (ف۔ل)

اے تارو! نہ پوچھو چمنستانِ جہاں کی
گلشن نہیں، اک بستی ہے وہ آہ و فغاں کی

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

چنار: (چ۔نار) سرخ پھول کا ایک درخت۔(ف۔ع)

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

(ملازادہ ضیغم۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

چناں: (چ۔ناں) مثل اس کے۔ویسا۔ (ف۔ع)

''مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی''

(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

چنگ: (چَنگ) ایک قسم کا باجا۔ (ف۔آ)

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

چنیں: (چ۔نِین) ایسا۔اس طرح۔اس کے مثل۔ (ف۔ع)

''خود بوئے چنیں جہاں تو ابرد
کابلیس بماند و بوالبشر مرد!''

(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

چوب: (چُوب) لکڑی۔ (ف۔ع)

آیا کہاں سے نالۂ نے میں سرودِ مے
اصل اس کی نے نواز کا دل ہے کہ چوبِ نے؟

(سرود۔ض۔ک۔ص۵۷۶)

چوبِ کلیم: (چُو۔بِ۔ک۔لیم) فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کرنے کے لئے خدا نے موسیٰ کو دو معجزے عطا کیے تھے۔ایک ویدِ بیضا۔دوسرے ان کا عصا سانپ کی شکل اختیار کر لیتا اور جادوگروں کے سانپوں کو کھا جاتا۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۳۰)

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم
گزرنا اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم!

(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

چہ: (چہ) حرفِ استفہام۔کیا۔ (ف۔آ)

چہ باید مرد را طبعِ بلندے مشربِ نابے
دلِ گرمِ نگاہِ پاک بینے، جانِ بیتابے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

چھاج: (چھاج) غلہ پھٹکنے کا اوزار۔ (ف۔آ)

میں پھٹکتا ہوں تو چھلنی کو برا لگتا ہے کیوں
ہیں سبھی تہذیب کے اوزار! تو چھلنی میں چھاج!

(مسولینی۔ض۔ک۔ص۶۱۲)

چھانا: (چھا۔نا) غالب ہونا۔طاری ہونا۔ (ف۔ل)

پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا

(ہمدردی۔ب۔د۔ص۳۴)

چیدہ: (چی۔دَہ) چنندہ۔ چنا ہوا۔ انتخاب کیا ہوا۔ پسندیدہ۔ چھانٹا ہوا۔عمدہ۔ (ف۔آ)

''تاز آغوشِ وداعش داغِ حیرت چیدہ است
ہمچو شمعِ کشتہ در چشمِ نگہ خوابیدہ است''

(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

چیرہ دست: (چی۔رَہ۔دَس رت) غالب۔سرکش۔ زبردست۔ (ف۔ع)

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

چینی حکیم: (چی۔نی۔حَ۔کیم) اشارہ غالباً کنفیوشس کی طرف ہے۔کنفیوشس (Confucions) نے شاعری، موسیقی اور رقص کے ذریعہ سے چینی عوام کو تعلیم دی۔اسے ان فنون سے بڑا شغف تھا۔کنفیوشس ۵۰۰ ق م میں پیدا ہوا اور ۴۷۹ ق م میں فوت ہوا۔۲۲ سال کی عمر میں اس نے ایک اسکول اس مقصد سے قائم کیا کہ بالغان کو تعلیم دی جا سکے۔نیز حکومت اور اخلاق کی درستی بھی ہو سکے۔ان کے شاگردوں کی تعداد تین ہزار تھی جس میں تقریباً ۸۰ شاعر ایسے تھے جو اس کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے تھے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۳۷۷۔۳۷۶)

شعر سے روشن ہے جان جبرئیل و اہرمن
رقص و موسیقی سے ہے سوز و سرور انجمن
فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اسرار فن
شعر گویا روح موسیقی ہے رقص اس کا بدن!

(رقص و موسیقی۔ض۔ک۔ص۵۹۵)

ح

حاجت: (حا۔جَت) خواہش۔ چاہ۔ضرورت۔غرض۔ مطلب۔ (ف۔آ)

حاجت نہیں اے خطۂ گل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دلِ پرخوں کی ہے لالہ

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

حادث: (حا۔دِث) فلسفۂ الٰہیات کی ایک بحث مراد قرآنی الفاظ آفرینش دنیا کے بعد تخلیق ہوئے یا خدا کی طرح قدیم ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۸)

ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
امتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟

(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۶)

حادثہ: (حا۔دِ۔ثَہ) واردات۔واقعہ۔صدمہ۔سانحہ۔جمع حوادث۔حادثات۔ (ف۔ل)

حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال
غازہ ہے آئینۂ دل کے لئے گردِ ملال

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

حاصل: (حا۔صِل) محصول۔ (ف۔ع)

زیبِ محفل ہے، شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت، بزمِ ہستی میں مجھے حاصل نہیں

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

حاصل: (حا۔صِل) نتیجہ۔پھل۔ (ف۔آ)

کس قدر لذت کشودِ عقدۂ مشکل میں ہے
لطفِ صد حاصل ہماری سعی بے حاصل میں ہے
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۵۰)

حاصل:(حا۔صِل) فائدہ۔منافع۔ (ف۔آ)

عشق نے کردیا تجھے ذوقِ تپش سے نا آشنا
بزم اس کو مثلِ شمع بزمِ حاصلِ سوز و ساز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

حاضر:(حا۔ضِر) موجود۔آمادہ۔سامنے۔تیار۔(ف۔آ)

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیل
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن
(کفرواسلام۔ب۔د۔ص۲۴۰)

حافظ: (حا۔فِظ) نگہبان۔محافظ۔حفاظت کرنے والا۔ (ف۔آ)

دہر میں غارت گرِ باطل پرستی میں ہوا
حق تو یہ ہے حافظِ ناموسِ ہستی میں ہوا
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

حاکم:(حا۔کِم) آقا۔مالک۔ (ف۔آ)

سنا ہے کوئی شہزادی ہے حاکم اس گلستاں کی
کہ جس کے نقشِ پا سے پھول ہوں پیدا بیاباں میں
(حاکم۔ب۔د۔ص۲۴۳)

حاکمیت: (حا۔کِ۔میَ۔یَت) بادشاہت۔حکمرانی۔ (Royal) (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۳)

ضربتِ پیہم سے ہوجاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگین دل آئینہ رو
(ملازادہ۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۹)

حال: (حال) صوفی/سالک کی شخصیت میں پیدا ہونے والی پختہ کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۱۳)

(حال ومقام۔ب۔ج۔ص۴۴۸)

حالیا: (حا۔لِ۔یا) ابھی کا۔حال کی یا حال کا۔(ف۔ل)

" عاقبت، منزلِ ماوادیٔ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز"
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۷)

(نپولین کے مزار پر۔ب۔ج۔ص۴۴۲)

حامل: (حا۔مِل) بوجھ اٹھانے والا۔لدنے والا۔کوئی چیز اٹھانے یا لے جانے والا۔ (ف۔آ)

ہمنشیں مسلم ہوں میں، توحید کا حامل ہوں میں
اس صداقت پر ازل سے شاہدِ عادل ہوں میں
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

حامی:(حا۔مِی) حمایتی۔نگراں۔جمع حُمات۔(ف۔ع)

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۳)

حائل: (حا۔ئِل) دو چیز کے بیچ میں آنے والا۔ (ف۔ع)

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھادو
(فرمان خدا۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

حب وطن: (حُبّ۔ب۔وَ۔طَن) وطن کی محبت۔ (ف۔آ)

جس کا شوہر ہو رواں، ہو کے زرہ میں مستور
سوئے میدانِ وغا، حبِّ وطن سے مجبور
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

حباب: (حُ۔بَاب) پانی کا بلبلہ۔گنبدآب۔(ف۔آ)

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

حبشی: (حَ۔بَ۔شِی) باشندۂ حبش۔کالا آدمی۔کالا غلام۔ (ف۔آ)

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے؟
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے!
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

حبشی زادہ: (حَ۔بَ۔شِی۔زَا۔دَہ) حبشی نسل کا۔سیاہ فام نسل کا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۴۱)

لیکن بلالؓ وہ حبشی زادۂ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

حجاب: (حِ۔جَاب) پردہ۔اوٹ۔آڑ۔چلمن۔(ف۔آ)

عشق بھی ہو حجاب میں، حسن بھی ہو حجاب میں!
یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر!
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

حجازی: (حِ۔جَا۔زِی) عرب کے صوبہ حجاز سے متعلق۔ (ف۔ل)

عجمی خم ہے تو کیا، مے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۷۰)

حجازی: (حِ۔جَا۔زِی) حجاز کا رہنے والا۔ (ف۔ل)

نہ میں اعجمی و ہندی ، نہ عراقی و حجازی
کہ خودی سے میں نے سیکھی، دو جہاں سے بے نیازی!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

حج اکبر: (حَجِّ۔اَک۔بَر) بڑا حج۔بہت بڑے ثواب کا حج۔وہ حج جو جمعہ کے روز آ کر پڑے۔ (ف۔آ)

وہ زمیں ہے تو مگر اے خواب گاہِ مصطفیٰ!
دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر سے سوا
(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

حجت: (حُجَّ۔جَت) دلیل۔برہان۔ (ف۔آ)

اس روش کا کیا اثر ہے ہیئتِ تعمیر پر؟
یہ تو حجت ہے ہوا کی قوتِ تعمیر پر
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

حجت: (حُجَّ۔جَت) بحث۔تکرار۔جھگڑا۔ (ف۔آ)

پستی فطرت نے سکھلائی ہے یہ حجت اسے
کہتا ہے "تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود"
(تقدیر یزداں۔ض۔ک۔ص۵۰۹)

حجر: (حَ۔جَر) پتھر۔سنگ۔ (ف۔آ)

خصوصیت نہیں کچھ اس میں اے کلیم ! تری
شجر، حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

حجرہ: (حُجَ۔رَہ) مسجد کی کوٹھری۔وہ خلوت خانہ جس میں بیٹھ کر عبادت کریں۔ (ف۔آ)

اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیریں ہو ، جس فقر کی دستاویز!
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

حجلہ: (حُجَ۔لَہ) دلہن کا چھپر کھٹ۔جمع حجل۔حجال۔حُجّال۔ (ف۔ع)

برگِ گل آئینۂ عارضِ زیبائے بہار
شاہدِ مے کے لئے حجلۂ جام آئینہ
(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

حد: (حَدْ) کنارہ۔افق۔سرحد۔ (ف۔آ)

سبک روی میں ہے مثلِ نگاہ یہ کشتی
نکل کے حلقۂ حدِّ نظر سے دور گئی
(کنار راوی۔ب۔د۔ص۹۴)

حد: (حَدْ) انتہا۔ (ف۔آ)

کیوں مسلمانوں میں ہے دولتِ دنیا نایاب
تیری قدرت تو وہ ہے جس کی نہ حد ہے نہ حساب
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

حد سے بڑھنا: (حَدْ۔سے۔بَڑھ۔نا) اپنی جگہ سے قدم باہر رکھنا۔بساط سے باہر پاؤں رکھنا۔(ف۔آ)

خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

حد سے گزرنا: (حَدْ۔سے۔گ۔زَر۔نا) حد سے بڑھ جانا۔بہت زیادہ ہونا۔ (م۔ل)

اس گلستاں میں نہیں حد سے گزرنا اچھا
ناز بھی کر تو باندازۂ رعنائی کر
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

حدود: (حُ۔دُو/د) (لغ: حد کی جمع)۔درج ذیل شعر میں سلطنت عثمانیہ کی وسعت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ سلیمان اعظم کے زمانے میں یہ تینوں دریا سلطنت عثمانیہ میں شامل تھے۔دریائے دجلہ عراق میں ہے۔دریائے ڈینوب وسط یورپ میں اور دریائے نیل مصر میں ہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص۵۶۳)

اس کی زمین بے حدود، اس کا افق بے ثُغور
اس کے سمندر کی موج، دجلہ و دنیوب و نیل!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

حدی: (حُ۔دِی) عرب شتربانوں کا نغمہ۔ (ف۔ل)

صدا تربت سے آئی "شکوۂ اہلِ جہاں کم گو
نوارا تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی"
(عرفی۔ب۔د۔ص۲۳۸)

حدی خوان: (حُ۔دِی۔خُ۔وَان) حدی پڑھنے والا۔ وہ آدمی جو اونٹوں کے قافلے کے آگے ایسے شعر پڑھتے ہوئے چلتا ہے جس سے اونٹ مست ہو کر تیز چلے۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۸۴)

ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے!
(اے روحِ محمدؐ۔ض۔ک۔ص۵۱۰)

حدیث: (حَ۔دِیث) بیان۔ذکر۔حکایت۔(ف۔آ)

میں نوائے سوختہ در گلو، تو بریدہ رنگ، رمیدہ بُو
میں حکایتِ غمِ آرزو، تو حدیثِ ماتمِ دلبری
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

حدیث: (حَ۔دِیث) نئی بات۔بات۔ (ف۔آ)

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن
نہ تری حکایت سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

حذر: (حَ۔ذَر) پرہیز۔اجتناب۔انکار۔ (ف۔آ)

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر

فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر!

(شعائے امید۔۳۔ض۔ک۔ص۵۷۱)

حر: (حُر) (بندۂ حر) لغت میں مرد آزاد کو کہتے ہیں اور برگزیدۂ ہر چیز بھی اس کے معنی ہیں۔ واضح رہے کہ تحریر اسی مادہ سے ہے اور اس کے معنی ہیں غلام یا لونڈی کو آزاد کر دینا۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ اکثر لوگ غلاموں یا لونڈیوں کو آزاد کرنے کے بعد اپنے فعل سے منکر ہو جاتے تھے تو قاعدہ ہو گیا کہ غلاموں کو آزاد کرتے وقت یہ تحریر لکھی جائے کہ فلاں لونڈی یا غلام کو آزاد کر دیا گیا ہے، اسی معنی سے تحریر کے معنی لکھنے کے ہیں۔

علامہ کے کمال میں بندۂ حر وہ بندۂ مومن ہے جو ہر قسم کے خوف سے آزاد ہو کر ہر معنی میں صرف احکامِ الٰہی کا پابند ہو جائے۔ کلمۂ توحید پڑھنا اور اس کے مفہوم پر عمل کرنا صحیح ذہنی اور معنوی آزادی ہے۔ جب تک مسلمان اللہ کے سوا کسی اور طاقت کا محکوم اور مغلوب رہتا ہے وہ بندۂ حر نہیں کہلاتا۔ جب صرف اللہ کی بندگی اختیار کر لیتا ہے تو حر بن جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود بندے کے معنی غلام ہیں کہ یہ کلمہ بند اور ہ سے مرتب ہے۔ بند زنجیر کو کہتے ہیں اور بندہ وہ غلام ہے کہ پابزنجیر ہو۔

(ت۔ا۔ص۱۲۱۔۱۲۰)

بھروسا کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بینا!

(نظم ا۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

حرارت: (حَ۔رَا۔رَت) گرمی۔ حدت۔

(ف۔آ)

دی عشق نے حرارت سوزِ دروں تجھے
اور گل فروشِ اشک شفق گوں کیا مجھے

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

حرارت: (حَ۔رَا۔رَت) جوش۔ گرمیٔ عشق کا جذبہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۹)

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

(غزل۔ب۔د۔ص۲۹۱)

حرام: (حَ۔رَام) ناروا۔ ناجائز۔ ناشائستہ۔ خلاف شرع۔ حلال کا نقیض۔ (ف۔آ)

وہی سجدہ ہے لائقِ احترام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

حرام کر دینا: (حَ۔رَام۔کَر۔دِے۔نَا) تلخ کر دینا۔ بدمزہ کر دینا۔ ناگوار کر دینا۔ جیسے زندگی حرام کر دی وغیرہ۔

(ف۔آ)

غرض نشاط ہے شغلِ شراب سے جن کی
حلال چیز کو گویا حرام کرتے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

حرام آئی ہے اُس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی:

علامہ اقبال نے یہ شعر حضرت سمرہ بن جندبؓ کی شان میں لکھا ہے کیونکہ ان کو شہادت کا شوق اس درجہ دامن گیر تھا کہ انہوں نے ساری عمر میدانِ جہاد میں زرہ در کنار قمیض بھی زیب تن نہیں کی۔ ہمیشہ اپنے جسم کا بالائی حصہ عریاں رکھا۔

(ش۔ا۔ح۔ص۳۶۸)

خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آتی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی

(ملازادہ۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

حرب:(حَرب) لڑائی۔جنگ۔ (ف۔ع)

وہی ہے بندۂ حر جس کی ضرب ہے کاری
نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیاری!
(مردان خدا۔ض۔ک۔ص۵۰۵)

حرب وضرب: (حَرْ۔بُ۔ضَرْ۔ب) لڑائی اور وار کرنا۔ باہمی جنگ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۹۰)

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہئے!
(نکتۂ توحید۔ض۔ک۔ص۵۱۵)

حرف: (حَرف) کلمہ۔شبد۔لفظ۔ وہ کلمہ جس کے معنی دوسرے لفظ کے ملے بغیر سمجھ میں نہ آئیں۔ (ف۔آ)

تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لئے
حرف بیمطلب تھی خود میری زباں میرے لئے
(عہد طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

حرف:(حَرف) بات۔سخن۔ (ف۔آ)

مانندِ خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بیجا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

حرف شیریں: (حَرْ۔فِ۔شی۔رِیں) میٹھا یعنی عمدہ لفظ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۸)

محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۲۹۸)

حرم:(حَ۔رَم) خانۂ کعبہ کی چاردیواری۔احاطہ۔(ف۔آ)

کعبہ میں، بتکدے میں ہے یکساں تری ضیا
میں امتیاز و دیر و حرم میں پھنسا ہوا
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

حرماں نصیب: (حَ۔مَاں۔نَ۔صِیب) بدقسمت۔ جس کی قسمت میں محرومی ہو۔ (ف۔ل)

منظرِ حرماں نصیبی کا تماشائی ہوں میں!
ہم نشیں خفتگانِ کنجِ تنہائی ہوں میں
(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

حرمت: (حُر۔مَت) عزت۔آبرو۔عظمت۔ بڑائی۔ آدر۔ (ف۔آ)

اے ارضِ پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

حریت:(حُر۔رِی۔یَت) آزادی۔ (ف۔ع)

عام حریت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے
اے مسلماں آج تو اس خواب کی تعبیر دیکھ
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

حریت افکار: (حُر۔رِی۔یَ۔تِ۔اِف۔کَار) خیالات کی آزادی۔ ہر قسم کے خیالات کو کسی خوف کے بغیر ظاہر کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۹۹)

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حریتِ افکار کی نعمت ہے خداداد
(آزادی۔ض۔ک۔ص۵۲۳)

حریر:(حَ۔ریر) ریشمی کپڑا۔ (ف۔ع)

سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات
سلسلۂ روز و شب، تارِ حریرِ دورنگ
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۵)

حریر و پرنیاں: (ح۔ری۔رُو۔پَر۔نِ۔یاں) ریشم کی دو قسمیں مراد نرم۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۸)

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہوجا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

حریری: (ح۔ری۔ری) ریشمی۔ریشم کا منسوب بہ حریر۔ (ف۔ع)

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری!
(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

حریم: (ح۔ریم) مکان۔گھر۔ (ف۔ل)

اے چاند! حسن تیرا فطرت کی آبرو ہے
طوفِ حریمِ خاکی تیری قدیم خو ہے
(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

حریم: (ح۔ریم) گھر کی چاردیواری۔ (ف۔ع)

تری خودی سے ہے روشن ترا حریم و وجود
حیات کیا ہے؟ اسی کا سرور و سوز و ثبات
(تیاتر۔ض۔ک۔ص۵۶۸)

حریم ذات: (ح۔ریم۔ذات) خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کا ٹھکانا۔عرش۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۷)

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں!
غلغلہ ہائے الاماں بت کدۂ صفات میں!
(غزل۔ب۔ج۔ص۲۹۷)

حریم ذات: (ح۔ریم۔ذات) اللہ تعالیٰ۔خدائی صفات کا رنگ پیدا کرنا۔ (ش۔ا۔ح۔ص۲۹۔۲۸)

حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
جو تیرہ خاکِ لحد ہے نہ جلوہ گاہِ صفات!
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

حزیں: (ح۔زِیں) غمگین۔رنجیدہ۔ملول۔(ف۔ل)

تنہائی شب میں ہے حزیں کیا؟
انجم نہیں تیرے ہم نشیں کیا؟
(تنہائی۔ب۔د۔ص۱۲۹)

حسرت: (حَس۔رَت) آرزو۔ارمان۔شوق۔تمنا۔ (ف۔آ)

خوابگہ شاہوں کی ہے یہ منزلِ حسرت فزا
دیدۂ عبرت! خراجِ اشکِ گلگوں کر ادا
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

حسرت: (حَس۔رَت) افسوس۔تاسف۔کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس۔ (ف۔آ)

ساتھ اے سیارۂ ثابت نما لے چل مجھے
خارِ حسرت کی خلش رکھتی ہے اب بیکل مجھے
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۴)

حسن: (حُس۔ن) خوشنمائی۔دلبری۔دلربائی۔(ف۔آ)

حسن کا گنجِ گرانمایا تجھے مل جاتا
تونے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

حسن: (حُس۔ن) جمال۔خوبصورتی۔روپ۔(ف۔آ)

حسن ہو کیا خود نما، جب کوئی مائل ہی نہ ہو

شمع کو جلنے سے کیا مطلب ، جو محفل ہی نہ ہو

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

حسن ادا: (حُس۔نِ۔اَ۔دَا) خوبیِ ادا۔(م۔ل)

شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تونے

ہم سخن کردیا بندوں کو خدا سے تونے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

حسن ازل: (حُس۔نِ۔اَ۔زَ۔ل) (ذاتِ خداوندی مراد ہے) تصوف میں پہلا درجہ حسن کے ظہور سے متعلق ہے۔ ''حسن سے صرف وہی شخص محبت کرسکتا ہے جو اسے دیکھنے پر قادر ہو کیونکہ حسن کا نظارہ کرنا بجائے خود مسرت ہے۔ خدا حسن ہے اور اسی لئے جس پر اللہ تعالیٰ کا حسن منکشف ہوتا ہے وہ مجبور ہے کہ اس سے عشق کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کی ہر اچھی اور خوبصورت اور محبوب شے ذاتِ باری کی بے پایہ محبت ہی کا عطیہ ہے اور دراصل خدا کے خزانے کا محض ایک ذرہ ہے، اور اس کی تجلی کی محض ایک شعاع ہے''۔ حسنِ ازل روشنی کا ایک کوندا اور بجلی کی ایک لپک ہے گویا یہ حسن آواز اور صوت کے بجائے روشنی سے عبارت ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں حسن ہے، چاہے وہ اشیاء، پرندوں ،سبزہ واروں اور ندیوں ہی کا حسن کیوں نہ ہو دراصل حسن ازل ہی کا عطیہ ہے۔ اقبال نے حسن ازل کو مظاہر حیات میں جلوہ گر دیکھا ہے۔ (اقبال کے تصورات عشق وخرد۔ص۱۷۰۔۱۶۸)

حسنِ ازل کی ہے نمود ، چاک ہے پردۂ وجود

دل کے لئے ہزار سود، ایک نگاہ کا زیاں!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۳)

حسنِ ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے

انساں میں وہ سخن ہے، غنچے میں وہ چٹک ہے

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

حسن تدبیر: (حُس۔نِ۔تَد۔بِیر) خوش تدبیری۔ Good or sound policy (ف۔آ)(ہ۔ڈ۔پ)

مجھ سے فرمایا کہ لے اور شہنشاہی کر

حسنِ تدبیر سے دے آنی و فانی کو ثبات

(سراکبر حیدری۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

حسن فرنگ: (حُس۔نِ۔فَ۔رَن۔گ) یورپ کی تہذیب کی چکاچوند۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۵۷)

گرچہ ہے دلکشا بہت حسنِ فرنگ کی بہار

طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزر!

(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

حسین: (ح۔سِین) حسن والا۔ خوبصورت۔ شکیل۔ جمیل۔ (ف۔آ)

آنحضرت ﷺ مراد ہیں۔

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق

بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۵۰)

حشر: (حَش۔رر) قیامت۔روزِ حساب۔ (ف۔آ)

دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے

پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیونکر ہوا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

حشر: (حَش۔رر) اٹھانا۔ برپا کرنا۔ دگرگوں کرنا۔(ف۔آ)

شرعِ ملوکانہ میں جدتِ احکام دیکھ!

صور کا غوغا حلال، حشر کی لذت حرام

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۷)

حشیش: (حَ۔شِیش) بھنگ۔جمع حشائش۔(ف۔ع)

''وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!''

(نبوت۔ض۔ک۔ص۵۱۸)

حصار: (ح۔صَاز) احاطہ۔گردہ۔گھیرا۔ چاردیواری۔

(ف۔آ)

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا؟
اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟

(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۹)

حصار: (ح۔صَاز) قلعہ۔گڑھ۔کوٹ۔ (ف۔آ)

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

آہ! جولانگاہِ عالمگیر یعنی وہ حصار
دوش پر اپنے اٹھائے سیکڑوں صدیوں کا بار

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

حصول: (ح۔صُول) حاصل۔فائدہ۔ (ف۔آ)

مگر غرض جو حصولِ رضائے حاکم ہو
خطاب ملتا ہے منصب پرست و قوم فروش

(قرب سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۳)

حضر: (حَضْر) خانہ باشی۔اقامت۔قیامِ وطن۔

(ف۔ع)

غرناطہ بھی دیکھا مری آنکھوں نے،ولیکن
تسکینِ مسافر نہ سفر میں ، نہ حضر میں!

(ہسپانیہ۔ب۔ج۔ص۳۹۶)

حضرت: (حَض۔رَت) جناب۔حضور۔قبلہ۔ایک تعزیم وعزت کا لقب جو بزرگوں بادشاہوں وغیرہ کی نسبت بولا جاتا ہے۔ (ف۔آ)

خوار ہوا کس قدر آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کا ثبات!
کیوں نہیں ہوتی سحر حضرتِ انساں کی رات!

(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۴)

حضور: (ح۔ضُوز) ا۔حاضری۔موجودگی۔ ۲۔دربار۔ مجلس۔ (ف۔آ)

فرشتے بزمِ رسالتؐ میں لے گئے مجکو
حضور آیۂ رحمتؐ میں لے گئے مجکو

(حضور رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

حضور: (ح۔ضُورر) جناب۔حضرت۔قبلہ۔(ف۔آ)

اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی
میں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

(شفاخانہ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

حضور: (ح۔ضُورر) سامنے۔روبرو۔ (ف۔آ)

گرنا ترے حضور میں اس کی نماز ہے
ننھے سے دل میں لذتِ سوز و گداز ہے

(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

حضوری: (ح۔ضُو۔رِی) بادشاہی۔دربار یا اجلاس۔

(ف۔آ)

تو مردِ میداں تو میرِ لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی!

(غزل۳۰۔ب۔ج۔ص۳۴۵)

حفاظت: (ح۔فا۔ظَت) نگرانی۔ چوکسی۔ پاسبانی۔ محافظت۔ (ف۔آ)

حق نے عالم اس صداقت کے لئے پیدا کیا
اور مجھے اس کی حفاظت کے لئے پیدا کیا

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

حفاظت: (ح۔فا۔ظت) بچاؤ۔سلامتی۔ (ف۔آ)

تمیزِ خار وگل سے آشکارا
نسیمِ صبح کی روشن ضمیری!
حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری!

(رباعی۔۱۔ح۔ص۶۷۸)

حفظ: (حف/ظ) حفاظت۔محافظت۔ (ف۔آ)

حفظِ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کریگی کوئی پیدا ایسا

(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

حق: (حَق) ۱۔لائق۔واجب۔سزاوار۔ ۲۔درست۔ بجا۔ٹھیک۔ ۳۔فرض۔ذمہ داری۔ (ف۔آ)

میں نے یہ کہا کوئی گلہ مجھکو نہیں ہے
یہ آپ کا حق تھا زرہِ قربِ مکانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

حق: (حَق) خدا۔ اللہ۔ (ف۔آ)

چشتیؒ نے جس زمیں میں پیغامِ حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا

(ہندوستانی بچوں۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

حق: (حَق) سچ۔راست۔صدق۔انصاف۔ (ف۔آ)

دہر میں غارت گرِ باطل پرستی میں ہوا
حق تو یہ ہے حافظِ ناموسِ ہستی میں ہوا

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

حقائق: (ح۔قا۔اِق) حقیقت کی جمع۔ (ف۔ع)

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ۔

(ناظرین سے۔غ۔ک۔ص۴۷۲)

حق بیں: (حَق۔بین) سچی بات پر نظر رکھنے والا۔ دوسرے کے حقوق کو پہچاننے والا۔ (ف۔ع)

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش
خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

حقدار: (حَق۔دار) حق رکھنے والا۔جس کا حق ہو۔ (ف۔ل)

ہیں زیارت گاہِ مسلم گو جہان آباد بھی
اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد بھی

(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

حق شناس: (حَق۔ش۔ناس) قدردان۔جوہر شناس۔ منصف۔خدمت شناس۔ (ف۔آ)

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

حق گوئی: (حَق۔گو۔اِی) حق بات کہنے والا۔ (ف۔ع)

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

(غزل۳۴۔ب۔ج۔ص۳۴۹)

حق نیوش: (حَق۔نِ۔یُوش) سچی بات سننے والا۔حق پسند۔ (ف۔ل)

ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی
سن لے، اگر ہے گوشِ مسلماں کا حق نیوش

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

حقوق: (ح۔قُوق) حق کی جمع۔ (ف۔ع)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایاتِ حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

حقیر: (ح۔قیر) چھوٹا۔ادنیٰ۔ (ف۔آ)

لیکن بلالؓ وہ حبشی زادۂ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

حقیقت: (ح۔قی۔قَت) ا۔اصلیت۔ ماہیت۔
۲۔اصل۔جڑ۔بنیاد۔ (ف۔آ)

رہی حقیقتِ عالم کی جستجو مجھ کو
دکھایا اوجِ خیالِ فلک نشیں میں نے

(سرگزشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

حقیقت: (ح۔قی۔قَت) صداقت۔سچ۔ (ف۔آ)

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رامِ ہند

(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

حقیقت منتظر: (ح۔قی۔ق۔تِ۔مُن۔ت۔ظر)
جس حقیقت کا انتظار ہو محبوب حقیقی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۸)

کبھی اے حقیقتِ منتظر، نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

حکام: (حُک۔کام) حاکم کی جمع۔ (ف۔آ)

در حکام بھی ہے تجھ کو مقامِ محمود
پالیسی بھی تری پیچیدہ تر از زلفِ ایاز

(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

حکایت: (حِ۔کا۔یت) کہانی۔قصہ۔داستان۔
(ف۔آ)

اب تک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بو
میں حکایتِ غمِ آرزو، تو حدیثِ ماتمِ دلبری

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

حکایت سوز: (حِ۔کا۔ے۔تِ۔سُوز) جلنے کی داستان۔جلنے کی کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۹)

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

حکم: (حُک۔م) فتویٰ۔فیصلہ شرعی۔ (ف۔آ)

بحکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ از یست
بدینِ صعوہ حرام است کارِ شہبازی

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

حکما: (حُک۔مَا) حکیم کی جمع۔ Philosphers, wiseman. sages, (ف۔ع)(و۔ڈ۔پ)
شاعر بھی ہیں پیدا علما بھی ، حکما بھی!
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ!

(نفسیاتِ غلامی۔ض۔ک۔ص۶۰۲)

حکم برداری: (حُک۔م۔بَر۔دا۔ری) فرمانبرداری۔ اطاعت۔تابع داری۔ (ف۔آ)

حضرتِ کرزن کو اب فکرِ مداوا ہے ضرور
حکم برداری کے معدے میں ہے دردِ لا یطاق
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

حکمت: (حِک۔مَت) عقل۔دانش۔دانائی۔(ف۔آ)

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانۂ حکمت نہ ہو
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

حکمت: (حِک۔مَت) وہ علم جوان چیزوں کی مدد سے جو کہ خارجی وجود رکھتی ہیں ان کی حقیقت سے بحث کرے۔اس کی تین قسمیں ہیں۔طبعی، ریاضی اور الٰہی۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۳۸۳)

مجموعۂ اضداد ہے اقبال نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے، طبیعت خفقانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

حکمت: (حِک۔مَت) تدبیر۔ترکیب۔ (ف۔آ)

حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۴)

حکمراں: (حُک۔رم۔رَان) فرمانروا۔ (ف۔ع)

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلادیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

حکیم: (حَ۔کیم) دانا۔عقل مند۔ہوشیار۔فلسفی۔
(ف۔آ)

نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تو نے
مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے تو نہ رہ نشیں نہ راہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

حکیمانہ: (حَ۔کی۔مَا۔نہ) حکیم کی مانند۔(ف۔ع)

خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ!
سکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رندانہ!
(غزل۲۸۔ب۔ج۔ص۳۴۳)

حکیمی: (حَ۔کی۔می) فلسفہ دانی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۳۴)

حکیمی نا مسلمانی خودی کی
کلیمی رمز پنہانی خودی کی
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۱)

حلال: (حَ۔لال) حرام کا نقیض۔مباح۔جائز۔روا۔ درست۔حق۔ (ف۔آ)

غرض نشاط ہے شغلِ شراب سے جن کی
حلال چیز کو گویا حرام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

حلال: (حَ۔لال) حسب شرع۔حسب قانون۔شرعاً جائز۔ (ف۔آ)

شرعِ محبت میں عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال، لذتِ ساحل حرام
عشق پہ بجلی حلال، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے امّ الکتاب
(علم وعشق۔ض۔ک۔ص۴۸۳)

حلقہ: (حَل۔قہ) کڑا یا لکڑی وغیرہ کا گول کنڈا۔
(ف۔آ)

صیاد آپ، حلقۂ دامِ ستم بھی آپ!
بامِ حرم بھی، طائرِ بامِ حرم بھی آپ!

(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

حلقہ: (حَل۔قَہ) گھیرا۔احاطہ۔ (ف۔آ)

ایک حلقے پر اگر قائم تری رفتار ہے
میری گردش بھی مثالِ گردشِ پرکار ہے
(چاند۔۔ب۔د۔ص۷۹)

حلقہ بگوش: (حَل۔قَہ۔بَ۔گوش) غلام۔فرمانبردار۔

(ف۔ع)

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہندو یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش!
(ایک سوال۔ض۔ک۔ص۵۵۴)

حلقہ زن ہونا: (حَل۔قَہ۔زَن۔ہونا) گھیر لینا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۴)

گردِ صلیب، گردِ قمر حلقہ زن ہوئی
شکرِی حصارِ درنہ میں محصور ہوگیا
(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۶)

حمار: (ح۔مار) گدھا۔ (ف۔ل)

مِلکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
(صدیق۔ب۔د۔ص۲۲۴)

حمام: (ح۔مام) کبوتر۔ (ف۔ع)

وہ پرند جس کے گلے میں طوق ہو مثلاً قمری، فاختہ یا طوق والا کبوتر۔ (ش۔م۔ب۔ج)

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ!
(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

حمایت: (ح۔مایَت) نگہبانی۔طرفداری۔(ف۔ع)

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا
(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۴)

حمد: (حَم/د) خدا کی تعریف۔ (ف۔آ)

اے خدا! شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

حمیت: (ح۔میَت) غیرت۔شرم۔ننگ۔

(ف۔آ)

وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
محبت میں یکتا، حمیت میں فرد
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

حنا: (ح۔نا) مہندی کی پتی۔مہندی۔ (ف۔آ)

پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے حنا کی؟
باقی ہے ابھی رنگ مرے خونِ جگر میں!
(ہسپانیہ۔ب۔ج۔ص۳۹۶)

حنا باندھنا: (ح۔نا۔بان/دھ۔نا) مہندی لگانا۔

(آ۔ک۔ا۔ا)

صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تو نے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۳)

حنا بندی: (ح۔نا۔بَن۔دی) مہندی لگانا۔(ف۔آ)

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی!
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

حنائی: (ح۔نا۔ائی) زردی لئے ہوئے سرخ رنگ۔

مہندی کے رنگ کا۔مہندی لگا ہوا۔ (ف۔آ)

خورشید! سرا پردۂ مشرق سے نکل کر
پہنا مرے کہسار کو ملبوسِ حنائی!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۷)

حوادث: (ح۔وا۔دِث) حادثہ کی جمع۔ (ف۔ع)

مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

حوالی: (ح۔وا۔لی) نواح۔گرد۔آس پاس۔(ف۔آ)

دار الشفا حوالی بطحا میں چاہئے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہئے
(شفع خانۂ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

حور: (خو۔ر) خوبصورت لڑکیاں جو بہشت میں نیک آدمیوں کی بیویاں ہونگی۔ (ف۔آ)

امید حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادے بھولے بھالے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

حور: (خو۔ر) وہ گوری چٹی عورت جس کی آنکھ کی پتلی اور بال بہت سیاہ ہوں۔ (ف۔آ)

اٹھی اول اول گھٹا کالی کالی
کوئی حور چوٹی کو کھولے کھڑی تھی
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

حور: (خو۔ر) نہایت خوبصورت۔شکیلہ۔جمیلہ۔ پری تمثال۔ (ف۔آ)

یہ سعادت حور صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی
(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۴)

حوروخیام: (خو۔رُو۔خ۔یام) ''حوروخیام'' قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ حور مقصورات فی الخیام. ۷۶/۵۵۔ ترجمہ: (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں)۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۸۳۔۸۲)

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر بادہ و جام سے گذر!
(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

حوصلہ: (خو۔ص۔لہ) مقدور۔ہمت۔دل۔ جرأت۔ دلیری۔ (ف۔آ)

جو کچھ حوصلہ پاکے آگے بڑھی
تو دیکھی قطار ایک لڑکوں کی تھی
(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

حوصلہ: (خو۔ص۔لہ) سمائی۔بردباری۔ظرف۔ (ف۔آ)

حوصلے وہ نہ رہے، ہم نہ رہے، دل نہ رہا
گھر یہ اجڑا کہ تو رونقِ محفل نہ رہا
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

حیاء: (ح۔یاء) شرم۔حجاب۔ (ف۔آ)

جس کو شوہر کی رضا تابِ شکیبائی دے
اور نگاہوں کو حیا طاقتِ گویائی دے
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

حیا: (ح۔یا) غیرت۔لحاظ۔ (ف۔آ)

شجر فطرتِ مسلم تھا حیا سے نم ناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستی فوق الادراک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

حیات: (حَ۔یا۔تْ) زندگی۔جان۔روح۔زیست۔عمر۔
(ف۔آ)

چہچہاتے ہیں پرندے پاکے پیغامِ حیات
باندھتے ہیں پھول بھی گلشن میں احرامِ حیات
(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

کس سے کہوں کہ زہر ہے میرے لئے مئے حیات
کہنہ ہے بزمِ کائنات، تازہ ہیں میرے واردات!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

حیات ابدی: (حَ۔یا۔تِ۔اَبْ۔دِی) جاودانی۔ ہمیشہ کی زندگی۔ (ف۔ل)

خاک میں مل کے حیاتِ ابدی پاجاؤں
عشق کا سوز زمانے کو دکھاتا جاؤں
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

حیدری فقر: (حِیْ۔دَ۔رِی۔فَقْ۔رر) حضرت علیؓ جب کوفہ تشریف لائے تو دارالامارات کی بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے اور فرمایا کہ عمر بن خطاب نے ہمیشہ ان عالیشان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے مجھے بھی اس کی حاجت نہیں میرے لئے میدان کافی ہے۔ ۱

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے۔ دسترخوان پر کھانا نہایت معمولی اور سادہ تھا۔ انہوں نے کہا علی آپ کو پرند کا گوشت پسند نہیں، حضرت علی نے جواب دیا۔ عبداللہ خلیفۂ وقت کو مسلمانوں کے مال میں صرف دو پیالوں کا حق ہے ایک خود کھائے اور اپنے بچوں کو کھلائے اور دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کرے۔ ۲ (۱ حاجی معین الدین ندوی۔ خلفائے راشدین۔ص۳۵۷) (۲ مسند احمد جلد (۱) ص۷۸) (بحوالہ م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۴)

حیدری فقر ہے، نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

حیرت: (حِے۔رَتْ) اچنبہ۔اچرج۔تعجب۔تحیر۔حیرانی۔ سکتے کی حالت۔ (ف۔آ)

وہ بھی حیرت خانۂ امروز و فردا ہے کوئی؟
اور پیکارِ عناصر کا تماشا ہے کوئی؟
(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۹)

حیرت آفریں: (حِے۔رَتْ۔آف۔رِیْن) حیرت انگیز۔حیرت پیدا کرنے والا۔دنگ کردینے والا۔(ف۔ل)

دیکھ تو اپنا عمل، تجکو نظر آتی ہے کیا
وہ صداقت جس کی بیباکی تھی حیرت آفریں
(تضمین بر شعرِ ابوطالب کلیم۔ب۔د۔ص۲۲۱)

حیرت فزا: (حِے۔رَتْ۔فِ۔زَا) حیرانی بڑھانے والا۔
(ف۔ل)

کس قدر اشجار کی حیرت فزا ہے خاموشی
بربطِ قدرت کی دھیمی سی نوا ہے خاموشی
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۳۹)

حیرت کدہ: (حِے۔رَتْ۔ک۔دَہْ) وہ گھر جس کو دیکھ کر تعجب اور حیرت ہو۔تعجب کی جگہ۔

علم کے حیرت کدے میں ہے کہاں اس کی نمود!
گل کی پتی میں نظر آتا ہے رازِ ہست و بود!
(رخصت اے بزم جہاں۔ب۔د۔ص۶۵)

حیرت فروش: (حِے۔رَتْ۔ف۔رُوْ۔شْ) بے حد حیران۔(تینوں واقعات کے پیش نظر۔مزید دیکھئے کشتیٔ مسکین و جانِ پاک و دیوارِ یتیم۔) (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۶۳)

''کشتیٔ مسکین'' و ''جانِ پاک'' و ''دیوارِ یتیم''

علم موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

حیف: (حیف) ا۔دریغ۔افسوس۔ہائے۔ ۲۔ظلم وستم۔ جبر۔ (ف۔ع)

سکندر حیف تو اس کو جواں مردی سمجھتا ہے!
گوارہ اس طرح کرتے ہیں ہم چشموں کی رسوائی؟
(ایک بحری قزاق۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۱۷)

حیلہ: (حی۔لَہ) اس شعر میں حیلہ سے مراد سلوک ہے اور زور سے مراد جذب ہے۔ جذب اور سلوک تصوف کی اصطلاحیں ہیں یعنی خدا تک پہنچنے کی دو صورتیں، ایک صورت یہ ہے کہ خود ادھر سے کشش ہو اسے جذب کہتیں ہیں، دوسری صورت یہ ہے کہ مرشد رہنمائی کریں اسے سلوک کہتے ہیں۔ یہ دونوں طریقے قرآن مجید کی اس آیت سے مستنبط ہیں۔ **اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب**۔ ترجمہ: اللہ کھینچ لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف ہر شخص کو جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۶۳۰)

گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتداء عجب، عشق کی انتہا عجب!
(ذوق شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

حیلہ گر: (حی۔لَہ۔گر) فریبی۔دغاباز۔مکار۔(ف۔آ)

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دار حیلہ گر
شاخ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

◆

ح

خاتم: (خا۔تم) ختم کرنے والا۔ اخیر یا انجام کو پہنچانے والا۔ (ف۔آ)

کیا سناؤں تمھیں ارم کیا ہے
خاتمِ آرزوئے دیدہ گوش
(سیر فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

خاتم: (خا۔تم) انگوٹھی۔انگشتری۔ (ف۔آ)

کمالِ نظمِ ہستی کی ابھی تھی ابتداء گویا
ہویدا تھی نگینے کی تمنا چشمِ خاتم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

خاتم سلیمان: (خا۔تم۔س۔لے۔مان) مشہور ادبی روایت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سلیمان کے ہاتھ میں انگشتری تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھی۔ اسی اسم اعظم کی بدولت وہ انسان اور جن وطیور پر فرمانروائی کرتے تھے۔ روایتوں کا بیان ہے کہ ایک بار یہ انگشتری ان کے ہاتھ سے گر پڑی تھی اور ایک اہرمن کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ بعد میں یہی انگشتری ایک ماہی گیر کی بیٹی کو مچھلی کے پیٹ میں ملی اور روایت کے مطابق حضرت سلیمان اس ماہی گیر کے گھر مقیم تھے اور اہرمن تختِ سلیمان پر جلوہ افروز تھا۔ جب حضرت سلیمان کو یہ انگشتری ملی تو انہوں نے پھر تختِ سلطنت پر قبضہ کرلیا۔ (ت۔ا۔ص۲۴)

ایک پتھر کے جو ٹکڑے کا نصیبا جاگا
خاتمِ دستِ سلیماں کا نگیں بن کے رہا
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

خار: (خار) ا۔کانٹا۔پھانس۔ ۲۔حسد۔جلن۔رشک۔

(ف۔آ)

رشتہ و پیوند یاں کے جان کا آزار ہیں
اس گلستاں میں بھی کیا ایسے نکیلے خار ہیں؟
(خفتگان خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

خارا: (خا۔را) سخت پتھر۔ (ف۔ع)

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہوگئے پانی
مری اکسیر نے شیشے کو بخشی سختی خارا!
(نظم ۱۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

خارا تراشی: (خا۔را۔ت۔را۔شی) پتھر تراشنا۔سنگ تراش مراد بت بنانا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۱۰)

آزر کا پیشہ خارا تراشی
کارِ خلیلاں خارا گدازی!
(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

خارا شگاف: (خا۔را۔ش۔گاف) پتھر میں شگاف ڈالنے والا۔سخت جدوجہد کرنے والا۔ (ف۔ل)

حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

خارا گدازی: (خا۔را۔گ۔دا۔زی) پتھر پگھلانا یعنی بت شکنی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۱۰)

آزر کا پیشہ خارا تراشی
کارِ خلیلاں خارا گدازی!
(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

خارزار: (خار۔زار) کانٹوں کا جنگل۔ (ف۔ل)

کبھی جو آوارۂ جنوں تھے، وہ بستیوں میں پھر آبسیں گے
برہنہ پائی وہی رہے گی مگر نیا خارزار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

خاروخس: (خا۔رُو۔خس) کوڑا۔کرکٹ۔کچرہ۔

(ف۔آ)

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے
وہ خار وخس کے لئے ہے، یہ نیستاں کے لئے
(غزل۲۶۔ب۔ج۔ص۳۴۱)

خاشاک: (خا۔شاک) کوڑاکرکٹ۔ (ف۔آ)

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا ہے غارت گرِ باطل بھی تو
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

خاصان: (خا۔صان) خاص لوگ۔مخصوص لوگ۔

(ل۔ک)

اے شریکِ مستی خاصانِ بدر
میں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر
(مرید ہندی۔ب۔ج۔ص۴۳۰)

خاطر: (خا۔طر) مدارات۔تواضع۔آؤ بھگت۔(ف۔آ)

منظور تمہاری مجھے خاطر تھی، وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا
(ایک مکڑا۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۹)

خاطر: (خا۔طر) لئے۔واسطے۔ (م۔ل)

آتی ہے صباواں سے پلٹ جانے کی خاطر
بیچاری کلی کھلتی ہے مرجھانے کی خاطر
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

خاطر: (خا۔طر) مرضی۔خوشی۔پاس۔لحاظ۔جیسے تمہاری خاطر۔ (ف۔آ)

تو کوئی چھوٹی سی بجلی ہے کہ جس کو آسماں
کر رہا ہے خدمتِ اقوام کی خاطر جواں
(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

خاک: (خاک) زمین۔دھرتی۔ارض۔ (ف۔آ)

ذرے ذرے میں ترے خوابیدہ ہیں شمس و قمر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر
(مرزا غالب۔۔۔ب۔د۔ص۲۷)

خاک: (خاک) مٹی۔دھول۔گرد۔ (ف۔آ)

تری خاک میں ہے اگر شرر، تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

خاک اڑانا: (خاک۔اُ۔ڑا۔نا) رسوا کرنا۔بدنام کرنا۔ (ف۔آ)

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

خاکباز: (خاک۔باز) خاکباز اقبال کی اصطلاح ہے اور اس سے مراد ہے وہ شخص جو پست ہمت ہو اور مادیات میں گرفتار ہو۔ (ش۔ب۔ج۔ص۲۸۲)

امید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
یہ خاکباز ہیں رکھتے ہیں خاک سے پیوند!
(سیاسی پیشوا۔ض۔ک۔ص۶۱۹)

خاکبازی: (خاک۔با۔زی) کھیل کود۔ (ف۔ع)

شکایت مجھ کو ہے یارب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

خاک پے سپر: (خا۔کِ۔پے۔سِ۔پَر) راستے میں اڑنے والی مٹی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۵)

خفتہ خاکِ پے سپر میں ہے شرار اپنا تو کیا؟
عارضی محمل میں ہے یہ مشتِ غبار اپنا تو کیا؟
(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

خاکدان: (خاک۔دان) دنیا۔ (ف۔ع)

تو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دور نہیں
وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دور نہیں
(غزل۲۷۔ب۔ج۔ص۳۴۲)

خاکستر: (خا۔کِس۔تَر) راکھ۔جلی ہوئی چیز کی بھبوت۔ (ف۔آ)

خاک کے ڈھیر کو اکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکسترِ پروانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۲)

خاکم بدہن: (خا۔کم۔ب۔دَ۔ہَن) (لغ: میرے منہ میں خاک) اپنے منہ سے کوئی بری بات نکلنے یا نکالنے کا ارادہ ہو تو خاکم بدہن کہتے ہیں۔ (ف۔ل)

جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خاکم بدہن، ہے مجھ کو
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

خاک میں ملانا: (خاک۔میں۔مِ۔لا۔نا) برباد کرنا۔تباہ کرنا۔اجاڑنا۔بگاڑنا۔خراب کرنا۔ (ف۔آ)

خاک میں تجھ کو مقدر نے ملایا ہے اگر
تو عصا افتاد سے پیدا مثالِ دانہ کر
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

خاک میں ملانا: (خاک۔میں۔مِ۔لا۔نا) ناپید

کرنا۔زمین کا پیوند کرنا۔پامال کرنا۔ (ف۔آ)

نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھادے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملادے
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

خاک میں ملنا: (خاک۔میں۔مل۔نا) برباد و بے نشان اور ناپید ہونا۔کنایہ ہے برباد و پریشان ہونے سے بھی۔ (ف۔آ)(س۔ز۔ا)

خاک میں مل کے حیاتِ ابدی پاجاؤں
عشق کا سوز زمانے کو دکھاتا جاؤں
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

خاک و خوں میں ملنا: (خا۔ک۔خوں۔میں۔مل۔نا) بکل ہوجانا۔برباد ہوجانا۔مٹ جانا۔فنا ہوجانا۔ (م۔ل)

بچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

خاکی: (خا۔کی) خاک کا۔خاکی پیدائش۔ (ف۔آ)

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

خال: (خال) چہرے یا جسم کا خلقی تل۔وہ قدرتی سیاہ نقطہ جو اکثر جسم پر ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

زیب تیرے خال سے رخسار دریا کو رہے
تیری شمعوں سے ضیا بزمِ ثریا کو رہے
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

خال خال: (خال۔خال) کم کم۔اکا دکا۔بعض بعض۔ کوئی کوئی۔ (ف۔آ)

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو
ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۴)

خالق: (خا۔لق) پیدا کرنے والا۔ (ف۔ع)

جو مری تیغ دو دم تھی اب مری زنجیر ہے
شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی!
(معتمد کی فریاد۔ب۔ج۔ص۳۹۴)

خام: (خام) خالص۔کھرا۔جیسے عنبر خام و سیم خام۔ (ف۔آ)

چرخ نے بالی چرالی ہے عروسِ شام کی؟
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی؟
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

خام: (خام) بودا۔کمزور۔ (ف۔آ)

تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

خام: (خام) کچا۔ناپختہ۔ (ف۔آ)

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

خام: (خام) ناتجربہ کار۔ (ف۔آ)

نا! ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

خاموش (خا۔مُوش) چپ۔ساکت۔ (ف۔آ)

اے جہان آباد! اے گہوارۂ علم و ہنر
ہیں اپاہج نالۂ خاموش تیرے بام و در
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

خامہ: (خامَہ) قلم۔کلک۔لیکھنی۔ (ف۔آ)

ملتِ خمہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ نے پہ نازشِ بیجا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

خامۂ حق: (خا۔مَہ۔اِ۔حَق) مراد خدائی قلم۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۰۷)

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں!
(محراب گل۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۸)

خامی: (خامی) کچاپن۔ناپختگی۔ناتجربہ کاری۔نقص۔ کمی۔ (ف۔آ)

دور ہوتی ہے ادراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثر کی غلامی جس سے
(جلوۂ حسن۔ب۔د۔ص۱۲۷)

خان زادگانِ کبیر: (خان۔زا۔گا۔نِ۔ک۔بیر) مراد قبیلوں کے سرداروں کے بڑے بڑے فرزند۔بااثر اولاد۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۰۹)

سنیں گے میری صدا خانزادگانِ کبیر؟
گلیم پوش ہوں میں، صاحب کلاہ نہیں!
(محراب گل۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۸)

خانقاہ: (خان۔قاہ) درویشوں کا عبادت خانہ جس میں دنیا سے کنارہ کش ہوکر رہتے ہیں۔ (ف۔ع)

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو!
(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

خانقہی سلسلہ: (خان۔قہی۔سِل۔سِلہ) صوفیہ مختلف سلسلوں میں منقسم ہیں۔ ہر سلسلے کی مختلف شاخیں ہیں۔ لیکن ہر شاخ اصلاً ایک سلسلے سے منسوب ہوتی ہے۔ خانقہی، علامہ کے ہاں ترکِ دنیا اور ترکِ عمل کی علامت ہے جو ہندومت کے تیاگ اور تپسیا کی یاد دلاتی ہے۔

تصوف کا وہ منفی پہلو جس میں دنیا کی تسخیر کی بجائے دنیا کو تیاگ دینے کا مشورہ دیا جاتا ہے خالص عجمی ہے اور اسی کو علامہ "خانقہی" کہتے ہیں۔ رسمِ شبیری، تصوف کے مثبت اور زندگی بخش پہلوؤں کی علامت ہے کہ عمل ان کی جان ہے۔

(ت۔ا۔ص۲۱۵)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ دلگیری
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

خانماں برباد: (خان۔ماں۔بر۔باد) گھر اجڑا ہوا۔

(ف۔ع)

نہ پوچھو مجھ سے لذت خانماں برباد رہنے کی
نشیمن سیکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

خانہ: (خانَہ) آشیانہ۔گھونسلا۔ (ف۔آ)

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا

کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

خانہ خراب: (خا۔نَہ۔خ۔رَاب) تباہ۔برباد۔ (ف۔ع)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

خانہ ساز: (خا۔نَہ۔ساز) گھر کی بنی ہوئی۔ (ف۔آ)

پیرِ مغاں فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو تو خانہ ساز دے

(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

خاور: (خا۔وَر) مشرق۔یورپ۔ (ف۔ع)

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افقِ خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کردیں

(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

خاوراں: (خا۔وَ۔راں) مشرق۔مراد مشرق کے ملک۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۴۵)

نہ دیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی روح تریاکی

(تمہید ا۔ض۔ک۔ص۴۷۳)

خبر: (خ۔بَر) ہوش۔اوسان۔سمجھ۔عقل۔سدھ بدھ۔ جیسے اسے خبر نہیں۔ (ف۔آ)

تو جل رہی ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں
بینا ہے اور سوزِ دروں پر نظر نہیں

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں: انسانی شخصیت تین چیزوں سے مرکب ہے۔ شعور، جذبات اور ارادہ۔ اقبال نے ان کو خبر و نظر اور اذانِ سحر سے تعبیر کیا ہے اور میر نے ان کا مفہوم ایمان و عشق اور جہاد سے واضح کیا ہے۔

(ش۔ب۔ز۔ص۵۹۰)

علامہ کے کلام میں خبر علمی مشاہدے اور منسی تجربے کی علامت ہے۔ خبر کے ذریعہ حقیقت کا ادراک اقل کیا جاتا ہے۔ نظر کشف و شہود کی علامت ہے۔ بعض اوقت سینا فیض ربانی سے اس طرح منور ہوتا ہے کہ حقیقت کا مکشوف ہوتی ہے۔ اس طریقے پر کشف حقیقت کو نظر کہتے ہیں۔ علامہ نے ہمیشہ یہ کیا ہے کہ انسانی شخصیت مکمل طور پر اپنی تعداد کا اظہار نہیں کرسکتی ہے کہ یہ دونوں قوتیں نمو پائیں یعنی انسان علم اور منطق اور فلسفے سے بھی کام لے لیکن مذہبی وارت اور کشف و الہام کی اہمیت بھی پہچانے۔ اسی حقیقت کو علاد بھی کبھی خبر کے لئے اور علم اور نظر کے لئے عشق اور دل کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ خبر ہی کو وہ عقل بھی کہتے ہیں۔

عقل اور عشق، خبر و نظر، علم اور وجدان ایک دوسرے کی ضد ہیں بلکہ دونوں ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں جہاں خبر پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور علم کا بول بالا ہوتا ہے ہاں مادہ پرستی اور مادیت کا زور ہوتا ہے جہاں نظر پہ بہت زور دیا جاتا ہے اور روحانیت کو بہت اہمیت بخشی جاتی ہے وہاں تمام مکشوف رفتہ رفتہ زندگی سے بیگانہ ہوتے چلے جاتے ہیں وجدان و عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہئے اور علم کو وجدان کے ذریعہ زیادہ یقینی بنانا چاہئے۔

(ت۔ا۔ص۲۱۶۔۲۱۷)

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں!

(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

ختم رسل: (خَت۔مِ۔رُ۔سُل) محمد مصطفیٰ ﷺ۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۱۴)

اس نئی آگ کا اقوامِ کہن ایندھن ہے
ملتِ ختمِ رسلؐ شعلہ بہ پیراہن ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

خجالت: (خ۔جا۔لت) جھینپ۔شرمندگی۔(ف۔ع)

تنک بخشی کو استغنا سے پیغامِ خجالت دے
نہ رہ منت کشِ شبنم، نگوں جام و سبو کر لے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

خجستہ: (خ۔جس۔تہ) مبارک۔فرخندہ۔ہمایوں۔
(ف۔آ)

راہِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے
(کوششِ ناتمام۔ب۔د۔ص۱۲۴)

خجستہ پے: (خ۔جس۔تہ۔پے) مبارک قدم والا۔
(ف۔ل)

الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھا دے
اسے ہے سودائے بخیہ کاری، مجھے سرِ پیرہن نہیں ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۵)

خجل: (خ۔جل) شرمندہ ہونا۔ (ف۔ع)

کیوں مسلماں نہ خجل ہو تری سنگینی سے
کہ غلامی سے ہوا مثلِ زجاج اس کا وجود
(مسجد قوت الاسلام۔ض۔ک۔ص۵۶۷)

خچر: (خچ۔چر) وہ دوغلہ جانور جو خر نر اور اسپ مادہ سے پیدا ہو۔ (ف۔آ)

(شیر اور خچر۔ب۔ج۔ص۴۶۰)

خدا بخشے: (خ۔دا۔بخ۔شے) دعائے مغفرت۔جب کسی مردے کا ذکر کرتے ہیں تو پہلے یہ کلمہ زبان پر لاتے ہیں۔
(ف۔آ)

میرزا غالب خدا بخشے، بجا فرما گئے
"ہم نے یہ مانا کہ دلی میں رہیں، کھائیں گے کیا؟"
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

خدا جانے: (خ۔دا۔جا۔نے) کچھ معلوم نہیں۔مجھے خبر نہیں۔خدا کو خبر ہے۔الغیب عنداللہ۔ (ف۔آ)

اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھیرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں برا کیا
(ایک مکڑا۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۹)

خداداد: (خ۔دا۔داد) خدا کی دی ہوئی چیز۔(ف۔ع)

عشق اب پیروئ عقل خداداد کرے
آبرو کوچۂ جاناں میں نہ برباد کرے
(ادبیات۔ض۔ک۔ص۵۶۵)

خدا کا گھر: (خ۔دا۔کا۔گھر) خانہ خدا۔مسجد۔معبد۔
(ف۔آ)

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

خدا کی شان: (خ۔دا۔کی۔شان) کلمۂ استعجاب۔حکمت خدا۔ صنعت خدا۔ (ف۔آ)

دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں
رو رہی ہوں بروں کی جان کو میں
(ایک گائے۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

خدا کی قدرت: (خ۔دا۔کی۔قد۔رت) کلمہ مستعجاب۔حکمت خدا۔صنعت خدا۔ (ف۔آ)

ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا یہ اس کی قدرت ہے
(ایک پہاڑ۔۔۔ب۔د۔ص۳۱)

خدا کے واسطے: (خُ۔دَا۔کے۔وَاس۔طے) برائے خدا۔للہ۔ (م۔ل)

تجھ کو خبر نہیں ہے کیا ؟ بزمِ کہن بدل گئی
اب نہ خدا کے واسطے ان کو مئے مجاز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

خدا لگتی کہنا: (خُ۔دَا۔لگ۔تی۔کہ۔نا) انصاف کی کہنا۔حق کہنا۔سچ کہنا۔طرفداری نہ کرنا۔ (ف۔آ)

بات سچی ہے بے مزہ لگتی
میں کہوں گی مگر خدا لگتی
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

خدا مست: (خُ۔دَا۔مَس۔ت) خدا کی محبت میں محو۔ (ل۔ف)

وہ مذہب مردانِ خود آگاہ خدا مست
یہ مذہب ملا و جمادات و نباتات
(قطعہ۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

خدا نما: (خُ۔دَا۔نُ۔مَا) خدا کو دکھانے والا۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۵۷)

علم تجھ سے، تو معرفت مجھ سے
تو خدا جو، خدا نما ہوں میں
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۲)

خداوند: (خُ۔دَا۔وَن۔د) مالک۔آقا۔صاحب۔ (ف۔ل)

توڑے مخلوقِ خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

خدائی: (خُ۔دَا۔اِی) مراد آقائی۔ حکمرانی۔ Almighty (آ۔ک۔ا۔ا)(ہ۔ڈ۔پ)

غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول
جب کہا اس نے یہ ہے میری خدائی کی ذکات
(سر اکبر حیدری۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

خدایان خانقاہی: (خُ۔دَا۔یَا۔نِ۔خَان۔قَا۔ہی) خانقاہ کے مالک، خانقاہ نشیں۔صوفیا جو جدو جہد کی زندگی کے خلاف ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۲)

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
انھیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ
(ملازادہ۔۔۔۱۵۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

خدایان ہمالہ: (خُ۔دَا۔یَا۔نِ۔ہِ۔مَا۔لَہ) خدایان ہمالہ کنایہ ہے ہندو دھرم کے حکما سے جن کو اصطلاح میں رشی یا منی کہتے ہیں۔ (ش۔ا۔ح۔ص۳۶۰)

تقدیر ہے اک نام مکافاتِ عمل کا
دیتے ہیں یہ پیغام خدایانِ ہمالہ
(ملازادہ۔۔۔۱۶۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

خدمت: (خِد۔مَت) نوکری۔کام کاج۔ (ف۔آ)

لطفِ ہمسائیگی شمس و قمر کو چھوڑ دوں
اور اس خدمتِ پیغامِ سحر کو چھوڑ دوں
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

خدمت گر: (خِد۔مَت۔گر) خدمت کرنے والا۔ (ف۔ل)

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی

میں تری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

خدنگ: (خ۔دَن رگ) تیر۔ (ف۔ع)

خدنگِ سینۂ گردوں ہے اس کا فکرِ بلند
کمند اس کا تخیل ہے مہر و مہ کے لئے
(حکیم نطشہ۔ض۔ک۔ص۵۴۶)

خدنگ جستہ: (خ۔دَن رگ۔جَس۔تَہ) کمان سے نکلا ہوا تیر۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۱۴)

یہ ہے خلاصۂ علمِ قلندری کہ حیات
خدنگِ جستہ ہے لیکن کماں سے دور نہیں
(غزل ۲۷۔ب۔ج۔ص۳۴۲)

خرابات: (خ۔رَا۔بَات) قمارخانہ۔شراب خانہ۔ (ف۔ع)

میخانے کی بنیاد میں آیا ہے تزلزل
بیٹھے ہیں اسی فکر میں پیرانِ خرابات
(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

خرابہ: (خ۔رَا۔بَہ) ویرانہ۔اوجڑ۔ (ف۔ع)

قصور وار، غریب الدیار ہوں، لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۰۰)

خراج: (خ۔رَاج) ملک کی آمدنی۔ مالگزاری۔ لگان۔ محصول۔کر۔ (ف۔آ)

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے!
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے!
(غزل۲۵۔ب۔ج۔ص۳۴۰)

خراش: (خ۔رَاش) چھیلن۔رگڑ۔ (ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

خراش: (خ۔رَاش) چھیلنے والا۔ زخم لگانے والا۔ (مرکبات میں جیسے دلخراش، دل کو زخمی کرنیوالا۔ سمع تراش، سماعت کو زخمی کرنے والا۔)۔ (ف۔ل)

دل لرزتا ہے حریفانہ کشاکش سے ترا
زندگی موت ہے کھو دیتی ہے جب ذوقِ خراش!
(مدرسہ۔ض۔ک۔ص۵۴۵)

خرافات: (خُ۔رَا۔فَات) جمع خرافت۔بیہودہ باتیں۔ (ف۔آ)

حقیقت خرافات میں ہو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

خرام: (خ۔رَام) ناز وانداز کی ملائم اور نرم چال۔ رفتار ناز۔ (ف۔آ)

آتی تھی کوہ سے صدا رازِ حیات ہے سکوں
کہتا تھا موجِ ناتواں لطفِ خرام اور ہے
(طلبۂ علی گڑھ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

خرام ناز: (خ۔رَام۔نَاز) نخرے کی چال۔معشوقانہ چال۔ (ف۔ل)

خرامِ ناز پایا آفتابوں نے ستاروں نے
چٹک غنچوں نے پائی، داغ پائے لالہ زاروں نے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۲)

خرد: (خِرَد) عقل۔دانائی۔دانش۔سمجھ۔ (ف۔آ)

خرد کو غلامی سے آزاد کر

جوانوں کو پیروں کا استاد کر
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

خرد مند: (خِرَد۔مَن۔رد) عقل مند۔ (ف۔ع)

خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں، میری انتہا کیا ہے!
(غزل۳۳۔ب۔ج۔ص۳۴۷)

خرقہ: (خِر۔قَہ) پرانا جامہ۔پیوند لگا ہوا کپڑا۔گدڑی۔
(ف۔آ)

آسماں بادل کا پہنے خرقۂ دیرینہ ہے
کچھ مکدر سا جبینِ ماہ کا آئینہ ہے
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

خرقہ پوش: (خِر۔قَہ۔پوش) درویش۔صوفی۔
(ف۔آ)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

خرقۂ دیرینہ: (خِر۔قَہ۔ا۔دِے۔رِی۔نَہ) پرانی گدڑی۔مراد پرانے طور طریقے اور خصوصیات۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۶۴)

ہو رہا ہے ایشیاء کا خرقۂ دیرینہ چاک
نوجواں اقوامِ نو دولت کے ہیں پیرایہ پوش
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

خرگاہ: (خَر۔گاہ) بہت بڑا خیمہ۔ (ف۔ع)

جو کرے گا امتیازِ رنگ و بو مٹ جائیگا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابیِ والا گہر!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

خرم: (خُر۔رَم) خوش۔تازہ۔سیراب۔ (ف۔ع)

ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خرم
کیا چھینے گا غنچے سے کوئی شوقِ شکر خند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

خرما: (خُر۔مَا) چھوارا۔کھجور۔ (ف۔ع)

خرماں نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیں
(فردوس میں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

خرمن: (خِر۔مَن) کھلیان۔انبارِ غلہ۔وہ غلے کا ڈھیر جس میں سے ابھی تک بھس نہ نکالا ہو۔ (ف۔آ)

بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

خروش: (خَ۔رُوْ۔شْ) شور۔غل۔غوغا۔ (ف۔آ)

ٹوٹنے کو ہے طلسمِ ماہ سیما یانِ ہند
پھر سلیمیٰ کی نظر دیتی ہے پیغامِ خروش
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

خزاں: (خِ۔زَاں) پت جھڑ۔بہار کا نقیض۔(ف۔آ)

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے
(پیوستہ رہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۸)

خزاں دیدہ: (خِ۔زَاں۔دِی۔دَہ) بے رونق۔ ویران۔اجڑا ہوا۔ (ف۔ل)

امتیں گلشنِ ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں
اور محرومِ ثمر بھی ہیں، خزاں دیدہ بھی ہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

خزانہ: (خ۔زا۔نہ) ا۔گنجینہ۔مخزن۔وہ جگہ جہاں روپیہ جمع رہے۔ ۲۔ذخیرہ۔گودام۔ (ف۔آ)

یہ شکایت نہیں ، ہیں ان کے خزانے معمور
نہیں محفل میں جنہیں بات بھی کرنے کا شعور
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

خزف: (خ۔زَف) ٹھیکرا۔ٹھیکری۔ (ف۔ع)

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہرِ شاہوار کر!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی
وہ مرد جس کا فقر خزف کو کرے نگیں!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۸)

خزف چیں: (خ۔زَف۔چِین) سنگ ریزے چننے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا)

علم کے دریا سے نکلے غوطہ زن گوہر بدست
وائے محرومی! خزف چینِ لب ساحل ہوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

خزف ریزہ: (خ۔زَف۔ریز۔زَہ) ٹھیکری کا ذرہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۳۷)

چشم مہ و پرویں ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزہ دُرِ ناب
(شعائے امید۔ض۔ک۔ص۵۷۱)

خزینہ: (خ۔زِی۔نہ) خزانہ۔مخزن۔ (ق۔ل)

خزینہ ہوں، چھپایا مجھ کو مشتِ خاکِ صحرا نے
کسی کو کیا خبر ہے میں کہاں ہوں، کس کی دولت ہوں؟
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۹)

خس: (خَس) سوکھی گھاس۔ پھوس۔خاشاک۔ (ف۔آ)

اے ہوس! خوں رو کہ ہے یہ زندگی بے اعتبار
یہ شرارے کا تبسم یہ خسِ آتش سوار
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

خسارا: (خ۔سا۔را) نقصان۔ضرر۔کسر۔گھاٹا۔ (ف۔آ)

نہیں جنبشِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو
وہ سوداگر ہوں میں نے نفع دیکھا ہے خسارے میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

خسروی: (خس۔رَ۔وی) منسوب بہ خسرو۔ بادشاہت۔ (ف۔ع)

کاروبارِ خسروی یا راہبی؟
کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبی؟
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۱)

خس و خاشاک: (خ۔سُو۔خا۔شاک) کوڑا کرکٹ۔رطب و یابس۔برا بھلا۔ (ف۔آ)

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا
(نظم ا۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

خشت: (خِش۔ت) اینٹ۔ (ف۔آ)

وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں، جو تری نگاہ میں ہے!
(غزل۴۸۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

خشتِ کلیسا: (خِش۔تِ۔ک۔لی۔سا) بمعنی گرجا

کی اینٹ مراد ہے انگریز پرنسپل۔ انگریزی حکومت۔ انگریزی تعلیم وتربیت یا کافرانہ نظامِ تعلیم۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۹۵)

بادہ ہے نیم رس ابھی، شوق ہے نا رسا ابھی
بنے دو خُم کے سر پہ تم خشتِ کلیسیا ابھی
(طلبۂ علی گڑھ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

خشک: (خُش رک) سوکھا۔ کنجوس۔ بے فائدہ۔ (ف۔ع)

دگر گوں عالمِ شام و سحر کر
جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر
(رباعیات۔ا۔ح۔ص۶۷۲)

خشک وتر: (خُش۔کُو۔تَر) برا بھلا۔ خوب۔ زشت۔ (ف۔ل)

خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے
خدا وندا خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی استغفر اللہ
یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

خصوصیت: (خُ۔صُو۔صی۔یَت) خاص کرنا۔ خاص ہونا۔ خاص صفت۔ خاص بات۔ ذاتی تعلق۔ میل ملاپ۔ ربط ضبط۔ دوستی اخلاص۔ (ف۔آ)

بستۂ رنگِ خصوصیت نہ ہو میری زباں
نوعِ انساں قوم ہو میری، وطن میرا جہاں
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

خصومت: (خُ۔صُو۔مَت) دشمنی۔ (ف۔ع)

خصومت تھی سلطانی و راہبی میں
کہ وہ سر بلندی ہے یہ سر بزیری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

خط: (خَط) ا۔لکیر۔لائن۔دھاری۔ ۲۔نشان۔علامت۔ (ف۔آ)

یارب! اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی!
جادۂ ملکِ بقا ہے خطِ پیمانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

خطا: (خَ۔طا) قصور۔ بھول چوک۔ گناہ۔ جرم۔ غلطی۔ (ف۔آ)

نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کردیا میرا
خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟
(غزل۳۳۔ب۔ج۔ص۳۴۸)

خطاب: (خِ۔طاب) تعریفی لقب۔ عزت کا توسیفی نام جو حکام کی طرف سے رکھا جائے۔ (ف۔آ)

ہے حسینوں میں وفا نہ آشنا تیرا خطاب
اے تلون کیش! تو مشہور بھی رسوا بھی ہے
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

خطاب: (خِ۔طاب) کسی کے روبرو۔ متوجہ ہو کر کلام کرنا۔ کلام۔ گفتگو۔ (ف۔آ)

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اٹھتے ہیں حجاب آخر
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

خطابیں: (خَ۔طا۔بیں) دوسروں میں خامیاں، غلطیاں تلاش کرنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۵)

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

خطاپوش: (خَ۔طا۔پُو۔ش) دوسروں کی خامیوں، برائیوں

پر پردہ ڈالنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۵)

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

خطر: (خ۔طَر) دشواری۔ (ف۔ع)

وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے، اس کا آشیانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۲)

خطہ: (خِط۔طہ) وہ قطعۂ زمین جس کے گرداگرد عمارت کے واسطے خط کھینچ دیں۔ زمین کا گھرا ہوا حصہ۔ ملک کا قطعہ۔ ملک۔ سرزمین۔ (ف۔آ)

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہِ فقر سے ہو طرۂ دستار!
(پنجاب کے۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

خطۂ گل: (خِط۔طہ۔اِ۔گُل) چمن۔ گلستان مراد کشمیر۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۳)

حاجت نہیں اے خطۂ گل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دلِ پرخوں کی ہے لالہ
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۷)

خطیب: (خ۔طِیب) لیکچرار۔ خطبہ پڑھنے والا۔
(ف۔ع)

لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذتِ شوق سے بے نصیب!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۱۲۴)

خفاش: (خُف۔فاش) چمگادڑ۔ (ف۔ع)

ہاں! نمایاں ہو کہ برقِ دیدۂ خفاش ہو
اے دل کون و مکاں کے راز مضمر فاش ہو
(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۲)

خفتگان: (خُف۔تَ۔گان) خفتہ کی جمع۔ سوئے ہوئے۔

منزلِ حرماں نصیبی کا تماشائی ہوں میں!
ہم نشینِ خفتگانِ کنجِ تنہائی ہوں میں
(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

خفتگان خاک: (خُف۔تَ۔گان۔خاک) مٹی میں سوئے ہوئے۔ کنایہ ہے مردے۔ (ش۔ب۔د۔ص۶۱)
(خفتگان خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۳۸)

خفتہ: (خُف۔تہ) سویا ہوا۔ (ف۔ل)

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے تختِ خفتہ کو بیدار قوموں میں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۵)

خفاقان: (خَ۔فا۔قان) وحشت۔ سودا۔ جنون۔
(ق۔ل)

مجموعۂ اضداد ہے اقبال نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے، طبیعت خفاقانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

خفی: (خَ۔فی) پوشیدہ۔ پنہاں۔ (ف۔ع)

افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
پوشیدہ نہیں مردِ قلندر کی نظر سے
(فلسفہ۔ض۔ک۔ص۵۰۴)

خلاصہ: (خُ۔لا۔صہ) اصل۔ (ف۔ع)

یہ ہے خلاصۂ علم قلندری، کہ حیات
خدنگِ جستہ ہے لیکن کماں سے دور نہیں

(غزل ۲۷۔ب۔ج۔ص ۳۴۲)

خلافت: (خ۔لا۔فَت) ولی عہدی۔ جانشینی۔ خلیفہ کا عہدا (درویش یا مشائخ یا بادشاہ یا نبی کے قائم مقام ہونے کی نسبت بولتے ہیں۔) (ف۔آ)

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری
میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تیری

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۷)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

(خضر راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۵)

خلافت کی قبا: (خ۔لا۔فَت۔کی۔ق۔با) جب ترکِ عثمان نے اسلامی دنیا میں سیادت کا رتبہ حاصل کر لیا تو ترکیہ کا فرماں روا ہی خلیفۃ المسلمین کہلاتا تھا اور وہ گویا ایک طرح دودمانِ عباسی کا وارث تھا۔ جب پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکیہ میں انقلاب رونما ہوا تو، غازی مصطفیٰ کمال پاشا مرحوم اور ان کے ساتھیوں نے ملک میں خالص پوربی انداز کی حکومت قائم کی اور خلافت کے حق سے دست بردار ہو گئے۔ گویا مسلمانوں کی مرکزی قیادت کوئی نہ رہی۔

(تاریخ عالم اسلام۔ برالکلمین (انگریزی) (ت۔ا۔ص ۲۵)

چاک کردی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص ۱۸۲)

خلاق: (خَل۔لاق) بہت پیدا کرنے والا۔ (ف۔آ)

تمدن آفریں، خلاق آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی، شتر بانوں کا گہوارا

(خطاب بہ جوانان اسلام۔ب۔د۔ص ۱۸۰)

خلاقی: (خَل۔لا۔قی) پیدا کرنے کا عمل۔ (ف۔ع)

الٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے نہیں، میرے تخیل کی یہ خلاقی!

(غزل ۳۶۔ب۔ج۔ص ۳۵۱)

خلد: (خُل۔د) جنت۔ بہشت۔ فردوس۔ (ف۔آ)

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں
یہ سبھی سورۂ والشمس کی تفسیریں ہیں

(انسان اور بزم قدرت۔ب۔د۔ص ۵۴)

خلش: (خَ۔لِش) خلیدگی۔ چبھن۔ کھٹک۔ (ف۔آ)

ساتھ اے سیارۂ ثابت نما لے چل مجھے
خارِ حسرت کی خلش رکھتی ہے اب بیکل مجھے

(ماہ نو۔ب۔د۔ص ۵۴)

خلعت: (خِل۔عَت) اپنا لباس اتار کر دوسرے کو بخشنا۔ لباس۔ جوڑا۔ کپڑا جو انعام میں بادشاہ یا امیروں کے یہاں سے دیا جائے۔ کم از کم تین پارچہ کا عطیہ۔ (ف۔آ)

اے مرے فقرِ غیور فیصلہ تیرا ہے کیا
خلعتِ انگریزیا پیرہنِ چاک چاک!

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص ۶۲۶)

خلعت شرافت: (خِل۔عَت۔شَ۔رَا۔فَت) اس شعر کا مفہوم قرآن عزیز کی مندرجہ ذیل آیت سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ **ولقد کرمنا بنی آدم و حملنھم فی البرو البحر ورزقنھم من الطیبت و فضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا.** ۱۷/۷۰۔ ترجمہ: ''اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔''

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۶۰۔۵۹)

جائے حیرت ہے برا سارے زمانے کا ہوں میں

مجھ کو یہ خلعت شرافت کا عطا کیونکر ہوا؟
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

خلق: (خَلق) دنیا۔مخلوق۔ (ف۔ع)

خلقِ خدا کی گھات میں رند و فقیہ میر و پیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۱)

خلق عظیم: (خُلق۔قِ۔ع۔ظِیم) اقبال نے ان دو لفظوں کو دو اوین میں لکھا ہے۔ گویا اس آیت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ انک لعلی خلق عظیم. ترجمہ: ''یعنی اے رسول آپ پیدا ہوئے ہیں بڑی خلق پر' اس آیت میں حضرت رسول اکرمؐ کے اخلاق حسنہ کا ذکر ہے جو اس کائنات میں اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ اقبال کی مراد ہے کہ اندلس کے مسلمان انہیں پاکیزہ اخلاق کے حامل تھے جو حضرت رسول اکرمؐ اس دنیا میں لے کر آئے تھے۔ (م۔ب۔ج۔ص۱۹۶)

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار
حاملِ ''خلقِ عظیم'' صاحبِ صدق و یقیں
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

خلل: (خَ۔لَل) نقصان۔ضرر۔خسارہ۔حرج۔(ف۔آ)

ہے اگر ارزاں تو یہ سمجھو اجل کچھ بھی نہیں
جس طرح سونے سے جینے میں خلل کچھ بھی نہیں
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

خلل: (خَ۔لَل) فتور۔اختلاف۔پراگندگی۔انتشار۔ (ف۔آ)

حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں!
(غزل۔ب۔د۔ص۲۹۷)

خلوت: (خَلْ۔وَت) ا۔جلوت کا نقیض۔تنہائی۔ علیحدگی۔ ۲۔خالی جگہ۔تنہائی کی جگہ۔ (ف۔آ)

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۴)

خلوت پسند: (خَلْ۔وَت۔پَ۔سَن۔د) تنہائی چاہنے والا۔گوشہ نشین۔ (ف۔ل)

خودی جلوہ بد مست خلوت پسند!
سمندر ہے اک بوند پانی میں بند!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

خلوت سرا: (خَلْ۔وَت۔سَ۔را) تنہائی میں بیٹھنے کا مقام۔ (م۔ل)

یہ انجمن ہے کہ کشتۂ نظارۂ مجاز
مقصد تری نگاہ کا خلوت سرائے راز
(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۱)

خلوت گاہ: (خَلْ۔وَت۔گاہ) تنہائی کی جگہ۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷)

مطلعِ اول فلک جس کا ہو، وہ دیواں ہے تو
سوئے خلوت گاہِ دل دامن کشِ انساں ہے تو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

خلوت گزیں: (خَلْ۔وَت۔گ۔زِین) تنہائی میں بیٹھنے والا۔گوشہ نشین۔ (ف۔ل)

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں سے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

خلیق: (خَ۔لِیق) صاحب خلق۔خوش خلق۔اچھے اخلاق

والا۔خوش مزاج۔ملنسار۔خندہ پیشانی۔ (ف۔آ)

مردِ خلیق سے سیرۃ النبی کی خوبی مراد ہے۔قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔**فبما رحمة من الله لنت لهم. ولو كنت فظاً غليظ القلب لانفضو من حولك.** (۱۵۱/۳) ترجمہ: "یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان (صحابہ) پر مہربان ہیں اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور اگر آپ درشت کلام اور سنگ دل ہوتے تو وہ لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے یا آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں ؟
فقط یہ بات، کہ پیرِ مغاں ہے "مردِ خلیق"
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

خم: (خَم) ترچھاپن۔جھکاؤ۔ (ف۔آ)

خم ہے سر تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

خم: (خَم) پیچ۔تاب زلف وغیرہ۔ (ف۔آ)

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

خم: (خُم) شراب کا مٹکا۔ہانڈی۔سبوچہ۔ (ف۔آ)

کیا بھلی لگتی ہے آنکھوں کو شفق کی لالی
مئے گل رنگ خمِ شام میں تو نے ڈالی
(انسان اور بزم قدرت۔ب۔د۔ص۵۴)

خم دار: Curved. twisted (Khamdaar)

(ہ۔ذ۔ف)

مراد وہ نقشہ جو کسی کام، نظام کی ترقی کا پتا دیتا ہے۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۷۰)

تری کتاب میں اے حکیمِ معاش رکھا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خمدار کی نمائش! مریضِ کجدار کی نمائش!
(کارل مارکس کی آواز۔ض۔ک۔ص۵۹۹)

خمستان: (خُ۔مِس۔تان) میخانہ۔
(ش۔م۔ب۔د۔ص۳۶۴)

مژداں اے پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز!
بعد مدت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہے ہوش
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

خم کدہ: (خُم۔ک۔دَہ) شراب خانہ۔میخانہ۔خرابات۔
(ف۔ل)

جامِ شراب کوہ کے خم کدہ سے اڑاتی ہے
پست و بلند کر کے طے کھیتوں کو جا پلاتی ہے
(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

خنجر: (خَن۔جَر) تلوار۔ایک قسم کا چھرا۔کٹار۔
(ف۔آ)

نقش توحید کا ہر دل میں بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

خنداں: (خَن۔دَاں) ا۔ہنستا ہوا۔ ۲۔شگفتہ۔
(ف۔ل)

اجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

میرے لب پر قصۂ نیرنگیٔ دوراں نہیں

دل مرا حیراں نہیں ، خنداں نہیں، گریاں نہیں
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

خندہ: (خَن۔دَہ) ہنسی۔ لفظی معنی ہنستا ہوا۔(ل۔ک)

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
(تعلیم اوراس کے نتائج۔ب۔د۔ص۲۰۹)

خندہ زن: (خَن۔دَہ۔زَن) ہنسنے والا۔ہنستا ہوا۔
(م۔ل)

برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سر
خندہ زن ہے جو کلاہِ مہرِ عالم تاب پر
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

خنک: (خُ۔نَک) سرد۔ٹھنڈا۔ (ل۔ک)

یک نظر کردی و آدابِ فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشاکِ مراد آموختی
(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

خو: (خُو) عادت۔خصلت۔ (م۔ل)

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کرلے
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

خواب آور: (خُوابْ۔آ۔وَر) نیند لانے والا یا لانے والی۔ (ف۔ل)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

خواب پریشاں: (خُوابْ۔پَ۔رِے۔شَاں) ڈراؤنا سپنا۔خواب متوحش۔ (ف۔آ)

یہ حکم تھا کہ گلشنِ کن کی بہار دیکھ
اک آنکھ لے کے خوابِ پریشاں ہزار دیکھ
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

خوابگاہ: (خُوابْ۔گَاہ) سونے کا کمرہ۔خلوت گاہ۔
(ف۔آ)

وہ زمیں ہے تو ، مگر اے خواب گاہِ مصطفیٰ!
دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر سے سوا
(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

خوابیدگان: (خُوا۔بِیْ۔گَان) خوابیدہ کی جمع۔سوئے ہوئے۔

پڑھا خوابیدگانِ دیر پر افسونِ بیداری
برہمن کو دیا پیغام خورشیدِ درخشاں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

خوابیدہ: (خُوا۔بِیْ۔دَہ) سویا ہوا۔ (ف۔ع)

مسلمِ خوابیدہ اٹھ ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق ، گرمِ تقاضا تو بھی ہو
(نویدِ صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار
(ہنروورانِ ہند۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

خواجہ: (خَ۔وَا۔جَہ) خداوند۔صاحب۔ مالک خانہ۔ سردار۔آقا۔ (ف۔آ)

جہاں میں خواجہ پرستی ہے بندگی کا کمال
رضائے خواجہ طلب کن قبائے رنگیں پوش
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۹)

خواجہ افلاک: (خ۔وا۔جہ۔اِ۔اِف۔لا ک) خواجۂ افلاک اقبال کی اصطلاح ہے اس کے لفظی معنی ہیں افلاک کا آقا۔ اقبال کی مراد اس سے وہ شخص ہے جو زمان و مکاں کا حکمراں ہو۔ اسی کے برعکس غلام اسیر زمان و مکان ہوتا ہے اور یہی دونوں میں بنیادی فرق ہے۔

قدیم فلسفہ میں افلاک کو زندہ اور کائنات پر حکمراں تسلیم کیا گیا ہے قدیم زمانہ میں یونانیوں، مصرانیوں اور عراقیوں کا خیال یہ تھا کہ افلاک کی گردش انسانوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اقبال نے قدماء کے اسی عقیدے کو مدنظر رکھ کر خواجۂ افلاک کی اصطلاح وضع کی ہے یعنی وہ شخص جو افلاک کا غلام ہونے کے بجائے خود ان پر حکمراں ہو۔

اقبال کا فلسفہ یہ ہے کہ صرف مردِ حر یا مردِ مومن افلاک پر حکمراں ہوسکتا ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص۲۹۷)

ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہم دوش
وہ بندۂ افلاک ہے یہ خواجۂ افلاک
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۳)

خواجۂ بدر و حنین: (خ۔وا۔جہ۔اِ۔بد۔رُو۔ح۔نین) رسول پاک کی ذاتِ گرامی کی طرف اشارہ ہے۔

(ت۔ا۔ص۲۵)

با مشتاقاں حدیث خواجۂ بدر و حنین آور
تصرف ہائے پنہانش بچشم آشکار آمد
(طلوع اسلام۔ب۔د۔س۲۷۵)

خوار: (خُوا) آوارہ۔سرگرداں۔پریشاں۔ذلیل۔رسوا۔ بے اعتبار۔ (ف۔آ)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

خواری: (خُوا۔ری) ذلت۔رسوائی۔بے اعتباری۔ (ف۔ع)

یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
کہ امتیازِ قبائل تمام تر خواری
(محراب گل افغان۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۹)

خواستن: (خَوا۔تَن) چاہنا۔مصنع۔خواہد۔ (ف۔ع)

"مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی"
(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

خواں: (خاں) خواندن مصدر کا اسم فاعل بمعنی پڑھنے والا۔ گانے والا۔مرکبات میں جیسے غزل خواں۔ (ف۔ل)

اے موجِ دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

خوان: (خُ۔وان) کھانا رکھنے کی کشتی۔ تھال۔ دسترخوان۔ (ف۔ع)

یہ خوانِ ترو تازہ معزی نے جو دیکھا
کہنے لگا وہ صاحب غفران و لذوماں
(ابوالعلا معری۔ب۔ج۔ص۴۴۹)

خواند: (خُوان۔د) پڑھائی۔ (ف۔ع)

زمانہ بہ امم ایشیا چہ کرد و کند
کسے نبود کے ایں داستاں فرو خواند
(اعلیٰ حضرت نواب۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۱)

خواہ: (خُواہ) چاہنے والا۔ (ف۔ع)

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمت خواہ برنائی
(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

خواہی: (خا۔ہی) چاہنا (مرکبات میں جیسے خیر خواہی۔)
(ف۔ل)

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیرِ پدر خواہی بازوئے پدر آور
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

خوب: (خُو۔ب) اچھا آدمی۔اچھی چیز۔ (ف۔ع)

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا!
(فنون لطیفہ۔ض۔ک۔ص۵۸۰)

خوب تر: (خُو۔ب۔تَر) زیادہ اچھا۔ (ف۔ل)

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۶)

خوب وزشت: (خُو۔بَ۔زِش۔ت) اچھا برا۔نیک و بد۔(ف۔ک۔م) (خوب وزشت۔ض۔ک۔ص۵۴۱)

خوبی: (خُو۔بی) عمدگی۔بھلائی۔خوبصورتی۔حسن۔لطف۔ بڑائی۔برتری۔شرف۔ (ف۔آ)

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے
خوبیٔ قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے
(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

خود آرا: (خُد۔آ۔رَا) ا۔اپنے آپ کو سنوارنے والا۔بناؤ سنگار کرنے والا۔ ۲۔گھمنڈی۔مغرور۔متکبر۔(ق۔ل)

مدتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا
مدتوں بیتاب موجِ بحر کی صورت رہا
(رخصت اے بزم جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

خود آگاہی: (خُد۔آ۔گا۔ہی) اپنی ذات کی چھپی اور ظاہری قوتوں سے باخبر ہونے کی حالت۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۴)

خود آگاہی نے سکھلادی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اس مردِ مجاہد پر زرہ پوشی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

خود بیں: (خُد۔بیں) مغرور۔گھمنڈی۔متکبر۔(ف۔آ)

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خدا تری قوم کو بچائے!
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
(قطعہ۔ب۔د۔ص۱۶۲)

خود بیں: (خُد۔بین) خود بیں کا لفظ اقبال کی اصطلاح ہے اور اس کے معنی یہاں متکبر کے نہیں بلکہ وہ شخص ہے جسے اپنی خودی کی معرفت حاصل ہو۔ (ش۔ب۔ج۔ص۲۰۶)

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا؟
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا!
نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں!
یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا؟
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

خوددار: (خُد۔دار) ا۔رکھ رکھاؤ والا۔ ۲۔غیور۔ غیرت مند۔ (ف۔ل)

تو اگر خوددار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو
عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

خودداری: (خُد۔دا۔ری)ا۔رکھ رکھاؤ۔ ۲۔غیرت۔ عزت نفس۔ (ف۔ل)

تو سمجھتا ہے، یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

خودرو: (خُد۔رَو) جو بنا بوئے آپ اُگ آئے۔ (ف۔ع)

نہ مے، نہ شعر، نہ ساقی نہ شورِ چنگ و رباب!
سکوتِ کوہ و لبِ جوئے ولالۂ و خودرو!
(غزل نو۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

خودشکنی: (خُد۔شِک۔نی) عاجزی۔ (ف۔ع)

اللہ رکھے تیرے جوانوں کو سلامت
دے ان کو سبق خود شکنی، خود نگری کا
(اے پیر حرم۔ض۔ک۔ص۵۲۰)

خودشناس: (خُد۔ش۔ناس) اپنی ذات، خودی سے پوری طرح باخبر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۰)

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خودشناس و خود نگر
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۹)

خودکشی: (خُد۔ک۔شی) اپنے تئیں آپ مار ڈالنا۔ قتل نفس۔ (ف۔آ)

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

خودگر: (خُد۔گر) جو اپنی تربیت اور اصلاح خود کر سکے۔ دوسروں کے دست نگر نہ ہو۔ (ش۔ض۔ک۔ص۱۱۱)

ہو اگر خود نگر و خود گر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے
(حیات ابدی۔ض۔ک۔ص۴۹۳)

خودگزینی: (خُد۔گ۔زی۔نی) اپنے آپ کو چننا۔ اختیار کرنا۔ اپنی ذات کی حقیقت سمجھ کر اس پر پختہ ہو جانا، خودی۔
(م۔ش۔ب۔د۔ص۱۶۹)

یقیں مثلِ خلیل آتش نشینی!
یقیں اللہ مستی، خودگزینی!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

خودگیر: (خُد۔گیر) جو اپنی حفاظت خود کر سکے۔ دوسروں کے سہارے اپنی زندگی بسر نہ کر سکے۔ (ش۔ض۔ک۔ص۱۱۱)

خلوت میں خودی ہوتی ہے خودگیر ولیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسر!
(خلوت۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

خودگیری: (خُد۔گی۔ری) اپنے عملوں پر خود نظر رکھنا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۴)

خود گیری و خودداری و گلبانگِ اناالحق
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

خودنگر: (خُد۔نِ۔گر) اپنی ذات پر نظر رکھنے والا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۰)

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۹)

خودنما: (خُد۔نُ۔ما) مغرور۔ متکبر۔ (ف۔آ)

مراد ہے اپنے آپ کو نمایاں کرنا۔ جلوہ گر ہونا۔

حسن ہو کیا خود نما جب کوئی مائل ہی نہ ہو
شمع کو جلنے سے کیا مطلب، جو محفل ہی نہ ہو

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

خود نمائی: (خُد۔نُ۔مَا۔اِی) شکوہ نمائش۔ خود بینی۔ طمطراق۔ (ف۔آ)

نہ کر ذکر وفراق آشنائی کہ اصلِ زندگی ہے خودنمائی
نہ دریا کا زیاں ہے نے گہر کا دلِ دریا سے گوہر کی جدائی!

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۴)

خودی: (خُ۔دِی) خودی انسان کا فطری اور اصلی جذبہ ہے جس سے انسان اپنی مخفی قوتوں کو عشق الٰہی کے ذریعہ بیدار کر کے اصلاح انسانی کا کام لے سکتا ہے اقبال کے فلسفۂ حیات کی مرکزیت خودی میں مضمر ہے۔ان کا فلسفۂ خودی خالص قرآنی ہے اور اسلامی نظریات سے ماخوذ ہے۔حدود خودی کے تعین کو اقبال نے شریعت کا نام دیا ہے۔اقبال کا فلسفۂ خودی درج ذیل آیت سے ماخوذ ہے۔ **قد افلح من دکّھا وقد خاب من دسّھا۔** ترجمہ: ''کامیاب ہے وہ جس نے نفس کو پاک کیا۔ اور جس نے آلودہ کیا وہ ناکام رہا۔'' ذات کی شناخت کا نام خودی ہے انسان کا تذکیۂ نفس یا اس کی تطہیر ہی اس کو روحانی بلندی عطا کرتی ہے۔اسی کے ذریعہ انسان کو خودی کا عرفان ہوتا ہے۔اسی احساسِ نفس اور عرفانِ ذات کو اقبال نے خودی کا نام دیا ہے۔ان کے فلسفۂ خودی کا ماخذ یہ آیت مبارکہ بھی ہے۔

"یایھاالذین آمنو اعلیکم انفسکم لا یضر کم من ضل اذا اھتدیة." ترجمہ: ''اے ایمان والو تم اپنے آپ کی حفاظت کرو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی گمراہ تم کو ہدایت پانے کے بعد نقصان پہنچادے''۔

اقبال نے فلسفۂ خودی کو تسخیر کائنات کا وسیلہ بنایا ہے۔ یہی تسخیر فطرت کائنات کا تخلیقی نکتۂ عروج ہے۔اسی تخلیق آدم میں انسانی خودی کی تخلیق مضمر ہے۔

(فکر اقبال کے سرچشمے۔ص۶۵۔۶۴)

تری زندگی اسی سے، تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو روسیاہی!

(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۲۳۷)

خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

خودی کی بلندی: (خُ۔دِی۔کِی۔بُ۔لَن۔دِی) خودی کی وہ حالت مراد ہے جبکہ وہ اللہ کی مرضی میں بکلّی فنا ہو جائے۔تصوف کی اصطلاح میں ''رضا بالقضا'' کہتے ہیں۔یعنی بندہ اللہ کی مشیت کے سامنے سرِ تسلیم خم اس طرح کردے کہ اس کی مرضی بالکل وہی ہو جائے جو اللہ کی مرضی ہے اور اسے اللہ کے احکام کی تعمیل میں ایسی لذت محسوس ہو گویا وہ حکم خود اسی نے جاری کیا تھا گویا تمہاری ذاتی مرضی اب کچھ نہیں ہے جو اس کی مرضی ہے وہی تمہاری بھی مرضی ہے۔اس یگانگت یا مطابقت کا نتیجہ ایک طرف تو یہ نکلتا ہے کہ مومن کو اللہ کے احکام کی تعمیل میں ناقابلِ تشریح روحانی لذت اور مسرت محسوس ہوتی ہے اور دوسری طرف اللہ مومن پر اس قدر مہربان ہو جاتا ہے کہ بسا اوقات اپنی مشیت مومن کی خواہش کے مطابق کر دیتا ہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص۴۰۲۔۴۰۱)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے!

(غزل۳۳۔ب۔ج۔ص۳۴۷)

خورد: (خُرد) طعام۔کھانا۔ (ف۔ع)

کہ نباید خورد و جو ہمچو خراں
آہوانہ درختن چہ ارغواں

(یورپ سے ایک خط۔ب۔ج۔ص۴۴۱)

خوردونوش: (خُر۔دُو۔نُوش) کھانا پینا۔دانا پانی۔

(ف۔آ)

یہ عالم، یہ بت خانۂ چشم و گوش
جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

خوردہ: (خُر۔دَہ) کھایا ہوا۔ (ف۔ل)

سپاس شرطِ ادب ہے ورنہ کرم ترا ہے ستم سے بڑھ کر
ذرا سا اک دل دیا ہے، وہ بھی فریب خوردہ ہے آرزو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

خورسند: (خُر۔سَن/د) خوش۔شادماں۔شاد۔(ف۔ل)

تاثیر ہے میرے نفس کی کہ خزاں میں
مرغانِ سحر خواں مری صحبت میں ہے خورسند!

(شکروشکایت۔ض۔ک۔ص۴۸۵)

خورش: (خُ۔رِش) طعام۔خوراک۔ (ف۔ع)

تو مرغ سرائی، خورش از خاک بجوئی
مادر صدد دانہ بہ منجم زدہ منقار

(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

خورشید: (خُر۔شِید) سورج۔مہر۔آفتاب۔شمس۔

(ف۔آ)

خورشیدِ جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں

(روح ارضی۔۔۔۔۔ب۔ج۔۴۸۵)

اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

(اقبال۔ب۔ج۔ص۲۹۳)

خوش: (خُش) بامراد۔عمدہ۔ (ف۔ع)

حیات است در آتشِ خود طپیدن
خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی

(ملازادہ۔۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

خوشا: (خُ۔شَا) بہت اچھا۔ (ف۔ع)

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا!
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا!

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

خوش الحان: (خُش۔اَل۔حان) اچھی آواز والا۔

(ف۔ع)

لذتِ نغمہ کہاں مرغِ خوش الحاں کے لئے
آہ! اس باغ میں کرتا ہے نفس کوتاہی!

(غزل۵۶۔ب۔ج۔ص۳۶۷)

خوشامد: (خُ۔شا۔مَد) چاپلوسی۔جھوٹی تعریف۔

(ف۔آ)

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت
کہہ دے کوئی اُلو کو اگر رات کا شہباز!

(خوشامد۔ض۔ک۔ص۶۰۰)

خوش آنا: (خُش۔آ۔نا) اچھا لگنا۔پسند آنا۔مرعوب ہونا۔ (ل۔ف)

خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے، شاعری کیا ہے!

(غزل۲۵۔ب۔ج۔ص۳۴۰)

کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

خوشتر: (خُش۔تَر) بہت اچھا۔ (ف۔ع)

ہمیشہ صورتِ بادِ سحر آوارہ رہتا ہوں
محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیائی
(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

خوش خرام: (خُش۔خَ۔رَام) خوش رفتار۔اچھا چلنے والا۔ آہستہ چلنے والا۔ (ف۔آ)

پھرتی ہے وادیوں میں کیا دخترِ خوش خرامِ ابر
کرتی ہے عشق بازیاں سبزۂ مرغزار سے
(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

خوشرنگ: (خُش۔رَن۔رَگ) اچھا اور چٹکیلا رنگ۔شوخ رنگ۔ (ف۔آ)

موتی خوشرنگ پیارے پیارے
یعنی، ترے آنسوؤں کے تارے
(تنہائی۔ب۔د۔ص۱۲۹)

خوشگوار: (خُش۔گ۔وَار) خوش ذائقہ۔مزیدار۔ لذیز۔دل پسند۔دل پذیر۔شیریں۔وہ چیز جس کے کھانے سے طبیعت خوش ہو۔ (ف۔آ)

مطلعِ خورشید میں مضمر ہے یوں مضمونِ صبح
جیسے خلوت گاہِ مینا میں شرابِ خوشگوار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۴)

خوش نما: (خُش۔نُ۔مَان) جو خوبصورت نظر آئے۔ (ف۔ع)

کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کوہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ ترے رخسار پر
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

خوش نوائی: (خُش۔نَ۔وَا۔اِی) اچھا گانا۔عمدہ گانا۔

چمن افروز ہے صیاد میری خوشنوائی تک
رہی بجلی کی بیتابی، سو میرے آشیاں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

خوشہ: (خُو۔شَہ) اناج کی بالی۔گچھا۔ (ف۔ع)

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

خوشہ چیں: (خُو۔شَہ۔چِین) وہ شخص جو کھیت کٹنے کے بعد گرے ہوئے خوشے چن لیتا ہے۔ (ف۔ل)

کہنے لگا چاند ، ہم نشینو!
اے مزرعِ شب کے خوشہ چینو!
(چاند اور تارے۔ب۔د۔ص۱۱۹)

خوشہ چیں: (خُو۔شَہ۔چِین) دوسروں کی تخلیق سے فائدہ اٹھانے والا۔ (ف۔ل)

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

خوشی سے: (خُ۔شی۔سے) اشتیاق کے ساتھ۔ مشتاقانہ۔امنگ اور چاؤ سے۔ (ف۔آ)

اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی!
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی
(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

خوف: (خَوف) ڈر۔اندیشہ۔دہشت۔ہیبت۔ (ف،آ)

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

خوگر: (خُو۔گر) عادی۔جس کو کسی بات کی خو پڑی ہو۔ خوگرفتہ۔ (ف۔آ)

اے خدا! شکوۂ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

خوگر محسوس: (خُو۔گ۔رِ۔مَح۔سُوس) مادیات، احساسات کی دنیا کے عادی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۰۵)

ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار
اک بحرِ پر آشوب و پر اسرار ہے روی!

(یورپ سے ایک خط۔ب۔ج۔ص۴۴۰)

خونبار: (خُون۔بار) خون برسانے والا۔ (ف۔ل)

دیدۂ خونبار ہو منت کشِ گلزار کیوں؟
اشک پیہم سے نگاہیں گل بدامن ہوگئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

خوں بہا: (خُون۔بَ۔بَا) وہ نقدی جو مقتول کے وارث بعوض خون لیں۔ (ف۔آ)

قصاص خونِ تمنا کا مانگیے کس سے
گناہ گار ہے کون اور خوں بہا کیا ہے؟

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۸)

خون جگر: (خُو۔نِ۔جِ۔گر) خونِ جگر اقبال کی اصطلاح ہے اور اس سے ان کی مراد عشق یا خلوص قلب، جدوجہد یا حسن عمل یا جذبۂ جہاد ہوتی ہے۔(ش۔ب۔ج۔ص۵۳۸۔۷۱۳)

نقش ہیں ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام، خونِ جگر کے بغیر!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۳)

تر آنکھیں تو ہو جاتی ہیں، پر کیا لذت اس رونے میں
جب خونِ جگر کی آمیزش سے اشک پیازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

خون جگر پینا: (خُو۔نِ۔جِ۔گر۔پِی۔نَا) محنت شاقہ کرنا۔سخت محنت کرنا۔کلفت اٹھانا۔ (ف۔آ)

لطف مرنے میں ہے باقی، نہ مزا جینے میں
کچھ مزا ہے تو یہی خونِ جگر پینے میں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۰۷)

خون دل وجگر: (خُو۔نِ۔دِ۔لُو۔جِ۔گر) مراد بے حد محنت وریاضت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۳)

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

خون رولانا: (خُون۔رُ۔لا۔نا) خون کے آنسوؤں سے رولانا۔انتہا سے زیادہ رولانا۔ (ف۔ش)

آرزو کو خون رلواتی ہے بیدادِ اجل
مارتا ہے تیر تاریکی میں صیادِ اجل

(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

خونریز: (خُون۔ریز) خون گرانے والا۔ (ف۔ع)

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی؟

(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

خونریزی: Blood shed (Khun-rezi) Slaughter (ہ۔ڈ۔ف)

جہانِ مغرب کے بتکدوں میں، کلیساؤں میں، مدرسوں میں
ہوس کی خونریزیاں چھپاتی ہیں عقلِ عیار کی نمائش!

(کارل مارکس۔ض۔ک۔ص۵۹۹)

خوں گرفتہ چینی: (خُون۔گِ۔رَف۔تَہ۔چی۔نی) اشارہ غالباً چینی شاعر ki-kan کی طرف ہے۔Ki-kan (۳۰۰ء۔۴۰۰ء) نہایت ناانصافی کے ساتھ قتل کیا گیا۔لیکن اس کا عزم بالجزم اور اس کی رجائیت اس قتل کے سامنے ماند نہ پڑ سکی۔Ki-ken کا مذہب بدھ مت تھا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۳۷۶)

خودی بلند تھی اس خوں گرفتہ چینی کی
کہا غریب نے جلاد سے دمِ تعزیر
ٹھہر ٹھہر کہ بہت دل کشا ہے یہ منظر
ذرا میں دیکھ تو لوں تابناکیٔ شمشیر!

(ذوق نظر۔ض۔ک۔ص۵۹۴)

خون ناب: (خُورن۔نَاب) خالص خون۔خون کے آنسو۔ (ف۔ل)

طشتِ گردوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب
نشترِ قدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب!

(ماہ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

خوئے انقلاب: (خُو۔اِے۔اِن۔قِ۔لَاب) بدلتے رہنے کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۰)

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

(الارض للہ۔ب۔ج۔ص۴۱۱)

خویش: (خِیش) اپنا۔ (ف۔ع)

دوش می گفتم بہ شمعِ منزلِ ویرانِ خویش
گیسوئے تو از پر پروانہ دارد شانہ

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

خویش: (خیش) آپ۔ (ف۔ع)

مرادخود کو۔

مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است!

(حسین احمدؐ۔ا۔ح۔ص۶۹۱)

خویشتن بینی: (خِیش۔تَن۔بِی۔نی) اپنی ذات کی معرفت، اپنی پوشیدہ قوتوں سے آگاہی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۵۲)

محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پروا

(غزل ا۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

خویشتن داری: (خِیش۔تَن۔دَا۔ری) اپنی خودی کی حفاظت کرنا اور اس میں استغنا کا رنگ پیدا کرنا۔جو مومن کی بنیادی صفات میں سے ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۲۳۸)

محبت خویشتن بینی، محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پروا

(غزل ا۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

خویش و اقارب: (خِیش۔وَ۔اَ۔قَا۔رِب) عزیز۔رشتے دار۔قریبی رشتے دار۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۶)

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گداز

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

خویشی: (خِیش۔شی) اپنائیت۔آپس داری۔(ف۔ع)

امینِ راز ہے مردانِ حر کی درویشی
کہ جبرئیل سے ہے اس کو نسبتِ خویشی

(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

خیاباں: (خَ۔یَا۔بَان) پارک۔چمن۔کیاری۔

(ف۔ع)

پنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز
کہ سازگار نہیں یہ جہانِ گندم و جَو
(غزل۵۵۔ب۔ج۔ص۳۶۶)

خیالی: (خَ۔یا۔لی) تصوری۔خوابی۔وہمی۔طلسمی۔گمانی۔ قیاسی۔ (ف۔آ)

کٹ مرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لئے
سنگ کی لذت میں تو لٹوا گیا نقدِ حیات
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

خیام: (خِ۔یام) خیمہ کی جمع۔ (ف۔ع)

جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گذر، بادہ و جام سے گذر!
(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

خیر: (خَیر) ا۔نیکی۔بھلائی۔بہتری۔ ۲۔سلامتی۔ عافیت۔ (ف۔آ)

خیر ہے سلطانیٔ جمہور کا غوغا کہ شر؟
تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر!
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۹)

خیر: (خَیر) ایجاب کے واسطے۔بجائے ہاں۔اچھا۔بھلا۔ (ف۔آ)

سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر
دل آدمی کا ہے فقط اک جذبۂ بلند
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

خیر الامم: (خَیرُل۔اُمَم) بہترین قوم مراد ملت اسلامیہ۔

سوتے ہیں اس خاک میں خیر الامم کے تاجدار
نظمِ عالم کا رہا جن کی حکومت پر مدار
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

خیر و شر: (خَیر۔وُ۔شَر) اقبال کے نزدیک انسان کا کمال اس میں ہے کہ وہ خیر کی قوتوں سے خودی کو مستحکم کر لے اور جو چیزیں اس استحکام کے راستے میں مزاحم ہوتی ہیں یعنی شر کی قوتیں ان کا مقابلہ کر لے۔ان قوتوں کو زیر کر لینے کے بعد انسان کی خودی مستحکم ہو جاتی اور انسان عشق، جہد و عمل، یقین محکم اور فقر و استغنا کی منزلوں سے گزر کر اور شر کی قوتوں پر فتح پا کر اور مرشدِ کامل کا اتباع کر کے مردِ کامل کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔
﴿اقبال۔فن اور فلسفہ۔ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی۔ص۱۰۷)

دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر
راہ کی ظلمت سے ہو مشکل سوئے منزل سفر
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۸)

خیرہ: (خی۔رَہ) چکاچوند۔سرکش۔ (ف۔ع)

نظر کو خیرہ کر دیتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنائی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

خیز: (خِیز) خاستن۔مصدر کا اسم فاعل بمعنی اٹھانے والا۔ اٹھنے والا۔پیدا کرنے والا۔(مرکبات میں مستعمل ہے جیسے صبح خیز۔مردم خیز)۔ (ف۔ل)

خورشید وہ عابدِ سحر خیز
لانے والا پیامِ "بر خیز"
(انسان۔ب۔د۔ص۱۲۷)

خیل: (خِیل) گروہ۔ٹکڑی۔ (ف۔ع)

سرت گردم تو ہم قانونِ پیشین ساز دہ ساقی
کہ خیلِ نغمہ پردازاں قطار اندر قطار آمد!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

خیمہ: (خے۔مَہ) ڈیرہ۔تنبو۔جرگاہ۔ (ف۔آ)

ہے ترے خیمۂ گردوں کی طنابیں جھالر
بدلیاں لال سی آتی ہیں افق پر جو نظر
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۴)

خیمہ استادہ ہونا: (خے۔مَہ۔اِس۔تا۔دَہ۔ہُو۔نا) خیمہ لگانا۔ (ف۔ل)

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

خیمہ زن: (خے۔مَہ۔زَن) خیمہ لگائے ہوئے۔ پڑاؤ ڈالے ہوئے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷)

تیری عمرِ رفتہ کی اک آن ہے عہدِ کہن
وادیوں میں ہیں تری کالی گھٹائیں خیمہ زن
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

خیمہ زن ہونا: (خے۔مَہ۔زَن۔ہُو۔نا) کسی جگہ خیمہ بپا کرکے رہنا۔ (م۔ل)

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
ارم بن گیا دامنِ کوہسار!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

د

داخل: (دَا۔خِل) برابر۔مقابل۔شامل۔ (ف۔آ)

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

داخل: (دَا۔خِل) شامل۔ملحق۔ (ف۔آ)

آنکھوں سے ہیں ہماری غائب ہزار انجم
داخل ہیں وہ بھی لیکن اپنی برادری میں
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

داد: (دَاد) آفرین۔واہ وا۔تحسین۔ (ف۔آ)

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۰۰)

داد: (دَاد) عطا۔بخشش۔ (ف۔آ)

دیا جواب اسے خوب مرغِ صحرا نے!
غضب ہے داد کو سمجھا ہوا ہے تو بیداد!
(پرواز۔ب۔ج۔ص۴۵۵)

دادِ سخن: (دَا۔دِ۔سُ۔خن) بات یا شعر کی تعریف۔ (ف۔ل)

یوں دادِ سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس
یہ کافرِ ہندی ہے بے تیغ و سناں خونریز!
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

دار: (دَار) سولی۔اردو میں عموماً پھانسی کو کہتے ہیں۔ (ف۔آ)

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رسن کی تلاش میں ہے ابھی!
(مشرق۔ض۔ک۔ص۲۰۴)

دارالشفا: (دا۔رُش۔شِ۔فا) شفاخانہ۔ بیمار خانہ۔ صحت حاصل کرنے کی جگہ۔Hospital۔ (ف۔آ)

دار الشفا حوالیٔ بطحا میں چاہئے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہئے
(شفاخانۂ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

دارد: (دا۔رَد) رکھنا۔

ہر چہ در دل گذرد وقفِ زباں دارد شمع
سوختن نیست خیالے کہ نہاں دارد شمع
(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

دارم: (دا۔رَم) رکھتا ہوں۔

"دریں حسرت سرا عمر یست افسونِ جرس دارم
زفیضِ دل طپیدن ہا خروشِ بے نفس دارم"
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۹)

دارو: (دا۔رُو) دوا۔ (ف۔ع)

دل توڑ گئی ان کا دو صدیوں کی غلامی
دارو کوئی سوچ ان کی پریشاں نظری کا
(اے پیرحرم۔ض۔ک۔ص۵۲۰)

داستاں: (داس۔تان) قصہ۔ کہانی۔ حکایت۔ روایت۔سرگذشت۔ (ف۔آ)

اے ہمالہ! داستاں اس وقت کی کوئی سنا
مسکنِ آبائے انساں جب بنا دامن ترا
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

داشت: (داش۔رت) رکھ رکھاؤ۔رکھوالی۔ (ف۔ع)

"دل اگر می داشت وسعت نے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود!"
(مرزا بیدل۔ض۔ک۔ص۵۸۵)

داشتن: (داش۔تَن) رکھنا۔ (ف۔ع)

از نفس در سینۂ خوں گشتہ نشتر داشتم
زیرِ خاموشی نہاں غوغائے محشر داشتم
(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

داشتہ: (داش۔تَہ) ناجائز بیوی۔ (ف۔ع)

ممکن ہے کہ یہ داشتۂ پیرکِ افرنگ
ابلیس کے تعویذ سے کچھ روز سنبھل جائے!
(جمعیتِ اقوام۔ض۔ک۔ص۶۱۸)

داغ: (داغ) زخم۔گھاؤ۔ (ف۔آ)

گرم رکھتا تھا ہمیں سردیٔ مغرب میں جو داغ
چیر کر سینہ اسے وقفِ تماشا کردیں
(عبدالقادری۔۔۔ب۔د۔ص۱۳۲)

داغ: (داغ) دھبا۔نشان۔ (ل۔ک)

وسعتِ عالم میں رہ پیما ہو مثلِ آفتاب
دامنِ گردوں سے ناپیدا ہوں یہ داغِ سحاب
(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۲)

داغ: (داغ) رنج۔صدمہ۔ (ف۔آ)

تجھ سے مری زندگی سوز و تب و تاب و داغ
تو ہی مری آرزو، تو ہی مری جستجو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۴)

داغ جگر: (دا۔غ۔جِ۔گر) زخم جگر۔زخم دل۔ (ف۔آ)

تو اے مسافرِ شب خود چراغ بن اپنا
کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی

(ستارے کا پیغام۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

داغ رُو یا خُون کے آنسو جہاں آباد پر: اقبال نے مرزا داغ دہلوی کے "شہر آشوب" کی طرف اشارہ کیا ہے

فلک زمین و ملائک جناب تھی دلی
بہشت و خلد میں بھی انتخاب تھی دلی
جواب کاہے کو تھا لاجواب تھی دلی
مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلی
پڑی ہیں آنکھیں وہاں جو جگہ تھی نرگس کی
خبر نہیں اسے کھا گئی نظر کس کی

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۸۶۔۲۸۵)

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہان آباد پر

(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۴)

دام: (دَام) جال۔پھندا۔ (ف۔آ)

عشق کے دام میں پھنس کر یہ رہا ہوتا ہے
برق گرتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے

(دل۔ب۔د۔ص۶۲)

دامان: (دَا۔مَان) کور۔کنارہ۔لب۔حاشیہ۔(ف۔آ)

دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملادیں

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

دامان: (دَا۔مَان) دامن۔انگرکھے یا قبا کا وہ حصہ جو نیچے لٹکتا رہتا ہے۔ (ف۔آ)

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ افق سے آشکار
صبح، یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار

(نمود صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

دام میں پھنسنا: (دَام۔مِیں۔پھنس۔نا) گرفتار ہونا۔جال میں پھنسنا۔ (ف۔ش)

عشق کے دام میں پھنس کر یہ رہا ہوتا ہے
برق گرتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے

(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

دامن: (دَا۔مَن) آنچل۔ (ف۔آ)

ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک!

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

دامن بچانا: (دَا۔مَن۔ب۔چا۔نا) ۱۔الگ رہنا۔ ۲۔بے تعلق رہنا۔ (ف۔ل)

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبارِ راہِ حجاز ہوجا

(پیام عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

دامن بھرنا: (دَا۔مَن۔بھر۔نا) دامن میں کوئی چیز لینا جس سے دامن معمور ہوجائے۔ (ف۔ش)

مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا
ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا

(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

دامن دراز کرنا: (دَا۔مَن۔د۔رَاز۔کر۔نا) دامن پھیلانا۔ (م۔ل)

نہ ہو قناعت شعار گل چیں، اسی سے قائم ہے شان تیری
دفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہوجا

(پیام عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

دامن کش: (دَا۔مَن۔کش) مراد اپنی طرف توجہ دلانے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷)

مطلعِ اول فلک جس کا ہو، وہ دیواں ہے تو
سوئے خلوت گاہِ دل دامن کشِ انساں ہے تو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۱)

دامن کوہ: (دا۔مَ۔نِ۔کوہ) پہاڑ کے نیچے کی صحرا۔ (ف۔آ)

مرتا ہوں خامشی پر ، یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو
(اک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

دانا: (دا۔نا) حکیم۔ دانش مند۔ عاقل ۔ ہوش مند۔ ہوشیار۔پیر جہاں دیدہ۔ (ف۔آ)

حسن کی تاثیر پر غالب نہ آسکا تھا علم
اتنی نادانی جہاں کے سارے داناؤں میں تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

دانائے کار: (دا۔نا۔اِئے۔کار) معاملات پر جس کی پوری گرفت اور نظر ہو۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۳)

آب و گل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
لبلۂ جنت تری تعلیم سے دانائے کار
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۲)

داند: (دا۔ند) جاننے والا۔ (ف۔ع)

تو صاب نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دلِ توبیند و اندیشۂ تومے داند
(اعلیٰحضرت نواب۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۱)

دانش: (دا۔نِش) عقل مندی۔دانائی۔ (ف۔ع)

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی
(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

دانش برہانی: (دا۔نِش۔بُر۔ہا۔نی) مراد وہ عقل ہے جو دماغ کو روشن کرتی ہے اور اس کی مدد سے انسان اپنے دعاوی پر براہین و ادلّہ قائم کرسکتا ہے۔ جس کی بدولت انسان کے دماغ میں شکوک اور شبہات کی فراوانی ہوجاتی ہے کیونکہ یہ عقل انسان کو صرف ''حریم ذات'' تک پہنچا سکتی ہے۔ پردہ اٹھا کر محبوب کا جمال جہاں آرا نہیں دکھا سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ عقل تجلی کی تاب نہیں لاسکتی۔ یہ عشق ہی ہے کہ عاشق میں مشاہدہ کی طاقت پیدا کردیتا ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۱۹۸)

اک دانشِ نورانی ، اک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی، حیرت کی فراوانی!
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۱)

دانش حاضر: (دا۔نِ۔شِ۔حا۔ضِر) دانش حاضر اقبال کی مشہور اصطلاح ہے یعنی یورپ کا فلسفہ اور سائنس یا حکمت غرب جو لادینی اور انکار خدا پر مبنی ہے۔
(ش۔ض۔ک۔ص۴۳۰)

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم
گذر اس دور میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم
(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

دانش مند: (دا۔نِش۔مَن۔د) عالم۔عقل مند۔ہوشیار۔ سمجھدار۔ (ف۔آ)

نظرِ حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانشمند
حیات کیا ہے؟ حضور و سرور نور و وجود!
(مقصود۔ض۔ک۔ص۵۳۰)

دانش نورانی: (دا۔نِ۔شِ۔نُو۔را۔نی) نوروالی عقل مراد عشق حقیقی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۴)

اک دانشِ نورانی ، اک دانشِ برہانی

ہے دانشِ برہانی، حیرت کی فراوانی!
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۱)

ہمچو شمعِ کشتہ در چشمِ نگاہ خوابیدہ است
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

داورِ محشر: (دا۔وَ۔رِ۔مَ۔شَر) قیامت کے دن انصاف کرنے والا۔خداتعالیٰ۔ (ف۔ل)

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتاب صوفی و ملا کی سادہ اوراقی
(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

دائم: (دَا۔اِم) ہمیشہ۔مدام۔سدا۔ (ف۔آ)

فیضِ ساقی شبنم آساں، ظرف دل دریا طلب
تشنۂ دائم ہوں، آتش زیرِ پا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

دبستان: (دَ۔بِس۔تان) مکتب۔ (م۔ل)

خالی ان سے ہوا دبستان
تھی جن کی نگاہ تازیانہ!
(جاوید سے۔۔۔ض۔ک۔ص۵۴۹)

دختر: (دُخ۔تَر) لڑکی۔صبیہ۔بیٹی۔ (ف۔آ)

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ افق سے آشکار
صبح یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

در: (دَر) دروازہ۔ (م۔ل)

اپنے حسنِ عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسرِ یک ذرۂ خاکِ درِ آدم نہیں!
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

در: (دَر) حرف جار۔بیچ۔اندر۔میں۔ (ف۔آ)

تاز آغوشِ وداعش داغِ حیرت چیدہ است

در: (دُر) ۱۔موتی۔مرواریدکلاں۔گوہر۔ ۲۔ایک موتی کا گوشوار۔ (ف۔آ)

ہو دُرِ گوشِ عروسِ صبح، وہ گوہر ہے تو
جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

درا: (دَ۔رَا) گھنٹہ۔جرس۔ (ف۔ع)

اس خاموشی میں جائیں اتنے بلند نالے
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۸)

دراج: (دُر۔رَاج) تیتر۔ (ف۔ع)

مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز
پرسوز اگر ہو نفسِ سینۂ درّاج
(معراج۔ض۔ک۔ص۴۷۹)

دراز: (دَ۔رَاز) لمبا۔طویل۔ (ف۔آ)

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں؟
کار، جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

درازی: (دَ۔رَا۔زِی) لمبائی۔ (ف۔ع)

ناپید ہے بندۂ عمل مست
باقی ہے فقط نفس درازی!
(جاوید سے۳۔ض۔ک۔ص۵۵۰)

درافشاں: (دُر۔اِف۔شاں) ۱۔موتی بکھیرنے والا۔ ۲۔خوش بیاں۔ (ف۔ل)

مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے در افشاں ہونا
ناقۂ شلبِ رحمت کا حدی خواں ہونا
(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

دربار: (دَر۔بار) شاہی عدالت۔کچہری۔ (ف۔آ)

قید ہے دربارِ سلطان و شبستانِ وزیر
توڑ کر نکلے گا زنجیرِ طلائی کا اسیر
(رخصت اے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۳)

دربانی: (دَر۔بَا۔نی) چوکیداری۔پہرے داری۔
(ف۔ل)

یا شرعِ مسلمانی، یا دیر کی دربانی
یا نعرۂ مستانہ، کعبہ ہو کہ بت خانہ!
(غزل۳۷۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

در پردہ: Behind the (Dar-parda)
screen. Concealed(Poshidah)(ہ۔ڈ۔ف)

خودی میں ڈوب زمانے سے ناامید نہ ہو
کہ اس کا زخم ہے درپردہ اہتمامِ رفو!
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۷)

درتابندہ: (دُ۔رِ۔تا۔بن۔دَہ) چمکدار موتی۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۱)

اے درِ تابندہ! اے پروردۂ آغوشِ موج!
لذتِ طوفاں سے ہے نا آشنا دریا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۵)

درج: (دُرج) جواہرات یا زیور کا صندوقچہ۔ (ف۔ع)

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں!
(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

درجہ: (دَرَ۔جَہ) پایہ۔مرتبہ۔پائیگاہ۔منزلت۔(ف۔آ)

یہ اگر سچ ہے تو ہے کس درجہ عبرت کا مقام
رنگ اک پل میں بدل جاتا ہے یہ نیلی رواق
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

درخت: (دَ۔رَخ۔رت) روکھ۔پیڑ۔شجر۔ (ف۔آ)

کہا درخت نے اک روز مرغِ صحرا سے
ستم پہ غمکدۂ رنگ و بو کی ہے بنیاد!
(پرواز۔ب۔ج۔ص۴۵۵)

درخشاں: (دُ۔رَخ۔شاں) روشن۔چمکدار۔ چمکیلا۔ تاباں۔جھلکتا ہوا۔ (ف۔آ)

کلی بولی سریر آرا ہماری ہے وہ شہزادی
درخشاں جس کی ٹھوکر سے ہوں پتھر بھی نگیں بن کر
(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

درخشانی: (دُ۔رَخ۔شا۔نی) چمک۔روشنی۔(ف۔ل)

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
مری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی!
(ستارے کا پیغام۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

درخشندہ: (دُ۔رَخ۔شن۔دَہ) چمکنے والا۔ (ف۔ع)

مشرق کے خداوند سفیرانِ فرنگی!
مغرب کے خداوند درخشندۂ فلزّات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

درخور: (دَر۔خُر) لائق۔سزاوار۔ (ف۔ل)

بس کہ میں افسردہ دل ہوں، درخورِ محفل نہیں
تو مرے قابل نہیں ہے، میں ترے قابل نہیں
(رخصت اے بزم جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

درِ خیبر: (دَ۔رِ۔خَے۔بَر) ۷ھ (۶۲۸ء) میں خیبر پر فوج کشی ہوئی۔ یہاں یہودیوں کے بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے ۔جن کا فتح کرنا آسان کام نہیں تھا۔ پہلے حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے بعد حضرت عمر اس مہم پر روانہ کئے گئے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر میں حضرت علی نے اس قلعے کو فتح کیا۔ قیصر کا شہر حضرت عمر کے عہد میں فتح ہوا۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۳)

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے؟
شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

درد: (دَرْد) سوز و گداز۔ اثر کشش۔ (م۔ل)

جستجو کل کی لئے پھرتی ہے اجزا میں مجھے
حسن بے پایاں ہے، دردِ لادوا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

درد: (دَرْد) دکھ۔ تکلیف۔ (ف۔آ)

اقبالؔ! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا!
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

درد: (دُرْد) گاد۔ تلچھٹ۔ (ف۔آ)

لبریز مے زہد سے تھی دل کی صراحی
تھی تہ میں کہیں دُردِ خیالِ ہمہ دانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

دردآشنا: (دَرْد۔آشْ۔نا) درد سے واقف۔ ہمدرد۔ (ف۔ل)

مگر غنچوں کی صورت ہوں دلِ درد آشنا پیدا
چمن میں مشتِ خاک اپنی پریشاں کر کے چھوڑونگا
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۱)

درد انگیز: (دَرْد۔اَن۔گیز) رقت انگیز۔ جگر سوز۔ جاں گداز۔ دل پر اثر کرنے والا جیسے دردانگیز مضمون۔ (ف۔آ)

مرے اشعار اے اقبال کیوں پیارے نہ ہوں مجھ کو
مرے ٹوٹے ہوئے دل کے یہ دردانگیز نالے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

دردِ دل: (دَرْ۔دِ۔دِل) غم و رنج۔ دکھ اور تکلیف۔ دلی صدمہ۔ (ف۔آ)

واں بھی کیا فریاد بلبل پر چمن روتا نہیں؟
اس جہاں کی طرح واں بھی دردِ دل ہوتا نہیں؟
(خفتگان خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

دردِ دل: (دَرْ۔دِ۔دِل) مراد ہے عشق الٰہی۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

دردِ سر: (دَرْ۔دِ۔سَر) تکلیف۔ دقت۔ مشکل۔ محنت۔ زحمت۔ (ف۔آ)

خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے خداوندا خدائی دردِ سر ہے
ولیکن بندگی استغراللہ یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

دردمند: (دَرْد۔مَن۔د) تکلیف زدہ۔ مصیبت زدہ۔ آفت کا مارا۔ دکھی۔ (ف۔آ)

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا
(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۴)

درس: (دَرْس) سبق۔ (ف۔ع)

مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں
کہاں حضور کی لذت کہاں حجابِ دلیل!
(غزل۴۲۔ب۔ج۔ص۳۵۵)

درگاہ: (دَر۔گاہ) دربار۔بارگاہ۔ (ف۔آ)

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطقِ اعرابی
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

درگذر: (دَر۔گ۔ذَر) چھوڑ۔ (ف۔ع)

فرومال محمود سے درگذر
خودی کو نگہ رکھ، ایازی نہ کر
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

درگذر: (دَر۔گ۔ذَر) چھوٹ۔ (ف۔ع)

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگذر
(جہاد۔ض۔ک۔ص۴۹۱)

درگوش: (دُر۔رِ۔گوش) کان کا موتی۔کان میں پہننے کا موتی۔ (ف۔ک۔م)

ہو دُرِ گوشِ صبح ، وہ گوہر ہے تو
جس پہ سمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

درم: (دِ۔رَم) ایک چاندی کے سکے کا نام۔مثل چونی۔ (م۔ل)

"زبہر درم تند و بد خو مباش
تو باید کہ باشی ، درم گو مباش"
(خودی۔ب۔ج۔ص۴۵۲)

درماں: (دَر۔مان) علاج۔چارہ۔معالجہ۔دوادارو۔ (ف۔آ)

پھرا کرتے نہیں مجروحِ الفت فکرِ درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۴۷)

درماندہ: (دَر۔ماں۔دَہ) عاجز۔مجبور۔ناچار۔بے کس۔ (ف۔آ)

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کاروں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۲)

درماندہ رہرو: (دَر۔ماں۔دَہ۔رَہ۔رَو) پیچھے رہا ہوا مسافر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۴)

تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

درمکنوں: (دُ۔رِ۔مَک۔نُون) یکتا موتی۔ (ف۔ع)

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُراج کا دُرِ مکنوں!
(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

درمیان: (دَر۔مِ۔یان) اندر۔مابین۔ (ف۔آ)

تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۳۱)

درمیان: (دَر۔مِ۔یان) بیچ۔وسط۔ (ف۔آ)

شعلۂ نمرود ہے روشن زمانے میں تو کیا
"شمع خودرای گداز و درمیانِ انجمن
(کفر و اسلام۔ب۔د۔ص۲۴۰)

درناب: (دُ۔رِ۔ناب) بے مثل و بے بہا موتی۔ (م۔ل)

میں نے پایا ہے اسے اشکِ سحر گاہی میں!
جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش!
(غزل ۵۶۔ب۔ج۔ص ۳۶۷)

درود: (دُ۔رُود) کھیتی یا لکڑی کی کٹائی۔ (ف۔ع)

پا چکا فرصت درودِ فصلِ انجم سے سپہر
کشتِ خاور میں ہوا ہے آفتاب آئینہ کار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص ۱۵۳)

دروغ: (دُ۔رُوغ) جھوٹ۔ (ف۔ع)

پوچھنا رہ رہ کے اس کے کوہ و صحرا کی خبر
اور وہ حیرت دروغِ مصلحت آمیز پر!
(عبدِ طفلی۔ب۔د۔ص ۲۵)

دروں: (دَ۔رُون) دل۔باطن۔ (م۔ل)

ترا اے قیس، کیونکر ہو گیا سوزِ دروں ٹھنڈا؟
کہ لیلیٰ میں تو ہیں اب تک وہی انداز لیلائی
(تضمین بر شعرا عیسیٰ شاملو۔ب۔د۔ص ۱۵۴)

درون: (دَ۔رُون) اندر اور بیچ۔ جیسے درونِ خانہ یعنی گھر کے اندر۔ (م۔ل)

خودی کیا ہے؟ رازِ درونِ حیات!
خودی کیا ہے؟ بیداریٔ کائنات!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۹)

درون خانہ: (دَ۔رُو۔نِ۔خا۔نہ) (تابع فعل) اندر ہی اندر۔ (ف۔ل)

درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رہگذر کو کیا خبر ہے!
(رباعی۔ب۔ج۔ص ۳۷۷)

درہم: (دِرْ۔ہم) ایک چاندی کے سکّے کا نام۔ (ف۔آ)

ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص ۲۲۴)

درویش: (دَرْ۔وِیش) خدا رسیدہ۔ سالک۔ (ف۔آ)

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ!
(شاہیں۔ب۔ج۔ص ۴۵۷)

درویشی: (دَرْ۔وِے۔شی) فقیری۔ دنیا سے بے نیازی کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۴۵۸)

خدا وندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری!
(غزل ۱۴۔ب۔ج۔ص ۳۲۹)

دریا: (دَرْ۔یا) بحر۔ندی۔ (ف۔آ)

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب! تو
پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہرِ نایاب تو
سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص ۱۱۴)

دریغ: (دَ۔رِیغ) افسوس۔ حسرت۔ غم۔ (ف۔ع)

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
تہی دست رفتن سوئے دوستاں
(سعدیؒ) (ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۳)

دریوزۂ خلافت: (دَرْ۔یُو۔زَہ۔ا۔خِ۔لا۔فَت) پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو عربوں کی غداری کی وجہ سے شکست فاش اٹھانی پڑی۔ چنانچہ انہوں نے غیر مشروط طور پر اتحادیوں

کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ انگریزوں نے ہندی مسلمانوں سے جو وعدے کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ترکی سلطنت بحرطور برقرار رکھی جائے اگر چہ عمل اس کے برعکس ہوا۔ ی کی اس تباہی پر تمام ہندوستان میں صف ماتم بچھ گئی۔ مسلمانوں نے تمام ملک میں احتجاجی جلسے کئے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ ان جلسوں کے بعد دسمبر ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں خلافت کانفرنس کا اجلاس ہوا اور یہ طے پایا کہ جنوری ۱۹۲۰ء میں انگلستان کو ایک وفد روانہ کیا جائے گا چنانچہ وفد روانہ کیا گیا لیکن ۸ ماہ کے بعد وفد ناکام واپس ہوا۔ ا۔ علامہ اقبال نے اپنی دور رس نگاہوں سے بھانپ لیا تھا کہ حکومت برطانیہ جو خود زوالِ خلافت کی سب سے زیادہ آرزومند ہے وہ بھلا کب وفد کے مطالبات پر توجہ کرے گی اس لئے انہوں نے یہ بلیغ نظم تحریر کی۔

(ا: سید طفیل احمد منگلوری علیگ۔ مسلمانوں کا روشن مستقبل، بحوالہ: م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۵۳۔۲۵۲)

(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص ۲۵۴)

دریوزہ گری: (دَر۔یُو۔زَہ۔گ۔ری) بھیک مانگنا۔ گدائی کرنا۔ (ف۔آ)

کب تلک طور پہ دریوزہ گری مثلِ کلیم!
اپنی ہستی سے عیاں شعلۂ سینائی کر

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۷۹)

دریں: (دَ۔رِین) اس میں۔ (ف۔ع)

آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
"مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر"

(ہندی مسلمان۔ض۔ک۔ص ۴۸۹)

دزدیدہ نگاہ: (دُز۔دِی۔دَہ۔نِ۔گاہ) کنکھیوں سے دیکھنا۔ (ف۔ل)

تجھ کو دزدیدہ نگاہی یہ سکھادی کس نے؟
رمز آغازِ محبت کی بتادی کس نے؟

(۔۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص ۱۱۷)

دست: (دَس/رت) ہاتھ۔ پنجہ۔ (ف۔آ)

"ملک ہاتھوں سے گیا، ملت کی آنکھیں کھل گئیں"
حق ترا چشمے عطا کر دستِ غافل درنگر!

(خضرراہ۔ب۔د۔ص ۲۶۵)

دستار: (دَس۔تار) پگڑی۔ پاگ۔ (ف۔ع)

نہیں یہ شانِ خودداری، چمن سے توڑ کر تجکو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیبِ گلو کر لے!

(پھول۔ب۔د۔ص ۲۵۰)

دستار فضیلت: (دَس۔تا۔رِ۔فَ۔ضِی۔لَت) بڑائی۔ عظمت کی پگڑی۔ (ف۔ع)

برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سر
خندہ زن ہے جو کلاہِ مہرِ عالم تاب پر

(ہمالہ۔ب۔د۔ص ۲۲)

دستاویز: (دَس۔تا۔وِیز) معاملہ کی تحریری سند۔ (ف۔ع)

اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیراں ہو، جس فقر کی دستاویز!

(غزل ۲۔ب۔ج۔ص ۳۱۸)

دست بدست: (دَس/رت۔بَ۔دَس/رت) ہاتھوں ہاتھ۔ جلدی۔ شتابی۔ (ف۔آ)

فقیہ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور
کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگِ دست بدست!

(شکست۔ض۔ک۔ص ۵۰۰)

دست تصرف: (دَس۔تِ۔ت۔صَر۔رُف) دخل کرنا

کام میں ہاتھ ڈالنا مراد اختیار اور قبضے میں نہ ہونا۔ (ف۔ع)

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۸۲۵)

ہے مرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مہر و ماہ، کیا آسمانِ تو بتو
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۳)

دست قدرت: (دَس۔تِ۔قُد۔رَت) طاقت۔ قدرت۔ بس۔ قابو۔ اختیار۔ مقدور۔ (اصل میں یہ استعارہ ہے، قدرت کو ایک آدمی فرض کر کے اس کے ہاتھ سے مراد لی ہے۔) (ف۔آ)

اے ہمالہ! کوئی بازی گاہ ہے تو بھی جسے
دستِ قدرت نے بنایا ہے عناصر کے لئے
(ہمالہ۔ب۔د۔ص ۲۲)

دستکار: (دَس۔رت۔کار) ہاتھ کا کام کرنے والا۔ (ف۔ع)

سنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں
پرانے جھونپڑوں میں ہے ٹھکانا دستکاروں کا
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۹۱)

دست موسیٰؑ: (دَس۔رت۔مُو۔سا) کنایہ آفتاب سے۔ (ل۔ک) (مزید دیکھئے ید بیضا)

گری وہ برق تری جانِ نا شکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت ہے دستِ موسیٰ پر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص ۸۱)

دست نگر: (دَس۔رت۔نِ۔گر) ہاتھ تکنے والا۔ محتاج۔ حاجت مند۔ مفلس۔ تنگ دست۔ (ف۔آ)

لائے غرض کہ مال رسولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
(صدیق۔ب۔د۔ص ۲۲۴)

دستور: (دَس۔تُور) رسم۔ طور۔ طریقہ۔ آئین۔ طرز۔ روش۔ عادت۔ رواج۔ (ف۔آ)

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں؟
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص ۶۸)

دستور: (دَس۔تُور) قاعدہ۔ معمول۔ قانون۔ (ف۔آ)

زندگی الفت کی درد انجامیوں سے ہے مری
عشق کو آزادِ دستورِ وفا رکھتا ہوں میں
(عاشقِ ہرجائی۔ب۔د۔ص ۱۲۳)

دش: (دُش) خراب۔ بھونڈا۔ (ف۔ع)

"عشق ناپید و خرد مے گردش صورت مار"
عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا
(زمانہ حاضر۔۔۔۔ض۔ک۔ص ۵۳۱)

دشت: (دَش۔رت) صحرا۔ جنگل۔ بیاباں۔ میدان۔ بادیہ۔ (ف۔آ)

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں!
(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۳)

دشت پیما: (دَش۔رت۔پے۔ما) جنگلوں میں پھرنے والا۔ بادیہ گرد۔ (ف۔ل)

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیائے حجاز
ہجرتِ مدفونِ یثرب میں یہی مخفی ہے راز
(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص ۱۶۱)

دشت پیمائی: (دَش۔رت۔پے۔ما۔ائی) جنگلوں میں پھرنا۔ صحرانوردی۔ (ف۔ل)

اسی نگاہ سے ہر ذرہ کو جنوں میرا
سکھا رہا ہے رہ و رسمِ دشت پیمائی!
(نگاہِ شوق۔ض۔ک۔ص۵۷۳)

دشت جنوں پرور: (دَش رت۔ج۔نُوں۔پَر۔وَر) عشق کے جذبوں کو تیز کرنے والا صحرا۔ دینی علوم کے مدرسے اور خانقاہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۳)

آج ہیں خاموش وہ دشتِ جنوں پرور جہاں
رقص میں لیلیٰ رہی، لیلیٰ کے دیوانے رہے
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

دشتی: (دَش۔تی) جنگلی۔صحرائی۔ (ف۔ع)

زاغ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۵۲)

دشنہ: (دِش۔نَہ) خنجر۔کٹاری۔ (ف۔ع)

ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو ہو کے بیدل سوئے بیت اللہ گئے
(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

دشوار: (دُش۔وَار) مشکل۔کٹھن۔ (ف۔ع)

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

دشواری: (دُش۔وَا۔ری) مشکل۔دقت۔سختی۔ناگوار۔ (ف۔آ)

کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
نہیں زمانۂ حاضر کو اس میں دشواری
(انتساب۔ض۔ک۔ص۶۱۳)

دعا: (دُ۔عا) ا۔التجا۔درخواست۔عرض۔التماس۔ ۲۔مناجات۔ (ف۔آ)

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری
(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۵)

دعا گو: One who blesses or (Dua-go) press- beadsman (ہ۔ڈ۔ف)

دعا گو سے مراد ہے دعا کہہ دینا۔

بدستِ مانہ سمرقند و نے بخارا ایست
دعا گو ز فقیراں بہ ترکِ شیرازی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

دعوت: (دَع۔وَت) بلاوَ۔طلبی۔ (ف۔آ)

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عریانی
(حضرت انساں۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

دعویٰ: (دَع۔وَا) حق۔استحقاق۔مطالبہ۔ (ف۔آ)

زمیں کو تھا دعویٰ کہ میں آسماں ہوں
مکاں کہہ رہا تھا کہ میں لامکاں ہوں
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

دعویٰ کرنا: (دَع۔وَا۔کَر۔نا) مطالبہ کرنا۔باز پرس کرنا۔ حق چاہنا۔درخواست کرنا۔ (ف۔آ)

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل!
بنایا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تو نے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۳)

دعویٰ کرنا: (دَع۔وَا۔کَر۔نا) اپنے آپ کو طاقتور ظاہر

کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۴۱)

تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

دفتر: (دَف۔تَر) مجموعۂ حساب وغیرہ۔کتاب۔کاغذات۔ (ف۔آ)

اے آفتاب! روح روانِ جہاں ہے تو
شیرازہ بندِ دفترِ کون و مکاں ہے تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

دفتر: (دَف۔تَر) محکمہ۔آفس۔Office۔ (ف۔آ)

مجموعۂ اضداد ہے اقبال نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے، طبیعت خفقانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

دفترِ عمل: (دَف۔تَر۔عَ۔مَل) اعمال نامہ۔ وہ کتاب جس میں اعمال کی تفصیل درج ہو۔ (ف۔ل)

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

دفع: (دَف۔ع) دور کرنا۔ہٹانا۔ (ف۔ع)

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ؟
دفعِ مرض کے واسطے پل پیش کیجئے!
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

دفعتہً: (دَف۔عَ۔تَن) یکا یک۔یک بارگی۔اچانک۔فوراً ناگہاں۔ (ف۔آ)

دفعتہً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ امم
ہے وہ قوت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم!
(اہل مصر۔ض۔ک۔ص۶۰۶)

دقیق: (دَ۔قِیق) باریک۔نازک۔مشکل۔کٹھن۔ (ف۔آ)

علاجِ ضعفِ یقیں اس سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

دکن: (دَ۔کَن) جنوبی ہندوستان۔ (ف۔ع)

تھی نہ شاید کچھ کشش ایسی وطن کی خاک میں
وہ مہِ کامل ہوا پنہاں دکن کی خاک میں
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

دکھڑا رونا: (دُکھ۔ڑا۔رُو۔نا) دکھ درد مصیبت وتکلیف کا حال بیان کرنا۔ (ف۔ش)

اس قید کا الٰہی دکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۸)

دگر: (دِ۔گَر) دوسرا۔دیگر۔ (ف۔آ)

''صدائے تیشہ کہ بر سنگ میخورد دگر است
خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است''
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۹)

دگرگوں: (دِ۔گَر۔گُوں) اور طرح۔اور ہی طرح۔ (ف۔ع)

چشمِ فطرت بھی نہ پہچان سکے گی مجھ کو
کہ ایازی سے دگرگوں ہے مقامِ محمود
(مسجد قوت الاسلام۔ض۔ک۔ص۵۶۷)

دگرگوں ہونا: (دِ۔گَر۔گُوں۔ہُو۔نا) تہ وبالا ہونا۔ الٹ پلٹ ہونا۔ (ف۔آ)

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب
جس سے دگر گوں ہوا مغربیوں کا جہاں
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

دگر گوں ہونا: (دِ۔گَر۔گُوں۔ہُو۔نا) رنگ بدلنا۔تغیر و تبدل ہونا۔ (ف۔آ)

رومۃ الکبریٰ! دگر گوں ہو گیا تیرا ضمیر
اینکہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب!
(مسولینی۔ب۔ج۔ص۴۴۳)

دل: (دِل) قلب۔من۔ضمیر۔ (ف۔آ)

دل سے مراد حقیقتِ عشق یا قوتِ عشق ہے۔

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے ارنی سرخیٔ افسانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

دل آزاری: (دِل۔آ۔زا۔ری) ظلم وستم۔اذیت رسائی۔ایذا رسائی۔آزار دہی۔ (ف۔آ)

تو سمجھتا ہے، یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

دل افروز: (دِل۔اَف۔رُوز) دل کا روشن کرنے والا۔ (م۔ل)

شعلہ ہے ترے جنوں کا بے سوز
سن مجھ سے یہ نکتۂ دل افروز
(ایک فلسفہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

دل آگاہ: (دِل۔آ۔گاہ) دانا۔ہوشیار دل۔بیدار دل۔ (م۔ل)

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نواگر کے لئے زہراب ہوتی ہے شکر خائی
(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

دل آویز: (دِل۔آ۔وِیز) دل لبھانے والا۔ (ف۔ل)

ہے شعرِ عجم گرچہ طربناک و دل آویز
اس شعر سے ہوتی نہیں شمشیر خودی تیز
(شعرِ عجم۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

دلآویزی: (دِل۔آ۔وِیز۔زی) دل لبھانا۔ (ف۔ل)

سوادِ رومۃ الکبریٰ میں دلی یاد آتی ہے
وہی عبرت وہی عظمت، وہی شانِ دلآویزی!
(غزل۱۷۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

دل آئینہ ہونا: (دِل۔آ۔اِی۔نَہ۔ہُو۔نا) دل پر نیک و بد حال خود بخود واضح ہو جانا۔ (ف۔ش)

اثر یہ بھی ہے اک میرے جنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینۂ دل ہے قضا کے رازدانوں میں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۰)

دل بجھنا: (دِل۔بُجھ۔نا) دل افسردگی ہونا۔دل مرنا۔دل کا پژمردہ ہونا۔طبیعت کا افسردہ ہونا۔ (ف۔آ)

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یارب!
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۶)

دلبری: (دِل۔ب۔ری) ۱۔دل کو موہ لینا۔ ۲۔محبوبیت۔ پیارا ہونا۔ (ف۔ل)

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانے کو تپش دی جگنو کو روشنی دی

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

دلبری: (دِل۔بَ۔ری) معشوقی۔ (ف۔ع)

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!
(غزل۲۵۔ب۔ج۔ص۳۴۰)

دل بستہ: (دِل۔بَس۔تَہ) دل لگا ہوا۔ (ف۔ع)

رہا دل بستۂ محفل، مگر اپنی نگاہوں کو
کیا بیرونِ محفل سے نہ حیرت آشنا تو نے
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۲)

دل پذیر: (دِل۔پَ۔ذِی رر) دل لبھانے والی چیز۔من موہنی۔ (ف۔ع)

نکتۂ دل پذیر تیرے لئے
کہہ گیا ہے کلیم قا آنی
(شیخ مکتب سے۔ب۔ج۔ص۴۵۶)

دل توڑنا: (دِل۔تُوڑ۔نا) ہمت توڑنا۔رنجیدہ کرنا۔ مایوس کرنا۔ناامید کرنا۔بیدل کرنا۔افسردہ کرنا۔ (ف۔آ)

انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

دلخراش: (دِل۔خَ۔راش) دل چھیلنے والا۔

(ف۔ع)

اے وائے آبروئے کلیسا کا آئینہ
روما نے کردیا سرِ بازار پاش پاش
پیر کلیسا! یہ حقیقت ہے دلخراش!
(ابلیسنیا۔ض۔ک۔ص۶۰۷)

دل خون ہونا: (دِل۔خون۔ہونا) بے حد صدمہ ہونا۔ کسی غم سے بے حد متاثر ہونا۔ (م۔ل)

بھر آئے پھول کے آنسو پیامِ شبنم سے
کلی کا ننھا سا دل خون ہوگیا غم سے
(حقیقت حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

دلدادہ: (دِل۔دا۔دَہ) عاشق۔مفتون۔فریفتہ۔

(ف۔آ)

اپنے سکانِ کہن کی خاک کا دلدادہ ہے
کوہ کے سر پر مثالِ پاسباں استادہ ہے
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

دلدار: (دِل۔دار) ا۔دلبر۔محبوب۔معشوق۔ ۲۔تسلی بخش۔تسکین دہ۔ (ف۔آ)

پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفا دار نہیں، تو بھی تو دلدار نہیں!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

دلداری: (دِل۔دا۔ری) رفاقت۔ہمدردی۔وفاداری۔

(ف۔آ)

''تو اے پروانہ! ایں گرمی ز شمعِ محفلے داری
چو من در آتشِ خود سوز اگر سوزِ دلے داری''
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

دل دہلنا: (دِل۔دِ۔ہل۔نا) خوف کھانا۔ڈرنا۔دل دھڑکنا۔ (ف۔آ)

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں، وہ طوفاں!
(مرد مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

دل ستان: (دِل۔سِ۔تان) دل چھین لینے والا۔ معشوق۔ (ف۔ل)

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق
آواز کن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

دل سوختہ: (دِل۔سُوخ۔تَہ) دل جلا۔ عاشق۔ دلدادہ۔فریفتہ۔ (ف۔آ)

دل سوختۂ گرمیِ فریاد ہے شمشاد
زندانی ہے اور نام کو آزاد ہے شمشاد
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

دل سوز: (دِل۔سُوز) ہمدرد۔محبوب۔ (ف۔ع)

پنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز
کہ سازگار نہیں یہ جہانِ گندم و جَو
(غزل۵۵۔ب۔ج۔ص۳۶۶)

دل سوزی: (دِل۔سُو۔زی) دردمندی۔ ہمدردی۔ غمخواری۔خیرخواہی۔ (ف۔آ)

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

دل سے پوچھنا: (دِل۔سے۔پُوچھ۔نا) دل پر گذری ہوئی حقیقت کا استفسار کرنا۔ (ف۔ش)

ہوں وہ رہرو کہ محبت ہے مجھے منزل سے
کیوں تڑپتی ہوں، یہ پوچھے کوئی میرے دل سے
(موجِ دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

دل صد چاک: (دِل۔صَد۔چاک) دل جس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ (ف۔ل)

تجھے کیوں فکر ہے اے گل! دلِ صد چاک بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
(پھول۔ب۔د۔ص۲۴۹)

دل فروز: (دِل۔ف۔رُوز) دل روشن کرنے والا۔ (ف۔ع)

تیری فضا دل فروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دلوں کا حضور، مجھ سے دلوں کی کشود
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

دلفریب: (دِل۔ف۔رِیب) دل کو لبھانے والا۔ (ف۔ع)

ہو دل فریب ایسا کہسار کا نظارہ
پانی بھی موج بن کر اٹھ اٹھ کے دیکھتا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

دلکش: (دِل۔کَش) دل پسند۔خوش نما۔دل لبھانے والا۔ پسندیدہ۔ (ف۔آ)

کہہ ہم سے بھی اس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبت کا ترانہ
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

دل کشا: (دِل۔ک۔شا) روشن۔کھلا ہوا۔وسیع۔فراخ۔ دل شگفتہ کرنے والا۔فرحت افزا۔ (ف۔آ)

کیا گم تازہ پروانوں نے اپنے آشیاں لیکن
مناظر دل کشا دکھلا گئی ساحر کی چالاکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

دل کو قرار ہونا: (دِل۔کو۔ق۔رار۔ہُو۔نا) اطمینان خاطر ہونا۔دلجمعی ہونا۔دل کو یکسوئی ہونا۔ (ف۔آ)

پوچھا حضور سرورِ عالم نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

دل کو لگنا: (دِل۔کو۔لگ۔نا) دل پر اثر ہونا۔ دل کو یقین ہونا جیسے یہ بات تو دل کو بھی لگتی ہے۔ (ف۔آ)

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی

(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۴)

دل کھول کر: (دِل۔کھول۔کر) [illegible]

[illegible]

(مقدمہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

دلگیری: (دِل۔گی۔ری) رنج۔ (ف۔ع)

اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری!
اک فقر سے مٹی میں خاصیت اکسیری!

(فقر۔ب۔ج۔ص۴۵۲)

دل میں اترنا: (دِل۔مَیں۔اُ۔تر۔نا) دل میں سمانا۔

(م۔ل)

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

(قطعہ۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

دِل مَیں کانٹا سا کھٹکنا: ناگوار طبع ہونا۔ گراں خاطر ہونا۔ دل میں رنج کرنا۔ (ف۔آ)

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط! اللہ ہو ، اللہ ہو، اللہ ہو!

(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

دلنشیں: (دِل۔ن۔شیں) دل میں بیٹھنے والا۔ (ف۔ع)

چھیڑتی جا اس عراقِ دلنشیں کے ساز کو
اے مسافر دل سمجھتا ہے تری آواز کو

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

دل نواز: (دِل۔ن۔واز) محبوب۔ دل خوش کرنے [illegible] (ف۔ع)

[illegible]

دل نوازی: (دِل۔ن۔وا۔زی) دل خوش رکھنا۔

(ف۔ع)

کوئی کارواں سے ٹوٹا ، کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی!

(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

دلیل: (دَ۔لیل) وہ بات جس کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے۔ (ف۔آ)

ہے مری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل
جس کی غفلت کو ملک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

دلیل: (دَ۔لیل) حجت۔وجہ۔ثبوت۔ (ف۔آ)

دلیلِ صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا گیا دورِ گراں تابی

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

دم: (دَم) ذات۔نفس۔ (ف۔آ)

ہوئی ہے زندہ دمِ آفتاب سے ہر شے
اماں مجھی کو ہے دامانِ سحر نہ ملی

(اختر صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

دم: (دَم) جان۔روح۔زندگی۔حیات۔ (ف۔آ)

دمِ زندگی، رمِ زندگی، غمِ زندگی، سمِ زندگی
غمِ رم نہ کر، سمِ غم نہ کھا، کہ یہی ہے شانِ قلندری!

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

دم: (دَم) لمحہ۔پل۔لحظہ۔ (ف۔آ)

حیات است در آتشِ خود طپیدن
خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی

(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

دمادم: (دَ۔مَا۔دَم) پے درپے۔ (ف۔ع)

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوردی پر تجھے
یہ تگا پوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

دمادم: (دَ۔مَا۔دَم) ہرنفس۔دم بدم۔ (ف۔ع)

دمادم رواں ہے یمِ زندگی
ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

دماغ: (دِ۔مَاغ) عقل۔دانائی۔سمجھ۔فہم۔ (ف۔آ)

نم صیاد نہیں، اور پر و بال بھی نہیں
پھر سبب کیا ہے نہیں تجھ کو دماغِ پرواز

(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۷)

دمبدم: (دَم۔ب۔دَم) ہردم۔ہرلحہ۔ (ف۔ع)

عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دمبدم

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

دم بھر کو: (دَم۔بھَر۔کُو) ذرا سی دیر کے واسطے۔لحہ بھر کو۔ ایک لحظہ۔ایک پل۔ (ف۔آ)

گو سکوں ممکن نہیں عالم میں اختر کے لئے
فاتحہ خوانی کو یہ ٹھہرا ہے دم بھر کے لئے

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

دم دینا: (دَم۔دِنے۔نا) فریب دینا۔بہکانا۔دھوکا دینا۔ دام میں لانا۔ (ف۔آ)

آیا ہے تو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ
دم دے نہ جائے ہستی ناپائیدار دیکھ

(غزل۱۔ب۔د۔ص۹۸)

دمن: (دَ۔مَن) ٹیلا۔چھوٹی پہاڑی۔ (ف۔ل)

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغِ چمن

(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

دنبالہ: (دُم۔بَا۔لَہ) پچھلا۔پونچھ۔ (ف۔ع)

کہیں اس عالمِ بے رنگ و بو میں بھی طلب میری
وہی افسانۂ دنبالۂ محمل نہ بن جائے!

(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۰۲)

دنیوی: (دُن۔یَ۔وِی) دینی کا نقیض۔دنیا سے منسوب۔ متعلق بہ دنیا۔دنیا کا۔ (ف۔آ)

علم کی سنجیدہ گفتاری بڑھاپے کا شعور
دنیوی اعزاز کی شوکت، جوانی کا غرور

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

دوام: (دَ۔وام) ہمیشہ۔سدا۔مدام۔ (ف۔آ)

رہتی ہے قیس روز کو لیلیٰ شام کی ہوس
اختر صبح مضطرب تابِ دوام کے لئے
(کوشش ناتمام۔ب۔د۔ص۱۲۴)

دوام: (دَ۔وام) ہمیشگی۔ہمیشہ۔ (ف۔ع)

ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام
جس کو کیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

دواں: (دَ۔واں) دوڑتا ہوا۔ (ف۔ع)

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

دوچند: (دُو۔چَن/د) دگنا۔ (ف۔ع)

کل اپنے مریدوں سے کہا پیرِ مغاں نے
قیمت میں یہ معانی ہے درِ ناب سے دو چند
(قطعہ۔ب۔ج۔ص۴۶۲)

دود: (دُو/د) دھنواں۔ (ف۔ع)

اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود
کہ شعلہ میں پوشیدہ ہے موجِ دود!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۱۴۱)

دور: (دُو/ر) عہد۔حکومت کا زمانہ۔ (م۔ل)

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

دور: (دُوز) گردش زمانہ۔ (ف۔ع)

[illegible]

صدیوں رہا ہے دشمنِ دورِ زماں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

دور: (دُوز) گرداگرد پھرنا۔چرخ گردش۔چکر۔(ف۔آ)

رہیں شکوۂ ایام ہے زباں میری
تری مراد پہ ہے دورِ آسماں پھر کیا؟
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

دور: (دُو/ر) زمانہ۔وقت۔ (ف۔آ)

ختم ہو جائے گا لیکن امتحاں کا دور بھی
ہیں پسِ نہ پردۂ گردوں ابھی دور اور بھی
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

دور: (دُو/ر) شراب کا دور۔ (م۔ل)

نہ بادہ ہے، نہ صراحی، نہ دورِ پیمانہ
فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ!
(غزل۲۸۔ب۔ج۔ص۳۴۳)

دوراں: (دُو۔راں) زمانہ۔وقت۔جگ۔ (ف۔آ)

تلخیٔ دوراں کے نقشے کھینچ کر دکھائیں گے
یا تخیل کی نئی دنیا ہمیں دکھلائیں گے
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

دوربیں: (دُو/ر۔بیں) دور کی چیز دیکھنے کا آلہ۔دور کی بات سوچنے والا۔ (ف۔ع)

کشش کا راز ہویدا کیا زمانے پر
لگا کے آئینۂ عقل دوربیں میں نے
(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

دوش: (دُو/ش) کندھا۔شانہ۔ (ف۔آ)

[illegible]

آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

دوش: (دُوْرش) گذری ہوئی رات۔ (م۔ل)

نظر آئے گی اسی کو یہ جہانِ دوش و فردا
جسے آگئی میسر مری شوخیِ نظارہ!
(غزل۔ض۔ک۔ص۴۹۸)

دوشالہ: (دُوْ۔شا۔لَہ) چادر کا جوڑا۔ (ف۔آ)

سرما کی ہواؤں میں ہے عریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۷)

دوش بدوش: (دُوْرش۔ب۔دُوْرش) ا۔کندھے سے کندھا ملا کر۔۲۔ اتفاق سے۔ (ف۔ل)

طالعِ قیس گیسوئے لیلیٰ
اس کی تاریکیوں سے دوش بدوش
(سیر فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

دوشیزہ: (دُوْ۔شی۔زَہ) باکرہ۔کواری لڑکی۔نابالغہ۔زن نارسیدہ۔ (ف۔آ)

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ افق سے آشکار
صبح، یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

دوشینہ: (دُوْ۔شی۔نہ) گذشتہ رات والا۔ (ف۔ع)

زندہ پھر وہ محفلِ دیرینہ ہو سکتی نہیں
شمع سے روشن شبِ دوشینہ ہو سکتی نہیں
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

دو عالم: (دُوْ۔عا۔لم) دونوں جہاں۔ (ف۔ل)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی!
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

دوقدم: (دُوْ۔ق۔دَم) قریب۔نزدیک۔پاس۔ (م۔ل)

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دوقدم ہے
(رباعی۔ب۔د۔ص۱۸۰)

دولت عثمانیہ: (دُوْ۔ل۔تِ۔عُث۔مَا۔نِیَہ)

حضرت عثمان خلیفۂ سوم عرب میں سب سے زیادہ دولت مند تھے۔اس کے ساتھ خدا نے فیاض طبع بھی بنایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی فیاضی اور مال و دولت سے اس وقت اسلام کو فائدہ پہنچایا جب اس امت میں کوئی دوسرا ان کا ہمسر موجود نہیں تھا۔آپ کی فیاضی کا سب سے نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ہزاروں روپیہ کے صرف سے سامانِ جنگ سے مجاہدین کو آراستہ کیا۔ یہ فیاضی ایسے وقت میں ظاہر ہوئی جبکہ عام طور پر مسلمان عسرت اور تنگی سے پریشان تھے اور دوسری طرف قیصر روم کی جنگی تیاریوں سے خود رسول کریم کو تشویش تھی۔
(حاجی معین الدین ندوی۔خلوائے راشدین۔ص۲۶۰۔۲۶۱)
(بحوالہ:م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۵)

حیدری فقر ہے، نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

دون: (دُوْرن) کمینہ۔ذلیل۔کنجوس۔ (ف۔ع)

دنیائے دوں کی کب تک غلامی
یا راہبی کر، یا پادشاہی!
(نزل۳۰۔ب۔ج۔ص۳۴۵)

دونیم: (دُو۔نیم) دوٹکڑے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۲)

دونیم، ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

دوئی: (دُو۔اِی) علیحدگی۔جدائی۔فرق۔ (ف۔آ)

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھادیں
بچھڑوں کو پھر ملادیں، نقشِ دوئی مٹادیں
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

دوئی: (دُو۔اِی) وحدت کی ضد۔نقیض توحید۔شرک۔ دو سمجھنا۔ (ف۔آ)

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!
(سلطان ٹیپو۔۔۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

دوئی فطرت: (دُو۔اِی۔فِط۔رَت) طبیعت کا گھٹیا پن۔پستی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۲۵)

جو دوئی فطرت سے نہیں لائقِ پرواز
اس مرغکِ بیچارہ کا انجام ہے افتاد
(آزادیٔ افکار۔ب۔ج۔ص۴۶۰)

دہ خدائے: (دِہ۔خُ۔دَای) گاؤں والا۔ (ف۔ع)

دہ خدایا ! یہ زمیں تیری نہیں ، تیری نہیں!
تیرے آبا کی نہیں ، تیری نہیں، میری نہیں!
(الارض للہ۔ب۔ج۔ص۴۱۱)

دہان: (دَہان) منھ۔ (ف۔ع)

مزا تو یہ ہے کہ یوں زیرِ آسماں رہئے
"ہزار گونہ سخن در دہان و لب خاموش"
(قرب سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

دہائی: (دُہ۔ہا۔اِی) فریاد۔دادخواہی۔دادوانصاف چاہنا۔ (ف۔آ)

بدلے نیکی کے یہ برائی ہے
میرے اللہ! تری دہائی ہے
(ایک گائے۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

دہر: (دَہر) زمانہ۔وقت۔کال۔جگ۔ (ف۔آ)

دہر کو دیتے ہیں موتی دیدۂ گریاں کے ہم
آخری بادل ہیں اک گذرے ہوئے طوفاں کے ہم
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۳)

دہریت: (دَہ۔رِی۔یَت) الحاد۔خدا کو نہ ماننا۔ (ل۔ف)

یہ وحی دہریتِ روس پر ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات!
(بلشویک روس۔ض۔ک۔ص۶۰۳)

دہشت: (دَہ۔شَت) خوف۔حیرت۔پریشانی۔ (ل۔ک)

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال
(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

دہشت ناک: (دِہ۔شَت۔نَاک) بھیانک۔ ڈراؤنا۔ (ف۔آ)

چرخ بے انجم کی دہشت ناک وسعت میں مگر
بے کسی اس کی کوئی دیکھے ذرا وقتِ سحر
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

دہقاں: (دِہ۔قَاں) کنوار۔کسان۔ (ل۔ک)

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو
(فرمانِ خدا۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

دہقانی: (دِہ۔قا۔نی) دیہاتی۔گنواری۔ (ف۔آ)

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اس بندے کی دہقانی پر سلطانی قربان!
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۱)

دہن: (دَ۔ہن) منھ۔ (م۔ل)

"تابِ گویائی نہیں رکھتا دہن تصویر کا
خامشی کہتے ہیں جس کو ہے سخن تصویر کا"
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

دی دے: (دِی۔دے) فارسی کا دسواں شمسی مہینہ۔
(ف۔ع)

جس میں سردی شباب پر ہوتی ہے مطابق ماہ دسمبر جنوری۔

خلوت از اغیار باید، نے زیار
پوستیں بہر دے آمد، نے بہار
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۴)

دیار: (دَ۔یار) بلاد۔ملک۔ (ف۔آ)

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے!
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا!
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

دیبا: (دِی۔با) ایک باریک اور نقشین کپڑا۔ (ف۔ع)

"خرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کے رشتیم"
(سعدیؒ)(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

دیت: (دِی۔ت) خون بہا جرمانہ۔ (ف۔ع)

ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر!
(لاہور و کراچی۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

دید: (دِی۔د) دیدار۔نظارہ۔ (ف۔آ)

دید تیری آنکھ کو اس حسن کی منظور ہے
بن کے سوزِ زندگی ہر شے میں جو مستور ہے
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

آدمی دید است ، باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

دیدار: (دِی۔دَار) جلوہ۔درشن۔نظارہ۔ (ف۔آ)

یہ دنیا دعوتِ دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عریانی
(حضرت انساں۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

دیدن: (دِی۔دَن) ملاقات کرنا۔دیکھنا۔ (ف۔ع)

پس قیامت شو قیامت را بہ بیں!
دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۲)

دیدہ: (دِی۔دَہ) آنکھ۔چشم۔نیتر۔ (ف۔آ)

امتحانِ دیدۂ ظاہر میں کوہستاں ہے تو
پاسباں اپنا ہے تو، دیوار ہندوستاں ہے تو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

دیدۂ تر: (دِی۔دَہ۔اِ۔تَر) روتی ہوئی آنکھ۔وہ آنکھ جس میں آنسو ہوں۔ (م۔ل)

مرے دیدۂ تر کی بے خوابیاں!
مرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

دیدہ ور: (دِی۔دَہ۔وَر) دیکھنے والا۔واقف کار۔

(ف۔ع) مراد دانا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

دیر: (دِیر) بتکدہ۔بتخانہ۔مندر۔ (ف۔آ)

کعبہ میں ، بتکدے میں ہے یکساں تری ضیا
میں امتیاز دیر و حرم میں پھنسا ہوا

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

دیر گیر: (دِیر۔گِیر) دیر سے پکڑنے والا۔دیر سے سزا دینے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۲)

آہ! یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ!
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر؟

(ملازادہ۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۸)

دیر نشیں: (دِیر۔نَ۔شِین) مندر میں بیٹھنے والا۔بت پوجنے والا۔خدا سے غافل۔ (م۔ل)

جنس نایاب محبت کو پھر ارزاں کردے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کردے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

دیر و حرم: (دِیر۔وَ۔حَ۔رَم) مندر اور کعبہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۰۰)

نہ خدا رہا نہ صنم رہے، نہ رقیب دیر و حرم رہے
نہ رہی کہیں اسد اللہی، نہ کہیں ابولہبی رہی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

دیرینہ: (دِیر۔رِی۔نَہ) قدیمی۔پرانا۔ (ف۔آ)

ہمدمِ دیرینہ کیسا ہے جہانِ رنگ و بو!
سوز و ساز و درد و داغ و جستجوئے و آرزو!

(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۵)

دیرینہ روزی: (دِیر۔رِی۔نَہ۔رُو۔زِی) بہت پرانے زمانے کا ہونا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷)

تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۱)

دیس: (دِیس) ملک۔ولایت۔عقلیم۔ (ف۔آ)

اے مئے غفلت کے سرمستو! کہاں رہتے ہو تم!
کچھ کہو اس دیس کی آخر کہاں رہتے ہو تم!

(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

دیگر: (دِی۔گَر) دوسرا۔ (ف۔ع)

درغمِ دیگر بسوز و دیگراں راہم بسوز
گفتمت روشن حدیثے، گر توانی دارگوش

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

دیگر: (دِی۔گَر) اور۔پھر۔ (ف۔ع)

''خودی را سوز و تابے دیگرے دہ
جہاں را انقلابے دیگرے دہ''

(تاتاری کا خواب۔ب۔ج۔ص۴۴۷)

دیگراں: (دِی۔گ۔رَان) دوسرے۔دوسروں۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۶)

''وفا آموختی، بکارِ دیگراں کردی
ربودی گوہرِ ازما نثارِ دیگراں کردی''

(تضمین بر شعر انیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۵)

دین: (دِین) مذہب۔ملت۔ (ف۔آ)

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبویؐ ہے
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

دینار: (دِی۔نار) ایک سونے کے سکے کا نام جو ڈھائی روپے کا ہوتا ہے اور عرب میں چلتا ہے۔ (ف۔آ)

مِلکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر و شتر و قاطر و حمار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

دیو: (دِیو/دے/رو) بھوت۔جن۔ابلیس۔ (ف۔ع)

ہوئی ہے ترکِ کلیسا سے حاکمی آزاد
فرنگیوں کی سیاست ہے دیوِ بے زنجیر
(لادین۔سیاست۔ض۔ک۔ص۶۱۵)

دیو استبداد: (دِیو/دے/رو۔اِس۔تِب۔دَاد) ایک آدمی کی حکومت کا جن۔شیطان۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۰)

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

دیوان: (دِی۔وَان) غزلوں کی کتاب۔ (ف۔آ)

مطلعِ اول فلک جس کا ہو، وہ دیواں ہے تو
سوئے خلوت گاہِ دل دامن کشِ انساں ہے تو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

دیوان جزو وکل: (دِی۔وَانِ۔جُز۔وُ۔کُل) یعنی اس کائنات کی کتاب۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۲)

مسلم سے اک روز یہ اقبالؔ نے کہا
دیوانِ جزو و کل میں ہے تیرا وجود فرد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

دیوانہ: (دِی۔وَانَہ) مجنوں۔پاگل۔سودائی۔ (ف۔آ)

واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا؟
امتیاز و ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا؟
(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۹)

ڈ

(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

ڈبونا: (ڈُبُو۔نا) ا۔غرق کرنا۔غوطہ دینا۔ ۲۔برباد کرنا۔ ناس کرنا۔تباہ کرنا۔خاک میں ملانا۔ (ف۔آ)

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبودے اے محیطِ آبِ گنگا تو مجھے
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

ڈر: (ڈَر) خوف۔اندیشہ۔خطرہ۔ (ف۔آ)

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال
(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

ڈوب مر: (ڈُوب۔مَر) غارت ہو۔دفعان ہو۔منہ نہ دکھا۔دنیا سے منہ چھپالے۔اس خجالت سے تو مرجا۔(ف۔آ)

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم، تو پانی میں جاکے ڈوب مرے
(ایک پہاڑ۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۱)

ڈھونڈتا پھرنا: (ڈُھونڈ۔تا۔پھِر۔نا) جستجو و تلاش کرکے ناکام پھرنا۔ (ف۔ش)

ہے جنوں مجکو کہ گھبراتا ہوں آبادی میں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں کس کو کوہ کی وادی میں میں
(رخصت اے بزم جہاں۔ب۔د۔ص۶۴)

ڈھونڈنے والوں: (ڈھونڈنے۔وا۔لوں) ''ڈھونڈنے والوں'' اشارہ کولمبس کی کی طرف ہے۔ کرسٹوفر کولمبس (Chri stopher columbus) ۱۴۴۶ء میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ دولت مند تاجر تھا۔ کچھ عرصہ اس نے بھی اپنے باپ کا تجارت میں ساتھ دیا۔ اس کا کچھ وقت پے دیا(Pavia) کی یونیورسٹی میں گذرا۔ ۱۴ سال کی عمر میں اس نے بحری سفر اختیار کیا۔ اس زمانے کے ملاح اچھے سپاہی تھے۔ چنانچہ اس کو بھی ایک جنگ میں حصہ لینا پڑا۔ اس کے ابتدائی بحری سفروں کا حال بہت کم معلوم ہے۔ ۱۴۷۴ء میں کولمبس نے ہندوستان پہنچنے کا عزم کیا۔ اس سفر کے سلسلے میں اس کو ایک عالم ہیئت کی بھی تائید حاصل تھی۔ کولمبس نے متعدد بحری سفر کئے۔ اگرچہ کولمبس ہندوستان نہ پہنچ سکا لیکن امریکہ (نئی دنیا) کی دریافت کا سہرا اس کے سر رہا۔ اس سفر میں اس کے بعض عزیز بھی شریک تھے۔ اور اس کی ہر طرح مدد کرتے رہتے تھے۔ کولمبس کا انتقال ۲۰ رمئی ۱۵۰۶ء کو ہوا۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۴۔۲۰۳)

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

ڈینگ مارنا: (ڈی۔نگ۔مار۔نا) شیخی بگھارنا۔ اترانا۔ تعلّی کرنا۔ (ف۔آ)

تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں
پہلا سبق ہے، بیٹھ کے کالج میں مار ڈینگ
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

ذ

ذات: (ذا۔ت) نسل۔گوت۔وجود۔ (ف۔آ)

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی
(ایک گائے۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۴)

ذاتی: (ذا۔تی) قدرتی۔حقیقی۔اصلی۔ (ف۔ع)

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کہیں جوہرِ ذاتی!
(تقدیر۔ض۔ک۔ص۴۸۶)

ذخیرہ: (ذ۔خی۔رہ) گودام۔جمع پونجی۔وہ چیز جو کسی وقت کے واسطے لگا رکھیں۔ (ف۔آ)

مسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام
روئے امید آنکھ سے مستور ہوگیا
(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۶)

ذردہ: (ذُر۔دَہ) چوٹی۔ (ف۔ع)

تو کہاں اے کلیم ذردۂ سینائے علم!
تھی تری موجِ نفس بادِ نشاط افزائے علم
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

ذروں کی ترکیب: (ذر۔رُون۔کی۔تر۔کیب) حضرت عیسیٰ سے چار صدی قبل کے فلسفی ویم قراطیس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات مادے کے ذروں سے مل کر بنی ہے اور خدا نہیں ہے۔ (سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

بنایا ذروں کی ترکیب سے کبھی عالم
خلافِ معنیٔ تعلیمِ اہلِ دیں میں نے
(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

ذرہ: (ذَرْ۔رَہ) وہ چھوٹے چھوٹے اجزا جو آفتاب کی شعاع کے ساتھ روزن میں سے دکھائی دیا کرتے ہیں۔جو۔(ف۔آ)

ہوئی جنبش عیاں ذروں نے لطفِ خواب کو چھوڑا
گلے ملنے لگے اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے ہمدم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۲)

ذرہ: (ذَرْ۔رَہ) ٹکڑا۔ریزہ۔ (ف۔آ)

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

ذکاوت: (ذَ۔کا۔وَت) ذہانت۔تیز فہمی۔دانائی۔ فراست۔ (ف۔آ)

ہر ادا سے تری پیدا ہے محبت کیسی
نیلی آنکھوں سے ٹپکتی ہے ذکاوت کیسی
(۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

ذکر: (ذِکْ۔رْ) خدا کا نام لینا۔شغل یادِ خدا۔ (ف۔آ)

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ!
(نظم ا۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

ذکر سلسبیل: (ذِکْ۔رْ۔سَل۔سِ۔بیل) سلسبیل کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح آتا ہے۔ عیناً فیھا تسمّٰی سلسبیلاً (۷۶/۱۸) یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۶۱)

مجھے فریفتۂ ساقیٔ جمیل نہ کر
بیان حور نہ کر ذکر سلسبیل نہ کر
(عشرت امروز۔ب۔د۔ص۱۲۵)

ذکر و فکر: (ذِکْ۔رُو۔فِکْ۔رر) ذکر اور فکر انسان کی دو بنیادی قوتوں اور طاقتوں کا نام ہے۔ذکر اور فکر دراصل سالک یا مومن کی ترقی کی منزلیں ہیں۔ذکر سے مراد ہے عشق خدا تعالیٰ اور فکر سے مراد ہے تحقیق و جستجو۔جب مومن ذکر میں ترقی کرتا ہے تو رومی اور عطار کی صف میں جگہ پاتا ہے اور جب وہ فکر کی ترقی کرتا ہے تو فارابی اور بوعلی سینا کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے اور اسلام ایسا دین ہے جو ان دونوں قوتوں کا جامع ہے۔
(ش۔ض۔ک۔ص۸۲۔۸۱)

مقامِ ذکر کمالاتِ رومی عطار
مقامِ فکر مقالاتِ بو علی سینا!
(ذکر و فکر۔ض۔ک۔ص۴۸۵)

مست رکھو ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۷)

ذمی: (ذِم۔مِی) غیر مسلم جو اسلامی سلطنت میں ہے اور جزیہ ادا کرے۔ (ف۔ل)

"ذمی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام"
فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا
(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

ذوق: (ذَوْ۔رق) شوق۔نشاط۔خوشی۔ (ف۔آ)

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدۂ زخمہ ہائے عجم رہا
وہ شہیدِ ذوقِ وفا ہوں میں کہ نوا مری عربی رہی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

ذوق: (ذَوْ۔رق) ذوق کے لغوی معنی ہیں چکھنا۔امتحان کرنا۔آزمائش کرنا اور لذت یا مسرت حاصل کرنا لیکن تصوف کی

اصطلاح میں ذوق کہتے ہیں اس روحانی ملکہ کو جس کی بدولت سالک حق و باطل میں امتیاز کرتا ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۶۱۳)

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مردہ ذوق
خلوتیانِ میکدہ کم طلب و تہی کدو!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۴)

ذوق پرواز: (ذَوْ۔قِ۔پَرْ۔وَاز) بلندیوں کی طرف اڑنے یا جانے کا شوق۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۷۸)

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۸)

ذوق تن آسانی: (ذَوْ۔قِ۔تَن۔آ۔سَا۔نی) آرام طلبی اور سستی کا شوق۔لطف۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۲۸۵)

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۳)

ذوق جستجو: (ذَوْ۔قِ۔جُس۔تُ۔جُو) مراد شوق و تجسس۔

مطمئن ہے تو، پریشاں مثلِ بو رہتا ہوں میں
زخمی شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں

(گل رنگیں۔ب۔د۔ص ۲۴)

ذوق جمال: (ذَوْ۔قِ۔جَ۔مَال) ''ذوق جمال'' بہت بلیغ ترکیب ہے۔اس حیات انسانی کا وہ پہلو مراد ہے جو سراسر غیر مادی ہے یعنی روح اور اس کے مختلف مظاہر مثلاً جذباتِ عشق و محبت جو ذراتِ مادی کی ترکیب کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔

(ش۔ا۔ح۔ص ۱۲۰)

غبارِ راہ کو بخشا گیا ہے ذوقِ جمال
خرد بتا نہیں سکتی کی مدعا کیا ہے

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص ۶۶۸)

ذوق خدائی: (ذَوْ۔قِ۔خُ۔دَا۔ئی) حکمرانی کا شوق اور جذبہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۵۲)

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص ۳۹۷)

ذوق یقیں: (ذَوْ۔قِ۔یَ۔قیں) پختہ پکا ایمان۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۳۸۴)

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۱)

ذہب: (ذَہَبْ) سونا۔کندن۔ (ف۔ع)

قلب پہلو می زند بازر بشب
انتظار روز می وارد ذہب

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص ۴۲۸)

ذہن: (ذِہْن) تیزی۔طبع یا عقل مندی۔(ف۔ع)

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۷)

ذی روح: (ذِی۔رُوْح) جاندار۔ Honorable-Respectable۔ (ف۔آ)(ہ۔ذ۔ف)

مر کے جی اٹھنا فقط آزاد مردوں کا ہے کام
گرچہ ہر ذی روح کی منزل ہے آغوشِ لحد

(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص ۶۶۲)

ر

را: (رَا) اردو میں اس کے مرکبات۔ قضارا بمعنی اتفاقاً۔ ناگہانی۔ خدارا یعنی خدا کے لئے مستعمل ہیں۔ (ف۔آ)

"شورِ لیلیٰ کو کہ باز آرائشِ سودا کند
خاکِ مجنوں راغبارِ خاطرِ صحرا کند"

(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۸۷)

رابطہ: (رَابِ۔طہ) لگاؤ۔علاقہ۔جمع روابط۔(ف۔ع)

ملت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ!

(پیوستہ رہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۹)

راحت: (رَا۔حَت) آرام۔آسائش۔ (ف۔ع)

ہے گراں سیرِ غمِ راحلہ و زاد سے تو
کوہ و دریا سے گذر سکتے ہیں مانندِ نسیم!

(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

راز: (رَاز) بھید۔پوشیدہ بات۔ (ف۔آ)

کیا عوض رفتار کے اس دیس میں پرواز ہے؟
موت کہتے ہیں جسے اہلِ زمیں کیا راز ہے؟

(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

رازدار: (رَاز۔دَار) ہمدم۔محرمِ کار۔دم ساز۔(ف۔آ)

کبابِ قمری سے میں نے اک دن یہاں کے آزاد پا بگل ہیں!
تو غنچے کہنے لگے، ہمارے چمن کا یہ رازدار ہوگا!

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۱)

رازدار: (رَاز۔دَار) ہمراز۔بھیدیا۔محرم۔ (ف۔آ)

یہ شالا مار میں اک برگِ گل کہتا تھا
گیا وہ موسمِ گل جس کا رازدار ہوں میں

(عید پر شعر لکھنے۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

رازداں: (رَاز۔دَاں) بھید جاننے والا۔واقف کار۔ دوست۔ (ف۔ل)

اثر یہ بھی ہے اک میرے جنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینۂ دل ہے قضا کے رازدانوں میں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۰)

رازفاش کرنا: (رَاز۔فَاش۔کَر۔نَا) بھید کھولنا۔ (ف۔آ)

کہتا مگر ہے فلسفۂ زندگی کچھ اور
مجھ پر کیا یہ مرشدِ کامل نے راز فاش

(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

رازفاش ہونا: (رَاز۔فَاش۔ہُو۔نَا) (لازم) راز کھلنا۔ (م۔ل)

ہاں! نمایاں ہو کے برقِ دیدۂ خفاش ہو
اے دلِ کون و مکاں کے رازِ مضمر فاش ہو

(نویدِ صبح۔ب۔د۔ص۲۱۲)

رازق: (رَا۔زِق) رزق دینے والا۔ (ف۔ع)

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

راز کہن: (رَا۔زِ۔ک۔ہَن) پرانا راز کنایہ ہے حسین ابن منصور حلاج کے قول انا الحق۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۷)

ہاں آشنائے لب ہو نہ رازِ کہن کہیں
پھر چھڑ نہ جائے قصۂ دار و رسن کہیں
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

راز و نیاز: (رَا۔زُو۔نِ۔یاز) محبت کی پوشیدہ باتیں۔ (ف۔ع)

یہ پچھلے پہر کا زرد رو چاند
بے راز و نیاز آشنائی!
(غزل۳۱۔ب۔ج۔ص۳۴۵)

راس نہ ہونا: (رَاس۔نَہ۔ہُو۔نا) ا۔نحس اور نامبارک ہونا۔۲۔ناموافق ہونا۔مزاج کے خلاف ہونا۔ (ف۔آ)

عہدِ حاضر کی ہوا راس نہیں ہے اس کو
اپنے نقصان کا احساس نہیں ہے اس کو
(چاند اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۷۳)

راکب: (رَا۔کِبْ) سوار۔ (ف۔ع)

تو پیرِ صنم خانۂ اسرار ازل سے
محنت کش و خونریز و کم آزار ازل سے
ہے راکب تقدیر جہاں تیری رضا دیکھ!
(روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

راگ: (رَاگ) نغمہ۔سرود۔ترانہ۔لے۔سر۔(ف۔آ)

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

رام: (رَام) تابعدار۔مطیع۔فرمانبردار۔حکم بردار۔ (ف۔آ)

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رام ہند
(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

رام کرنا: (رَام۔کَرْ۔نا) تابع کرنا۔فرمانبردار بنانا۔قابو میں لانا۔ (ف۔آ)

الٰہی سحر ہے پیرانِ خرقہ پوش میں کیا!
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

راہ: (رَاہ) راستہ۔سڑک۔گذر۔ (ف۔آ)

گزر جا بن کے سیلِ تندرو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

راہب: (رَا۔ہِبْ) عابد۔تارک الدنیا عیسائی مرد۔ (ف۔ع)

سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار
فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی
(فقر و راہبی۔ض۔ک۔ص۵۱۲)

راہبانہ: (رَا۔ہِ۔با۔نہ) راہبوں کی سی۔ترکِ دنیا کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۲۲)

مراد ہے درویشوں کی مانند۔

بیاباں کی خلوت خوش آتی ہے مجھ کو
ازل سے ہے فطرت مری راہبانہ!
(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

راہبانہ: (رَا۔ہِ۔با۔نہ) ترکِ دنیا۔بے عمل اور جد و جہد سے خالی زندگی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۲)

ضمیر مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں زر کُن ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ج۔ص۲۸۶)

رہبر: (رَاہ۔بَر، رَہ۔بَر) ہادی۔ رہنما۔ اگوا۔ سرغنہ۔ سردار۔ (ف۔آ)

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں!
(قطعہ۔ب۔د۔ص۱۶۲)

محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی
جرس بھی، کارواں بھی، راہبر بھی، راہزن بھی ہے
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۷۵)

راہ داں: (رَاہ۔دَاں) راہ کا نگہبان۔ راہ دکھانے والا۔ (م۔ل)

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لئے!
(غزل۲۶۔ب۔ج۔ص۳۴۱)

راہ کرنا: (رَاہ۔کَرْنا) ا۔رسم ملاقات۔ پیدا کرنا۔ راستہ نکالنا۔ ربط بڑھانا۔ ربط پیدا کرنا۔ ۲۔رسائی کرنا۔ آمدورفت کا موقع نکالنا۔ (ف۔آ)

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی
صید مہر و ماہ کرتی ہے خودی!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۲)

راہگذر: (رَاہ۔گُذَر) راہ دکھانے والا۔ (ف۔ع)

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہگذر
چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور!
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

راہنما: (رَاہ۔نُما) راہ دکھانے والا۔ (ف۔ع)

کہے نہ راہنما سے کہ چھوڑ دے مجھ کو!
یہ بات راہروِ نکتہ داں سے دور نہیں
(غزل۲۷۔ب۔ج۔ص۳۴۲)

راہ نورد: (رَاہ۔نَوَرْد) ا۔راستہ چلنے والا۔ ۲۔مسافر۔ راہرو۔ (ف۔ل)

بلبلی کو رو رہے تھے ابھی اہلِ گلستاں
حالی بھی ہو گیا سوئے فردوسِ رہ نورد!
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

راہوار: (رَاہ۔وَار) قدم باز گھوڑا۔ (ف۔آ)

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

راہی: (رَا۔ہی) راہ چلنے والا۔ (ف۔ع)

بھٹکا ہوا راہی میں، بھٹکا ہوا راہی تو!
منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی؟
(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

رائی: (رَا۔اِی) ا۔ایک قسم کی سرسوں۔ ۲۔مقدار قلیل۔ (ف۔آ)

رائی زورِ خودی سے پربت
پربت ضعفِ خودی سے رائی!
(غزل۳۱۔ب۔ج۔ص۳۴۵)

رایت: (رَا۔یَت) جھنڈا۔ جمع رایات۔ (ف۔ع)

تیری قسمت میں ہم آغوشی اسی رایت کی ہے
حسنِ روز افزوں سے تیرے آبرو ملت کی ہے

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

رب: (رَبْ) پالنے والا۔ پروردگار۔ پالنہار۔ خدا تعالیٰ۔ مالک۔ (ف۔آ)

کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرش رب جلیل کا ہوں میں

(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

رباب: (رَ۔بَابْ) ایک قسم کی سارنگی۔ (ف۔آ)

خاموش ہوگیا ہے تارِ رباب ہستی
ہے میرے آئینے میں تصویرِ خواب ہستی

(رات اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۷۲)

ربط: (رَبْ/ط) ا۔لگاؤ۔علاقہ۔تعلق۔ ۲۔میل ملاپ۔ راہ ورسم۔ ۳۔پیار۔اخلاص۔ (ف۔آ)

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

ربط: (رَبْ/ط) ا۔تناسب۔نسبت۔ ۲۔محبت۔دوستی۔ چاہت۔آشنائی۔اتحاد۔ (ف۔آ)

ربط ہوجاتا ہے دل کو نالہ و فریاد سے
خونِ دل بہتا ہے آنکھوں کی سرشک آباد سے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۴)

ربط ضبط: (رَبْ/ط۔ضَبْ/ط) میل ملاپ۔ آمد و رفت۔راہ ورسم۔ (ف۔آ)

ربط و ضبطِ ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

ربوبیت: (رَ۔بُو۔بِی۔یَتْ) پروردگاری۔(ف۔ل)

ذرا سی پھر ربوبیت سے شان بے نیازی لی
ملک سے عاجزی، افتادگی تقدیر شبنم سے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

ربودن: (رَ۔بُو۔دَن) اچک لے جانا۔ (ف۔ع)

''وفا آموختی از ما، بکارِ دیگراں کردی
ربودی گوہرے ازما نثارِ دیگراں کردی''

(تضمین برشعرائیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۵)

ربوداں ترک شیرازی دلِ تبریز و کابل را
صبا کرتی ہے بوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

رتبا: (رُتْ۔بَا) درجہ۔مرتبہ۔عہدہ۔عزت۔حرمت و قربت۔بزرگی۔بڑائی۔ (ف۔آ)

یہ سوچ کے مکھی نے کہا اس سے بڑی بی
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبا

(ایک مکڑا۔۔۔ب۔د۔ص۳۰)

رحمٰن: (رَحْ۔مَانْ) ''رحمٰن'' قرآن مجید کی ۵۵ ویں سورت کا نام ہے۔ یہ سورت ربط آیات اور بیع فواصل کے لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور شاید اسی وجہ سے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور سورۂ رحمٰن قرآن کی زینت ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۹۲)

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن!

(مردمسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

رحمت: (رَحْ۔مَتْ) بارش۔مینہ۔برکھا۔ (ف۔آ)

مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے درافشاں ہونا
ناقۂ شاہدِ رحمت کا حدی خواں ہونا

(ابرکوہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

رحمت: (رَح۔مَت) دیا۔کرم۔مہربانی۔ (ف۔آ)

شمعِ حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی، لیکن زمیں قابل نہ تھی

(نانک۔ب۔د۔ص۲۳۹)

رحیق: (رَ۔حِیق) خالص اور عمدہ شراب۔ (ف۔ع)

ساقیٔ اربابِ ذوق ، فارسِ میدانِ شوق
بادہ ہے اس کا رحیق، تیغ ہے اس کی اصیل!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۹)

رحیل: (رَ۔حِی۔ل) کوچ۔کوچ کرنا۔ (ف۔ل)

اے رہینِ خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

رحیل کارواں: (رَ۔حِی۔لِ۔کا۔رَوَان) قافلے کی روانگی۔کوچ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۴)

تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جس کو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں

(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

رحیم: (رَ۔حِی۔م) مہربانی فرمانے والا۔مہربان۔ (ف۔آ)

تم ہو آپس میں غضبناک ، وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطا بیں ، وہ خطاپوش و کریم

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

رخ: (رُخ) چہرا۔مہرہ۔رخسارہ۔رو۔منھ۔ (ف۔آ)

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

رخ بدلنا: (رُخ۔بَ۔دَل۔نا) بے رخ ہونا۔کشیدہ ہونا۔سمت بدلنا۔ (ف۔آ)

حیرتی ہوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

رخت: (رَخ۔رت) جامہ۔لباس۔پوشاک۔ (ف۔آ)

اڑاتی ہوں میں رختِ ہستی کے پرزے
بجھاتی ہوں میں زندگی کا شرار!

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

رخت: (رَخ۔رت) اسباب۔اثاثہ۔اثالا۔ (ف۔آ)

رختِ جاں بتکدۂ چیں سے اٹھالیں اپنا
سب کو محوِ رخِ سعدیؒ و سلیمیٰ کردیں

(عبدالقادر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۳۲)

رخت: (رَخ۔رت) لوازمہ۔سازوسامان۔ (ف۔آ)

مثلِ بو قید ہے غنچے میں پریشاں ہوجا
رخت بردوش ہوائے چمنستاں ہوجا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

رخت سفر: (رَخ۔تِ۔سَ۔فَر) زادراہ۔توشۂ سفر۔ (ف۔ع)

نگہ بلند ، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے!

(غزل۲۶۔ب۔ج۔ص۳۴۱)

رخت سفر اٹھانا: (رَخ۔تِ۔سَ۔فَر۔اُ۔ٹھا۔نا) ۱۔سفر کا سامان باندھنا۔سفر کے لئے تیار ہونا۔ ۲۔مرنے کی تیاری کرنا۔ (ق۔ل)

گیا ہے تقلید کا زمانہ، مجاز رختِ سفر اٹھائے!
ہوئی حقیقت ہی جب نمایاں تو کس کو یارا ہے گفتگو کا؟
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

رخت سفر باندھنا: (رَخ۔تِ۔س۔فَر۔بان/دھ۔نا) سفر کی تیاری کرنا۔ (ف۔ل)

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا
(حضور رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

رخت گل: (رَخ۔تِ۔گُل) پھولوں کا لباس۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۲۹)

چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے
سمن ہے، سبزہ ہے، بادِ سحر ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

رخسار: (رُخ۔سار) گال۔ (ل۔ک)

کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ ترے رخسار پر
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

رخصت: (رُخ۔صَت) روانگی۔کوچ۔رنگی۔چلنا۔جانا۔ (ف۔آ)

اجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

رخصت تنویر: (رُخ۔ص۔تِ۔تَن۔ویر) روشنی پھیلانے کی اجازت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۴۳)

بولی کہ مجھے رخصتِ تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرہ جہاں تاب
(شعاعِ امید۳۔ض۔ک۔ص۵۷۰)

رخصت ہونا: (رُخ۔صَت۔ہُو۔نا) مرنا۔انتقال کرنا۔چل بسنا۔رحلت کرنا۔کوچ کرنا۔ (ف۔آ)

ہم تو رخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا
پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دنیا!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

رخصت ہونا: (رُخ۔صَت۔ہُو۔نا) روانہ ہونا۔وداع ہونا۔جانا۔ (ف۔آ)

رخصت ہوئی خموشی تاروں بھری فضا سے
وسعت تھی آسماں کی معمور اس نوا سے
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

رد: (رَدّ) واپس۔ناپسندی۔تردید کرنا۔ترک کرنا۔دلیل توڑنا۔ (ف۔آ)

ردِ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

ردا: (ر۔دا) اوڑھنے کی چادر۔ (ف۔ع)

ردائے دین و ملت پارا پارا
قبائے ملک و دولت چاک در چاک!
(تاتاری کا خواب۔ب۔ج۔ص۴۴۷)

رزاقی: (رَز۔زا۔قی) رزق دینا۔ (ف۔ع)

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے؟
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم! بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۲۹۸)

رزق: (رِز۔رق) روزی۔خوراک۔ (ف۔آ)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
(غزل ۳۴۔ب۔ج۔ص ۳۴۸)

رزم: (رَزْم) لڑائی۔جنگ۔معرکہ۔جدال وقتال۔
(ف۔آ)

دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر
کون طوفاں کے تمانچے کھا رہا ہے؟ میں کہ تو؟
(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص ۴۳۶)

رزم گاہ: (رَزْم۔گاہ) میدانِ جنگ۔لڑائی کی جگہ۔
(ف۔آ)

مرا دل، مری رزم گاہِ حیات!
گمانوں کے لشکر یقیں کا ثبات!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۷)

رس: (رَس) ۱۔لذت۔ذائقہ۔مزہ۔ ۲۔عشق۔محبت۔
۳۔ولولہ۔جوش۔ (ق۔ل)

بادہ ہے نیم رس ابھی، شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خم کے سر پہ تم خشتِ کلیسیا ابھی
(پیام۔ب۔د۔ص ۱۱۵)

رس: (رَس) رسیدن مصدر کا اسم فاعل بمعنی پہنچنے والا (مرکبات میں جیسے فریادرس)۔ (ف۔ل)

یہ ہندیوں کے فکرِ فلک رس کا ہے اثر
رفعت میں آسماں سے بھی اونچا ہے بامِ ہند
(رام۔ب۔د۔ص ۱۷۷)

رسا: (رَسا) بلند ہونے والا۔دور جانے والا۔ (ف۔آ)

ہوں زمیں پر گذر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص ۴۱)

رسا: (رَسا) پہنچنے والا۔ (ف۔ع)

ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے
پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کر، اثر آہِ رسا دیکھ!
(روح ارضی۔۔۔ب۔د۔ص ۴۲۵)

رسالت: (رِسالَت) حضور اکرم ﷺ۔نبوت۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۲۷۶)

فرشتے بزمِ رسالتؐ میں لے گئے مجکو
حضور آیۂ رحمت میں لے گئے مجکو
(حضور رسالت۔۔۔۔ب۔د۔ص ۱۹۷)

رسالہ: (رِسالَہ) چھوٹی کتاب۔مضمون نامہ۔
(ف۔ع)

ردِ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۴)

رساں: (رَسان) پہنچانے والا۔ (ف۔ع)

مصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است!
(حسین احمد۔ا۔ح۔ص ۶۹۱)

رسائی: (رَسا۔ائی) واقفیت۔شناخت۔علم۔مہارت۔
(ف۔آ)

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تاکجا
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص ۲۶)

رسائی: (رَسا۔ائی) پہنچ۔باریابی۔دخل۔گذر۔

(ف۔آ)

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
تری نگاہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام
(ملائے حرم۔ض۔ک۔ص۴۸۶)

رستاخیز: (رَس۔تا۔خیز) قیامت۔ (ف۔ع)

دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی!
دلِ ہر ذرہ میں غوغائے رستا خیز ہے ساقی!
(غزل ۷۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

رستخیز: (رَس رت۔خے رز) قیامت۔ہنگامہ۔(ف۔ل)

دل نہیں شاعر کا ، ہے کیفیتوں کی رستخیز
کیا خبر تجکو، درونِ سینہ کیا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

رسم: (رَس رم) عادت۔روش۔طور طریق۔چال چلن۔

(ف۔آ)

چمن زارِ محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندئ رسمِ فغاں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

رسم: (رَس رم) دستور۔قاعدہ۔آئین۔قانون۔ریت۔ رواج۔ (ف۔آ)

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

رسم شبیری: (رَس۔مِ۔شَب۔بی۔ری) حضرت امام حسینؓ والا عمل کہ جان دے دی، باطل کے آگے سر نہیں جھکایا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۵)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ دلگیری
(ملازادہ۔۔۔۔۔۔ا۔ح۶۸۰)

رسم وراہ: (رَس۔مُو۔رَہ) ڈھنگ۔دستور۔برتاؤ۔

(م۔ل)

عشق بلند بال ہے رسم و رہِ نیاز سے
حسن ہے مستِ ناز اٹھ تو بھی جواب ناز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

رسم وراہ: (رَس۔مُو۔رَہ) ربط ضبط۔میل جول۔دوستی۔

(م۔ل)

ہر ایک سے آشنا ہوں، لیکن جدا جدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

رسن: (رَسَن) رسّی۔ (ف۔ع)

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رسن کی تلاش میں ہے ابھی!
(مشرق۔ض۔ک۔ص۶۰۴)

رسوا: (رُس۔وا) ذلیل۔خوار۔بے عزت۔بدنام۔ وسیاہ۔بے حرمت۔بے غیرت۔ (ف۔آ)

زمانے بھر میں رسوا ہوں مگر اے وائے نادانی
سمجھتا ہوں کہ میرا عشق میرے رازداں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

رسوائی: (رُس۔وا۔ای) بدنامی۔بے عزتی۔فضیحت۔ ذلت خواری۔ (ف۔آ)

نگاہِ شوق میسر نہیں اگر تجھ کو
ترا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی!
(نگاہ شوق۔ب۔د۔ص۵۷۳)

رسول: (رَ۔سُوْل) صاحب کتاب۔ نبی۔ پیغمبر۔ ایلچی۔

(ف۔ع)

عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیٰؐ
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

رسوم: (رُ۔سُوْم) رسم کی جمع۔ (ف۔ع)

بتانِ شعوب و قبائل کو توڑ
رسومِ کہن کے سلاسل کو توڑ

(پنجاب کے۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۴۴)

رسیدہ: (رَ۔سِی۔دَہ) پہونچ۔ (ف۔ع)

مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است!

(حسین احمد۔ا۔ح۔ص۶۹۱)

رشتہ: (رِش۔تَہ) ا۔تاگا۔ دھاگا۔ ڈور۔تار۔
۲۔لڑ۔لڑی۔نظم۔سلک۔ (ف۔آ)

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

رشتہ بپا: (رِش۔تَہ۔ب۔پا) پاؤں میں الجھا ہوا ڈورا۔

(ف۔ع)

تو زماں و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سدرہ آشنا ہوں میں

(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۲)

رشتن: (رِش۔تَن) کاتنا۔ (ف۔ع)

"خرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم"

(سعدیؒ)(فردوس میں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

رشک: (رَش رَک) محبوب کی برابر ہونے کی آرزو۔

(ف۔ع)

"الٰہی پھولوں میں وہ انتخاب مجھ کو کرے!
کلی سے رشکِ گلِ آفتاب مجھ کو کرے!"

(پھول کا تحفہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۸)

رشی: (رِ۔شی) گاندھی جی کی طرف اشارہ ہے۔ ہندوؤں میں گروہ بندی اور انسانوں کو طبقات میں بانٹ دینے کی وضع ایسی متعین تھی کہ برہمن اور شدر کے درمیان بعد المشرقین تھا اور تو اور شودر کے لئے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ مندروں میں داخل ہوں کہ کہیں دیوتا ان کے آنے سے خفا نہ ہو جائیں۔ جوں جوں بھارت میں موجودہ زمانے کی تحریکات کے ماتحت اس گروہ بندی کے خلاف نفرت کے جذبات بڑھتے گئے توں توں یہ خدشہ بھی برابر بڑھتا گیا کہ ہندو جاتی اس گروہ بندی کی وجہ سے نقصان بھی اٹھائے گی۔ اور دنیا کی نظروں میں ذلیل بھی ہوگی۔ شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ یہ گروہ بندی عملاً ختم ہو چکی تھی لیکن جنوبی ہندوستان کے دور افتادہ علاقوں میں شودر (اچھوت) ابھی تک بے اطمینانی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ گاندھی جی نے ایک مرحلے پر جب ہند، پاکستان کی سیاست نئی کروٹ لے رہی تھی، یہی مناسب سمجھا کہ اچھوتوں کو مندروں میں داخلے کی اجازت مل جائے اور ان کے دلوں میں جو بیگانگی ہے وہ دور ہو جائے۔ ان کے مقابلے میں پنڈت مدن موہن مالویہ برہمنی اقتدار و نفوذ کے بہت بڑے حامی تھے۔ اچھوتوں کو کسی قسم کی رعایت دینے کو تیار نہ تھے۔ چنانچہ گاندھی جی نے برت رکھا لیکن پنڈت مالویہ کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر کار مہاتما کو اپنے مشن میں ناکامیابی ہوئی اور ان کو اپنا برت توڑنا پڑا۔

علامہ کی مراد عصا سے کیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں تو یہ عصا معجزے کی علامت تھا۔ سانپ بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیتا تھا۔ یہاں غالباً مراد یہ ہے کہ توفیق ایزدی گاندھی جی کے شامل حال نہ تھی یا پھر یہ کہ برت رکھنا ایک قسم کا منصفی عمل ہے۔ کلیمی تو یہ ہے کہ آدمی سراپا عمل ہو جائے اور فرعونی طاقتوں کا پوری طرح مقابلہ کرے۔ برت رکھنا ۔عدم تعاون۔ اہنسا وغیرہ۔ ان باتوں میں وہ شان عمل نہیں جو مجاہدوں سے مخصوص ہوتی ہے۔ (ت۔ا۔ص ۲۱۸۔۲۱۷)

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد!
(غزل ۵۰۔ب۔ج۔ص ۳۶۲)

رضا: (رَ۔ضا) خوشنودی۔خوشی۔رضامندی۔مرضی۔ (ف۔آ)

جس کو شوہر کی رضا تابِ شکیبائی دے
اور نگاہوں کو حیا طاقتِ گویائی دے
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص ۸۶)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے!
(غزل ۳۳۔ب۔ج۔ص ۳۴۷)

رضامند: (رَ۔ضا۔مَن رد) خوشنود۔ (ف۔ع)

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے
جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضا مند!
(شکر و شکایت۔ض۔ک۔ص ۴۸۵)

رضوان: (رِض۔وَان) داروغۂ بہشت۔ایک فرشتے کا نام جو فردوسِ بریں کا دربان اور متوکل ہے۔ (ف۔آ)

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۹۹)

رطب: (رُطَ رب) تازہ پنڈ کھجور۔ (ف۔ع)

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گذشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علمِ نخیل بے رطب!
(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۶)

رعایت: (رِ۔عا۔یَت) لحاظ۔نگہبانی۔جمع رعایات۔ (ف۔ع)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طب مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۱)

رعب: (رُعْ رب) ا۔ڈر۔خوف۔ ہیبت۔ دہشت۔ ۲۔دبدبہ۔شان و شوکت۔شکوہ۔جاہ و جلال۔ (ف۔آ)

رعب فغفوری ہو دنیا میں، کہ شانِ قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیمِ موت کی یورش کبھی
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۰)

رعشہ: (رَعْ۔شَہ) ا۔ایک اعصابی بیماری کا نام جس سے خود بخود ہاتھ پاؤں کانپنے لگتے ہیں۔۲۔لرزہ۔کپکپی۔(ف۔آ)

شرابِ سرخ سے رنگیں ہوا ہے دامنِ شام
لئے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام
(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص ۹۴)

رعشۂ سیماب: (رَعْ۔شَہ۔ا۔سی۔مَاب) پارے کی طرح ہلتے رہنا۔کانپتے رہنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۴۶۷)

سنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب!
(غزل ۱۳۔ب۔ج۔ص ۳۲۹)

رعنا: (رَعْ۔نا) اچھا۔زیبا۔ (ف۔ع)

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری!
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۳)

رعنائی: (رَع۔نا۔اِی) خودآرائی۔وضع داری۔دلچسپی۔ (ف۔آ)

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا!
نازشِ موسمِ گل لالۂ صحرائی تھا!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

رعنائی: (رَع۔نا۔اِی) دورنگی۔خوش خرامی۔ چالاکی۔ طراری۔ (ف۔آ)

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی ، یہ بیداری، یہ آزادی، یہ بیباکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

رفاقت: (رَ۔فا۔قَت) ساتھ۔سنگ۔ہمراہی۔ (ف۔ع)

ہوائے دشت سے بوئے رفاقت آتی ہے
عجب نہیں کہ ہوں میرے ہم عناں پیدا!
(تخلیق۔ض۔ک۔ص۵۶۳)

رفت: (رَف۔رت) گیا۔رفتار۔ (ف۔ع)

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچیدہ رفت
اند کے برغنچہ ہائے آرزو بارید و رفت
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

رفتار: (رَف۔تار) چال۔روش۔خرام۔گل گشت۔ (ف۔ع)

رفتار کی لذت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنا ہے!
(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

رفتہ: (رَف۔تہ) گیاہوا۔ (ف۔ع)

زندگی اقوام کی بھی ہے یونہی بے اعتبار
رنگہائے رفتہ کی تصویر ہے ان کی بہار
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

رفتہ: (رَف۔تہ) کھویاہوا۔ (ف۔ل)

میں کہ مری غزل میں ہے آتشِ رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگذشت کھوئے ہوؤں کی جستجو!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۵۰)

رفعت: (رِف۔عَت) بلندی۔ اونچائی۔ عروج۔ برتری۔عالی مرتبہ۔منزلت۔درجہ۔پایہ۔شرف۔(ف۔آ)

یہ امتیاز و رفعت و پستی اسی سے ہے!
گل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے!
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

رَفَعنا لَکَ ذِکرَکَ: سورۂ انشراح کی چوتھی آیت ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

''اور ہم نے تیری خاطر تیرا ذکر بلند کر دیا۔'' اس میں رسول اللہ کی طرف اشارہ ہے۔ (ت۔ا۔ص۳۲)

چشمِ اقوام یہ نظارہ عبد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

رفقا: (رُ۔فَ۔قا) ہم سفر لوگوں کی جماعت۔رفیق کی جمع۔ (ف۔ع)

دے وہی جام ہمیں بھی کہ مناسب ہے یہی
تو بھی سرشار ہو، تیرے رفقا بھی سرشار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

رفو: (رَ۔فُو) کپڑے کی درستی۔تاگوں سے پیوند کرنا۔ایک قسم کی سلائی۔کپڑے کی مرمت۔ (ف۔آ)

تجھے کیوں فکر ہے!اے گل! دلِ صد چاکِ بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کرلے

(پھول۔ب۔د۔ص۲۴۹)

رفیق: (رَ۔فِی رق) ساتھی۔ہم سفر۔ہم راہی۔(ف۔آ)

ہمنشینِ نرگسِ شہلا، رفیقِ گل ہوں میں
ہے چمن میرا وطن ، ہم سایۂ بلبل ہوں میں

(رخصت اے بزم قدرت۔ب۔د۔ص۶۴)

رفیق: (رَ۔فِی رق) معاون۔مددگار۔ (ف۔آ)

نہیں بیگانگی اچھی رفیقِ راہِ منزل سے
ٹھہر جا اے شرر ہم بھی تو آخر مٹنے والے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

رفیق: (رَ۔فِی رق) خیرخواہ۔ہمنشیں۔مصاحب۔جلیس۔انیس۔ (ف۔آ)

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق!

(مردبزرگ۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

رقابت: (رَ۔قا۔بَت) رقیبی۔دشمنی۔چشمک۔شراکت۔ (ف۔آ)

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوس ناکی

(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

رقت: (رِق۔قَت) نرمی۔رونا۔ (ف۔ع)

علم و حکمت زاید ازنانِ جلال!
عشق و رقت آید ازنانِ حلال!

(پیردمرید۔ب۔ج۔ص۴۳۴)

رقص: (رَق رص) ناچ۔اصولِ نغمات کے موافق تھرکنا۔ (ف۔آ)

آج ہیں خاموش وہ دشتِ جنوں پرور جہاں
رقص میں لیلیٰ رہی ، لیلیٰ کے دیوانے رہے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

رقص: (رَق رص) اچھلنا۔کودنا۔کود پھاند۔اچھل کود۔ (ف۔آ)

رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے!
ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے!

(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۴)

رقصاں: (رَق۔صاں) ناچنے والا۔حالتِ رقص میں۔ (ف۔ل)

ہو سبک چشمِ مسافر پہ ترا منظر مدام
موج رقصاں تیرے ساحل کی چٹانوں پر مدام

(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

رقم: (رَ۔قَم) خط۔نوشتہ۔تحریر۔ (ف۔آ)

ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم
شیشۂ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم

(سیدکی۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۳)

رقیب: (رَ۔قِی رب) دشمن۔عدو۔مخالف۔ (ف۔آ)

نہ خدا رہا نہ صنم رہے، نہ رقیب دیر و حرم رہے
نہ رہی کہیں اسدللہی ، نہ کہیں ابولہبی رہی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۳)

رکعت: (رَک۔عَت) نمازکارکن۔ (ف۔آ)

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام
(توحید۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

رگ: (رَگ) نس۔ناڑی۔نبض۔ ۲۔پھول یا پتے کا ریشہ۔ (ف۔آ)

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک
(ملازادہ۔۔۔۱۰۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

رگ و پے: (رَ۔گُو۔پے) نس۔نبض۔جسم کی نلیاں جس میں خون رہتا ہے۔ (ف۔ل)

جرس ہوں، نالۂ خوابیدہ ہے میرے ہر رگ و پے میں
یہ خاموشی مری وقتِ رحیلِ کارواں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

رم: (رَم) بھاگڑ۔ رمیدگی۔ وحشت و گریز۔ نفرت۔ جدائی۔ (ف۔آ)

زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں!
دم ہوا کی موج ہے، رم کے سوا کچھ بھی نہیں!
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۵)

رمز: (رَم رز) آنکھوں، بھوؤں یا ہونٹوں کا اشارہ۔غمزہ۔ عشوہ۔ (ف۔آ)

تجھ کو دزدیدہ نگاہی یہ سکھادی کس نے؟
رمز آغازِ محبت کی بتادی کس نے؟
(۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۷۱)

رمز: (رَم رز) بھید۔راز۔نکتہ۔باریکی۔مغزِ سخن۔بات کی جڑ۔مراد۔مفہوم۔ (ف۔آ)

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ انّ الملوک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادو گری
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

رمز: (رَم رز) ا۔علامت۔نشان۔ ۲۔مخفی بات۔پوشیدہ بات۔ (ف۔آ)

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

رمضان: (رَم۔ضان) مسلمانوں کا قمری نواں مہینہ۔ ماہِ صیام۔ ماہِ روزہ۔ روزوں کا چاند۔جس میں اہلِ اسلام مہینہ بھر تک روزے رکھتے۔ راتوں کو تراویح پڑھتے اور نہایت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ (ف۔آ)

طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے
تمہیں کہہ دو یہی آئینِ وفا داری ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

رموز: (رُ۔مُوز) رمز کی جمع۔ (ف۔آ)

عالمِ کیف ہے، دانائے رموزِ کم ہے
ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

رمیدہ: (رَ۔مِی۔دَہ) بھاگا ہوا۔ (ف۔ع)

میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بو!
میں حکایتِ غمِ آرزو، تو حدیثِ ماتمِ دلبری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

رنج: (رَن رج) ا۔دکھ۔ درد۔ ۲۔الم۔ ملال۔غم۔ دلگیری۔آزردگی۔افسوس۔پچھتاوا۔ (ف۔آ)

قصد کس محفل کا ہے؟ آتا ہے کس محفل سے تو؟
زرد رو شاید ہوا رنجِ رہِ منزل سے تو؟

(چاند۔ب۔د۔ص۸۷)

رنجوری: (رَن۔جُو۔ری) روگ۔بیماری۔(ف۔ع)

میں ایسے فقر سے اے اہلِ حلقہ باز آیا
تمہارا فقر ہے بے دولتی و رنجوری
(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

رنجیدہ: (رَن۔جی۔دَہ) دکھی۔غمگین۔ (ف۔آ)

اس دیرِ کہن میں ہیں غرض مند پجاری
رنجیدہ بتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدایاد!
(دوزخی کی مناجات۔ا۔ح۔ص۲۶۶)

رند: (رِن۔رد) وہ منکرِ شریعت جس کا انکار امورِ شرعیہ از روئے عقل ہو نہ از روئے جہالت۔منکر دانا۔وہ شخص جو پابند مذہب نہ ہو۔آزاد۔ (ف۔آ)

خلقِ خدا کی گھات میں رند و فقیہ پیر و مرید
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی!
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۱)

رندانہ: (رِن۔دا۔نَہ) رند کی طرح۔ (ف۔ع)

خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ!
سکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رندانہ!
(غزل۲۸۔ب۔ج۔ص۳۴۳)

رندی: (رِن۔دِی) رند پن۔رندوں کا کام۔لامذہبی۔الحاد۔ (ف۔آ)

رندی سے بھی آگاہ، شریعت سے بھی واقف
پوچھو جو تصوف کی، تو منصور کا ثانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

رنگ: (رَن رگ) بہار جوبن۔ (ف۔آ)

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیکِ جہاں پیما خضر
جس کی پیری میں ہے مانندِ سحر رنگِ شباب
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

رنگ بدلنا: (رَن رگ۔ب۔دَل۔نا) وضع بدلنا۔طرز بدلنا۔ (ف۔آ)

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہِ سحر گاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری!
(غزل۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

رنگ پر آنا: (رَن رگ۔پَر۔آ۔نا) ا۔رونق پر آنا۔جوبن پر آنا۔بہار پر آنا۔ ۲۔زوروں پر آنا۔ (ف۔آ)

محفلِ نو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جو اب نہ آئیں ان فسانوں کو نہ چھیڑ
(سید کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

رنگ لانا: (رَن رگ۔لا۔نا) ہدی کرنا۔برائی کرنا۔اثر دکھانا۔ (ف۔آ)

مجھے یہ ڈر ہے مقامر ہیں پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی!
(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

رنگ محبوبی: (رَن۔گِ۔مَح۔بُو۔بی) ولی کامل جب فطیت اور فردانیت کے درجوں سے گذر جاتا ہے اور مرتبۂ محبوبیت تک پہنچ جاتا ہے۔اس وقت وہ مظہرِ اسرارِ الٰہی ہو جاتا ہے اور اس کا ارادہ خداوند تعالیٰ کا ارادہ ہو جاتا ہے۔
(ولی کے بائیس خواجہ۔ص۱۲۹)

نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی
بڑی ہے شان، بڑا احترام ہے تیرا
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

رنگ و بو: (رَن۔گُو۔بُو) رونق۔عیش عشرت۔ (ف۔ل)

اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

رنگ و بُو: (رَن۔گُو۔بُو) رنگ اور خوشبو۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۵)

چمن میں غنچۂ گل سے یہ کہہ کر اڑ گئی شبنم
مذاقِ جور و گل چیں ہو، تو پیدا رنگ و بو کر لے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

رنگین: (رَن۔گین) گلفام۔گلرنگ۔سرخ۔(ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

رنگین: (رَن۔گین) ا۔خوش طبع۔زندہ دل۔ ۲۔دل پسند۔خوش آئند۔ (ف۔آ)

گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے
قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟
(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

رنگیں بیان: (رَن۔گین۔بَ۔یان) رنگیں بیانوں سے شعرا مراد ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۰۹)

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں
کہ بامِ عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۰)

رو: (رَو) چلنے والا۔ (ف۔ع)

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رو جس میں نہ دن ہے نہ رات!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۵)

رو: (رُو) ا۔چہرہ۔منھ۔ ۲۔امید۔تمنا۔ (ف۔آ)

مسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام
روئے امید آنکھ سے مستور ہو گیا
(ماصرۂ ادرنا۔ب۔د۔ص۲۱۶)

روا: (رَ۔وا) جائز۔ (ف۔ع)

تھا ارنی گو کلیم میں ارنی گو نہیں
اس کو تقاضا روا، مجھ پر تقاضا حرام!
(غزل۴۱۔ب۔ج۔ص۳۵۴)

روا رکھنا: (رَ۔وا۔رَکھ۔نا) جائز رکھنا۔ ماننا۔ مباح سمجھنا۔ (ف۔آ)

پردۂ تہذیب میں غارت گری، آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے، میں روا رکھتا ہوں آج!
(مسولینی۔ض۔ک۔ص۶۱۲)

روارو: (رَ۔وا۔رَو) کثرتِ آمد و رفت۔ (ف۔ع)

یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغائے روارو
اس عیشِ فراواں میں ہے ہر لحظہ غمِ نو!
(محراب گل۔۔۔۔۔۵۔ض۔ک۔ص۶۲۹)

روا روی: (رَ۔وا۔رَ۔وِی) ا۔جلدی۔ شتابی۔ ۲۔ہلچل۔ (ف۔آ)

یہ کاروانِ ہستی ہے تیز گام ایسا
قومیں کچل گئی ہیں جس کی روا روی میں
(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

رواق: (رِ۔واق) ابر۔ (ف۔ع)

اگر سچ ہے تو ہے کس درجہ عبرت کا مقام
رنگ اک پل میں بدل جاتا ہے یہ نیلی رواق
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

رواں:(رَ۔وَاں) جاری۔چلتا ہوا۔ (ف۔ع)

اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمیِ افکار ، نہ اندیشۂ بے باک
(آوازِ غیب۔ا۔ح۔ص۶۷۰)

روانی:(رَ۔وَا۔نی) بہاؤ۔تیزی۔ (ف۔آ)

سایہ دیا شجر کو، پرواز دی ہوا کو
پانی کو دی روانی موجوں کو بے کلی دی
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

روایاتی: (رِ۔وَا۔یَا۔تی) رسم۔گھسے پٹے رواج پر چلنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۰۵)

دنیا ہے روایاتی، عقبیٰ ہے مناجاتی
درباز دو عالم را ، ایں است شہنشاہی!
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۶)

روایت: (رِ۔وَا۔یَت) فسانہ۔نقل۔کہاوت۔ جمع روایات۔ (ف۔ع)

ذیل شعر میں روایات سے احادیث مراد نہیں ہیں بلکہ وہ کہانیاں مراد ہیں جن کی کوئی حقیقت یا تاریخی سند نہیں ہے۔وہ کہانیاں جو سراسر اسلامی تعلیمات کی روح کے خلاف ہیں۔
(ش۔ب۔ج۔ص۶۷۵)

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

روایت: (رِ۔وَا۔یَت) حکایت۔پرانا ذکر۔(ف۔آ)

روایات سے احادیث مراد ہیں۔

اہلِ حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغ زارِ ختن سے نکال دو
(ابلیس کا فرمان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۰۸)

روباہی:(رُو۔بَا۔ہی) فریب۔جال۔مکر۔چھل۔ (ف۔ل)

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!
(غزل۳۱۔ب۔ج۔ص۳۴۹)

روبرو: (رُو۔بَ۔رُو) سامنے۔منھ در منھ۔ (ف۔ع)

فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرفِ تمنا جسے کہہ نہ سکیں روبرو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۴)

روپوش: (رُو۔پُوش) منھ چھپائے ہوئے۔مخفی۔ پوشیدہ۔ (ف۔آ)

دہر کے غم خانے میں تیرا پتا ملتا نہیں
جرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو روپوش ہے؟
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

روح:(رُوح) جان۔آتما۔دل۔قلب۔ (ف۔آ)

غم نہیں غم، روح کا اک نغمۂ خاموش ہے
جو سرودِ بربطِ ہستی سے ہم آغوش ہے
عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مرجاتا نہیں
روح میں غم بن کے رہتا ہے مگر جاتا نہیں
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

روح الامیں: (رُو۔حُل۔اَ۔مین) حضرت جبرئیل کا لقب جو خدائے تعالیٰ کے احکام جوں کے توں رسول مقبولؐ کے

پاس پہنچاتے تھے۔امانت دارِ روح۔ (ف۔آ)

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

روح القدس: (رُوحُل۔ق۔دُس) روحِ پاک (مسلمانوں کے نزدیک حضرت جبرئیل اور عیسائیوں کے حسب اعتقاد خدا تعالیٰ کی وہ حالت جب کہ وہ روحوں کو ہدایت بخشتا اور ترغیب نیک دیتا ہے۔) (ف۔آ)

عناصر اس کے ہیں روح القدس کا ذوقِ جمال!
عجم کا حسنِ طبیعت، عرب کا سوزِ دروں!
(مدنیت اسلام۔ض۔ک۔ص۵۱۱)

روح کانپنا: (رُوحْ۔کانْ۔پ۔۔) کسی کے خوف سے دل تھرانا۔خوفِ خدا سے دل لرزنا۔ (ف۔آ)

وہ سجدہ، روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی ہے
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۲۸)

روح و رواں: (رُوحْ۔وُ۔رَ۔وَاں) روح اور روح۔ (تاکیداً حسن کے لئے) وہ شخص جس پر کسی کام کا دارومدار ہو۔ (ف۔آ)

اے آفتاب! روحِ روانِ جہاں ہے تو
شیرازہ بندِ دفترِ کون و مکاں ہے تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

رود: (رُوْد) ندی۔نالہ۔ (ف۔ع)

اے آبِ رودِ گنگا! وہ دن ہے یاد تجھ کو؟
اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

رودبار: (رُوْد۔بَار) پانی کا وہ بڑا حصہ جو عموماً آبنالے سے چوڑا ہوتا ہے اور دو سمندروں کو وصل کرتا ہے۔(ف۔آ)

خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رودبار
ہوتے ہیں آخر عروسِ زندگی سے ہمکنار
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

روز افزوں: (رُوْز۔اَفْ۔زُوں) دن دونا۔دن بدن زیادہ۔روزانہ ترقی۔ (ف۔آ)

تیری قسمت میں ہم آغوشی اسی رایت کی ہے
حسنِ روز افزوں سے تیرے آبرو ملت کی ہے
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

روز حساب: (رُوْ۔زِ۔حِ۔سَاب) دنیا کا وہ اخیر دن جس میں تمام مخلوق خدا کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا حساب دے گی۔ (ف۔آ)

روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

روزِ سیاہ: (رُوْ۔زِ۔سِ۔یَاہ) روزِ بد۔مصیبت کا دن۔غم و اندوہ کا دن۔ (ف۔آ)

"غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را"
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

روزگار: (رُوْزْ۔گَار) زمانہ۔وقت۔عالم۔(ف۔آ)

دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے؟
تجھ میں پنہاں کوئی موتی آبدار ایسا بھی ہے؟
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

روزگار: (رُوْزْ۔گَار) مدت۔عرصہ۔ (ف۔آ)

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیب مزاجِ روزگار
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

روزگار: (رُوزگار) دنیا۔جہاں۔سنسار۔(ف۔آ)

مری فطرت آئینۂ روزگار!
غزالانِ افکار کا مرغزار!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

روزن: (رُوزَن) روشندان۔موری۔ (ف۔آ)

کانوں پہ ہو نہ میرے دیر و حرم کا احساں
روزن ہی جھونپڑی کا مجھکو سحر نما ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

روز و شب: (رُوزُشَب) رات دن۔لیل و نہار۔ (ف۔آ)

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
(غزل۴۰۔ب۔د۔ص۳۵۳)

روسیاہی: (رُوسِیاہی) بدنامی۔ذلت۔رسوائی۔ (ف۔ع)

تری زندگی اسی سے تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی، نہ رہی تو روسیاہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

روش: (رَوِش) رفتار۔چال۔ (ف۔آ)

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

روش: (رَوِش) باغ کی پٹری۔چمن کی بٹیا۔(ف۔آ)

وہ پرانی روشیں باغ کی ویراں بھی ہوئیں
ڈالیاں پیرہنِ برگ سے عریاں بھی ہوئیں
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۷۰)

روش: (رَوِش) طرز۔طور۔طریق۔تراش خراش۔ ڈھنگ۔وضع۔ (ف۔آ)

اس روش کا کیا اثر ہے ہیئتِ تعمیر پر؟
یہ تو حجت ہے ہوا کی قوتِ تعمیر پر
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

روشن: (رُوشَن) ظاہر۔عیاں۔واضح۔ (ف۔آ)

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا!
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

روشن: (رُوشَن) چمکتا ہوا۔نورانی۔چمکدار۔چمکیلا۔ درخشاں۔صاف۔تاباں۔ (ف۔آ)

آ میں تجھے دکھا دوں رخسارِ روشن اس کا
نہروں کے آئینے میں، شبنم کی آرسی میں
(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

روشن ضمیری: (رُوشَن۔ضَ۔مِی۔رِی) دل کی عشق حقیقی کے نور سے منور ہونے کی حالت (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۲۵)

نہ مومن ہے، نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۵)

روشن ضمیری: (رُوشَن۔ضَ۔مِی۔رِی) فراست۔ (ف۔آ)

تمیز خار و گل سے آشکارا
نسیم صبح کی روشن ضمیری!

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری!
(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۴)

روشنی: (رُو۔شِ۔نی) نور۔چمک۔دمک۔تجلی۔جلوہ۔ (ف۔آ)

پروانہ اور ذوقِ تماشائے روشنی!
کیڑا ذرا سا اور تمنائے روشنی!
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۴۱)

رونق: (رُو۔نَق) ا۔روپ۔خوبصورتی۔چمک۔دمک۔ آب و تاب۔درخشندگی۔جلوہ۔ ۲۔تازگی۔تراوت۔ بہالی۔ (ف۔آ)

غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا
رونقِ بزمِ جوانانِ گلستاں ہونا
(ابر کوہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

رونق: (رُو۔نَق) بہار۔جوبن۔لطف۔کیفیت۔زیب و زینت۔زیبائش۔آرائش۔ (ف۔آ)

کہوں کیا آرزوئے بیدلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

رونق محفل: (رُو۔نَ۔قِ۔مَح۔فِل) محفل کی بہار۔ (ف۔ل)

مرا وہ رونقِ محفل کہاں ہے
مری بجلی مرا ساحل کہاں ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۶)

روی: (رَ۔وی) سیراب۔تازہ۔ (ف۔ع)

مراد ہے دنیاوی جاہ و منزلت۔

بندۂ یک مرد روشن دل شوی
بہ کہ بر برقِ سرِ شاہاں روی!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۰)

روئے: (رُو۔اِئے) منھ۔چہرہ۔مہرہ۔ (ف۔آ)

سماں الفقرُ فخری کا رہا شانِ عمارت میں
"بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا"
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

رویداد: (رُو۔اِ۔دَاد) کیفیت۔حال۔حقیقت۔ (ف۔ع)

پیرِ حرم نے کہا سن کے مری رویداد
پختہ ہے تیری فغاں اب نہ اسے دل میں تھام!
(غزل۴۱۔ب۔ج۔ص۳۵۴)

رہ: (رَہ) مخفف راہ۔جیسے رہبر۔رہگذر وغیرہ۔ (ف۔آ)

آئینہ سا شلبِ قدرت کو دکھلاتی ہوئی
سنگِ راہ سے گاہ بچتی گاہ ٹکراتی ہوئی
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

رہائی: (رِ۔ہا۔اِی) چھٹکارا۔ (ک۔ل)

آتی نہیں صدائیں اس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

رہبانی: (رُہ۔بَا۔نِی) رہبانی سے منسوب۔قوم نصارےٰ کا زاہد۔ (م۔ل)

گمان آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

رہبانیت: (رُہ۔بَا۔نِی۔یَت) رہبان ہونے کا طریقہ۔

(ف۔ع)

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

رہبر: (رَہ۔بَر) رہنما۔راہبر۔ہادی۔ (ف۔آ)

کام دنیا میں رہبری ہے مرا
مثلِ خضرِ خجستہ پا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

رہ پیما: (رَہ۔پے۔مَا) راہ رو۔راستہ چلنے والا۔(ف۔ل)

وسعتِ عالم میں رہ پیما ہوں مثلِ آفتاب
دامنِ گردوں سے ناپیدہ ہوں یہ داغِ سحاب
(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۲)

رہرو: (رَہ۔رَو) راہگیر۔مسافر۔راہی۔ (ف۔آ)

ہوں وہ رہرو کہ محبت ہے مجھے منزل سے
کیوں تڑپتی ہوں، یہ پوچھے کوئی میرے دل سے
(دل۔ب۔د۔ص۶۲)

رہ رہ کر: (رَہ۔رَہ۔کر) ٹھہر ٹھہر کے۔بار بار۔گھڑی گھڑی۔ (ف۔آ)

لیٹنا زیرِ شجر رکھتا ہے جادو کا اثر
شام کے تارے پہ جب پڑتی ہے رہ رہ کر نظر
(رخصت اے۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

رہزن: (رَہ۔زَن) لٹیرا۔قزاق۔ (ف۔ع)

کیا وہاں بجلی بھی ہے، دہقاں بھی ہے، خرمن بھی ہے؟
قافلے والے بھی ہیں؟ اندیشۂ رہزن بھی ہے؟
(خفتگان خاک۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

رہزنی: (رَہ۔زَنی) قزاقی۔غداری۔ (ف۔آ)

صلہ تیرا تری زنجیر پا شمشیر ہے میری
کہ تری رہزنی سے تنگ ہے دریا کی پہنائی
(ایک بحری قزاق۔۔۔ض۔ک۔ص۶۱۷)

رہگذر: (رَہ۔گُ۔ذَر) راستہ۔سڑک۔ (ف۔آ)

کھولی ہیں ذوقِ دید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہگذر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ
(غزل ۱۔ب۔د۔ص۹۸)

رہنما: (رَہ۔نُ۔ما) ہادی۔رہبر۔اگوا۔ (ف۔آ)

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

رہ نشیں: (رَہ۔نَ۔شِین) رستے پر بیٹھنے والا۔(ف۔ع)

نہ دیا نشانِ منزل مجھے اے حکیم تو نے
مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے، نہ تو رہ نشیں، نہ راہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

رہوار: (رَہ۔وَار) گھوڑا۔ (ف۔ع)

ابر کے ہاتھوں میں رہوارِ ہوا کے واسطے!
تازیانہ دے دیا برقِ سرِ کہسار نے
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

رہ و رسم: (رَہ۔وُ۔رَس۔رَم) راہ و ربط۔واقفیت۔میل جول۔ (ف۔آ)

مرے حلقۂ سخن میں ابھی زیرِ تربیت ہیں
وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسم کجکلاہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

رہین: (رَ۔ہِین) گروی رکھی ہوئی شے۔مرہون۔

(ف۔ل)

ے تین خانہ تونے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

ریا: (رِیا) فریب۔حیلہ۔چھل۔دھوکہ۔پیچ کی بات۔مکر۔
(ف۔آ)

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرمانروا کے سامنے بے باک ہے
(سیدکی۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۳)

ریا: (رِیا) نفاق۔کپٹ۔ظاہرداری۔زمانہ سازی۔
(ف۔آ)

تو بھی شیوۂ اربابِ ریا میں کامل
دل میں لندن کی ہوس، لب پہ ترے ذکرِ حجاز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

ریاض: (تِ۔یاض) روضہ کی جمع۔بہت سے باغ۔
(ف۔آ)

میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے
میں چمن سے دور ہوں، تو بھی چمن سے دور ہے
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

ریز: (رِیز) چھچھاہٹ۔نغمہ سنجی۔نغمہ سرائی۔مرغانِ نواسنج کی سخن سرائی۔
(ف۔آ)

کہا جگنو نے او مرغِ نوا ریز
نہ کر بیکس پہ منقارِ ہوس تیز
(ایک پرندہ اور جگنو۔ب۔د۔ص۹۲)

ریز: (رِیز) مصدر ریختن کا اسم فاعل بمعنی بہانے والا۔ بکھیرنے والا۔(مرکبات میں جیسے خونریز) (ف۔ل)

عین شغل مے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشربِ مینا بھی ہے
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

ریزہ: (رِیزہ) ٹکڑا۔کرچ۔کترن۔ (ف۔ع)

چشمِ مہ و پروین ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزۂ درِ ناب
(شعاعِ امید۳۔ض۔ک۔ص۵۷۱)

ریزہ کار: (رِیزہ۔کار) مراد ہے دقیقہ سنج یا وہ شاعر جو بہت مشکل مضامین باندھ سکے۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۱۲)

ہزار شکر طبیعت ہے ریزہ کار مری
ہزار شکر نہیں ہے دماغ فتنہ تراش
(ایک خط۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۹)

ریزہ کاری: (رِیزہ۔کا۔ری) مہین کام۔
(ف۔ع)

نظر کو خیرہ کردیتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

ریشہ: (رِیشہ) نس۔رگ۔ (ف۔ل)

ہے فلسفہ میرے آب و گل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
(ایک سیدزادہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

ریگ: (رِیگ) ریت۔ (ف۔ع)

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تونے طلوعِ آفتاب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

ریگ رواں: (رِیگ۔رَ۔وَاں) ریت جو ہر وقت چلتا رہتا ہے۔ بہتا ہوا ریت۔ (ف۔ع)

سبک اس کے ہاتھوں میں سنگِ گراں!
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

ز

ز: فارسی نظم میں ازکا اختصار ہے جیسے زبس بجائے ازبس۔ (ف۔آ)

"دریں حسرت سرا عمریست افسونِ جرس دارم
زفیضِ دل طپیدن ہاخروشِ بے نفس دارم"
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۶۹)

زاد: (زَد) کھانا۔توشہ۔خرچ راہ۔ (ف۔آ)
مراد ہے سواری اور سفر کا سامان۔

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تو
کوہ و دریا سے گذر سکتے ہیں مانندِ نسیم!
(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

زادہ: (زا۔دَہ) جنا۔جنا ہوا۔فرزند۔ (ف۔ع)

سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امید ہوں میں
زادۂ بحر ہوں، پروردۂ خورشید ہوں میں
(ابرکوہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

زار: (زار) نالاں۔رونے والا۔ (ف۔ع)

روح اگر ہے تری رنجِ غلامی سے زار
تیرے ہنر کا جہاں دیر و طواف و سجود!
(اہل ہنر سے۔ض۔ک۔ص۵۷۴)

زار: (زار) لاغر۔ضعیف۔نحیف۔ (ف۔آ)

ہو روح پھر ایک بار سوارِ بدنِ زار
ایسی ہے قیامت تو خریدار نہیں میں
(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۲)

زاروزبوں: (زا۔رُو۔زَبُوں) خراب وخستہ۔ (ف۔ل)

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زیر و زبوں
(پیرمرید۔ب۔ج۔ص۴۲۶)

زاغ: (زاغ) کوا۔ (ف۔ع)

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!
(باغی مرید۔ب۔ج۔ص۴۵۸)

زائر: (زا۔ئر) زیارت کو جانے والا۔حاجی۔حج کو جانے والا۔زیارت کرنے والا۔ (ف۔آ)

زائرانِ مغرب سے اقبال یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۵)

زائران: (زا۔ا۔زان) جمع زائر۔زیارت کرنے والا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۹)

نہ پامال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
انہیں کی شاخ نشیمن کی یادگار ہوں میں
(عید پر شعر۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

زائیدگانِ نور: (زا۔ایذ۔گانِ۔نُور) نور سے پیدا

کیے ہوئے۔ مراد فرشتے۔ (ش۔ب۔د۔ص۶۹)

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو
زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

زائیدہ: (زا۔ئی۔دَہ) جنا ہوا۔ (ف۔آ)

ہاتھ کی جنبش میں، طرزِ دید میں پوشیدہ ہے
تیری صورت آرزو بھی تیری نوزائیدہ ہے
(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۶)

زاہد: (زا۔ہِد) زہد اور محنت کرنے والا۔ ریاضت کش۔ عابد۔ راہب۔ دنیا کی رغبت اور خواہش چھوڑ دینے والا۔ پرہیز گار۔ (ف۔آ)

مدت سے رہا کرتے تھے ہمسائے میں میرے
تھی رند سے زاہد کی ملاقات پرانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

زاہدانہ: (زا۔ہِ۔دا۔نَہ) پرہیز گاروں کی سی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۲۲)

حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں
کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ!
(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

زباں بندی: (زَ۔بان۔بَن۔دی) خاموشی۔ سکوت۔ (ف۔آ)

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۸)

زباں دراز کرنا: (زَ۔بان۔دَ۔راز۔کَ۔نا) زباں کھولنا۔ طول کلامی کرنا۔ بات بڑھا کر بیان کرنا۔ بڑھ کر بولنا۔ درازنفس کرنا۔ (ف۔آ)

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

زبان سے نکلنا: (زَ۔بان۔سے۔نِ۔کَل۔نا) ۱۔کہا جانا۔ ظاہر ہونا۔ ۲۔ بلا ارادہ کوئی بات منہ سے نکل جانا۔ (ف۔آ)

وہ مستِ ناز جو گلشن میں جا نکلتی ہے
کلی کلی کی زباں سے دعا نکلتی ہے
(پھول کا تحفہ۔ب۔د۔ص۱۵۸)

زباں کھولنا: (زَ۔بان۔کھُو۔لْ۔نا) کنایہ ہے کسی کو ناشائستہ باتیں کہنے اور برا کہنے سے۔ (س۔ز۔ا)

کھل نہیں سکتی شکایت کے لئے اپنی زباں
ہے خزاں کا رنگ بھی وجہِ قیامِ گلستاں
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

زبورِ عجم: (زَ۔بُو۔رِ۔عَ۔جَم) علامہ کی فارسی نظموں وغیرہ کا مجموعہ جس میں معرفت الٰہی اور حکمت و فلسفہ کے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۶۹)

اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم
فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

زبوں: (زَ۔بُوں) خراب۔ تباہ۔ برا۔ (م۔ل)

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

زبوں بختی: (زَ۔بُوں۔بَخ۔تی) بدنصیبی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۴۳)

لیکن نگاہِ نکتہ بیں دیکھیں زبوں بختی مری
''رفتم کہ خار از پاک شم، محمل نہاں شد از نظر''
(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

زجاج: (زُ۔جاج) شیشہ۔کانچ۔ (ف۔ع)

طلسمِ گنبدِ گردوں کو توڑ سکتے ہیں
زجاج کی یہ عمارت ہے سنگِ خارہ نہیں!
(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

زحمت: (زَح۔مَت) محنت۔مشقت۔مصیبت۔سختی۔
(ف۔آ)

تو اگر زحمت کشِ ہنگامۂ عالم نہیں
یہ فضیلت کا نشاں اے نیّرِ اعظم نہیں
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

زحمت: (زَح۔مَت) دکھ۔درد۔کلفت۔تکلیف۔رنج۔
(ف۔آ)

زحمتِ تنگیِ دریا سے گریزاں ہوں میں
وسعتِ بحر کی فرقت میں پریشاں ہوں میں
(موجِ دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

زخمہ: (زَخ۔مَہ) وہ آلہ جس سے ساز بجائیں۔مضراب۔
(ف۔ل)

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدۂ زخمہ ہائے عجم رہا
وہ شہیدِ ذوقِ وفا ہوں میں کہ نوا مری عربی رہی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

زخمی: (زَخ۔می) گھائل۔مجروح۔ (ف۔آ)

مطمئن ہے تو، پریشاں مثلِ بو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

زد: (زَد) مار۔نشانہ۔ہدف۔ (ف۔آ)

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

زد: (زَد) قابو۔وار۔ (ف۔آ)

خزاں میں بھی کب آسکتا تھا میں صیاد کی زد میں
مری غماز تھی شاخِ نشیمن کی کم اوراقی!
(غزل۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

زدہ: (زَ۔دَہ) ضرب رسیدہ۔مارا ہوا۔پٹا ہوا۔ (ف۔آ)

تو جو چاہے تو اٹھے سینۂ صحرا سے حباب
رہروِ دشت ہو سیلی زدۂ موجِ سراب
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

زر: (زَر) سونا۔طلا۔ذہب۔ (ف۔آ)

طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ والنور سے توڑا
اندھیرے میں اڑایا تاج زر شمعِ شبستاں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

زراعت: (زِ۔رَا۔عَت) کھیتی۔ (ف۔ع)

کہتا تھا وہ، کرے جو زراعت اسی کا کھیت
کہتا تھا یہ کہ عقل ٹھکانے تری نہیں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

زراق: (زَر۔زاق) منافق۔دوغلا۔ (ف۔ع)

خراب کوشکِ سلطان و خانقاہِ فقیر
فغاں کہ تخت و مصلیٰ کمالِ زرّاقی
(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

زرخیز: (زَر۔خے۔ز) جو سونا پیدا کرے۔عمدہ پیدا کرنے

والا۔ (ف۔ع)

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!
(غزل ۷۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

زرد: (زَرد) پیلا۔ (ف۔آ)

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد
(عورت کی حفاظت۔ض۔ک۔ص۵۵۸)

زردرو: (زَردرُو) شرمندہ۔خجل۔شرمسار۔(ف۔آ)

قصد کس محفل کا ہے؟ آتا ہے کس محفل سے تو؟
زرد رو شاید ہوا رنجِ رہِ منزل سے تو
(چاند۔ب۔د۔ص۷۸)

زرکامل عیار: (زَر۔کامِل۔عَیّار) کسوٹی پر پورا اترنے والا۔خالص سونا مرادایمان۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۳)

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیب گل زرِ کامل عیار سے
(پیوستہ رہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۸)

زرنگار: (زَر۔نِگار) سونے سے لکھا ہوا۔زرق برق۔ (ف۔ع)

مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تو زر نگار و بے شمشیر!
(افرنگ زدہ۔ض۔ک۔ص۴۹۵)

زرہ: (زِرہ) بکتر۔جوشن۔(لڑائی کی ایک پوشاک کا نام جو لوہے کی کڑیوں سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔) (ف۔آ)

جس کا شوہر ہو رواں، ہو کے زرہ میں مستور
سوئے میدانِ وغا ، حبِّ وطن سے مجبور
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

زرہ پوش: (زِرہ۔پوش) وہ شخص جو زرہ بکتر پہنے ہوئے ہو۔ (ف۔آ)

کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عریان و بے تیغ و سناں عشق!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

زرہ قرب مکانی: (زِرہ۔قُرب۔ب۔مَ۔کا۔نی) ہم سائیگی کی بنا پر۔

میں نے یہ کہا کوئی گلہ مجکو نہیں ہے
یہ آپ کا حق تھا زرہِ قربِ مکانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

زریں: (زَر۔رِین) سونے کا۔سنہرا۔سنہری جیسے جامِ زریں۔کلاہ زریں وغیرہ۔ (ف۔آ)

جب دکھاتی ہے سحر عارض رنگیں اپنا
کھول دیتی ہے کلی سینۂ زریں اپنا
(کلی۔ب۔د۔ص۱۱۸)

زشت: (زِش/رت) برا۔بھونڈا۔ (ف۔ع)

تو ہے فاتحِ عالمِ و خوب و زشت!
تجھے کیا بتاؤں تری سر نوشت!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

زشت رو: (زِش/رت۔رُو) بدشکل۔بدصورت۔ (ف۔ل)

اور ہے تیرا شعار آئینِ ملت اور ہے
زشت روئی سے تری آئینہ ہے رسوا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۴)

زغن: (زَغَن) چیل۔ (ف۔ع)

"شہپرِ زاغ و زغن در بندِ قید و صید و نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند"
(اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

زکات: (زَ۔کات) مال کے ایک حصے کی خدا کی راہ میں خیرات۔ (ف۔ع)

دستِ دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

زلزلہ: (زَل۔زَ۔لَہ) ا۔لرزہ۔جنبش۔ ۲۔ہلچل۔تہلکہ۔ کھلبلی۔ (ف۔آ)

زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

زلزلہ: (زَل۔زَ۔لَہ) بھونچال۔ہالن۔ڈولن۔(ف۔آ)

زلزلے سے کوہ و در اڑتے ہیں مانندِ سحاب
زلزلے سے وادیوں میں تازہ چشموں کی نمود
(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۳)

زلف: (زُل۔ف) بالوں کی لٹ۔کاکل۔گیسو۔جٹا۔ (ف۔ع)

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

زمام: (زِ۔مام) نکیل۔باگ۔ (ف۔ع)

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا!
طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی!
(غزل۱۷۔ب۔ج۔ص۳۳۲)

زماں: (زَ۔مان) وقت۔زمانہ۔آسمان۔ (ف۔ع)

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

زمان و مکاں: (زَ۔مَا۔نُو۔مَ۔کان) وقت اور جگہ اس سے مراد ہے مادی دنیا۔ Time and space۔فلسفے کی رو سے ہر مادی چیز کے لئے زمانہ یا وقت اور جگہ یا مقام ضروری ہے اور ان کے بغیر کسی مادے کا وجود نہیں ہے۔
(ش۔م۔ب۔د۔ص۵۷، آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۴۹)

تو زمان و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ صدرہ آشنا ہوں میں
(عقل اور دل۔ب۔د۔ص۴۲)

زمانہ: (زَ۔مَا۔نَہ) دنیا۔سنسار۔عالم۔ (ف۔آ)

وہ آفتاب جس سے زمانے میں نور ہے
دل ہے، خرد ہے، روح رواں ہے، شعور ہے
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

زمانہ: (زَ۔مَا۔نَہ) اقبال متکلمین اور بعض حکمائے مغرب کے مقابلے میں زمانہ ایک لازمی عنصر ہے لیکن اس کی مادیت مجہول الکنہ ہے یعنی اس کی منطقی تعریف نہیں ہوسکتی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس کی حقیقت کو اپنے باطن میں محسوس کر سکتے ہیں گویا حقیقی زمانہ ہمارے ایک باطنی احساس کا نام ہے۔ یہ حقیقی زماں ایک نوع کی تخلیقی فعلیت (Creative quality) ہے جس میں نہ ماضی ہے نہ حال ہے نہ مستقبل ہے بلکہ اس کو مرور یا دورانِ خالص سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

اس حقیقی زمانہ یعنی مرور خالص سے زمان مسلسل پیدا ہوتا ہے جسے ہم سلسلۂ روز و شب کہتے ہیں۔ حقیقی زمانہ ایک رَو کا نام ہے جس میں نہ دن ہے نہ رات اور نہ اوقات ہیں، نہ لمحات

بلکہ وہ ایک وحدت ہے۔اس حقیقی زمانے کا ادراک حواسِ خمسہ سے نہیں ہوسکتا لیکن ہمارا شعور اس کا ادراک کرسکتا ہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص۵۵۳)

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رَو جس میں نہ دن ہے نہ رات!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۵)

زمانہ بھر: (زَ۔مَا۔نَہ۔بھَر) تمام دنیا۔ (ف۔آ)

نہ تخمِ لا الہ تیری زمینِ شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رسوا ہے تری فطرت کی نازائی

(تضمین بر شعر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۴)

زمانہ ساز: (زَ۔مَا۔نَہ۔سَاز) با اصول۔زمانے کے موافق۔ (ف۔ع)

ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق
سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں

(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۳۰)

زمانی: (زَ۔مَا۔نی) منسوب بازمانہ۔نو پیدا۔(ف۔ع)

لازمانی سے مراد ہے زمان ومکاں کی قید سے بالاتر ہونا۔

محکم کیسے ہو زندگانی؟
کس طرح خودی ہو لازمانی؟

(ایک فلسفہ زدہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

زمرد: (زَ۔مُر۔رُد) ایک جوہر ہے سبز رنگ بیش قیمت۔

(ل۔ک)

زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے
دیے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے

(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند؟

(آزادیٔ نسواں۔ض۔ک۔ص۵۵۷)

زمرہ: (زُم۔رَہ) جماعت۔گروہ۔ (ف۔ع)

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر!
شریکِ زمرہ لاتحزنوں کر

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

زمزم: (زَم۔زَم) جس کے معنی روکنے نیز کھاری ہونے کے ہیں۔بی بی حاجرہ کے کنویں کا نام جو کعبۃ اللہ میں اب تک موجود ہے۔چونکہ یہ حضرت اسمٰعیل کا ایک معجزہ ہے اور خانۂ کعبہ میں بھی اس کا پانی صرف ہوا ہے۔اس سبب سے اہلِ اسلام اس کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ (ف۔آ)

پانی نہ ملا زمزمِ ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز

(فردوس میں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

زمزمہ: (زَم۔زَمَہ) گیت۔نغمہ۔ترانہ۔ (ف۔آ)

مہ و انجم کا یہ حیرت کدہ باقی نہ رہے
تو رہے اور ترا زمزمۂ لاموجود!

(سرودحلال۔ض۔ک۔ص۵۸۷)

زمزمہ پرواز: (زَم۔زَمَہ۔پَر۔وَاز) پیرا۔خواں۔سنج۔راگ گانے والا۔ (ف۔ل)

عہدِ گل ختم ہوا ٹوٹ گیا سازِ چمن
اڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۷۰)

زمزمہ سنج: (زَم۔زَمَہ۔سَن۔رج) راگ گانے والا۔

(ف۔ل)

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج

کہ تار تار ہوئے جامہ ہائے احرامی!

(غزل ۵۴۔ب۔ج۔ص ۳۶۵)

زمستانی: (زَ۔مِس۔تا۔نی) زمستاں سے منسوب۔ جاڑا۔سرما۔ (ف۔ع)

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحر خیزی!

(غزل ۱۷۔ب۔ج۔ص ۳۳۲)

زمہریر: (زَم۔ہَ۔ریر) ۱۔سخت جاڑا۔نہایت سردی۔ ۲۔کرۂ ہوا کا وہ وظیفہ جو نہایت سرد ہے (یہ طبقہ کرۂ ہوا کے وسط میں واقع ہے اور کرۂ ہوا کرۂ نار کے نیچے کرۂ ارض کے اوپر ہے۔ اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ کافروں کو اس میں عذاب دیا جائے گا۔ علم حکمت میں لکھا ہے کہ جب سمندری بخارات تصائد کر کے زمہریر تک پہنچتے ہیں تو وہاں جا کر منجمد ہو جاتے ہیں۔ان کا ابر بن کر نمودار ہوتا اور برستا ہے)۔ (ف۔آ)

خنک ایسا کہ جس سے شرما کر
کرۂ زمہریر ہو روپوش

(سیر فلک۔ب۔د۔ص ۱۷۵)

زمیں بوس ہونا: (زَ۔مِین۔بُوس۔ہُو۔نا) زمین چومنا۔آستانہ بوسی کرنا۔حاضر خدمت ہونا۔ (ف۔آ)

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۵)

زمیں تاز: (زَ۔مِین۔تاز) یعنی صرف دنیا کے مادی فائدے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے والا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۳۴۷)

دیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر، زمیں تاز

(فردوس میں۔۔۔۔ب۔د۔ص ۲۴۵)

زمیں کا پیوند ہونا: (زَ۔مِین۔کا۔پے۔وَن/د۔ہُو۔نا) مرجانا۔فنا ہونا۔انتقال کرنا۔زمین میں دبنا۔دفن ہونا۔ (ف۔آ)

عظمتِ غالبؔ ہے اک مدت سے پیوندِ زمیں
مہدیٔ مجروحؔ ہے شہرِ خموشاں کا مکیں

(داغ۔ب۔د۔ص ۸۹)

زمیں گیر: (زَ۔مِین۔گیر) وہ جو اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکے۔ (م۔ل)

دیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر، زمیں تاز

(فردوس میں۔۔۔۔ب۔د۔ص ۲۴۵)

زن: (زَن) عورت۔بیوی۔اہلیہ۔زوجہ۔ (ف۔آ)

وعظ میں فرمادیا کل آپ نے یہ صاف صاف
"پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے"

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۳)

زنان بازاری: (زَ۔نا۔نِ۔با۔زا۔ری) بازاری عورتیں۔بدچلن عورتیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۷۸۱)

صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لئے
مئے قمار و ہجوم و زنانِ بازاری!

(یورپ اور سوریہ۔ض۔ک۔ص ۶۱۱)

زناری: (زَن۔نا۔ری) گلے میں دھاگا ڈالنے والا۔مراد پوجا کرنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۳۹۵)

شیوۂ عشق ہے آزادیٔ و دہر آشوبی
تو ہے زناریٔ بتخانۂ ایام ابھی

(غزل۳۔ب۔د۔ص۲۷۹)

زنار پوش: (زُن۔نار۔پوش) بت پرستوں کی سی غیر اسلامی عادتیں رکھنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۵)

مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

زنجیر: (زَن۔جیر) حلقۂ در۔کنڈی۔سانکل۔(ف۔آ)

درِ طفلی میں اگر کوئی رلاتا تھا مجھے
شورشِ زنجیرِ در میں لطف آتا تھا مجھے
(عہدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

زنداں: (زِن۔دَاں) قیدخانہ۔جیل۔بندی خانہ۔
(ف۔آ)

ہو نہ خورشید تو ویراں ہو گلستاں میرا
منزلِ عیش کی جا، نام ہو زنداں میرا
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

زندانی: (زِن۔دَا۔نی) قیدی۔ (ف۔ل)

دل سوختہ گری فریاد ہے شمشاد
زندانی ہے اور نام کو آزاد ہے شمشاد
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

زندگانی: (زِن۔دِ۔گا۔نی) حیات۔عمر۔زیست۔
(ف۔آ)

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

زندۂ جاوید: (زِن۔دَہ۔اِ۔جا۔وے۔د) ہمیشہ کے لئے زندہ۔نام رہنے والا۔امر۔ (ف۔آ)

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقلِ انسانی ہے فانی ، زندۂ جاوید عشق
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

زندیق: (زِن۔دِیق) بظاہر مسلمان مگر دل میں کافر۔
(ف۔ع)

مجھ کو تو سکھادی ہے، افرنگ نے زندیقی
اس دور کے ملا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی؟
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۱)

زنہار: (زِن۔ہَار) ہرگز۔پناہ۔شکایت۔ (ف۔ع)

کل تلک آپ کو تھا گائے کی محفل سے حذر
تھی لٹکتے ہوئے ہونٹوں پہ صدائے زنہار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

زوال: (زَ۔وَال) جاتا رہنا۔دور ہونا۔کمی۔گھٹاؤ۔
(ف۔آ)

ہوئی ہے رنگِ تغیر سے جب نمود اس کی
وہی حسیں ہے حقیقت زوال ہے جس کی
(حقیقتِ حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

زوال: (زَ۔وَال) اتار۔تنزل۔ادبار۔فرسودگی جیسے ہر کمال کو زوال ہے۔ (ف۔آ)

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں!
(ایک نوجوان کے نام۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

زَوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا:
اقبال نے آنحضرتؐ کے الفاظ مبارکہ کو شعر کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔قال ابن السحق ،ثم عدل رسول الله ﷺ ،الصوف ورجع الی العریش فدخله ومعه فیه

ابوبکر الصدیقؓ لیس معه فیه غیره رسول الله ﷺ یناشدربه ما وعده من النصر ویقول اللهم ان تهلک هذه العصابة الیوم لا تعبد.

(سیرۃ ابن ہشام جلد۔۲،ص۔۲۶۷)

پھر سرکار دو عالم ﷺ نے صفوں کو برابر کیا۔اس کے بعد آپؐ اپنے خیمے کی طرف واپس ہوئے پھر اس میں داخل ہوئے اور ابوبکر صدیقؓ بھی آپ کے ساتھ داخل ہوئے اور اس وقت اس خیمے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہ تھا۔آپ حالتِ جذب میں اپنے رب سے مناجات میں مشغول ہو گئے اور ان وعدوں کو یاد دلایا جو اللہ نے آپؐ سے فتح کے سلسلے میں فرمایا تھا پھر آپ نے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا ''اے خدا اگر یہ مٹھی بھر جماعت آج تباہ اور برباد ہو گئی (تو میرا تو کچھ نقصان نہیں) پھر تو قیامت تک نہ پوجا جائے گا۔ پھر کون اس دنیا میں یہ کہہ سکے گا لا الہ الا اللہ؟۔

(ش۔ب۔ج۔ص۹۵۔۹۴)

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا

(غزل۲۔ب۔ج۔ص۲۹۸)

زوج: (زُوْج) جوڑا۔جوڑے میں ایک۔ (ف۔ع)

مذاقِ دوئی سے ہوئی زوج زوج
اٹھی دشت و کہسار سے فوج فوج

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

زود: (زُوْد) جلدی۔شتاب۔ (ف۔آ)

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانیِ نزدیک و دور، و دیر و زود

(تقدیر۔ض۔ک۔ص۵۰۸)

زودرس: (زُوْد۔رَس) تیز فہم۔بات کی تہہ کو جلد پہنچنے والا زکی۔ (ف۔آ)

بڑی تیز جولاں، بڑی زود رس!
ازل سے ابد تک دمِ یک نفس!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

زور: (زُوْر) بس۔قابو۔اختیار۔قدرت۔ (ف۔آ)

زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

(ایک گائے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

زور: (زُوْر) طاقت۔توانائی۔بل۔قوت۔(ف۔آ)

دگر گوں جہاں ان کے زورِ عمل سے
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۴)

زورِ حیدرؓ: (زُوْ۔رِ۔حَے۔دَر) حضرت علیؓ کی قوتِ بازو۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۳)

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

زور بازو: (زُوْ۔رِ۔بَا۔زُوْ) ذاتی قوت۔ہمت۔

(ف۔ل)

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

زہد: (زُہْد) تقویٰ۔پرہیزگاری۔پارسائی (لغوی معنی دنیوی چیزوں سے رغبت نہ اٹھانا)۔ (ف۔آ)

لبریز مے زہد سے تہی دل کی صراحی
تہی قعر میں کہیں [illegible]

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

زہر آب: (زَہر۔آب) زہر آلودہ پانی۔ زہر گھلا ہوا پانی۔ زہر کا پانی۔ (ف۔آ)

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہوجاتے ہیں سینوں میں
نواگر کے لئے زہراب ہوتی ہے شکر خائی

(تضمین برشعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

زہر آلود: (زَہر۔آلُود) زہر کا بھرا ہوا۔ زہریلا۔ زہر کا بجھایا ہوا۔ زہر میں بسا ہوا۔ (ف۔آ)

نوا کرتا ہے موجِ نفس سے زہرآلود
وہ نے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں!

(موسیقی۔ض۔ک۔ص۵۹۳)

زہرہ: (زُہ۔رَا) ستارہ۔ ناہید۔ شکر تارا۔ رقاصۂ فلک۔ Venus. یہ تیسرے آسمان کا مالک ہے۔ یہ سیارہ عرب سے تعلق رکھتا ہے اور رقص وسرود، عیش وعشرت، عشق ومحبت سے نسبت رکھتا ہے۔ یہ ایک سعد ستارہ ہے اور سعد اوسط کہا جاتا ہے۔ برج ہوت میں اس کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ زحل، عطارد، راس و ذنب اس کے دوست ہیں اور مشتری اس کا دشمن۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۱)

زہرہ نے کہا اور کوئی بات نہیں کیا؟
اس کرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سروکار!

(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

زہے نصیب: (زَہ۔ہے۔ن۔صِب) واہ ری قسمت۔ خوش قسمتی۔ (ف۔ل)

تجھے وہ شاخ سے توڑیں زہے نصیب ترے
تڑپتے رہ گئے گلزار میں رقیب ترے

(پھول کا تحفہ۔۔۔۔۔۔۔۔ص۱۵۸)

زیارت: (زِ۔یا۔رَت) کسی متبرک مقام یا آدمی کا دیکھنا۔ مقدس مقام کا نظارہ۔ (ف۔آ)

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

زیارت گاہ: (زِ۔یا۔رَت۔گاہ) مقدس جگہ۔ متبرک جگہ۔ درگاہ۔ آستانہ۔ دربارِ بزرگانِ دین۔ (ف۔آ)

ہے زیارت گاہ مسلم گو جہان آباد بھی
اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد بھی

(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

زیاں: (زِ۔یاں) سود کا نقیض۔ نقصان۔ خسارہ۔ گھاٹا۔ ٹوٹا۔ ضرر۔ (ف۔آ)

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

زیاں کار: (زِ۔یاں۔کار) نقصان دینے والا۔ مضر۔ (ف۔ل)

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں؟
فکرِ فردا نہ کروں، محوِ غمِ دوش رہوں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

زیب: (زَے/ب) زینت۔ آرائش۔ زیبائش۔ سنگار۔ بناؤ۔ خوش نمائی۔ خوبصورتی۔ رونق۔ (ف۔آ)

تھا سراپا روح تو، بزمِ سخن پیکر ترا
زیبِ محفل بھی رہا، محفل سے پنہاں بھی رہا

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۳۶)

زیبا: (زَے۔با) لائق۔ مناسب۔ (ف۔آ)

سوچ تو دل میں لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے؟
انجمن پیاسی ہے اور اور پیمانہ ہے بے صہبا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۴)

زیبائی: (زِے۔با۔ای) خوبی۔خوشنمائی۔ (ف۔ل)

غلامی کیا ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا!
(نظم ا۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

زیب گلوکرنا: (زِے۔بِ۔گ۔لُو۔کَر۔نا) گلے کا ہار بنالینا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۵)

نہیں یہ شانِ خودداری، چمن سے توڑ کر تجکو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیبِ گلو کر لے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

زیر: (زِے ر) بالا کا نقیض۔نیچے۔تحت۔پائیں۔ (ف۔آ)

مزا تو یہ ہے کہ یوں زیرِ آسماں رہئے
"ہزار گو نہ سخن در دہان و لب خاموش"
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

زیر: (زِے ر) کمزور۔کم طاقت۔ (ف۔آ)

زیر و بالا ایک ہیں تیری نگاہوں کے لئے
آرزو ہے کچھ اسی چشمِ تماشا کی مجھے
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

زیرِ آستیں: (زِے۔رِ۔آس۔تین) (دیکھئے یدِ بیضا۔)

کبھی میں ذوقِ تکلم میں طور پر پہنچا
چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے
(سرگذشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

زیرِ خاک: (زِے۔رِ۔خاک) قبر میں۔زمین میں دفن۔ (ف۔ل)

تخمِ گل کی آنکھ زیرِ خاک بھی بے خواب ہے
کس قدر نشو و نما کے واسطے بیتاب ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۳)

زیرک: (زِی۔رَک) دانا۔دانشمند۔فہمیدہ۔ہوشیار۔ باسلیقہ۔ (ف۔آ)

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بارآور تری
فرسودہ ہے پھندا ترا، زیرک ہے مرغِ تیزتر
(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

زیرک: (زِے۔رَک) سگھوہ۔ہنرمند۔چالاک۔ (ف۔آ)

نخچیر ہو زیرک و چست
آتی نہیں کام کہنہ دامی!
(جاوید سے ۲۔ض۔ک۔ص۵۴۹)

زیرکی: (زِی۔رَ۔کی) دانائی۔چترکی۔ (ف۔ع)

زیر بفروش و حیرانی بجز!
زیرکی ظن است و حیرانی نظر!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۰)

زیرلب: (زِے۔رِ۔لَب) ہونٹوں ہونٹوں میں۔آہستہ۔ (ف۔ع)

تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا
جو فغاں دلوں میں تڑپ رہی تھی نوائے زیرِ لبی رہی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

زیر و بم: (زِے۔رُو۔بم) زیر و بم موسیقی کی اصطلاح ہے۔زیر نیچی آواز یا نیچے سروں کو کہتے ہیں اور بم اونچے سروں کو۔
(ش۔ب۔د۔ص۱۰۱)

پیامِ سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا مجھ کو
جہاں تمام سوادِ حرم ہوا مجھ کو
(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۴)

زیروزبر: (زِے۔رُو۔زَ۔بَر) الٹ۔پلٹ۔(ف۔ع)

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ب۔د۔ص۶۵۳)

زینت: (زی۔نت) رونق۔ (ف۔آ)

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۴)

زینت: (زی۔نت) آرائش۔زیبائش۔سنگار۔بناؤ۔ خوشنمائی۔ (ف۔آ)

اسی میں دیکھ! مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رو کر لے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

س

ساتگیں: (سات۔گین) شراب کا پیالہ۔(ف۔ع)

میں ہوں نومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی!
(مصلحین مشرق۔ض۔ک۔ص۵۳۳)

ساحر: (سا۔حِر) فسوں ساز۔جادوگر۔ (ف۔آ)

کیا گم تازہ پروانوں نے اپنا آشیاں لیکن
مناظر دل کشا دکھلا گئی ساحر کی چالاکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

ساحرانہ: (سا۔حِ۔رَا۔نَہ) جادوگر کی مانند۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۲)

کنارِ دریا خضر نے مجھ سے کہا باندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو، یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

ساحری: (سا۔حِ۔رِی) جادوگری۔ (ف۔آ)

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

ساحل: (سا۔حِل) سمندر خواہ دریا کا کنارہ۔(ف۔آ)

یہ موجِ پریشاں خاطر کو پیغام لبِ ساحل نے دیا
ہے دور وصالِ بحر ابھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

ساختن: (سا۔خُ۔تَن) موافقت کرنا۔ (ف۔ع)

چہ کافرانہ قمارِ حیات می سازی
کہ با زمانہ بسازی، بخود نمی سازی
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

سادگی: (سا۔دَ۔گی) سادہ روی۔راستی۔راست بازی۔ صاف دلی۔ (ف۔آ)

ترے عشق کی انتہاں چاہتا ہوں

مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

سادگی: (سَاذ۔گی) سادہ لوح۔ناسمجھی۔سیدھاپن۔بھول پن۔ (ف۔آ)

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

سادہ: (سَا۔دَہ) بیوقوف۔ (ف۔ع)

شہری ہو دیہاتی ہو مسلمان ہے سادہ
مانند بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن
(باغی مرید۔ب۔ج۔ص۴۵۸)

سادہ دل: (سَا۔دَہ۔دِل) نادان۔صاف دل۔ بے کپٹ۔بھولا۔ (ف۔آ)

خدا وندا ترے یہ سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری!
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

ساز: (سَاذ) موافقت۔موافقت کرنے والا۔(ف۔ع)

حدیثِ بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز!
زمانہ باتو بسازد ، تو بازمانہ ستیز!
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۰۸)

ساز: (سَاذ) باجہ۔ (ل۔ک)

تو جنسِ محبت ہے ، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر ، اس دیس میں ارزاں ہو
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

سازش: (سَا۔زِش) لگاؤ۔موافقت۔ (ف۔ع)

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف!
(دین وتعلیم۔ض۔ک۔ص۵۴۸)

سازگار: (سَاذ۔گَاذ) موافق۔راس۔راست۔(ف۔آ)

ہے وہاں بے حاصلی کشتِ اجل کے واسطے
سازگار آب و ہوا تخمِ عمل کے واسطے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۶)

سازگار: (سَاذ۔گَاذ) مبارک۔لائق۔ (ف۔آ)

کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
(الارض للہ۔ب۔ج۔ص۴۱۱)

سازی: (سَا۔زِی) بنانا۔مرکبات میں جیسے طمع سازی۔ (ف۔ل)

ساکنانِ صحنِ گلشن کی ہم آوازی میں ہے
ننھے ننھے طائروں کی آشیاں سازی میں ہے
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۴)

ساسانی: (سَا۔سَا۔نِی) قدیم شاہانِ ایران کا ایک خاندان جو ساسان میں بہمن کی اولاد سے تھا۔ (ف۔ل)

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی، تورانی بھی
اہلِ چیں چین میں ، ایران میں ساسانی بھی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

ساعت: (سَا۔عَت) لحظہ۔لمحہ۔پل۔منٹ۔(ف۔آ)

عقل جس سے سربزانو ہے وہ مدت ان کی ہے
سرگذشتِ نوعِ انساں ایک ساعت ان کی ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

ساغر: (سَا۔غَر) جام۔پیالہ۔کٹورا۔قدح۔گلاس۔

شراب کا پیالہ۔ (ف۔آ)

گل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجکو جہاں نما ہو

(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

ساغر: (سا۔غَر) وہ سالک جو انوارِ غیبی کا مشاہدہ کرے اور مقامات کا ادراک کرے۔ بعض اس سے مرشد کی گردشِ چشم مراد لیتے ہیں، جو سالک کو حقیقی مستی بخشتی ہے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۲)

یہ استغنا ہے پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہئے مثلِ حباب آبجو رہنا

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۵)

ساغر کش: (سا۔غَر۔کَش) شراب پینے والا۔ (ف۔ل)

کنارِ زاہداں برگیر و بیباکانہ ساغر کش
پس از مدت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

ساقی: (سا۔قی) شراب پلانے والا۔ (م۔ل)

خیر تو ساقی سہی! لیکن پلائے گا کسے؟
اب نہ وہ میکش رہے باقی، نہ میخانے رہے!

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

ساقی: (سا۔قی) (تصوف)۔فیض معنوی پہنچانے والا اور ترغیب دینے والا جو اپنے کشف سے حقائق اور معارف بیان کرے۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۲)

فیضِ ساقی شبنم آسا، ظرف دل دریا طلب
تشنہ دائم ہوں، آتش زیرِ پا رکھتا ہوں میں

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

ساقی نامہ: (سا۔قی۔نا۔مَہ) ساقی سے اقبال نے اللہ کی ذات مراد لی ہے۔ ساقی نامہ کی روایت اردو شاعری میں فارسی سے آئی۔ فارسی شاعری میں ساقی نامہ کی روایت خاصی قدیم ہے۔ یہ صنف سخن رندی، سرمستی، مے اور میخانہ کے بیان تک محدود تھی۔ البتہ شراب اور ساغر کے پردے میں تصوف کا ذکر ہو جاتا تھا۔ مگر اقبال نے اس کو ایک عجیب اور اہم مقصد کے لئے استعمال کیا اور ساقی غزل اس شراب کے خواستگار ہوئے۔ اقبال کا پیغام اور ان کا فلسفہ اس نظم میں بڑے دل آویز اور عام فہم الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ (ش۔ب۔ج۔۳۱۴)

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۳۱۴)

ساقیا: (سا۔قی۔یا) اے ساقی (الف ندائیہ ہے)۔

(ف۔ل)

شرابِ کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

ساقیان جمیل: (سا۔قی۔یان۔ج۔مِیل) خوبصورت لڑکے جو بہشت میں شراب پلائیں گے۔ جن کو اصطلاح میں غلمان کہتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۳۰۴)

ساقیانِ جمیل جام بدست
پینے والوں میں شور نوشا نوش

(سیر فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

ساکن: (سا۔کِن) باشندہ۔مکین۔متوطن۔رہنے والا۔

(ف۔آ)

ساکنانِ دشت وصحرا میں ہے تو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اب وجد، کس قبیلے سے ہے تو؟

(شیر اور خچر۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

ساکنان: (سا۔کِ۔نان) ساکن کی جمع۔باشندے۔

(ف۔ل)

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

ساکنان عرش اعظم: (سا۔ک۔نا۔نِ۔عَر۔شِ۔ اَع۔ظَم) فرشتے مراد ہیں۔کنایہ ہے فرشتوں سے جو اس دنیا میں خلافت و نیابت الٰہیہ کے امیدوار تھے (ش۔ا۔ح۔ص۱۵)

یہ عناصر کا پرانا کھیل ! یہ دنیائے دوں!
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمناؤں کا خوں!
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۴۷)

سالار: (سا۔لار) سردار۔افسر۔سرگروہ۔پیشوا۔رہنما۔

(ف۔آ)

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

سالخوردا: (سال۔خُر۔دَہ) بوڑھا۔پرانا۔ (ف۔ع)

بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سال خورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں!
(نصیحت۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

سالک: (سا۔لِک) جو دل سے حق کی جانب متوجہ ہو۔ تصوف کی اصطلاح میں وہ شخص ہے کہ اس کا علم عین الیقین کے درجہ تک پہنچ جائے اور کشفِ حقیقت میں وہ علم سے نہیں بلکہ وجدان اور حال سے کام لے مراد یہ ہے کہ سالک طریقت کی راہ کا رہرو ہے۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۲)
(ت۔ا۔ص۱۸۹)

عجم کے خیالات میں کھو گیا
یہ سالک مقامات میں کھو گیا
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

سالوس: (سا۔لوس) فریبی۔فریب۔چرب زبان۔

(ف۔ع)

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
(باغی مرید۔ب۔ج۔ص۴۵۸)

ساماں: (سا۔مان) بندوبست۔سرانجام۔(ف۔آ)

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

سامان جمعیت: (سا۔ما۔نِ۔جَم۔عی۔یَت) دل کی تسلی کا سامان۔ (ش۔م۔ب۔د)

یہ پریشانی مری سامانِ جمعیت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانۂ حکمت نہ ہو
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

سامان عیش: (سا۔ما۔نِ۔عَیش) امن و امان یا نشاط کے لوازمات۔رنگ۔دھن دولت وغیرہ۔ (ف۔آ)

نغمۂ بیداریٔ جمہور ہے سامانِ عیش
قصۂ خوابِ آورِ اسکندر و جم کب تلک!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

ساں: (سان) حرف تشبیہ۔مانند۔ (ف۔ع)

ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

سان: (سان) دھار لگانے والا پتھر۔ (ف۔ع)

چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغِ خودی
ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ
(غزل ۵۹۔ب۔ج۔ص ۳۶۹)

سائل: (سا۔اِل) سوال کرنے والا۔ پوچھنے والا۔ خواہاں۔ مانگنے والا۔ (ف۔آ)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے ؟ رہروِ منزل ہی نہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۰)

سائل: (سا۔اِل) امیدوار۔ آسرا کرنے والا۔ (ف۔آ)

میں بلبلِ نالاں ہوں، اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے
(دعا۔ب۔د۔ص ۲۱۳)

سایہ دار: (سا۔یَہ۔دار) چھایا والا۔ وہ درخت جس کے نیچے چھاؤں رہے۔ (ف۔آ)

تھے اناروں کے بیشمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت
(ایک گائے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص ۳۲)

سبب: (س۔بَب) موجب۔ باعث۔ وجہ۔ واسطے۔ خاطر۔ لئے۔ (ف۔آ)

ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق
سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں
(غزل ۱۵۔ب۔د۔ص ۳۳۰)

سبحان ربی الاعلیٰ: (سُب۔حا۔نَ۔رَب۔بی۔لْ۔اَع۔لا) یعنی مسلمان جب سجدہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرا رب تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے اور سب سے اونچا ہے۔
(ش۔ض۔ک۔ص ۴۸۵)

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ
(ذکر و فکر۔ض۔ک۔ص ۴۸۵)

سبز: (سَب۔ز) ہرا۔ تازہ۔ تر و تازہ۔ شاداب۔ (ف۔آ)

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا
(آفتاب۔ب۔د۔ص ۴۳)

سبز پوش: (سَب۔ز۔پوش) سبز لباس والا۔ (ف۔ل) مراد پیڑ پودے۔

وادی کے نوا فروش خاموش
کہسار کے سبز پوش خاموش
(ایک شام۔ب۔د۔ص ۱۲۸)

سبز فام: (سَب۔ز۔فام) سبز رنگ۔ کنایۃً معشوق۔ (م۔ل)

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص ۱۴۹)

سبزہ: (سَب۔زَہ) ہریالی۔ شادابی۔ تر و تازگی۔ نباتات۔ (ف۔آ)

کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو
(ابر کوہسار۔ب۔د۔ص ۲۷)

سبق: (س۔بَق) ۱۔ درس۔ تعلیم۔ ۲۔ پند۔ نصیحت۔ (ف۔آ)

اس چمن کو سبق آئینِ نمو کا دیکر
قطرۂ شبنمِ بے مایہ کو دریا کردیں

(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

سبق آموز: (س۔بَق۔آ۔مُوز) سبق پڑھنے/سیکھنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۶)

کمر سے اٹھ کے تیغِ جانستاں آتش فشاں کھولی
سبق آموز تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے

(غلام قادر روہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۸)

سبق اندوز: (س۔بَق۔اَن۔دُوز) سبق/عبرت حاصل کرنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۳)

شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
نا آشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

(پیوستہ رہ شجر۔ب۔د۔ص۲۴۹)

سبک: (س۔بَک) نازک۔لطیف۔ (ف۔آ)

ہے سبک چشمِ مسافر پر ترا منظر مدام
موج رقصاں تیرے ساحل کی چٹانوں پر مدام

(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

سبک: (س۔بَک) ہلکا۔خفیف۔ (ف۔آ)

سبک اس کے ہاتھوں میں سنگِ گراں!
پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

سبک روی: (س۔بَک۔رَ۔وِی) تیز چال۔(ف۔ل)

سبک روی میں ہے مثلِ نگاہ یہ کشتی
نکل کے حلقۂ حدِ نظر سے دور گئی

(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۵)

سبک سیر: (س۔بَک۔سَیر) تیز رفتار۔ (ف۔ع)

تند و سبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رَو
عشق خود اک سیل ہے، سیل کو لیتا ہے تھام

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

سبک گام: (س۔بَک۔گام) تیز قدم۔ (ف۔ع)

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیِ پیغام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

سبو: (س۔سُو) گھڑا۔مٹکا۔ (ف۔آ)

چمن میں گلچیں سے غنچہ کہتا تھا اتنا بیدرد کیوں ہے انساں؟
تری نگاہوں میں ہے تبسم شکستہ ہونا مرے سبو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

شرابِ روح پرور ہے محبت نوعِ انساں کی
سکھایا اس نے مجھکو مست بے جام و سبو رہنا

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۵)

سبوچہ: (س۔سُو۔چَہ) چھوٹا گھڑا۔بدھنا۔(ف۔آ)

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو!

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

سبیل: (س۔بَی۔ل) طریق۔راستہ۔جمع سُبل۔

(ف۔ع)

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

(غزل۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

سپاس: (س۔پاس) شکرگذاری۔Thanks۔ستائش۔ اظہار احسان مندی۔ (ف۔آ)

سپاس شرطِ ادب ہے ورنہ کرم ترا ہے ستم سے بڑھ کر
ذرا سا اک دل دیا ہے، وہ بھی فریب خوردہ ہے آرزو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

سپاہ: (سِ۔پاہ) فوج۔لشکر۔سینا۔ (ف۔آ)

دنیا کے اس شہنشہِ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلکِ نیل فام تھا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

سپر: (سِ۔پَر) ڈھال۔آفتابی۔ (ف۔آ)

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش ! خلافت ہے جہانگیر تری
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

سپہ: (سِ۔پَہ) فوج۔ (ف۔ع)

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

سپہر: (سِ۔پَہ۔ر) آسمان۔ (ف۔ع)

پاچکا فرصت درودِ فصلِ انجم سے سپہر
کشتِ خاور میں ہوا ہے آفتاب آئینہ کار
(نمود صبح۔ب۔و۔ص۱۵۳)

سپہر بریں: (سِ۔پَہ۔ر۔ب۔ر۔یں) (کنایۃً) نواں آسمان جو سب آسمانوں کے اوپر ہے۔ (ن۔ل)

بہت رنگ بدلے سپہر بریں نے
خدایا یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے
(پردہ۔ض۔ک۔ص۵۵۵)

ست: (سَت) سچ۔صدق۔سچا۔سانچ۔ (ف۔آ)

جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست
ہے یہی اک بات ہر مذہب کا تت
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

ستاروں پر کمند ڈالنا: غیر معمولی جرأت مندانہ کارنامے کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۱۱)

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند!
(خوشحال خاں۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۴۶)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں: تازہ ترین تحقیقات یہ ہے کہ کہکشاں دراصل ان گنت ستاروں کا مجموعہ ہے اور نئے نئے ستارے اور سیارے بھی اسی سوادِ عظیم میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ کروڑوں ستارے ایسے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے ان کے اپنے نظام ہیں۔ ان نظاموں میں سورج بھی ہیں چاند بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں سورجوں کا ذکر کرتا ہے۔ سورجوں کی تعداد بھی کروڑوں تک پہنچتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہر سورج ایک نظام کا محور ہے جس نظام کا جزو ہم ہیں وہ بہر حال نہایت حقیر ہے۔ ستارے اتنی دور بھی واقع ہیں کہ ان کی روشنی ہم تک ہزاروں سالوں میں پہنچتی ہے۔ دراں حالیکہ روشنی لاکھوں میل فی منٹ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔

اب کوشش کی جارہی ہے کہ انسان ایسے سیاروں یا ستاروں تک پہنچ جائے جہاں جاندار اور ذہین مخلوق آباد ہے۔ علامہ ان باتوں کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔(ت۔ا۔ص۲۲۱)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
(غزل۴۰۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

ستاروں کی حقیقت: (سِ۔تا۔رُوں۔کی۔حَ۔قی۔قَت) یہاں مشہور اطالوی عالمِ ہیئت گلیلیو کی طرف اشارہ ہے۔ گلیلیو (Galilei or Galileo) بمقام پیا ۱۸ر فروری ۱۵۶۴ء کو پیدا ہوا۔ اور ۱۸ر جنوری ۱۶۴۲ء کو فوت ہوا۔ اسے

شروع ہی سے طب کا شوق تھا۔ اسی وقت سے وہ ارسطو کے نظریات سے اختلاف کیا کرتا تھا۔ بعدازاں اس نے ریاضی کا مطالعہ شروع کیا اور آخرکار ریاضی کا پروفیسر مقرر ہوا۔ یہاں بھی وہ ارسطو کے نظریات کا مخالف ہی رہا۔ رفتہ رفتہ اس مخالفت نے ایسی نازک صورت اختیار کر لی کہ گلیلیو کو ریاضی کی پروفیسری سے مستعفی ہونا پڑا۔ اس نے مختلف قسم کی ایجادات کیں۔ بتدریج گلیلیو فلکیات کی طرف متوجہ ہوا اور اس علم میں اپنی محنت اور کاوش سے بڑا اہم اضافہ کیا۔ اس کو فلکیات کی دنیا میں بڑا اونچا مقام حاصل ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۸)

سمجھ میں آئی حقیقت نہ جب ستاروں کی
اسی خیال میں راتیں گذار دیں میں نے
(سرگزشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

ستارہ چمکنا: (سِ۔تا۔رَہ۔چ۔مَک۔نا) نصیبا جاگنا۔ اقبال یاور ہونا۔ (ف۔آ)

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

ستارہ شناس: (سِ۔تا۔رَہ۔ش۔ناس) نجومی۔ (ف۔ع)

نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
نہیں ہے اپنی خودی کے مقام سے آگاہ!
(آگاہی۔ض۔ک۔ص۵۳۲)

ستارے کی گردش: (سِ۔تا۔رے۔کی۔گر۔دِش) گردش طالع۔قسمت کا بگاڑ۔ (ف۔آ)

نہ ہے ستارے کی گردش، نہ بازیٔ افلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ!
(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

ستم: (سِ۔تم) ظلم۔تعدی۔جور۔جفا۔بیداد۔تشدد۔ آزار۔ایذا۔تکلیف۔ (ف۔آ)

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لئے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لئے
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

ستم: (سِ۔تم) نہایت خوبصورت خو، چالاک خواہ، ظالم خواہ، زیرک کے حق میں بولتے ہیں۔ (ف۔آ)

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

ستم رسیدہ: (سِ۔تم۔رَ۔سی۔دَہ) مظلوم۔(ف۔ع)

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدۂ نغمہ ہائے عجم رہا
وہ شہید ذوقِ وفا ہوں میں کہ نوا مری عربی رہی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

ستمگر: (سِ۔تم۔گر) بیدادگر۔ظالم۔مردم آزار۔(ف۔آ)

موت ہر شاہ و گدا کے خواب کی تعبیر ہے
اس ستم گر کا ستم انصاف کی تصویر ہے
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

ستون: (س۔تُون) کھمبہ۔ (ف۔ع)

تیری بنا پائیدار، تیرے ستوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجوم نخیل!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

ستیز: (س۔تیز) لڑائی۔جنگ۔کشمکش۔مقابلہ۔

روا ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز
ہوا ہے موج سے ملاح جس کا گرم ستیز
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۳)

(کنار راوی۔ب۔د۔ص۹۵)

ستیزہ کار: (س۔تی۔زَہ۔کار) لڑنے والا۔جھگڑالو۔

(ف۔ل)

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بو لہبی

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

ستیزہ گاہ: (س۔تی۔زَہ۔گاہ) میدان جنگ۔

(ش۔ب۔د۔ص۴۴۳)

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللہی ، وہی مرحبی ، وہی عنتری

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

سجادہ: (سَج۔جا۔دَہ) جانماز۔ (ف۔ع)

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم
اہلِ سجادہ ہیں یا اہلِ سیاست ہیں امام

(خواجگی۔ض۔ک۔ص۶۰۵)

سجدہ: (سَج۔دَہ) ماتھا ٹیکنا۔فروتنی۔ (ف۔ع)

کبھی اے حقیقتِ منتظر ، نظر آلباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزا سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

(نماز۔ض۔ک۔ص۴۹۹)

سجدہ کرنا: (سَج۔دَہ۔کَر۔نا) سر جھکانا۔ماتھا ٹیکنا۔تسلیم بجالانا۔ (ف۔آ)

اخترِ شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات

(شب معراج۔ب۔د۔ص۲۴۹)

سجود: (س۔جُوْد) سجدہ کرنا۔ (ف۔ع)

ہمیشہ سرخوشِ جامِ ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز

(حضور رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

سحاب: (س۔حَاب) ابر۔بادل۔گھٹا۔ (ف۔آ)

گو سراپا کیفِ عشرت ہے شرابِ زندگی
اشک بھی رکھتا ہے دامن میں سحابِ زندگی

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

سحر: (سَح ر) صبح کے پہلے کا وقت۔صبح۔فجر۔روز روشن۔

(ف۔آ)

مشرق سے ہو بیزار، نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

(شعاعِ امید۔ض۔ک۔ص۵۷۱)

سحر: (سِح ر) جادو ٹونا۔افسوں۔طلسم۔ (ف۔آ)

الٰہی سحر ہے پیرانِ خرقہ پوش میں کیسا؟
کہ اک نظر سے جوانوں کو رام کرتے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

سحر خیز: (سَح ر۔خِے ز) صبح سویرے اٹھنے والا۔صبح اٹھنے کا عادی۔ (ف۔ل)

افسردہ اگر اس کی نوا سے ہو گلستاں
بہتر ہے کہ خاموش رہے مرغِ سحر خیز

(شعرِ عجم۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

سحر گاہی: (سَح ر۔گا۔ہی) صبح کے وقت کی۔(ف۔ل)

بے اشکِ سحر گاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جو!

(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۱۳۵)

سحری: (س۔ح۔ری) صبح سویرے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۰۰)

ترا جلوہ کچھ بھی تسلی دلِ ناصبور نہ کرسکا
وہی گریۂ سحری رہا، وہی آہِ نیم شبی رہی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

سخت: (سَخ۔رت) سنگین۔گراں۔ (ف۔آ)

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

سخت: (سَخ۔رت) کڑا۔کرخت۔ٹھوس۔ (ف۔آ)

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک

(غزل۱۰۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

سخت جان: (سَخ۔رت۔جان) نہایت جفاکش۔مصیبت اور مشقت کو برداشت کرنے والا۔ (ف۔آ)

کون سی وادی میں ہے، کون سی منزل میں ہے
عشق بلاخیز کا قافلۂ سخت جاں!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

سخت کوش: (سَخ۔رت۔کوش) نہایت کوشش کرنے والا۔ (ف۔ع)

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

سخت کوشی: (سَخ۔رت۔کو۔شی) بے حد محنت اور جد و جہد کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۲)

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں!

(نصیحت۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

سختی: (سَخ۔تی) ۱۔مضبوطی۔ استحکام۔ پائیداری۔ استقلال۔ ۲۔نہایت تاکید۔ازحد تنقید۔ (ف۔آ)

سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں، جاہل ہوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

سخن: (سُخ۔ن) شعر۔نظم۔ (ف۔آ)

تھا سراپا روح تو ، بزمِ سخن پیکر ترا
زیبِ محفل بھی رہا، محفل سے پنہاں بھی رہا

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

سخن رس: (س۔خن۔رَس) بات کو سمجھنے والا۔ ہوشیار۔ عقل مند۔صاحب ادراک۔ (ف۔آ)

سنا ہے میں نے سخن رس ہے ترکِ عثمانی
سنائے کون اسے اقبال کا یہ شعرِ غریب!

(غزل۶۱۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

سخن ساز: (س۔خن۔ساز) بات بنانے والا۔(ف۔ع)

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے ! غمناک نہیں ہے!

(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

سخن سازی: (سُخ۔ن۔سا۔زی) چرب زبانی۔ کارستانی۔باتوں کی چالاکی۔فریب بازی۔زمانہ سازی۔ (ف۔آ)

رمز و ایما اس زمانے کے لئے موزوں نہیں
اور آتا بھی نہیں مجھکو سخن سازی کا فن

(خانقاہ۔ب۔ج۔ص۴۵۳)

سخن گستر: (سُخ۔ن۔گُس۔تَر) شاعر۔فصیح۔ (ف۔ع)

دل میں یہ سن کر بپا ہنگامۂ محشر ہوا
میں شہیدِ جستجو تھا یوں سخن گستر ہوا

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

سخن وری: (سُخ۔ن۔وَ۔ری) شاعری۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۵)

اہلِ زمیں کو نسخۂ زندگی دوام ہے
خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخن وری

(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۱)

سدا: (س۔دَا) ہمیشہ۔مدام۔دائم۔دوام۔جاوید۔ ہروقت۔متواتر۔ (ف۔آ)

رہتی ہے سدا نرگسِ بیمار کی تر آنکھ
دل طالبِ نظارہ ہے، محروم نظر آنکھ

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

سدرہ: (سِد۔رَہ) بیری۔ (ف۔ع)

تو زمان و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سدرہ آشناہوں میں

(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

سر: (سَر) کسی چیز کا بالائی حصہ۔کنارہ۔ (ف۔ل)

اشک بن کر سرِ مژگاں سے ٹپک جاؤں میں
کیوں نہ اس بیوی کی آنکھوں سے ٹپک جاؤں میں

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

سر: (سِرّ) بھید۔جمع اسرار۔ (ف۔ع)

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سِرِّ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۹)

سرا: (س۔رَا) گھر۔خانہ۔حویلی۔مکان۔ (ف۔آ)

تڑپ رہے ہیں فزائے نیلگوں کے لئے
وہ پرشکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند!

(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۴)

سراب: (س۔رَاب) وہ چیز جو موسمِ گرما میں عین دوپہر کے وقت زمین شور میں پانی کا دھوکا دیتی ہے۔نمائش آب۔ مرگِ ترشنا۔ (ف۔آ)

تو جو چاہے تو اٹھے سینۂ صحرا سے حباب
رہروِ دشت ہو سیلی زدۂ موجِ سراب

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

سراب: (س۔رَاب) دھوکا ہی دھوکا۔معدوم۔(ف۔آ)

اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

سراپا: (س۔رَا۔پَا) اول سے آخر تک۔تمام۔سب۔ (ف۔آ)

تم ہو گفتار سراپا ، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو ، وہ گلستاں بکنار

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

سرا پردۂ افلاک: (س۔رَا۔پَر۔دَہ۔ا۔اِف۔لاک) آسمانوں کا بہت بڑا خیمہ۔مراد آسمانی فضا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۹۷)

دونوں سے کیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سرا پردۂ افلاک!

(نسیم وشبنم۔ض۔ک۔ص۵۷۸)

سراغ: (س۔رَاغ) کھوج۔نشان۔پتا۔ (ف۔آ)

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن ، اپنا تو بن!
(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۲۳)

سر افگندگی: (سَر۔اَف۔گَن۔دَ۔گی) سر جھکائے رہنے کی حالت۔مراد پست ہمتی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۱۹)

کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافندگی تری معراج
(امتحان۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

سر بازار: (س۔ر۔بَا۔زَار) سب کے سامنے۔علانیہ۔ (ل۔ف)

اے وائے آبروئے کلیسا کا آئینہ
روما نے کردیا سرِ بازار پاش پاش!
(ابی سینیا۔ض۔ک۔ص۶۰۷)

سر بزانو: (سَر۔بَ۔زَا۔نُو) کنایۃً نادم۔فکرمند۔ (م۔ل)

عقل جس سے سربزانو ہے وہ مدت ان کی ہے
سرگذشتِ نوعِ انساں ایک ساعت ان کی ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

سر بزیری: (سَر۔بَ۔زِے۔ری) سر جھکانا۔سر نیچے کرنا۔غلامی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۶)

حذر اس فقر و درویشی سے جس نے
مسلماں کو سکھادی سربزیری!
(رباعیات۔ا۔ح۔ص۶۷۲)

سر بستہ: (سَر۔بَس۔تَہ) چھپا ہوا۔پوشیدہ۔مخفی۔ (ف۔ل)

تارے حیرت سے دیکھتے تھے مجھے
رازِ سربستہ تھا سفر میرا
(سیر فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

سر بکف: (سَر۔ب۔کف) سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے۔ جان دینے پر آمادہ۔ (ف۔آ)

تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
سربکف پھرتے تھے کیا دیر میں دولت کے لئے؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

سر بہ گریباں: (سَر۔بَہ۔گِ۔رے۔بَاں) سوچ بچار کی حالت۔ (ف۔ل)

جو سکھاتا ہے ہمیں سربہ گریباں ہونا
منظرِ عالمِ حاضر سے گریزاں ہونا
(جلوۂ حسن۔ب۔د۔ص۱۲۷)

سر پٹکنا: (سَر۔پَ۔ٹَک۔نَا) نہایت کوشش کرنا۔از حد سعی کرنا۔خوب ہاتھ پاؤں مارنا۔ (ف۔آ)

میں اچھلتی ہوں کبھی جذبِ مہِ کامل سے
جوش میں سر کو پٹکتی ہوں کبھی ساحل سے
(موج دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

سر تا پا: (سَر۔تا۔پَا) سر سے پاؤں تک۔بالکل سربسر۔ اول سے آخر تک۔ (ف۔آ)

ان کو کیا معلوم اس طائر کے احوال و مقام
روح ہے جس کی دمِ پرواز سرتاپا نظر!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۲)

سرت کردم: (س۔رَت۔کُر۔دَم) تیرے قربان ہوں۔ (ل۔ک)

کہ خیلِ نغمہ پروازاں قطار اندر قطار آمد!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

سرچشمہ: (سَرْ۔چَش۔مَہ) سوت۔آبشار۔(ف۔آ)

سرچشمۂ زندگی ہوا خشک
باقی ہے کہاں مئے شبانہ!
(جاوید سے۔۔۔ض۔ک۔ص۵۴۹)

سرحد: (سَرْ۔حَدْ) آخری حد۔ (ف۔ع)

"کہاں میں نے کہ اے جانِ جہاں کچھ نقد دلوادو
کرائے پر منگالوں گا کوئی افغان سرحد سے"
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

سرخ زرد پہچاننا: (سُرْ۔رَخ۔زَرْد۔پَہْ۔چان۔نا) مراد ظاہری چیزوں میں فرق جاننا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۰۹)

نگاہ وہ نہیں جو سرخ زرد پہچانے
نگاہ وہ ہے کہ محتاجِ مہر و ماہ نہیں!
(محرابِ گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۹)

سرخوش: (سَرْ۔خُش) آنند۔مگن۔سامانِ عیش ونشاط سے مالامال۔خوشحال۔ (ف۔آ)

صحبتِ اہلِ صفا، نور و حضور و سرور
سرخوش و پر سوز ہے لالہ لبِ آبجو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

سرخوش: (سَرْ۔خُش) جس کو نشہ کا سرور ہو۔(ف۔ع)

ہمیشہ سرخوشِ جامِ ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجود و نیاز
(حضورِ رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

سرخی: (سُرْ۔خی) باب، فصل یا مضمون کے اوپر لکھا ہوا لفظ یا الفاظ۔عنوان۔ (ق۔ل)

قصۂ دار و رسن بازیٔ طفلانۂ دل
التجائے ارنی سرخیٔ افسانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

سرد: (سَرْد) خنک۔ٹھنڈا۔مثلِ برف۔ (ف۔آ)

نہاں ہوا جو رخِ مہر زیرِ دامنِ ابر
ہوائے سرد بھی آئی سوارِ توسنِ ابر
(ابر۔ب۔د۔ص۹۱)

سرد: (سَرْد) گرم کا نقیض۔مندا۔دھیما۔ (ف۔آ)

رخِ ہستی خاک، غم کی شعلہ افشانی سے ہے
سرد یہ آگ اس لطیف احساس کے پانی سے ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

سرد: (سَرْد) ٹھنڈ۔خنکی۔ (ف۔آ)

وہ نغمہ سردیٔ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سن کے ترا چہرہ تابناک نہیں
(موسیقی۔ض۔ک۔ص۵۹۳)

سرراہ: (سَر۔رَہ۔رَہ) راہ کے سرے پر۔رستے میں۔ سڑک پر۔ (ق۔ل)

اک دن جو سرِ راہ ملے حضرتِ زاہد
پھر چھڑ گئی باتوں میں وہی بات پرانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

سرزمیں: (سَرْ۔زَ۔مِیں) زمین۔دھرتی۔ملک۔خطہ۔ کشور۔ولایت۔دیس۔ (ف۔آ)

سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے
وصل کیسا یاں تو اک قربِ فراق انگیز ہے
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

سرشار: (سَر۔شار) لبریز۔لبالب۔ چھلکتا ہوا۔ بھرا ہوا۔ بھرپور۔ مالا مال۔ (ف۔آ)

گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
درد کے عرفاں سے عقلِ سنگدل شرمندہ ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

سرشار: (سَر۔شار) مخمور۔خمار آلودہ۔ نشے میں چور۔ بدمست۔متوالا۔ (ف۔آ)

تمہارے گلستاں کی کیفیت سرشار ہے ایسی
نگہ فردوس در دامن ہے میری چشمِ حیراں میں
(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

سرشک: (سِ۔رِش۔رَک) آنسو۔اشک۔(ف۔آ)

سرشکِ چشمِ مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہونگے پھر گہر پیدا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

سرشک آباد: (سِ۔رِش۔رَک۔آ۔باذ) مراد راستہ۔ ذریعہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۹)

ربط ہوجاتا ہے دل کو نالہ و فریاد سے
خونِ دل بہتا ہے آنکھوں کی سرشک آباد سے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۶۸)

سرسبز: (سَر۔سَبز) ا۔تر و تازہ۔ ہرا بھرا۔ شاداب۔ ۲۔کامیاب۔فتح مند۔ ۳۔خوش وخرم۔ (ف۔آ)

مرے سخن سے دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز
جہاں میں ہوں میں مثالِ سحاب دریا پاش
(ایک خط۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۹)

سرشت: (سِ۔رِش۔رت) طبیعت۔خو۔ عادت۔ خصلت۔سیرت۔مزاج۔ (ف۔آ)

اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نامِ ہند
(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

سرشت: (سِ۔رِش۔رت) گن۔خواص۔خاصیت۔ (ف۔آ)

کوئی ایسی طرزِ طواف تو مجھے اے چراغِ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

سرعت: (سُر۔عَت) جلدی۔تیزی۔ (ف۔ع)

جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن
جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

سرکار: (سَر۔کار) معشوق۔محبوب۔منظورِ نظر۔(ف۔آ)

تمہارے پیامی نے سب راز کھولا
خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

سرکرنا: (سَر۔کَر۔نا) فتح کرنا۔

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے؟
شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

سرکش: (سَر۔کش) باغی۔نافرمان۔ (ف۔آ)

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

سرکشی: (سَر۔ک۔شی) نافرمانی۔بغاوت۔(ف۔ع)

عطا ہوا خس و خاشاک ایشیا مجکو
کہ میرے شعلے میں ہے سرکشی و بیباکی!
(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۴)

سرگذشت: (سَر۔گ۔ذَشْ۔رت) ا۔حکایت۔ داستان۔روایت۔ ۲۔سوانح عمری۔تذکرہ۔ (ف۔آ)

عقل جس سے سربزانو ہے وہ مدت ان کی ہے
سرگذشتِ نوعِ انساں ایک ساعت ان کی ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

سرگرداں: (سَر۔گَر۔دَاں) ا۔حیران و پریشان۔ ۲۔قربان۔صدقے۔ (ف۔آ)

زندگی کی راہ میں سرگرداں ہے تو، حیراں ہوں میں
تو فروزاں محفلِ ہستی میں ہے، سوزاں ہوں میں
(چاند۔ب۔د۔ص۷۹)

سرگرم: (سَر۔گَرم) گرم جوش۔مستعد۔چالاک۔محنتی۔ پرجوش۔تیز۔تند۔ (ف۔آ)

تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں
انسان کی ہر قوت، سرگرمِ تقاضا ہے!
(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

سرما: (سَر۔مَا) سردی کا موسم۔ The cold season, winter. (ہ۔ڈ۔پ)

سرما کی ہواؤں میں ہے عریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۷)

سرمایہ: (سَر۔مَا۔یَہ) زراصل۔پونجی۔جمع۔(ف۔آ)

ہے تو گورستاں، مگر یہ خاک گردوں پایہ ہے
تہ کی برگشتہ قسمت قوم کا سرمایہ ہے
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

سرمایہ: (سَر۔مَا۔یَہ) دولت۔دھن۔ (ف۔آ)

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات
"گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش"
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

سرمایہ: (سَر۔مَا۔یَہ) باعث۔سبب۔ (ف۔آ)

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر مرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

سرمایہ دار: (سَر۔مَا۔یَہ۔دَار) دولت مند۔مالدار۔ پونجی پتی۔ (ف۔ل)

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

سرمایہ داری: (سَر۔مَا۔یَہ۔دَا۔ری) سرمایہ داری وہ اقتصادی نظام ہے جس میں دولت کی پیداوار اور اس کی تقسیم انفرادی مساوی پر مبنی ہوتی ہے۔انیسویں صدی میں اشتراکیوں نے یہ اصطلاح وضع کی۔انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ سرمایہ داری میں سرمایہ دار دراصل مزدور کا حق الخدمت اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے یعنی منافع وہ حق الخدمت ہے جو مزدور کو ادا نہیں کیا گیا۔

اس نظام میں محرکِ اصلی انفرادی منافع ہے۔سرمایہ داری میں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوتی۔اس نظام میں مختلف دور آتے ہیں جنہیں اصطلاح میں کساد بازاری، سرد بازاری اور بازار کا گرم ہونا کہا جاتا ہے۔ (ت۔ا۔ص۱۹۰۔۱۸۹)

گیا دور سرمایہ داری گیا
تماشا دکھا کر مداری گیا

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

سرمست: (سَر۔مَس/ت) متوالہ۔مدہوش۔مخمور۔نشے میں چور۔ (ف۔آ)

اے مئے غفلت کے سرمستو! کہاں رہتے ہو تم؟
کچھ کہو اس دیس کی آخر جہاں رہتے ہو تم
(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۹)

سرمستی: (سَر۔مَس۔تی) متوالاپن۔ (ف۔ع)

زندگانی جس کو کہتے ہیں فراموشی ہے یہ
خواب ہے، غفلت ہے، سرمستی ہے بیہوشی ہے یہ
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

سرمہ: (سُر۔مَہ) انجن۔ایک قسم کا سیاہ چمکتا ہوا پتھر جس میں سیسہ آمیز ہوتا ہے۔ ایشیائی لوگ اس کو تقویت بصر کے واسطے نہایت باریک پیس کی آنکھوں میں لگاتے ہیں۔(ف۔آ)

سرمہ بن کر چشمِ انساں میں سما جاؤں گی میں
رات نے جو کچھ چھپا رکھا تھا دکھلاؤں گی میں
(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

سرمہ دینا: (سُر۔مَہ۔دے۔نا) آنکھوں میں سرمہ ڈالنا۔انجن سارنا۔سرمہ لگانا۔ (ف۔آ)

تارے میں وہ قمر میں وہ، جلوہ گہِ سحر میں وہ
چشمِ نظارہ میں نہ تو سرمۂ امتیاز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

سرمہ سا: (سُر۔مَہ۔سا) وہ آنکھ جس میں سرمہ لگا ہوا ہو۔ (ف۔ع) مراد ہے نگاہِ مرشد۔

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں!
نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشمِ سرمہ سا کیا ہے
(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۴۷)

سرنگوں: (سَر۔نِ۔گُوں) ا۔اوندھے منھ۔سر کے بل۔ ۲۔شرمندہ۔خجل۔ (ف۔آ)

کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگوں و شرمسار
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۵۲)

سرنوشت: (سَر۔نَ۔وِشْ/ت) نصیب۔قسمت کا لکھا۔ (ف۔ع)

تو اپنی سرنوشت اب اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامۂ حق نے تری جبیں!
(محراب گل۔۔۔۔۱۷۔ض۔ک۔ص۶۳۸)

سرو: (سَر/رو) ایک سیدھے مخروطی خوشنما درخت کا نام جو اکثر باغوں میں لگاتے اور اس کے قامت کو معشوق کے قد سے تشبیہ دیتے ہیں۔شمشاد۔صنوبر۔ (ف۔آ)

نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سروِ کنار جو کا
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

سرود: (س۔رُو/رُد) گیت۔نغمہ۔راگ۔ (ف۔آ)

سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی
(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۴)

سرود: (س۔رُو/رُد) ایک قسم کے باجہ کا نام۔بربطِ بین۔ (ف۔آ)

لذت سرود کی ہو چڑیوں کے چہچہوں میں
چشمے کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

سرود: (س۔رُو/رُد) علامہ کے کلام میں۔سرود، نے نوازی

اور متعلقہ کلمات شاعری کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

(ت۔ا۔ص۱۲۶)

طرب آشنائے خروش ہو، تو نوا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردۂ ساز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

سرودِ ربانی: (س۔رُو رد۔رَب۔با۔نی) اس شعر کے پہلے مصرعے میں شری کرشن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہندوؤں میں خاص تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو کرشن کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی میں انہوں نے جو مذہبی تعلیم ارجن کو دی وہ آج ''بھگوت گیتا'' کی شکل میں موجود ہے۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۶)

سنایا ہند میں آکر سرودِ ربانی
پسند کی کبھی یوناں کی سرزمیں میں نے

(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

سروری: (سَر۔وَ۔ری) سرداری۔ (ف۔ع)

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

سروش: (س۔رُوش) سروش دراصل اوستا کا کلمہ ہے اور اس کے معنی ہیں اطاعت وفرمانبرداری۔ خاص طور پر فرمانِ الٰہی کی اطاعت۔ اس کا مادہ سرو ہے اسی سے سرود مشتق ہے۔ شنیدن اور سرائیدن اسی مادہ کے مصدر ہیں۔ اصطلاحی معنی میں سروش ایک فرشتہ ہے جو حساب اور میزان پر مامور ہے لیکن ایران کی ادبی روایت میں اس کے معنی ہیں خدا کا قاصد اور حاملِ وحی۔ چنانچہ البوریحان نے اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے اور برہان قاطع کا مولف کہتا ہے کہ سروش بضم اول بروزن فروش فرشتے کو کہتے ہیں اور جبرئیل کا نام ہے۔ (ت۔ا۔ص۴۰۔۳۹)

جبرئیل کا نام۔ فرشتۂ خوشخبر۔ (ف۔آ)

کہہ گئے ہیں شاعری جزو یست از پیغمبری
ہاں سنادے محفلِ ملت کو پیغامِ سروش!

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

سروکار: (س۔رُو۔کار) تعلق۔ واسطہ۔ ربط وضبط۔ میل ملاپ۔ لگاؤ۔ (ف۔آ)

واقف نہیں تو ہمتِ مرغانِ ہوا سے
تو خاک نشیمن، انہیں گردوں سے سروکار

(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

سریر: (س۔ریر) تخت۔ شاہی گدی۔ سبھا۔ (ف۔آ)

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

(غزل۵۹۔ب۔ج۔ص۳۶۹)

سریر آرا: (س۔ریر۔آ۔را) تخت کو آراستہ کرنے والا۔ زینت بخش۔ تخت نشین۔ تخت پر بیٹھنے والا۔ (ف۔آ)

کلی بولی سریر آرا ہماری ہے وہ شہزادی
درخشاں جس کی ٹھوکر سے ہوں پتھر بھی نگیں بن کر

(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

سزاوار: (س۔زا۔وار) لائق۔ مناسب۔ (ف۔ع)

نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے!
شکارِ مردہ سزا وار شہباز نہیں

(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۳۰)

سست: (سُس۔سُت) ا۔ چست کا نقیض۔ ۲۔ ناتواں کمزور۔ (ف۔آ)

گوہر کو مشتِ خاک میں رہنا پسند ہے
بندش اگرچہ سست ہے مضموں بلند ہے

(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

سطر: (س۔طُر) نوشتہ۔تحریر۔ (ف۔آ)

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کردیا تونے!

(تصویردرد۔ب۔د۔ص۷۳)

سطوت: (سِط۔وَت) دبدبہ۔جلالت۔قہر۔ (م۔ل)

صبح اک گیت سراپا ہے تری سطوت کا
زیرِ خورشید نشاں تک بھی نہیں ظلمت کا

(انسان۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۵)

سعادت: (س۔عا۔دَت) خوشی۔نیک بختی۔اقبال مندی۔نیکی۔بھلائی۔ (ف۔آ)

یہ سعادت حور صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی

(فاطمہ بنت۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۴)

سعی: (س۔عی) کوشش۔جانفشانی۔سرگرمی۔جدوجہد۔ (ف۔آ)

بڑھا تسبیح خوانی کے بہانے عرش کی جانب
تمنائے دلی آخر بر آئی سعی پیہم سے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

سعی پیہم: (س۔عی۔پے۔ہم) لگاتار کوشش۔جدوجہد۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۵)

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

سفاکی: (سَف۔فا۔کی) خونریزی۔بیدردی۔بے رحمی۔ (ف۔ع)

ترا پیشہ ہے سفاکی، مرا پیشہ ہے سفاکی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں، تو میدانی میں دریائی!

(ایک بحری۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۱۷)

سفال: (سِ۔فال) ٹھیکری۔مٹی کا برتن۔(ف۔ع)
مراد مٹی۔

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر!

(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۳۹)

سفر: (س۔فَر) ا۔مسافرت۔سیاحت۔ ۲۔روانگی۔ کوچ۔ (ف۔آ)

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا؟
غربت میں آکے چمکا گم نام تھا وطن میں؟

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

سفینا: (س۔فی۔نا) قرآن حکیم میں سفینۂ نوح کا ذکر اس طرح آتا ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ جودی جو طور سینا کی ایک چوٹی ہے بلادِ عراق میں واقع ہے۔علامہ کو یہاں سہو پیدا ہوا کہ جودی کو ہندوستان سے منسوب کردیا۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۵۹)

بندے کلیم جس کے پربت جہاں کے سینا
نوحِ نبی کا آکر ٹھیرا جہاں سفینا

(ہندوستانی۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

سفینہ: (س۔فی۔نَہ) کشتی۔ناؤ۔جہاز۔ (ف۔آ)

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دنیا ہے تری منتظرِ روزِ مکافات!

(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

سقا: (سَق۔قا) پانی پلانے والا۔مشک اٹھانے والا۔ (ف۔آ)

یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی
(فاطمہ بنت۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۴)

سقف: (سَ ق ف) چھت۔ (ف۔ع)

"بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم"
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۶)

سکان: (سُک۔کان) ساکن کی جمع۔رہنے والے۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۷۹)

غافل آداب سے سکانِ زمیں کیسے ہیں!
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

سکر: (سُک ر) نشہ۔مستی۔ (ف۔ع)

کٹ مرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لئے
سکر کی لذت میں لٹوا گیا نقدِ حیات
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

سکندری: (س۔کن۔دَ۔ری) مجازاً بادشاہت۔
(ف۔ل)

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنھیں دماغِ سکندری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

سکوت: (س۔کوت) خاموشی۔چپ۔ (ف۔آ)

محفلِ ہستی تری بربت سے ہے سرمایہ دار
جس طرح ندی کے نغموں سے سکوتِ کوہسار
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

سکون: (س۔کون) آرام۔قیام۔ٹھیراؤ۔قرار۔امن۔
آسودگی۔ (ف۔آ)

آتی تھی کوہ سے صدا رازِ حیات ہے سکوں
کہتا تھا مورِ ناتواں لطفِ خرام اور ہے
(طلبۂ علی گڑھ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

سکون: (س۔کُون) سکون سے ویدانت کی تعلیم مراد ہے جس کی رو سے نجات کا انحصار معرفت پر ہے۔معرفت حاصل کرنے کے لئے مراقبہ (دھیان) ضروری ہے اور مراقبہ کے لئے سکون شرط ہے۔اس لئے لفظ سکون پورے ویدانتی نظام پر حاوی ہے۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۹۴)

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات
"گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش"
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

سل: (سِل) پتھر کا پتلا اور چوڑا ٹکڑا۔ (ف۔آ)

قطرۂ خونِ جگر، سل کو بناتا ہے دل
خونِ جگر سے صدا سوز و سرور و سرود!
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

سلاسل: (س۔لا۔سِل) زنجیر۔بیڑی۔

قول فیصل: عربی میں یہ سلسلہ بمعنی زنجیر کی جمع ہے۔ لیکن اردو میں بطور مفرد مستعمل ہے۔ (م۔ل)

وادیٔ نجد میں وہ شورِ سلاسل نہ رہا
قیس دیوانۂ نظارۂ محمل نہ رہا
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۸)

سلاطین: (س۔لا۔طِین) ا۔سلطان کی جمع۔بہت سے بادشاہ۔قیصر۔ ۲۔شہزادے۔ (ف۔آ)

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے
(امامت۔ض۔ک۔ص۵۱۲)

سلامت: (س۔لا۔مت) محفوظ۔ پورا۔کامل۔ثابت۔ صحیح۔سالم۔بخیروعافیت۔ (ف۔آ)

گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے
(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

سلام کرنا: (س۔لام۔کر۔نا) رخصت ہونا۔ جانا۔ سدھارنا۔وداع ہونا۔چلنا۔خدا حافظ یا خیر باد کہنا۔(ف۔آ)

ہرے رہو وطنِ مازنی کے میدانو!
جہاز پر سے تمھیں ہم سلام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

سلجوق: (سَل۔جُو۔ق) ترکوں کا ایک مشہور خاندان۔ (ف۔ل)

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی، تورانی بھی
اہلِ چیں چین میں، ایران میں ساسانی بھی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

سلسبیل: (سَل۔س۔بیل) جنت کا ایک چشمہ جو شہد کا ہے اور جو طوبیٰ کی جڑ سے نکلتا ہے۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۱۹)

اور وہ پانی کے چشمے پر مقامِ کارواں
اہلِ ایماں جس طرح جنت میں گردِ سلسبیل
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

سلسلہ: (سِل۔سِ۔لہ) ترتیب۔درستی۔حسب۔ مراتب۔ (ف۔آ)

تیری طبیعت ہے اور ، تیرا زمانہ ہے اور
تیرے موافق نہیں خاقہی سلسلہ!
(غزل۵۳۔ب۔ج۔ص۳۶۴)

سلسلہ: (سِل۔سِ۔لہ) قطار۔صف۔لڑی۔ جیسے پہاڑ کا سلسلہ۔ (ف۔آ)

تیرا کمال ہستی ہر جاندار میں
تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

سلسلہ روز و شب: (سِل۔سِ۔لہ۔رُو۔زُو۔شب) وقت کی گردش۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۷)

نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیم خوابی
(ملازادہ۔۔۔۔۹۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

سلطان: (سُل۔طان) بادشاہ۔راجا۔ملک۔فرمانروا۔ (ف۔آ)

قید ہے دربار سلطان و شبستانِ وزیر
توڑ کر نکلے گا زنجیرِ طلائی کا اسیر
(رخصت اے۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۳)

سلطانی: (سُل۔طا۔نی) منسوب بہ سلطان۔(ف۔ع)

خداوندہ یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری!
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

سلطانی و جمہور: (سُل۔طا۔نی۔وَ۔جم۔ہُو۔رر) عوام کی حکومت۔جمہوریت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۹)

سلطانی و جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹادو
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

سلطنت: (سُل۔ط۔نت) بادشاہی۔راج۔بادشاہت۔ مملکت۔حکومت۔ (ف۔آ)

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا؟
غربت میں آکے چمکا ، گمنام تھا وطن میں؟
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

سلف: (س۔لف) گزرا ہوا۔ بیتا ہوا۔ گذشتہ۔ اگلا۔ پہلے کا۔ سابقہ۔
(ف۔آ)

یادِ ایامِ سلف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں
بہر تسکیں تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

سلف: (س۔لف) اگلے لوگ۔ اگلے زمانے والے۔ بزرگان گذشتہ۔ آباواجداد۔ (ف۔آ)

کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

سلیقہ: (س۔لی۔قہ) سنجیدگی۔ تہذیب۔ علم مجلس۔
(ف۔آ)

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

سلیقہ: (س۔لی۔قہ) ۱۔تمیز۔ شعور۔ ۲۔سرشت۔ طبیعت۔ (ف۔آ)

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا ، نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جادوئے سامری ، تو قتیلِ شیوۂ آزری
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

سلیم: (س۔لیم) ۱۔سادہ دل۔ صاف دل۔ ۲۔حلیم۔ بردبار۔ (ف۔آ)

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

سم: (سَم) زہر۔ جمع سموم۔ (ف۔ع)

دمِ زندگی، رمِ زندگی ، غمِ زندگی، سمِ زندگی
غمِ رم نہ کر، سمِ غم نہ کھا، کہ یہی ہے شانِ سکندری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

سم: (سُم) گھوڑے کی ٹاپ۔ (ف۔آ)

ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

سماع: (س۔سَاع) ناچ گانا۔ حال قال۔ (ف۔ع)

برسماعِ راست ہر کس چیر نیست!
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۷)

سماعت: (س۔سَا۔عَت) سنوائی جیسے وہاں کسی کی سماعت نہیں۔ (ف۔آ)

مری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی
میں حرفِ زیرِ لب، شرمندۂ گوشِ سماعت ہوں
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۹)

سماں: (س۔مَاں) کیفیت۔ عالم۔ حالت۔ رونق۔
(ف۔آ)

کیا سماں اس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں
(ایک گائے۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۲)

سماں: (س۔مان) وقت زمانہ۔ دور۔ ساعت۔ (ف۔آ)

اے رہینِ خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل!
(جواب خضر۔ب۔د۔ص۲۵۷)

سمانا: (س۔مَا۔نا) پسند آنا۔ (ف۔آ)

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
سماتی کہاں اس فقیری میں میری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

سماوات: (س۔مَا۔وَات) جمع سماء۔بمعنی آسمان۔
(ل۔ک)

وہ کون سا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود؟
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

سموت: (س۔مَا۔وَات) قرآن کا ایک لفظ سمٰوٰت کی حالت نصبی کو فتحہ سے ظاہر نہیں کرتے بلکہ کسرہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ (ش۔ض۔ک۔ص۱۶۸)

تھی خوب حضورِ علما باب کی تقریر
بیچارہ غلط پڑھتا تھا اعراب سمٰوٰت!
(محمد علی باب۔ض۔ک۔ص۵۰۸)

سماوی: (س۔مَا۔وِی) آسمانی۔ (ف۔ع)

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات
(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

سماء: (س۔مَاء) آسمان۔جمع سماوات۔ (ف۔ع)

وہ کون سا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود؟
وہ آدمِ خاکی کے جو ہے زیرِ سماوات؟
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

سمت: (سَم۔مت) طرف۔جانب۔رخ۔ (ف۔آ)

جس سمت میں چاہے صفتِ سیلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا
(بڈھے بلوچ۔۔۔ا۔ج۔ص۶۵۷)

سمن: (س۔مَن) چنبیلی۔سفید چنبیلی۔ (ف۔آ)

چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے
سمن ہے، سبزہ ہے، بادِ سحر ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

سمن بر: (س۔مَن۔بَر) سمن اندام۔گورا چٹا آدمی۔ معشوق۔سیم تن۔سیم بر۔ (ف۔آ)

بھلا تعمیل اس فرمانِ غیرت کش کی ممکن تھی
شہنشاہی حرم کی ناز نینانِ سمن بر سے
(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

سمند: (س۔مَن۔دْ) اصیل گھوڑا۔پیلا گھوڑا۔(ف۔ع)

اڑا کر نہ لائے جہاں بادِ کوہ
مغل شہسواروں کی گردِ سمند!
(خوشحال خاں۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۴۶)

سمندری: (س۔مَن۔دَ۔رِی) سمندر وہ کیڑا ہے جو آگ میں رہتا ہے۔روایت یہ ہے کہ پارسیوں کے جس آتش کدے میں مسلسل صدیوں تک آگ روشن رہے تو ایک کیڑا پیدا ہوجاتا ہے جو آگ ہی میں رہتا ہے اور آگ سے باہر نکال لیا جائے تو مرجاتا ہے۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۴۳)

کوئی ایسی طرزِ طواف تو مجھے اے چراغِ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

سناں: (سِ۔نان) انی۔نوک تیر کی۔بھالا۔نیزہ۔برچھی

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول ، طاؤس و رباب آخر!
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

سنت: (سُن۔نَت) فقہ اسلام۔ وہ طریقہ جس پر پیغمبر خدا اور صحابۂ خلفا نے عمل کیا ہو۔ (ف۔آ)

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

سنتری: (سَن۔ت۔ری) سپاہی۔ پہرے دار۔ پاسبان۔ (ف۔آ)

پربت وہ سب سے اونچا ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

سنجیدن پر: (سَن۔جی۔دَن۔پَر) تولنا۔ پرتولنا۔ (اڑنے کے لئے) (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۹)

خوگرِ پرواز کو پرواز میں کچھ ڈر نہیں!
موت اس گلشن میں جز سنجیدنِ پر کچھ نہیں!
(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۳۳)

سنجیدہ: (سَن۔جی۔دَہ) متین۔ فہمیدہ۔ تجربہ کار۔ (ف۔آ)

علم کی سنجیدہ گفتاری ، بڑھاپے کا شعور
دنیوی اعزاز کی شوکت، جوانی کا غرور
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

سند: (س۔ند) سفارش نامہ۔ سرٹیفکیٹ۔ (ف۔ع)

سند تو لیجئے لڑکوں کے کام آئے گی
وہ مہربان ہیں اب، پھر رہیں ، رہیں نہ رہیں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

سنگ آستاں: (سن۔گ۔آس۔تاں) دہلیز کا پتھر۔ سنگ در۔ (ف۔آ)

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستان کعبہ جا ملتا جبینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

سنگ خارہ: (سَن۔گ۔خا۔رَہ) ایک قسم کا سخت نیلگوں پتھر۔ (ف۔آ)

طلسمِ گنبدِ گردوں کو توڑ سکتے ہیں
زجاج کی یہ عمارت ہے سنگِ خارہ نہیں!
(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

سنگ دل: (سَن رگ۔دِل) سخت دل۔ بے رحم۔ سنگین دل۔ (ف۔آ)

گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
درد کے عرفان سے عقل سنگ دل شرمندہ ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

سنگ راہ: (سَن۔گ۔رَاہ) وہ پتھر جو راستہ میں پڑا ہونے پر جانے والوں کو تکلیف دہ ہو۔ (ف۔آ)

آئینہ سا شاہدِ قدرت کو دکھلاتی ہوئی
سنگِ رہ سے گاہ بچتی گاہ ٹکراتی ہوئی
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

سنگ راہ: (سَن۔گ۔راہ) ٹھوکر۔ (ف۔آ)

ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر!
(ک۔ا۔ا۔پ،ض۔ک۔ص۳۸۷)

سنگ ریزہ: (سَن رگ۔ری۔زَہ) بجری۔ پتھر کا ٹکڑا۔

کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرا فگندگی تری معراج
(امتحان۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

سنگ کعبہ: (سَن۔گ۔کَع۔بَہ) (لغ: کالا پتھر)۔وہ سیاہ رنگ کا پتھر جو خانۂ کعبہ میں رکن شامی پر لگا ہوا ہے۔حاجی طواف کرتے وقت اس کو بوسہ دیتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدم نے کعبے کی بنیاد ڈالی تو طواف کی جگہ متعین کرنے کے لئے یہ پتھر لگا دیا گیا تھا۔طوفانِ نوح کے وقت جبرئیل اس کو آسمان پر لے گئے تھے۔جب حضرت ابراہیم کعبے کی پھر تعمیر کرنے لگے تو جبرئیل نے یہ پتھر انہیں لاکر دیا تھا۔دوسری روایت کے مطابق طوفانِ نوح کے دوران حجرِ اسود کوہ بوقبیس پر محفوظ رہا۔ایک اور روایت یہ ہے کہ یہ پتھر خدا نے بہشت سے بھیجا تھا۔اس وقت یہ سفید رنگ کا تھا لیکن طواف کرنے والوں کے گناہوں سے سیاہ ہوگیا۔اسی طرح یہ بھی روایت ہے کہ اس پتھر میں خدا نے عہد نامۂ روزِ الست محفوظ رکھا ہے اور قیامت کے دن اس پتھر کی دو آنکھیں اور ایک زبان پیدا ہوگی اور یہ پتھر گواہی دے گا کس نے اس کو چھوا اور بوسہ دیا۔بعض مورخین کا کہنا ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جسے حضرت ابراہیم نے جبل بوقبیس سے اٹھا کر کعبے میں بطور مذبح میں نصب کیا تھا۔زمانۂ جاہلیت میں ایک عورت کے ہاتھ سے کعبے کے پردے میں آگ لگ گئی جس سے کعبہ اور یہ پتھر جل گئے اور یہ پتھر کالا ہوگیا۔بہر حال یہ پتھر صدیوں تک انتہائی مقدس سمجھا جاتا رہا ہے اور اسلام سے قبل بھی اس کی حد درجہ تکریم کی جاتی تھی۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۷۷)

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

سنگ میل: (سَن۔گ۔مِیل) راستے میں نصب وہ پتھر جن سے فاصلے کا پتہ چلتا ہے۔ (م۔ل)

ریت کے ٹیلے پہ وہ آہو کا بے پروا خرام
وہ خضر بے برگ و ساماں، وہ سفر بے سنگ و میل
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

سنگین: (سَن۔گِین) منسوب بہ سنگ۔پتھر کا بنا ہوا۔ (ف۔آ)

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگیں دل و آئینہ رو
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۹)

سنگینی: (سَن۔گی۔نی) سختی۔ (ف۔ع)

کیوں مسلماں نہ خجل ہو تری سنگینی سے
کہ غلامی سے ہوا مثلِ زجاج اس کا وجود!
(مسجد قوت الاسلام۔ض۔ک۔ص۵۶۷)

سو: (سُو) سمت۔طرف۔جانب۔ (ف۔آ)

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

سوا: (س۔وَا) زیادہ بہتر۔برابر۔ (ف۔ع)

وہ زمیں ہے تو مگر، اے خواب گاہِ مصطفیٰ!
دید ہے کعبہ کو تیری حجِ اکبر سے سوا
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

سواد: (س۔وَاد) گردونواح۔اطراف۔آس پاس۔ حوالئے شہر۔ (ف۔آ)

سوادِ رومۃ الکبریٰ میں دلی یاد آتی ہے
وہی عبرت، وہی عظمت، وہی شانِ دلآویزی!
(غزل۱۷۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

سوار: (س۔وَاز) چڑھا ہوا۔سواری پر بیٹھا ہوا۔
(ف۔آ)

نہاں ہوا جو رخِ مہر زیرِ دامنِ ابر
ہوائے سرد بھی آئی سوار توسنِ ابر
(ابر۔ب۔د۔ص۹۱)

سوال: (س۔وَال) بھیک کی درخواست۔گزارش۔ مانگ۔ (ف۔آ)

ہم تو فقیر تھے ہی، ہمارا تو کام تھا
سیکھیں سلیقہ اب امرا بھی ''سوال'' کا
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

سوتا: (سُو۔تا) ا۔سوت۔چشمہ۔ ۲۔پانی کی وہ شاخ جو کسی دریا خواہ تالاب وغیرہ میں کٹ کر بہتی چلی جائے۔
(ف۔آ)

سوتوں کو ندیوں کا شوق ، بحر کا ندیوں کو عشق
موجۂ بحر کو تپش ماہِ تمام کے لئے
(کوشش ناتمام۔ب۔د۔ص۱۲۴)

سوختن: (سُوخ۔تَن) جلنا۔جلانا۔ (ف۔ع)

ہر چہ در دل گذرد وقف زباں دارد شمع
سوختن نیست خیالے کہ نہاں دارد شمع
(عبدالقادر۔۔۔ب۔د۔ص۱۳۲)

سوختہ: (سُوخ۔تَہ) غم سے جلا ہوا۔غم اندوہ۔افسردہ۔ پژمردہ۔مصیبت زدہ۔ (ف۔آ)

میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بو!
میں حکایت غمِ آرزو، تو حدیثِ ماتمِ دلبری
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

سوختہ: (سُوخ۔تَہ) جلا ہوا۔آتش زدہ۔ (ف۔آ)

اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں
(ب۔ج۔ص۲۹۳)

سود: (سُود) بھلائی۔بہتری۔ (ف۔ل)

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں؟
فکرِ فردا نہ کروں، محوِ غمِ دوش رہوں؟
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

سود: (سُود) قرض دیئے ہوئے روپے پر نفع۔بیاج۔
(ف۔ل)

فزوں ہے سود سے سرمایۂ حیات ترا
مرے نصیب میں ہے کاوشِ زیاں، پھر کیا؟
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

سودا: (سُو۔دَا) عشق۔فریفتگی۔پریت۔ (ف۔آ)

اس کو اپنا ہے جنوں اور مجھے سودا اپنا
دل کسی اور کا دیوانہ، میں دیوانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۲)

سودا: (سُو۔دَا) خرید وفروخت۔ (ق۔ل)

کیا کہوں آرزوئے بیدلی مجکو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

سودا: (سُو۔دَا) خیال۔دھیان۔دھن۔ (ف۔آ)

رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیلِ فرمانِ خضر
(مسلمان اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۲)

سودا: (سُو۔دَا) جنون۔دیوانگی۔ (ف۔آ)

حفظِ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا
(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

سوداگر: (سَو۔دا۔گر) تاجر۔ (ف۔آ)

اللہ! ترا شکر یہ خطۂ پرسوز
سوداگرِ یورپ کی غلامی سے ہے آزاد!
(دوزخی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۶۶)

سوداگری: (سَو۔دا۔گ۔ری) بیوپار۔تجارت۔ (ف۔آ)

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے!
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

سوداگری: (سَو۔دا۔گ۔ری) سوداگر پن۔مہاجن پنا۔ (ف۔آ)

وہ مذہب تھا اقوام عہدِ کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے
(سنیما۔ب۔ج۔ص۴۵۰)

سودائی: (سَو۔دا۔ای) جب کسی کی طرف منسوب کر کے کہتے ہیں تو وہاں عاشق کے معنی ہوتے ہیں۔ جیسے اس کا سودائی، اُس کا سودائی وغیرہ۔ (ف۔آ)

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

سودائی: (سَو۔دا۔ای) دیوانہ۔مجنوں۔جنونی۔ (ف۔آ)

کیا تجسس ہے تجھے ؟ کس کی تمنائی ہے؟
آہ! کیا تو بھی اسی چیز کی سودائی ہے؟
(۔۔۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

سودائے خام: (سَو۔دا۔اِ۔خام) خام خیالی۔ نری دیوانگی۔ (ف۔ل)

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۳)

سودخوار: (سُو۔دُ۔خوار) سود روپے پر چلانے والا۔ (ف۔ل)

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سودخوار
جن کی روباہی کے آگے، ہیچ ہے زورِ پلنگ!
(یورپ۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

سودوزیاں: (سُو۔دُو۔زِیاں) فائدہ اور نقصان۔ (ف۔آ)

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۸)

سورہ: (سُو۔رَہ) قرآن شریف کی فصل۔کلام مجید کا حصہ۔ کلام اللہ کا کوئی پورا بیان۔قرآن شریف کے ۱۴ باب میں سے ایک باب۔ (ف۔آ)

موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی
ہے الم کا سورہ بھی جزوِ کتابِ زندگی
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

سورۂ رحمٰن: (سُو۔رَہ۔اِ۔رَح۔مان) ''رحمٰن'' قرآن مجید کی ۵۵ ویں سورت کا نام ہے۔ یہ سورت ربط آیات اور جمع فواصل کے لحاظ سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے۔

اور سورۂ رحمٰن قرآن کی زینت ہے۔ (م۔ت۔ا۔ص۹۲)

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
ہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن!
(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

سورۂ والشمس: (سُو۔رَہ۔اِ۔وَش۔شَم رس) قرآن عزیز کی ۹۱ویں سورت کا نام والشمس ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے شمس (آفتاب وغیرہ) کی قسم کھائی ہے۔

(م۔ت۔ا۔ص۵۶)

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں
یہ سبھی سورۂ والشمس کی تفسیریں ہیں
(انسان اور۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۴)

سورۂ والنور: (سُو۔رَہ۔اِ۔وَن۔نُور) (قرآن مجید کی ۲۴ویں سورت، رکوع ۵)۔ **الله نور السموتِ ولارض. مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح. المصباح فی زجاجہ. الزجاجۃ کانھا کوکبٌ دُرّیٌ یو قدمن شجرۃٍ مبارکۃٍ زیتونۃٍ لاشرقیۃٍ ولا غربیۃٍ. یکاد زیتھا یضئیٰ ولو تمسسہ نار. نورٌ علیٰ نور. یھدی الله لنورہٖ من یّشاء.**

ترجمہ: اللہ زمین و آسمان کا ایک نور ہے۔ اس نور کی طرح جو ایک ایسے تاک میں ہے جس میں ایک چراغ ہے، چراغ ایک شیشے میں رکھا ہے۔ گویا وہ ایک چمکتا ہوا تارہ ہے اور اس میں ایک برکت والے درخت زیتون کا تیل جلتا ہے۔ وہ نہ سورج نکلنے کی طرف ہے اور نہ ڈوبنے کی طرف ایسا لگتا ہے کہ تیل جل اٹھنے کے قریب ہی ہے اور اس نے ابھی آگ نہیں پکڑی ہے۔ نور بالائے نور، خدا جس کو چاہتا ہے اپنے نور سے ہدایت دیتا ہے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۴۰۔۲۳۹)

طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ والنور سے توڑا
اندھیرے میں اڑایا تاجِ زر شمعِ شبستاں کا
(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

سوز: (سُوز) کوفت۔رنج۔سوگ۔اذیت۔ (ف۔آ)

اس چمن میں میں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

سوز: (سُوز) دکھ۔درد۔غم۔ (م۔ل)

سخن میں سوزِ الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

سوز: (سُوز) سوزش۔جلن۔تپش۔حرارت۔ (ف۔آ)

جلتی ہے تو کہ برقِ تجلی سے دور ہے
بے درد تیرے سوز کو سمجھے کہ نور ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

سوزاں: (سُو۔زَاں) جلتا ہوا۔ (ف۔ع)

جلانا دل کا ہے گویا سراپا نور ہوجانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمعِ انجمن بھی ہے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۶)

سوزِ دروں: (سُو۔زِ۔دَ۔رُوں) غمِ دل۔دردِ دل۔ (م۔ل)

نہ کر دیں مجھکو مجبورِ نوا فردوس میں حوریں
مرا سوزِ دروں پھر گرمیِ محفل نہ بن جائے!
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۰۲)

وجود زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

سوزن: (سُو۔زَن) سوئی۔کپڑا سینے کا آلہ۔ (ف۔آ)

علاجِ درد میں بھی درد کی لذت پہ مرتا ہوں
جو تھے چھالوں میں کانٹے نوکِ سوزن سے نکالے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

سوز ناک: (سُوزناک) رنج و غم سے لبریز۔ دردانگیز۔دلوں کو ہلا دینے والی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۲)

سینۂ افلاک سے اٹھتی ہے آہِ سوزناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سلطان و امیر
(ملازادہ۔۔۔۔۲۔ا۔ح۔ص۶۷۸)

سوز و ساز: (سُوزُوساز) آفتاب سوز و ساز کا سب سے بڑا مظہر ہے۔سوز بمعنی آتش۔حرارت یا جلنا۔ساز بمعنی موافقت۔ (ش۔ب۔د۔ص۶۸)

ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

سوز و گداز: (سُوزُوگداز) وہ کیفیت جس سے متاثر ہو کر رقت طاری ہو۔ (م۔ل)

گرنا ترے حضور میں اس کی نماز ہے
ننھے سے دل میں لذتِ سوز و گداز ہے
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

سوسن: (سُوسَن) ایک نیلا پھول جس کی پنکھڑی مثل زبان ہوتی ہے۔ (ف۔ع)

گل و نرگس و سوسن و نسترن!
شہیدِ ازل لالہ خونیں کفن!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

سوغات: (سُوغات) تحفہ۔ہدیہ۔ (ف۔ع)

دریا میں موتی ! اے موجِ بیباک!
ساحل کی سوغات؟ خار و خس و خاک!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۷۵)

سوگوار: (سُوگوار) غمگین۔مغموم۔غمزدہ۔ (ف۔آ)

چمن سے روتا ہوا موسمِ بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا، سوگوار گیا!
(حقیقت حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

سوگوار: (سُوگوار) دلگیر۔ملول۔آزردہ۔دردمند۔ (ف۔آ)

خزاں میں مجھ کو رلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں
(عید پر شعر۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

سومناتی: (سُومَنا۔تی) برہمن کی اولاد۔اقبال کے آبا واجداد کشمیری برہمن تھے۔ (ش۔ض۔ک۔ص۵۹)

میں اصل کا خاص سومناتی
آبا میرے لاتی و مناتی
(ایک فلسفہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

سونی: (سُونی) خالی۔بھری کا نقیض۔ (ف۔آ)

سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنالیں
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

سہانی: (سہا۔نی) دل پسند۔بھلا معلوم ہونے والا۔ (ف۔ل)

سہانی نمودِ صبح کی گھڑی تھی
تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

سہل: (سَہْ۔ل) آسان۔نرم۔سہج۔ (ف۔آ)

اگر نہ سہل ہوں تجھ پہ زمیں کے ہنگامے
بری ہے مستیٔ اندیشہ ہائے افلاکی
(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۳)

سیادت: (سِ۔یا۔دَت) حکومت۔بادشاہت۔ (ف۔آ)

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۳)

سیار: (سَی۔یَار) سیر کرنے والا۔گھومنے والا۔(ف۔ع)

میری ناؤ گرداب سے پار کر
یہ ثابت ہے تو اس کو سیار کر!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

سیارہ: (سَی۔یا۔رَہ) گردش کرنے والا اور پھرنے والا ستارہ۔ (ف۔آ)

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارہ
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

سیاست: (سِ۔یا۔سَت) حکومت وسلطنت۔(ف۔آ)

تو اگر کوئی مدبر ہے تو سن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا
(سیدکی۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۲)

سیاسی فرزند: (سِ۔یا۔سی۔فَر۔زَن۔د) یعنی وہ سیاستدان جو شیطان کی سی چالیں چلتے ہیں۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۷۸)

(ابلیس کا۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۰۸)

سیال: (سَی۔یَال) رواں۔بہنے والی۔ (ف۔آ)

چشمۂ دامن ترا آئینۂ سیال ہے
دامنِ موج ہوا جس کے لئے رومال ہے
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

سیاہ پوش: (سِ۔یاہ۔پُوش) ماتمی۔سوگوار۔(ف۔آ)

اٹھی پھر آج وہ پورب سے کالی کالی گھٹا
سیاہ پوش ہوا پھر پہاڑ سربن کا
(ابر۔ب۔د۔ص۹۱)

سیاہ روز: (سِ۔یاہ۔رُوز) خراب دن۔منحوس دن۔ (ف۔ع)

اگر قبول کرے دینِ مصطفیٰ انگریز
سیاہ روز مسلماں رہے گا پھر بھی غلام!
(اشاعتِ اسلام۔۔۔۔ض۔ک۔ص۵۲۴)

سیپارا: (سی۔پا۔رَا) لغوی معنی تیس ٹکڑے۔(ف۔آ)

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ
(خطاب بہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

سید: (سَی۔یِد) یعنی برادری اور قبیلے کے حوالے سے اپنی پہچان کرانے والے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۴)

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

سیر: (سَیْ۔ر) پھرنا۔سیاح۔دورہ۔گشت۔(ف۔آ)

نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد

ہوائے سیر مثالِ نسیم پیدا کر
(ک۔ا۔ا۔پ،ض۔ک۔ص۳۸۷)

سیراب: (سے۔زاب) سیر حاصل۔جس کی پیاس بجھی ہوئی ہو۔ (ف۔ع)

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے
سیراب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد!
(دوزخی کی مناجات۔ا۔ح۔ص۲۶۶)

سیرابی: (سے۔زا۔بی) پیاس بجھنا۔ (ف۔ع)

مسلماں کو مسلماں کردیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

سیرت: (سی۔رَت) عادت۔خصلت۔ (ف۔ع)

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہوجا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

سیل: (سے۔ل) پانی کی رو۔سیلاب۔بہاؤ۔طوفان۔ (ف۔آ)

جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
موجۂ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم
ہے ترے سیلِ محبت میں یونہی دل میرا
(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

سیلی: (سی۔لی) تھپڑ۔چانٹا۔ (ف۔ل)

تو جو چاہے تو اٹھے سینۂ صحرا سے حباب
رہروِ دشت ہو سیلی زدۂ موجِ سراب
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

سیم: (سی۔م) چاندی۔روپا۔نقرہ۔ (ف۔آ)

چرخ نے بالی چرالی ہے عروسِ شام کی؟
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی؟
(ماہ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

سیما: (سی۔ما) پیشانی۔ (ف۔ع)

خورشید کرے کسب ضیا تیرے شرر سے!
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے!
(جدت۔ض۔ک۔ص۵۸۴)

سیماب: Quicksilver (Sim-ab)
mercury (Para) (ہ۔ڈ۔پ)

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب!
(ملازادہ ضیغم۔۔۔ا۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

سیماب وار: (سی۔ماب۔وار) سیماب کی مانند۔ بیتاب وبیقرار۔ (ف۔آ)

سیماب وار رکھتی ہے تیری ادا اسے
آدابِ عشق تو نے سکھائے ہیں کیا اسے؟
(شمع اور پروانہ۔ب۔د۔ص۴۰)

سیمابی: (سی۔ما۔بی) کبوتر کے ایک رنگ کا نام۔
(ف۔آ) مراد چاندی کی مانند۔

چاند جو صورت گرِ ہستی کا اک اعجاز ہے
پہنے سیمابیؔ قبا محوِ خرامِ ناز ہے
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

سیمابی: (سی۔ما۔بی) پارے کی طرح کی یعنی بیقراری۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۳۵)

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جدا پارے سے ہوسکتی نہیں تقدیرِ سیمابی

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

سیمیا: (سی۔مِ۔یا) طلسم۔وہمی چیزیں جن کا فی الواقع کوئی وجود نہ ہو۔خیالی اور وہمی شکلیں۔ (ف۔ع)

ہے تو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں!
باقی ہے نمودِ سیمیائی!

(غزل ۳۱۔ب۔ج۔ص۳۴۶)

سیمیں: (سی۔میں) چاندی کا۔نقرہ۔ (ف۔آ)

آشنا پرور ہے قوم اپنی، وفا آئیں ترا
ہے محبت خیز یہ پیراہنِ سیمیں ترا

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

سینہ چاک: (سی۔نَہ۔چاک) مصیبت زدہ۔دکھیارا۔ (ف۔ع)

آملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک
بزمِ گل کی ہم نفس بادِ صبا ہوجائے گی!

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۴)

سینہ چاک ہونا: (سی۔نَہ۔چاک۔ہُو۔نا) چھاتی پھٹنا۔صدمے کے مارے سینہ کا پھٹا جانا۔ (ف۔آ)

سینہ چاک اس گلستاں میں لالہ و گل ہیں تو کیا
نالہ و فریاد پر مجبور بلبل ہیں تو کیا

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

سینہ سوز: (سی۔نَہ۔سُوز) رنجیدہ۔کبیدہ۔(ف۔ل)

تیری فضا دلفروز، میری نوا سینہ سوز
تجھ سے دلوں کا حضور، مجھ سے دلوں کی کشود

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

سینہ کاوی: (سی۔نَہ۔کا۔وِی) سخت کوشش و زحمت کشی۔سینہ خراشی۔ (ف۔آ)

مجھے اے ہم نشیں! رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۲)

سینے سے لگانا: (سی۔نے۔سے۔لَ۔گا۔نا) فرطِ محبت و اخلاص کے باعث سینہ سے چمٹانا۔گلے سے لگانا۔پیار کرنا۔ (ف۔آ)

میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

سیہ: (سِ۔یَہ) مخفف سیاہ۔کالا۔ (ف۔آ)

سورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو
طشتِ افق سے لے کر لالے کے پھول مارے

(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۳)

سیہ بخت: (سِ۔یَہ۔بَخ۔رت) بدنصیب۔بدطالع۔ (ف۔آ)

نور سے دور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں
کیوں سیہ روز، سیہ بخت، سیہ کار ہوں میں؟

(انسان اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۵)

سیہ پوش: (سِ۔یَہ۔پوش) ماتمی۔سوگوار۔(ف۔آ)

اک شور ہے مغرب میں اجالا نہیں ممکن
افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے ہے سیہ پوش

(شعاعِ امید۲۔ض۔ک۔ص۵۷۰)

سیہ پوشی: (سِ۔یَہ۔پوشی) ماتمی لباس پہننا۔سوگ کرنا۔ (ق۔ل)

یہ سیہ پوشی کی تیاری کسی کے غم میں ہے
محفلِ قدرت مگر خورشید کے ماتم میں ہے

(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۸)

سیہ چشم:(سِ۔یَہ۔چَش م) نامہربان۔ (ف۔ع)

چہ بے پروا گذشتند از نوائے صبحگاہِ من
کہ برد آں شور و مستی از سیہ چشمانِ کشمیری؟
(طلازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

سیہ روز:(سِ۔یَہ۔رُوز) مصیبت زدہ۔ (ف۔ل)

نور سے دور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں

کیوں سیہ روز، سیہ بخت، سیہ کار ہوں میں
(انسان اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۵)

سیہ کار: (سِ۔یَہ۔کار) فاسق۔ظالم۔گنہ گار۔عاصی۔

(ف۔آ)

نور سے دور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں

کیوں سیہ روز ، سیہ بخت، سیہ کار ہوں میں
(انسان اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۵)

ش

شاخ: (شاخ) ٹہنی۔ڈال۔ڈالی۔شعبہ۔ (ف۔آ)

آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے!
زندگی کی شاخ پر پھوٹے، کھلے ، مرجھا گئے!
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

شاخ آہو: (شا۔خِ۔آ۔ہُو) گمان۔جھوٹا وعدہ۔

(ف۔ع)

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

شاخ بریدہ: (شا۔خِ۔بُ۔رِی۔دَہ) درخت کی کٹی ہوئی ٹہنی مراد قوم سے کٹا ہوا فرد۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۳)

شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے
(پیوستہ رہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۹)

شاخِ تاک: (شا۔خِ۔تاک) انگور کی بیل کی ٹہنی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۰۳)

میں شاخِ تاک ہوں، میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر!
(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۳۹)

شاخسار:(شاخ۔سار)جھرمٹ۔کنج۔باغ۔(ف۔ع)

بیا ساقی نوائے مرغزار از شاخسار آمد
بہار آمد، نگار آمد، نگار آمد، قرار آمد
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

شاخ گل:(شا۔خِ۔گُل) پھولوں کی ٹہنی۔گلبن۔

(م۔ل)

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا کانم
(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

شاخ نبات:(شا۔خِ۔نَ۔بات) مصری کی ڈلی۔

(ف۔ل)

ساحر الموط نے تجھ کو دیا برگِ حشیش
اور تو اے بے خبر سمجھا ہے اسے شاخِ نبات
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

شاخیں: (شا۔خے ں) شاخ کی جمع۔ٹہنیاں۔ (ف۔آ)

دیکھ کر رنگِ چمن ہونہ پریشاں مالی
کوکب غنچے سے شاخیں ہیں چمکنے والی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

شادابی: (شا۔دا۔بی) سیرابی۔ سرسبزی۔ ہریالی۔ تروتازگی۔ (ف۔آ)

گراں بہا ہے ترا گریۂ سحر گاہی
اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی!
(فرشتے آدم۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۳)

شادماں: (شاد۔مان) خوش وخرم۔ (ف۔آ)

دعا یہ کر کہ خدا وندِ آسمان و زمیں
کرے پھر اس کی زیارت سے شادماں مجکو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

شارح: (شا۔رِح) شرح کرنے والا۔ (ف۔ع)

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات!
(وحی۔ض۔ک۔ص۵۰۰)

شاطر: (شا۔طِر) چالاک۔شوخ۔ (ف۔ع)

آثار تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آخر
تدبیر کو تقدیر کے شاطر نے کیا مات
(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

شاطر: (شا۔طِر) شطرنج باز۔ (ف۔ع)

مرادسیاست دان۔

اس کھیل میں تعینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ
بیچارہ پیادہ تو ہے اک مہرۂ ناچیز
فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ!
(سیاحت۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

شاعری جزو یست از پیغمبری: (شا۔ع۔ری۔ جُز۔رو۔یَس۔ت۔ اَز۔پَے۔غَم۔بَ۔ری) بامقصد شاعری پیغمبری کا ہی ایک حصہ ہے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۶)

کہہ گئے ہیں شاعری "جزو یست از پیغمبری"
ہاں سنادے محفلِ ملت کو پیغامِ سروش!
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

شاکر: (شا۔کِر) شکر کرنے والا۔ (ف۔ع)

ظلمت کدۂ خاک پہ شاکر نہیں رہتا
ہر لحظہ ہے دانے کو جنون نشو و نما کا!
(تسلیم ورضا۔ض۔ک۔ص۵۱۴)

شام وسحر: (شا۔مُو۔س۔حَر) صبح وشام۔ہروقت۔ (ف۔آ)

خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سرِّ زندگانی ہے
نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہوجا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

شان: (شان) قدرت۔طاقت۔ (ف۔آ)

تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
(اک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

شان: (شان) شوکت۔عظمت۔مرتبہ۔دبدبہ۔جلال۔

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

شان: (شانْ) عزت۔فخر۔حرمت۔شرف۔توقیر۔ منزلت۔رفعت۔ (ف۔آ)

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

شانتی: (شانْ۔تی) امن۔سکون۔تسلی۔اطمینان۔ (ف۔ل)

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

شان خداوند: (شا۔نِ۔خُ۔دا۔وَن۔د) خدا کی عجیب قدرت۔ (م۔ل)

متاعِ بے بہا ہے درد سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دیکر نہ لوں شانِ خدا وندی
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

شانہ: (شا۔نَہ) کنگھی۔کنگھا۔ (ف۔آ)

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

شانہ: (شا۔نَہ) مونڈھا۔مونڈھے کی ہڈی۔کھوا۔ (ف۔آ)

مہرِ روشن چھپ گیا اٹھی نقاب روئے شام
شانۂ ہستی پہ ہے بکھرا ہوا گیسوئے شام
(خفتگان خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۸)

شاہبازی: (شاہ۔بَا۔زی) بہادری۔ (ف۔ع)

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

شاہ تیموری: (شاہ۔تے۔مُو۔ری) اشارہ شاہ عالم ثانی کی طرف ہے۔شاہ عالم کا اصلی نام عالی گہر تھا۔تاریخ پیدائش ۱۵ر جون ۱۷۲۸ء ہے۔۱۷۵۸ء میں اس خوف سے کہ عماد الملک غازی الدین خاں وزیر مملکت کہیں قید نہ کر لے شاہ عالم قسمت آزمائی کے لئے دہلی چھوڑ کر بنگال پہنچے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ انگریزوں نے بنگال کے نواب سراج الدولہ کو معزول کر کے میر جعفر کو مسند نشیں کیا تھا۔پانی پت کی لڑائی کے بعد احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم ثانی کی بادشاہت کا اعلان کر دیا جو اس وقت دلی میں موجود نہ تھا۔یہ واقعہ ۲۵ر دسمبر ۱۷۵۹ء کا ہے۔شاہ عالم نے بہار کو واپس لینے کے لئے انگریزوں سے جنگ کی لیکن بکسر کی مشہور جنگ میں شکست کھا کر ان سے صلح کر لی اور الٰہ آباد چلا آیا۔یہاں ۱۲ر اگست ۱۷۶۵ء کو بنگال کی مسند ایسٹ انڈیا کمپنی کو ادا کی۔

۱۷۷۲ء میں شاہ عالم ثانی نے مرہٹوں سے مل کر رہیلوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دی اور ان کی عورتوں کو بے عزت کیا۔قادر اس وقت ۱۳ر برس کا تھا۔اس نے یہ دردناک منظر دیکھا تھا۔موقع ملنے پر قادر نے شاہ عالم کی آنکھیں نکلوا کر اس سے انتقام لیا۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۷)
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۵)

رہیلہ کس قدر ظالم، جفا جو، کینہ پرور تھا
نکالیں شاہِ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے
(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

شاہد: (شا۔ہِد) معشوق۔محبوب۔صاحب حسن۔(ف۔آ)

آئینہ سا شاہدِ قدرت کو دکھلاتی ہوئی
سنگ رہ سے گاہ بچتی گاہ ٹکراتی ہوئی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

شاہد: (شا۔ہِد) گواہ۔حاضر۔ (ف۔آ)

اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکوت
اے تغافل پیشہ! تجکو یاد وہ پیماں بھی ہے؟

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

شاہد عادل: (شا۔ہِ۔دِ۔عا۔دِل) سچا گواہ۔ایماندار گواہ۔ (ف۔ل)

ہم نشیں! مسلم ہوں میں، توحید کا حامل ہوں میں
اس صداقت پر ازل سے شاہدِ عادل ہوں میں

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

شاہ شہاں: (شا۔ہِ۔شِ۔ہاں) بہت بڑا بادشاہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۳۱)

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

شاہوار: (شاہ۔وَار) بادشاہوں کے لائق۔ (ف۔ع)

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہرِ شاہوار کر!

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

شاہین: (شا۔ہین) شاہین ایک مشہور شکاری پرند ہے۔ شاہین کی تشریح محض شاعرانہ تشبیہ نہیں ہے۔ اس جانور میں اسلامی فقر کے تمام خصوصیات پائے جاتے ہیں۔
ا۔خوددار اور غیرت مند ہے کہ اور کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا۔۲۔بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا۔۳۔بلند پرواز ہے۔
۴۔خلوت پسند ہے۔۵۔تیز نگاہ ہے۔
چونکہ یہ سب مومنانہ صفات ہیں۔اس لئے اقبال نے لفظ شاہین کو اصطلاح بنالیا ہے اور مسلمان کو شاہین سے تعبیر کرتے ہیں۔
(اقبال خطوط کے آئینے میں: بحوالہ اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔ص۱۱۰،ش۔ب۔ج۔ص۲۸۲)

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

(غزل۴۰۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ!

(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

شاہین کافوری: (شا۔ہین۔کا۔فُو۔ری) سفید رنگ کا شاہین جو نایاب ہونے کے سبب بادشاہوں تک کو نہیں ملتا۔یہاں مراد خود علامہ ہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۹۸)

فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبال آگیا کیونکر!
میسر میر و سلطاں کو نہیں شاہینِ کافوری!

(غزل۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

شایاں: (شا۔یَان) لائق۔سزاوار۔ (ف۔ع)

بجلی ہوں نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لئے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے!

(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

شب: (شَب) رات۔ (ل۔ک)

لیلیٰ شب کھولتی ہے آکے جب زلفِ رسا
دامنِ دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

شباب: (شَ۔بَاب) جوانی۔ (ف۔آ)

شباب آہ! کہاں تک امید وار رہے!
وہ عیش، عیش نہیں، جس کا انتظار رہے
(عشرتِ امروز۔ب۔د۔ص۱۲۶)

شبان: (ش۔بان) چرواہا۔گڈریا۔ (ف۔ل)

باغ میں خاموش جلسے گلستاں زاروں کے ہیں
وادیٔ کوہسار میں نعرے شباں زادوں کے ہیں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

شبانہ: (ش۔بانہ) منسوب بہ شب۔ (ف۔ع)
مرادرات کی۔

مئے شبانہ کی مستی تو ہو چکی لیکن
کھٹک رہا ہے دلوں میں کرشمۂ ساقی!
(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۸)

شبانی: (ش۔بانی) بھیڑ بکریاں چرانا۔ادنیٰ حالت۔
(ش۔ب۔ج۔ص۵۴۳)

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

شب تاریک: (ش۔ب۔تا۔ریک) اندھیری رات۔ (ف۔آ)

گمان آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

شب دیجور: (ش۔ب۔دی۔جور) اندھیری رات۔ (ف۔ل)

نامرادی محفلِ گل میں مری مشہور تھی
صبح میری آئینہ دار شب دیجور تھی
(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

شب زندہ دار: (شب۔زن۔دہ۔دار) رات بھر عبادت کرنے والا۔ (ف۔ع)

ہے رواں نجمِ سحر، جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

شبستان: (ش۔بس۔تان) امیروں کے سونے کی جگہ۔ (ف۔آ)

قید ہے دربارِ سلطان و شبستانِ وزیر
توڑ کر نکلے گا زنجیرِ طلائی کا اسیر
(رخصت اے بزمِ جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

شبستاں: (ش۔بس۔تان) رات کو رہنے کا مکان۔ خوابگاہ۔ (ف۔ع)

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
(صبح۔ض۔ک۔ص۴۷۶)

شب کور: (شب۔کور) رات کا اندھا۔ (ف۔ع)

زہرہ نے کہا اور کوئی بات نہیں ہے؟
اک کرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سر و کار؟
(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

شبنم: (شب۔نم) اوس۔ (ف۔آ)

لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

شبنم افشاں: (شَبْ۔نَم۔اَفْ۔شاں) اوس کی طرح ۔۔۔ے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۰)

گریہ ساماں میں، کہ میرے دل میں ہے طوفانِ اشک
شبنم افشاں تو، کہ بزمِ گل میں ہو چرچا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۴)

شب و روز: (شَبْ۔وُ۔رُوْز) رات دن۔لیل ونہار۔ شبانہ روز۔ (ف۔آ)

چھوڑ کر آبادیاں رہتا ہے تو صحرا نورد
زندگی تیری ہے بے روز و شب و فردا و دوش
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

شپرک: (شَپْ۔پَ۔رَک) چمگادڑ۔Bat۔ (ہ۔ڈ۔پ)

زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر
شپرک کہتی ہے تجھ کو کور چشم و بے ہنر
(محراب گل۔۔۔۔۸۔ض۔ک۔ص۶۳۲)

شتر: (شُ۔تُر) اونٹ۔ (ف۔آ)

مغرب میں ہے جہازِ بیاباں شتر کا نام
ترکوں نے کام کچھ نہ لیا اس فلیٹ سے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

شتربان: (شُ۔تُر۔بَان) اونٹ کا نگہبان۔اونٹ والا۔ (ف۔آ)

تمدن آفریں، خلاق آئینِ جہانداری
وہ صحرائے عرب ، یعنی شتر بانوں کا گہوارہ
(خطاب بہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

شجاعت: (شُ۔جَا۔عَتْ) دلیری۔بہادری۔مردانگی۔ (ف۔آ)

فجرِ فطرتِ مسلم تھا حیا سے نم ناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستی فوق الادراک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

شجر: (شَ۔جَر) درخت۔پیڑ۔ (ف۔آ)

آہ! بد قسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر
(نانک۔ب۔د۔ص۲۳۹)

شدت: (شِدْ۔دَتْ) ا۔ زور۔ جوش و خروش۔ ۲۔زیادتی۔غلبہ۔ترقی۔ (ف۔ع)

کشتۂ عزلت ہوں، آبادی میں گھبراتا ہوں میں
شہر سے سودا کی شدت میں نکل جاتا ہوں میں
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

شدن: (شُ۔دَن) جانا ہوا۔ (ف۔ع)

قوی شدیم، چہ شد؟ ناتواں شدیم، چہ شد؟
چنیں شدیم، چہ شد؟ یا چناں شدیم، چہ شد؟
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

شر: (شَرْ) بدی۔شرارت۔برائی۔ (ف۔آ)

دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر
راہ کی ظلمت سے ہو مشکل سوئے منزل سفر
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

شراب سرخ: (شَ۔رَا۔بِ۔سُرْ۔خ) شراب سرخ کنایہ ہے شفق سے جو سرخ ہوتی ہے۔(ش۔ب۔د۔ص۱۵۰)

شرابِ سرخ سے رنگیں ہوا ہے دامنِ شام
لئے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام
(کنار راوی۔ب۔د۔ص۹۴)

شراب طہور: (شَ۔رَا۔بِ۔ط۔ہُوْر) وہ پاک

صاف شراب جو بہشت میں جنتیوں کو ملے گی۔ (تصوف) فیض الٰہی جو صدیقین کے دل پر وارد ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۶)

نہ مجھ سے کہہ کہ اجل ہے پیامِ عیش و سرور
نہ کھینچ نقشۂ کیفیتِ شرابِ طہور

(عشرت امروز۔ب۔د۔ص۱۲۵)

شرار: (شَ۔رَار) آگ کا پتنگا۔ چنگاری۔ (ف۔آ)

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۴)

شرارت: (شَ۔رَا۔رَت) بدی۔ برائی۔ ایذا رسائی۔ (ف۔آ)

روحِ انسانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب؟

(ابلیس کی۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۰)

شرافت: (شَ۔رَا۔فَت) شریف پن۔ بزرگی۔ انسانیت۔آدمیت۔ (ف۔آ)

ہے مری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل
جس کی غفلت کو ملک روتے ہیں وہ غافل ہوں میں

(غزل۱۲۔ب۔د۔ص۱۰۷)

شرح: (شَرْ۔رح) کھول کر کہنا۔ تفسیر۔ تشریح۔ (ف۔آ)

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرحِ معانی میں یگانہ!

(نفسیاتِ غلامی۔ض۔ک۔ص۶۰۲)

شرر: (شَ۔رَر) آگ کی چنگاری۔ پارۂ آتش۔ (ف۔آ)

یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار
خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

شرط یہ ہے: (شَرْ۔طِ۔یَہ۔ہے) بشرطیکہ۔ اس شرط پر۔ اس اقرار پر۔ (ف۔آ)

شوخی سی ہے سوالِ مکرر میں اے کلیم
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

شرع: (شَرْ۔رع) راہ راست۔ قانون محمدیؐ۔ قانون اسلام۔ (ف۔آ)

اک شرعِ مسلمانی، اک جذبِ مسلمانی
ہے جذبِ مسلمانی سرِّ فلک الافلاک!

(غزل۱۸۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

شرف: (شَرَف) بزرگی۔ اونچائی۔ (ف۔ع)

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف اسی دُرج کا دُرِ مکنوں!

(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

شرق: (شَرْ۔رق) پورب۔ سورج نکلنے کی جگہ۔ (ف۔ع)

کوہ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیش نیام سے گذر!

(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

شرقی: (شَرْ۔قی) پوربی۔ (ف۔ع)

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے، نہ غربی
گھر میرا نہ دلّی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

شرکت: (شِرْ۔کَت) شمولیت۔ ہمراہی۔ (ف۔آ)

تخم جس کا تو ہماری کشتِ جاں میں بوگئی
شرکتِ غم سے وہ الفت اور محکم ہوگئی

(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۲۹)

شرسار: (شَرْ۔سار) شرمندہ۔ (ف۔ع)

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و ملا کی سادہ اوراقی!

(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

شرمندہ: (شَر۔مِن۔دَہ) خجل۔ (ف۔ع)

یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بیکراں ہوجا

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

شریعت: (ش۔رِی۔عَت) اسلامی قانون۔(ف۔ع)

تمدن، تصوف، شریعت، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

شریعت اور طریقت: (ش۔رِی۔عَت۔اَور۔ط۔رِی۔قَت) شریعت جیسا کہ مادہ سے ظاہر ہے۔راستہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ان احکام کے مجموعہ کا نام ہے جن پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن صوفیوں کے ہاں اس کلمے کے معنی بالکل بدل گئے ہیں اور انہوں نے شریعت کے مقابلے میں طریقت کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ظاہر ہے کہ طریقت کا معنی بھی راستہ ہی ہے۔پہلے شریعت اور طریقت میں کوئی فرق نہ تھا چنانچہ قرونِ اول کے صوفیاء جہاں تزکیۂ نفس پر زور دیتے تھے وہاں یہ بھی کہتے تھے کہ احکام شریف کی پابندی لازمی ہے۔رفتہ رفتہ شریعت اور طریقت میں بُعد ہوتا چلا گیا اور طریقت کے پیرو، صوفی، سالک، یا رہرو یہ دعویٰ کرنے لگے کہ اصل چیز تزکیۂ نفس و باطن ہے، ظواہرِ شریعت پر عمل کرنا بے معنی ہے۔جب تک انسان کا قلب مجلّٰی نہ ہو پرتوِ خداوندی سے محروم رہتا ہے۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آہستہ آہستہ صوفیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوگیا جو ظواہرِ شریعت کو ترک کردینا مستحب خیال کرتا تھا اور اس بات کا مدعی تھا کہ عشقِ مجازی ہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ ہم عشقِ حقیقی کے رموز کو پہچان سکتے ہیں۔اگرچہ شریعت اور طریقت کا یہ افتراق ابو سعید ابوالخیر ہی کے وقت میں ظاہر ہوگیا تھا لیکن عطار کے زمانے میں خلیج بہت گہری ہوگئی۔مولانا رومی نے اس خلیج کو پاٹنا چاہا اور کہا کہ شریعت اور طریقت ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔

علامہ اقبال ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ شریعت کا تعلق احکام الٰہی سے ہے جو اس پر عمل کرے گا پابندِ شریعت کہلائے گا لیکن تصوف اور طریقت کا مقام یہ ہے کہ انسان اپنے تہِ قلب میں شریعت کی صداقت کو محسوس کرے۔طریقت کا راستہ عشق اور محبت کا راستہ ہے استدلال کا نہیں۔جن صوفیوں نے شریعت اور طریقت میں تطبیق کی ہے ان کے سرگروہ ہجویری ہیں جو داتا گنج بخش کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ان کا ارشاد ہے کہ جو علم من اللہ ہوتا ہے (اللہ کی جانب سے) وہ علم شریعت کہلاتا ہے۔اس علم کی رو سے ہم پہچانتے ہیں کہ فرامین الٰہی کیا ہیں اور ہمیں کن فرائض پر مکلّف کیا گیا ہے۔طریقت کا علم مع اللہ ہوتا ہے یعنی اللہ کے ساتھ۔پس معلوم ہوا کہ حصولِ معرفت کا یہ طریقہ ہے کہ انسان شریعت کی پیروی کرے لیکن شریعت کی کامل پیروی تبھی ممکن ہے کہ انسان مقاماتِ طریقت سے بھی آگاہ ہو۔

(ت۔ا۔ص۱۳۰۔۱۲۹)

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار

(مستی کردار۔ض۔ک۔ص۵۰۱)

شریک: (ش۔رِیک) شامل۔ملا ہوا۔ملحق۔ساتھی۔حصہ دار۔ (ف۔آ)

جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے، وہ ہیں تجھ میں سبھی
تجھ کو لازم ہے کہ ہو اٹھ کے شریکِ تگ و تاز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۷)

شریک: (ش۔ریک) مددگار۔معاون۔ (ف۔آ)

چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی
نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم
(علم اور دین۔ض۔ک۔ص۴۸۸)

شریک: (ش۔ریک) رفیق۔مانند۔نظیر۔(ف۔آ)

یہ عقل جو مہ و پروین کا کھیلتی ہے شکار
شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
(تصوف۔ض۔ک۔ص۴۹۶)

شش جہات: (شش۔ج۔ہات) پورب۔پچھم۔ اتر۔دکھن۔اوپر۔نیچے۔ (ف۔ع)

یہ عالم، یہ بتخانۂ شش جہات!
اسی نے تراشا ہے یہ سومنات!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۷)

شعار: (شِ۔عار) دستور۔عادت۔طور۔طریقہ۔روش۔ (ف۔آ)

اور ہے تیرا شعار، آئینِ ملت اور ہے
زشت روئی سے تری، آئینہ ہے رسوا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۴)

شعاع: (ش۔عاع) کرن۔چمک۔چاند۔(ف۔آ)

صبح جب میری نگہ سودائیِ نظارہ تھی
آسماں پر اک شعاعِ آفتاب آوارہ تھی
(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

شُعاعوں کو اَسیر کرنا: اشارہ رنٹگن اور فیراڈے کی طرف مقصود ہے۔ ولہلم کونراڈ فون رنٹگن Willieum Kndrad Von Rontgen ۲۷ر مارچ ۱۸۴۵ء کو پیدا ہوا۔ ۱۸۹۹ء سے ۱۹۱۹ء تک جامعہ میونخ میں پروفیسر رہا۔ ۱۸۹۵ء میں اس نے ماورائی شعاعوں (X-rays) کو دریافت کیا اس کا انتقال ۱۰ر فروری ۱۹۲۳ء کو ہوا۔

مائیکل فیراڈے (Michael Faraday) لندن کے قریب ۲۲ر ستمبر ۱۷۹۱ء کو پیدا ہوا۔ یہ بہت غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے سائنس کی دنیا میں مختلف قسم کے تجربات کئے۔ اس کی زندگی کا اہم ترین کارنامہ وہ ہے جو (Philoso-phical Transactions) میں چالیس سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک چھپتا رہا۔ اس کی مشہور معروف کتاب کا نام (Experimental Researches on Electricity) ہے۔ فیراڈے بجلی کی ایجادات کے سلسلے میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ اس کا انتقال ۲۵ر اگست ۱۸۶۷ء کو ہوا۔
(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج۱۹۔ص۵۶۷۔ج۹۔ص۷۰)
(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۹)

کیا اسیر شعاعوں کو، برقِ مضطر کو
بنادی غیرتِ جنت یہ سرزمیں میں نے
(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

شعب: (شِعْ۔عْب) قبیلہ۔شاخ۔بڑا خاندان۔جمع شعوب۔ (ف۔ع)

بتانِ شعوب و قبائل کو توڑ
رسومِ کہن کے سلاسل کو توڑ
(پنجاب کے۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۴۵)

شعبدہ: (شُعْ۔بَ۔دَا) دھوکا۔فریب۔چھل۔(ف۔آ)

یہ عجائب شعبدے کس کی ملوکیت کے ہیں
راجدھانی ہے مگر، باقی نہ راجہ ہے، نہ راج

(مسولینی۔ض۔ک۔ص۶۱۲)

شعبدہ بازی: (شُعْ۔بَ۔دَہ۔بَا۔زِی) نظر بندی۔دغا بازی۔چالاکی۔سحر سازی۔مکاری۔ (ف۔آ)

فطرت کو گوارا نہیں سلطانی جاوید
ہرچند کہ یہ شعبدہ بازی ہے دلاویز

(سلطانی جاوید۔ض۔ک۔ص۶۱۰)

شعرا: (شُعَ۔رَا) شاعر کی جمع۔شعر کہنے والے۔(ف۔ل)

کچھ عار اسے حسن فروشوں سے نہیں ہے
عادت یہ ہمارے شعرا کی ہے پرانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

شعلہ: (شُعْ۔لَہ) جوالہ۔لپٹ۔ (ف۔آ)

کیسی حیرانی ہے یہ ایک طفلکِ پروانہ خو!
شمع کے شعلوں کو گھڑیوں دیکھتا رہتا ہے تو

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

شعلہ افشانی: (شُعْ۔لَہ۔اَف۔شَا۔نِی) شعلہ برسانا۔ (م۔ل)

زحمتِ ہستی خاک، غم کی شعلہ افشانی سے ہے
سرد یہ آگ اس لطیف احساس کے پانی سے ہے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

شعلہ بار: (شُعْ۔لَہ۔بَار) شعلہ برسانے والا۔ (ف۔ل)

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۲)

شعلہ مزاج: (شُعْ۔لَہ۔مِ۔زَاج) تیز مزاج۔محبوب۔ (ف۔ع)

حیات شعلہ مزاج و غیور و شور انگیز
سرشت اس کی ہے مشکل کشی، جفا طلبی!

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

شعور: (شُ۔عُوْر) سمجھ۔عقل۔دانش۔ (ف۔آ)

ذرا سی چیز ہے اس پر غرور کیا کہنا
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور! کیا کہنا!

(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

شعور: (شُ۔عُوْر) دانائی۔واقفیت۔شناخت۔(ف۔آ)

کیا کہا؟ بحرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور
شکوہ بیجا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

شعیر: (شَ۔عِیْر) غلہ۔جو۔ (ف۔ع)

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری!

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

شغل: (شُغْ۔ل) کام۔دھیان۔تصور۔ (ف۔آ)

مجھے اے ہم نشیں! رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۲)

شغل: (شُغْ۔ل) دل لگی۔دل بہلاؤ۔تفریحِ طبع۔(ف۔آ)

جہاں قمار نہیں، زن تنک لباس نہیں
جہاں حرام بتاتے ہیں شغلِ میخواری

(انتداب۔ض۔ک۔ص۶۱۴)

شفا: (شِ۔فَا) صحت۔تندرستی۔چنگا پن۔ (ف۔آ)

آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا؟
رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا

(شفاخانہ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

شفاخانہ: (شِ۔فا۔خا۔نہ) ہوسپٹل۔اسپتال۔ (ف۔آ)

اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا
کھلنے کو جدہ میں ہے شفاخانہ حجاز

(شفاخانہ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

شفق: (شَ۔فَق) صبح اور شام کی سرخی۔مگر اردو میں شام کی سرخی کو زیادہ کہتے ہیں۔ (ف۔آ)

کانپتا پھرتا ہے یہ رنگِ شفق کہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ ترے رخسار پر

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

شفق: (شَ۔فَق) نہایت خوبصورت۔سُرخ و سفید۔ (ف۔آ)

دی عشق نے حرارتِ سوزِ دروں مجھے
اور گل فروشِ اشکِ شَفَق گوں کیا مجھے

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

شفیق: (شَ۔فیق) مہربان۔ (ف۔ع)

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق!
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق!

(مرد بزرگ۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

شق: (شَق) پھٹا ہوا۔ترشیدہ A crack craft (ف۔آ)(ہ۔ڈ۔ف)

حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدا یانِ خانقاہی
انہیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنگِ آستانہ

(ملاّ زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۶)

شکار ہونا: (شِ۔کار۔ہونا) جال میں پھنسنا۔ قابو میں آنا۔ (ف۔آ)

بقا کو جو دیکھا فنا ہو گئی وہ
قضا تھی شکارِ قضا ہو گئی وہ

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

شکتی شانتی: (شَک۔تی۔شان۔تی) شکتی در حقیقت وحدت میں کثرت کے تصور کی اک شکل ہے جو لوگ شکتی کے مسلک کے پیرو ہیں وہ کہتے ہیں کہ برہم روحِ مطلق ہے جو شیو اور شکتی کے روپ دھارتا ہے۔ شیو رجال سے اور شکتی نسا سے منسوب ہے۔شیو اور شکتی سے مایا کے عمل کے ذریعہ کائنات وجود میں آتی ہے یعنی مظاہر کی کثرت، یوں وحدت سے کثرت پیدا ہوتی ہے۔شانتی وہ اطمینانِ قلب ہے جو عارف کو یا گنوان کو بڑی مشکل سے ریاض یا تپسیا کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

(ت۔ا۔ص۴۸)

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مُکتی پریت میں ہے

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

شکر: (شُ۔ک۔ر) سپاس۔احسان ماننا۔(ف۔آ)

شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں سے خدا کو تو نے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

شکر پارہ: (شُ۔کَر۔پا۔رَہ) مٹھائی کا نام۔ (ف۔ع)

مجھ کو ڈر ہے کہ طفلانہ طبیعت تیری
در عیار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش!
(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

شکر خا:(شِ۔گر۔خا)شیریں سخن۔ (م۔ل)

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نواگر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکر خائی
(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

شکر خند:(شِ۔گر۔خند)شیریں مسکراہٹ۔

(ف۔ع)

ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خرم
کیا چھینے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکر خند!
(غزل ۶۱ب۔ج۔ص۳۱۳)

شکر خواب:(شِ۔گر۔خواب)میٹھی نیند۔

(ف۔ع)

جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے
ہزار ہوش سے خوشتر تری شکر خوابی
(فرشتے آدم۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۳)

شکست:(شِ۔گست)کمی۔ (ف۔آ)

شرابِ بیخودی سے تا فلک پرواز ہے میری
شکستِ رنگ سے سیکھا ہے میں نے بن کے بور ہنا
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۴۷)

شکست:(شِ۔گست)ٹوٹ۔پھوٹ۔شکستگی۔

(ف۔آ)

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیح شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

شکست:(شِ۔گست)مات۔ہزیمت۔

(ف۔آ)

خود آگہاں کہ ازیں خاک داں بروں جستند!
طلسمِ مہر و سپہر و ستارہ بشکستند!
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

شکستن:(شِ۔گس۔تَن)ٹوٹنا۔ (ف۔ع)

"مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مو میائی"
(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

شکستہ:(شِ۔گس۔تَہ)ٹوٹا ہوا۔خستہ۔ریختہ۔

(ف۔آ)

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

شکستہ پر:(شِ۔گس۔تَہ۔پَر)شکستہ بال۔ٹوٹا ہوا پر۔ (ف۔آ)

خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر
قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام!
(مرگِ خودی۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

شکم:(شِ۔گم۔شِکَم)پیٹ۔ (ف۔ع)

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم!

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

شکن:(شِ۔کُن)مروٹ۔پیچ۔ (ف۔ع)

فرصت کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوے تا بدار را

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

شکن:(شِ۔کُن)توڑنے والا۔ (ف۔ع)

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اس میں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی!

(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۱)

شکنی:(شِک۔نی)توڑنا۔ (ف۔ع)

فرہاد کی خارا شکنی زندہ ہے اب تک
باقی نہیں دنیا میں ملوکیت پرویز!

(سلطانی جاوید۔ض۔ک۔ص۶۱۰)

شکوہ:(شِک۔وَہ)گلہ۔شکایت۔ (ف۔آ)

جراءت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے ''خاکم بدہن'' ہے مجھ کو

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

شکوہ:(شُ۔کُو۔رہ)شان شوکت۔حشمت۔مرتبہ۔

(ف۔آ)

امارت کیا شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل؟
نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانیؓ

(ایک نوجوان۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

شکیب:(شُ۔کَیب)صبر۔آرام۔تحمل۔
بردباری۔ (ف۔آ)

یونہیں میں دل کو پیامِ شکیب دیتا ہوں
شبِ فراق کو گویا فریب دیتا ہوں

(فراق۔ب۔د۔ص۱۳۱)

شکیبائی:(شُ۔کی۔بَا۔ئی)صبر۔تحمل۔

(ف۔آ)

آدمی تابِ شکیبائی سے گو محروم ہے
اس کی فطرت میں یہ اک احساس نامعلوم ہے

(والدہ محترمہ۔ب۔د۔ص۲۳۴)

شگاف:(شِ۔گاف)چیرا۔دراز۔دراڑ۔جھری۔

(ف۔آ)

''بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح، دیگر اندازیم''

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۶)

شگفتہ:(شُ۔گُف۔تَہ)کھلا ہوا۔خوش۔

(ف۔آ)

شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے!
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے!

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

شمار:(شُ۔مار)گنتی گننے والا۔ (ف۔ع)

سعی پیہم ہے ترا زوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

شمار:(شُ۔مار)گنتی۔ (ف۔ع)

مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں

میں اپنی تسبیح دروزوشب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ!

(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

شماری:(ش۔مَا۔ری) گننا۔ (ف۔ع)

تو مری نظر میں کافر، میں تری نظر میں کافر
ترا دیں نفس شماری، مرادیں نفس گدازی!

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

شمس:(شَمس) سورج۔آفتاب۔ (ف۔آ)

ذرّے ذرّے میں ترے خوابیدہ ہیں شمس وقمر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

شمشاد:(شَم۔شَاذ) ایک خوش قد درخت کا نام جو سرو کی قسم میں سے ہے اور اکثر معشوق کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (ف۔آ)

حضرت نے مرے ایک ثنا سا سے یہ پوچھا
اقبالؔ کہ ہے قمریٔ شمشادِ معانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

شمشیر:(شَم۔شِیر) تلوار۔سیف۔ (ف۔آ)

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

شمع:(ش۔مع) موم بتی۔ (ف۔ع)

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

شمع:(شَمع) شمع سوزِ دروں کا ''خارجی'' مظہر ہے۔ واضح ہو کہ ''لالہ'' کی طرح ''شمع'' اقبالؔ کی شاعری میں ایک نشان یا علامت (symbol) ہے۔

(ش۔ب۔د۔ص۳۲۸)

ہو شمعِ بزمِ عیش کہ شمعِ مزار تو
ہر حال اشکِ غم سے رہی ہمکنار تو

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

شمعِ بارگہِ خاندانِ مُرتَضوِی:اس شعر میں شمس العلماء مولانا سید میر حسن سیالکوٹی مرحوم کی طرف اشارہ ہے۔مولانا سید میر حسن مرے کالج سیالکوٹ میں عربی کے استاد تھے (لیکن فارسی کا ایسا صحیح ذوق رکھتے تھے کہ جو لوگ ان سے تعلیم حاصل کرتے تھے ان میں بھی یہ ذوق منتقل ہو جاتا تھا) جب اقبال اس کالج میں انٹرمیڈیٹ میں داخل ہوئے تو مولانا کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا۔اقبال کو اپنے استاد سید میر حسن سے بڑی عقیدت تھی ان کے تبحر علمی کے بڑے مداح تھے۔سید میر حسن اگرچہ انگریزی سے نابلد تھے تاہم پرنسپل کالج کے امور میں ان سے مشورہ کیا کرتا تھا۔سیالکوٹ میں شرفاء کا طبقہ مولانا سے واقف تھا۔ انہوں نے اقبال کو بڑی محنت سے درس دیا اور اقبال نے پوری تن دہی سے اس درس سے فائدہ اٹھایا۔آخر میں سید میر حسن اپنے شاگرد پر بڑا ناز کرنے لگے تھے۔ مولانا مشرقی اخلاق کا نمونہ تھے۔خودداری، وضع داری، اور شگفتہ مزاجی ان کے نمایاں اوصاف تھے۔وہ ہر طبقے میں مقبول تھے۔ان کا انتقال ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو ہوا۔

(سیرت اقبال۔محمد طاہر فاروقی ۔ص۶-۷)

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۳۵۰)

وہ شمع بار گہِ خاندانِ مرتضوی
رہے گا مثلِ حرم جس کا آستاں مجھو

(التجائے مسافر ب۔د۔ص۹۷)

شمع سحر: (شَمع۔سَحَر) چراغ صبح۔قریب الزوال۔ عنقریب۔فنا ہونے والا۔ (ف۔آ)

شمع سحر یہ کہہ گئی سوز ہے زندگی کا ساز
غمکدۂ نمود میں شرطِ دوام اور ہے

(طلبۂ علی گڑھ۔ب۔د۔ص۱۱۵)

شمع کشتہ: (شَمع۔کُشتہ) بجھی ہوئی شمع۔

(ف۔ل)

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

شمع محفل: (شَمع۔مَحفِل) وہ جس سے محفل کی رونق ہو۔محبوب۔ (ف۔ل)

انجمن میں بھی میسّر رہی خلوت اس کو
شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق

(مردِ بزرگ۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

شمیم: (شَمیم) خوشبو۔نکہت۔مہک۔(ف۔آ)

جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
موجۂ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم

(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

شناس: (شِناس) پہچاننے والا۔(ف۔ع)

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر!

(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۳۹)

شناسا: (شِناسا) پہچاننے والا۔پرکھنے والا۔

(ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

شناسائی: (شِناسائی) جان پہچان۔ واقفیت۔ (ف۔آ)

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۸)

شناوری: (شِناوَری) تیراکی۔

(ف۔ع)

ہمت کو شناوری مبارک
پیدا نہیں بحر کا کنارہ!

(عبدالرحمٰن اوّل۔ب۔ج۔ص۳۹۵)

شنید: (شُنید) سننا۔ (ف۔ل)

''اکنوں کرا دماغ کہ پرسوز باغباں
بلبل چہ گفت چہ شنیدہ صباچہ کرد؟''

(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

شنیدن: (شُنیدَن) سننا۔(ف۔ع)

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری
(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۶۸)

شو۔ (شُو) شدن کا امر۔ ہو جانا۔ ہونا۔ (ف۔ع)

پس قیامت شو قیامت را بہ بیں!
دیدنِ ہر چیز راشرط است ایں!
(پیر مرید۔ب۔ج۔ص ۴۳۲)

شو: (شَو) شوہر کا مخفف۔ (ف۔ع)

تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں میں نے
وہ خلوت نشیں ہے! یہ خلوت نشیں ہے!
(پردہ۔ض۔ک۔ص ۵۵۵)

شوال: (شَو۔وَال) عید کا چاند۔ (ف۔آ)

غرّۂ شوّال! اے نورِ نگاہِ روزدار!
آ! کہ تجھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
(غرّۂ شوّال۔ب۔د۔ص ۱۸۱)

شوالہ: (شِ۔وَا۔لَہ) شوجی کا مندر۔ (ف۔ع)

سونی پڑی ہوئی ہے مدّت سے دل کی بستی
آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص ۸۸)

شوخ: (شُو رخ) چنچل۔ چلبلا۔ (ف۔آ)

شوخ تو ہوگی، تو گودی سے اتاریں گے تجھے
گر گیا پھول جو سینے کا تو ماریں گے تجھے
(۔۔۔۔کی گود میں بلّی دیکھکر۔ب۔د۔ص ۱۱۷)

شوخ: (شُو رخ) طرّار۔ بے باک۔ دلیر۔ (ف۔آ)

ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں
(غزل۔ب۔د۔ص ۱۰۵)

شوخ: (شُو رخ) گستاخ۔ بے ادب۔ (ف۔آ)

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۹۹)

شوخی: (شُو۔خی) بے باکی۔ دلیری۔ (ف۔آ)

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص ۲۶)

شوخی: (شُو۔خی) شرارت۔ (ف۔آ)

کیا ذرّہ کو جگنو، دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخی آفتابِ جلوہ فرما کی
(تہذیبِ حاضر۔ب۔د۔ص ۲۲۵)

شوخی: (شُو۔خی) چنچل پن۔ اضطرابی۔ بیقراری۔ (ف۔آ)

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
(غزل۔ب۔د۔ص ۲۸۱)

شودر ('kwn/z) منو کے دھرم شاستر کے موافق ہندو کی چوتھی یا خدمت کرنے والی ذات جسے بیان کرتے ہیں کہ برہما کے پاؤں سے پیدا ہوئی۔ نیچ ذات (ف۔آ)

آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے
(نانک۔ب۔د۔ص۲۳۹)

شور: (شُوْر) شہرہ۔شہرت۔دھوم۔دھاک۔
(ف۔آ)

''شورِ لیلیٰ کو کہ باز آرائش سودا کند
خاکِ مجنوں راغبا ر خاطرِ صحرا کند''
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

شورش: (شُو۔رِش) ہنگامہ۔شوروغوغا۔افراتفری۔
(ف۔آ)

زیبِ محفل ہے، شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت، بزمِ ہستی میں تجھے حاصل نہیں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

شورش اصلاح دیں (شُو۔رِش۔اِص۔لاح۔دِیں) سولھویں صدی عیسوی تک پاپائے روم کا اقتدار برابر بڑھتا گیا۔صرف یہی نہیں کہ پوپ، اپنے نائبوں اور پادریوں کے ذریعے عوام کے قلوب پر حکمرانی کرتا تھا۔ بلکہ اس کے احکام کی تعمیل فرماں رواؤں اور سلطانی کو بھی کرنا پڑتی تھی۔ پوپ نے آہستہ آہستہ کلیسا کو ایک ایسا خود مختار، مقتدر، بانفوذ اور خوفناک ادارہ بنا دیا تھا کہ عوام وخواص سبھی اس ادارے سے ڈرتے تھے۔ پاپائیت میں ایک بنیادی نقص یہ تھا کہ انفرادی سوچ بچار یا تفکر وتعقل کی گنجائش کم رہ گئی تھی۔ علم صرف اربابِ کلیسا کی میراث تھا۔ وہی عالمانِ دین تھے اور وہی ہادیانِ دنیا۔ ان کے بغیر کوئی کام سرانجام نہ دیا جا سکتا تھا۔ پوپ کے نائب یا پادری اسقف، کارڈنیل لوگوں کی نجات کا پروانہ جاری کرتے تھے کہ آتش دوزخ ان پر حرام ہو جاتی تھی۔ اگر کسی پر عتاب نازل ہوتا تھا تو اس کی یہ شکل ہوتی تھی کہ پھر کوئی شخص معتوب کی کسی طرح مدد نہ کر سکتا تھا۔

سولھویں صدی میں، ایک جرمن مفکر اور عالم لوتھر نے اس مسلک کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ گویا پاپائیت کے اقتدار کے خلاف احتجاج کیا اور دعویٰ کیا کہ انسان اپنی ضمیر کی آواز سن کر، حضرت عیسیٰ پر ایمان کامل لا کر، راہِ نجات پر گامزن ہو سکتا ہے۔ اس کے احتجاج کی بنا پر اس کے مقلد احتجاجی یا پروٹسٹنٹ کہلانے لگے۔ آج اس مسلک کے پیرو زیادہ ہیں اور رومن کیتھولک جو پاپائے روم کو محورِ عقیدت گردانتے تھے کم ہیں۔ (لغت فلسفہ: رونر، نیویارک (انگریزی) (ت۔ا۔ص۲۲۶)

دیکھ چکا المنی، شورشِ اصلاحِ دیں
جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کہن کے نشاں
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

شورش محشر: (شُو۔رِ۔شِ۔مح۔شَر) آشوب محشر ہنگامۂ محشر۔ (م۔ل)

پیدا دلِ ویراں میں، پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو، پھر شاہدِ لیلا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

شوریٰ: (شُو۔رَا) مشورہ۔ (ف۔ع)
(ابلیس کی مجلسِ شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۷)

شوریدہ: (شُو۔رِی۔دَہ) آوارہ۔سرگرداں۔

دیوانہ۔ (ف۔آ)

ہوئی ہے تربیت آغوشِ بیت اللہ میں تیری
دلِ شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی

(تضمین برشعرِ امیر شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۵)

شوریدہ: (شُو۔رِی۔دَہ) حیران و پریشان۔

(ف۔م)

نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

شوریدہ حال: (شُو۔رِی۔دَہ۔حَال)

پریشان حال۔ (ف۔ع)

مالک ہے یا مزارعِ شوریدہ حال ہے
جوزیرِ آسماں ہے وہ دھرتی کا مال ہے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

شوریدہ سر: (شُو۔رِی۔دَہ۔سَر) دیوانہ۔سودائی۔

(ف۔آ)

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائی بتخانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوق بے پروا ترا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۵)

شوق: (شَوْق) خواہش۔آرزو۔تمنا۔ (ف۔آ)

یادِ وطن فسردگی بے سبب بنی
شوقِ نظر کبھی، کبھی ذوقِ طلب بنی

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

شوق: (شَوْق) اشتیاق۔ (ف۔آ)

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لیے

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

شوق: (شَوْق) عشق۔محبت۔ (ف۔آ)

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

شوکت: (شُو۔کَت) قوت۔زور۔بل۔شدت۔

(ف۔آ)

کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

شوکت: (شُوْکَت) دبدبہ۔صولت۔رعب
داب۔مرتبہ۔ (ف۔آ)

علم کی سنجیدہ گفتاری بڑھاپے کا شعور
دنیوی اعزاز کی شوکت، جوانی کا غرور

(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۲۸)

شوکت: (شُوْکَت) تجمل۔جاہ و جلال۔شان
وشکوہ۔حشمت۔ (ف۔آ)

شوکتِ سنجر سلیم، تیرے جلال کی نمود!
فقرِ جنید و بایزید، تیرا جمال بے نقاب!

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

شوی: (شُ۔وِی) دھونے والا۔ (ف۔آ)

بندۂ یک مرد روشن دل شوی
بہ کہ برفرقِ سرِ شاہاں روی!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۰)

شہادت:(شَ۔ہا۔دَت)راہِ خدا میں شریک ہونا۔ (ف۔آ)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی!

(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

شہپر:(شَہ۔پَر)پرندے کے بازو کا سب سے بڑا پر۔ (ف۔آ)

طائرِ دل کے لئے غم شہپر پرواز ہے
راز ہے انسان کا دل، غم انکشافِ راز ہے

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

شہدا(شُ۔ہَ۔دَآء)شہید کی جمع۔ (ف۔آ)

خس وخاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی
گل بر انداز ہے خونِ شہدا کی لالی

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

شہرت : (شُہ۔رَت)آوازہ۔شہرہ۔دھوم دھام۔ (ف۔آ)

جینا وہ کیا جو ہو نفسِ غیر پر مدار
شہرت کی زندگی کا بھروسا بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

شہرخموشاں:(شِہ۔رِ۔خَ۔مُو۔شاں)قبرستان۔گورستان۔ (ف۔آ)

سوئے گورِ غریباں جب گئی زندوں کی بستی سے
تو یوں بولی نظارا دیکھ کر شہرِ خموشاں کا

(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

شہرہ:(شُہ۔رَہ)آوازہ۔نام۔ (ف۔آ)

شہرہ تھا بہت آپ کی صوفی منشی کا
کرتے تھے ادب ان کا اعالی وادانی

(زیداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

شہریاری:(شَہ رر۔یا۔ری)بادشاہ سے منسوب (م۔ل)

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

شہسوار:(شَہ۔سَوار)عمدہ سوار۔(ف۔ع)

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار
حاملِ ''خلقِ عظیم''، صاحبِ صدق و یقیں

(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

شہسوار چغتائی:(شَہ۔سَ۔وَا۔رِ۔چُغ۔تا۔ئی)(خواب گہ شہسوار چغتائی) یہ مقبرہ ۱۰۳۷ء میں شاہ جہاں نے تعمیر کرایا اور لاکھوں روپیہ کا سامان جھاڑ، فانوس، قندیل، شامیانے اور خیمے شاہانہ مراتب کے مقدار پر رکھا گیا۔ یہ مقبرہ دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے۔ سکھوں نے اپنے عہدِ حکومت میں اس مقبرہ کو بہت نقصان پہنچایا۔اور بیش قیمت جواہرات یہاں سے نکال کر لے گئے اور ان جواہرات سے امرت سر میں اپنے گرودوارہ کو آراستہ کیا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۰)

کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی
منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی

(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۵)

شہ کار: (شَہ۔کار) بہترین کام۔ بڑا کارنامہ۔ کوئی استادانہ مظاہرۂ کمال۔ (ف۔ع)

نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں!
یہی شہ کار ہے تیرے ہنر کا؟

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۰)

شہنشاہ: (شَہن۔شاہ) بادشاہوں کا بادشاہ۔ سلطان۔ (ف۔آ)

''شہنشاہ معظم'' سے سرکارِ دوعالمؐ مراد ہیں۔

تجھ میں راحت اس شہنشاہِ معظمؐ کو ملی
جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

شہنشاہ نکوفر جام: (شَہ۔رن۔شاہ۔نِ۔کُو۔فَر۔جَام) اشارہ ایڈورڈ ہشتم کی طرف ہے۔ ایڈورڈ ہشتم جارج پنجم کا سب سے بڑا لڑکا ۲۳؍جون ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوا۔ تعلیم آکسفورڈ میں پائی۔ ۱۹۱۰ء میں اس کو پرنس آف ویلز بنایا گیا۔ شاہ ایڈورڈ ہشتم کی مختصر حکومت میں بڑے بڑے کام انجام پذیر ہوئے۔ حکومت سنبھالنے کے کچھ دن بعد سے یہ خبر امریکی پریس میں اڑنے لگی کہ شاہ برطانیہ مسز سمپسن سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ مسز سمپسن امریکہ کے عوامی طبقہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ انگلستان کا قانون اس کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ ایڈورڈ نے محبت کو بادشاہت پر ترجیح دی اور تاج وتخت سے دستبردار ہوگیا۔ ۳؍جون ۱۹۳۷ء کو اس نے اپنی محبوبہ سے شادی کرلی۔ یہ عورت (مسز سمپسن) اس سے قبل دو شوہروں کو طلاق دے چکی تھی۔ اسی لئے حکومت برطانیہ کو اعتراض تھا لیکن شاہ کہتا تھا کہ جس عورت کو میں چاہتا ہوں اس کے بغیر حکومت نہیں کرسکتا۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج۸ ص۱۲۔ مطبوعہ ۱۹۵۰ء) م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۴۷)

شہنشاہی: Imperial, Royal, (Shahanshahi) Empire شاہی۔ (ف۔آ) (ہ۔ڈ۔پ)

مجھ سے فرمایا کہ لے اور شہنشاہی کر
حسنِ تدبیر سے دے آنی وفانی کو ثبات

(سرا کبری حیدری۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

شہود: (شُ۔ہُوْد) حاضر ہونا۔ اہل تصوف کی اصطلاح میں ایک درجہ ہے جس کے حاصل ہوجانے کے بعد تمام موجودات میں جلوۂ حق بلکہ ہر شے میں عین حق نظر آتا ہے۔ (ف۔آ)

''اصلِ شہود شاہد و مشہود ایک ہے''
غالب کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیوں؟

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

شہید: (شُ۔ہَید) مقبول۔ کشتہ۔ قربان۔ فدا۔ عاشق۔ (ف۔آ)

ہاں اسی شاخِ کہن پر پھر بنا لے آشیاں
اہلِ گلشن کو شہیدِ نغمۂ مستانہ کر

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

شہید: (شُ۔ہَید) خدا کی راہ میں قربان ہونے والا۔ (ف۔آ)

جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

(حضور رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

شے: (شَے) چیز۔ جیسے دل سی شے۔ (ف۔آ)

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی!
(غزل ۱۵۔ب۔ج۔ص ۳۱۱)

شیخ: (شَیخ) قاضی۔ مفتی۔ واعظ۔ پیشوا۔ (ف۔آ)

کیوں اے جنابِ شیخ سنا آپ نے بھی کچھ
کہتے تھے کعبہ والوں سے کل اہلِ دیر کیا؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۵)

شیدا: (شَے۔دَا) فریفتہ۔ عاشق۔ (ف۔آ)

طعنہ زن ہے تو کہ شیدا کنجِ عُزلت کا ہوں میں
دیکھ اے غافل! پیامی بزمِ قدرت کا ہوں میں
(رخصت اے۔۔۔ب۔د۔ص ۶۵)

شیدائی: (شَے۔دَا۔اِی) شیدا ہونے والا۔ آشفتہ وفریفتہ ہونے والا۔ (ف۔آ)

عارضی لذت کا شیدائی ہوں، چلاتا ہوں میں
جلد آجاتا ہے غصہ، جلد من جاتا ہوں میں
(طفلِ شیرخوار۔ب۔د۔ص ۶۷)

شیرازہ: (شی۔رَا۔زَہ) انتظام۔ سلسلہ۔ اجتماع۔ جمعیت۔ (ف۔آ)

شیرازہ ہوا ملّتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
(اے روحِ محمدؐ۔ض۔ک۔ص ۵۱۰)

شیرازہ بند: (شی۔رَا۔زَہ۔بَند) کتاب کی جز بندی اور سلائی کرنے والا۔ (م۔ل)

اے آفتاب! روح روانِ جہاں ہے تو
شیرازہ بند دفترِ کون و مکاں ہے تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص ۴۳)

شیرازہ بندی: (شی۔رَا۔زَہ۔بَن۔دِی) جلد بندی۔ جز بندی۔ کتاب کی سلائی۔ (ف۔آ)

کتابِ ملّتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۸)

شیری: (شی۔رِی) منسوب بہ شیر۔ (ف۔آ)

مرادِ جواں مردی۔

تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی
آج ان خانقہوں میں ہے فقط روباہی!
(غزل ۵۷۔ب۔ج۔ص ۳۶۷)

شیریں: (شی۔رِین) میٹھا۔ مزیدار۔ (ف۔ع)

ترکی بھی شیریں، تازی بھی شیریں
حرفِ محبت، ترکی نہ تازی!
(غزل ۵۲۔ب۔ج۔ص ۳۶۳)

شیرینی: (شی۔رِی۔نِی) مٹھائی۔ حلاوت۔ (ف۔آ)

آہ! بدقسمت رہے آوازِ حق سے بیخبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر
(تانک۔ب۔د۔ص ۲۳۹)

شیشہ: (شی۔شَہ) وہ زجاجی ظرف جس میں شربت وغیرہ رکھتے ہیں۔ بوتل۔ مینا۔ (ف۔آ)

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے؟
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم!
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص ۲۹۸)

شیشہ بازی: (شی۔شَہ۔بازی) مکاری۔ دغابازی۔بازیگر۔ (ف۔ع)

یہ جوہر اگر کارفرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی!

(محبت۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

شیشہ سازی: (شی۔شَہ۔سازی) مراد نازک ناپائدار کام۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۶۱)

حدیث بادہ و میناو جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا!

(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

شیشہ گر: (شی۔شَہ۔گر) شیشہ بنانے والا۔ (ف۔ع)

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہو گئے پانی
مری اکسیر نے شیشے کو بخشی سختی خارا!

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

شیشے میں اتارنا: (شی۔شے۔میں۔اُ۔تار۔نا) تسخیر کرنا۔ (ف۔ش)

فراق حور میں ہو غم سے ہمکنار نہ تو
پری کو شیشۂ الفاظ میں اُتار نہ تو

(عشرتِ امروز۔ب۔د۔ص۱۲۵)

شیطان: (شَے۔طان) سرکش۔شریر۔جمع شَیاطین (ف۔ع)

شیاطینِ ملوکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

شیوخ: (شُ۔یُوخ) جمع شیخ / مذہبی رہنما۔ (ف۔ع)

دینِ شیری میں غلاموں کے امام اور شیوخ
دیکھتے ہیں فقط اک فلسفۂ روبا ہی!

(نفسیاتِ غلامی۔ض۔ک۔ص۶۲۰)

شیون: (شَے۔وَن) (۱) نوحہ۔نالہ۔آہ (۲) رنج۔صدمہ۔دُکھ۔ (ف۔آ)

دہر میں عیشِ دوام آئیں کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامانِ شیون ہو گئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

شیوہ: (شَے۔وَہ) کرشمہ۔ (ف۔آ)

تو بھی شیوۂ اربابِ ریا میں کامل
دل میں لندن کی ہوس لب پہ ترے ذکرِ حجاز

(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

شیوہ: (شَے۔وَہ) طرز۔روش۔طور۔طریقہ۔عمل۔ (ف۔آ)

خود کشی شیوہ تمہارا، وہ غیور خود دار
تم اخوت سے گریزاں، وہ اخوت پہ نثار

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

ص

صابر: (صا۔بِر) صبر کرنے والا۔ شکیبا۔ بردبار۔ مصیبت یا صدمہ پر خاموش رہنے والا۔ (ف۔آ)

ولے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
زعشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۲۶۸)

صاحب: (صا۔حِب) والا۔ جیسے صاحب علم۔ بمعنی علم والا۔ (ف۔آ)

اس چمن میں ہو نگے پیدا بلبلِ شیراز بھی
سیکڑوں ساحر بھی ہوں گے، صاحبِ اعجاز بھی

(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

صاحب: (صا۔حِب) خداتعالیٰ۔ (ف۔آ)

شرط انصاف ہے اے صاحب الطاف عمیم
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ شمیم

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

صاحب: (صا۔حِب) مالک۔ حاکم۔ سرکار۔ آقا۔ (ف۔آ)

بندہ و صاحب و محتاج غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

صاحب ادراک: (صا۔حِ۔ب۔اِدْ۔رَاک) دانا۔ عقلمند۔ (ف۔ل)

ہے ذوقِ تجلّی بھی اسی خاک میں پنہاں
(غزل ۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

صاحب اعجاز: (صا۔حِب۔اِع۔جاز) معجزہ نما دکھانے والا۔ (م۔ل)

باتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر
رو رو کے لگا کہنے کہ ''اے صاحبِ اعجاز''!

(فردوس میں۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

صاحب اوصاف حجازی: (صا۔حِب۔اَوْ۔صاف۔حِ۔جا۔زِی) صحیح اسلامی خوبیاں اور طور طریقے رکھنے والے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۴)

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

صاحب تاج: (صا۔حِب۔تاج) بادشاہ۔ (م۔ل)

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں!
عشق کے ادنیٰ غلام صاحب تاج و نگیں!

(علم و عشق۔ض۔ک۔ص۴۸۳)

صاحب تحفۃ العراقین: (صا۔حِب۔تُح۔فَ۔تُل۔عِ۔را۔قَین) مراد خاقانی۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۳۱۵)

وہ صاحبِ تحفۃ العراقین
اربابِ نظر کا قرۃ العین

(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۲)

صاحب دل:(صا۔حِب۔دِل)اچھا آدمی۔ یب آدمی۔ (ف۔ع)

کیا بات ہے کہ صاحب دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنتِ روم و شام رے

(سرود۔ض۔ک۔ص۵۷۷)

صاحب دولت: (صا۔حِب۔دَو۔لَت) دولت مند۔امیر۔پیسے والا۔ (م۔ل)

عجب کیا گرمہ دپروین مرے مخچیر ہو جائیں
'کہ برفتراکِ صاحب دولتے بستم سرخود را'

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

صاحب کشاف:(صا۔حِب۔کَش۔شاف) مراد ہیں مشہور مفسر علامہ جاراللہ محمود بن عمر زمخشری۔ محمود بن عمر زمخشری ۲۷ رجب ۴۶۷ھ (۸ مارچ ۱۰۷۵ء) کو موضع زمخشری میں پیدا ہوئے اور ۹ ذی الحجہ ۵۳۸ھ (۱۴ جون ۱۱۴۴ء) کو انتقال کیا۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ مکہ میں گذرا۔ زمخشری عقائد میں معتزلی تھے۔ لیکن جہاں تک ادب و بلاغت کا تعلق ہے اہل سنت بھی ان کی نکتہ سنجیوں کے پوری طرح قائل و معترف ہیں۔ ابن خلکان نے انہیں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، نحو، لغت، معانی اور بیان میں اپنے وقت کا امام تسلیم کیا ہے۔ ان کی کتابیں مختلف فنون پر ملتی ہیں۔ لیکن ان کی تین کتابیں تفسیر میں کشاف، لغات میں اساس البلاغت اور نحو میں المفصل بہت مشہور ہیں۔ زمخشری صاحب دیوان شاعر تھے۔

علمائے اسلام کی رائے میں صرف دو شخص ایسے گزرے ہیں جو عربیت کے نام سے قرآن عزیز کے معجزہ ہونے کی حقیقت سے آگاہ ہو سکے۔ ایک شیخ عبدالقاہر جرجانی صاحب تلخیص المفتاح دوسرے امام موصوف صاحب کشاف۔ (م۔ت۔ا۔ص۳۷۳) (ش۔ب۔ج۔ص۴۹۵)

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازیؔ، نہ صاحب کشافؔ

(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

صاحب مازاغ:(صا۔حِب۔مَا۔زَاغَ) رسول پاک کی طرف اشارہ ہے اور آیت قرآنی کی تفصیل یہ ہے ۵۳/۱۷۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ پیغمبر کی آنکھ اس وقت بہکی نہیں اور نہ حد سے بڑھی۔

جن واردات کو مکشوفات کہتے ہیں ان کا بہ تمام و کمال غایت صحت سے دوسروں تک منتقل ہو جانا بڑی بات ہے کہ اکثر صاحب وحی کی ذاتی استعداد مکشوفات کے انتقالِ صحیح میں مانع آتی ہے۔ یہاں یہ نکتہ بصراحت بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریمؐ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بے کم و کاست بغایت صحت دوسرے انسانوں تک پہنچا دیا۔ (تعبیر اور تفسیر کا مقام دوسرا ہے)۔

(ت۔ا۔ص۱۳۳)

فروغِ مغربیاں خیرہ کر رہا ہے تجھے
تری نظر کا نگہباں ہو صاحب مازاغ!

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۴۷)

صاحب نظر:(صا۔حِب۔نَظَر) تمیز کرنے والا۔ (ف۔ع)

کھلتا نہیں مرے سفر زندگی کا راز
لاؤں کہاں سے بندۂ صاحب نظر کو میں!

(فلسفہ و مذہب۔ب۔ج۔ص۴۴۰)

صاحب نظر: (صا۔حب۔نظر) نظر والا۔

(ف۔ع)

حرم رسوا ہوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

صادق: (صا۔دِق) سچا۔ٹھیک اترنے والا۔

(ف۔ع)

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے
طلب صادق نہ ہو تیری تو پھر کیا شکوۂ ساقی!

(غزل ۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

صاعقہ: (صا۔ع۔قہ) برق۔بجلی۔دامنی (ف۔آ)

لیکن فقیہہ شہر نے جس دم سنی یہ بات
گرما کے مثلِ صاعقۂ طور ہو گیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

صافی: (صا۔فی) صاف۔بے عشق۔بے ریا۔

(ف۔آ)

مگر خروش پہ مائل ہے تو تو بسم اللہ
"بگیر بادۂ صافی، ببانگِ چنگ بنوش"

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

صبا: (ص۔با) وہ ہوا جو مشرق سے چلے۔وہ پُروا ہوا جو پچھلی رات کو چلتی ہے۔ (ف۔آ)

اب صبا سے کون پوچھے گا سکوتِ گل کا راز؟
کون سمجھے گا چمن میں نالۂ بلبل کا راز؟

(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

صبا رفتار: (صبا۔رَف۔تار) مراد تیز رفتار۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۲۶)

میرے ماموں کو نہیں پہچانتے شاید حضور
وہ صبا رفتار شاہی اصطبل کی آبرو!

(شیر اور خچر۔ب۔ج۔ص۴۶۱)

صبح ازل: (صُبح۔اَ۔زَل) مخلوق کی پیدائش کا وقت۔وہ وقت جس کی ابتدا نہ ہو۔ (ف۔ل)

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول!

(سلطان ٹیپو۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

صبحدم: (صُبح۔دَم) علی الصباح۔منہ اندھیرے پچھلے پہر۔ (ف۔آ)

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

صبح صادق: (صُبح۔صا۔دِق) اخیر صبح جس کے ساتھ دن نکلتا ہے۔نور کا تڑکا۔ (ف۔آ)

چاندنی چھٹکی ہے اس نظارۂ خاموش میں
صبحِ صادق سو رہی ہے رات کی آغوش میں

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

صبح کا تارا: (صُبح۔کا۔تا۔رَا) وہ ستارہ جو صبح تک چمکتا ہے۔ (ف۔ش)

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوبتر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۶)

صبحگاہ: (صُبح۔گاہ) صبح کا وقت۔ (ف۔ع)

تلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا

جہانِ تازہ مری آہِ صبحگاہ میں ہے!
(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص ۳۶۱)

صبحگاہی: (صُبْ۔گا۔ہی) منسوب بہ صبحگاہ۔ صبح کا وقت۔ (ف۔ع)

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبحگاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی!
(غزل ۳۳۔ب۔ج۔ص ۳۴۸)

صبح و مسا: (صُبْ۔حُ۔مَ۔سَا) صبح شام۔ (ف۔ل)

تجھ کو مثلِ طفلکِ بے دست و پا روتا ہے وہ
صبر سے نا آشنا صبح و مسا روتا ہے وہ
(والدہ مرحوم۔۔۔۔ب۔د۔ص ۲۲۹)

صبر: (صَبْر) توکل۔قناعت۔ (ف۔ل)

فکر رہتی تھی مجھے جس کی وہ محفل ہے یہی
صبر و استقلال کی کھیتی کا حاصل ہے یہی
(سیّد کی۔۔۔ب۔د۔ص ۵۲)

صبر: (صَبْر) بردباری۔برداشت۔تحمل۔ (ف۔آ)

چمن کو چھوڑ کے نکلا ہوں مثلِ نکہتِ گل
ہوا ہے صبر کا منظور امتحاں مجکو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص ۹۶)

صبر آزما: (صَبْر۔آ۔زَا) صبر آزمانے والا۔ (ف۔ع)

دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے
پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیونکر ہو؟
(غزل۔ب۔د۔ص ۱۰۰)

صبوحی: (ص۔بُو۔حی) وہ شراب جو صبح کو پی جائے۔صبح کی بادہ نوشی۔ (ف۔آ)

میری قسمت میں ہے ہر روز کا مرنا جینا
ساقیِ موت کے ہاتھوں سے صبوحی پینا
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص ۸۵)

صبوری: (ص۔بُو۔رِی) صبر۔ (ف۔ع)

دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
زعشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص ۶۶۸)

صحبت: (صُحْ۔بَت) رفاقت۔ہمراہی۔ساتھ۔ (ف۔آ)

زندگی کی اوج گاہوں سے اتر آتے ہیں ہم
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص ۲۲۸)

صحبت: (صُحْ۔بَت) جلسہ۔مجلس۔محفل۔انجمن۔ (ف۔آ)

اس دور میں اقوام کی صحبت بھی رہی عام
پوشیدہ نگاہوں سے رہی وحدتِ آدم
(مکّہ اور جنیوا۔ض۔ک۔ص ۵۱۹)

صحبت: (صُحْ۔بَت) ہم نشینی۔مددگاری (ف۔آ)

محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غوّاص
کرتا نہیں جو صحبتِ ساحل سے کنارا
(بوڑے بلوچ۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۸)

صحرا: (صَحْ۔رَا) جنگل۔بیابان۔ریگستان۔ (ف۔آ)

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا

سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص ۱۴۰)

صحرا گرد: (صَح۔رَا۔گَرد) جنگلوں میں پھرنے والا۔ (ف۔ل)

رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیلِ فرمانِ خضر

(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص ۲۴۲)

صحرانشیں: (صَح۔رَا۔نَشیں) مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۶۹)

یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا
بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری

(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص ۴۱۰)

صحرانورد: (صَح۔رَا۔نَ۔وَرد) جنگلوں میں پھرنے والا۔ (ف۔ل)

گئے وہ ایام، اب زمانہ نہیں ہے صحرانوردیوں کا
جہاں میں مانندِ شمع سوزاں میانِ محفل گداز ہو جا

(پیام عشق۔ب۔د۔ص ۱۳۰)

صحرانوردی: (صَح۔رَا۔نَ۔وَر۔دی) بیابان میں پھرنا۔ (ف۔ع)

کیوں تعجب ہے مری صحرا نوردی پر تجھے؟
یہ تگاپوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۵۷)

صحرائی: (صَح۔رَا۔ای) جنگلی۔دشتی۔بیابانی۔ (ف۔آ)

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا!
نازشِ موسمِ گل لالۂ صحرائی تھا!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۰)

صحن چمن: (صَح۔نِ۔چَمن) آنگن۔انگنائی۔رقبہ۔ (ف۔آ)

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیماب کی

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۷)

صحیفہ: (ص۔حی۔فَہ) کتاب۔رسالہ۔ورق۔ (ف۔آ)

انجمن حسن کی ہے تو تری تقدیر ہوں میں
عشق کا تو ہے صحیفہ، تری تفسیر ہوں میں

(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص ۵۵)

صحد: (صَحد) سو۔سیکڑا۔ (ف۔ل)

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تُو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات!

(ابوالعلا معرّی۔ب۔ج۔ص ۴۴۸)

صدا: (ص۔دا) آواز۔آواز کی گونج (ل۔ک)

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو، زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۸۱)

صدارت: (ص۔دا۔رَت) چیر کمیٹی۔وزارت (ف۔ع)

الکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۹۰)

صداقت: (ص۔دا۔قَت) سچائی۔راستی۔خلوص۔

(ف۔آ)

آ گیا آج اس صداقت کا مرے دل کو یقین
ہمت شب سے ضیائے روز فرقت کم نہیں

(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

صداقت: (ص۔دَا۔قَت) تصدیق۔ ثبوت۔ شہادت۔گواہی۔ (ف۔آ)

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

صدا نہ سنی: (ص۔دَا۔نَہ۔سُنی) یہاں اشارہ گوتم بدھ کی طرف ہے۔ بدھ کے معنی روشن ضمیر کے ہیں۔ ان کا اصلی نام سدھارتھ تھا۔ انہیں گوتم بدھ بھی کہتے ہیں یہی بدھ مذہب کے بانی تھے۔ ان کا سال ولادت غالباً ۵۶۸ ق م ہے۔ بدھ مذہب تیسری صدی قبل مسیح میں ہندوستان کا مقبول ترین مذہب تھا۔ بڑے بڑے راجاؤں نے اس کی اشاعت کی اور خود بھی اس مذہب کو قبول کیا۔ ان راجاؤں میں اشوک کنشک اور ہرش کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ گوتم بدھ کا ہشت گانہ مسلک تھا: صحیح ایمان۔ صحیح ارادہ۔ صحیح گفتار۔ صحیح عمل۔ صحیح پیشہ۔ صحیح فکر اور صحیح توجہ۔ ہندوستان سے اس مذہب کے اخراج کا سب سے بڑا سبب برہمنیت کا فروغ تھا۔ برہمنوں نے ہر امکانی کوشش سے بدھ مذہب کو ختم کیا۔ برہمنوں نے جب بدھوں کو ہند سے نکالا تو انہوں نے جاپان اور چین جا کر اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ بدھ مذہب کے ماننے والے دنیا کے مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں جن میں ہندوستان، پاکستان، برما، سیام، تبت، چین، جاپان وغیرہ شامل ہیں۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۷-۱۹۸)

دیارِ ہند نے جس دم مری صدا نہ سنی
بسایا خطۂ جاپان و ملکِ چیں میں نے

(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

صدد: (ص۔دَد) نزدیکی۔ (ف۔ع)

تو مرغ سرائی، خورش از خاک بجوئی
مادر صددِ دانہ با نجم زدہ منقار

(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

صدرِ اعظم: (صَد۔رِ۔اَع۔ظَم) وزیرِ اعظم۔ دیوانِ اعلیٰ۔ (ن۔ل)

(سر اکبر حیدری۔۔۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

صد سالہ: (صَد۔سا۔لَہ) سو سال کا۔ سو برس کا۔ (م۔ل)

اے مُردۂ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت!

(عالمِ برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۱)

صدف: (ص۔دَف) سیپی۔ ایک قسم کا سمندری گھونگا۔ جس میں سے موتی نکلتا ہے۔ (ف۔آ)

جو موجِ دریا گلی یہ کہنے سفر سے قائم ہے شان میری
گہر یہ بولا صدف نشینی ہے مجکو سامان آبرو کا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

صدق: (صِدْق) سچائی۔ سچ۔ (ف۔ع)

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

صدق: (صِدْ رق) خلوص۔ (ف۔آ)

کمالِ صدق و مروّت ہے زندگی ان کی
معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۸۵)

صدق خلیلؑ: (صِدْ۔قِ۔خَ۔لِیْلؑ) حضرت ابراہیمؑ کی سچائی۔ آپؑ نے نمرود کی آگ میں بیٹھنا قبول کیا لیکن حق کہنے سے نہیں رکے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۵۶۲)

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق!
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!
(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۴)

صدقہ: (صَدْ۔قَہْ) قسم خیرات۔ (ف۔ع)

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطاں سب گدا
(گدائی۔ب۔ج۔ص ۴۰۹)

صدقے: (صَدْ۔قِے) صدقہ کی جمع۔ واری۔ قربان۔ صدقے جاؤں۔ (ف۔آ)

ہوئی اسی سے ترے غمکدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
(بلالؓ۔ب۔ج۔ص ۸۰)

صدمہ: (صَدْ۔مَہْ) چوٹ۔ تکلیف۔ ضرر۔ نقصان۔

(ف۔آ)

صدمہ آجائے ہوا سے گل کی پتی کو اگر
اشک بن کر میری آنکھوں سے ٹپک جائے اثر
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص ۴۹)

صدمہ اٹھانا: (صَدْ۔مَہْ۔اُ۔ٹھا۔نا) رنج اٹھانا مصیبت اٹھانا۔ (ف۔آ)

اٹھا کے صدمۂ فرقت وصال تک پہنچا
تری حیات کا جوہر کمال تک پہنچا
(پھول کا تحفہ۔۔۔۔ب۔د۔ص ۱۵۸)

صدہا: (صَدْ۔ہَا) سیکڑوں۔ بہت سے ہزاروں۔

(ف۔آ)

ہیں ابھی صدہا گہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینۂ خاموش میں
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۳)

صد ہزار: (صَدْ۔ہَ۔زَار) کثرت ظاہر کرنے کے لیے مستعمل ہے۔ (م۔ل)

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجمن سے ہوتی ہے سحر پیدا!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۸)

صدی: (ص۔دِی) سو برس سے منسوب۔ سیکڑا۔

(ف۔آ)

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا
(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص ۸۳)

صرصر: (صَرْ۔صَرْ) آندھی۔ بادِ تند۔ (ف۔آ)

بن کے گیسو رخِ ہستی پہ بکھر جاتا ہوں
شانۂ موجۂ صرصر سے سنور جاتا ہوں
(ابرِ کہسار۔ب۔د۔ص ۲۸)

صعوہ (صَعْ۔وَہْ) ممولا A kind of (Sa' wa)

(ف۔ع)(و۔ڈ۔پ)

حکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرت از یست
بدیں صعوہ حرام است کارِ شہبازی
(ملّا زادہ ضیغم۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

صغیر: (ص۔غیر) چھوٹا۔فرد۔ادنیٰ۔(ف۔آ)

یہ کیفیت ہے مری جانِ نا شکیبا کی
مری مثال ہے طفلِ صغیر تنہا کی
(فراق۔ب۔د۔ص۱۳۱)

صف: (صَف) نمازیوں کی قطار جس میں آگے کے پنجے سب کے برابر اور ایک خط پر ہوں۔ (ف۔آ)

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

صفا: (ص۔فا) پاک۔پاکیزہ۔ستھرا۔ بے کدورت۔ (ف۔آ)

صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تو نے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۳)

صفات: (صِ۔فات) صفت کی جمع۔اوصاف۔ تعریفیں۔خاصیتیں۔خواص۔ (ف۔آ)

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں!
ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں!
(غزل۔ب۔ج۔ص۲۹۷)

صفات: (صِ۔فات) خوبیاں۔عمدگیاں۔ (ف۔آ)

بلند تر مہ و پروین سے ہے اسی کا مقام
اسی کے نور سے پیدا ہیں تیرے ذات و صفات
(تیاترِ۔ض۔ک۔ص۵۶۸)

صف آرا: (صَف۔آرا) مقابلہ کرنے والا جنگ کے واسطے سپاہ کا پرا جمانے والا۔ (ف۔آ)

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خوں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

صفا کیش: (ص۔فا۔کَیش) صاف دل۔ نیک عقیدے والا۔ (م۔ل)

یارب! یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند؟
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

صف باندھنا: (صَف۔باندھ۔نا) قطار جمانا۔ پرا باندھنا۔ (ف۔آ)

صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں
ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہوں
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

صف بستہ: (صَف۔بَس۔تہ) قطار بستہ۔ پرا باندھے ہوئے۔ آراستہ۔ (ف۔آ)

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام
(جنگ یرموک۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

صفت: (صِ۔فت) مانند۔مثل۔مشابہ (ف۔آ)

یک ہیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز

میری نگاہ مایۂ آشوبِ امتیاز
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

صفت عاشقان راز:(ص۔فت۔عا۔شِ۔قا۔نِ۔راز) یہ یک بیں نظر کی صفت ہے۔ کیونکہ عاشقانہ راز کو اس کائنات میں دوسری ہستی نظر نہیں آتی۔ واضح ہو کہ اس مصرع میں اقبال نے دنیا کے اس اہم فلسفہ کے بنیادی تصور کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی تعلیم یہ ہے کہ اس کائنات میں اللہ کے سوا اور کسی کا وجود نہیں۔ سالک جب اس طریق پر گامزن ہوتا ہے تو اس کا پہلا سبق یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر شئے میں اسی کا جلوہ دیکھے۔ دوسرے کے وجود کو تسلیم نہ کرے۔ اس کو اصطلاح میں وحدۃ الوجود کہتے ہیں۔

عاشقانِ راز کی ترکیب بھی غور طلب ہے کیونکہ لفظ راز میں پوشیدہ ہے کہ مسئلۂ وحدۃ الوجود ایک راز ہے۔ جس سے ہر شخص واقف نہیں ہو سکتا۔ یہ راز صرف ان لوگوں پر فاش کیا جاتا ہے جو اس کے اہل ہوں۔

(ش۔ب۔د۔ص ۷۰)

یک بیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ مایۂ آشوبِ امتیاز
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

صفحہ:(صف۔حہ) ورق۔ ایک طرف کا رُخ۔ چہرا۔رُخ۔ (ف۔آ)

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا!
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا!
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

صفحۂ ہستی:(صف۔حہ۔ا۔ہس۔تی) روے زمین۔طبقۂ دنیا۔دنیا کا پردہ۔ (ف۔آ)

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

صفیر:(ص۔فیر) پرندوں کی آواز۔ سیٹی جو پرندوں کو بلانے کے واسطے دیں۔ مراد ہے احتجاج۔ (ف۔آ)

یہ مہر ہے بے مہریٔ صیاد کا پردہ
آئی نہ مرے کام مری تازہ صفیری!
(نفسیاتِ حاکمی۔ض۔ک۔ص۶۲۳)

صفیں:(ص۔فیں) صف کی جمع۔ (ف۔آ)

صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

صلاح کار:(ص۔لاح۔کار) درستے کار۔ اصلاح کار۔ (ف۔آ)

خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لیے اب صلاحِ کار کی راہ
(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۳۸)

صلح:(صُلغ) میل ملاپ۔ مصالحت۔ دوستی۔ (ف۔آ)

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری!
(محراب گل افغان۔۔۔ا۔ح۔ص۶۳۳)

صلہ: (ص۔لہ) بدلہ۔عوض۔جزائے نیک۔اجر۔ پاداش نیکی۔ (ف۔آ)

دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

صلہ: (ص۔لہ) انعام۔عطا۔بخشش۔ (ف۔آ)

کہہ جاتا ہوں میں زورِ جنوں میں ترے اسرار
مجھ کو بھی صلہ دے مری آشفتہ سری کا
(اے پیرِ حرم۔ض۔ک۔ص۵۲۱)

صلہ: (ص۔لہ) ہدیہ۔تحفہ۔ (ف۔آ)

صلہ فرنگ سے آیا ہے سورؔیا کے لیے
مے قمار، ہجومِ زنانِ بازاری!
(یورپ اور سورؔیا۔ض۔ک۔ص۶۱۱)

صلوٰۃ: (ص۔لاۃ) درود۔دعا۔رحمت۔بخشش۔ (ف۔ع)

کافرِ ہندی ہوں میں دیکھ مرا ذوق و شوق
دل میں صلوٰۃ و درود، لب پہ صلوٰۃ و درود
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

صلوٰۃ: (ص۔لاث) نماز۔ (ف۔ع)

اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وہ گداز
بے تب و تاب دروں میری صلوٰۃ اور درود!
(مسجدِ قوتِ الاسلام۔ض۔ک۔ص۵۶۷)

صلیب: (ص۔لیب) (ا) عیسائی مذہب کا ایک نشان جو اکثر گرجا کے اوپر سرکاری جھنڈوں اور عیسائی مذہب کے بادشاہوں کے تاج پر بنا ہوا ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

گردِ صلیب، گردِ قمر حلقہ زن ہوئی
شکرؔی حصارِ در نہ میں محصور ہو گیا
(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۶)

صلیب پر لٹکانا:—اس شعر کے مصرع ثانی میں قرآن مجید کی حسب ذیل آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔وقولھم انّا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شبّہ لھم و ان الذین اختلفوا فیہ لفی شک مّنہ. ماھم بہ من علم الّا اتباع الظّنّ. و ما قتلوہ یقینا. بل رّفعہ اللہ الیہ. وکان اللہ عزیزاً حکیما۔۴/۱۵۷-۱۵۸

ترجمہ: اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے تھے) قتل کر دیا (خدا نے ان کو ملعون کر دیا) اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ ان کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۵۹)

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھکو لٹکا یا
کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے

(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

صناعی:(صَن۔نا۔اِی) کاریگری۔دست کاری۔ (م۔ل)

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

صنعت:(صَن۔عَت) کاریگری۔ہنر۔دستکاری۔ کام۔ (ف۔آ)

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

صنعت آزری(صَن۔عَت۔آ۔زَ۔ری) بت بنانے کی صنعت (آزر، حضرت ابراہیمؑ کے والد/چچا اور اپنے دور کے مشہور بت تراش)۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۱۵)

وہی بت فروشی، وہی بت گری ہے
سنیما ہے یا صنعتِ آزری ہے

(سنیما۔ب۔ج۔ص۴۵۰)

صنم:(ص۔نَم) بت۔مورتی۔قالب بے جان۔ (ف۔آ)

ہونگو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچوگے جو مل جائیں صنم پتھر کے؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

صنم:(ص۔نَم) دلدار۔دلربا۔محبوب۔عزیز۔پیارا۔ (ف۔آ)

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

صنم تراش:(ص۔نَم۔تَراش) بت تراش۔بت بنانے والا۔ (م۔ل)

پیکر اگر نظر سے نہ ہو آشنا تو کیا
ہے شیخ بھی مثالِ برہمن صنم تراش

(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

صنم خانہ: (ص۔نَم۔خانہ) بتخانہ۔ مندر۔ ٹھاکردوارا۔ (ف۔آ)

ان کو تہذیب نے ہر بند سے آزاد کیا
لا کے کعبے سے صنم خانے میں آباد کیا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

صنم کدہ:(ص۔نَم۔ک۔دَہ) بتخانہ۔مندر۔ (ف۔آ)

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تو برا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بُت ہو گئے پرانے

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

صنوبر:(ص۔نُو۔بَر) سرو ناز۔ایک قسم کا سرو جس سے معشوق کے قد اور اس کے خرام کو تشبیہ دیتے ہیں۔ (ف۔آ)

رفتار کی لذت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنا ہے!

(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

صوت:(صَوت) آواز۔ (ف۔ع)

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت

معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود!

(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۸۷)

صور: (صُوْ ر) آواز جو حضرت اسرافیل محشر کے روز ایک دفعہ مار ڈالنے کے واسطے دوسری دفعہ جلانے کے واسطے چالیس برس کے فاصلے سے نکالیں گے۔

(ف۔آ)

شرعِ ملوکانہ میں، جدّتِ احکام دیکھ!
صور کا غوغا حلال، حشر کی لذت حرام

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۷۷)

صورت: (صُوْ۔رَتْ) مانند۔مثل۔ (ف۔آ)

نظر تھی صورتِ سلمانؓ اداشناس تری،
شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری

(بلالؓ۔ب۔ج۔ص ۸۰)

صورت: (صُوْ۔رَتْ) طرح۔وضع۔طور۔طریق۔ نوع۔رنگ۔ڈھنگ۔ (ف۔آ)

رنگین کیا سحر کو بانکی دلہن کی صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کو آرسی دی

(جگنو۔ب۔د۔ص ۸۴)

صورت پذیر: (صُوْ۔رَتْ۔پَذِیْر) صورت قبول کرنے والا۔ (ف۔ع)

ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر
ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۲۰)

صورت خورشید: (صُوْ۔رَ۔تِ۔خُرْ۔شِیْد۔)

[illegible] (آک۔ا۔ا۔ص ۳۸۶)

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے، اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اِدھر نکلے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۳)

صورت گر: (صُوْ۔رَتْ۔گَرْ) مصوّر۔نقّاش۔

(ف۔ل)

چاند جو صورت گرِ ہستی کا اک اعجاز ہے
پہنے سیمابی قبا محوِ خرامِ ناز ہے

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۱)

صورت گری: (صُوْ۔رَتْ۔گَ۔رِی) مصوّری۔ نقّاشی۔ (ف۔ع)

گر ہنر میں نہیں تعمیرِ خودی کا جوہر
وائے صورت گری و شاعری و نائے و سرود!

(وجود۔ض۔ک۔ص ۵۷۶)

صور سرافیل: (صُوْ۔رِ۔سِرَا۔فِیْل) وہ صور جس کو حضرت اسرافیلؑ محشر کے دن پھونکیں گے۔ (ف۔آ)

مری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی
کہ بانگِ صورِ سرافیل دل نواز نہیں

(غزل ۱۵۔ب۔ج۔ص ۳۳۰)

صوفی: (صُوْ۔فِی) متقی۔پارسا۔پرہیزگار۔(ف۔آ)

شہرہ تھا بہت آپ کی صوفی منشی کا
کرتے تھے ادب ان کا اعالی و ادانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص ۵۹)

صوفی: (صُوْ۔فِی) اصطلاح میں صوفی وہ شخص جو اپنے دل اور خیالات کو ماسوائے اللہ کے محفوظ رکھے۔

(ف۔آ)

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملّا کے غلام اے ساقی!
(غزل ۸۔ب۔ج۔ص ۳۰۴)

صہبا: (صَہ۔بَا) شراب سرخ۔ ایک قسم کی لال شراب۔ سفید انگوروں کی شراب۔ (ف۔آ)

نہ صہبا ہوں، نہ ساقی ہوں، نہ مستی ہوں، نہ پیمانہ
میں اس میخانۂ ہستی میں ہر شے کی حقیقت ہوں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۶۹)

صہیل: (ص۔ہَیل) ہنہناہٹ۔ (ف۔ع)

کیوں ہراساں ہے صَہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۶)

صیاد: (صَی۔یاذ) صید کرنے والا۔ شکاری۔ (ف۔آ)

خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں
وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد!
(غزل ۴۔ب۔ج۔ص ۳۰۰)

صیاد اجل: (صَی۔یادِ۔اَ۔جَل) ملک الموت۔ فرشتۂ مرگ۔ عزرائیل۔ (ف۔آ)

ایک ہی قانونِ عالمگیر کے ہیں سب اثر
بوئے گل کا باغ سے، گلچیں کا دنیا سے سفر
(داغ۔ب۔د۔ص ۹۰)

صید: (صَی د) شکار۔ (ف۔ع)

خودی شیر مولا، جہاں اس کا صید!
زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۲۰)

صید زبوں: (صَی۔دِ۔زَ۔بُوں) برے حالوں والا شکار۔ (آ ک۔ا۔ا۔ص ۳۸۸)

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۴۷)

صیرفی: (صَی۔رَ۔فی) صرّاف۔ پرکھنے والا۔ (ف۔ع)

تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ
سلسلۂ روز و شب، صیرفیِ کائنات
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۸۵)

صیقل: (صَی۔قَل) زنگ دور کرنا۔ چمک پرواز۔ (ف۔آ)

اہلِ محفل کو دکھا دیں اثرِ صیقلِ عشق
سنگِ امروز کو آئینہ فردا کردیں
(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص ۱۳۲)

صیقل: (صَی۔قَل) جلا۔ صفائی۔ روپ۔ تاب۔ آب۔ (ف۔آ)

وہ خاک، کہ جس کا جنون صیقل ادراک
وہ خاک، کہ جبریل کی ہے جس سے قبا چاک!
(غزل ۴۹۔ب۔ج۔ص ۳۶۱)

ض

ط (ضبط) نگہداشت۔ حزم و احتیاط کے ساتھ نگرانی۔ حفاظت۔ ہوشیاری۔ (ف۔آ)

لاکھ وہ ضبط کرے پر میں ٹپک ہی جاؤں
ساغرِ دیدۂ پرنم سے چھلک ہی جاؤں

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

ضبط: (ضَبْط) روک۔ ٹوک۔ بند۔ قید۔ پابندی۔ (ف۔آ)

شرارے وادیٔ ایمن کے تو بوتا تو ہے لیکن
نہیں ممکن کہ پھوٹے اس زمیں سے تخمِ سینائی!

(تضمین بر شعر صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

ضبط فغاں: (ضَبْ۔طِ۔فُ۔غاں) آہ وزاری پر قابو پانے/روکنے کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۳۳۰)

آہ! یہ ضبطِ فغاں غفلت کی خاموشی نہیں!
آگہی ہے یہ دلاسائی، فراموشی نہیں!

(۰الدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

ضد: (ضِدْ) ہٹ۔ اصرار۔ (ف۔آ)

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا ہی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

ضرب: (ضَرْب) چوٹ۔ مار۔ (ف۔ع)

دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

ضربت: (ضَرْ۔بَت) وار۔ چوٹ۔ (ف۔آ)

ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جوانمرد کی ضربتِ غازیانہ

(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

ضربت پیہم: (ضَرْ۔بَتِ۔پَی۔ہَم) مسلسل وار۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۳)

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حکمیت کا بتِ سنگیں دل و آئینہ رو

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۹)

ضربت کاری: (ضَرْ۔بَتِ۔کا۔ری) زوردار یا گہرا وار، جس کا اثر گہرائی تک جائے۔

(آ ک۔ا۔ا۔ص۶۶۴)

وہی حرم ہے وہی اعتبارِ لات و منات
خدا نصیب کرے تجھ کو ضربتِ کاری!

(محراب گل افغان۔ض۔ک۔ص۶۳۹)

ضرب کلیم: (ضَرْ۔بِ۔ک۔لیم) جس طرح حضرت موسیٰؑ نے خدا کے حکم سے سمندر پر عصا کی ضرب لگائی اور وہ پھٹ گیا اسی طرح تو بھی خودی کے سمندر پر حضرت موسیٰؑ کی ضرب سے کام لے۔ حضرت موسیٰؑ کے اس واقعہ کا ذکر سورۂ شعراء میں ہے۔ ''پھر ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ تو اپنے عصا کو سمندر پر مار (موسیٰؑ

نے یہی کیا) پس سمندر پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا بڑے جہاز جیسا ہوگیا''۔(ش۔م۔ب۔د۔ص۳۶۲-۳۶۳)

نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد
ہو اے سیر مثالِ نسیم پیدا کر
ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کر ضربِ کلیم پیدا کر

(ک۔ا۔ا۔پ،ض۔ک۔ص۳۸۷)

کھلتے نہیں اس قلزمِ خاموش کے اسرار
جب تک تو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

(ماہرنفسیات۔۔۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

ضرر:(ض۔رَر)نقصان۔زیاں۔خسارہ۔ درد۔ دکھ۔تکلیف۔ (ف۔آ)

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا!

(زمانہ حاضر۔۔۔ض۔ک۔ص۵۳۱)

ضعف:(ضُع رف)کمزوری۔کم عقلی۔(ف۔ع)

علاجِ ضعفِ یقیں ان سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہائے دقیق!

(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

ضعیف:(ض۔عِیف)کمزور۔بوڑھا۔(ف۔ع)

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

(بچے کی دُعا۔ب۔د۔ص۳۴)

لا دینی ولا طینی! کس پیچ میں اُلجھا تو!
دارو ہے ضعیفوں کا لَا غَالِبَ اِلَّا ھُوْ

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

ضعیفی:(ض۔عی۔فی)بڑھاپا۔کمزوری۔(ف۔ع)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

(ابوالعلامعرّی۔ب۔ج۔ص۴۴۹)

ضمیر:(ض۔مِیر)اندرون دل۔ (ف۔آ)

خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

ضمیر:(ض۔مِیر)خیال۔اندیشہ جو کچھ دل پر گذرے۔ (ف۔آ)

نغمۂ بلبل ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر
ہے اسی زنجیر عالمگیر میں ہر شے اسیر

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۶)

ضمیر:(ض۔مِیر)دل۔مَن۔قلب۔(ف۔آ)

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کردے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کردے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

ضو:(ضَو)روشنی۔ (ف۔ع)

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں

(روحِ ارضی آدم۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

ضوگستری:(ضَو۔گُس۔تَری)روشنی پھیلانا۔

حسن کو ہستاں کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے
مہر کی ضوگستری، شب کی سیہ پوشی میں ہے

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

ضیا: (ضِ۔یا) روشنی۔ چمک۔ نور۔ (م۔ل)

غم خانۂ جہاں میں جو تیری ضیا نہ ہو
اس تفتہ دل کا نخلِ تمنا ہرا نہ ہو
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

ط

طاقت: (طا۔قَت) مقدور۔ قوت۔ توانائی۔ (ف۔آ)

قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں
(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

طالب: (طا۔لِب) تلاش کرنے والا۔ طلبگار۔ مشتاق۔ (ف۔آ)

رہتی ہے صدا نرگس بیمار کی تر آنکھ
دل تالبِ نظارہ ہے، محرومِ نظر آنکھ
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

طالب: (طا۔لِب) (تصوف) حق کا متلاشی۔ وہ جو اپنی خواہشات نفسانی اور لذات نفسانی کو عبور کر چکا ہو اور اپنی خودی سے آزاد ہو کر کثرت سے وحدت میں اس نے مقام کیا ہو۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۹۹)

نور کا طالب ہوں گھبراتا ہوں اس بستی میں میں
طفلکِ سیماب پا ہوں مکتبِ ہستی میں میں
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۴)

طالب علم: (طا۔لِب۔عِلم) علم حاصل کرنے والا۔ اسٹوڈنٹ۔ Student (م۔ل)
(طالب علم۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

طالع: (طا۔لِع) بخت۔ نصیبا۔ قسمت۔ اقبال۔ (ف۔آ)

طالعِ قیس و گیسوئے لیلیٰ
اس کی تاریکیوں سے دوش بدوش
(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

طاہا: (طا۔ہا) ان حروف میں سے ہے جنہیں مقطعات کہتے ہیں۔ ان سے کئی سورتوں کی ابتدا ہوئی ہے اور ان کے مفہوم کے بارے میں خدا اور اس کے رسول کو صحیح علم ہے۔ 'طٰہٰ' کے حروف قرآن حکیم کی ۲۰ ویں سورۃ کی ابتداء میں آئے ہیں اور اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام طٰہٰ ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ طٰہٰ سے غالباً رسول اللہ کی جانب خطاب ہے اور اس سے مراد ''طاہر'' ہے۔ چنانچہ مرثیہ نگاروں نے ''آل طٰہٰ'' کو آلِ رسول کے معنی میں استعمال کیا ہے۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۴۴)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یٰسیں، وہی طاہا
(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

طائر: (طا۔اِر) اڑنے والا پرند۔ پنچھی۔ چڑیا۔

مرغ۔ (ف۔آ)

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۲)

طائران:(طا۔اِ۔رَان)طائر کی جمع۔اڑنے والے پرندے۔پکھیرو۔ (ف۔ل)

جاگے کوئل کی اذاں سے طائرانِ نغمہ سنج
ہے ترنم ریز قانونِ سحر کا تارتار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۴)

طائرِ سدرہ:(طا۔اِ۔رِ۔سِدْ۔رَہ)طائر سدرہ آشنا سے حضرت جبرئیل مراد ہیں جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔لغوی معنی وہ پرند جو سدرہ (بیری) کے درخت سے واقف ہو۔یعنی جس کی پرواز درخت سدرہ تک ہو۔یہ درخت ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور فرشتے اس سے آگے نہیں جا سکتے۔اسی لئے اس کو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔سدرہ اور حضرت جبرئیل کا ذکر قرآن کریم کی حسب ذیل آیات میں ملتا ہے۔ولقد راہ نزلۃ اخریٰ عندسدرۃ المنتھیٰ۔۵۳/۱۳-۱۴
ترجمہ:اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے۔پرلی حد کی بیری کے پاس۔(ش۔ب۔د۔ص۶۳)
(م۔ت۔ا۔ا۔ص۵۶)

تو زماں و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سدرہ آشنا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

طائرک:(طا۔اِ۔رَک)پرندہ۔پنچھی۔(ف۔آ)

نغمۂ نو بہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
اس دمِ نیم سوز کو طائرک بہار کر!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

طاؤس(طا۔اُوْس)ایک ایرانی ساز کا نام جو مثل طاؤس بنا ہوا ہوتا ہے اور سارنگی کی طرح بجایا جاتا ہے۔ (ف۔آ)

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر!
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

طاؤس(طا۔اُوْس)مور۔ (ف۔ع)

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!
(غزل۵۸۔ب۔ج۔ص۳۶۸)

طب:(طِبّ)علاج جسم و جاں۔حکمت۔علاج۔ (ف۔آ)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طب مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

طبع:(طَبْع)خو۔خصلت۔عادت۔سیرت۔ (ف۔آ)

مضموں فراق کا ہوں، ثریا نشاں ہوں میں
آہنگ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہوں میں
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

طبع آزاد:(طَبْ۔عِ۔آ۔زَاد)آزاد طبیعت۔وہ طبیعت جو کسی پابندی کی عادی نہ ہو۔ (م۔ل)

طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے

تمہیں کہدو یہی آئینِ وفاداری ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

طبع زمانہ:(طَبْ۔عِ۔زَ۔مَا۔نَہ)زمانے کی طبیعت مراد موجودہ صورتِ حال (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۴)

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے!
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

طبعی:(طَبْ۔عِی)منسوب بہ طبیعت۔فطرتی۔ خلقی۔سرشتی۔ (ف۔آ)

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

طبلہ:(طَبْ۔لَہ)ڈبا۔صندوقچی جیسے طبلۂ عطار۔ (ف۔آ)

تیرے احساں کا نسیمِ صبح کو اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلۂ عطار تھا
(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

طبیب:(ط۔بِیب)حکیم۔ڈاکٹر۔معالج (ف۔آ)

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے تابی!
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

طبیعت:(ط۔بِی۔عَت)خو۔خصلت۔عادت۔ (ف۔آ)

اک مولوی صاحب کی سناتا ہوں کہانی
تیزی نہیں منظور طبیعت کی دکھانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

طبیعت:(ط۔بِی۔عَت)مزاج۔خاصیت۔ سرشت۔ (ف۔آ)

ہزار شکر طبیعت ہے ریزہ کار مری
ہزار شکر نہیں ہے دماغ فتنہ تراش
(ایک خط کے جواب میں۔ب۔د۔ص۲۳۹)

طپد:(ط۔پَد)تڑپنا۔ (ف۔ع)

می طپد صد جلوہ در جانِ امل فرسودہ من
برنمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

طپیدن:(ط۔پِی۔دَن)بے قرار ہونا۔(ف۔ع)

''دریں حسرت سرا عمریست افسونِ جرس دارم
زفیضِ دل طپیدن ہا خروشِ بے نفس دارم''
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۹)

طپیدن(ط۔پِی۔دَن)جلنا۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۷)

حیات است در آتشِ خود طپیدن
خوش آں دم کہ ایں نکتہ رابازیابی
(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

طراز:(ط۔رَاز)منقش کرنے والا۔(ق۔ل)

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو
یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

طرب:(طَرَب)خوشی۔انبساط۔فرحت۔شادمانی۔ (ف۔آ)

(ف۔آ)

آ گیا آج اس صداقت کا مرے دل کو یقین
ظلمتِ شب سے ضیائے روز فرقت کم نہیں

(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

صداقت: (ص۔دَا۔قَت) تصدیق۔ ثبوت۔ شہادت۔گواہی۔ (ف۔آ)

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوّت کی صداقت پہ گواہی

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

صدا نہ سنی: (ص۔دَا۔نَہ۔سُنی) یہاں اشارہ گوتم بدھ کی طرف ہے۔ بدھ کے معنی روشن ضمیر کے ہیں۔ ان کا اصلی نام سدھارتھ تھا۔ انہیں گوتم بدھ بھی کہتے ہیں یہی بدھ مذہب کے بانی تھے۔ ان کا سال ولادت غالباً ۵۶۸ ق م ہے۔ بدھ مذہب تیسری صدی قبل مسیح میں ہندوستان کا مقبول ترین مذہب تھا۔ بڑے بڑے راجاؤں نے اس کی اشاعت کی اور خود بھی اس مذہب کو قبول کیا۔ ان راجاؤں میں اشوک کنشک اور ہرش کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ گوتم بدھ کا ہشت گانہ مسلک تھا: صحیح ایمان۔ صحیح ارادہ۔ صحیح گفتار۔ صحیح عمل۔ صحیح پیشہ۔ صحیح فکر اور صحیح توجہ۔ ہندوستان سے اس مذہب کے اخراج کا سب سے بڑا سبب برہمنیت کا فروغ تھا۔ برہمنوں نے ہر امکانی کوشش سے بدھ مذہب کو ختم کیا۔ برہمنوں نے جب بدھوں کو ہند سے نکالا تو انہوں نے جاپان اور چین جا کر اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ بدھ مذہب کے ماننے والے دنیا کے مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں جن میں ہندوستان، پاکستان، برما، سیام، تبت، چین، جاپان وغیرہ شامل ہیں۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۷-۱۹۸)

دیارِ ہند نے جس دم مری صدا نہ سنی
بسایا خطۂ جاپان و ملکِ چیں میں نے

(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

صدد: (ص۔دَد) نزدیکی۔ (ف۔ع)

تو مرغ سرائی، خورش از خاک بجوئی
مادر صددِ دانہ با نجم زدہ منقار

(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

صدرِ اعظم: (صَد۔رِ۔اَع۔ظَم) وزیرِ اعظم۔ دیوانِ اعلیٰ۔ (ن۔ل)

(سر اکبر حیدری۔۔۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

صد سالہ: (صَد۔سا۔لَہ) سو سال کا۔ سو برس کا۔ (م۔ل)

اے مُردۂ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت!

(عالمِ برزخ۔ا۔ح۔ص۶۶۱)

صدف: (ص۔دَف) سیپی۔ ایک قسم کا سمندری گھونگا۔ جس میں سے موتی نکلتا ہے۔ (ف۔آ)

جو موجِ دریا لگی یہ کہنے سفر سے قائم ہے شان میری
گہر یہ بولا صدف نشینی ہے مجکو سامان آبرو کا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

صدق: (صِدْق) سچائی۔ سچ۔ (ف۔ع)

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۳۹)

طریقت: (ط۔ری۔قت) شریعت کا نقیض یعنی تزکیۂ باطن کیونکہ تزکیۂ ظاہر کا نام شریعت ہے۔ یہ اصطلاح سالکوں کی ہے اور اہل طریقت وہی لوگ کہلاے ہیں۔ (ف۔آ)

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار

(مستی کردار۔ض۔ک۔ص۵۰۱)

طریقت: (ط۔ری۔قت) راستہ۔راہ (ف۔آ)

غیرت ہے طریقتِ حقیقی
غیرت سے ہے فکر کی غلامی

(جاوید سے۔ض۔ک۔ص۵۵۰)

طشت: (طش رت) بڑا طباق۔تھال۔پرات۔ (ف۔آ)

سورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو
طشتِ افق سے لے کر لالے کے پھول مارے

(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۳)

طعمہ (طع۔مَہ) روزی۔خوراک۔ (ف۔ع)

برساطِ راست ہر کس چیز نیست!
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست!

(پیر و مرید۔ض۔ک۔ص۴۲۷)

طعن: (طَعن) طعنہ۔ملامت۔مذمت۔طنز۔ (ف۔آ)

طعنِ اغیار ہے، رسوائی ہے، ناداری ہے
کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

طعنہ زن: (طَع۔نہ۔زَن) طعنہ مارنے والا۔ آوازہ پھینکنے والا۔ (ف۔آ)

طعنہ زن ہے تو کہ شیدا کنجِ عزلت کا ہوں میں
دیکھ اے غافل! پیامی بزمِ قدرت کا ہوں میں

(رخصت۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

طغیان: (طغ۔یان) حد سے بڑھ کر زیادتی۔ نافرمانی۔ (ف۔ع) جوش/طوفان مراد ہے۔

نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی
کہ میری زندگی کیا ہے؟ یہ طغیانِ مشتاقی!

(غزل۳۶۔ب۔ج۔ص۳۵۰)

طغیانی: (طغ۔یا۔نی) دریا کا چڑھاؤ۔سیلاب۔ (ف۔آ)

اسی سے پوچھ کہ پیشِ نگاہ ہے جو کچھ
جہاں ہے یا کہ فقط رنگ و بو کی طغیانی!

(فقر و راہبی۔ض۔ک۔ص۵۱۳)

طفل: (طِفل) بچہ۔بالا۔نادان۔ (ف۔آ)

زندگی کی اوج گاہوں سے اتر آتے ہیں ہم
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

طفلانہ: (طِف۔لا۔نہ) بچہ کی مانند۔ (ف۔ع)

مجھ کو ڈر ہے کہ طفلانہ طبیعت تیری
اور عیار ہیں یورپ کے شکر پارہ فروش!

(محراب گل۔۔۔ا۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

طفل شیر خوار (طِف۔لِ۔شیر۔خوار) دودھ

پیتا بچہ۔ معصوم بچہ۔ (ف۔آ)

(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۶)

طفلک: (طِف۔لَک) چھوٹا بچہ۔ (ف۔ع)

نور کا طالب ہوں گھبراتا ہوں اس بستی میں مَیں
طفلکِ سیماب پا ہوں مکتبِ ہستی میں مَیں

(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۴)

طفلی: (طِف۔لی) لڑکپن۔بچپن۔کم سنی (ف۔آ)

دردِ طفلی میں اگر کوئی رلاتا تھا مجھے
شورشِ زنجیر و در میں لطف آتا تھا مجھے

(عہدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

طفیل: (طُ۔فَیل) وسیلہ۔ذریعہ۔ (ف۔ع)

جن کے لہو کی طفیل آج بھی ہیں اندلسی
خوش دل و گرم اختلاط، سادہ و روشن جبیں

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

طلائی: (ط۔لا۔اِی) سونے کی۔زرّیں۔سنہری۔ (ف۔آ)

ہے ترے خیمۂ گردوں کی طلائی جھالر
بدلیاں لال سی آتی ہیں افق پر جو نظر

(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۴)

طلب: (ط۔لَب) خواہش۔لت۔ (ف۔آ)

تو طلب خو ہے، تو میرا بھی یہی دستور ہے
چاندنی ہے نور تیرا، عشق میرا نور ہے

(چاند۔ب۔ج۔ص۷۹)

طلب: (ط۔لَب) تلاش۔جستجو۔ (ف۔آ)

طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انہیں کے جگر میں!

(طارق کی دُعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

طلب: (ط۔لَب) چاہ۔التجا۔آرزو۔تمنا۔ (ف۔آ)

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو! ہجر میں لذّتِ طلب!

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

طلبگار: (ط۔لَب۔گار) خواہشمند۔جویاں (ف۔آ)

سن اے طلبگارِ دردِ پہلو! میں ناز ہوں تو نیاز ہو جا
میں غزنوی سومنات دل کا ہوں تو سراپا ایاز ہو جا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۲۹)

طلبی: (طلَب۔بی) بُلاوا۔طلب۔ (ف۔آ)

''محلِ نورِ تجلّی است رائے انورِ شاہ
چو قربِ او طلبی در صفائے نیت کوش''

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

طلسم: (طِ۔لِسم) منتر۔جادو۔ٹونا۔ (ف۔آ)

طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ والطّور سے توڑا
اندھیرے میں اُڑایا تاجِ زر شمعِ شبستاں کا

(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص۵۶)

طلسم: (طِ۔لِسم) عجیب و غریب بات۔حیرت انگیز بات۔ (ف۔آ)

وجود افراد کا مجازی، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملّت پہ، یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

طلسم رنگ و بو: (طِ۔لِسم۔رَنگ۔بُو) اصطلاحی

معنی اقبال نے اس لفظ کو نمود کے معنی میں بھی استعمال کیا ہے۔ یعنی ایسی چیز جس کی کوئی اصل یا حقیقت یا جس کا کوئی مستقل وجود نہ ہو۔ چونکہ اقبال کی رائے میں "جہانِ رنگ و بو کا وجود مستقل بالذات یا حقیقی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس کو طلسم رنگ و بو سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس مرحلہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اقبال اس دنیا کو کیا سمجھتے ہیں؟ یعنی دنیا موجود ہے یا موہوم؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کائنات کا وجود حقیقی نہیں بلکہ ظلی ہے لیکن یہ ظل خارج میں موجود ہے۔ فریب نظر نہیں ہے۔ اقبال اس مسلک کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۲۲۳-۲۲۶)

خودی سے اس طلسمِ رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا
(نظم۔ب۔ج۔ص ۳۱۴)

طلوع: (ط۔لو ر ع) ظاہر ہونا۔ اُبھرنا۔ بلند ہونا۔ (ف۔آ)

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۵)

طمانچہ: (ط۔مان۔چہ) تھپڑ۔ چانٹا۔ (ف۔ع)

ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گہر نکلے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۲)

طناب: (ط۔نا ب) خیمہ کی ڈوری۔ (ف۔ع)

آگ بجھی ہوئی ادھر، ٹوٹی ہوئی طناب اُدھر
کیا خبر اس مقام سے گذرے ہیں کتنے کارواں!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۳)

طواف: (ط۔وَاف) گرد پھرنا۔ (ف۔آ)

کوئی ایسی طرزِ طواف تو مجھے اے چراغ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص ۲۵۲)

طواف کرنا: (ط۔وَاف۔کَرنا) گرد پھرنا۔ تصدق ہونا۔ (ف۔آ)

کرتا ہے یہ طواف تری جلوہ گاہ کا
پھونکا ہوا ہے کیا تری برقِ نگاہ کا؟
(شمع اور پروانہ۔ب۔د۔ص ۴۰)

طوبےٰ (طو۔با) اس کے لغوی معنی ہیں خوشبودار اور پاک، بشارت اور فرحت کے معنی میں بھی آتا ہے۔ بہشت میں ایک درخت کا نام ہے جس کی شاخیں ہر اہلِ جنت کے مکان پر چھائی ہوں گی اور اس کی خوشبو سے تمام مکانات معطر ہوں گے۔ اس کے میووں سے اہلِ جنت لطف اندوز ہوں گے۔ ایک روایت یہ ہے کہ طوبےٰ کی جڑیں حضرت علی کے گھر میں ہوں گی اور جنت کے چار چشمے (سلسبیل، تسنیم، کوثر اور رحیق) اسی کی جڑ سے نکلتے ہیں۔ (ت۔ا۔ص ۵۳)

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۴۳)

شاخِ طوبےٰ پہ نغمہ ریز طیور
بے حجابانہ حور جلوہ فروش
(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص ۱۷۵)

طور: (طو ر) طور سُریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد طور سینا یا کوہ سینا لیا جاتا ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ نے تجلّی خداوندی دیکھی تھی۔ یہ پہاڑ بحر

قلزم کے دو شاخے پر مصر کے راستے پر واقع بتایا جاتا ہے۔ جب اس پہاڑ پر حکم خداوندی کی تعمیل میں حضرت موسیٰؑ پہنچے تو خدا نے ان سے کلام کیا اور اپنے احکامات کی تختیاں انہیں دیں۔ حضرت موسیٰؑ نے تجلّی الٰہی دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ خدا نے انہیں آگاہ کیا کہ وہ اس کی تاب نہ لاسکیں گے۔ حضرت موسیٰؑ کے اصرار پر تجلّی الٰہی کا ظہور ہوا تو حضرت موسیٰؑ غش کھا کر گر پڑے اور پہاڑ جل کر سرمہ ہو گیا۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۴۳)

کھنچے خود بخود جانبِ طور موسیٰؑ
کشش تیری اے شوقِ دیدار کیا تھی!

(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

اڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیم
طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

طوطی: (طو۔طی) ایک چھوٹی سی خوش آواز چڑیا، جو تُوت کے موسم میں اکثر دکھائی دیتی ہے اور شہتوت نہایت شوق سے کھاتی ہے۔ (ق۔ل)

اڑالی قمریوں نے، طوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۸)

طوف: (طو،ف) کسی چیز کے گرد پھرنا۔ گردش۔ (ف۔ل)

نادانی ہے یہ گردِ زمیں طوف قمر کا
سمجھا ہے کہ درماں ہے وہاں داغِ جگر کا

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

طوف: (طو،ف) کسی بزرگ یا مقدس مقام کے گرد پھرنا۔ (ف۔ل)

دمِ طوف کر مکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

طوفانی: (طو۔فا۔نی) تیز۔ غضب کا۔ (ف۔آ)

یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کیا ہے حضرتِ یزداں نے دریاؤں کو طوفانی

(حضرت انساں۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

طوق (طو،ق) گلوبند۔ ہار۔ (ف۔آ)

یہ سلسلہ زمان و مکاں کا کمند ہے
طوقِ گلوئے حسنِ تماشا پسند ہے

(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

طوق: (طو،ق) وہ بھاری حلقہ جو مجرموں یا دیوانوں کے گلے میں ڈالتے ہیں تا کہ اس کی وجہ سے گردن نہ اٹھا سکیں۔ (ف۔آ)

نے مجالِ شکوہ ہے، نے طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اک طوقِ گلو افشار ہے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

طول: (طو،ل) درازی۔ لمبائی۔ (ف۔آ)

القصہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تا دیر رہی آپ کی یہ نغز بیانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

طولانی: (طو۔لا۔نی) لمبی۔ منسوب طول (ف۔ع)

نخچیرِ محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطفِ خلشِ پیکاں، آسودگیِ فتراک!

(غزل ۱۸۔ب۔ج۔ص ۳۳۳)

طویل: (ط۔وِیل) دراز۔لمبا۔ (ف۔آ)

کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام؟

(غلاموں کی نماز۔ض۔ک۔ص ۶۲۰)

طے: (طَے) (۱) قطع مسافت (۲) پورا کرنا۔انجام کو پہنچانا۔ (ف۔ع)

جس روز دل کی رمز مغنی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے؟

(سرود۔ض۔ک۔ص ۵۷۷)

طیارہ: (طَی۔یا۔رَہ) ہوائی جہاز۔ (ف۔ع)

ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں تیرے طیارے
مرا جہاز ہے محرومِ بادباں، پھر کیا؟

(میں اور تو۔ب۔د۔ص ۲۲۰)

طے کرنا: (طے۔کَر۔نا) قطع مسافت کرنا۔قطع منزل کرنا۔ (ف۔آ)

جامِ شراب کوہ کے ٹھکدے سے اڑاتی ہے
پست و بلند کر کے طے کھیتوں کو جا پلاتی ہے

(شاعر۔ب۔د۔ص ۲۱۰)

طیلساں: (طَی۔لِسَان) کندھے پر ڈالنے کی چادر۔ (ف۔ع)

کوہِ اضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں!
گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دُھل گئے

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۳)

طینت: (طی۔نَت) سرشت۔خمیر۔ (ف۔آ)

اگر چہ پاک ہے طینت میں راہبی اس کی
ترس رہی ہے مگر لذتِ گنہ کے لئے

(حکیم نطشہ۔ض۔ک۔ص ۵۴۶)

طینت: (طی۔نَت) خو۔خصلت۔عادت (ف۔آ)

عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس
پر شہباز سے ممکن نہیں پروازِ مگس

(غزل ۹۔ض۔ک۔ص ۶۳۲)

طیور: (ط۔یُور) طیر کی جمع۔پرندے۔پکھیرو۔ (ف۔آ)

نالۂ صیاد سے ہوں گے نواساماں طیور
خونِ گلچیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائیگی!

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص ۱۹۵)

ظ

ظالم: (ظا۔لم) ظلم کرنے والا۔ستمگر۔ستانے والا۔ جابر۔جاہل۔شریر۔شوخ۔بیباک۔سفاک۔ (ف۔آ)

اس مطلع میں اقبال نے قرآن حکیم کی اس مشہور آیت کی تشریح کی ہے۔ انّا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنا واشفقن منھا و حملھا الانسان۔ انّہٗ کان ظلوماً جھولا۔ (۷۲/۳۳)

ترجمہ: ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس

سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۵۷)

سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں، جاہل ہوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۰۶)

ظاہر پرست: (ظا۔ہِر۔پَ۔رَست) ظاہر پوجنے والا۔ظاہردار۔دنیادار۔ (ف۔آ)

پنہاں تہِ نقاب تری جلوہ گاہ ہے
ظاہر پرست محفلِ نو کی نگاہ ہے

(دردِ عشق۔ب۔د۔ص ۵۰)

ظاہر و باطن: (ظا۔ہِ۔رُ و۔بَاطِن) اندر باہر۔ دل اور ظاہر۔ (ف۔آ)

تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک؟

(آوازِ غیب۔ب۔د۔ص ۶۷۰)

ظاہر ہے: (ظا۔ہِر۔ہَے) عیاں ہے۔ سب جانتے ہیں۔سب کو معلوم ہے۔ (ف۔آ)

بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

(فردوس میں.....۔ا۔ح۔ص ۲۴۵)

ظرف: (ظَرْف) (۱) دانائی۔زیرکی (۲) حوصلہ۔ (ف۔آ)

جمالِ عشق و مستی نے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؓ
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازیؔ!

(رباعی۔ب۔ج۔ص ۳۷۵)

ظریف: (ظ۔رِیف) زیرک آدمی۔ خوش طبع آدمی۔ (ف۔آ)

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبالؔ
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ!

(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص ۴۰۸)

ظریفانہ: (ظ۔رِی۔فَا۔نَہ) ظرافت والا۔مزاح کا پہلو لئے ہوئے۔(م۔ل) (ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۳)

ظلام: (ظ۔لام) شروع رات کی اندھیری۔ (ف۔ع)

ظلام و بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج!
اُبھر کر جس طرف چاہے نکل جا!

(رباعی۔ب۔ج۔ص ۳۷۲)

ظل سبحان: (ظِل۔لِ۔سُب۔حَا۔نی) خدائی سایہ۔ بادشاہ۔ (ف۔ع)

یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار
اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

(سلطانی۔ض۔ک۔ص ۴۹۴)

ظلمات: (ظُل۔مَات) ظلمت کی جمع تاریکیاں۔ سیاہیاں۔ (ف۔آ)

مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں
غم (فلسفۂ ۔ب۔د۔ص ۱۵۷)

ظلمات: (ظُل۔مَات)(۱)وہ تاریکی جہاں وہ سمندر ہے جس میں سکندر آبِ حیات کی تلاش میں گیا تو وہاں ایک جگہ بہت تاریکی تھی۔ اس میں آبِ حیات کا چشمہ خیال کیا گیا ہے۔ (۲) بحراوقیانوس کا نام کیونکہ وہاں بادلوں کے باعث اکثر تاریکی رہتی ہے اور نیز پانی کا رنگ بھی سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بحر یورپ اور افریقہ کے مابین واقع ہے۔ (ف۔آ)

یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

ظلمات: (ظُل۔مَات)(بحرِ ظلمات) اس شعر میں عقبہ بن نافع کی فتوحات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ۶۲ھ (۶۸۱ء) میں یزید نے ان کو افریقہ کا والی مقرر کیا۔ وہاں پہنچے تو انہوں نے جہاد کا سلسلہ شروع کیا اور اپنی اولاد کو اس سلسلے میں جمع کر کے کہا کہ ''میں نے اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بیچ دیا ہے۔ لہذا جب تک زندہ رہوں گا کفار سے جہاد کرتا رہوں گا۔'' چنانچہ وہ فتوحات کرتے ہوئے اور دشمن کو شکست فاش دیتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ خشکی کی حد ختم ہوگئی اور بحرِ ظلمات کے کنارے پہنچ گئے تو انھوں نے کہا ''اے میرے خدا! اگر یہ بحرِ زخار درمیان میں حائل نہ ہو جاتا تو تیرے راستے میں جہاد کرتا ہوا اسی طرح آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۰۳)

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے!
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

ظلمت: (ظُل۔مَت) تاریکی۔ اندھیرا۔ سیاہی۔ (ف۔آ)

صبح اک گیت سراپا ہے تری سطوت کا
زیرِ خورشید نشاں تک بھی نہیں ظلمت کا
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

ظلمت: (ظُل۔مَت) سیاہ رنگت مراد ہے۔

گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دستِ موسیٰؑ پر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

ظلمت خانہ: (ظُل۔مَت۔خانہ) تاریک مکان۔ (ف۔ل)

جو ابھی ابھرے ہیں ظلمت خانۂ ایام سے
جن کی ضو ناآشنا ہے قیدِ صبح و شام سے
(فاطمہ بنت۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۵)

ظلمت شب: (ظُل۔مَتِ۔شَب) رات کی تاریکی۔ (ف۔ع)

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کاروں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس مرا شعلہ بار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۲)

صفتِ برق چمکتا ہے مرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی!
(غزل ۵۷۔ب۔ج۔ص۳۶۸)

ظن: (ظَن) وہم۔ گمان۔ شبہ۔ (ف۔آ)

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری!

(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

ظہور:(ظ۔ہُوْر)خروج۔وقوع۔ (ف۔آ)

چشمِ غلط نگر کا یہ سارا قصور ہے
عالم ظہور جلوۂ ذوقِ شعور ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

ظہور:(ظ۔ہُوْر)انکشاف۔اظہار۔(ف۔آ)

تازہ انجم کا فضائے آسماں میں ہے ظہور

دیدۂ انساں سے نامحرم ہے جن کی موجِ نور
(فاطمہ بنت۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۵)

ظہور:(ظ۔ہُوْر)اعلان۔پرکاش۔(ف۔آ)

مراد وجود میں آنا۔

عالمِ آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

ع

عابد(عا۔بِد)عبادت کرنے والا۔پرہیزگار۔ بھگت۔ (ف۔آ)

خورشید، وہ عابدِ سحر خیز
لانے والا پیامِ ''بر خیز''
(انسان۔ب۔د۔ص۱۲۷)

عاجز:(عا۔جِز)بے بس۔تنگ۔مجبور۔ناچار۔ (ف۔آ)

خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

عاجزی: (عا۔جِ۔زی)عجز۔انکسار۔ منت۔ سماجت۔ خوشامد۔درآمد۔ (ف۔آ)

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

عادل:(عا۔دِل)منصف۔جج۔ (ف۔آ)

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

عار:(عا ر)ننگ۔غیرت۔شرم۔ (ف۔آ)

کچھ عار اسے حسن فروشوں سے نہیں ہے
عادت یہ ہمارے شعرا کی ہے پرانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

عارض:(عا۔رِض)رخسار۔گال۔رُخ۔ (ف۔آ)

زردرخصت کی گھڑی عارضِ گلگوں ہو جائے
کششِ حسنِ غمِ ہجر سے افزوں ہو جائے
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

عارض زیبا:(عا۔رِ۔ضِ۔زَے۔با)خوبصورت گال۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۶)

برگِ گل آئینہ عارضِ زیبائے بہار
شاہدِ مے کے لیے حجلۂ جام آئینہ
(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

عارضی: (عا۔رِ۔ضی) نقلی۔چندروزہ۔مستعار۔
(ف۔آ)

عارضی ہے شانِ حاضر، سطوتِ غائب مدام
اس صداقت کو محبت سے ہے ربطِ جان وتن
(کفرواسلام۔ب۔د۔ص۲۴۰)

عارف: (عا۔رِف) جاننے والا۔خدا شناس۔ ولی۔ (ف۔آ)

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبحگاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

عارفانہ: (عا۔رِ۔فا۔نہ) عارف کی مانند۔
(ف۔ع)

مرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدف سے بیگانہ تیر اس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۲)

عاری: (عا۔رِی) خالی۔برہنہ۔قاصر۔(ف۔آ)

نظروانِ فرنگی کا ہے یہی فتویٰ
وہ سرزمین مدنیت سے ہے ابھی عاری!
(مدنیت۔ض۔ک۔ص۶۱۴)

عاشق: (عا۔شِق) چاہنے والا۔جمع عاشِقان۔ عُشّاق۔ عاشِقین۔ (ف۔ع)

اے امامِ عاشقانِ درد مند
یاد ہے مجکو ترا حرفِ بلند
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۶)

عاشق حسن قدیم: (عا۔شِقِ۔حُسنِ۔ق۔دِیم) خدا کا عاشق۔اشارہ حضرت موسیٰؑ کی طرف ہے جنہوں نے کوہ طور پر جمالِ الٰہی دیکھنے کی آرزو کی تھی۔(ش۔م۔ب۔د۔ص۵۵)

کچھ اس میں جوشِ عاشقِ حسنِ قدیم ہے
چھوٹا سا طور تُو، یہ ذرا کلیم ہے
(شمع وپروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

عاشق مزاج: (عا۔شِق۔مِ۔زاج) حسن پرست۔زندہ دل۔خوش طبع۔ظریف۔خوش مزاج۔
(ف۔آ)

ہم پوچھتے ہیں مسلمِ عاشق مزاج سے
الفت بُتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیوں؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

عاشقی: (عا۔شِ۔قی) عشق۔محبت۔عاشق ہونا۔ فریفتگی۔آشفتگی۔ (ف۔آ)

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بتخانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

عاقبت: (عا۔قِ۔بَت) آخرکار۔آخرکو (ف۔آ)

''عاقبت منزل ماوادئی خاموشانِ است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز''
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۷)

عاقبت بینی: (عا۔قِ۔بَت۔بِی۔نی) انجام پر

نظر رکھنے کی کیفیت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۲۲)

میں تو اس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب!
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۱)

عالم:(عا۔لَم)جہان۔زمانہ۔دنیا۔ (ف۔آ)

چشم عالم سے تو ہستی رہی مستور تری
اور عالم کو تری آنکھ نے عریاں دیکھا
(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

عالم:(عا۔لَم)حالت۔صورت۔حال خراب۔
(ف۔آ)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

عالم:(عا۔لِم)جاننے والا۔علم والا۔(ف۔ع)

وہ محرمِ عالمِ مُکافات
اک بات میں کہہ گیا ہے سو بات
(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

عالم آرا:(عا۔لَم۔آ۔رَا)دنیا کو آراستہ کرنے والا۔جہاں آرا۔ (ف۔آ)

اپنے حسن عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسرِ یک ذرّۂ خاکِ درِ آدم نہیں!
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

عالم بالا:(عا۔لَم۔بَا۔لَا)دوسرا جہان۔عالم علوی۔آسمان۔عرش۔ (ف۔آ)

سنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیا گر تھا
صفا تھی جس کی خاکِ پا میں بڑھ کر ساغرِ جم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

عالم تاب:(عا۔لَم۔تاب)دنیا کو روشن کرنے والا۔سورج۔ (ف۔ل)

برق آتش خو نہیں فطرت میں گو ناری ہوں میں
مہرِ عالم تاب کا پیغامِ بیداری ہوں میں
(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

عالم جاوید:(عا۔لَمِ۔جا۔وَید)عالم آخرت۔ دوسری دنیا جو لازوال ہے۔ (م۔ل)

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوّت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے!
(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۶۹)

عالمِ خاک:(عا۔لَمِ۔خاک)دنیا۔(ن۔ل)

عالمِ آب و خاک و باد! سرِّ عیاں ہے تو کہ میں
وہ جو نظر سے ہے نہاں اس کا جہاں ہے تو کہ میں
(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۲۰)

عالم فانی:(عا۔لَمِ۔فا۔نی)دنیائے فانی۔ فنا ہونے والا جہاں۔ (ف۔آ)

ابدی بنتا ہے عالمِ فانی جس سے
ایک افسانۂ رنگیں ہے جوانی جس سے
(جلوۂ حسن۔ب۔د۔ص۱۲۷)

عالم کیف:(عا۔لَمِ۔کَیف)مستی کا عالم۔ (م۔ل)

یعنی یہ کیا ہے؟ کے جواب سے واقف۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۰)

لغوی معنی کیفیت اشیاء کا جاننے والا۔
''کیف''منطق کی اصطلاح ہے۔ارسطو نے موضوع کا

بیان کرنے کے لئے دس صورتیں قائم کی تھیں۔ جن کو ''مقولات عشر'' کہتے ہیں۔ دنیا میں آپ کسی چیز کا ذکر کریں گے، تو ان ہی دس باتوں میں سے کوئی بات بیان کریں گے۔ ایک شئے یا جوہر ہوگی یا عرض۔ اگر عرض ہے تو اس کی نو صورتیں ممکن ہیں:-
کیف، کم، فعل، انفعال، ملک، وضع، اضافت، این اور متی۔ ان کا اردو میں ترجمہ درج ذیل ہے۔
(۱) کیسا (۲) کتنا (۳) کام کرنا (۴) اثر قبول کرنا (۵) قبضہ (۶) حالت (۷) تعلق (۸) کہاں؟ (۹) کب؟ (ش۔ب۔د۔ص۔۳۵۴-۳۵۵)

عالمِ کیف ہے، دانائے رموزِ کم ہے
ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

عالمگیر: (عا۔لَم۔گیر) تمام دنیا میں پھیلا ہوا۔ تمام عالم میں چھایا ہوا۔ (ف۔آ)

ایک ہی قانون عالمگیر کے ہیں سب اثر
بوے گل کا باغ سے، گلچیں کا دنیا سے سفر
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

عالمگیر: (عا۔لَم۔گیر) جہان کو لینے اور فتح کرنے والا۔ بادشاہ عظیم الشان۔ (ف۔آ)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروّت حسن عالمگیر ہے مردانِ غازی کا
(غزل ۸۔ب۔ج۔ص۳۲۳)

عالم لاہوت: (عا۔لَم۔لاہُوت) ذات خدا کا عالم۔ خدا تعالیٰ۔ وہ مقام جہاں سالک کو مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

مشرق نہیں گو لذتِ نظارہ سے محروم!
لیکن صفتِ عالمِ لاہوت ہے خاموش!
(شعاعِ امید۲۔ض۔ک۔ص۵۷۰)

عالم معانی: (عا۔لَم۔مَعا۔نی) وہ عالم جو محسوس نہ ہو سکے۔ (ف۔آ)

خاموش ہے عالمِ معانی
کہتا نہیں حرفِ لن ترانی
(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۲)

عالم مکافات: (عا۔لَم۔مُ۔کا۔فات) عقبیٰ/ حقیقت کی دنیا جہاں ہر انسان کو اس کے عمل کی سزا یا جزا ہوگی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۵۴)

وہ محرمِ عالمِ مُکافات
اک بات میں کہہ گیا سو بات
(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

عالم نو: (عا۔لَم۔نُو) نیا زمانہ۔ نئی دنیا۔ نئی کائنات۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۶۴)(عالمِ نو۔ض۔ک۔ص۵۹۲)

عالی: (عا۔لی) بلند۔ برتر۔ (ف۔ع)

ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

عام: (عام) سب۔ تمام۔ (ف۔آ)

عام حریّت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے
اے مسلماں آج تو اس خواب کی تعبیر دیکھ!
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

عام کر دینا: (عام۔کَر۔دینا۔نا) مشہور کر دینا۔ (ف۔ل)

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

عامل: (عا۔مِل) عمل کرنے والا۔ کسی بات پر چلنے والا۔ (ف۔آ)

میں نے اقبال سے ازراہِ نصیحت یہ کہا
عامل روزہ ہے تو اور نہ پابندِ نماز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

عامی: (عا۔می) جاہل۔ (ف۔ع)

مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی!
دیا ہے میں نے انہیں ذوقِ آتش آشامی!
(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

عبادات: (ع۔با۔دَات) عبادت کی جمع۔ خدا کی بندگی نماز وغیرہ۔ (ف۔ل)

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

عبادت خانہ: (ع۔با۔دَت۔خا۔نہ) مسجد۔ مندر۔گرجا۔ (ف۔ل)

ہے رواں نجمِ سحر، جیسے عبادتخانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

عبث: (ع۔بَث) ناحق۔ بلاوجہ۔ (ف۔آ)

میں نے اے اقبال! یورپ میں اسے ڈھونڈا عبث
بات جو ہندوستاں کے ماہ سیماؤں میں تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

عبث: (ع۔بَث) بیفائدہ۔ لاحصل۔ فضول (ف۔آ)

عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟
(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۴)

عبرت: (عِبْ۔رَت) زمانے کے واقعات سے نصیحت حاصل کرنا۔ (ف۔آ)

رلاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں! مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ سب فسانوں میں
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۷۰)

عتاب: (عِتَاب) غصہ۔ خفگی۔ (ف۔ع)

اسی خطا سے عتابِ ملوک ہے مجھ پر
کہ جانتا ہوں مآلِ سکندری کیا ہے!
(غزل۲۵۔ب۔ج۔ص۳۴۰)

عثمان: (عُث۔مَان) مغربی ترک۔ (ف۔ع)

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

عجب: (ع۔جَب) نرالا۔ اچنبے میں لانے والا۔ (ف۔آ)

عجب واعظ کی دینداری ہے یارب!
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

عجب:(ع۔جَبْ)تعجب انگیز۔ (ف۔آ)

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

عجب:(ع۔جَبْ)بوالعجب۔عجیب۔انوکھا۔

(ف۔آ)

نہیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے! نہ قفس، نہ آشیانہ!

(غزل۱۱۔ب۔د۔ص۳۰۷)

عجز:(عَجز)عاجزی۔انکسار۔منت سماجت۔(ف۔آ)

اتنیں اور بھی ہیں ان میں گنہگار بھی ہیں
عجز والے بھی ہیں مستِ مئے پندار بھی ہیں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

عجم:(ع۔عَجم)غیرعرب۔ایران۔توران۔دانہ۔

(ف۔ع)

ذکرِ عرب کے سوز میں، فکرِ عجم کے ساز میں
نے عربی مشاہدات، نے عجمی تخیلات!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

عجمی:(ع۔ج۔یٔ)عجم کا رہنے والا۔ خصوصاً ایرانی۔تورانی۔ (ف۔آ)

عجمی خم ہے تو کیا، مے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۷۰)

عجیب:(ع۔جِیْب)غریب و نادار۔انوکھا۔قابلِ تعریف۔ (ف۔آ)

گرج کا شور نہیں ہے، خموش ہے یہ گھٹا
عجیب میکدۂ بے خروش ہے یہ گھٹا

(غزل۔ب۔د۔ص۹۱)

عدالت:(ع۔دَا۔لَتْ)انصاف۔برابری۔ عدل۔ (ف۔آ)

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

عداوت:(ع۔دَا۔وَتْ)بغض۔دشمنی۔مخالف۔ کینہ۔ (ف۔آ)

عجب واعظ کی دینداری ہے یارب
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

عدل:(ع۔دَل)برابری۔نصف مساوات۔ (ف۔آ)

عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئیں ہوا کا فرتو ملے حورو قصور

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

عدل:(ع۔دَل)انصاف۔داد۔دادگستری۔

(ف۔آ)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

عدم: (عَ۔دَم) نہیں۔نفی۔نہ ہونا۔ (ف۔آ)

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

عدم: (عَ۔دَم) نیستی۔معدومیت۔ناپید۔فنا۔
۰ (ف۔آ)

ہے بقائے عشق سے پیدا بقا محبوب کی
زندگانی ہے عدم نا آشنا محبوب کی
(فلسفۂ غم۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۶)

عدم: (عَ۔دَم) معدوم الوجود۔ناموجودگی (ف۔آ)

یہ مہر و مہ یہ ستارے یہ آسمانِ کبود
کسے خبر کہ یہ عالم عدم ہے یا کہ وجود!
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۷)

عدم آباد: (عَ۔دَم۔آباد) وہ عالم جہاں آدمی مرنے کے بعد جاتا ہے۔ابدی عالم۔ (ف۔ل)

آسماں کیا، عدم آباد وطن ہے میرا
صبح کا دامنِ صد چاک کفن ہے میرا
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

عذر: (عُذ ر) حیلہ۔بہانہ۔ (ف۔آ)

عذر آفرینِ جرمِ محبت ہے حسنِ دوست
محشر میں حسن تازہ نہ پیدا کرے کوئی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

عذر (عُذ ر) معذور رکھنا۔معذرت۔ (ف۔آ)

عذر پرہیز پہ کہتا ہے بگڑ کر ساقی
ہے ترے دل میں وہی کاوشِ انجام ابھی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

عراق: (عِ۔رَاق) موسیقی کے ایک مقام کا نام جسے چاشت کے وقت گاتے ہیں یہ بارہ مقاموں میں سے تیسرا مقام ہے۔ (ف۔آ)

چھیڑتی جا اس عراقِ دل نشیں کے ساز کو
اے مسافر دل سمجھتا ہے تری آواز کو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

عرش: (عَر ش) تختِ الٰہی۔کرسی۔کرسیِ حق تعالیٰ جس کا بیان شرعاً جائز نہیں۔مگر کہتے ہیں ایک سرخ یا قوت ہے جو خدا تعالیٰ کے نور سے درخشاں ہے۔بعض آدمی نویں آسمان پر اور بعض آٹھویں آسمان پر خیال کرتے ہیں۔شعرائے اردو اور عوام نے اس آسمان سے ہی مراد لی ہے۔ (ف۔آ)

کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرش ربِّ جلیل کا ہوں میں
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۲)

پیرِ گردوں نے کہا سن کے، کہیں ہے کوئی!
بولے سیارے، سرِ عرشِ بریں ہے کوئی!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

عرش اعظم: (عَر۔شِ۔اَع۔ظَم) خدا کا تخت۔
(ف۔ل)

پھر ان اجزا کو گھولا چشمۂ حیواں کے پانی میں
مرکب نے محبت نام پایا عرشِ اعظم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

عرش بریں: (عَر۔شِ۔بَر۔یں) عرش اعظم۔

فلک الافلاک۔ (ف۔آ)

رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

(شبِ معراج۔ب۔د۔ص۲۴۹)

عرشِ معلّٰی: (عَر۔شِ۔مُ۔عَلّٰ۔لا) عرشِ اعظم۔ فلک الافلاک۔ (ف۔آ)

عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہر کبود

(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

عرصہ: (عَر۔صَہ) (۱) آنگن۔میدان۔صحن خانہ۔ (۲) زمانۂ دراز۔ (ف۔آ)

نظر میری نہیں ممنونِ عرصۂ ہستی
میں وہ چھوٹی سی دنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہوں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۹۰)

عرصہ: (عَر۔صَہ) میدانِ جنگ۔ (ف۔آ)

عرصۂ پیکار میں، ہنگامۂ شمشیر کیا!
خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا!

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

عرصہ: (عَر۔صَہ) زمانہ۔ (ف۔آ)

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

عرض: (عَرض) بیان۔اظہار۔گذارش (ف۔آ)

عرض مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے
نیک ہے نیت اگر تیری تو کیا پروا تجھے

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

عرضداشت: (عَرض۔دَاشت) عرض۔ درخواست۔گزارش۔ (م۔ل)

(ابلیس کی عرضداشت۔ب۔ج۔ص۴۵۴)

عرض کرنا: (عَرض۔کَر۔نا) التماس کرنا۔ گزارش کرنا۔التجا کرنا۔کہنا۔ (ف۔آ)

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی ہے جو وہ ملّتِ بیضا پہ ہے نثار

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

عرفان: (عِر۔فان) شناخت۔پہچان۔واقفیت۔ (ف۔آ)

گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
درد کے عرفان سے عقلِ سنگدل شرمندہ ہے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

عرفان: (عِر۔فان) خداشناسی۔ معرفتِ حق تعالیٰ۔ (ف۔آ)

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

(ایک نوجوان۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

عرقناک: (عَر۔قَناک) مراد شرمندہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۵۰۷)

اس خاک کو اللہ نے بخشے ہیں وہ آنسو
کرتی ہے چمک جن کی ستاروں کو عرقناک!

(غزل۴۹۔ب۔ج۔ص۳۶۱)

عروج: (عُ۔رُوج) ترقی۔ (ف۔ع)

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارامہِ کامل نہ بن جائے!
(غزل۶۔ب۔د۔ص۳۰۲)

عروج:(ع۔زُوْرج)چڑھاؤ۔ (ف۔ع)

تو نے دیکھا سطوتِ رفتارِ دریا کا عروج
موجِ مضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

عروس:(ع۔زُوْرس)دلہن۔بہو۔ (ف۔آ)

محمل میں خاموشی کے لیلائے ظلمت آئی
چمکے عروسِ شب کے موتی وہ پیارے پیارے
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

عروق:(ع۔زُوْرق)عرق کی جمع۔پسینہ(ف۔ع)
مراد رگیں۔

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا!
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

عریاں:(عُر۔یَاں)ننگا۔برہنہ۔بے پردا۔
(ف۔آ)

شمع اک شعلہ ہے، لیکن تو سراپا نور ہے
آہ اس محفل میں یہ عریاں ہے تو مستور ہے
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

عریانی:(عُر۔یا۔نی)ننگا ہونا۔برہنگی۔ (ف۔ع)

تو سراپا نور ہے خوشتر ہے عریانی تجھے
اور عریاں ہو کے لازم ہے خود افشانی تجھے
(نویدِ صبح۔ب۔د۔ص۲۱۲)

عزائم:(ع۔زَا۔اِم)عزیمہ کی جمع۔قصد۔ارادہ۔ لگن۔ (ف۔ع)

عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

عزت بنانا:(عِز۔زَت۔بَ۔نا۔نا)آبرو بنانا۔ ٹھاٹ بنانا۔رُتبہ قائم کرنا۔ (ف۔آ)

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خود بیں" خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
(قطعہ۔ب۔د۔ص۱۶۲)

عزلت: (عُز۔لَت)گوشہ نشینی۔خلوت۔تنہائی۔ اعتکاف۔ (ف۔آ)

آزاد فکر سے ہوں، عزلت میں دن گزاروں
دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

عزم:(عَزم)قصد۔ارادہ۔جمع عزمات (ف۔ع)

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی!
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

عزیز:(ع۔زِیز)(۱)پیارا۔محبوب (۲)ذی عزت۔لائق۔ارجمند۔ (ف۔آ)

چاہئے خانۂ دل کو کوئی منزل خالی
شاید آجائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز
(مہمانِ عزیز۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

عزیز تر:(عَز۔یُزتَر)زیادہ پیارا۔پسندیدہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۹)

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۱۸)

عساکر: (ع۔سا۔کر) عسکر کی جمع۔(ف۔ع)

اک نوجوان صورتِ سیماب مضطرب
آکر ہوا امیرِ عساکر سے ہمکلام

(جنگ یرموک۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

عسکر: (عَس۔کَر) فوج۔سپاہ۔لشکر۔(ف۔آ)

آخر! امیر عسکرِ ترکی کے حکم سے
''آئینِ جنگ'' شہر کا دستور ہو گیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۶)

عشا: (عِشا) تاریکیٔ شب۔رات کی اندھیری۔

(ف۔آ)

دنیا کی عشا ہو جس سے اشراق
مومن کی اذاں ندائے آفاق!

(ایک فلسفہ زدہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

عشاق: (عُشّ۔شاق) عاشق کی جمع۔(ف۔آ)

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر!

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

عشرت: (عِش۔رَت) خوشی۔ عیش و نشاط۔ فرحت۔مسرت۔ (ف۔آ)

ریاضِ دہر میں نا آشنائے بزمِ عشرت ہوں
خوشی روتی ہے جس کو، میں وہ محرومِ محبت ہوں

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۹)

عشرت امروز: (عِش۔رَتِ۔اِم۔رُوز) فلسفہ کے ایک خاص دبستان کی طرف اشارہ ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار پیکورس تھا (۳۴۱-۲۷۰ق۔م) وہ مدعی تھا کہ مسرت اور لذت زندگی کی غایات طبعی ہیں لیکن وہ کہتا تھا کہ ان کے حصول میں اعتدال سے کام لینا چاہئے۔ یہ بات اس سے غلط منسوب ہے کہ کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ کل ہم مر جائیں گے۔ فلسفہ کے اس دبستان کی تشریحات کے مطابق نشاطِ لمحۂ حاضر خیر برتریں ہے۔

(ت۔ا۔ص۵۵)

عجیب چیز ہے احساس زندگانی کا
عقیدہ ''عشرت امروز'' ہے جوانی کا

(عشرت امروز۔ب۔د۔ص۱۲۶)

عشق: (عِشق) اقبال کی شاعری میں عشق کا ایک نہایت توانا تصور ملتا ہے اور یہ عشق ایک طرف تو اس ''حسنِ لازوال'' کے لیے ہے جو ذاتِ باری کے ناموں میں سے ایک ہے اور دوسری طرف اس مردِ کامل کے لیے ہے جو منتخب بھی اور بے مثال بھی، رہبر بھی ہے اور منزل بھی! اصل بات یہ ہے کہ اقبال کے ہاں عشق ذوقِ تسخیر کا نام ہے۔

اقبال کا عاشق بھی پروانے ہی کی طرح شمع کو دیکھ کر اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے، پروانے ہی کی طرح شمع کے گرد طواف کرتا ہے اور پھر اپنے فاضل بوجھ سے دست کش ہو کر پروانے ہی کی طرح دائرے کی ''ازلی و ابدی'' لکیر کو توڑتا ہے مگر اس کے بعد وہ شمع کے شعلے میں بھسم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے روبرو کھڑے ہو کر نہ صرف اس سے اکتسابِ نور کرتا ہے بلکہ اس نور کو صورت

پذیر کر کے ایک تخلیقی عمل کا مظاہرہ بھی کرتا ہے۔ گویا اقبال کا عاشق بیخودی کے عالم کو مَس تو کر لیتا ہے مگر اس میں جذب نہیں ہوتا۔ وہ شعور اور لاشعور کے سنگم پر کھڑے ہو کر ایک فن کار کی طرح نورِ ازل کی روشنی سے آب و گل کی دنیا کو ایک نئے سانچے میں ڈھالتا ہے اور ایک نئی صورت میں دوبارہ خلق کرتا ہے۔ چونکہ اس حالت میں عاشق کی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے اس لیے اقبال نے اسے مردِ قلندر اور نبدۂ مومن کا نام دیا ہے۔

(اقبال کے تصورات عشق وخرد۔ص ۱۷۲ تا ۲۲۸)

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام

(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۸۶)

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق!
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۴)

عشق بازی: (عِشق۔بَا۔زِی) عاشقی۔ کسی کے ساتھ عشق کرنا۔ حسن پرستی۔ نظارہ بازی۔ (ف۔آ)

پھرتی ہے وادیوں میں کیا دخترِ خوشخرامِ ابر
کرتی ہے عشق بازیاں سبزہ مرغزار سے

(شاعر۔ب۔د۔ص ۲۱۰)

عشق وخرد: (عِشق۔وُ۔خِرَد) عقل کے بارے میں اقبال کا ایک خاص رویہ ہے۔ وہ عقل کی تگ وتاز کو محدود تصور کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ نہ صرف عقل حیات کے تحفظ کے لیے ایک آلہ کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ خود بھی دست ودندان ودماغ وچشم وگوش ایسے آلات کی دست نگر ہے۔ چونکہ حواسِ خمسہ کی حد محدود ہے لہذا عقل کا میدانِ عمل بھی وسیع نہیں تاہم اقبال نے عقل کی اہمیت کو نظر انداز ہرگز نہیں کیا بلکہ اسے زندگی کا ایک خادم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ زندگی کی بقا، توسیع اور ارتقا کے لیے ناگزیر ہے ساتھ ہی انہوں نے اس بات کی بھی صراحت کر دی، عقل کا مقصود یہ ہرگز نہیں کہ حقیقت کی آگہی حاصل کرے اور عرفان کے انتہائی مدارج سے آشنا ہو۔ اس کا کام فقط یہ ہے کہ زندگی کے معاملات میں انسان کی دست گیری کرے۔ چنانچہ وہ عقل کو کہ جس حد تک وہ پرواز کرنے پر قادر ہے، نہ صرف زندگی کے معاملات کے لیے بلکہ عرفان کے آخری مدارج کے لیے بھی ممد ودومعاون ہی سمجھتے ہیں۔ اقبال کا مؤقف ہے کہ عقل اور عشق عرفان کے رومتہ الکبریٰ تک پہنچنے کے دو راستے ہیں، مگر اقبال نے انہیں متبادل یا متوازی راستے قرار نہیں دیا۔

اصل منزل تو ''آگہی'' ہے جس کے حصول کے لیے عقل اور عشق دونوں محض ''ذریعے'' ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عقل کی رسائی آگہی کی اس سطح تک ہوتی ہے جو زمان و مکان کے حوالے سے متشکل ہوتی ہے، جب کہ عشق آگہی کی اس سطح تک پہنچتا ہے جو زمان ومکان سے ماورا ہے اور جس کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ ''اقبال عقل کو انسان کی خدمت کا وسیلہ سمجھتے ہیں وہ اس کے مخالف نہیں وہ صرف اس کی کوتاہیوں کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا چاہتے ہیں۔

عقل عشق کی مدد سے حق شناس بنتی ہے اور عشق عقل کی بصیرت سے قوت اور استقلال حاصل کرتا ہے۔ لہذا عقل وعشق دو متصادم چیزیں نہیں ہیں بلکہ زندگی کی دوڑ میں ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہیں۔ اپنی خالص نکھری ہوئی شکل میں عشق وعقل دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

اقبال کا نظریہ یہ تھا کہ وجدانی اندازِ نظر بھی

باقی رہے اور سائنسی اندازِ فکر کو بھی اپنایا جائے یعنی صنوبر باغ میں آزاد بھی ہو اور پابہ گِل بھی ہو۔ اپنی شاعری میں اول اول اقبال نے عقل کو ایک نسبتاً ناقص اندازِ فکر کے طور پر پیش کیا تھا مگر جیسے جیسے وقت گزرا اور ان کا اپنا شعور پختہ ہوا، مطالع وسیع اور نظر گہری ہوئی وہ بتدریج عقل کو اپنے فکری نظام میں ایک باعزت مرتبہ دینے پر مائل ہوتے چلے گئے۔ پھر عشق و خرد کے موازنے میں خرد کی نفی کر دینے کا رویہ باقی نہ رہا۔ جا بجا اسے بھی اقبال راستے کی مشعل قرار دینے لگے مگر آخر آخر میں اقبال نے عشق اور عقل کے امتزاج کا نظریہ پیش کیا اور عقل کی اہمیت کو ایک بڑی حد تک تسلیم کر لیا۔

(ڈاکٹر یوسف حسین، عشق اور عقل بحوالہ اقبال باکمال۔ ص ۲۸۷)(بحوالہ اقبال کے تصوراتِ عشق و خرد۔ ص ۹۱-۱۲۱)

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری

(جواب شکوہ۔ ب۔ د۔ ص ۲۰۷)

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

(غزل۔ ب۔ د۔ ص ۲۸۲)

خرد نے مجھ کو عطا کی نظر حکیمانہ!
سکھائی عشق نے مجھ کو حدیثِ رندانہ!

(شاعر۔ ب۔ ج۔ ص ۳۴۳)

عصا: (ع۔صا) لاٹھی۔ ہاتھ کی لکڑی۔ چھڑی۔ (ف۔آ)

تو اگر کوئی مدبّر ہے تو سُن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا

(سیدکی۔۔۔ ب۔ د۔ ص ۵۳)

عصا: (ع۔صا) حضرت موسیٰ کو خدا نے دو بڑے معجزے عطا کئے تھے۔ ایک یدِ بیضا کا اور دوسرا ان کے عصا کا۔ حضرت موسیٰ کے پاس بکریاں ہانکنے کے لئے ایک لکڑی تھی۔ جب وہ اس کو زمین پر ڈال دیتے تھے تو وہ خدا کے حکم سے ایک مہیب اژدہا بن جاتی تھی لیکن جب وہ اس پر ہاتھ ڈال کر پکڑ لیتے تھے وہ پھر اپنی اصل حالت پر لوٹ آتی تھی۔ ایک بار فرعون کے دربار میں بڑے بڑے جادوگر جمع ہوئے اور اپنے جادو کے زور سے رسیوں اور لاٹھیوں سے سانپ پیدا کئے۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ سے بھی اصرار کیا کہ وہ اپنا کمال دکھائیں۔ حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا۔ ڈالتے ہی وہ اژدہا بن گیا اور جادوگروں کے سارے شعبدوں کو نگل گیا۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۵۴-۱۵۵)

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد!

(غزل ۵۰۔ ب۔ ج۔ ص ۳۶۲)

عصر: (عَصْر) زمانہ۔ وقت۔ سما۔ (ف۔آ)

عصرِ کہن سے قدیم ایرانی اور رومی سلطنت مراد ہے۔

اک جہانِ تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور
کھا گئی عصرِ کہن کو جن کی تیغِ نا صبور

(صقلیہ۔ ب۔ د۔ ص ۱۳۳)

عصرِ رواں: (عَصْرِ۔رَ۔وَاں) وہ زمانہ جو جاری ہے۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص ۱۸۵)

عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام

(مسجدِ قرطبہ۔ ب۔ ج۔ ص ۳۸۶)

عصرِ نو: (عَص۔رِ۔نَو) نیا زمانہ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۲۸۸)

کشتیِ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصرِ نو رات ہے، دھندلا سا ستارہ تو ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۶)

عصفور: (عُص۔فُور) چڑا۔ چڑیا۔ (ف۔ع)

ہر شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانۂ عصفور ہو گیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص ۲۱۷)

عصمت: (عِص۔مَت) پارسائی۔ پرہیز گاری۔ پاکدامنی۔ (ف۔ع)

حرفِ غلط بن گئی عصمتِ پیرِ کنشت
اور ہوئی فکر کی کشتی نازک رواں

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۹۱)

عضو: (ع۔ضُو) جوڑ۔ اعضا۔ بدن کا ٹکڑا۔ (ف۔آ)

جتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

(شاعر۔ب۔د۔ص ۶۱)

عطا: (ع۔طا) انعام۔ بخشش۔ سخاوت۔ فیض (ف۔آ)

کوئی ایسی طرزِ طواف تو مجھے اے چراغِ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری!

(میں اور تو۔ب۔د۔ص ۲۵۲)

عطار: (عَط۔طار) عطر فروش۔ (ف۔آ)

تیرے احساں کا نسیمِ صبح کو اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلۂ عطار تھا

(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص ۵۱)

عطا کرنا: (ع۔طا۔کَرنا) دینا۔ بخشنا۔ مرحمت کرنا (ف۔آ)

دکھا مجھے چمن آوارہ مثلِ موجِ نسیم
عطا فلک نے کیا تجکو آشیاں، پھر کیا؟

(میں اور تو۔ب۔د۔ص ۲۲۰)

عظم: (عَظم) ہڈی۔ جمع۔ عِظام۔ (ف۔ع)

خودی کی موت سے روحِ عرب ہے بے تب و تاب
بدن عراق و عجم کا ہے بے عروق و عظام!

(مرگِ خودی۔ض۔ک۔ص ۵۴۲)

عظمت: (عَظَمَت) بزرگی۔ بڑائی۔ (ف۔آ)

ہم جو جیتے تھے، تو جنگوں کی مصیبت کے لئے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لئے

(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۴)

عظمت: (عَظ۔مَت) برتری۔ شان و شوکت۔ قدر و منزلت۔ (ف۔آ)

عظمتِ غالبؔ ہے اک مدت سے پیوندِ زمیں
مہدئ مجروحؔ ہے شہرِ خموشاں کا مکیں

(داغ۔ب۔د۔ص ۸۹)

عظیم: (ع۔ظِیم) بزرگ۔ بڑا۔ (ف۔ع)

اس کے مقام بلند، اس کا خیال عظیم
اس کا سرور اس کا شوق، اس کا نیاز اس کا ناز

(مسجدِ قرطبی۔ب۔ج۔ص ۳۸۹)

عفت: (عِف۔فَت) پرہیز گاری۔ پارسائی۔ (ف۔ع)

فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
نجی عفت و غم خواری و کم آزادی
(یورپ اور سوریا۔ض۔ک۔ص۶۱۱)

عفت نگاہ: (عِف۔فَت۔نِ۔گاہ) عفت نگاہ اقبال کی خاص اصطلاح ہے۔اس کا بنیادی مفہوم اقبال کے فلسفۂ فقر میں یہ ہے کہ مومن ہر اُس چیز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جسے شارع علیہ السلام نے مذموم قرار دیا ہے۔ خواہ وہ شے بظاہر کتنی ہی دلفریب، خوش آئند اور فائدہ مند کیوں نہ ہو۔ (ش۔ب۔ج۔ص۲۹۲)

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ
(غزل۵۹۔ب۔ج۔ص۳۶۹)

عفو: (ع۔فُو) بڑا معاف کرنے والا۔(ف۔ع)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

عفیف: (ع۔فِیف) پارسا مرد۔ (ف۔ع)

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف!
(مغربی تہذیب۔ض۔ک۔ص۵۳۳)

عقاب: (ع۔قاب) نام شکاری پرند۔ (ف۔ع)

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں!
(ایک نوجوان۔۔۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

عقائد: (ع۔قا۔اِد) عقیدہ کی جمع۔(ف۔ع)

دین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سلطانی ہو!
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بنا پر تعمیر!
(غلاموں کے لئے۔ب۔د۔ص۶۰۶)

عقبیٰ: (عُق۔بَا) آخرت۔دوسرا جہاں۔عاقبت۔ (ف۔آ)

کہاں کا آنا، کہاں کا جانا، فریب ہے امتیازِ عقبیٰ
نمود ہر شے میں ہے ہماری، کہیں ہمارا وطن نہیں ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

عقدہ: (عُق۔دَہ) مشکل بات۔ پیچیدہ مسئلہ۔ معما۔ (ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

عقدہ: (عُق۔دَہ) گرہ۔گتھی۔(ف۔ع)

جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتے نہیں یہ عقدۂ دشوار!
(دامِ تہذیب۔ض۔ک۔ص۶۱۵)

عقدہ کشا: (عُق۔دَہ۔کُ۔شا) (۱) مشکل کشائی۔مشکل حل کرنا۔(۲) معما حل کرنا۔(ف۔آ)

ہیں عقدہ کشا یہ خارِ صحرا
کم کر گلہ برہنہ پائی!
(غزل۳۱۔ب۔ج۔ص۳۴۶)

عقل: (عَقل) دانش۔ادراک۔شعور۔زیرکی۔ دانائی۔ (ف۔آ)

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا

بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

عقل انسانی: (عَقلِ۔اِن۔سا۔نی) انسان کے دل کی وہ قوت جس کے باعث وہ اور حیوانات پر ممتاز ہے۔ مثلاً رائے خیال۔ تدبیر انصاف۔ تمیز۔ ادراک اشیاء۔ انجام بینی وغیرہ۔ (ف۔آ)

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقل انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

عقل کل: (عَق۔ل۔کُل) عقل کامل۔ دانائے کُل۔ (ف۔آ)

"باہر کمال اند کے آشفتگی خوش است
ہر چند عقلِ کُل شدہ بے جنوں مباش"
(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

عقیدہ: (ع۔قی۔دَہ) مذہب کے وہ اصول جن پر یقین لانے سے اُس مذہب میں شامل ہو سکے۔ ایمان۔ (ف۔آ)

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی، طائرِ دیں کر گیا پرواز
(فردوس میں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

عکس (عَکس) سایہ۔ پرچھائیں۔ پرتو۔ (ف۔آ)

حسنِ ازل ہے پیدا تاروں کی دلبری میں
جس طرح عکسِ گل ہو شبنم کی آرسی میں
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

علم: (ع۔لَم) جھنڈا۔ (ف۔آ)

دشمنوں کے خون سے رنگیں قبا ہوتے تھے ہم
(غزہ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

علم: (عِلم) کُن۔ ہُنر۔ فن۔ جوہر۔ (ف۔آ)

اے جہان آباد! اے گہوارۂ علم و ہُنر
ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

علما: (ع۔لَما) عالم کی جمع۔ پڑھے لکھے لوگ۔ فاضل۔ (ف۔آ)

شاعر بھی ہیں پیدا علما بھی، حکما بھی!
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ!
(نفسیاتِ غلامی۔ض۔ک۔ص۶۰۲)

علم اشیا: (عِلمِ۔اَش۔یاء) مادی چیزوں کا علم۔ (ف۔آ)

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہاں گیری،
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

علم حکمت: (عِلن۔م۔حِک۔مَت) علم فلسفہ۔ وہ علم جس میں اشیائے موجودات خارجہ کے احوال سے ان کی حقیقت واقعی کے موافق جہاں تک طاقت بشری کام کرے بحث کی جائے۔ جس میں طبعی۔ ریاضی اور الٰہی یہ تینوں علم داخل ہیں۔ (ف۔آ)

علم و حکمت رہزنِ سامانِ اشک و آہ ہے
یعنی اک الماس کا ٹکڑا دلِ آگاہ ہے
(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۲۷)

علم کلام :(عِلم۔ک۔لام)وہ علم جس میں مقدمات نقلی کو دلائل عقلی سے ثابت کریں۔ کسی چیز کو بدلائل حق جان کر اپنے دل میں جمانا۔ (ف۔آ)

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلۂ علم کلام!
(توحید۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

علوم (ع۔عُلُوم)علم کی جمع۔ہنر۔فن۔(ف۔آ)

کھلے ہیں سب کے لیے غریبوں کے میخانے
علومِ تازہ کی سرمستیاں گناہ نہیں!
(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۴۰)

علوم جدیدہ: (عُلُو۔م۔ج۔دِی۔دَہ)وہ علوم جو زمانۂ حال میں ایجاد ہوئے جیسے"علم آب۔فوٹوگرافی۔علم ہوا۔علم طبقاالارض۔ جر ثقیل۔ طبعی۔ حکمت۔ادب۔ مساحت۔ ریاضی۔ زراعت۔ ہیئت۔ کیمیا۔طب۔علم آب وہوا۔تاریخ نظام شمسی۔اخلاق۔نباتات وغیرہ۔ (ف۔آ)

محسوس پر بنا ہے علومِ جدید کی
اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش
(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

علوم نو:(عُلُو۔م۔نُو)جدید دور کے علوم اور فنون۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۲)

تیرے سرودِ رفتہ کے نغمہ علومِ نو
تہذیب تیرے قافلہ ہائے کہن کی گرد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

عمارت گر:(ع۔عِمَا۔رَت۔گر)عمارت بنانے والا۔ معمار۔ یہاں مراد اپنی تہذیب کے سانچے میں ڈھالنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۶۹)

ترا وجود سراپا تجلّی افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر!
(افرنگ زدہ۔ب۔د۔ص۴۹۵)

عماری :(عَما۔ری/عَم۔مَا۔ری)ہاتھی کا ہووج۔ محمل۔رتھ۔ (ف۔آ)

سفر عروسِ قمر کا عمارئ شب میں
طلوعِ مہر و سکوتِ سپہرِ مینائی!
(نگاہ۔ض۔ک۔ص۵۶۶)

عمامہ:(عِما۔مَہ)منڈاسا۔دستار۔ (ف۔آ)

عمامہ سے علماء مراد ہیں۔

کہیں سجادہ و عمامہ رہزن
کہیں ترسا بچوں کی چشمِ بیباک!
(تاتاری کا خواب۔ب۔ج۔ص۴۴۷)

عمر:(عُم۔ر)مدت۔زمانہ۔عرصہ۔ (ف۔آ)

تیری عمرِ رفتہ کی اک آن ہے عہدِ کہن
وادیوں میں ہیں تری کالی گھٹائیں خیمہ زن
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

عمر جاوداں :(عُمرِ۔جا۔وِ۔داں) ہمیشہ زندہ رہنا۔ (ف۔ل)

خودی کے ساز میں عُمرِ جاوداں کا سُراغ!
خودی کے سوز سے روشن ہیں اُمتوں کے چراغ!
(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۰۷)

عمر دراز:(عُم۔رِ۔دَ۔راز)بڑی عمر کا۔بوڑھا۔

(ف۔آ)

تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضر نے مئے عمرِ دراز میں

(شفاخانۂ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

عمل: (ع۔عَمَل) برتاؤ۔عادت۔معمول۔قاعدہ۔

(ف۔آ)

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

عمل: (عَمَل) کام۔کاج۔فعل۔ (ف۔آ)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

یہی آئینِ قدرت ہے یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۱)

عمیق: (ع۔عَمِیق) گہرا۔ (ف۔ع)

اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق!
قہر بھی اس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق!

(مردِ بزرگ۔ض۔ک۔ص۵۹۱)

عمیم: (ع۔عَمِیم) عام۔سب۔تمام۔ (ف۔ع)

شرط انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم
بوئے گل پھیلتی کس طرح جو ہوتی نہ شمیم

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

عنابی: (عُنّابی۔نا۔بی) عناب کی مانند۔سُرخ مائل بسیاہی۔ (ف۔آ)

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

عنادل: (عَنا۔دِل) عندلیب کی جمع۔بُلبلیں۔

(ف۔آ)

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادل باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۰)

عناصر: (عَنا۔صِر) عنصر کی جمع۔ (ف۔ع)

یہ ثابت بھی ہے اور سیار بھی
عناصر کے پھندے سے بیزار بھی!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

عناں تاب: (عِناں۔تاب) گھوڑا جو اشارے پر چلتا ہو۔ (م۔ل)

قوم آوارہ عناں تاب ہے پھر سوئے حجاز
لے اُڑا بلبلِ بے پر کو مذاقِ پرواز

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

عنایات: (ع۔عِنا۔یات) عنایت کی جمع۔الطاف مگر اردو میں واحد مستعمل ہے۔ (ف۔آ)

اب وہ الطاف نہیں ہم پہ عنایات نہیں
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

عنایت: (ع۔عِنا۔یت) مہربانی۔نوازش۔لطف۔ شفقت۔ (ف۔آ)

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۳)

عنایت:(ع۔نا۔یَت)فیض۔بخشش۔(ف۔آ)

اے بادِ بیابانی مجکو بھی عنایت ہو
خاموشی و دل سوزی، سرمستی و رعنائی!
(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

عنب:(ع۔نَب)انگور۔ (ف۔ع)

مقامِ بست و شکست و فشا روسوز وکشید
میانِ قطرۂ نیساں و آتشِ عنبی!
(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

عنبریں: (عَن۔بَرِین)عنبر میں بسایا ہوا۔عنبر سے معطر۔ (ف۔آ)

تیرے خم و پیچ میں میری بہشتِ بریں
خاک تری عنبریں، آب ترا تابناک!
(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۶)

عنتری: (عَن۔تَرِی)جس طرح اسداللہی حق کی خاطر جہاد کرنے کی علامت ہے۔عنتری حق کی مخالفت کی علامت ہے(عنتر ایک کافر جنگجو تھا)۔(ت۔ا۔ص۵۶)

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسداللہی، وہی مرحبی، وہی عنتری
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

عندلیب: (عَنَد۔لِیب)بُلبُل۔ہزار داستان۔ گلبدم۔ (ف۔آ)

اڑالی قمریوں نے، طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۸)

عنصر: (عُن۔صُر)اصل۔بُنیاد۔ اطبا کے نزدیک۔ خاک۔باد۔ہوا۔آتش۔اہلِ ہند پانچ عنصر(تت)مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک آسمان بھی عنصر میں داخل ہے۔(ف۔آ)

قائم یہ عنصروں کا تماشا تجھی سے ہے
ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

عنکبوت:(عَن۔ک۔بُوت)مکڑے۔(ف۔آ)

ہمیشہ مور و مگس پر نگاہ ہے ان کی
جہاں میں صفتِ عنکبوت ان کمند!
(سیاسی پیشوا۔ض۔ک۔ص۶۱۹)

عوام:(عَوام)رعایا۔پرجا۔ (ف۔آ)

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ ابلیسی نظام
پختہ تر اس سے ہوئے خوئے غلامی میں غلام
(ابلیس کی مجلسِ شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۴۸)

عود:(عُود)ایک باجے کا نام جسے بربط بھی کہتے ہیں۔ (ف۔آ)

شورشِ بزمِ طرب کیا! عود کی تقریر کیا!
دردمندانِ جہاں کا نالۂ شبگیر کیا!
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

نالندہ ترے عُود کا ہر تار ازل سے
تو جنسِ محبت کا خریدار ازل سے
(روحِ ارضی آدم۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

عوض:(عِوَض)کسی چیز کا بدل۔بدلہ۔معاوضہ۔

(ف۔آ)

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض
نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض

(خودی۔ب۔ج۔ص۴۵۲)

عوض:(عِوَض)قائم مقام۔بجائے۔ (ف۔آ)

آتا ہے اب وہ دور، کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

(ظریفانہ۔ب۔ج۔ص۲۸۴)

عہد:(عہد)وقت۔زمانہ۔دور۔ (ف۔آ)

عہدِ حاضر کی ہوا راس نہیں ہے اس کو
اپنے نقصان کا احساس نہیں اس کو

(شاعر۔ب۔د۔ص۱۷۳)

عہد شباب: (عَہد۔شَ۔بَاب)جوانی کا زمانہ۔
طفل اور پیری کے درمیان کا زمانہ۔ (م۔ل)

ہوائے قرطبہ شاید یہ ہے اثر تیرا!
مری نوا میں ہے سوز و سُرورِ عہد شباب!

(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

عہد طفلی:(عَہ۔دِ۔طِف۔لی)لڑکپن۔بچپن۔کمسنی کا زمانہ۔ (م۔ل)

رفتہ و حاضر کو گویا پاپا اس نے کیا
عہدِ طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کیا

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

عہد عتیق:(عَہ۔دِ۔ع۔تِیق)زمانہ قبل از تاریخ۔
(ف۔ل)

اسی طلسم کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بتانِ عہدِ عتیق

(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۷)

عہد کر لینا:(عَہد۔کَر۔لینا۔نا)قول و قرار کر لینا۔
وعدہ کر لینا۔ (ف۔آ)

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کر لو
ملّتِ احمدؐ مرسل کو مقامی کر لو!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

عہد کہن: (عَہ۔دِ۔ک۔ہَن)قدیم زمانہ۔ دیرینہ زمانہ۔ (ف۔آ)

تیری عمرِ رفتہ کی اک آن ہے عہدِ کہن
وادیوں میں ہیں تری کالی گھٹائیں خیمہ زن

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

عہد وفا:(عَہ۔دِ۔وَ۔فا)وفاداری کا اقرار(م۔ل)

یعنی پھر زندہ نئے عہدِ وفا سے دل ہوں
پھر اسی جادۂ دیرینہ کے پیاسے دل ہوں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۷۰)

عیار:(ع۔یار)کسوٹی۔سونا چاندی تولنے کا کانٹا۔
(ف۔آ)

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دُکاں نہیں ہے!
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا!

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۱)

عیار:(عَی۔یاز)چالاک۔کام میں استاد(ف۔ع)

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم!

(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

عیاری: (عَی۔یا۔ری) چھل۔فریب۔دغا۔ چالاکی دھوکابازی۔ (ف۔آ)

چاک کردی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(غرّہ شوّال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

عیال: (عِیَال) زن وفرزند۔بال بچے۔ متعلقین۔ (ف۔آ)

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش واقارب کا حق گداز

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

عیاں: (عِیَان) ظاہر۔کھلا ہوا۔نمودار۔ (ف۔آ)

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا راز داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

عیب: (عَیب) نقص۔برائی۔خرابی۔قصور (ف۔آ)

تمام مضموں مرے پرانے کلام میرا خطا سراپا
ہنر کوئی دیکھتا ہے مجھ میں یہ عیب ہے میرے عیب جو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

عیب جو: (عَیب۔جُو) نقص نکالنے والا۔ (ف۔آ)

تمام مضموں مرے پرانے کلام میرا خطا سراپا
ہنر کوئی دیکھتا ہے مجھ میں یہ عیب ہے میرے عیب جو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

عید: (عِید) نہایت خوشی۔ (ف۔آ)

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی
ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی

(شمع۔ب۔د۔ص۱۸۸)

عیش: (عَیش) عشرت۔آرام۔ آسودگی۔لطف۔ خوشی۔مزہ۔چین۔ (ف۔آ)

شباب آہ! کہاں تک امیدوار ہے!
وہ عیش، عیش نہیں جس کا انتظار رہے

(عشرتِ امروز۔ب۔د۔ص۱۲۶)

عیش دوام: (عَی۔شِ۔دَ۔وَام) ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی ومسرّت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۴)

دہر میں عیشِ دوام آئیں کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامانِ شیون ہو گئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

عیش وعشرت: (عَی۔شُو۔عِشرَت) عیش ونشاط۔ خوشی وخرمی۔نفسیاتی خوشی۔ (ف۔آ)

جس کا دل جامِ شکستِ غم سے ہے نا آشنا
جو سدا مستِ شرابِ عیش وعشرت ہی رہا

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

عین: (عَین) ٹھیک۔ ہوبہو۔خاص۔ جیسے عین اسی جگہ۔ (ف۔آ)

مضطرب رکھتا ہے میرا دلِ بیتاب مجھے
عین ہستی ہے تڑپ صورتِ سیماب مجھے

(موجِ دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

عین وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جو رہی میری نگاہِ بے ادب!

(ذوق وشوق۔ب۔د۔ص۴۰۶)

غ

غاب:(غابْ) کچھار۔(ش۔ض۔ک۔ص۵۸۶)

اگر ہو جنگ تو شیرانِ غاب سے بڑھ کر
اگر ہو صلح تو رعنا غزالِ تاتاری!

(محراب گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۳)

غار:(غارْ) گڑھ۔کوہ۔ (ف۔ع)

مدّت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
کردے اسے اب چاند کی غاروں میں نظر بند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

غارت: (غا۔رَث)(۱)تباہ۔برباد۔ ویران۔ اُجاڑ۔ (۲)تخت وتاراج۔ (ف۔آ)

خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۱)

غارت گر(غا۔رَث۔گر)لٹیرا۔قزاق۔راہزن۔ (ف۔آ)

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا ہے کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۱)

غارت گری: (غا۔رَث۔گرِی)لوٹ کھسوٹ۔ تاخت وتاراج۔ (ف۔آ)

پردۂ تہذیب میں غارت گری آدم کشی
کل روا رکھی تھی تم نے، میں روا رکھتا ہوں آج!

(مسولینی۔ض۔ک۔ص۶۱۲)

غازہ:(غا۔زَہ)گلگونہ ایک قسم کی سرخی ہوتی ہے جو عورتیں اپنے منہ پر ملتی ہیں۔ (ل۔ک)

کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کہسار پر
خوشنما لگتا ہے یہ غازہ ترے رخسار پر

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

غازی:(غا۔زِی)شجاع۔بہادر۔فتحمند۔(ف۔آ)

اقبالؔ بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

غازی: (غا۔زِی)کافروں سے لڑنے والا۔کافروں پر فتح پانے والا۔ (ف۔آ)

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

غازیان: (غا۔زِ۔یان)جمع غازی۔ باطل کے خلاف جہاد کرنے والے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۰)

غازیانِ دیں سے طرابلس کے وہ عرب قبیلے مراد ہیں جو شیخ مسلوؔی اور انور پاشا شہید کی زیرِ قیادت سر سے کفن باندھ کر اطالوی فوجوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔

(ش۔ب۔د۔ص۳۷۷)

یہ سعادت حور صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی

(فاطمہ بنت۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۴)

غافل:(غا۔فِل) بے خبر۔ناعاقبت اندیش۔ بے فکر۔ (ف۔آ)

تجھے معلوم ہے غافل کہ تیری زندگی کیا ہے
کنشتی ساز، معمورِ نواہائے کلیسائی

(تضمین برشعرِ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۴)

غالب:(غا۔لِب) بیش۔زیادہ۔بھاری۔(ف۔آ)

حسن کی تاثیر پر غالب نہ آسکتا تھا علم
اتنی نادانی جہاں کے سارے داناؤں میں تھی

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

غالب:(غا۔لِب)غلبہ کرنے والا۔زبردست۔ (ف۔آ)

آبتاؤں تجھ کو رمزِ آیۂ اِنَّ الْمُلُوْك
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

غالب: (غا۔لِب)سبقت لے جانے والا۔شرف لے نے جانے والا۔ (ف۔آ)

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمر جاوداں پیدا!

(تخلیق۔ض۔ک۔ص۵۶۳)

غائب(غا۔اِب)جو موجود نہ ہو۔جو سامنے نہ ہو۔ (ف۔آ)

تھا جوابِ صاحبِ سینا کہ مسلم ہے اگر
چھوڑ کر غائب کو تو حاضر کا شیدائی نہ بن

(کفر و اسلام۔ب۔د۔ص۲۴۰)

غائب ہونا: (غا۔اِب۔ہُو۔نا)پوشیدہ ہونا۔ روپوش ہونا۔ (ف۔آ)

جو ہرِ انسان عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۴)

غایت:(غا۔یَت)نہایت۔آخر۔انجام۔انتہا۔ (ف۔آ)

خاک تیرے نور سے روشن بصر!
غایتِ آدم خبر ہے یا نظر؟

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

غبار: (غُ۔بَار) ا۔گرد۔ دھول۔خاک۔ ۲۔ عداوت۔بغض۔دشمنی۔بیزاری۔ (ف۔آ)

تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو
آنکھ کھلتے ہی چمک اٹھا شرارِ آرزو

(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۶)

غبار:(غُ۔بَار)تیرگی۔خیرگی۔ (ف۔آ)

نور تیرا چھپ گیا زیرِ نقاب آگہی!
ہے غبارِ دیدۂ بینا حجاب آگہی!

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

غبار آلودہ:(غُبَار۔آ۔لُو۔دَہ)خاک میں لتھڑا ہوا۔ (ف۔ع)

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم اڑنے سے پہلے پرفشاں ہو جا

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۲۷۳)

غبارِ خاطر: (غُبارِ۔خا۔طِر)رنج دل۔ کدورتِ خاطر۔ملال خاطر۔ (ف۔آ)

''شور لیلیٰ کو کہ باز آرائش سودا کند
خاکِ مجنوں راغبارِ خاطرِ صحرا کند''

(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

غبارِ راہ: (غُبارِ۔رَہ)راہ میں اڑنے والی گرد۔ (ف۔ل)

ضو سے اس خورشید کی اختر مرا تابندہ ہے
چاندنی جس کے غبارِ راہ سے شرمندہ ہے

(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

غرب: (غَرب)مغرب۔سورج ڈوبنے کی جگہ۔ (ف۔ع)

کوہِ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق وغرب
تیغِ ہلال کی طرح عیش نیام سے گذر!

(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

غربا: (غُر۔با)غریب۔مسکین۔مفلس۔نادار۔ (ف۔آ)

امراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملّتِ بیضا غربا کے دم سے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

غربت: (غُر۔بَت)مسافرت۔مسافری۔سفر۔ سیاحت۔ (ف۔آ)

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا

(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

غربی: (غَر۔بی)منسوب بہ غرب۔ (ف۔آ)

درویش خدا مست، نہ شرقی، نہ غربی
گھر میرا نہ دلّی، نہ صفاہاں، نہ سمرقند!

(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

غرض: (غَرَض)نیّت۔ارادہ۔مراد۔منشا۔(ف۔آ)

غرض نشاط ہے کس کو شرابِ ناب سے جن کی
حلال چیز کو گویا حرام کرتے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

غرض: (غَرَض)مقصد۔مطلب۔حاجت۔مقصود۔ (ف۔آ)

مگر غرض جو حصولِ رضائے حاکم ہو
خطاب ملتا ہے منصب پرست وقوم فروش

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۹)

غرض: (غَرَض)الغرض۔الحاصل۔القصہ۔پس۔ (ف۔آ)

لائے غرض کہ مالِ رسولِ امیںؐ کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

غرض مند: (غَرَض۔مَند)حاجتمند۔خواہشمند۔ خواہاں۔ (ف۔آ)

اس دیرِ کہن میں ہیں غرض مند پُجاری
رنجیدہ بتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدایاد!

(دوزخی کی مناجات۔ا۔ح۔ص۶۶۶)

غرق: (غَرَق)ڈوب مرنا۔ (ف۔آ)

کیا دبدۂ نادر، کیا شوکتِ تیموری
ہو جاتے ہیں سب دفتر غرقِ مئے ناب آخر!
(غزل ۲۹۔ب۔ج۔ص ۳۴۴)

غرقاب: (غَرْ۔قَابْ) پانی میں ڈوبا ہوا۔ پانی میں سمایا ہوا۔ (ف۔آ)

ٹوٹ کر خورشید کی کشتی ہوئی غرقابِ نیل
ایک ٹکڑا تیرتا پھرتا ہے روئے آبِ نیل
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص ۵۳)

غروب: (غُ۔رُوبْ) سورج کا چھپنا۔ (ف۔آ)

وہ سکوتِ شام صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیل!
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۵۸)

غرور (غُ۔رُورْ) گھمنڈ۔ مغرور۔ (ف۔ع)

ذرای چیز ہے اس پر غرور کیا کہنا
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور! کیا کہنا
(ایک پہاڑ۔ب۔د۔ص ۳۱)

غرہ: (غُرْ۔رَہ) چاندرات۔ اوّل روز کا چاند جیسے غُرّہ محرم یا شوال۔ پہلی تاریخ۔ (ف۔آ)

غُرّہ شوال! اے نورِ نگاہِ روزدار!
آ! کہ تھے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار
(غرّہ شوال۔ب۔د۔ص ۱۸۱)

غریب: (غَ۔رِیبْ) مسکین۔ عاجز۔ بے کس۔ (ف۔آ)

جو بات مجھ میں ہے تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں، جانور غریب کہاں!
(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص ۳۱)

غریب: (غَ۔رِیبْ) نادر۔ عجیب۔ (ف۔آ)

جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب
سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے، شاہی نہیں!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۹۰)

غریب (غَ۔رِیبْ) مسافر۔ پردیسی۔ (ف۔آ)

غریب شہر ہوں میں، سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد
(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔۱۹۔۱۔ح۔ص ۶۸۸)

غریب الدیار: (غَ۔رِیبُ۔دَ۔یَار) مسافر۔ پردیسی۔ (ف۔ل)

اپنے وطن میں ہوں کہ غریب الدیار ہوں
ڈرتا ہوں دیکھ کے اس دشت و در کو میں!
(فلسفہ و مذہب۔ب۔ج۔ص ۴۴۰)

غریب الدیار (غَ۔رِیبُ۔دَ۔یَار) اشارہ ہے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کے اخراج کی طرف یعنی یہ دنیا بنی آدم کا اصلی وطن نہیں ہے بلکہ پردیس میں ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۱۱۳)

قصوروار، غریب الدّیار ہوں، لیکن
ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!
(غزل ۴۔ب۔ج۔ص ۳۰۰)

غزالہ: (غَ۔زَا۔لَہ) ہرن جمع۔ غزالہ، غزالان۔ (ف۔ع)

مری فطرت آئینہ روزگار!
غزالانِ افکار کا مرغزار!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

امید نہ رکھ دولتِ دنیا سے وفا کی
رم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ

(ملا زادہ ضیغم۔۔۔۱۶۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

غزلخواں: (غَزل۔خواں) غزل پڑھنے والا۔ (ف۔ع)

پھر بادِ بہار آئی، اقبالؔ غزلخواں ہو
غنچہ ہے اگر گل ہوا! گل ہے، تو گلستاں ہو

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

غزلخوانی: (غَزل۔خوانی) غزل پڑھنا۔ (ف۔ع)

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تو نے ہی سکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی!

(غزل ۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۱)

غزل سرا: (غَزل۔سَرا) غزل گانے والا۔ (ف۔ع)

وہ نغمہ سردیٔ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سن کے ترا چہرہ تابناک نہیں

(موسیقی۔ض۔ک۔ص۵۹۳)

اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو!

(ابلیس کا فرمان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۰۸)

غسال: (غَسّال) نہلانے والا۔ (ف۔ع)

اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی
آئیں گے غسّال کابل سے، کفن جاپان سے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

غضب: (غ۔ضَب) نہایت بری بات۔ ازحد نا مناسب بات۔ (ف۔آ)

بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

غضب کی: (غ۔ضَب۔کی) قابلِ تعریف۔ بیان سے باہر۔ (ف۔آ)

مجھے پھونکا ہے سوزِ قطرۂ اشکِ محبت نے
غضب کی آگ تھی پانی کے چھونے سے شرارے میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

غضبناک: (غ۔ضَب۔ناک) غصّے میں بھرا ہوا۔ خفا۔برہم۔آشفتہ۔ (ف۔آ)

تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطا بیں، وہ خطا پوش و کریم

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

غضب ہے: (غ۔ضَب۔ہے) ستم ہے۔ (ف۔آ)

غضب ہے پھر تری ننھی سی جان ڈرتی ہے!
تمام رات تری کانپتے گزرتی ہے

(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

غفار: (غَف۔فار) بڑا بخشنے والا۔ بڑا چھپانے والا۔ نام اللہ تعالیٰ۔ (ف۔ع)

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!

(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

غفران: (غُف۔رَان) بخشش۔معافی۔(ف۔ع)

رسالہ الغفران (معافی نامہ) معرّی کی ایک مشہور تصنیف کا نام۔ لزومات اس کے قصائد کا مجموعہ ہے۔ رسالہ الغفران میں شاعر نے جاہلیت کے بعض شعراء کو جنت میں مصروف مکالمات دکھایا ہے۔ جن کو خدا کی طرف سے معافی مل گئی ہے۔ یہ رسالہ شاعر کی طنز نگاری کی بہترین مثال ہے اور بعض لوگوں کی رائے میں ڈانٹے (Dante) نے اپنی غیر فانی کتاب طربیۂ ایزدی اسی کو دیکھ کر لکھی تھی۔ (ش۔ب۔ج۔ص۸۰۳)

یہ خوانِ تروتازہ معرّی نے جو دیکھا
کہنے لگا وہ صاحبِ غفران و لزومات

(ابوالعلامعرّی۔ب۔ج۔ص۴۴۹)

غفلت: (غَف۔لَت) نیند۔خواب۔غنودگی۔ (ف۔آ)

مرا مسند پہ سوجانا بناوٹ تھی، تکلّف تھا
کہ غفلت دور ہے شانِ صف آرایانِ لشکر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۸)

غلاف: (غِلا ف) اوپر چڑھانے کا پردا۔(ف۔ع)

کمالِ جوشِ جنوں میں رہا میں گرم طواف
خدا کا شکر سلامت رہا حرم کا غلاف

(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

غلام کرنا: (غُلام۔کَرْ۔نا) تابع بنانا۔فرمانبردار بنانا۔ (ف۔آ)

ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کن فریبوں سے رام کرتا ہے

(ایک گائے اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

غلامی (غُلا۔می) اطاعت۔فرماں برداری۔ تابع داری۔ (ف۔آ)

ہوئی اسی سے ترے غمکدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

غلامی: (غُ۔لا۔می) آزادی کا نقیض۔قید۔اسیری۔ (ف۔آ)

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

سنا ہے میں نے غلامی سے اُمتوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذتِ نمود میں ہے

(فلسطینی عرب۔ض۔ک۔ص۶۲۲)

غلغلہ: (غُل۔غُلَہ) غل۔شور۔غوغا۔ (ف۔آ)

غلغلوں سے جس کے لذت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر لب ہمیشہ کے لیے خاموش ہے؟

(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

غلغلہ (غُل۔غُلَہ) شہرہ۔دھاک۔ (ف۔آ)

عاقبت منزل ماوادئ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز''

(نصیحت۔ب۔ج۔ص۴۴۲)

غماز: (غَم۔مَاز) آنکھ سے اشارہ کرنے والا۔ چُغل خور۔ (ف۔آ)

بوئے گل لے گئی بیرونِ چمن رازِ چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

غم آلود: (غَم۔آ۔لُود)غم سے لبریز۔قوم کے درد سے پُر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۵)

مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

غم انگیز: (غَم۔اَن۔گیز)غم پیدا کرنے والا۔ (ف۔ل)

آئی آواز غم انگیز ہے افسانہ ترا
اشکِ بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

غم خانہ: (غَم۔خا۔نَہ)غم کا گھر۔ماتم کدہ۔(ف۔ل)

غم خانۂ جہاں میں جو تیری ضیا نہ ہو
اس تفتہ دل کا نخلِ تمنا ہرا نہ ہو

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۴۱)

غم خواری: (غَم۔خوا۔رِی)ا۔غم کھانا۔ ہمدردی۔ دردمندی۔ ۲۔تحمل۔برداشت۔ (ف۔آ)

فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
نمی عفت و غم خواری و کم آزاری

(یورپ اور سوریا۔ب۔د۔ص۶۱۱)

غمدیدہ: (غَم۔دِی۔دَہ)الم کشیدہ۔رنج دیدہ۔دُکھی۔ مصیبت زدہ۔ (ف۔آ)

سر زمیں دتی کی مسجودِ دلِ غمدیدہ ہے
ذرّے ذرّے میں لہو اسلاف کا خوابیدہ ہے

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

غمزدہ: (غَم۔زَ۔دَہ)غم کا مارا ہوا۔(ف۔ع)

نظر اس کی پیامِ عید ہے اہلِ محرم کو
بنا دیتی ہے گوہر غمزدوں کے اشک پیہم کو

(پھولوں کی شہزادی۔ب۔د۔ص۲۴۳)

غمزہ: (غَم۔زَہ)سین مارنا۔اشارہ۔رمز۔کرشمہ(ف۔آ)

تو ضمیرِ آسماں سے ابھی آشنا نہیں ہے
نہیں بے قرار کرتا تجھے غمزۂ ستارہ!

(غزل۔ض۔ک۔ص۴۹۸)

غمکدہ: (غَم۔کدَہ)غم یا مصیبت کا گھر۔(ق۔ل)

قیدی ہوں اور قفس کو چمن جانتا ہوں میں
غربت کے غمکدے کو وطن جانتا ہوں میں

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

غم کھانا: (غَم۔کھا۔نا)ا۔رنج اٹھانا۔ ۲۔فکر کرنا۔ (ف۔آ)

جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے

(خفتگانِ خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۳۸)

غمگسار: (غَم۔گُساز)غمخوار۔ہمدرد۔درمند۔دلی دوست۔ (ف۔آ)

کوئی نہیں غمگسارِ انساں!
کیا تلخ ہے روزگارِ انساں!

(انساں۔ب۔د۔ص۱۲۷)

غمیں: (غَ۔میں)رنجیدہ۔ (ف۔ع)

غمیں نہ ہو کہ بہت دور ہیں ابھی باقی
نئے ستاروں سے خالی نہیں سپہرِ کبود!

(امید۔ض۔ک۔ص۵۲۷)

غنا: (غِنا) دولتمندی۔تونگری۔ (ف۔آ)

ی خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری!

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

غنچہ: (غُن۔چہ) بند کلی۔نِن کھلا پھول۔کلی (ف۔آ)

تغیر آ گیا ایسا تدبّر میں، تخیّل میں
ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی

(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

غنچۂ دلی: (غُن۔چۂ۔اِ۔دِلّی) مرزا غالب مراد ہیں

(م۔ش۔ب۔د۔ص۳۱)

شاہدِ مضموں تصدق ہے ترے انداز پر
خندہ زن ہے غنچۂ دلّی گلِ شیراز پر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

غنی: (غَ۔نی) دولتمند۔امیر۔بے نیاز۔ (ف۔آ)

بندۂ صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے!
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے!

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

غنیم: (غَ۔نیم) ا۔لٹیرا۔غارتگر۔ ۲۔دشمن۔مخالف۔ (ف۔آ)

رعب فغفوری ہو دنیا میں، کہ شانِ قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیمِ موت کی یورش کبھی

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

غنیمت: (غ۔نی۔مَت) قابلِ قدر۔قدر کرنے کے لائق۔بہتر۔ (ف۔آ)

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

غنیمت ہے: (غَ۔نی۔مَت۔ہے) بہتر ہے۔بہر حال خوب ہے۔ (ف۔آ)

چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں!

(ابلیس کی مجلس شوری۔ا۔ح۔ص۶۵۵)

غواص: (غَوّ۔واص) غوطہ خور۔ (ف۔ع)

غوّاصِ محبت کا اللہ نگہباں ہو
ہر قطرۂ دریا میں، دریا کی ہے گہرائی؟

(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غوّاص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے؟

(فلسفہ۔ض۔ک۔ص۵۰۴)

غواص معانی: (غَوّ۔واصِ۔مَ۔عا۔نی) حقیقت کے سمندر میں غوطہ لگانے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۴۳)

اس خاک سے اٹھے ہیں وہ غوّاصِ معانی
جن کے لیے ہر بحرِ پُر آشوب ہے پایاب

(شعاعِ امید۔۳۔ض۔ک۔ص۵۷۱)

غواصی: (غَوّ۔وا۔صی) غوطہ خوری۔ (ف۔ع)

سنائی کے ادب سے میں نے غوّاصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوے لالہ!

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

غوطہ زن (غُو۔طہ۔زَن) غوطہ مارے ہوئے۔ پانی میں ڈوبا ہوا۔ (م۔ل)

غوطہ زن دریائے خاموشی میں ہے موجِ ہوا
ہاں، مگر اک دور سے آتی ہے آوازِ درا

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص ۳۸)

غوغا: (غَو۔غا) شور۔ ہنگامہ۔ (ف۔آ)

مٹ کے غوغا زندگی کا شورشِ محفل بنا
یہ شرارہ بجھ کے آتش خانۂ آزر بنا

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص ۱۱۴)

غیاب (غ۔یا۔ب) پوشیدہ۔ اوجھل۔ مخفی۔ غیب کی جمع۔ (ف۔ل)

اک اضطراب مسلسل غیاب ہو، کہ حضور!
میں خود کہوں تو مری داستاں دراز نہیں

(غزل ۱۵۔ب۔ج۔ص ۳۳۱)

غیاب و جستجو: (غ۔یا۔وٗ۔جُس۔جُو) مراد محبوب کا سامنے نہ ہونا اور اُس کو تلاش کرنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۶۴)

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو! عشق حضور و اضطراب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۶)

غیب: (غَیب) پوشیدگی۔ اوجھل۔ (ف۔ع)

لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے!
اگر ہو زندہ تو دل ناصور رہتا ہے!

(موت۔ض۔ک۔ص ۵۲۶)

غیبت صغریٰ: (غَی۔بَتِ۔صُغ۔رَا) اصطلاح میں غیبت کبریٰ امام دوازدہم یعنی حضرت امام مہدی کے غائب ہونے کو کہتے ہیں۔ غیبتِ صغریٰ اس کے مقابلہ میں کچھ عرصے کے لئے امام کا لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا ہے۔

غیبت صغریٰ شیعہ مذہب کی اصطلاح ہے۔ شیعوں کے عقیدے کے مطابق ان کے بارہویں امام حضرت محمد الملقب بمہدی۔ ۲۶۴ھ مصلحتاً لوگوں کی نظر سے غائب ہو گئے اور بوقت غیبت عثمان بن سعید کو اپنا وکیل مقرر کر گئے۔ ۳۳۰ھ تک کے زمانے کو غیبتِ صغریٰ کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ غیبت صغریٰ کے زمانے میں اگرچہ امام بظاہر نظروں سے غائب ہوتا ہے لیکن وہ اپنے نائبوں کو برابر اپنی تعلیمات سے مستفید کرتا رہتا ہے۔ غیبت کبریٰ میں انقطاع کامل ہو جاتا ہے۔ اصطلاح میں موت کو غیبت صغریٰ کہتے ہیں۔ اقبال نے غیبت صغریٰ سے عارضی طور پر پوشیدہ ہونا مراد لیا ہے۔

(ت۔ا۔ص۔۱۹۳، ش۔ا۔ح۔ص ۱۱۹)

ہوا جو خاک سے پیدا وہ خاک میں مستور
مگر یہ غیبتِ صغریٰ ہے یا فنا؟ کیا ہے؟

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص ۶۶۸)

غیب و حضور: (غَی۔بُو۔ح۔ضُور) یہ مسئلہ کہ خدا غائب ہے یا ہر ذرہ میں اس کا جلوہ ہے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۱۸)

تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
ازل سے اہلِ خرد کا مقام ہے اَعراف!

(غزل۔ب۔ج۔ص ۳۷۰)

غیر: (غَیر) رقیب۔ ایک معشوق کے مختلف عاشق باہم غیر کہلاتے ہیں۔ (ف۔آ)

(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

غیرت:(غَے۔رَت)رشک۔ (ف۔آ)

ہمیشہ سرخوشِ جامِ ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز

(حضورِ رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

غیرت:(غَے۔رَت)شرم۔لاج۔حیا۔ننگ۔

(ف۔آ)

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

غیرت مند:(غَے۔رَت۔مَند)صاحبِ شرم وحیا۔

(ف۔آ)

غریبی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۲)

غیریت:(غَے۔رِیَت)اجنبیت۔بیگانگی۔دوئی۔

(ف۔آ)

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں، نقشِ دوئی مٹا دیں

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

غیور:(غَ۔یُور)غیرت کرنے والا۔از حد رشک کرنے والا۔ (ف۔آ)

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

غیر(غَیر)ا۔جدا۔علیحدہ۔الگ۔ ۲۔دیگر۔دوسرا۔اور

(ف۔آ)

نہیں ہے غیر از نمود کچھ بھی جو مدعا تیری زندگی کا
تو اک نفس میں جہاں سے مٹنا تجھے مثالِ شرار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷۔ب۔د۔ص۱۴۲)

غیر:(غَیر)جز۔سوا۔علاوہ۔ (ف۔آ)

قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا
غیر یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

غیر از:(غَیر۔اَز)ماسوا۔علاوہ ازیں۔بجز اس کے۔

(ف۔ل)

آرزو کے خون سے رنگیں ہے دل کی داستاں
نغمۂ انسانیت کامل نہیں غیر از فغاں

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

غیر اللہ:(غَیر۔اَل۔لاہ)غیر اللہ تصوّف کی اصطلاح میں دنیا کو کہتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔۳۲۶)

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

غیرت:(غَے۔رَت)رشک لے جانا۔ (ف۔آ)

بوند اک خون کی ہے تو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں

فاتح: (فا۔تح) فتح کرنے والا۔ جیتنے والا۔ (ف۔ع)

تو ہے فاتحِ عالمِ خوب وزشت!
تجھے کیا بتاؤں تری سرنوشت!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

فاتح عالم: (فا۔تِ۔حِ۔عا۔لَم) دنیا کو فتح کرنے والی۔ انسانی دلوں پر قبضہ کرنے والی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۵)

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

فاتحہ خوانی (فا۔تحہ۔خوا۔نی) فاتحہ پڑھنا۔ (ف۔ل)

گو سکوں ممکن نہیں عالم میں اختر کے لیے
فاتحہ خوانی کو یہ ٹھہرا ہے دم بھر کے لیے

(گورستان، شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

فارس کے ستارے: (فا۔رَس۔کے۔سِ۔تا۔رے) فارس کے ستاروں سے وہ حکماء اور شعراء مراد ہیں جو مسلمانوں کی حکومت کے زمانہ میں فارس سے یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔

(ش۔ب۔د۔ص۱۳۸)

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے

(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

فارغ: (فا۔رِغ) بے کام۔ (ف۔ع)

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک، یا دامنِ یزداں چاک!

(غزل۱۸۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

فارغ ہونا: (فا۔رِغ۔ہُو۔نا) آزاد ہونا۔ چھٹکارا پانا۔ (ف۔ع)

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی؟
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

(ملا زادہ ضیغم۔۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

فاسد: (فا۔سِد) خراب۔ ناقص۔ بگڑا ہوا (ف۔آ)

اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لیے تعلیم مثلِ نیشتر

(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

فاش: (فاش) ظاہر۔ آشکارا۔ (ف۔ع)

مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش!

(مدرسہ۔ض۔ک۔ص۵۴۵)

فاش تر: (فاش۔تَر) زیادہ ظاہر۔ نمایاں۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۹)

کبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
مقام اپنی خودی کا فاش تر کر!

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۵)

فاش کرنا: (فاش۔کَرْ۔نا) ظاہر کرنا۔کھولنا۔

(ف۔آ)

تو نے یہ کیا غضب کیا! مجھ کو ہی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!

(غزل ۱۔ب۔ج۔ص ۲۹۷)

فاش گوئی: (فاش۔گُو۔اِی) صاف بات کہنا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۸۶۱)

منم کہ توبہ نہ کردم زفاش گوئی ہا
زبیم ایں کہ بسلطاں کنند غمازی

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۸۶)

فاضل: (فا۔ضِل) صاحب فضل۔(ف۔ع)

تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج
عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان!

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص ۶۳۱)

فاطر: (فا۔طِر) پیدا کرنے والا۔خالق (ف۔ع)

عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئیں ہوا کا فرتو ملے حور و قصور

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۲)

فاقہ کش: (فا۔قَہ۔کَش) بھوکا رہنے والا۔

(ف۔آ)

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا!
روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو!

(ابلیس کا فرمان۔۔۔ض۔ک۔ص ۶۰۷)

فال: (فال) شگون۔پیشین گوئی۔(ف۔ع)

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

(جہاد۔ض۔ک۔ص ۴۹۰)

فام: (فام) رنگ۔لَون۔ (ف۔آ)

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۴۹)

فانوس (فا۔نُوس) وہ چراغدان جو پنجرے کی شکل کا باریک کپڑے یا کاغذ سے منڈھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک قسم کی بڑی قندیل۔ (ف۔آ)

دستِ قدرت نے اسے کیا جانے کیوں عریاں کیا!
تجھ کو خاکِ تیرہ کے فانوس میں پنہاں کیا

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص ۹۳)

فانی: (فا۔نِی) فنا ہونے والا۔مٹنے والا۔(ف۔آ)

تیرے بھی صنم خانے، میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی، دونوں کے صنم فانی!

(غزل ۱۵۔ب۔ج۔ص ۳۱۱)

فتادگی: (فُ۔تا۔دَ۔گی) عاجزی۔(ف۔ع)

کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
فتادگی و سرافگندگی تری معراج

(امتحان۔ض۔ک۔ص ۵۴۴)

فتح: (فَتح) نصرت۔جیت۔فتحہ۔ (ف۔آ)

یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

(مسلم۔ب۔د۔ص ۱۹۶)

فتح باب: (فَتْ۔حِ۔بَابْ) دروازہ کھولنا۔ (ف۔ع)

یہی دینِ محکم، یہی فتحِ باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب!

(پنجاب کے دہقان سے۔ب۔ج۔ص۴۴۴)

فتراک: (فِتْ۔رَاک) شکار بند جو زین میں لگا ہو۔ (ف۔ع)

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
'کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را'

(نظم ا۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

فتنہ: (فِتْ۔نَہ) نہایت شوخ۔شریر۔آفت کا پرکالہ۔قیامت کا۔غضب کا۔ (م۔ل)

اثر یہ بھی ہے اک میرے جنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینۂ دل ہے قضا کے رازدانوں میں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۰)

فتنہ: (فِتْ۔نَہ) فساد۔ہنگامہ۔فتور۔ (ف۔آ)

جانتا ہے جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے

(ابلیس کی مجلس۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۴)

فتنہ تراش: (فِتْ۔نَہ۔تَراش) فتنہ کھڑا کرنے والا۔یا جوڑ توڑ کی سیاست کرنے والا۔ (ف۔آ)

ہزار شکر، طبیعت ہے ریزہ کار مری
ہزار شکر، نہیں ہے دماغ فتنہ تراش

(ایک خط کے جواب میں۔ب۔د۔ص۲۳۹)

فتنہ خیز: (فِتْ۔نَہ۔خیز) فتنہ پیدا کرنے والا۔ (ف۔ل)

حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا "وقد کنتم بہ تستعجلون"

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

فتنہ گر: (فِتْ۔نَہ۔گر) فتنہ برپا کرنے والا۔ مُہادی۔شورش اٹھانے والا۔ (م۔ل)

عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک مرا

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

فتوحات: (فُ۔تُو۔حَاتْ) فتوح کی جمع اور فتح کی جمع الجمع۔ (ف۔آ)

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات!

(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

فتویٰ: (فَتْ۔وَا) فقہا کا وہ شرعی حکم جو کسی بات کے جواز یا عدم جواز میں بہ نسبت مواہیر دیا جائے۔مفتی کا حکم۔ (ف۔آ)

"ذمّی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام
فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

فخر: (فَخْر) وہ چیز یا وہ بات جس پر ناز کریں۔ ہنر جواہر۔ (ف۔آ)

دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے؟
تجھ میں پنہاں کوئی موتی آبدار ایسا بھی ہے؟

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

فدا: (فِ۔دَا) قربان۔ (ف۔ع)

وہ خموشی شام کی جس پر تکلّم ہو فدا
وہ درختوں پر تفکّر کا سماں چھایا ہوا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

فدا ہونا (فِ۔دَا۔ہُو۔نَا) (۱) قربان ہونا۔ صدقہ ہونا۔ (۲) جاں نثار ہونا۔ (ف۔آ)

وجود افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملّت پہ، یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

فر: (فَر) دبدبہ۔ (ف۔ع)

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

(جہاد۔ض۔ک۔ص۴۹۰)

فراخی: (ف۔رَا۔خی) کشادگی۔ (ف۔ع)

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا
وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

فراز (فَ۔رَاز) کھلا ہوا۔ پھیلا ہوا۔ کشادہ۔ بلند۔ (ل۔ک)

آتی ہے ندی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

فراز و نشیب (فَرا۔زُو۔نَ۔شِیب) بلندی اور پستی۔ (ف۔ع)

جہاں خودی کا بھی ہے صاحبِ فراز و نشیب
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب!

(خوب و زشت۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

فراست: (فِرَا۔سَت) عقلمندی۔ تیز فہمی۔ (ف۔آ)

گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار

(ابلیس کی مجلسِ شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۲)

فراست: (فِرَا۔سَت) ذہانت۔ دانائی۔ (ف۔آ)

تقدیرِ امم کیا ہے؟ کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارا''

(بڈھے بلوچ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۸)

فراست: (فِرَا۔سَت) بصیرت (آ۔ک۔ا۔ص۸۵۹)

ملّا کی نظر نورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانۂ صوفی کی مئے ناب!

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۷)

فراغ: (فَ۔رَاغ) آرام۔ (ف۔ع)

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ!

(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۰۸)

فراغ: (فَ۔رَاغ) فرصت۔ مہلت۔ (ف۔آ)

میسّر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حُر کے لیے جہاں میں فراغ!

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۴۷)

فراغت:(فَرا۔غَت)اطمینان۔بےفکری(ف۔ع)

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
(تعلیم اوراس کے نتائج۔ب۔د۔ص۲۰۹)

فراغت:(فَرا۔غَت)آرام۔چین آسودگی(ف۔آ)

نہیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
کہ جہاں عجب جہاں ہے! نہ قفس، نہ آشیانہ!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

فراغت:(فَرا۔غَت)کسی کام سے فرصت پانا۔
فرصت۔مہلت۔ نجات۔رہائی۔ (ف۔آ)

فراغت دے اسے کارِ جہاں سے
کہ چھوٹے ہر نفس کے امتحاں سے
(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۱)

فراق:(فِرَاق)جدائی۔ہجر۔مفارقت۔علیحدگی۔
(ف۔آ)

گرمیٔ آرزوفراق! شورش ہائے وہُو فراق!
موج کی جستجو فراق! قطرہ کی آبرو فراق!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

فراق:(فِرَاق)عشق۔محبت۔ (ف۔آ)

بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسولؐ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام
(جنگ یرموک۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

فراموش:(فَ۔رَا۔مُوْرش)بھولا ہوا۔یاد سے اترا ہوا۔ (ف۔آ)

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں؟
فکرِ فردا نہ کروں، محوِ غمِ دوش رہوں
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

فراموش کرنا (ف۔رَا۔مُوْرش۔کَرْنا)بھولنا۔ خیال نہ رکھنا۔ (ف۔آ)

پھر ہم کو اسی سینۂ روشن میں چھپا لے
اے مہرِ جہاں تاب نہ کر ہم کو فراموش
(شعاع امید۲۔ض۔ک۔ص۵۷۰)

فراموشی:(فَ۔رَا۔مُو۔شی)بھول۔چوک۔خطا۔
(ف۔آ)

زندگانی جس کو کہتے ہیں فراموشی ہے یہ
خواب ہے،غفلت ہے،سرمستی ہے،بیہوشی ہے یہ
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔۔ص۹۳)

فرانسیس: (فَرَن۔سِیس)فرانس کے باشندے۔ فرنچ۔ (ف۔آ)

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب
جس سے دگرگوں ہوا مغربیوں کا جہاں
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔۔ص۳۹۱)

فراواں:(فِ۔رَا۔وَاں)کثیر۔زیادہ۔(ف۔آ)

یہ عیش فراواں، یہ حکومت ، یہ تجارت
دل سینۂ بے نور میں محرومِ تسلّی!
(یورپ اور یہود۔ض۔ک۔۔ص۶۰۱)

فراوانی:(ف۔رَا۔وَا۔نی)زیادتی۔کثرت۔

اخوت کی جہانگیری، محبت کی فروانی!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

فرائض: (ف۔رَا۔اِض) فریضہ کی جمع۔ وہ کام جن کا ذکر کرنا ضروری ہو۔ (ف۔آ)

وہ فرائض کا تسلسل نام ہے جس کا ثبات
جلوہ گاہیں اس کی ہیں لاکھوں جہانِ بے ثبات
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔۔ص۲۳۶)

فربہ: (فَر۔بَہ) موٹا۔ (ف۔ع)

جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب!
دل نزع کی حالت میں جز و پختہ و چالاک!
(ابلیس کی۔۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۵۴)

فرجام: (فَر۔جام) انجام۔ انتہا۔ (ف۔ع)

ہو مبارک اس شہنشاہ تکو فرجام کو
جس کی قربانی سے اسرارِ ملوکیت ہیں فاش
(معزولِ شہنشاہ۔ا۔ح۔ص۲۶۵)

فرد: (فَرد) زوج کا برعکس۔ واحد۔ ایک۔ طاق (ف۔آ)

تلوار کا دھنی تھا، شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں، جوشِ محبت میں فرد تھا
(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

فرد: (فَرد) اکیلا آدمی۔ (ف۔ع)

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

فردا: (فَر۔دَا) روزِ قیامت۔ (ف۔آ)

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

فردا: (فَر۔دَا) کل۔ روز۔ آئندہ۔ دوسرا روز۔ (ف۔آ)

سامنے رکھتا ہوں اس دورِ نشاط افزا کو میں
دیکھتا ہوں دوش کے آئینے میں فردا کو میں
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

فردوس: (فِر۔دَوس) باغ۔ گلزار۔ گلشن۔ بوستاں (ف۔آ)

تیرے فردوسِ تخیل سے ہے قدرت کی بہار
تیری کشتِ فکر سے اُگتے ہیں عالم سبزہ وار
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

فردوس (فِر۔دَوس) بہشت۔ جنت۔ (ف۔آ)

جچتے نہیں بخشتے ہوئے فردوس نظر میں
جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!
(روحِ ارضی۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

فرزانہ: (فَر۔زَا۔نَہ) عالم۔ حکیم۔ ہنرمند۔ لائق۔ (ف۔آ)

شوق بے پروا گیا، فکرِ فلک پیما گیا
تیری محفل میں نہ دیوانے، نہ فرزانے رہے
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

فرزانہ: (فَر۔زَا۔نَہ) دانا۔ عقلمند۔ (ف۔آ)

اے رہروِ فرزانہ! بے جذبِ مسلمانی
نے راہِ عمل پیدا، نے شاخِ یقیں نمناک!

(غزل ۱۸۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

فرزند:(فَر۔زَند)اولاد خواہ ذکور ہو خواہ اُناث۔

(ف۔آ)

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملّتِ بیضا پہ ہے نثار

(صدیقؓ ب۔د۔ص۲۲۴)

فرزند:(فَر۔زَند)بیٹا۔پسر۔لڑکا۔ (ف۔آ)

رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان!
تو بھی اے فرزندِ کہستاں! اپنی خودی پہچان!

(محراب گل۔۔۔۵ض۔ک۔ص۶۳۰)

فرزندی:(فَر۔زَن۔دِی)آداب فرزندی مراد ہے بیٹا ہونے کے طور طریقے، اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جب حضرت ابراہیم نے اپنے خواب میں حضرت اسمٰعیل کو قربان کرنے کا ذکر کیا تو حضرت اسمٰعیل نے فوراً خواب کو پورا کرنے کی خاطر اپنا آپ پیش کر دیا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۸)

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی؟

(غزل ۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

فرزندی:(فَر۔زَن۔دِی)بیٹا ہونا۔ (ف۔ع)

''جائے کہ بزرگ بایدت بود
فرزندئی من ندارت سود''

(جاوید سے ۲۔ض۔ک۔ص۵۵۰)

فرزیں:(فَر۔زِین)وزیر۔مہرۂ شطرنج(ف۔ع)

اس کھیل میں تعیّنِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ
بیچارہ پیادہ تو ہے اک مہرۂ ناچیز
فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ!

(سیاست۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

فرس:(فَرَس)گھوڑا۔اسپ۔ (ف۔آ)

کیوں ہراساں ہے صَہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بُجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

فرسا:(فَ۔رَ۔سَا)فارسی مصدر فرسودن کا اسم فاعل بمعنی تباہ کرنے والا۔(مرکبات میں، جیسے روح فرسا)(ف۔ل)

ہم نشیں تاروں کا ہے تو رفعتِ پرواز سے
اے زمیں فرسا قدم تیرا فلک پیما بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

فرسنگ:(فَر۔سَنگ)تین میل۔ (ف۔آ)

ولے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۸)

فرسود(فَر۔سُوْد)بہت پرانا۔پھٹا ہوا۔ (ف۔ع)

می طپد صد جلوہ در جانِ امل فرسودہ من
بر نمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

فرسودہ:(فَر۔سُو۔دَہ)گھسا ہوا۔بے جان(ف۔آ)

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بار آور تری
فرسودہ ہے پھندا ترا، زیرک ہے مرغ تیز تر

(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

فرسودہ:(فَر۔سُو۔دَہ)نہایت پرانا۔بوسیدہ۔(ف۔آ)

اندیشہ ہوا شوخیِ افکار پہ مجبور
فرسودہ طریقوں سے زمانہ ہوا بیزار

(اشتراکیت۔ض۔ک۔ص۵۹۸)

فرشتہ(فِر۔شِ۔تَہ)ملک۔ وہ مقدس مخلوق جس کی پیدائش نور سے ہے اور جس کی خوراک صرف عبادتِ الٰہی ہے۔ (ق۔ل)

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا!
عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

فرشتے:(فَ۔رِش۔تے)فرشتہ کی جمع۔ملائک۔ (ف۔آ)

فرشتے سکھاتے تھے شبنم کو رونا
ہنسی گل کو پہلے پہل آ رہی تھی

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

فرصت:(فُر۔صَت)زمانے کی موافقت و سازگاری۔ (ف۔آ)

ستارہ صبح کا روتا تھا اور یہ کہتا تھا
ملی نگاہ، مگر فرصتِ نظر نہ ملی

(اخترِ صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

فرصت:(فُر۔صَت)مہلت۔چھٹکارا۔(ف۔آ)

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

فرصت پانا:(فُر۔صَت۔پا۔نا)فارغ ہونا۔ مہلت پانا۔ (ف۔آ)

پا چکا فرصت درودِ فصلِ انجم سے سپہر
کشتِ خاور میں ہوا ہے آفتاب آئینہ کار

(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

فرض(فَر۔رض)جواب دہی۔ذمہ داری۔ (ف۔آ)

فرمایا شکایت وہ محبت کے سبب تھی
تھا فرض مرا راہ شریعت کی دکھانی

(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

فرض:(فَر۔رِض)ضروری اور لازمی امر واجب۔ مانا ہوا۔ (ف۔آ)

غرض ہے پیکارِ زندگی سے کمال پائے ہلال تیرا
جہاں کا فرضِ قدیم ہے تو، ادا مثالِ نماز ہو جا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

فرط:(فَر۔رط)زیادتی۔غلبہ۔ (ف۔آ)

ہائے کیا فرطِ طرب میں جھومتا جاتا ہے ابر
فیلِ بے زنجیر کی صورت اُڑا جاتا ہے ابر

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

فرقان:(فُر۔قان)قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے،حوالہ یہ ہے۔۳/۴۔ترجمہ:''حق و باطل میں تمیز دینے والی چیز کو نازل کیا''۔ فرقان کے لغوی معنی ہیں وہ چیز جو فرق کرے یعنی حق اور باطل کے درمیان حد امتیاز قائم کرے۔ (ف۔آ)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰا

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

فرقت:(فُر۔قَت)جدائی۔ہجر۔ (ف۔آ)

زحمتِ تنگیٔ دریا سے گریزاں ہوں میں
وسعتِ بحر کی فرقت میں پریشاں ہوں میں

(موجِ دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

فرقہ:(فِر۔قَہ)قوم۔گروہ۔جماعت۔ (ف۔آ)

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو

(تصویردرد۔ب۔د۔ص۴۷)

فرقہ بندی:(فِر۔قَہ۔بَندی)جماعت بنانا۔کسی گروہ کی تنظیم۔ (ف۔آ)

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

فرمان:(فَر۔مان)حکم۔مطلق۔ (ف۔آ)

اپنے پروانوں کو پھر ذوقِ خود افروزی دے
برق دیرینہ کو فرمانِ جگر سوزی دے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

فرمانا:(فَر۔مَا۔نا)حکم دینا۔ارشاد کرنا۔ (ف۔آ)

مجھ سے فرمایا کہ لے اور شہنشاہی کر
حسنِ تدبیر سے دے آنی و فانی کو ثبات

(سراکبرحیدری۔۔۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

فرماں روا: (فَر۔مان۔رَ۔وَا)حکمراں۔حاکم۔ بادشاہ۔ (ف۔آ)

بندۂ مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بیباک ہے

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

فرمودہ:(فَر۔مُو۔دَہ)فرمایاہوا۔ (ف۔ع)

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیٔ پیغام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

فرنگ:(فَر۔نگ)یورپ۔فرنگستان۔ممالکِ مغربی (اصل میں فرینک Frank)سے فرنگ ہوا۔(ف۔آ)

پیرِ مغاں فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو تو خانہ ساز دے

(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

فرنگ(فَرِنگ)عیسائی۔انگریز۔ (ف۔آ)

خود بخود گرنے کو ہے پکّے ہوئے پھل کی طرح
دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ!

(یورپ۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

فرنگستان:(فَر۔نگ۔گِس۔تان)یورپ(ف۔ع)

لے رہا ہے مے فروشانِ فرنگستاں سے پارس
وہ مئے سرکش حرارت جس کی ہے مینا گداز

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۴)

فرنگی:(فَر۔نگ۔گی)یورپین۔یورپی۔(ف۔ع)

علاج آتشِ رومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں!

(غزل۳۔ب۔د۔ص۳۲۰)

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!

(ابلیس کا فرمان۔۔۔ب۔د۔ص۶۰۸)

فرو:(فُرُو)کم۔ (ف۔ع)

سر شکِ دیدہ نادر بہ داغ لالہ فشاں!
چناں کہ آتشِ اُورادگر فرونہ نشاں!

(نادرشاہ افغان۔ب۔ج۔ص۴۴۵)

فروخواند(فُرُو۔خواند)پڑھڈالنا(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۴۳)

زمانہ باامِ ایشیا کردو کند
کسے نہ بود کہ ایں داستاں فروخواند

(اعلیحضرت نواب۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۱)

فروز:(ف۔رُو۔رز)افروز کا مخفف۔ فارسی مصدر افروختن (جلانا۔ روشن کرنا) کا اسم فاعل بمعنی روشن کرنے والا(مرکبات میں مستعمل ہے)۔ (ف۔ل)

آہ سیمابِ پریشاں، انجمِ گردوں فروز
شوخ یہ چنگاریاں، ممنونِ شب ہے جن کا سوز

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

فروزاں(فُرُو۔زاں)روشن۔ (ف۔ع)

زندگی کی رہ میں سرگرداں ہے تو، حیراں ہوں میں
تو فروزاں محفلِ ہستی میں ہے، سوزاں ہوں میں

(چاند۔ب۔د۔ص۷۹)

فروزاں:(فُرُو۔زاں)سوزاں۔ (ف۔ع)

فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس
مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

فروش:(فُرُو۔رش)فروخت کرنے والا۔ بیچنے والا۔ (ق۔ل)

کچھ عار اسے حسن فروشوں سے نہیں ہے
عادت یہ ہمارے شعرا کی ہے پرانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

فروشی:(ف۔رُو۔شی)بیچنا۔ (ف۔ل)

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسنا کی

(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

فروغ:(فَرُو۔رغ)روشنی۔درخشندگی۔نور۔شعاع۔ (ف۔ع)

وہ میکش ہوں فروغِ مے سے خود گلزار بن جاؤں
ہوائے گل فراقِ ساقیِ نامہرباں تک ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

فروغ جاوداں:(فَرُو۔غِ۔جا۔وِ۔داں)ہمیشہ ہمیشہ کی روشنی جو کبھی ختم نہ ہو۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۶۸)

زندگہ کی قوتِ پنہاں کو کردے آشکار
تا یہ چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

فروفال:(ف۔رُو۔فال)شان وشوکت اور اقبال مندی۔ (م۔ب۔ج۔ص۲۸۲)

فروفالِ محمود سے در گذر
خودی کو نگہ رکھ ایازی نہ کر

(ساقی نامہ۔ب۔د۔ص۴۲۰)

فرومایہ:(فرُو۔مَا۔یَہ)کمینہ۔اوچھا۔(ف۔ع)

تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ
تر اگناہ کہ نخیل بلند کا ہے گناہ!

(غزل ۲۳۔ب۔د۔ص ۳۳۸)

فریاد:(فَر۔یاذ)مظلوموں کی آہ وزاری۔(ف۔آ)

غریب شہر ہوں میں، سُن تو لے مری فریاد
کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد

(غزل ۱۹۔ب۔د۔ص ۶۸۸)

فریاد:(فَر۔یاذ)عمل واسطے مدد مانگنے کے(ک۔ل)

گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے
دُکھے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے

(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص ۳۸)

فریب:(فَ۔ریب)دھوکا۔دغا۔ (ف۔آ)

اے شمع! انتہائے فریب خیال دیکھ
مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ

(شمع۔ب۔د۔ص ۴۶)

فریب خوردہ:(فَ۔ریب۔خُر۔دَہ)فریب کھایا ہوا۔ (ف۔ع)

فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ
زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل!

(غزل ۴۲۔ب۔ج۔ص ۳۵۵)

فریب گوش:(فَ۔ریب۔گُوش)کانوں کے لئے دھوکا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۳۹۳)

یہ سرودِ قمری و بلبل فریب گوش ہے
باطنِ ہنگامہ آبادِ چمن خاموش ہے

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۷۸)

فریبی:(فَ۔ریے۔بی)دغاباز۔مکار۔(ف۔ع)

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۸۷)

فریفتہ(فَ۔ریف۔تَہ)مفتون۔عاشق۔دل دادہ۔ (ف۔ع)

مجھے فریفتۂ ساقیٔ جمیل نہ کر
بیانِ حور نہ کر، ذکرِ سلسبیل نہ کر

(عشرتِ امروز۔ب۔د۔ص ۱۲۵)

فزا:(فزا)افزا کا مخفف۔فارسی مصدر افزودن(بڑھانا) کا اسم فاعل بمعنی بڑھانے والا۔مرکبات میں مستعمل ہے۔ (ف۔ل)

کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی
منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی

(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص ۹۵)

فزوں:(فُزوں)مخفف افزوں۔زیادہ۔بڑھا ہوا۔ افزود۔ (ف۔آ)

فزوں ہے سود سے سرمایۂ حیات ترا
مرے نصیب میں ہے کاوشِ زیاں، پھر کیا؟

(میں اور تو۔ب۔د۔ص ۲۲۰)

فزوں تر:(فُزوں۔تَر)بڑھ کر۔زیادہ۔(ف۔آ)

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیّل سے فزوں تر ہے وہ نظّارا

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص ۱۸۰)

فساد:(فَساذ)تباہی۔بگاڑ۔ (ف۔ع)

تمیز بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

فساد:(فَسَاد)خلفشار۔سرکشی۔ (ف۔آ)

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف!

(مغربی تہذیب۔ض۔ک۔ص۵۳۳)

فساں:(فَسَان)دھار تیز کرنے کا پتھر۔(ف۔ع)

خودی کا سرِّ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
خودی ہے تیغ، فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

(لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ض۔ک۔ص۴۷۷)

فسانہ:(ف۔سَانَہ)ماجرا۔سرگزشت۔حال۔احوال۔

(ف۔آ)

کہہ ہم سے بھی اس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبت کا ترانہ

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

فسردہ:(ف۔سُرْ۔دَہ)افسردہ۔مرجھایا ہوا۔غمگین۔
اداس۔ (ف۔ل)

شگفتہ کرنہ سکے گی کبھی بہار اسے
فسردہ رکھتا تھا گلچیں کا انتظار اسے

(پھول کا تحفہ۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۸)

فسوں:(ف۔سُوں)منتر۔جادو۔سحر۔ (ف۔آ)

کہیں ذکر رہتا ہے اقبالؔ تیرا
فسوں تھا کوئی تیری گفتار کیا تھی

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

ترا بحر پُرسکوں ہے! یہ سکوں ہے یا فسوں ہے؟
نہ نہنگ ہے، نہ طوفاں، نہ خرابیِ کنارہ!

(غزل۔ض۔ک۔ص۴۹۸)

فسوں کاری:(فُسُوں۔کَارِی)جادوگری۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۳۸۹)

تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدّن کی بنا سرمایہ داری ہو

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

فسوں گر:(ف۔سُوں۔گَر)جادوگر۔سحرکار۔

(م۔ل)

دنیا میں محاسب ہے تہذیب فسوں گر کا
ہے اس کی فقیری میں سرمایۂ سلطانی!

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۴۰)

فشار:(فِشَار)دبانا۔دباؤ ڈالنا۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۳۶۴)

مقامِ بست و شکست و فشار سوز و کشید
میانِ قطرۂ نیساں و آتشِ علمی!

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

فشاں:(فِشَاں)جھاڑنے والا۔ (ف۔ع)

سہانی نمودِ صبح کی گھڑی تھی
تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

فصد:(فَصْد)رگ سے خون لینا۔رگ زنی۔(ف۔آ)

طشتِ گردوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب
نشترِ قدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب؟

(ماہ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

فصل:(فَصْل)پیداوار۔اناج۔ (ف۔آ)

پا چکا فرصت درودِ فصلِ انجم سے سپہر

کشتِ خاور میں ہوا ہے آفتاب آئینہ کار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

فصل:(فَصل)موسم۔رُت۔ (ف۔آ)

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے
(پیوستہ رہ شجر۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۸)

فصلِ بہار:(فَص۔لِ۔بَہار)موسم گل۔بسنت رت۔ (ف۔آ)

خزاں میں مجکو رلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سوگوار ہوں میں
(عید پر شعر لکھنے۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

فصل خزاں:(فَص۔لِ۔خزاں)پت جھڑ کا موسم۔ (م۔ل)

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیب گل زرِ کامل عیار سے
(پیوستہ رہ شجر۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۸)

فصل گل:(فَص۔لِ۔گُل)موسم گل۔فصلِ بہار۔ (ف۔آ)

پلا دے مجھے وہ مئے پردہ سوز
کہ آتی نہیں فصلِ گل روز روز!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

فصیل:(ف۔صِیل)شہر پناہ۔شہر کی چاردیواری۔ (ف۔آ)

اے ہمالہ اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں!
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۱)

فضا:(فَضا)وسعت زمین۔فراخی۔کشادگی۔(ف۔آ)

بنیاد ہے کاشانۂ عالم کی ہوا پر!
فریاد کی تصویر ہے قرطاسِ فضا پر!
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

فضا:(فَضا)بہار۔رونق۔کیفیت۔دلچسپی۔(ف۔آ)

اے رہینِ خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگِ رحیل
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

فطرت:(فِط۔رَت)نیچر۔قدرت۔ (ف۔آ)

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۱۷)

فطرت(فِط۔رَت)آفرینش۔خلقی عادت۔ پیدائشی خصلت۔ (م۔ل)

جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رم سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے غم سے
(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

فطرت:(فِطرَت)خمیر۔ذات۔(ف۔آ)

زندگی محبوب ایسی دیدۂ قدرت میں ہے
ذوقِ حفظِ زندگی ہر چیز کی فطرت میں ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

فطرت:(فِط۔رَت)کائنات(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۸)

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا

غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا!
(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۴)

فغاں: (فُ۔غاں) شور۔غوغا۔آہ وزاری۔(ف۔آ)

اڑالی قمریوں نے، طوطیوں نے، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۸)

فغفور: (فَغ۔فُور) شاہانِ چین کا لقب۔چینی ترکستان کے بادشاہ اس لقب سے مشہور تھے (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۱۱)

تختِ فغفور بھی ان کا تھا، سریر کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیّت ہے بھی؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

فغفوری: (فَغ۔فُو۔ری) مراد سلطانی دبدبہ۔ (فغفور: قدیم یمن کے بادشاہوں کا لقب۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۹۵)

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقین سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!
(غزل۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۱)

فقر: (فَقر) درویشی۔فقیری۔ضرورت سے زیادہ کی خواہش نہ رکھنے کو فقر کہتے ہیں جو قناعت سے بڑھ کر ہے۔ (ف۔آ)

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ
(غزل۵۹۔ب۔ج۔ص۳۶۹)

فقر: (فَقر) فقر کی دو قسمیں ہیں۔ایک فقر کافرانہ ہے اور دوسری قسم مومنانہ ہے یعنی فقر وہ صفت ہے جو کافر میں بھی پائی جاتی ہے اور مومن میں بھی لیکن دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔(۱) کافر کا فقر اسے جنگل میں خلوت کی زندگی بسر کرنے پر مائل کرتا ہے۔(۲) مومن کا فقر اسے میدان جہاد میں سرفروشی کی ترغیب دیتا ہے۔یعنی ایک فقر وہ ہے جو انسان میں غیر کا مادہ پیدا کر دیتا ہے اور اس غیرت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ غیر اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتا۔(فقرِ غیور اسلام کا ہی دوسرا نام ہے)۔

دوسرا فقر وہ ہے جو انسان کو غلامی کا سبق پڑھاتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ غیر اللہ کے سامنے دست سوال دراز کر دیتا ہے۔ (ش۔ا۔ح۔۱۶۷-۱۶۸)

غریبی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری
حذر اس فقر و درویشی سے جس نے
مسلماں کو سکھا دی سربزیری
(رباعی۲۔ا۔ح۔ص۶۷۱)

فقر: (فَقر) فقر اقبال کی اصطلاح بھی ہے۔فقر کے تیسرے معنی اقبال نے روح اسلام کے لئے ہیں اور یہی وہ جوہر ہے جس کی بدولت خودی مرتبۂ کمال تک پہنچتی ہے۔ (ش۔ض۔ک۔ص۶۵)

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے،
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
(سلطانی۔ض۔ک۔ص۴۹۳)

یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے
رہی نہ دولتِ سلمانی و سلیمانی!
(فقر و راہبی۔ض۔ک۔ص۵۱۳)

فقر و غنا: (فَق۔رُو۔غِنا) غریبی اور امیری۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۸)

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص ۲۵۲)

فقر غیور: (فَقرِ۔غَیُور) وہ فقر جس میں بڑی غیرت ہو مراد اسلام۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۶۶۵-۶۶۶)

اب ترا دَور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم!
(فقر و ملوکیت۔ض۔ک۔ص ۴۹۲)

فقط (فَقَط) صرف۔محض۔ایک۔ (ف۔آ)

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۵)

فقیر: (ف۔ئیر) درویش۔ (ف۔آ)

خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی
نہیں ہے سنجر و طغرل سے کم شکوہِ فقیر!
(خودی کی زندگی۔ض۔ک۔ص ۵۳۸)

فقیری: (ف۔ئیری) گدائی۔درویشی۔ (ف۔آ)

آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
مشکل نہیں اے سالکِ رہ علمِ فقیری
(محراب گل افغان۔۔۔۔۱۵۔ض۔ک۔ص ۶۳۶)

فقیہہ: (فَقِی / ہ) علم فقہ جاننے والا۔ فاضل۔شرعی مسئلوں سے واقف۔ (ف۔آ)

فقیہ سے مراد ہے وہ عالم دیں جو تزکیۂ نفس کے بجائے اپنا وقت منطقی موشگافیوں میں بسر کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ دینی مسائل میں تو ماہر ہو جاتا ہے لیکن جہاد کا جذبہ اس کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ بالفاظ دیگر وہ ذہنیت مراد ہے جس کی وجہ سے انسان فقہی مسائل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ حقیقت یا مقصدِ حیات اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔
(ش۔ب۔ج۔ص ۲۸۳)

سکھا دیے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی
فقیہ شہر کو صوفی نے کر دیا ہے خراب!
(غزل ۱۳۔ب۔ج۔ص ۳۲۸)

فقیہانِ حرم: (فُقَہا۔نِ۔حَرَم) دینِ اسلام کے وہ عالم جو شرعی مسائل کو جانتے اور اپنے زمانے کے حالات کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۶۵۶)

خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!
(اجتہاد۔ض۔ک۔ص ۴۸۴)

فکر: (فِکر) سوچ۔خیال۔دھیان۔ (ف۔آ)

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص ۲۶)

فکر فردا: (فِکر۔فَر۔دَا) کل کی فکر۔ مستقبل کا خیال۔ (ف۔ل)

کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں؟
فکرِ فردا نہ کروں، محوِ غمِ دوش رہوں
(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۳)

فگن: (ف۔گن) پچھاڑنے والا۔ (ف۔ل)

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریف پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللّٰہی، وہی مرحبی، وہی عنتری
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

فلاح: (فَلَاح) بقا۔خیریت۔عافیت۔(ف۔ع)

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۳)

فلز: (فِلِزّ) معدنی دھات۔جمع فِلِزّات۔(ف۔ع)

مشرق کے خداوند سفیرانِ فرنگی!
مغرب کے خداوند درخشندہِ فِلِزّات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

فلسطینی عرب: (ف۔لِس۔طی۔نی۔عَرَب)

فلسطین وہی خطہ زمین ہے جو حضرت یوسف اور یعقوب کا مسکن تھا اور اس زمانے میں کنعان کہلاتا تھا۔ یہودی مدت سے تاک لگائے بیٹھے تھے کہ اس خطہ میں جا کر آباد ہوں اور آخر ۱۹۱۷ء میں لارڈ بیلور نے اعلان کیا کہ برطانوی حکومت فلسطین میں بتدریج یہودیوں کی حکومت کے قیام میں معاون ہوگی۔ عربوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا لیکن آخر کار ۱۹۴۸ء میں فلسطین کا ایک حصہ کلیتاً یہودیوں کے تصرف میں دے دیا گیا۔ اس سلسلے میں کشمکش اب تک جاری ہے۔ (ت۔ا۔ص۱۳۹)
(فلسطینی عرب۔ض۔ک۔ص۶۲۱)

فلسفہ: (فَلْ۔سَفَہ) حکمت۔دانائی۔دانشمندی۔
(ف۔آ)

سنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثرِ فلسفہ دانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

فلسفہ: (فَلْ۔سَفَہ) فلسفہ کا کلمہ مختلف صورتوں میں مختلف زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ یونانی زبان میں اس کا مطلب ہے عقل و بصیرت سے عقیدت یا محبت۔ فلسفہ حقیقت میں ذہنی اعمال کا مطالعہ کرنے کی سعی کرتا ہے۔ مابعد الطبیعیات بھی اسی علم میں شامل ہے۔ فلسفہ اس چیز سے بھی بحث کرتا ہے کہ ادراک، فکر اور علم میں خط امتیاز کیا ہے اور ان چیزوں کا حصول کس طرح ممکن ہے پہلے طبیعات کا علم بھی فلسفہ کا جزو تھا۔ چنانچہ پرانے حکیم یا فلسفی ریاضی طبیعیات اور متعلقہ علوم سے بخوبی آگاہ ہوتے تھے۔ بتدریج طبیعیات ایک علیحدہ شاخ بن گئی اور فلسفہ کا کام محدود ہو گیا۔ فلسفہ کی ایک شاخ اس بات سے بھی بحث کرتی ہے کہ اقدار کیا ہیں، حاسۂ اخلاقی کیا ہے؟ آج کل جمالیات کو بھی فلسفہ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ کچھ عرصہ پہلے جمالیاتی قدر بھی ان اقدار میں شامل تھی جن سے فلسفہ بحث کرتا ہے انگریزی کے کلمہ فلاسفی، Philosophy میں Philo پر جوڑ ہے۔ دوسرے جزو یعنی sophy سے کلمہ sophist, برآمد ہوا ہے جس کے معنی میں اب یہ بات بھی شامل ہو گئی ہے کہ حقائق کی تشریح و توضیح میں باطل تاویلات سے کام لیا جائے۔ عربی کلمہ سوفسطائی اسی sophy کی ایک شکل ہے اور سفسطہ بھی جس میں شک اور ریب کا عنصر شامل ہے sophist, سے متعلق ہے۔ (ت۔ا۔ص۱۴۰)

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

فلسفہ ذات و صفات: (فلَ۔سَفَہ۔ ذا۔تُو۔صِفات) خدائے کریم نے بعض مصالح کی بنا پر انسان کو بعض چیزوں کے متعلق زیادہ غور وفکر کرنے سے منع کیا ہے۔ حقیقت خداوندی بھی انہیں چیزوں میں شامل ہے۔ جب علم کلام کا زور ہوا تو مسلمانوں نے خدا کی ذات اور صفات کے متعلق بہت موشگافیاں شروع کیں اور اس قسم کی بحثیں شروع ہوگئیں کہ کیا خدا کی ذات عین صفات ہیں؟ ذات الٰہی ان صفات سے علیحدہ ہے یا ذاتِ الٰہی انہیں کے مجموعے کا نام ہے؟ علامہ بار بار مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ قرآن مجید زیادہ زور اس بات پر دیتا ہے کہ انسان کے اعمال نیک ہوں اور وہ ایک اچھا معاشرہ قائم کرے نہ یہ کہ وہ بے کار فلسفیانہ موشگافیوں میں اُلجھ جائے جن کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہیں ہوتا۔ (ت۔ا۔ص۔۱۴۱)

قوم کے ہاتھ سے جاتا ہے متاعِ کردار
بحث میں آتا ہے جب فلسفۂ ذات وصفات!

(حکومت۔ض۔ک۔ص۵۳۹)

فلسفی: (فلَ۔سَفی) فلسفہ جاننے والا۔ محقق (ف۔آ)

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رامِ ہند

(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

فلک (ف۔لَک) چرخ۔ آسمان۔ (ف۔آ)

خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے
فلک جس طرح آنکھ کے تِل میں ہے

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

فلک الافلاک: (فلَ۔لَکُل۔اِف۔لاک) نواں آسمان۔عرش۔ (ف۔آ)

اک شرعِ مسلمانی، اک جذبِ مسلمانی
ہے جذبِ مسلمانی سِرِّ فلک الافلاک!

(غزل۱۸۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

فلک بوس: (ف۔لَک۔بُوس) مراد بہت بلند۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۳۹)

ہیں گرچہ بلندی میں عمارات فلک بوس
ہر شہر حقیقت میں ہے ویرانۂ آباد!

(دوزخی کی مناجات۔ا۔ح۔ص۶۶۶)

فلک پیر: (ف۔لَک۔پِیر) بوڑھا آسمان جو مدّت سے موجود ہے۔ (ف۔ل)

جب پیرِ فلک نے ورق ایام کا الٹا
آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز!

(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

فلک پیما: (فلَک۔پَے۔مَا) آسمان پر اڑنے ولا۔ آسمان تک پہنچنے والا۔ (ف۔ل)

ہم نشیں تاروں کا ہے تو رفعتِ پرواز سے
اے زمیں فرسا قدم تیرا فلک پیما بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

فلک رس: (ف۔لَک۔رَس) آسمان تک پہنچنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۶)

ہے ترے فکرِ فلک رس سے کمالِ ہستی
کیا تری فطرتِ روشن تھی مآلِ ہستی؟

(شیکسپیئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

فلک کو سفر کرنا: مراد عیسیٰ جو آسمان پر زندہ

اٹھا لئے گئے تھے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۱۱۴)

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر، چھوڑ کر زمیں میں نے
(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

فلیٹ: (Fleet) جنگی جہازوں کا بیڑا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۰۷)

مغرب میں ہے جہازِ بیاباں شتر کا نام
ترکوں نے کچھ نہ کام لیا اس فلیٹ سے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

فن: (فَن) گُن۔کرتب۔دستکاری۔ہنر۔(ف۔آ)

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن، تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

فن: (فَن) جوہر۔دانش۔علم کی شاخ۔(ف۔آ)

دانش و دین و علم و فن بندگی ہوس تمام
عشق گرہ کشائے کا فیض نہیں ہے عام ابھی!
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۱)

فنا: (فَنا) ہلاکت۔اخیر ہونا۔تمام ہونا۔بربادی۔
(ف۔آ)

بقا کو جو دیکھا فنا ہو گئی وہ
قضا تھی، شکارِ قضا ہو گئی وہ
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

فنون لطیفہ: (فُ۔نُو۔نِ۔لَ۔طی۔فَہ) وہ فن جو مرغوب طبائع ہوں۔وہ لطیف اور نازک فن جن کا تعلق دل و دماغ اور روح سے ہو۔(قدیم ہنر و ہنرمندان اودھ)۔(ادبیات،فنون لطیفہ۔ض۔ک۔ص۵۶۱)

فوق الادراک: (فُو۔رق۔اَل۔اِد۔رَاک) عقل سے بالاتر۔ (ش۔ب۔د۔ص۳۵۶)

شجرِ فطرتِ مسلم تھا حیا سے نمناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستیٔ فوق الادراک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

فولاد: (فَو۔لَاد) ایک سخت اور عمدہ لوہا۔(ف۔ع)

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولات پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریرو پرنیاں ہو جا
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

فیروزی: (فِی۔رُو۔زِی) کامیابی۔فتحمندی۔
(ف۔ع)

محوِ فلک فروزی تھی انجمن فلک کی
عرشِ بریں سے آئی آواز اک ملک کی
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

فیض: (فَیض) بڑا فائدہ، بڑی بخشش۔(ف۔ع)

شاعرِ دل نواز بھی بات اگر کہے کھری
ہوتی ہے اس کے فیض سے مزرعِ زندگی ہری
(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۱)

فیضان: (فَ یَ۔ضَان) بڑا فائدہ۔(ف۔ع)

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی؟
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

فیضانِ سماوی: (فَیضَانِ۔سَ۔مَا۔وِی) آسمانی فائدہ رسانی کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۶)

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم

حد اُس کے کمالات کی ہے برق و بخارات!

(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

فیض عام:(فَیض۔عام)عام لوگوں کا فائدہ۔عام سلوک۔ (ف۔آ)

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی!

(غزل ۸۔ب۔ج۔ص۳۰۴)

فیل:(فِیل)ہاتھی۔ (ف۔ع)

ہائے کیا فرطِ طرب میں جھومتا جاتا ہے ابر
فیل بے زنجیر کی صورت اُڑا جاتا ہے ابر

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

ق

قابل:(قا۔بِل)مناسب۔سزاوار۔(ف۔آ)

جس کی بہار تو ہو یہ ایسا چمن نہیں
قابل تری نمود کے یہ انجمن نہیں

(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۱)

قابل:(قا۔بِل)لائق۔ (ف۔آ)

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

قابل:(قا۔بِل)ہوشیار۔دانا۔عقلمند۔(ف۔آ)

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

قابو میں آنا:(قا۔بُو۔مِیں۔آنا)مغلوب ہونا۔ بس میں آنا۔ (ف۔آ)

کس طرح قابو میں آئے آب و گِل؟
کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۱)

قادر:(قا۔دِر)طاقتور۔قدرت والا۔(ف۔ع)

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت، بندۂ مزدور کے اوقات

(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

قاری:(قا۔ری)پڑھنے والا۔ (ف۔ع)

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآں!

(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

قاش(قاش)پارہ۔ٹکڑا۔ (ف۔آ)

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہر ناک ابی سینیا کی لاش!
ہونے کو ہے یہ مردۂ دیرینہ قاش قاش!

(ابی سینیا۔ض۔ک۔ص۶۰۷)

قاصد:(قا۔صِد)پیغامبر۔نامہ بر۔سفیر(ف۔آ)

ہمارا نرم رو قاصد پیامِ زندگی لایا

خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بیخبر نکلے!

(طلوع اسلام۔ب۔ج۔ص۲۷۲)

قاصد افلاک:(قا۔صِد۔اِف۔لاک)آسمانوں کا پیغام۔آسمانوں کا پیغام پہنچانے والا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۵۳)

شاید تو سمجھتی تھی وطن دور ہے میرا
اے قاصدِ افلاک! نہیں! دور نہیں ہے!

(صبح چمن۔ض۔ک۔ص۵۸۱)

قاضی:(قا۔ضی)جج۔منصف۔ (ف۔ع)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

(ابوالعلامعری۔ب۔ج۔ص۴۴۸)

قاضی الحاجات: (قا۔ضی۔اُل۔حا۔جات)

حاجت روا۔مراد برلانے والا۔ (ف۔آ)

اگر چہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسّر تونگری سے نہیں!

(مسلمان کا زوال۔ب۔ج۔ص۴۸۲)

قاطر:(قا۔طِر)خچر۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۶)

ملکِ یمن و درہم و دینار ورخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

(صدیق۔ب۔د۔ص۲۲۴)

قاعدہ:(قا۔ا۔دَہ)قانون۔دستور۔(ف۔ع)

شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
نا آشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

(پیوستہ رہ شجر۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۹)

قافلہ:(قا۔فِلَہ)کارواں۔مسافروں یا تاجروں کا گروہ۔ (ف۔آ)

مرے قافلے میں لٹا دے اسے!
لٹا دے! ٹھکانے لگا دے اسے!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

قافلہ سالار:(قا۔فِلَہ۔سالار)قافلہ کا سردار۔

(ف۔ع)

منزلِ رہرواں دور بھی، دشوار بھی ہے
کوئی اس قافلے میں قافلہ سالار بھی ہے

(غزل۴۳۔ب۔ج۔ص۳۵۶)

قال اقول:(قا۔ل۔اقول)اس نے یہ کہا اور میں یہ کہتا ہوں مراد بحث مباحثہ۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۵۶۸)

نہیں فردوس مقامِ جدل و قال واقول
بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت!

(مُلا اور بہشت۔ب۔ج۔ص۴۰۹)

قامت:(قا۔مَت)قد۔بالا۔ (ف۔آ)

وہ جواں قامت میں ہے جو صورتِ سروِ بلند
تیری خدمت سے ہوا جو مجھ سے بڑھ کر بہرہ مند

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

قانون:(قا۔نُون)آئین۔قاعدہ۔دستور۔شرع

(ف۔آ)

ایک ہی قانونِ عالمگیر کے ہیں سب اثر
بوئے گل کا باغ سے، گلچیں کا دنیا سے سفر

(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

قانون:(قا۔نُون)ایک مشہور رومی باجے کا نام

جس میں بہت سے تار ایک تختے پر لگے ہوتے ہیں۔
بربط چنگ۔ (ف۔آ)

جاگے کوئل کی اذاں سے طائرانِ نغمہ سنج
ہے ترنم ریز قانونِ سحر کا تار تار

(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۴)

قاہر:(قا۔ہِر)زبردست۔ (ف۔ع)

اے لَا اِلٰہَ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ!

(غزل۳۲۔ب۔ج۔ص۳۴۶)

قاید:(قا۔اِ)لیڈر۔راہنما۔ (ف۔ع)

چوں دیدۂ راہ ہیں نداری
قاید قرشی بہ از بخاری''

(ایک فلسفہ زدہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۱)

قائل نہ ہونا:(قا۔اِل۔نَہ۔ہونا)نہ ماننا۔تسلیم نہ کرنا۔لاجواب نہ ہونا۔ (ف۔آ)

میں تو اس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب!

(ابلیس کی مجلس۔۔۔ض۔ک۔ص۶۵۱)

قائم:(قا۔اِم)مضبوط۔پائیدار۔ (ف۔آ)

سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہو گئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

قائم:(قا۔اِم)موجود۔بقا۔مستقل۔ (ف۔آ)

فرد قائم ربطِ ملّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

قائم:(قا۔اِم)برقرار۔ (ف۔آ)

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

قبا:(قَبا)ایک قسم کا آگے سے کھلا ہوا دُہرا جامہ یا اچکن۔ (ف۔آ)

مہدی لگائے سورج جب شام کی دلہن کو
سرخی لئے سنہری ہر پھول کی قبا ہو

(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

قبائل:(ق۔بَا۔اِل)قبیلہ کی جمع۔(ف۔ع)

بُتانِ شعوب و قبائل کو توڑ
رسومِ کہن کے سلاسل کو توڑ

(پنجاب کے دہقاں سے۔ب۔ج۔ص۴۴۴)

قبضہ:(قَب۔ضَہ)گرفت۔قابو۔ (ف۔ع)

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

قبلہ رو:(قِبلَہ۔رُو)وہ شخص یا چیز جو قبلہ کی طرف مُنہ کئے ہوئے ہو۔قبلہ کی سمت۔ (ف۔آ)

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نمازِ
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

قبلہ نما:(قِبلَہ۔نُما)وہ کمپاس یا اسطرناب جس سے

...ت قبلہ معلوم ہو۔ ایک آلہ کا نام جس کے وسیلہ سے قبلہ
...ا معلوم کرتے ہیں اور اس کے اندر مکھی کی شکل کا
...س کے برابر ایک پرزہ اس طرح سادھ کر لگاتے
...یہ۔ اس کا منہ ہر وقت قبلہ کی جانب رہتا اور اکثر ذرا
...ی جنبش سے حرکت کرتا رہتا ہے۔ (ف۔آ)

مضطرب دل صفتِ قبلہ نما بھی نہ سہی
اور پابندیٔ آئینِ وفا بھی نہ سہی

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۸)

قبول:(قَبُول)تسلیم۔منظور۔ (ف۔آ)

ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

قبول:(قَبُول)پسند۔ (ف۔آ)

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں

(ملا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

قبول کرنا:(قَبُول۔کَرْ۔نا)منظور کرنا۔پسند کرنا۔ (ف۔آ)

غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول
جب کہا اس نے یہ ہے میری خدائی کی زکات

(سرِ اکبر حیدری۔۔۔ا۔ح۔ص۲۹۰)

قبیح:(قَبِیح)بُرا۔خراب۔ (ف۔ع)

نمود جس کی فرازِ خودی سے ہو، وہ جمیل
جو ہو نشیب میں پیدا! قبیح و نامحبوب!

(خوب وزشت۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

قبیلہ:(ق۔بِی۔لَہ)ایک نسل کے آدمیوں کی جماعت۔گروہ۔ (ف۔ع)

ساکنانِ دشت وصحرا میں ہے تو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اب وجد؟ کس قبیلے سے ہے تو؟

(شیر اور خچر۔ب۔ج۔ص۴۶۰)

قتیل:(ق۔تِیل)جان سے مارا ہوا مرد یا عورت۔ (ف۔ع)

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا، نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جادوئے سامری، تو قتیلِ شیوۂ آزری

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

قتیل ذوق استفہام:(ق۔تِیلِ۔ذَوْ۔قِ۔اِس۔تِف۔ہام)دل میں جستجو اور تلاش اور دریافت کا شوق۔ (ش۔ب۔د۔ص۶۱)

جستجو میں ہے وہاں بھی روح کو آرام کیا؟
واں بھی انساں ہے قتیلِ ذوق استفہام کیا؟

(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

قحط:(ق۔حَط)کال۔خشک سالی۔ بارش کے نہ ہونے کے باعث غلہ کا گراں ہو جانا۔ (ف۔آ)

زلزلے ہیں، بجلیاں ہیں، قحط ہیں، آلام ہیں
کیسی کیسی دخترانِ مادرِ ایام ہیں!

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

قدر:(قَدْر)عزت۔وقعت۔ (ف۔ع)

قدر آرام کی اگر سمجھو
آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو

(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

قدرت:(قُد۔رَت)خدائی طاقت۔صنعت باری۔ شانِ الٰہی۔ (ف۔آ)

اے ہمالہ کوئی بازی گاہ ہے تو بھی جسے
دستِ قدرت نے بنایا ہے عناصر کے لئے

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

قدرت:(قُد۔رَت)دسترس۔رسید۔پہنچ۔اختیار۔ (ف۔آ)

میری قدرت میں جو ہوتا، تو نہ اختر بنتا
قعرِ دریا میں چمکتا ہوا گوہر بنتا

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

قدر و قیمت:(قَد۔رُو۔قیمَت)منزلت۔وقعت۔ عروج۔وقار۔ (م۔ل)

ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھکر!

(لاہور و کراچی۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

قدسی:(قُد۔سی)فرشتہ۔ولی اللہ۔ (ف۔آ)

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۰)

قدسی:(قُد۔سی)پاک۔پاکیزہ۔ (ف۔آ)

قدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے، گردوں پہ نظر رکھتی ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

قدم:(قَدَم)پاؤں۔پیر۔ (ف۔آ)

لرزتے تھے دلِ نازک، قدم مجبور جنبش تھے
رواں دریائے خوں شہزادیوں کے دیدۂ تر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۸)

قدم نہ اٹھ سکنا:(قَدَم۔نہ۔اُٹھ۔سَکنا)عاجز ہونا۔آگے نہ چل سکنا۔ (ف۔آ)

قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
بڑی بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں

(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

قدوسی:(قُد۔دُو۔سی)قدوس والا۔نیک(ف۔ع)

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہیں تو بنتا ہے مسلمان!

(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

قدیم:(قدِیم)ازلی۔ہمیشہ کا۔دیرینہ۔(ف۔آ)

اے چاند! حسن تیرا فطرت کی آبرو ہے
طوفِ حریم خاکی تیری قدیم خو ہے

(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

قرار:(ق۔رار)آسودگی۔ٹھہراؤ۔قیام۔(ف۔آ)

اس رہ میں مقام بے محل ہے
پوشیدہ قرار میں اجل ہے

(چاند۔ب۔د۔ص۱۱۹)

قرار:(ق۔رار)راحت۔آسائش۔ (ف۔آ)

مستِ خرام کا سن تو ذرا پیام تو
زندہ وہی ہے، کام کچھ جس کو نہیں قرار سے

(چاند۔ب۔د۔ص۲۱۰)

قرار:(قَ رار)صبر۔آرام۔چین۔اطمینان۔(ف۔آ)

بیا ساقی نوائے مرغ زاد ازشاخسار آمد
''بہار آمد، نگار آمد، نگار آمد، قرار آمد''

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

قران:(قِ ران)(نجوم)سورج کے علاوہ دوسرے دوسیاروں کا کسی برج میں ایک ہی درجے پر جمع ہونا۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۳۰۶)

آئے جو قراں میں دوستارے
کہنے لگے ایک دوسرے سے

(دوستارے۔ب۔د۔ص۱۴۸)

قرب:(قُ رب)پاس۔نزدیکی۔رشتہ(ف۔آ)

لذتِ قرب حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ وساحل سے گھبراتا ہوں میں

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

قربانی:(قُ ربا۔نی)بقرعید میں ذبح ہونے والا جانور۔ (ف۔ع)

یا باہم پیار کے جلسے تھے، دستورِ محبت قائم تھا
یا بحث میں اردو ہندی ہے، یا قربانی یا جھٹکا ہے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

نمازو روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۱)

قرۃ العین:(قُ رَ ۃ۔عَین)ا۔وہ چیز جس سے آنکھوں میں طراوت اور ٹھنڈک پیدا ہو۔۲۔پیارا بیٹا۔ (ف۔آ)

وہ صاحب تختۃ العراقین
اربابِ نظر کا قرۃ العین

(خاقانی۔ض۔ک۔ص۵۸۲)

قرشی:(قُ ر۔شی)قریشی۔قریش سے منسوب۔ (ف۔ع)

چوں دیدۂ راہ بیں نداری
قایدِ قرشی بہ از بخاری

(ایک فلسفہ زدہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۱)

قرطاس:(قِ ر۔طاس)کاغذ۔ (م۔ل)

بنیاد ہے کا شانۂ عالم کی ہوا پر!
فریاد کی تصویر ہے قرطاسِ فضا پر!

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

قریب:(قَ رِیب)پاس۔نزدیک۔(ف۔آ)

کہیں قریب تھا، یہ گفتگو قمر نے سنی
فلک پہ عام ہوئی اخترِ سحر نے سنی

(حقیقت حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

قریب:(قَ رِیب)تقریباً۔لگ بھگ۔(ف۔آ)

کٹی ہے رات تو ہنگامہ گستری میں تری
سحر قریب ہے اللہ کا نام لے ساقی

(ساقی۔ب۔د۔ص۲۰۸)

قرینہ:(ق۔رِی۔نَہ)سلیقہ۔موزونیت۔خوش اسلوبی (ف۔آ)

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

قرینہ:(ق۔رِی۔نَہ)ایک چیز کی دوسری چیز سے پیوستگی۔مناسبت۔ (ف۔آ)

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا، نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاک جادوئے سامری،تو قتیل شیوۂ آزری

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

قریہ:(قَر۔یَہ)گاؤں۔ (ف۔ع)

فردوس جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

قزاق:(قَز۔زَاق)لٹیرا۔غارت گر۔ (ف۔آ)

ترا پیشہ ہے سقا کی، مرا پیشہ ہے سقا کی
کہ ہم قزاق ہیں دونوں،تو میدانی میں دریائی!

(ایک بحری قزاق۔۔۔ض۔ک۔ص۵۱۷)

قسمت:(قِس۔مَت)تقدیر۔نصیب۔مقدر۔طالع۔ (ف۔آ)

لیکن مری کنیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۲۹)

قصاص:(قِ۔صَاص)جان کے عوض جان اور خون کے بدلے خون لینا۔بدلہ۔انتقام۔ (ف۔آ)

قصاص خونِ تمنا کا مانگئے کس سے
گناہگار ہے کون اور خوں بہا کیا ہے؟

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۸)

قصد:(قَصد)پیش قدمی۔اقدام۔ (ف۔آ)

قصد کس محفل کا ہے؟ آتا ہے کس محفل سے تو؟
زرد رُو شاید ہوا رنجِ رہِ منزل سے تو؟

(چاند۔ب۔د۔ص۷۸)

قصد:(قَصد)ارادہ۔نیت۔عزم۔منصوبہ(ف۔آ)

نہ جرأت ہے، نہ خنجر ہے، تو قصدِ خودکشی کیسا؟
یہ مانا دردِ ناکامی گیا تیرا گذر حد سے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

قصر:(قَص۔رر)محل۔ (ف۔ع)

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!

(ایک نوجوان کے نام۔۔۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

قصور:(ق۔صُوْر)بہت سے محل۔جمع قصر۔(ف۔آ)

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور!

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

قصور:(ق۔صُوْر)کمی۔کوتاہی۔نقص۔(ف۔آ)

ایک زمانے سے ہے چاک گریباں میرا
تو ہے ابھی ہوش میں! میرے جنوں کا قصور!

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۱۴)

قصہ(قِص۔صَہ)بیان۔ذکر۔تذکرہ۔داستان۔ (ف۔آ)

ہے بجا شیوۂ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصۂ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

قصۂ دار و رسن:(قِص۔ص۔اِ۔دَا۔رُو۔رَسَن)
کنایہ ہے حسین بن منصور کے قتل سے۔اس شعر میں تلمیح ہے

اس قصہ کی طرف کہ حسین بن منصور نے جوش مستی میں انا الحق کہہ دیا تھا یعنی میں خدا ہوں۔ اس پر اس کی تکفیر ہوئی اور اسے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ سچی بات تو یہی ہے کہ حق مجھ میں پوشیدہ ہے۔ لیکن میں انا الحق اس لئے نہیں کہتا کہ وہ پرانا قصہ دار و رسن کہیں پھر تازہ نہ ہو جائے۔

(ش۔ب۔د۔ص۷۴)

ہاں آشنائے لب ہو نہ رازِ کہن کہیں
پھر چھڑ نہ جائے قصۂ دار و رسن کہیں

(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

قضا: (ق۔ضا) اجل۔ موت۔ وفات۔ (ف۔آ)

سُنی عشق نے گفتگو جب قضا کی
ہنسی اس کے لب پر ہوئی آشکارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

قضارا: (ق۔ضا۔را) اتفاقاً۔ حسبِ اتفاق (ف۔آ)

پئے سیر فردوس کو جا رہا تھا
قضا سے ملا راہ میں وہ قضارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

قضا کا فرشتہ: (قَضا کا۔فِرِشْ۔تَہ) موت کا فرشتہ۔ عزرائیل۔ (ف۔آ)

ہوا سُن کے گویا قضا کا فرشتہ
اجل ہوں، مرا کام ہے آشکارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

قضائے الٰہی: (ق۔ضا۔اِ۔لا۔ہی) اتفاق امر۔ حکم خدا۔ (م۔ل)

روش قضائے الٰہی کی ہے عجیب و غریب
خبر نہیں کہ ضمیرِ جہاں میں ہے کیا بات!

(بلشویک روس۔ض۔ک۔ص۶۰۳)

قطار: (ق۔طاز) صف۔ پرہ۔ (ک۔ل)

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن

(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

قطب: (قُطب) وہ جنوبی یا شمالی نقطہ جو ہمیشہ ساکن رہتا ہے۔ شمال و جنوب کا وہ ستارہ جو فرقدان کے قریب واقع ہے اور فلک کا اسی پر مدار ہے۔ دھرو تارا۔ قطب تارا۔ (ف۔آ)

کہتا تھا قطبِ آسماں قافلۂ نجوم سے
ہمرہو! میں ترس گیا لطفِ خرام کے لیے

(کوششِ ناتمام۔ب۔د۔ص۱۲۴)

قطرہ: (قَطْ۔رَہْ) بوند۔ پانی کی بوند۔ (ف۔آ)

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہوا

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۰)

قطرہ: (قَطْ۔رَہْ) واضح ہو کہ فلسفۂ وحدۃ الوجود میں خدا کو دریا اور انسان کو قطرہ سے تشبیہ دیتے ہیں اور مقصدِ حیات یہ ہے کہ قطرہ دریا میں شامل ہو جائے۔ قطرۂ بے تاب سے مراد انسان ہے۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۸۵)

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب! تو
پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہرِ نایاب تو

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص۱۱۴)

قطع کرنا: (قَطع۔کَرْ۔نا) چھوڑنا۔ تیاگنا۔ (ف۔آ)

اگر منظور ہو تجھکو خزاں نا آشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطع آرزو کرلے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

قعر:(قَعر)دریا کا گہراؤ۔عمق۔تھاہ۔گہرائی۔(ف۔آ)

میری قدرت میں جو ہوتا، تو نہ اختر بنتا
قعرِ دریا میں چمکتا ہوا گوہر بنتا
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

قفس:(ق۔فَس)پنجرہ پرندوں کا۔ (ک۔ل)

آتی نہیں صدائیں اس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

قفس:(ق۔فَس)قید۔بندی۔زنداں۔(ف۔آ)

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند
(اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

قل العفو(ق۔لل۔عَف۔وُ)سورہ بقر آیت ۲۱۹،پوری آیت یہ ہے:یسئلونک عن الخمروالمیسر قل فیھما اثم کبیرو منافع للنّاس و اثمھا اکبر من نفعھما. ولیسئلونک ماذاینفقون. قل العفو کذالک یبین اللہ لکم الا یات لعلّکم تتفکرون---- انّ اللہ عزیزٌ حکیم۔ مفہوم اس آیت کا یہ ہے:تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دو ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں لیکن ان کے فائدے سے ان کا گناہ زیادہ ہے اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دو جو حاجت سے زیادہ ہو۔اسی طرح اللہ صاف صاف تم سے بیان کرتا ہے تا کہ تم دنیا میں اور آخرت میں غور کرو۔ (ت۔ا۔ص۱۴۴)

جو حرف قُلِ العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!
(اشتراکیت۔ض۔ک۔ص۵۹۸)

قلب:(قَلب)دل۔من۔خاطر۔ضمیر۔(ف۔آ)

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے
(دُعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

قلب سلیم:(قَلب۔س۔لیم)قرآن پاک کی اصطلاح میں اس دل کو کہتے ہیں، جس میں تقویٰ اور ایمان اور عرفان تینوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔
قلب سلیم کی ترکیب قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔الا من اتی اللہ بقلب سلیم"(۲۶/۸۹)
ترجمہ:ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لیکر آیا(وہ بچ جائے گا)۔(ش۔ب۔د۔ص۳۵۷)(م۔ت۔ا۔ا۔ص۶۲)

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثُریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

قلزم:(قُلزُم)وہ سمندر جو عرب اور مصر یعنی افریقہ کے مابین واقع ہے۔نہایت گہرا اور عمیق بحر۔سمندر۔ (ف۔آ)

چشمۂ کوہ کو دی شورشِ قلزم میں نے
اور پرندوں کو کیا محوِ ترنّم میں نے
(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

قلقل:(قُلقُل)صراحی یا بوتل کے اندر سے

پانی خواہ شراب کے نکلنے کی آواز۔ (ف۔آ)

مینا مدام شورشِ قلقل سے پا بگل
لیکن مزاجِ جامِ خرام آشنا خموش

(موثر۔ب۔د۔ص۱۷۸)

قلندر: (ق۔لَن۔دَر) (تصوف) وہ شخص جو دونوں جہانوں سے پاک اور آزاد ہو اور سوائے حق کے اور کسی طرف مائل نہ ہو۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۳۰۷)

پانی پانی کر گئی مجکو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا، نہ تن!

(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۳)

قلندرانہ: (ق۔لَن۔دَر۔رَا۔نَہ) خدا مست لوگوں کے سے طور طریقے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۰)

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
یہ اتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

(ملا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

قلندری: (ق۔لَن۔دَر۔رِی) جذب و عشق کی حالت اور دنیا سے بے نیازی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۸۲)

خوش آ گئی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر مرا کیا ہے، شاعری کیا ہے!

(غزل۲۵۔ب۔ج۔ص۳۴۰)

قل ھواللہ: (قُل۔ھُوَل۔لاہ) اشارہ ہے قرآن کی سورۂ اخلاص جس کی پہلی آیت قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۔ (کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے) ہے۔ (مزید دیکھئے سورۂ اخلاص)۔

میں نے اے میر سپاہ تیری سپاہ دیکھی ہے
قل ھُواللہ کی شمشیر سے خالی ہے نیام!

(توحید۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

قلیل: (ق۔لِیل) تھوڑا۔ (ف۔ع)

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز

(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۹)

قم: (قُم) اُٹھ۔کھڑا ہو۔ (ف۔آ)

سر پہ سبزہ کے کھڑے ہو کے کہا قم میں نے
غنچۂ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے

(ابرِ کہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

قمار: (قِمار) جوا۔شرط بازی۔ (ف۔ع)

صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لیے
مئے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری!

(یورپ اور سوریا۔ض۔ک۔ص۶۱۱)

قمار بازی: (قِمار۔بَا۔زِی) جوا کھیلنا (ف۔ع)

مومن پہ گراں ہیں یہ شب و روز
دین و دولت قمار بازی!

(جاوید سے۳۔ض۔ک۔ض۵۵۰)

قمار حیات می بازی باختن: (قِمَا۔رِ۔حَیَاث۔مِی۔بَا۔زِی۔بَاخ۔تَن) زندگی کو داؤ پر لگا دینا یا زندگی کی بازی ہار جانا مراد ہے مقصدِ حیات میں ناکامی۔ (ش۔ا۔ح۔ص۳۲۸)

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ بازمانہ بسازی بخود نمی سازی

(ملا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

قمار خانہ: (قِمار۔خا۔نہ) جوا کھیلنے کا مکان۔ جوئے خانہ۔ (ف۔آ)

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ!

(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۲)

قُم باذْنِ اللہ: -اس کے لغوی معنی ہیں اللہ کے حکم سے اُٹھ، قائم ہو، اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اس سلسلہ میں کچھ آیات کا حوالہ بہ تفصیل ذیل ہے: ۵/۱۱۰ اور ۳/۴۹

استعارہ کا پیرایہ اختیار کیا جائے تو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہ قوت حاصل تھی کہ جو لوگ اخلاقی اعتبار سے مردہ ہو چکے تھے ان میں حقانیت کی روح پھونک دیں۔ علامہ نے استعارہ ہی کے پردے میں بات کی ہے۔

علامہ کا خیال تھا کہ دل کی زندگی بدن کی زندگی کی مرادف نہیں۔ دل کی موت بدنی زندگی کی ضد نہیں۔ اسی طرح ان اشعار میں بھی علامہ نے مخاطب کو یہ تلقین کی ہے کہ اخلاقی نامرادی اور موت کوئی ایسی چیز نہیں جس کا علاج نہ ہو سکے۔ اللہ اگر توفیق ارزانی فرمائے تو دلِ مردہ کو زندہ کیا جا سکتا ہے، وہی بات کہ انسان اپنی تقدیر کو بدل سکتا ہے۔

انگریزی محاورہ کی اصطلاح میں یہ وسعت طولاً نہیں بلکہ عرضاً ہے۔ عمر تو مختصر رہتی ہے لیکن کیفیات کی گونا گونی کی وجہ سے بھرپور ہو جاتی ہے اسی طرح دل مردہ کے زندہ ہونے سے عمر نہیں بڑھتی البتہ کوائف و تجربات کے تنوع سے اور اخلاق کے ترفع سے مدت عمر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ مردہ دل جیتے نہیں صرف سانس لیتے ہیں اور سانس لینے میں انسان صرف حیوانات ہی کا نہیں بلکہ نباتات کا بھی شریک ہے۔ البتہ انسان جب بلند اخلاقی اقدار سامنے رکھتا ہے اور اللہ اسے یہ توفیق ارزانی فرماتا ہے کہ غایت مقام انسانیت تک پہنچنے کی کوشش کرے تو وہ صحیح معنی میں زندہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہ زندگی ہے کہ آخر انسان کو ایسی سطح پر پہنچاتی ہے جہاں موت اسے چھو بھی نہیں سکتی۔ (ت۔ا۔ص۱۴۲تا۱۴۴)

"قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گور کن؟

(خانقاہ۔ب۔ج۔ص۴۵۳)

جہاں اگر چہ دگرگوں ہے قم باذن اللہ
وہی زمیں، وہی گردوں ہے، قم باذن اللہ

(قم باذن اللہ۔ض۔ک۔ص۵۲۷)

قمر: (ق۔مَر) چاند۔ تیسری تاریخ سے اخیر تک قمر اور اس سے پہلے ہلال کہلاتا ہے۔ (ف۔آ)

کہہ ہم سے بھی اس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبت کا ترانہ

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

قمری: (قُمْری) ایک مشہور طوق دار پرند کا نام جو فاختہ یا ٹوٹرو کی قسم میں سے ہے۔ اس کی آواز نہایت گونج دار ہوتی ہے اور اس پر ایک ویرانہ برستا اور گرمی کی دوپہر کے وقت سماں بندھتا ہے۔ چنانچہ فقرا اکثر اس کا شوق ویرانہ پسندی کی وجہ سے رکھتے ہیں اور دنیا دار اس کا پالنا منحوس سمجھتے ہیں۔ (ف۔آ)

حضرت نے مرے ایک ثنا سا سے یہ پوچھا
اقبالؔ کہ ہے قمریٔ شمشادِ معانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

قناعت:(ق۔نا۔عَت)جو ملے اسی میں گزارا کرنا۔زیادہ طلبی اور حرص سے بچا رہنا۔اکتفا۔ (ف۔آ)

نہ ہو قناعت شعار گلچیں، اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہو جا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

قناعت کرنا:(ق۔نا۔عَت۔کَر۔نا) اکتفا کرنا۔ کافی سمجھنا۔تھوڑی چیز پر راضی رہنا۔ (ف۔آ)

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے!

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر
چمن اور بھی، آشیاں اور بھی ہیں!

(غزل۴۰۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

قند:(قَند) سفید شکر۔ (ف۔ع)

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلا ہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند!

(غزل۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

قندیل:(قَن۔دِیل)لالٹین۔فانوس۔(ف۔ع)

گمان آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۰)

قوت:(قُو۔وَت)سلطنت۔دولت۔ریاست۔ (ف۔آ)

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بیباک ہے

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

قوت:(قُو۔وَت)طاقت۔زور۔توانائی۔تاب۔ (ف۔آ)

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

قوت:(قُو۔وَت)طاقت یعنی صلاحیت۔

(آک۔ا۔ا۔ص۲۵۳)

تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں
انسان کی ہر قوت، سرگرمِ تقاضا ہے

(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

قوم:(قَوم)کُل۔ (ف۔آ)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

قوم:(قَوم)نسل۔ذات۔ (ف۔آ)

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

(توحید۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

قومی:(قَو۔می) ایک مذہب یا ملّت یا مُلک یا سلطنت کے (لوگ) وطنی۔دیسی۔ (ف۔آ)

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

(ترانہ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

قومیت: (قَو۔می۔یَت) تعلق مذہبی۔۔نسل۔ (ف۔آ)

ہے اگر قومیتِ اسلام پابندِ مقام
ہند ہی بنیاد ہے اس کی، نہ فارس ہے، نہ شام

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

قوی: (قَوِی) مضبوط۔مستحکم۔توانا۔زورآور۔ (ف۔آ)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

قہاری: (قَہ۔ہا۔ری) قاہر ہونا۔دشمنوں/کافروں پر سختی کرنے کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۷)

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان!

(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

قہر: (قَہ رر) ۱۔افسوس۔حیف۔ ۲۔ظلم۔ناانصافی۔ستم۔ (ف۔آ)

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حورو قصور
اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور!

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

قہر الٰہی: (قَہ رر۔اِ۔لا۔ہی) غضب خدا کا۔ بلائے آسمانی۔ (ف۔آ)

خود دار نہ ہو فقر تو ہے قہر الٰہی
ہو صاحب غیرت تو ہے تمہیدِ امیری!

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۷)

قیاس: (ق۔یاس) اٹکل۔گمان۔ (ف۔ع)

اپنی ملّت پہ قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۸)

قیام: (ق۔یام) پائداری۔بقا۔استحکام (ف۔آ)

کھل نہیں سکتی شکایت کے لئے لیکن زباں
ہے خزاں کا رنگ بھی وجہِ قیامِ گلستاں

(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

قیام: (ق۔یام) قیام کے دو معنی ہیں لغوی اور اصطلاحی۔ لغوی معنی قیام کرنا۔وقوف کرنا۔کھڑا کرنا اور فقہ کی اصطلاح میں قیام سے نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا (ایک ہیئت مخصوصہ) مراد ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا!

(غزل۳۵۔ب۔ج۔ص۳۴۹)

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

قیامت: (قِیا۔مَت) نہایت۔بہت۔عجیب۔ (ف۔ع)

یہ حُسن، یہ پوشاک، یہ خوبی یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا

(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

قیامت: (قِیا۔مَت) وہ دن جبکہ دنیا کے فنا ہو

جانے کے بعد مردے زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔
(ف۔ع)

نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا میں!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

قیامت برپا کرنا: (قِیا۔مَت۔بَر۔پا۔کَرنا) فتنہ اٹھانا۔فساد مچانا۔ غضب ڈھانا۔ (ف۔آ)

حضورِ حق میں اسرافیلؑ نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا!
(نظم۱۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

قیامت ہے: (قِیا۔مَت۔ہے) آفت ہے۔ بلا ہے۔ (ف۔آ)

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمت خواہ برنائی
(تضمین بر شعرِ صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

قیامت ہے: ظلم ہے۔قہر ہے۔ستم ہے (ف۔آ)

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

ک

کاخ: (کاخ) محل۔ (ف۔ع)

پاس اگر تو نہیں، شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اُجڑے ہوئے کاخ و کو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۴)

کار: (کار) کام۔کاج۔ہنر۔ (ف۔آ)

جہانبانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

قید: (قَید) بند۔اسیری۔ (ف۔ع)

کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، میں قید میں پڑا ہوں
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

قید خانہ: (قَید۔خا۔نَہ) جیل خانہ۔ زنداں۔ قیدیوں کے رہنے کا مکان۔ (م۔ل)

(قید خانہ میں معتمد کی فریاد۔ب۔ج۔ص۳۹۳)

قیصر: (قے۔صَر) روم کا ہر بادشاہ جس طرح قیصر کہلاتا ہے اسی طرح ترکستان کا خان۔چین کا فغفور ہند کا رائے یا راجہ۔ (ف۔آ)

ہے چمکنے میں مزا حسن کا زیور بنکر
زینتِ تاجِ سرِ بانوئے قیصر بنکر
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

قیود: (ق۔یُو۔د) قید کی جمع۔شرطیں۔پابندیاں۔ (ف۔ل)

قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی، لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا
(حضورِ رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

کارآشیاں بندی: (کا۔رِ۔آ۔شِ۔یاں۔بَندِی) گھونسلا بنانے کا کام۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۳۸)

گذر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ وبیاباں میں
کہ شاہیں کے لئے ذلت ہے کارآشیاں بندی
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

کارآفریں: (کاز۔آف۔رِیں) انسانیت کے لئے اہم اور مفید کام کرنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۴۴)

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں، کارکشا، کارساز
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۹)

کارجہاں: (کا۔رِ۔جَہان) دنیا کا کام۔ دنیاوی کام۔ (م۔ل)

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں؟
کارِ جہاں دراز ہے، اب میرا انتظار کر!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

کارخانہ: (کاز۔خا۔نَہ) قدرتِ حق۔ تماشائے حق۔ نیچر۔ معاملات الٰہی۔ (ف۔آ)

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں
(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

کارزار: (کاز۔زار) لڑائی۔ جنگ۔ جدل۔ معرکہ۔ (ف۔آ)

یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار
فتحِ کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

کارساز: (کاز۔سَاز) کام بنانے والا۔ قادرِ مطلق۔ (ف۔آ)

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہان کاف ونوں
(ابلیس کی مجلس۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۴۷)

کارسازی: (کاز۔سازی) کام بنانا۔ کام دینا۔ (ف۔ع)

ترے دشت و در میں مجھکو وہ جنوں نظر نہ آیا
کہ سکھا سکے خرد کو رہ ورسم کارسازی!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۶)

کارفرما: (کاز۔فَر۔مَا) حاکم۔ کام۔ بتانے والا۔ (ف۔ع)

یہ جو ہر اگر کارفرما نہیں ہے
تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی!
(محبت۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

کارفرمائی: (کاز۔فَر۔مَا۔ائی) کام بتانا۔ (ف۔ع)

اسی نگاہ سے محکوم قوم کے فرزند
ہوئے جہاں میں سزاوارِ کارفرمائی!
(نگاہِ شوق۔ض۔ک۔ص۵۷۳)

کارگہ: (کاز۔گَہ) چیز بنانے کی جگہ۔ کارخانہ۔ ورکشاپ۔ (ف۔ع)

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان!
(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۳)

کارواں: (Karvan, caravan) A large Body of pilgrims journeying together for mutual protection (qaflah) (ہ۔ڈ۔ف)

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
ارم بن گیا دامنِ کوہسار!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

کاری: (کا۔ری) کارآمد۔ (ف۔آ)

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بے داغ ضرب ہے کاری
(محراب گل افغان۔۔۔۱۰۔ض۔ک۔ص۶۳۳)

کاس الکرام: (کا۔سُل۔کِرام) کاس بمعنی پیالہ۔کرام بمعنی سخی کاس الکرام سے وہ پیالہ مراد ہے جس سے دوسروں کو بھی حصہ ملے۔(ش۔م۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گُل تابناک
عشق ہے صہبائے خام، عشق ہے کاس الکرام
(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

کاسہ: (کا۔سَہ) پیالہ۔ (م۔ل)

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ وہی آش!
(اقبال۔ض۔ک۔ص۵۸۰)

کاش: (کاش) خدا کرے یہ کلمہ تمنا اور آرزو کا ہے۔ (ک۔ل)

آتی نہیں صدائیں اس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں
(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

کاشانہ: (کا۔شا۔نَہ) جھونپڑا۔چھوٹا گھر۔مکان۔ (ل۔ک)

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

کاشی: (کا۔شی) کاشان کا باشندہ۔ (ف۔ع)

خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی
رومی ہے، نہ شامی ہے، کاشی، نہ سمرقندی!
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۶۳)

کافر: (کا۔فِر) حق کو چھپانے والا۔منکرِ خدا۔ ملحد۔بے دین۔ (ف۔آ)

سنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثرِ فلسفہ دانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

شہیدِ محبت نہ کافر نہ غازی!
محبت کی رسمیں نہ ترکی نہ تازی!
(محبت۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

کافرانہ: (کا۔فِ۔رَا۔نَہ) کافر کی مانند۔ (ف۔ع)

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ بازمانہ بسازی بخود نمی سازی
(ملا زادہ ضیغم۔۔۔ب۔د۔ص۶۸۵)

کامل عیار: (کا۔مل۔ع۔یار) جانچا ہوا۔ پرکھا ہوا۔ کھرا جو معیار پر پورا اترے۔ (م۔ل)

دگر شاخِ خلیل از خونِ نمناک میگردد
بازارِ محبت نقدِ ما کامل عیار آمد!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

کامنی: (کام۔نی) نہایت خوبصورت عورت۔ حسینہ۔ جمیلہ۔ شکیلہ۔ (ف۔آ)

وہ پیاری پیاری صورت، وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانہ

(پرندے کی فریاد۔ب۔د۔ص۳۷)

کانٹا نکلنا: (کانٹا۔نِ۔کلن۔نا) غم دور ہونا۔ تکلیف رفع ہونا۔ (ف۔آ)

آزاد فکر سے ہوں، عزلت میں دن گزاروں
دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو

(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

کاوش: (کا۔وِش) تجسس۔ تلاش۔ جستجو (ف۔آ)

عقدۂ اضداد کی کاوش نہ تڑپائے مجھے!
حسنِ عشق انگیز ہر شے میں نظر آئے مجھے

(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

کاوش: (کا۔وِش) خلش۔ (ف۔آ)

فزوں ہے سود سے سرمایۂ حیات ترا
مرے نصیب میں ہے کاوشِ زیاں، پھر کیا؟

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

کاہ: (کاہ) تنکا۔ گھاس۔ (ف۔ع)

ہر کہ کاہ وجو خورد قرباں شود
ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود

(یورپ سے ایک خط۔ب۔د۔ص۴۴۱)

کاہل: (کا۔ہل) ست۔ کام چور۔ آرام طلب۔ (ف۔آ)

ان میں کاہل بھی ہیں غافل بھی ہیں ہشیار بھی ہیں
سیکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھی ہیں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

کاہیدہ: (کا۔ہی۔دَہ) گھٹا ہوا۔ لاغر شدہ۔ کمشدہ۔ دُبلا۔ (ف۔آ)

سیکڑوں نخل ہیں، کاہیدہ بھی، بالیدہ بھی ہیں
سیکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

کائنات (کا۔اِ۔نات) دنیا۔ موجودات۔ مخلوقات۔ (ف۔آ)

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرّۂ کائنات

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تُو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو!

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

کبر: (کِبر) غرور۔ تکبر۔ (ف۔آ)

خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی، تو بے لذتِ نیاز نہیں

(غزل ۱۵۔ب۔د۔ص۳۳۰)

کبریا: (کِبْ۔رِیَا) نام اللہ تعالیٰ۔ (ف۔ع)

ہوں مفسّر کتاب ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں!

(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

کبریائی: (کِبْ۔رِ۔یَا۔اِی) بزرگی۔شان و شکوہ۔ (ف۔ل)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۵)

کبریت: (کِبْ۔رِ۔یَت) دیا سلائی۔گندھک۔ (ف۔ع)

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کسطرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!

(تربیت۔ض۔ک۔ص۵۴۱)

کبک: (کَبَک) چکور۔مُرغ آتش خوار۔ (ف۔آ)

باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے روح کو کردوں ہلاک!

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۶)

کبود: (ک۔بُ/وُد) نیلگوں۔نیلا۔ (ف۔ع)

عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہر کبود!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

کبیر: (ک۔بِیْر) بڑا۔ (م۔ل)

سنیں گے میری صدا خانزاد گانِ کبیر؟
گلیم پوش ہوں میں، صاحبِ کلاہ نہیں!

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۴۰)

کتاب: (کِ۔تَابْ) لکھے ہوئے مجتمع یکساں اوراق۔ (ف۔ع) مراد قرآن شریف۔

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر!

(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

کتاب: (کِ۔تَابْ) نوشتہ۔ (ف۔ع)

مراد اعمال نامہ۔

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و ملّا کی سادہ اوراقی!

(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

کتاب اللہ: (کِ۔تَا۔بُل۔لَاہ) وہ کتاب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام الٰہی کی بابت کسی پیغمبر کے وسیلے سے نازل ہوئی ہو۔قرآن شریف۔ (ف۔آ)

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

(ابلیس کی مجلس۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۵)

کتاب خواں: (کِتَابْ۔خَوَان) شہدائے کربلا کا ذکر بغیر از الحان ممبر پر بیٹھ کر پڑھنے والا۔تحت اللفظ پڑھنے والا۔ (ف۔آ)

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے، مگر صاحبِ کتاب نہیں!

(طالب علم۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

کبریا: (کِبْ۔ریا) نام اللہ تعالیٰ۔ (ف۔ع)

ہوں مفسّر کتاب ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں!
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۱)

کبریائی: (کِبْ۔ر۔یا۔ائی) بزرگی۔شان و شکوہ۔ (ف۔ل)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۵)

کبریت: (کِبْ۔ر۔یَت) دیا سلائی۔گندھک۔ (ف۔ع)

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کسطرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!
(تربیت۔ض۔ک۔ص۵۴۱)

کبک: (کَبْک) چکور۔مُرغ آتش خوار۔ (ف۔آ)

باز نہ ہوگا کبھی بندۂ کبک و حمام
حفظِ بدن کے لیے روح کو کردوں ہلاک!
(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۶)

کبود: (ک۔بُ/و/د) نیلگوں۔نیلا۔ (ف۔ع)

عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہر کبود!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

کبیر: (ک۔بِیر) بڑا۔ (م۔ل)

سنیں گے میری صدا خانزاد گانِ کبیر؟
گلیم پوش ہوں میں، صاحبِ کلاہ نہیں!
(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۴۰)

کتاب: (کِ۔تاب) لکھے ہوئے مجتمع یکساں اوراق۔ (ف۔ع) مراد قرآن شریف۔

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر!
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

کتاب: (کِ۔تاب) نوشتہ۔ (ف۔ع)

مراد اعمال نامہ۔

کرے گی داورِ محشر کو شرمسار اک روز
کتابِ صوفی و ملّا کی سادہ اوراقی!
(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

کتاب اللہ: (کِ۔تا۔بُل۔لاہ) وہ کتاب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام الٰہی کی بابت کسی پیغمبر کے وسیلے سے نازل ہوئی ہو۔قرآن شریف۔ (ف۔آ)

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے
(ابلیس کی مجلس۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۵)

کتاب خواں: (کِتاب۔خوان) شہدائے کربلا کا ذکر بغیر از الحان ممبر پر بیٹھ کر پڑھنے والا۔تحت اللفظ پڑھنے والا۔ (ف۔آ)

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے، مگر صاحبِ کتاب نہیں!
(طالب علم۔ض۔ک۔ص۵۴۴)

کتبخانہ: (Kutub-khana) A library, a book shop (ہ۔ڈ۔پ)

کھلا جب چمن میں کتبخانہ گل
نہ کام آیا ملّا کو علمِ کتابی

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

کٹ مرنا: (کٹ۔مَر۔نا) لڑ مرنا۔ (ف۔آ)

اے ارضِ پاک! تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا

(ترانۂ ملّی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

کٹھن: (ک۔ٹھن) مشکل۔دقت۔طلب۔

(ف۔ع)

ہوا جب اسے سامنا موت کا
کٹھن تھا بڑا تھا منا موت کا

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

کٹیا: (کٹ۔یا) درویشوں کی جھونپڑی۔ (ف۔ل)

لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے بھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۲۹)

کثرت: (کث۔رَث) مجازاً علائق دنیوی جیسے کثرت میں وحدت کا مزا لوٹنا۔ (ف۔آ)

کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے، وہ پھول میں مہک ہے

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

کثرت: (کث۔رَث) بہتات۔زیادتی۔بھیڑ بھاڑ

(ف۔ع)

یہ وحدت ہے، کثرت میں ہر دم اسیر!
مگر ہر کہیں بے چگوں، بے نظیر!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

کج: (کج) ٹیڑھا۔خمیدہ۔ (ف۔ع)

صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

کج بینی: (کج۔بی۔نی) نگاہ کی خرابی۔غلط نظر۔

(ف۔ع)

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے!

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

کجدار مریز: (کج۔دار۔مَرِیز) انوکھی بات جس کی تعمیل مشکل ہو۔ (ف۔ع)

تری کتابوں میں اے حکیم معاش رکھا ہی کیا ہے آخر
خطوط خمدار کی نمائش! مریز و کجدار کی نمائش!

(کارل مارکس۔۔۔ض۔ک۔ص۵۹۹)

کج رو: (کج۔رَو) ٹیڑھا چلنے والے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۸)

اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟

(غزل۲۔ب۔ج۔ص۲۹۸)

کجکلاہی: (کج۔کُلا۔ہی) بادشاہی۔ (ف۔ع)

مرے حلقۂ سخن میں ابھی زیرِ تربیت ہیں

وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسم کجکلاہی!

(غزل ۲۲۔ب۔ج۔ص ۳۳۷)

کد: (کَدّ) رنج۔سختی۔ (ف۔ع)

لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر
دوسرا نام اسی دین کا ہے 'فقرِ غیور'!

(اسلام۔ض۔ک۔ص ۴۹۳)

کدو (ک۔دُو) شراب کی بوتل یا صراحی۔ (ف۔ع)

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مردہ ذوق
خلوتیانِ میکدہ کم طلب و تہی کدو!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۴)

کدورت: (ک۔دُو۔رَث) غبارِ دل۔ رنجش۔افسردگی۔رنج وملال۔ (ف۔آ)

پریشاں ہوں میں مشتِ خاک، لیکن کچھ نہیں کھلتا
سکندر ہوں کہ آئینہ ہوں یا گردِ کدورت ہوں

(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۶۹)

کدوکاوش: (ک۔دُو۔کا۔وِش) کھوج۔تلاش۔ (ف۔ع)

یہ پیران کلیسا و حرم! اے وائے مجبوری!
صلہ ان کی کدوکاوش کا ہے سینوں کی بے نوری!

(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص ۳۵۱)

کدہ: (کَدَہ) خانہ۔گھر۔گاؤں۔ (ف۔ع)

پھر میرے تجلی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چمنستان و بیابان ودروبام!

(شعاعِ امید۔ض۔ک۔ص ۵۶۹)

کرار: (کَرّ۔رَاز) (لغ: ہٹا دینے والا۔ باربار حملہ کرنے والا) حضرت علی کا لقب۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔ص ۱۹۱)

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

(غزل ۱۴۔ب۔ج۔ص ۳۲۹)

کرامات: (کَرَا۔مَات) کرشمہ۔معجزہ۔حیرت انگیز وتعجب خیز امر جو کسی ولی اللہ یا کامل سے ظاہر ہو۔ (ف۔آ)

رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی
فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی!

(غزل ۴۵۔ب۔ج۔ص ۳۵۷)

کرامات: (کَرَا۔مَات) (۱) کرامت کی جمع۔ بزرگیاں۔نوازشیں۔ (۲) عظمت۔فضیلت۔ (ف۔آ)

کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی
منظور تھی تعداد مریدوں کی بڑھانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص ۵۹)

کرامت: (ک۔رَا۔مَت) بزرگی۔عظمت۔ فضیلت۔ دادودہش۔ (ف۔آ)

ہے زیارت گاہِ مسلم گو جہان آباد بھی
اس کرامت کا مگر حقدار ہے بغداد بھی

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔ج۔ص ۱۴۵)

کرامت: (ک۔رَا۔مَت) ا۔معجزہ۔کرشمہ۔ ۲۔خوبی۔عمدگی۔ (ف۔آ)

فیض یہ کس کی نظر کا ہے کرامت کس کی ہے؟
وہ کہ جس کی نگہ مثلِ شعاعِ آفتاب!

(مسولینی۔ب۔ج۔ص ۴۴۳)

کراں: (کَران) کنارہ۔انتہا۔ (ف۔ع)

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجکو
یہ میری خودنگہداری مرا ساحل نہ بن جائے!

(غزل۔ب۔ج۔ص۳۰۲)

کرب: (کَرب) غم واندوہ۔بے چینی۔بے کلی (ف۔ع)

پڑھ لیے میں نے علومِ شرق و غرب
روح میں باقی ہے اب تک دردو کرب!

(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۷)

کرد: (کَرد) عمل۔کام۔ (ف۔ع)

اگر زآتشِ دل شرارے بگیری
تواں کرد زیرِ فلک آفتابی

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

کردار: (کِرْ۔دَار) شغل۔کام۔عمل۔ (ف۔آ)

تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بکنار

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

کردار: (کِرْ۔دَار) رویّہ۔عادت۔ (ف۔آ)

ہر اک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

کردہ: (کَرْ۔دَہ) کیاہوا۔ (ف۔ع)

شہپر زاغ و زغن دربندِ قید وصید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند

(اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

کرسی: (کُرْ۔سِی) آٹھواں آسمان۔ (ف۔آ)

زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۵)

کرشمہ: (ک۔رِش۔مَہ) معجزہ۔کرامات۔ (ف۔آ)

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
لا کے دریا میں نہاں موتی ہے اِلّا اللہ کا

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص۱۱۴)

کرشمہ سازی: (ک۔رِش۔مَہ۔سا۔زِی) نازوادا کی کیفیت۔کرشمہ بنانے والا۔کرشمہ دکھلانا۔(م۔ل)

میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟ یہ مکاں کہ لامکاں ہے؟
یہ جہاں مرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی؟

(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

کرگس: (کَرْ۔گَس) گدھ۔ (ف۔ع)

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور!

(حال ومقام۔ب۔ج۔ص۴۴۸)

کرم: (کَرَم) مہربانی۔بخشش۔مروّت (ف۔ع)

کرم اے شہِ عرب وعجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغِ سکندری

(میں اورتو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

کرم (کِرْم) کیڑا۔ (ف۔ع)

عِلم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن

عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین وظن
بندۂ تخمین وظن! کرمِ کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب
(علم وعشق۔ض۔ک۔ص۴۸۲-۴۸۳)

کرمک: (کِرْ۔مَک) چھوٹا کیڑا۔ (ف۔ع)
دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

کرم کرنا: (کَرَم۔کَرْ۔نا) عنایت فرمانا۔نوازش کرنا۔مہربانی کرنا۔ (ف۔آ)
ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کئے تھے حضورؐ نے؟"
(جنگِ یرموک کا۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

کرمک ناداں: (کِرْ۔مَکِ۔نا دَان) پروانہ جسے اقبال نے کرمکِ ناداں کا لقب عطا کیا ہے عشق کی علامت ہے۔کرمکِ شب تاب (جگنو) بھی اقبال کی شاعری میں ایک علامت ہے جس سے اقبال کے روحانی ارتقا کی نشاندہی ہوتی ہے۔پروانہ کا کام شمع کے گرد طواف کرنا ہے۔مگر کرمکِ شب تاب یعنی جگنو شمع کا متوالا نہیں کیونکہ روشنی اسے اپنی ذات کے بطون سے مہیا کردی گئی ہے۔اقبال کے ہاں جب پروانے سے جگنو کی طرف سفر کا آغاز ہوا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ عشق کی سرحد کو عبور کر کے آگہی کے مراحل میں داخل ہو رہے تھے۔انہوں نے پروانے کی تعریف میں رطب اللسان رہنے کے بجائے اب اس کے طریق کار اور رویے پر نقد و نظر سے بھی کام لینا شروع کیا۔لہذا یہ خیال اب پختہ ہونے لگا کہ روشنی کہیں باہر نہیں بلکہ ذات کے تجلی زار میں مستور ہے۔یہ ایک بہت بڑا انکشاف تھا جو یقیناً سوچ بچا رکا نہیں بلکہ کشف اور روحانی تجربہ کا ثمر تھا۔
(اقبال کے تصوراتِ عشق وخرد۔ص۲۳۶-۲۳۷)

کرمکِ ناداں طوافِ شمع سے آزاد ہو
اپنی فطرت کے تجلی زار میں آباد ہو!
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

کرن: (کِرَن) شعاعِ آفتاب۔شعاعِ قمر۔ (م۔ل)
کرن چاند میں ہے، شرر سنگ میں
یہ بیرنگ ہے ڈوب کر رنگ میں
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

کرہ (کُرَہ) گولا۔گیند۔ہر گول چیز۔(ق۔ل)
خنک ایسا کہ جس سے شرماکر
کرۂ زمہریر ہو روپوش
(سیر فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

کرۂ ارض: (کُرَۂ۔اِ۔اَرْض) زمین کا گولہ۔ تمام زمین جو گیند کی شکل پر ہے۔ (ف۔آ)
طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے!
(جمعیتِ اقوامِ مشرق۔ض۔ک۔ص۶۰۹)

کریم: (ک۔رِیم) بخشنے والا۔اصطلاح میں کریم وہ شخص جو اپنی حاجت پر اور کی حاجت کو مقدم رکھے۔رحیم۔مہربان۔شفقت کرنے والا۔ (ف۔آ)
تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم

تم خطا کارو خطا بیں، وہ خطاپوش و کریم
(جواب۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۰۴)

کژدم: (گژ۔دُم) بچھو۔عقرب۔(ف۔ع)

نے نھیب مارو کژدم نے نھیب دام و دو
ہے فقط محکوم قوموں کے لئے مرگِ ابد!
(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۶۶۲)

کس: (کَس) کوئی۔ (ف۔آ)

برسماعِ راست ہر کس چیر نیست!
طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست!
(پیر رومی۔ب۔ج۔ص۴۲۷)

کساد: (کَساد) بے رواجی۔ناخریداری۔ (ف۔ع)

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجرانِ فرنگ
وہ شے متاعِ ہنر کے سوا کچھ اور نہیں
(منزل۲۴۔ب۔ج۔ص۳۳۹)

کسب: (کَس رب) حاصل کرنا۔پیدا کرنا۔ (ف۔آ)

خورشید کرے کسبِ ضیا تیرے شرر سے!
ظاہر تری تقدیر ہو سیمائے قمر سے!
(جذت۔ض۔ک۔ص۵۸۴)

کسر: (کَسر) شکستگی۔ٹوٹ۔پھوٹ۔(ف۔آ)

ہوئے ہیں کسرِ چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات!
(بلشویک روس۔ض۔ک۔ص۶۰۳)

کسریٰ: (کَس۔رَا) بادشاہ۔لقب قدیم شاہان ایران۔ (ف۔ع)

نہ ایراں میں رہے باقی، نہ توراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر وکسریٰ
(غزل۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

کس قدر: (کِس۔قَدَر) کہاں تک۔کس حد کا کس درجہ کا۔ (ف۔آ)

ہوں زمیں پر، گزر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

کسک: (کَسک) ا۔درد۔تکلیف۔۲۔ٹیس۔کم درد۔ (ف۔آ)

یہ چاند آسماں کا شاعر کا دل ہے گویا
واں چاندنی ہے جو کچھ، یاں درد کی کسک ہے
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

کسوت: (کِسوَت) لباس۔پوشاک۔بستر۔ (ف۔آ)

دل کی کیفیت ہے پیدا پردۂ تقریر میں
کسوتِ مینا میں مے مستور بھی عریاں بھی ہے
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

کش: (کَش) کشیدن کا امر۔جیسے زحمت کش۔ محنت کش وغیرہ۔ (ف۔آ)

تو اگر زحمت کشِ ہنگامۂ عالم نہیں
یہ فضیلت کا نشاں اے نیرِ اعظم نہیں

(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

کش: (کَش) مصدر کشتن کا اسم فاعل بمعنی کھولنے یا حل کرنے والا۔ (مرکبات میں جیسے محسن کش) (ف۔ل)

بھلا تعمیل اس فرمانِ غیرت کش کی تھی ممکن
شہنشاہی حرم کی ناز نینانِ سمن بر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

کشا: (کُشا) کھولنے یا حل کرنے والا۔ (ف۔آ)

کیوں چمن میں بے صدا مثلِ رمِ شبنم ہے تو؟
لب کشا ہو جا سرودِ بربطِ عالم ہے تو؟

(نشمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

کشاد: (کُشاد) فتح۔ (ف۔ع)

کوہِ شگاف تیری ضرب، تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیش نیام سے گذر!

(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

کشاد در دل: (کُ۔شا۔دِ۔دَرِ۔دِل) دل کے دروازے کا کھلنا۔ جذبہ ہائے عشق کا باعث۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۳)

کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں!

(طارق کی دُعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

کشاد دل: (کُشادِ۔دِل) دل کا کھلنا۔ معرفت و عشق سے دل کا پُر ہونا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۷۱۶)

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!

(تربیت۔ض۔ک۔ص۵۴۱)

کشادہ: (کُ۔شا۔دَہ) کھلا ہوا۔ فراخ۔

(ف۔آ)

اگر سیاہ دلم، داغِ لالہ زارِ توام
وگر کشادہ جبینم، گلِ بہارِ توام

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

کشاکش: (کُشا۔کُش) کثرت۔ آمد و رفت کی دھکا پیل۔ (ف۔آ)

واں بھی موجوں کی کشاکش سے جو دل گھبراتا
چھوڑ کر بحر کہیں، زیبِ گلو ہو جاتا

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

کشاکش: (کُشا۔کُش) کھینچا تانی۔ متواتر کھینچنا۔ کشمکش۔ (ف۔آ)

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی

(شمع۔ب۔ج۔ص۴۵)

کشاں کشاں: (کُشاں۔کُشاں) کشاں کی تاکید۔ زبردستی۔ (ف۔ل)

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذت کشاں کشاں مجکو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

کشت: (کِشت) کھیتی باڑی۔ زراعت (ف۔آ)

تیرے فردوسِ تخیل سے ہے قدرت کی بہار
تیری کِشتِ فکر سے اُگتے ہیں عالم سبزہ وار

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

کشت: (کِشت) بویا ہوا کھیت۔ (ف۔آ)

عرض کی میں نے، الٰہی! مری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب و لبِ کشت!

(ملّا اور بہشت۔ب۔ج۔ص۴۰۹)

کشت و خوں: (کُش۔تُو۔خُوں) خونریزی۔ کشش و کوشش۔ (ف۔آ)

اے مسلماں ملّتِ اسلام کا دل ہے یہ شہر!
سینکڑوں صدیوں کی کشت و خوں کا حاصل ہے یہ شہر!

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

کشتہ: (کُش۔تَہ) مقتول۔ذبح کیا ہوا۔بسمل۔ شہید۔ (ف۔آ)

یہ انجمن ہے کشتۂ نظارۂ مجاز
مقصد تری نگاہ کا خلوت سرائے راز

(درِ دلِ عشق۔ب۔د۔ص۵۱)

کشتہ: (کُش۔تَہ) فریفتہ۔عاشق۔(ف۔آ)

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری!
اے کشتۂ سلطانی و مُلّائی و پیری!

(آوازِ غیب۔ا۔ح۔ص۶۷۰)

''کشتیِ مسکین'' و ''جانِ پاک'' و ''دیوارِ یتیم'': (کِش۔تی۔ا۔مس۔کی۔نو۔جانِ۔پا۔کُ۔نو۔دی۔وا۔ر۔یَتیم) سورۂ کہف میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ کو خدا نے حضرت خضرؑ سے ملنے کے لئے بھیجا۔ خضرؑ نے موسیٰ کو اس شرط پر ساتھ چلنے کو کہا کہ وہ جو بھی عمل کریں موسیٰ اس کے بارے میں کوئی بھی سوال نہ کریں۔ چنانچہ ایسے تین موقع آئے۔ ایک تو خضرؑ نے اس کشتی میں سوراخ کیا جس میں انھوں نے دریا پار کیا تھا۔ دوسرے ایک مقام پر جہاں لوگوں نے ان کے ساتھ بدسلوکی کی تھی، انھوں نے ایک دیوار کی مرمت کی اور تیسرے یہ کہ انھوں نے ایک بچے کو قتل کر دیا۔ چنانچہ موسیٰ سوال کئے بغیر نہ رہ سکے۔ خضرؑ نے وضاحت کی کہ کشتی میں سوراخ اس لئے کیا کہ وہ ایک غریب ملاح کی روزی کا وسیلہ تھی اور اس مقام کا جابر حاکم ساری کشتیوں پر اپنا قبضہ کرنے والا تھا اس لئے سوراخ کے نقص سے یہ کشتی بچ جائے گی۔ جس دیوار کی مرمت کی تھی وہ دراصل دو یتیموں کی تھی جن کا مال اس کے نیچے دفن تھا اور وہ لڑکا جن کو قتل کیا گیا وہ بڑا ہو کر انتہائی بدکار ہونے والا تھا حالاں کہ اس کے باپ اور ماں نہایت نیک اور پرہیزگار تھے۔ اس وضاحت کے ساتھ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے رخصت چاہی۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۹۲)

" کشتیِ مسکین" و "جانِ پاک" و "دیوارِ یتیم"
علمِ موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

کشش: (ک۔شِش) کھینچاؤ۔جذب۔رغبت۔ رجحان۔ (ف۔آ)

میرے ویرانے سے کوسوں دُور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن

(چاند۔ب۔د۔ص۷۸)

کشش کا راز: (ک۔شِش۔کا۔رَاز) اس شعر میں نیوٹن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سر آئزک

نیوٹن (Sir Isaac Newton) ۲۵ر دسمبر ۱۶۴۲ء کو پیدا ہوا۔ ایک روز نیوٹن نے جب سیب کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا تو دفعۃً اس کا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ زمین میں کوئی ایسی کشش ضرور ہے جو اشیا کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ نیوٹن اپنے اس مشاہدے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف قسم کے تجربات میں مشغول ہو گیا۔ اور آخر کار کشش ثقل کا قانون دریافت کرلیا۔ اس کا انتقال ۲۰ر مارچ ۲۷-۱۷۲۶ء کو ہوا۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج۔۶۔ص ۳۶۱-۳۶۳) بحوالہ م۔ت۔ا۔ا۔ص ۱۹۹)

کشش کا راز ہو یدا کیا زمانے پر
لگا کے آئینۂ عقلِ دوربیں میں نے

(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص ۸۲)

کشمکش: (کَش۔مَکش) کھینچا تانی۔ (ف۔ع)

فرصت کشمکش مداہ ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوے تابدار را

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۵)

کشود: (کُشودْ) کھول۔کھلائی۔ (ف۔ع)

تیری فضاء دلفروز، میری نواسینہ سوز
تجھ سے دلوں کا حضور، مجھ سے دلوں کی کشود

(مسجد قرطبہ۔ب۔د۔ص ۳۸۷)

کشود کار: (ک۔کُشودْ۔کار) مطلب حاصل ہونا۔ مشکل حل ہونا۔ (ف۔ل)

سکونِ دل سے سامانِ کشودِ کار پیدا کر
کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۰۳)

کشور: (کِشْ۔وَر) ولایت۔اقلیم۔دیس۔ملک (ف۔آ)

کہہ ہم سے بھی اس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبت کا ترانہ

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص ۲۱۵)

کشور کشائی: (کِشْوَر۔ک۔شا۔ائی) کامیابی۔ فتح۔ (ف۔آ)

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی!

(طارق کی دُعا۔ب۔د۔ص ۳۹۷)

کشید: (ک۔شِید) کھینچ۔ (ف۔آ)

کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی وصحرا!
صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۵)

گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتداء عجب! عشق کی انتہا عجب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۶)

کشید: (ک۔شِید) کھینچی ہوئی مراد تیار کی گئی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۵۶۷)

اس کے آبِ لالہ گوں کی خونِ دہقاں سے کشید
تیرے میرے کھیت کی مٹی ہے اس کی کیمیا

(گدائی۔ب۔ج۔ص ۴۰۹)

کعبہ: (کَع۔بَہ) وہ خدا کا گھر جس کو اولاً حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے مکّہ میں تعمیر کیا تھا۔

حضرت ابراہیم کے والد کا نام آزر تھا جو ماہر بت تراش تھا۔ لیکن حضرت ابراہیم شروع سے ہی خدا پرست تھے۔ چنانچہ آپ نے بت پرستی کی سخت مخالفت کی۔ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ تعمیر کیا۔ بعد میں ایامِ جہالت میں کعبہ میں بت نصب کر دیے گئے تھے۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۔۱۹۹)

نکالا کعبے سے پتھر کی مورتوں کو کبھی
کبھی بتوں کو بنایا حرم نشیں میں نے

(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

کف: (کَف) ہاتھ کی ہتھیلی۔ کفِ دست۔ (ف۔آ)

تو کفِ خاک و بے بصر! میں کفِ خاک و خود نگر!
کشتِ وجود کے لیے آبِ رواں ہے تو کہ میں؟

(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۲۰)

کف: (کَف) جھاگ۔ جیسے کفِ دریا۔ (ف۔آ)

برنگِ بحر ساحل آشنا رہ!
کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

کفار (کُف۔فاز) کافر کی جمع۔ ناسپاس۔ ناشکرے۔ (ف۔آ)

توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے؟

(شکوہ۔ب۔ج۔ص۱۶۵)

کفِ آئینہ پر حنا باندھنا: یہ محاورہ ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ جس طرح آئینہ کو رنگ حنا سے کوئی رابطہ نہیں ہے اسی طرح دل کی صفائی کو رنگ تعلق سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ دنیا والوں سے تعلقات میں خوبی پیدا کرنے سے دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ چونکہ آئینہ پر حنا کا رنگ نہیں چڑھتا۔ اس لئے اس محاورہ کا مطلب بے سود کام کرنا بھی ہو گیا۔

(ش۔ب۔د۔ص۔۱۱۰)

صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تو نے

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

کف خاک: (کفِ۔خاک) باضافت (کنایۃً) مٹھی بھر خاک۔ (م۔ل)

عرشِ معلّیٰ سے کم سینۂ آدم نہیں
گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہرِ کبود

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

کفر: (کُفر) خدا کو نا ماننا۔ بے اعتقادی۔ ناشکری۔ (ف۔آ)

خندہ زن کفر ہے، احساس تجھے ہے کہ نہیں؟
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

کفن: (ک۔فَن) وہ کپڑا جس سے مردے کی لاش لپیٹتے ہیں۔ (ف۔آ)

آسماں کیا، عدم آباد وطن ہے میرا
صبح کا دامنِ صد چاک کفن ہے میرا

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

کفن پوش: (ک۔فَن۔پوش) کفن پہننا۔

کفن میں چھپنا۔ (م۔ل)

ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردِ کفن کو؟

(مہدی۔ض۔ک۔ص۵۲۱)

کل: صوفیہ کی اصطلاح میں واحد مطلق چونکہ حق تعالیٰ باعتبار وحدیث والہیت جامع اسمائے مجموع ہے اس وجہ سے اُسکا یہ نام بھی ہے۔ (ف۔آ)

جستجو کل کی لئے پھرتی ہے اجزا میں مجھے
حسن بے پایاں ہے دردِلا دوا رکھتا ہوں میں

(عاشقِ ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

کل: (کُل) تمام۔کامل۔جملہ۔سب۔سارا۔ پورا۔ (ف۔آ)

اگر مقصود کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نو بنو کی انتہا کیا ہے

(حضرت انسان۔ا۔ح۔ص۲۹۲)

کلام: (ک۔لام) اعتراض۔ عذر۔ جائے گفتگو۔حجت۔گرفت۔ (ف۔آ)

مقامِ امن ہے جنت، مجھے کلام نہیں
شباب کے لیے موزوں ترا پیام نہیں

(عشرت امروز۔ب۔د۔ص۱۲۵)

کلام: (ک۔لام) سخن۔بات۔گفتگو۔ (ف۔آ)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر!
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

(ب۔ج۔ص۲۹۵)

کلام: (ک۔لام) وہ فن مراد ہے جس کی مدد سے سائنس اور فلسفہ کے مقابلے میں اسلام کی حقانیت ثابت کی جاتی ہے۔ (ف۔آ)

تمدن، تصوف، شریعت، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

کلام اللہ (ک۔لا۔م۔اَل۔لاہ) قرآن شریف۔ The word of God, The Quran

(ف۔آ)(ہ۔ژ۔ف)

ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم
اُمتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟

(ابلیس کی۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۶)

کلام کرنا: (ک۔لا۔م۔کرنا) بات چیت کرنا۔بولنا۔ (ف۔آ)

پہلے جھک کر اسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یوں کلام کیا

(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۲)

کلام کرنا (ک۔لام۔کرنا) اس شعر میں قرآن عزیز کی مندرجہ ذیل آیت کے ٹکڑے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ولمّا جآءَ موسیٰ لمیقاتنا و کلّمہ ربّہ قال ربّ ارنی انظر الیک۔قال لن ترانی۔ ۷/۱۴۳۔ترجمہ: اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر کوہِ طور پر پہونچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے اے پروردگار مجھے (جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار (بھی) دیکھوں پروردگار

نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔
(م۔ت۔ا۔ا۔ص۔۵۷-۵۸)

خصوصیت نہیں کچھ اس میں اے کلیم! تری
شجر حجر بھی خدا سے کلام کرتے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

کلاہ: (ک۔لاہ) ٹوپی۔تاج۔ (ف۔ع)

برہنہ سر ہے تو عزمِ بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کلاہ!
(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۲۸)

کلاہ لالہ رنگ: (ک۔لاہ۔لالہ۔رنگ)

کلاہ لالہ رنگ سے ایران مراد ہے۔اسمٰعیل صفوی شاہ ایران نے سرخ ٹوپی اپنی فوج کے سپاہیوں کی وردی میں شامل کی تھی۔سرخ رنگ کی ٹوپی، مراد پھندنے والی ٹوپی جو ترک پہنا کرتے تھے۔قومی لباس چھوڑنے کی تحریک میں اسے بھی پہننا چھوڑ دیا۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۵۸)
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۴)

ہو گئی رسوا زمانے میں کلاہِ لالہ رنگ!
جو سراپا ناز تھے ہیں آج مجبورِ نیاز!
(دنیائے اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۴)

کلبہ (کُل۔بَہ) غریبوں کا جھونپڑا۔تنگ و تاریک حجرہ۔ (ف۔آ)

کلبۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت!
دشت و در میں، شہر میں، گلشن میں، ویرانے میں موت
(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

کلس: (ک۔لَس) قُبّہ لوہے یا پیتل یا تانبے کا سنہری ملمع کیا ہوا اسکھر جو اکثر مندروں یا مسجدوں کے گنبدوں میں لگا ہوتا ہے۔گنبد۔ (ف۔آ)

دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملا دیں
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

کلغی: (کُل۔غی) پرندوں کا خوشنما تاج جو اکثر پرندوں کی چوٹی پر قدرتی ہوتا ہے۔(ف۔آ)

آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۳۰)

کلفت: (کُل۔فَت۔) تکلیف۔سختی۔مصیبت۔ ملالِ خاطر۔ (ف۔آ)

کلفتِ غم گرچہ اس کے روز و شب سے دور ہے
زندگی کا راز اس کی آنکھ سے مستور ہے
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

کلک: (کِلک) قلم۔خامہ۔ (ف۔آ)

دیا رونا مجھے ایسا کہ سب کچھ دے دیا گویا
لکھا کلکِ ازل نے مجھ کو تیرے نوحہ خوانوں میں
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۰)

کلمہ: (ک۔لِ۔مَہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ۔
(ف۔آ)

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۴)

کلمہ گو: (ک۔لِ۔مَہ۔گُو) مسلمان۔مومن۔ (ف۔آ)

میں نے کہا کہ ''آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ گو بھی مہ فروش''

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

کل نہ پڑنا: (کَل۔نَہ۔پَڑ۔نا) چین نہ آنا۔ قرار نہ پڑنا۔ (ف۔آ)

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبو دے اے محیطِ آب گنگا تو مجھے

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

کلہ فقر: (ک۔لَہِ۔فَقر) فقیری کی ٹوپی مراد سلسلۂ تصوف۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۱۶)

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطّہ کہ جس میں
پیدا کلہِ فقر سے ہو طرّۂ دستار!
باقی کلہِ فقر سے تھا ولولۂ حق
طرّوں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار!

(پنجاب کے پیرزادوں سے۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

کلیسا: (ک۔لِی۔سَا) قومِ ترساں کا مندر۔گرجا (ف۔آ)

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بتخانہ بھی حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

کلیسائی: (ک۔لِی۔سَا۔اِی) غیر اسلامی۔ مغربی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۶)

ہو تری خاک کے ہر ذرّے سے تعمیر حرم
دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

کلیل: (ک۔لَیل) گھوڑے کا خوشی میں آکر دائیں بائیں جانب دیکھنا۔کودنا۔ (ف۔آ)

رشک صد غمزۂ اشتر ہے تری ایک کلیل
ہم تو ہیں ایسی کلیلوں کے پرانے بیمار

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

کم: (کَم) کس قدر۔کتنا۔ (ف۔ع)

عالمِ کیف ہے، دانائے رموزِ کم ہے
ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

کم آزاری: (کَم۔آ۔زَا۔ری) کسی کو تکلیف نہ دینا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۷۸۱)

فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
نبی عفت و غم خواری و کم آزاری

(یورپ اور سوریا۔ب۔د۔ص۶۱۱)

کمال: (ک۔مَال) کاریگری۔جوہر نمائی۔ استادی۔ (ف۔آ)

تیرا کمال ہستی ہر جان دار میں
تیری نمود سلسلۂ کوہسار میں

(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۴)

کمال: (ک۔مَال) کامل۔پورا۔مکمل۔ (ف۔آ)

حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال

غازہ ہے آئینۂ دل کے لیے گردِ ملال
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

کمال: (ک۔مَال) خوبی۔عمدگی۔فوقیت۔ (ف۔آ)

اسی میں دیکھ! مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجکو زینتِ دامن کوئی آئینہ رو کرلے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

کمال: (ک۔مَال) ہُنر۔گن۔جوہر۔قابلیت۔ کرشمہ۔ (ف۔آ)

ہے ترے فکرِ فلک رس سے کمالِ ہستی
کیا تری فطرتِ روشن تھی مآلِ ہستی؟
(شیکسپئر۔ب۔د۔ص۲۵۱)

کمالات: (ک۔مَا۔لات) جمع کمال۔مہارتیں۔ خوبیاں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۳۳)

تو ہے میرے کمالاتِ ہُنر سے
نہ ہونو میدا پنے نقش گر سے
(پھول۔ب۔د۔ص۲۶۰)

کمال کو پہنچنا: (ک۔مَال۔کو۔ پہ۔ہُن ر چ۔نا) تکمیل کو پہنچنا۔پورا ہونا۔ختم ہونا۔ (ف۔آ)

اٹھا کے صدمۂ فرقت و صال کو پہنچا
تری حیات کا جو ہر کمال کو پہنچا
(پھول کا تحفہ۔ب۔د۔ص۱۵۸)

کم آمیز: (گم۔آمیز) دوسروں کے ساتھ کم ملنے بیٹھنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۸۴۸)

میسر ہو کسے دیدار اس کا
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز!
(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۳)

کم آمیزی: (گم۔آمیزی) دوسروں سے کم ملنا جلنا۔دور رہنا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۸۴۸) مراد علائق دنیوی میں گرفتار نہ ہونے والا۔

کہیں سرمایۂ محفل تھی میری گرم گفتاری
کہیں سب کو پریشاں کرگئی میری کم آمیزی!
(غزل ۱۷۔ب۔ج۔ص۳۳۲)

کم پیوند: (گم۔پے۔وَند) دوسروں کے ساتھ کم میل ملاپ رکھنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۶۴۶)

ترا گناہ ہے اقبال مجلس آرائی
اگر چہ تو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند!
(تمہید۔ب۔د۔ص۴۷۴)

کم تر: (گم۔تَر) بہت کم۔نہایت ادنیٰ (ف۔آ)

وہ شعلۂ روشن ترا، ظلمت گریزاں جس سے تھی
گھٹ کر ہوا مثلِ شرر، تارے سے بھی کم نور تر
(مسلمان اور جدید تعلیم۔ب۔د۔ص۲۴۲)

کمر: (ک۔مَر) اُونچائی۔ (ف۔ع)

خالی ہے کلیموں سے یہ کوہ و کمر ورنہ
تُو شعلۂ سینائی، میں شعلۂ سینائی!
(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

کم عیار: (گم۔عَیَار) وہ روپیہ جو کم قیمت پر چلے۔غیر معیاری۔کھوٹا۔ (ف۔ل)

تو ہوا گر کم عیار، میں ہوں اگر کم عیار
موت ہے تیری برات، موت ہے میری برات
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۵)

کم کوش: (کم۔کوش) تھوڑی کوشش کرنے والے یعنی تن آسان۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۲۷)

نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ!
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی
(غزل۳۴۔ب۔د۔ص۳۴۸)

کم گو: (کم۔گو) کم سخن۔ بہت کم بولنے والا۔ چپ۔ (ف۔آ)

صدا تربت سے آئی ''شکوۂ اہلِ جہاں کم گو
نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی''
(عرفی۔ب۔د۔ص۲۳۸)

کم مایہ: (کم۔مایہ) تھوڑی پونجی والا۔(ف۔ع)

تو جنسِ محبت ہے، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر، اس دیس میں ارزاں ہو
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

کمند: (ک۔مَند) ایک قسم کی چرمی رسی جو لڑائی کے وقت دشمن کی گردن میں پھینک کر ڈال دیتے ہیں اور اسے اس کے وسیلے سے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور کبھی کسی چیز یا آدمی کو بھی اونچی جگہ پر اس سے چڑھا لیتے ہیں۔ (ف۔ع)

یہ سلسلہ زمان و مکاں کا کمند ہے
طوقِ گلوئے حسنِ تماشا پسند ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

کمند ڈالنا: (ک۔مَند۔ڈالنا) کسی دشمن کے پکڑنے یا کوٹھے کے اوپر چڑھنے کے واسطے پھندا ڈالنا۔ (ف۔ع)

ہے لحد اس قوتِ آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردوں میں جو اپنی کمند
(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۳۳)

کم نظری: (کم۔نظری) تنگ نظری۔(ف۔ع)

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیل کم نظری قصۂ جدید و قدیم
(علم اور دین۔ض۔ک۔ص۴۸۸)

کم نگاہی: (کم۔نِ۔گاہ) بے توجہی۔توجہ کی کمی۔ (م۔ل)

حرم رسوا ہوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

کم وبیش: (ک۔مُو۔بیش) تھوڑا بہت۔(ف۔آ)

اسے واسطہ کیا کم و بیش سے
نشیب و فراز و پس و پیش سے!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

کم وکیف: (ک۔مُو۔کیف) کتنا اور کیسا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۵)

سعیِ پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

کمیاب: (کَم۔یاب) جو چیز کم پائی جائے۔ (ف۔ع)

اہلِ دانش عام ہیں کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ!

(تربیت۔ض۔ک۔ص۵۴۱)

کم یابی: (کَم۔یا۔بی) ناپیدگی۔نایابی۔قلت۔ (ف۔آ)

صدا تربت سے آئی ''شکوۂ اہلِ جہاں کم گو
نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی''

(عرفی۔ب۔د۔ص۲۳۸)

کن: (کُن) سورۂ آلِ عمران (رکوع ۵) کی اس قرانی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اذاقضیٰ امرا فانما یقول لہٗ کُن فیکون۔ (جب خدا کسی امر کو ظہور میں لانا چاہتا ہے تو کہتا ہے ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتی ہے) چنانچہ جب خدا نے اس کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے کہا ''کُن'' (ہوجا) تو سارا عالم وجود میں آگیا۔ اسی مناسبت سے ''عالمِ کن فکاں'' سے مراد ساری کائنات لی جاتی ہے۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۹۹)

صبح ازل جو حُسن ہوا دلستانِ عشق
آوازِ کُن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق
یہ حکم تھا کہ گلشنِ کُن کی بہار دیکھ
ایک آنکھ لیکے خوابِ پریشاں ہزار دیکھ

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

کنار: (کِ۔نار) کنارہ۔لب۔پہلو۔ (ف۔آ)

نہ طبیعت ہی جن کی قابلِ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکسِ سروِ کنار جھکا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

کنار: (کِ۔نار) آغوش۔گود۔ جیسے ہمکنار۔ بمعنی ہم آغوش۔ (ف۔آ)

تم ہو گفتار سراپا، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستاں بکنار

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

کنار: (کِ۔نار) جدائی۔علیحدگی۔ (ف۔آ)

کنار از زاہداں برگیرو بیبا کانہ ساغر کش
پس از مدت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

کنج: (کُنج) گوشہ۔کونہ۔کنارہ۔ (ف۔آ)

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

کنجشک: (کُن۔جشک) چڑیا۔گوریا (ف۔آ)

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشک و فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

(فرمانِ خدا۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

کنج قفس: (کُنج۔قَفَس) پنجرے کا کونہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۷۵)

وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی

نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

(غزل ۱۹۔ب۔ج۔ص ۳۳۴)

کند: (کُن رد) کھٹل۔Blunt (ف۔ع)

(ہ۔ڈ۔ف)

کس طرح ہوا کند ترا نشترِ تحقیق؟
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟

(آوازِ غیب۔ب۔د۔ص ۶۷۰)

کننشت: (ک۔نِشت) آتش کدہ۔ یہودیوں کا معبدہ۔ (ف۔ل)

حرفِ غلط بن گئی عصمتِ پیرِ کنشت
اور ہوئی فکر کی کشتیِ نازک رواں

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۹۱)

کنند: (ک۔نَند) کرتے ہیں۔

منم کہ توبہ نہ کردم زفاش گوئی ہا
زبیم ایں کہ بسلطاں کنند غمازی

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۸۶)

کنول: (کَنوَل) مجازاً دل۔من۔ (ف۔آ)

مرا کنول کہ تصدق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گلشن کو ناز ہے جس پر

(پھول کا تحفہ عطا ہونے پر۔ب۔د۔ص ۱۵۸)

کنیز: (ک۔نِیز) لونڈی۔باندی۔ (ف۔آ)

مری نگاہ میں ہے یہ سیاستِ لادیں
کنیز اھرمن و دوں نہاد مُردہ ضمیر

(لادین سیاست۔ض۔ک۔ص ۶۱۴)

کو: (کُو) گلی۔راہ۔محلّہ۔ (ف۔ع)

پاس اگر تو نہیں شہر ہے ویراں تمام
تُو ہے تو آباد ہیں اُجڑے ہوئے کاخ و کُو!

(دُعا۔ب۔د۔ص ۳۸۴)

کواکب (کَوا۔کِب) کوکب کی جمع (ف۔ع)

محرم نہیں فطرت کے سرودِ ازلی سے
بینائے کواکب ہو کہ دانائے نباتات!

(لینن۔ب۔ج۔ص ۳۹۸)

کوتاہ: (کُو۔تاہ) اوچھا۔ (ف۔ع)

نادر نے لوٹی دلّی کی دولت
اک ضربِ شمشیر! افسانہ کوتاہ!

(محراب گل افغان۔ب۔د۔ص ۶۲۸)

کوتاہی: (کُو۔تا۔ہی) اوچھا۔چھوٹائی۔(ف۔ع)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

(غزل ۳۴۔ب۔ج۔ص ۳۴۸)

کوتہ: (کُو۔تہ) اوچھا۔چھوٹا۔ (ف۔ع)

نمی گر دید کوتہ رشتۂ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم

(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۷۶)

کوثر: (کُو۔ثَر) بہشت کی ایک نہر جس میں شراب طہور ہوگی۔(بعض روایات میں اسے حوض سے تعبیر کیا گیا ہے) اس کا منبع طوبیٰ کی جڑ ہوگی اور اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا۔دودھ سے زیادہ میٹھا ہوگا۔بہشت میں

اس نہر سے مومنوں کو بعض روایات کے مطابق رسولؐ خدا اور بعض دوسری روایات کے مطابق حضرت علی پانی عطا فرمائیں گے۔ اس کا ذکر قرآن عزیز کی اس آیت میں آیا ہے ۸۳/ ۲۷-۲۸ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۰۰)

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۵۶)

آتی ہے ندّی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص ۲۳)

کوچہ: (کُو۔چَہ) گلی۔محلہ۔ (ف۔آ)

دیکھ آکر کوچۂ چاکِ گریباں میں کبھی!
قیس تو، لیلا بھی تو، صحرا بھی تو محمل بھی تو

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص ۱۹۲)

کوچہ گرد: (کُو۔چَہ۔گَرد) آوارہ پھرنے والا۔ (ف۔ع)

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر مال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی!

(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص ۴۰۱)

کوچہ گردی: (کُو۔چَہ۔گَرد۔دِی) آوارہ گردی۔گلیوں کو چھاننا۔واہی تباہی پھرنا۔ (ف۔آ)

روحِ مشتِ خاک میں زحمت کشِ بیداد ہے
کوچہ گردِ نے ہوا جس دم نفس، فریاد ہے

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۱)

کودک: (کُو۔دَک) چھوٹا لڑکا۔نابالغ لڑکا۔

(ف۔ع)

دانہ باشی مرغکانت بر چند
غنچہ باشی کودکانت بر کنند!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص ۴۳۲)

کور: (کُور) اندھا۔نابینا۔ (ف۔ع)

نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو
آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور

(اقوامِ مشرق۔ض۔ک۔ص ۵۳۱)

کورچشم: (کُور۔چَش۔م) نابینا۔ (م۔ل)

زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر
شپرک کہتی ہے تجھ کو کورچشم و بے ہنر

(محراب گل افغان۔ض۔ک۔ص ۶۳۲)

کورذوق: (کُور۔ذَوق) ذوق کا اندھا۔ مراد کائنات کی اشیاء کو دیکھ کر بھی اس کے خالق کے وجود سے باخبر ہونے والا۔ (ف۔ع)

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کورذوق اتنا
صبا سے بھی نہ ملا تجھ کو بوئے گُل کا سراغ!

(غزل۔ض۔ک۔ص ۵۴۷)

کورنگاہی: (کُور۔نِ۔گا۔ہی) اندھاپن۔

(ش۔م۔ب۔د۔ص ۸۴)

میں نے تو کیا پردۂ سرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرضِ کور نگاہی!

(غزل ۱۲۔ب۔ج۔ص ۳۲۸)

کوسوں دور ہونا: (کُو۔سُوں۔دُور۔ہُو نا) نہایت دور ہونا۔پاس تک نہ جانا۔ (ف۔آ)

میرے ویرانے سے کوسوں دور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن

(چاند۔ب۔د۔ص ۷۸)

کوشش: (کوشش) کوشش کرنے والا۔ (ف۔ع)

شعلے ہوتے ہیں مستعار اس کے
جن سے لرزاں ہیں مردِ عبرت کوش

(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۶)

کوشک: (کوشک) محل۔ (ف۔ع)

خراب کو شکِ سلطان و خانقاہِ فقیر
فغاں کہ تخت و مصلّی، کمالِ رزّاقی!

(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

کوفی: (کوفی) کوفہ کا باشندہ۔منسوب بہ کوفہ۔

(ف۔ع)

حقیقتِ ابدی ہے مقام شبّیری
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی!

(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

کوکب: (کوکب) روشن ستارہ۔ بڑا ستارہ۔

(ف۔آ)

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا!
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا!

(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

کوکب تابندہ: (کوکب۔تا۔بن۔دہ) چمکتا ہوا ستارہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۷۵)

قسمتِ عالم کا مسلم کوکبِ تابندہ ہے
جس کی تابانی سے افسونِ سحر شرمندہ ہے

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

کوکبِ قسمت، کوکبِ تقدیر: (کوکب۔قِسمت۔تقدیر) قسمت کا ستارا۔ خوش نصیبی کا ستارا۔ (م۔ل)

زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶) فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص۲۱۵

جن کی تابانی میں اندازِ کہن بھی، نو بھی ہے
اور تیرے کوکبِ تقدیر کا پرتو بھی ہے

کوکنار: (کوکنار) پوست کا ڈوڈہ۔افیون۔

(ف۔ع)

جو کوکنار کے خوگر تھے ان غریبوں کو
تری نوا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند!

(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۲)

کونسل: (Council) مجلسِ شوریٰ۔مشورے کی مجلس۔پنچایت۔ (ف۔آ)

آتا ہے اب وہ دور، کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہے گی

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

کون و مکاں: (کون۔نو۔مکاں) دنیا جہاں۔ جگ۔سنسار۔لوک۔ (ف۔آ)

اے آفتاب! روحِ روانِ جہاں ہے تو
شیرازہ بند، دفترِ کون و مکاں ہے تو

کوہسار: (کوہ۔سار) پہاڑی ملک یا مقام۔ پہاڑ۔ (ف۔آ)

کوہ: (کُوہ) پہاڑ۔ پربت۔ (ف۔آ)

کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھکو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھکو

(ابر کہسار۔ب۔د۔ص ۲۷)

خفتگانِ لالہ زارو کوہسار ورودبار
ہوتے ہیں آخر عروسِ زندگی سے ہمکنار

(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص ۲۳۵)

کوہستان: (کُوہ۔اِستان) پہاڑوں کا سلسلہ۔ پہاڑ۔ (ف۔آ)

امتحانِ دیدۂ ظاہر میں کوہستاں ہے تُو
پاسباں اپنا ہے تو، دیوارِ ہندوستاں ہے تُو

(ہمالہ۔ب۔د۔ص ۲۲)

کوہ غم ٹوٹنا: (کُوہ۔غَم۔ٹُوٹنا) غم کی مصیبت آنا۔ مصیبت کا پہاڑ گرنا۔ انتہائی مصیبت آنا۔ (م۔ل)

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۸)

کوہکن: (کُوہ۔کَن) پہاڑ کھودنے والا۔ فرہاد عاشق شیریں کا لقب جس نے کوہِ بیستون کو کھود کر جوئے شیر نامی ایک نہر اپنی معشوقہ کے گھر تک پہنچائی تھی اور یہ سراسر خسرو پرویز کا دھوکا تھا۔ (ف۔آ)

وہی ایک حسن ہے، لیکن نظر آتا ہے ہر شے میں
یہ شیریں بھی ہے گویا، بیستوں بھی، کوہکن بھی ہے

(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۷۶)

کوہ نور: (کُوہ۔نُور) کوہ نور ہندو پاکستان کے ایک بہت بڑے اور مشہور ہیرے کا نام جس کے برابر تمام دنیا میں اس وقت تک کوئی ہیرا دستیاب نہیں ہوا۔ اگر چہ اس ہیرے کی نسبت عام طور پر یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ سے تین ہزار برس پیشتر راجہ کرن سنگھ جو مہابھارت کے مشہور سورماؤں میں سے تھا پہنا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ ہیرا راجہ بکر ماجیت والی اجین کی ملکیت میں آ گیا تھا۔ جب تک مسلمانوں کی حکومت نہیں آئی یہ ہیرا راجگان مالوہ کے قبضہ میں رہا۔ مگر اس کے نام کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یا تو مہابھارت کے زمانے میں اس ہیرے کا یہ نام نہ ہوگا یا بعد میں یہ حکایت اس سے متعلق کی گئی ہوگی۔ غرض یہ ہیرا کسی زمانہ میں گولکنڈہ سے برآمد ہوا تھا جس کی نسبت محمد ظہیر الدین بابر نے اپنی تزک بابری میں لکھا ہے کہ گوالیار کے ایک راجہ نے جو اس زمانہ میں سلطان ابراہیم لودھی کی بجائے آگرہ میں حکمرانی کر رہا تھا لوٹ سے محفوظ رہنے کے شکریے میں میرے بیٹے نصیر الدین ہمایوں کی نذر کیا تھا۔

ہندوستان میں دو ہیرے مشہور تھے ایک کوہ نور دوسرا دریائے نور۔ یہ دونوں ہیرے ۱۷۳۹ء میں پانی پت کی لڑائی کے بعد دہلی کی لوٹ سے نادر شاہ کے تصرف میں آئے تھے اور وہ انہیں ایران لے گیا تھا۔ جن میں سے دریائے نور تو ایران کی ملک ہو گیا اور کوہ نور ملکہ الیز بیتھ دوم کے تاج کی زینت بنا۔ ۱۸۴۹ء میں یہ ہیرا انگریزوں کے قبضہ میں آیا اور ۲/جولائی ۱۸۵۰ء کو قیصرۂ ہند کے حضور میں پیش ہوا۔ اب اس کا وزن صرف ۱۰۲ ۱/۲ رتی رہ گیا ہے۔ (ف۔آ)

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہ گذر
خیمے تھے کبھی جن کے ترے کوہ و کمر میں

چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور!
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

کوہ و کمر: (کُو۔ہُو۔کَمَر) پہاڑ اور اس کا دامن۔
(ش۔م۔ب۔ج۔ص۲۱۵)
روشن تھیں ستاروں کی طرح ان کی سنانیں
(ہسپانیہ۔ب۔ج۔ص۳۹۶)

کوئی دم کا مہماں: (کُو۔اِی۔دَم۔کا۔ مِہ۔ماں) قریب بہ مرگ۔ چراغِ سحری۔ رخصت ہونے والا۔ (ف۔آ)
کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

کوئے: (کُو۔اِئے) گلی۔کوچہ۔محلّہ۔ (ف۔ل)
پا گئی آسودگی کوئے محبت میں وہ خاک
مدتوں آوارہ جو حکمت کے صحراؤں میں تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

کہسار: (کَہ۔سار) پہاڑ کی جگہ۔ (ف۔آ)
کہیں اس کی طاقت سے کہسار چُور
کہیں اس کے پھندے میں جبریل و حور
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

کہستاں: (ک۔ہِستاں) پہاڑ۔ (ف۔ع)
میرے کہستاں! تجھے چھوڑ کر جاؤں کہاں
تیری چٹانوں میں ہے میرے اب وجد کی خاک!
(محراب گل افغان۔ب۔د۔ص۶۲۶)

کہستانی: (ک۔ہِس۔تا۔نی) پہاڑی, Pahari, Hilly۔ (ف۔آ) (ہ۔ڈ۔ف)
فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی!
(محراب گل افغان۔ب۔د۔ص۶۴۰)

کہکشاں: (کَہ۔کشاں) وہ طولانی سفیدی جو اندھیری رات میں سڑک کی مانند آسمان پر دور تک گئی ہوئی نظر آتی ہے اور اصل میں بہت سے چھوٹے چھوٹے ستاروں کی قطار ہے۔ آکاس گنگا۔ (ف۔آ)
چاند کہتا تھا، نہیں اہلِ زمیں ہے کوئی!
کہکشاں کہتی تھی، پوشیدہ یہیں ہے کوئی!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

کہن: (کَہ۔رن) پرانا۔ سال خوردہ (ف۔آ)
قصۂ گل ہم نوایانِ چمن سنتے نہیں
اہلِ محفل تیرا پیغامِ کہن سنتے نہیں
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۵)

کہنہ: (کَہ۔نہ) پرانا۔ (ف۔ع)
قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی، لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا
(حضورِ رسالت مآب میں۔ب۔د۔ص۱۹۷)
کس سے کہوں زہر ہے میرے لیے مئے حیات
کہنہ ہے بزمِ کائنات، تازہ ہیں میرے واردات!
(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

کہنہ ادراکی: (کَہ۔نہ۔اِدْ۔را۔کی) پرانی قوتِ فہم یعنی مختلف تجربوں سے گزرا ہوا شعور۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۸)

فروغِ شمعِ نو سے بزمِ مسلم جگمگا اٹھی
مگر کہتی ہے پروانوں سے میری کہنہ ادراکی

(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

کہنہ پیکر:(کُہ۔نَہ۔پے۔کَر)پرانا جسم مراد شاعری کا پرانا انداز یا ڈھانچا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۷)

کہنہ پیکر میں نئی روح کو آباد کرے
یا کہن روح کو تقلید سے آزاد کرے

(ادبیات۔ض۔ک۔ص۵۶۵)

کئی:(ک۔اِی)کے جیسی، کیخسرو، قدیم ایران کا مشہور اور عظیم بادشاہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۲۸۰)

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

کے:(کَے)کیخسرو۔ایران کے قدیم بادشاہوں کا لقب

تختِ فغفور بھی ان کا تھا، سریرِ کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں، کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

کیا خوب:(کَیا۔خُوب)سبحان اللہ۔ رحمت خدا کی۔اللہ اکبر۔ (ف۔آ)

یہ وصل مدام ہو تو کیا خوب
انجامِ خرام ہو تو کیا خوب

(دوستارے۔ب۔د۔ص۱۴۸)

کیسہ:(کِی۔سَہ)تھیلی۔ (ف۔ع)

پرسوز نظر باز و نکو بیں و کم آزار
آزادو گرفتار و تہی کیسہ و خورسند!

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

کیش:(کَیش)ا۔مذہب۔دین۔اعتقاد۔۲۔طور۔طرز۔روش۔ (ف۔آ)

ہے حسینوں میں وفا نا آشنا تیرا خطاب
اے تلوّن کیش! تو مشہور بھی، رسوا بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

کیف:(کَیف)نشہ۔مستی۔خمار۔سرور۔(ف۔آ)

پیرِ مغاں فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو تو خانہ ساز دے

(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

کیف:(کَیف)کیونکر۔کس طرح۔کیسا(ف۔آ)

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

کیفیت:(کَے۔فی۔یَت)حالت۔ ماجرا۔ حال۔ احوال۔حقیقت۔ (ف۔آ)

سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی

(کنارِ راوی۔ب۔د۔ص۹۴)

کیفیت:(کَے۔فی۔یَت)لطف۔مزہ(ف۔آ)

نہ پوچھ اقبال کا ٹھکانا، ابھی وہی کیفیت ہے اس کی
کہیں سرِ راہ گذار بیٹھا ستم کشِ انتظار ہوگا!

(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۲)

کیفیت:(کَے۔فی۔یَت)عالم۔رنگ۔ڈھنگ۔

(ف۔آ)

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

کیمیا: (کِی۔مِیا) گھٹیا دھاتوں کو سونا بنانے کی روایتی صنعت۔ (ف۔ع)

غبارِ رہگزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو اکسیر گر نکلے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

کیمیا گر: (کِی۔مِیا۔گَر) کیمیا بنانے والا۔ زرساز۔رسائنی۔مہوس۔ (ف۔آ)

مقامِ گفتگو کیا ہے اگر میں کیمیا گر ہوں

(ف۔ل)

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۱۷)

یہی سوزِ نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے!

(غزل۳۳۔ب۔ج۔ص۳۴۷)

کینہ پرور: (کِی۔نَہ۔پَر۔وَر) کینہ رکھنے والا۔حاسد۔ (ف۔ل)

رہیلہ کس قدر ظالم، جفا جو کینہ پرور تھا
نکالیں شاہِ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے

(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

گ

گاز: (گاز) گیس۔تیزاب۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۴)

حکمتِ مغرب سے ملّت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۴)

گام: (گام) قدم۔پیر۔پاؤں۔ (ف۔آ)

رازِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے

(کوششِ ناتمام۔ب۔د۔ص۱۲۴)

گامزن: (گام۔زَن) چلنے والا۔تیز رفتار۔تیز رو

گاہ: (گاہ) بعض اوقات۔کبھی۔کسی وقت (ف۔آ)

گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں!

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۲۹۷)

گاہے گاہے: (گاہے۔گاہے) کبھی کبھار (ف۔ع)

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش!

(غزل۵۶۔ب۔ج۔ص۳۶۷)

گایتری: (گایَت۔رِی) گایتری کا منتر رگ وید

ے تیسرے منڈل کے بھجن نمبر ۶۲ کے دسویں اشلوک میں آتا ہے۔ منتر کی اصل عبارت یہ ہے۔

''اوم بھوبھواسواتت سوتیر درے نیم بھرگودیوسیاہی مہی دھیو یونہا پرچودیات''۔ ترجمہ: وہ جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی اس لائق ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے جو ساری چمکدار اشیا کا خزانہ ہے۔ نور کا منبع ہے۔ ہم اسی کا ذکر کرتے ہیں (اور اسی سے دعا مانگتے ہیں کہ) وہ ہماری عقل کو راہ راست پر چلائے۔ گایتری کی تشریح کے لیے اقبال کا مضمون درج ذیل ہے۔

''یہ اشعار وید کی ایک نہایت قدیم اور مشہور دعا کا ترجمہ ہیں جس کو گایتری کہتے ہیں۔ یہ دعا اعتراف عبودیت کی صورت میں گویا ان تاثرات کا اظہار ہے جنہوں نے نظام عالم کے حیرتناک مظاہر کے مشاہدہ سے اول اول انسان ضعیف البیان کے دل میں ہجوم کیا ہوگا۔ اس قسم کی قدیم تحریروں کا مطالعہ علم بلل والخل کے عالموں کے لئے انتہا درجہ کا ضروری ہے کیونکہ ان سے انسان کے روحانی نمو کے ابتدائی مراحل کا پتہ چلتا ہے۔ یہی وہ دعا ہے جو چاروں ویدوں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور جس کو برہمن اس قدر مقدس سمجھتا ہے کہ بے طہارے اور کسی کے سامنے اس کو پڑھتا تک نہیں۔ جو لوگ محققین السنہ شرقیہ کی تصانیف سے واقف ہیں ان کو معلوم ہے کہ سر ولیم جونز مرحوم کو اس دعا کے معلوم کرنے میں کس قدر تکلیف اور محنت برداشت کرنی پڑی تھی۔ مغربی زبانوں میں اس کے بہت سے ترجمہ کئے گئے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ زبان سنسکرت کی نحوی پیچیدگیوں کی وجہ سے السنۂ حال میں وضاحت کے ساتھ اس کا مفہوم ادا کرنا نہایت مشکل ہے۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اصل سنسکرت میں لفظ سیوتر استعمال کیا گیا ہے جس کے لئے اردو لفظ نہ مل سکنے کے باعث ہم نے لفظ آفتاب رکھا ہے لیکن اصل میں اس لفظ سے مراد اس آفتاب کی ہے جو فوق الحسوسات ہے اور جس سے یہ مادی آفتاب کسب ضیا کرتا ہے۔ اکثر قدیم قوموں نے نیز صوفیا نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو نور سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے اللہ نور السمٰوت والارض اور شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک نور ہے جس سے تمام چیزیں نظر آتی ہیں لیکن وہ خود نظر نہیں آتا۔ علیٰ ہذا القیاس افلاطون الٰہی کے مصری، پیروؤں اور ایران کے قدیم انبیاء کا بھی یہی مذہب تھا''۔

''ترجمہ کی مشکلات سے ہر شخص واقف ہے۔ لیکن اس خاص صورت میں یہ دقت اور بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ اصل الفاظ کی موسیقیت اور وہ طمانیت آمیز اثر جوان کے پڑھنے سے دل پر ہوتا ہے۔ اردو زبان میں منتقل نہیں ہوسکتا۔ گایتری کے مصنف نے ملک الشعراء ٹینی سن مرحوم کی طرح اپنے اشعار میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن میں حروف علت اور صحیح کی قدرتی ترتیب سے ایک ایسی لطیف موسیقیت پیدا ہو جاتی ہے جس کا غیر زبان میں منتقل کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اس مجبوری کی وجہ سے میں نے اپنے ترجمہ کی بنیاد اس سوکت (گفتار زیبا) پر رکھی ہے جس کو سریا نرائن اپنشد میں گائیتری مذکور کی شرح کے طور پر لکھا گیا ہے۔ ترجمہ کرنے کو تو میں نے کر دیا ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ سنسکرت داں اصحاب اس پر وہی رائے قائم کریں گے جو چیپ سن نے پوپ کا ترجمہ ہومر پڑھ کر قائم کی تھی یعنی شعر تو خاصے ہیں لیکن یہ گایتری نہیں''۔

(مخزن۔ ماہ اگست ۱۹۰۲ء۔ بحوالہ م۔ ت۔ ا۔ ا۔ ص۔ ۱۴۳-۱۴۴)

(آفتاب ترجمہ گایتری۔ب۔د۔ص۴۳)

گدا: (گ۔دَا) بھکاری۔فقیر۔ (ف۔آ)

مانگنے والا گدا ہے صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطاں سب گدا!

(گدائی۔ب۔ج۔ص۴۰۹)

گداز: (گ۔دَاز) نرم۔ملائم۔ (ف۔آ)

تھا یہ بھی کوئی ناز کسی بے نیاز کا
احساس دے دیا مجھے اپنے گداز کا

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

گداز: (گ۔دَاز) پگلا ہوا۔گھلا ہوا۔(ف۔آ)

دمِ طوف کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن
نہ تری حکایتِ سوز میں، نہ مری حدیثِ گداز میں

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

گداز کرنا: (گ۔دَاز۔کَرنا) نرم کرنا۔ ملائم کرنا۔پگھلانا۔گھلانا۔ (ف۔آ)

سخن میں سوزِ الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

گدازی: (گ۔دَا۔زِی) رقت۔نرمی۔ملائمت۔ پگلاہٹ۔ (ف۔آ)

خودی گدازیِ نمِ کیفیتِ صہبا لیش بود
خالی ازخویش شدن صورتِ مینا لیش بود

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

گداگر: (گ۔دَا۔گَر) بھیک مانگنے والا۔فقیر۔

(م۔ل)

غدّارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گدا گر!

(ہندی مسلمان۔ض۔ک۔ص۴۸۸)

گدائی: (گ۔دَا۔اِی) فقیری۔ حاجت خواہی۔ (ف۔آ)

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا!

(خطاب بہ جوانانِ اسلام۔ب۔د۔ص۱۸۰)

گدایانہ: (گدا۔یا۔نہ) فقیروں کی طرح۔

(ف۔ل)

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

(نکتۂ توحید۔ض۔ک۔ص۵۱۵)

گذاشتن: (گ۔ذَاش۔تَن) چھوڑنا۔(ف۔ع)

تو دلے خود راد لے پنداشتی!
جستجوے اہلِ دلِ بگذاشتی!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۳)

گذر: (گ۔ذَر) آمد و رفت۔رسائی۔(ف۔آ)

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گذر روز تمہارا

(ایک مکڑا اور مکھی۔ب۔د۔ص۲۹)

گذر: (گذر) یعنی خیال چھوڑ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۵۷)

تو ابھی رہگذر میں ہے قیدِ مقام سے گذر!
مصر و حجاز سے گذر پارس و شام سے گذر!

(غزل ۵۔ب۔ج۔ص۳۲۱)

گذر گاہ: (گذر۔گاہ) گذر کی جگہ۔ (ف۔ع)

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

(زمانہ حاضر کا انسان۔ب۔ج۔ص ۵۳۱)

گذشتند: (گ۔ذ۔تند) گزر گئے۔

چہ بے پروا گزشتند از نوائے صبحگاہ من
کہ بردآں شور و مستی از سیاہ چشمانِ کشمیری؟

(ملا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۸۰)

گذشتہ: (گ۔ذ۔تہ) گزرا ہوا۔ ماضی۔

(ف۔آ)

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گذشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علمِ نخیل بے رطب!

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۶)

گر: (گُر) قاعدہ۔اصول۔نکتہ۔باریکی۔ (ف۔آ)

تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی!

(رباعی۔ب۔ج۔ص ۳۸۱)

گرامی: (گ۔را۔می) عزیز۔محبوب۔بزرگ۔

(ف۔ع)

اک صدق مقال ہے جس سے
میں چشمِ جہاں میں ہوں گرامی

(جاوید سے ۲۔ض۔ک۔ص ۵۵۰)

گراں: (گراں) ناگوار۔دوبھر۔تکلیف دہ۔

(ف۔آ)

اب تاثر کے جہاں میں وہ پریشانی نہیں
اہلِ گلشن پر گراں میری غزلخوانی نہیں

(وصال۔ب۔د۔ص ۱۲۰)

گراں: (گراں) سنگین۔بوجھل۔سخت۔درشت۔

(ف۔آ)

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا

(حضور رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص ۱۹۷)

گراں: (گراں) مشکل۔دشوار۔ (ف۔آ)

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کم پیار ہے؟ ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۱)

گراں بہا: (گراں۔بہا) بیش قیمت۔ (ف۔ع)

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ
گہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں

(غزل ۲۴۔ب۔ج۔ص ۳۳۹)

گراں خواب: (گراں۔خواب) جو دیر کر کے سوئے اور دیر کر کے اٹھے۔ (ف۔آ)

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے
ہمالہ کے چشمے ابلنے لگے!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۱۵)

گراں خوابی: (گ۔را۔خوا۔بی) غفلت۔

(م۔ل)

دلیلِ صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
افق سے آفتاب ابھرا، گیا دورِ گراں خوابی

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۷)

گراں سیر: (گراں۔سَیر) وہ مسافر جو بوجھ کی زیادتی کے باعث تیز نہ چل سکے۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۳۴)

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تُو
کوہ و دریا سے گذر سکتے ہیں مانندِ نسیم!

(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

گراں سیر: (گراں۔سَیر) آہستہ چلنے والے۔ بوجھل لمحے جن کا گذارنا مشکل ہو۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۱۴۷)

آزاد کی اک آن ہے محکوم کا اک سال
کس درجہ گراں سیر ہیں محکوم کے اوقات

(ہندی مکتب۔ض۔ک۔ص۵۴۰)

گراں قیمت: (گراں۔قی۔مَت) بیش قیمت جس کی زیادہ قیمت ہو۔ (م۔ل)

بدلی زمانے کی ہوا ایسا تغیر آ گیا
تھے جو گراں قیمت کبھی، اب ہیں متاعِ کس مخر

(مسلمانِ اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

گرانمایا: (گراں۔مَایَہ) قیمتی۔ (ف۔ل)

حسن کا گنجِ گرانمایا تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

گربہ: (گُر۔بَہ) بلّی۔ (ف۔ع)

مُرغ پر نارستہ چُوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود!

(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۸)

گرچہ: (گر۔چہ) اگرچہ کا مخفف، باوجودیکہ۔

(ف۔ل)

کلفتِ غم گرچہ اس کے روز و شب سے دور ہے
زندگی کا راز اس کی آنکھ سے مستور ہے

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

گرد: (گَرد) ا۔ غبار۔ راکھ۔ دھول۔ ۲۔ بے اصل۔ ناچیز۔ (ف۔آ)

پریشاں ہوں میں مشتِ خاک لیکن کچھ نہیں کھلتا
سکندر ہوں کہ آئینہ ہوں یا گردِ کدورت ہوں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۹)

گرد: (گِرد) چاروں طرف۔ آس پاس۔

(ف۔آ)

وہ جگر سوزی نہیں، وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گردِ شمع پروانے رہے؟

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

گرداب: (گِر۔دَاب) حباب۔ بولہ۔ (ف۔ع)

مری ناؤ گرداب سے پار کر
یہ ثابت ہے تو اس کو سیّار کر!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

گرداں: (گِر۔دَاں) پھرنے والا۔ گردش کنندہ۔

(ف۔آ)

تم بتا دو راز جو اس گنبدِ گرداں میں ہے
موت اک چبھتا ہوا کانٹا دلِ انساں میں ہے

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

گرد راہ: (گَرد۔رَاہ) راستہ کی خاک و غبار۔ اڑتی ہوئی خاک یا راستہ کا غبار۔ (م۔ل)

پر ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِراہ ہوں، وہ کارواں تو ہے
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

گردش: (گَر۔دِش) چکر۔دور۔پھیر۔(ف۔ل)

تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۱)

گردش: (گَر۔دِش) انقلاب۔تغیر۔زمانہ کا ہیر پھیر۔مصیبت۔ (ف۔ل)

مرض کہتے ہیں سب اس کو، یہ ہے لیکن مرض ایسا
چھپا جس میں علاجِ گردشِ چرخِ کہن بھی ہے
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۶)

گردش افلاک: (گَر۔دِش۔اِف۔لاک) آسمان کا پھرنا۔ انظام فیثا غورث کے مطابق تمام ایشیائی باشندے یہ خیال کرتے تھے کہ دنیا کے کل کام آسمان کی گردش کے موافق ہوتے ہیں۔ (ف۔آ)

کب تک رہے محکومی انجم میں مری خاک
یا میں نہیں، یا گردشِ افلاک نہیں ہے!
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

گردش دوراں: (گَر۔دِش۔دَو۔رَان) زمانے کا چکر۔ (ف۔ل)

اسیرِ دوش و فردا ہے و لیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۴)

گردش زمیں: (گَر۔دِش۔زَ۔مین) اس شعر میں نکولس کو پرنیکس کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ نکولس کوپرنیکس (Nicolas Coper Nicus) جدید علم ہیئت کا بانی ۱۹؍فروری ۱۴۷۳ء کو پیدا ہوا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ آفتاب غیر متحرک ہے اور زمین اس کے گرد گھومتی ہے۔ کلیسا نے اس تعلیم کی وجہ سے اسے بے دین قرار دیا اور قتل کی دھمکی بھی دی لیکن اس نے اس کی ذرا پروانہ کی۔ سال وفات ۱۴؍مئی ۱۵۴۳ء ہے۔
(م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۸)

ڈرا سکیں نہ کلیسا کی مجھ کو تلواریں
سکھا یا مسئلہ گردشِ زمیں میں نے
(سرگزشتِ آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

گردوں : (گَر۔دُوں) چرخ۔آسمان۔ آکاش۔ (ف۔آ)

طشتِ گردوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب
نشترِ قدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب؟
(ماہِ نو۔ب۔د۔ص۵۳)

گرفتار: (گِ۔رَف۔تار) پھنسا ہوا۔ مبتلا۔ گھرا ہوا۔ (ف۔آ)

نور سے دور ہوں ظلمت میں گرفتار ہوں میں
کیوں سیہ روز، سیہ بخت، سیہ کار ہوں میں؟
(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

گرفتار: (گِ۔رَف۔تار) پکڑا ہوا۔قیدی۔نظر بند۔ (ف۔آ)

ہیں مرغِ نواریز گرفتار، غضب ہے
اگتے ہیں تہِ سایۂ گل خار، غضب ہے
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

گرفتار: (گِرِفتار) اسیر۔ محبوس۔ (ف۔آ)

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک، سحر کر نہ سکا

(زمانہ حاضر کا انسان۔ب۔د۔ص۵۳)

گرفتہ: (گِ۔رَف۔تَہ) پکڑا ہوا۔ لیا ہوا۔ مانا ہوا۔ (ف۔ع) باندھنا مراد ہے۔

ندا آئی کہ آشوبِ قیامت سے یہ کیا کم ہے
''گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا؟

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

گرگ: (گُرگ) بھیڑیا۔A wolf (ف۔آ)

تہذیب کا کمال شرافت کا ہے زوال
غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش

(ابی سینیا۔ض۔ک۔ص۶۰۷)

گرم: (گرم) سرگرم۔ مستعد۔ تیار۔ مصروف۔ (ف۔آ)

ہائے غفلت! کہ تیری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے، تو ہے مگر گرمِ نیاز

(انسان اور بزم قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

گرمانا: (گُر۔مَا۔نا) غضبناک ہونا۔ غصے میں بھرنا۔ (ف۔آ)

لیکن فقیہہ شہر نے جس دم سنی یہ بات
گرما کے مثلِ صاعقۂ طور ہو گیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

گرمجوش: (گرم۔جوش) پُرتپاک۔ سرگرم۔ (ف۔ع)

مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

گرم سیر: (گرم۔سیر) گرم آب و ہوا کی جگہ۔ (ف۔ع)

کس کی نمود کے لیے شام و سحر ہیں گرم سیر
شانۂ روزگار پر بارِ گراں ہے تو کہ میں؟

(غزل۴۔ب۔ج۔ص۳۲۰)

گرم نوا: (گرم۔نوا) مراد بذریعۂ شاعری جذبۂ عشق تیز کرنے میں مصروف۔ (آک۔ا۔ص۲۶۲)

پھول بے پروا ہیں، تو گرمِ نوا ہو یا نہ ہو
کارواں بے حس ہے، آوازِ درا ہو یا نہ ہو

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

گرمی: (گرمی) سرگرمی۔ گرم جوش۔ شوخی طراری۔ (م۔ل)

ترے سینے میں دم ہے، دل نہیں ہے
ترا دل گرمیِ محفل نہیں ہے

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۶)

گرو: (گرو) رہن۔ قید۔ قیدی (ف۔ع)

مرا عیش غم، مرا شہد سم، مری بود ہم نفسِ عدم
ترا دل حرم، گروِ عجم، ترا دیں خریدۂ کافری!

(میں اور تُو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

گرویدہ: (گرو۔دِی۔دَہ) فریفتہ۔ دل دادہ۔ عاشق۔ (ف۔آ)

سنگِ تربت ہے مرا گرویدۂ تقریر دیکھ
چشمِ باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ
(سیّد کی لوح تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

گرہ: (گِرَہ) عقدہ۔گانٹھ۔گتھی۔ (ف۔ع)
خروش آموزِ بلبل ہو گرہ غنچے کی وا کر دے
کہ تو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

گرہ کشا: (گِرَہ۔کُشا) گرہ کھولنے والا۔مشکل کشا۔ (م۔ل)
شانِ کرم پہ ہے مدار عشق گرہ کشائے کار
دیر و حرم کی قید کیا! جس کو وہ بے نیاز دے
(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

گرہ کھلنا: (گِرَہ۔کُھل۔نا) عقدہ وا ہونا۔عقدہ کشائی ہونا۔ (ف۔آ)
ہوائیں ان کی فضائیں ان کی سمندر ان کے جہاز ان کے
گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر؟ بھنور ہے تقدیر کا بہانہ!
(زمانہ۔ب۔د۔ص۴۲۲)

گرہ کھولنا: (گِرَہ۔کُھولنا) گانٹھ بندھی ہوئی وا کرنا۔ (ف۔ش)
مہوس نے یہ پانی ہستی نوخیز پر چھڑکا
گرہ کھولی ہنر نے اس کے، گویا کارِ عالم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

گریاں: (گِریاں) روتا ہوا۔نالاں۔گریہ کناں۔ (ف۔آ)
تجھ پہ برساتا ہے شبنم دیدۂ گریاں مرا
ہے نہاں تیری اُداسی میں دلِ ویراں مرا
(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

گریباں: (گِریے۔بان) کرتہ یا قمیض پہننے کا چاک۔ (ف۔ع)
تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اللہ ھُو!
(دُعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

گریبان چاک کرنا: (گِریے۔بان۔چاک۔گز۔نا) گریبان تار تار کرنا۔ (ف۔آ)
دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزد کی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص۶۵۳)

گریبان گیر ہونا: (گِریے۔بان۔گیز۔ہونا) معترض ہونا۔گریبان پکڑنا۔مزاحم ہونا۔ (ف۔آ)
شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

گریز: (گ۔ریز) بھاگنا۔فرار۔دوری۔ رمیدگی۔ (ف۔آ)
گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی
اگر شکستِ نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست
(شکست۔ض۔ک۔ص۵۰۱)

گریزاں: (گ۔ریے۔زاں) بھاگنے والا۔ (ف۔آ)

قمریاں شاخِ صنوبر سے گریزاں بھی ہوئیں
پتیاں پھول کی جھڑ جھڑ کے پریشاں بھی ہوئیں
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۷۰)

گریزاں: (گ۔رے۔زاں) دحشت گیر۔
(ف۔آ)
وہ شعلۂ روشن ترا، ظلمت گریزاں جس سے تھی
گھٹ کے ہوا مثلِ شرر، تارے سے بھی کم نور تر
(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

گریز پا: (گُر۔یز۔پا) بھگوڑا۔ بھاگنے والا۔
(ف۔ع)
نہ مجھ سے پوچھ کہ عمرِ گریز پا کیا ہے
کسے خبر کہ یہ نیرنگ وسیمیا کیا ہے
(مسعود مرحوم۔ض۔ک۔ص۶۶۸)

گریہ: (گِر۔یَہ) رونا۔زاری۔رقت۔(ف۔آ)
خالی شرابِ عشق سے لالے کا جام ہو
پانی کی بوند گریۂ شبنم کا نام ہو
(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۰)

گریۂ پیہم: (گِر۔یَہ۔اِ۔پے۔ہَم) مسلسل لگاتار رونے کی حالت۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۰)
اشکباری کے بہانے ہیں یہ اجڑے بام و در
گریۂ پیہم سے بینا ہے ہماری چشمِ تر
(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۳)

گزارا: (گُزا۔رَا) پہنچ۔رسائی۔دخل۔مداخلت۔
(ف۔آ)
گری اس تبسّم کی بجلی اجل پر
اندھیرے کا ہو نور میں کیا گزارا
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

گزر: (گ۔زَر) رسائی۔باریابی۔آمد و رفت۔
(ف۔آ)
ہوں زمیں پر، گزر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۱)

گزران: (گُز۔رَان) بسر اوقات۔گزارا۔
(ف۔آ)
سو طرح کا بنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گزران سے بچائے خدا
(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

گستاخ: (گُس۔تاخ) بے ادب۔شوخ۔بے شرم۔غیر مہذب۔شریر۔ (ف۔آ)
غافل آداب سے سکّانِ زمیں کیسے ہیں!
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

گستاخی: (گُس۔تا۔خی) بے ادبی (ف۔ع)
رمزیں ہیں محبت کی گستاخی و بیباکی
ہر شوق نہیں گستاخ ہر جذب نہیں بیباک!
(غزل ۱۸۔ب۔ج۔ص۳۳۳)

گستر: (گُس۔تَر) پھیلانے والا۔(ف۔آ)
مراد جھکانا۔
قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک
جن کے دروازوں پہ رہتا تھا جبیں گستر فلک

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

گسستہ: (گ۔سِس۔تہ) توڑا ہوا۔ٹوٹا ہوا۔ (ف۔ع)

گسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک!
کہ تو ہے نغمۂ رومی سے بے نیاز اب تک!

(رومی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

گشت: (گَشت) ہو گیا۔ (ف۔ع)

لیکن نگاہِ نکتہ بیں دیکھے زبوں بختی مری
''رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد''

(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

گشتہ: (گَشْ۔تہ) پھرا ہوا۔ (ف۔ع)

از نفس در سینۂ خوں گشتہ نشتر داشتم
زیرِ خاموشی نہاں غوغائے محشر داشتم

(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

گفت: (گُفت) اس نے کہا۔ (ف۔ل)

''اکنوں کرا دماغ کہ پرسوز باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد؟''

(شبلی و حالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

گفتار: (گُف۔تار) بات چیت۔گفتگو۔بات۔ سخن۔گویائی۔ (ف۔آ)

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

گفتگو: (گُف۔تُ۔گُو) بیان۔تقریر۔ (ف۔آ)

سُنی عشق نے گفتگو جب قضا کی
ہنسی اس کے لب پر ہوئی آشکارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

گفتن: (گُف۔تَن) کہنا۔ (ف۔ع)

در غمِ دیگر بسوز و دیگراں را ہم بسوز
گفتمت روشن حدیثے، گر توانی دار گوش

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۹)

گل: (گِل) گیلی مٹی۔گارا۔مٹی۔ (ف۔آ)

تربیت عام تو ہے، جوہرِ قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں
جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

(روح ارضی آدم۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

گل: (گُل) گلاب کا پھول۔گلاب۔ (ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

گل: (گُل) عام پھول۔فلوور۔ (ف۔آ)

ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو، وہ کلی نہیں ملتی

(حضورِ رسالت مآب میں۔ب۔د۔ص۱۹۷)

گلا: (گِلا) شکوہ۔ شکایت۔ (ف۔آ)

پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفا دار نہیں
ہم وفادار نہیں، تو بھی تو دلدار نہیں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

گل آفتاب: (گُلِ۔آف۔تاب) سورج مکھی (ف۔آ)

الٰہی پھولوں میں وہ انتخاب مجھ کو کرے!
کلی سے رشکِ گلِ آفتاب مجھ کو کرے!

(پھول کا تحفہ۔ب۔د۔ص۱۵۸)

گلبانگ: (گُل۔بانگ) بلبلوں کی چہکار۔ خوشی کا شوروغل۔ (ف۔ع)

خود گیری و خودداری و گلبانگِ اناالحق
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات

(ملّا زادہ ضیغم۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

گل بدامن: (گُل۔بَدامَن) معمور۔

(ش۔ب۔د۔ص۲۵۷)

رنگ وآبِ زندگی سے گل بدامن ہے زمیں
سیکڑوں خوں کشتہ تہذیبوں کا مدفن ہے زمیں

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

گل بدامن: (گُل۔بَدامَن) جس کی جھولی میں سرخ پھول ہوں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۶۵)

دیدۂ خونبار ہو منت کشِ گلزار کیوں؟
اشکِ پیہم سے نگاہیں گل بدامن ہو گئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

گل بر: (گُل۔بَر) پھول برسانے والا (ف۔ل)

خس و خاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی
گل برانداز ہے خونِ شہدا کی لالی

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۵)

گل پاش: (گُل۔پاش) پھول بکھیرنے والا۔

(ش۔ب۔د۔ص۵۸)

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابرِ کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا

(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

گلچیں: (گُل۔چیں) باغ کے پھول توڑنے والا۔ مالی۔ (ف۔آ)

نشانِ برگِ گُل تک بھی نہ چھوڑ اس باغ میں گلچیں!
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۰)

گل خنداں: (گُلِ۔خَنداں) کھلا ہوا پھول۔ گل شگفتہ۔ (ف۔آ)

تھی کبھی موجِ صبا گہوارۂ جناں ترا
نام تھا صحنِ گلستاں میں گلِ خنداں ترا

(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

گلرنگ: (گُل۔رَنگ) برنگ گل۔ سُرخ۔ لال۔ (ف۔آ)

کیا بھلی لگتی ہے آنکھوں کو شفق کی لالی
مئے گلرنگ خمِ شام میں تو نے ڈالی

(انسان اور بزم قدرت۔ب۔د۔ص۵۴)

گلزار: (گُل۔زَار) چمن۔ (ف۔ع)

کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا
شہر و ویرانہ مرا، بحر مرا، بن میرا

(ابرِ کوہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

گلزار: (گُل۔زَار) دنیا مراد ہے۔

گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

(غزل ۱۔ب۔د۔ص۹۸)

گلشن کن: (گُل۔شَنِ۔کُن) وہ باغ جو کن کہنے سے پیدا ہوا یعنی کائنات۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص۶۸)

یہ حکم تھا کہ گلشنِ کُن کی بہار دیکھ
ایک آنکھ لیکے خوابِ پریشاں ہزار دیکھ

(شمع۔ب۔د۔ص۳۱)

گل شیراز: (گُلِ۔شِیرَاز) مراد حافظ شیرازی

(ش۔م۔ب۔د۔ص۴۵)

شاہدِ مضمون تصدّق ہے ترے انداز پر
خندہ زن ہے غنچۂ دلّی گلِ شیراز پر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

گل فروش (گُل۔فَ۔رُوْرش) مالی۔ پھول بیچنے والا۔ (م۔ل)

دی عشق نے حرارت سوزِ دروں تجھے
اور گل فروشِ اشکِ شفق گوں کیا مجھے

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

گلگوں: (گُل۔گُوْں) گلفام، گلاب کے رنگ کا۔سُرخ۔ (ف۔آ)

زردرخصت کی گھڑی، عارض گلگوں ہو جائے
کششِ حسنِ غمِ ہجر سے افزوں ہو جائے

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

گلگونہ: (گُل۔گُو۔نَہ) غازہ۔ (ف۔ع)

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں
چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش

(غزل۔ب۔ج۔ص۵۶)

گلو: (گ۔لُو) گلا۔گردن۔ (ف۔آ)

واں بھی موجوں کی کشاکش سے جو دل گھبراتا
چھوڑ کر بحر کہیں زیبِ گلو ہو جاتا

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

گل وبلبل: (گُلُو۔بُل۔بُل) عاشق ومعشوق۔ (ف۔ل)

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۴۵)

گلوبند: (گُلُو۔بَند) گلے میں باندھنے کی چیز۔ (ف۔ع)

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادئ نسواں کہ زمرّد کا گلوبند؟

(آزادئ نسواں۔ض۔ک۔ص۵۵۷)

گلہ: (گ۔لَہ) شکوہ۔شکایت۔ (ف۔آ)

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تُو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں!

(گلہ۔ض۔ک۔ص۶۱۳)

گلہ شکوہ: (گِ۔لَہ۔شِکوہ) شکوہ شکایت۔ (ف۔آ)

طریقِ اہلِ دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
نہیں ہے زخم کھا کر آہ کرنا شانِ درویشی!

(ضبط۔ض۔ک۔ص۵۹۵)

گلہ مند: (گِ۔لَہ۔مَند) گلہ کرنے الا۔ شاکی۔رنجیدہ۔ (م۔ل)

جو فقر ہوا تلخیِ دوراں کا گلہ مند
اُس فقر میں باقی ہے ابھی بوئے گدائی!

(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۷)

گلیمِ بُوذرؓ و دلقِ اُویسؓ و چادرِ زہراؓ: بوذرؓ کی کملی مراد حضور اکرمؐ کے قریبی صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کا زہد اور پرہیز گاری۔ اویسؓ کی گدڑی، مراد حضور اکرم کے قریبی صحابی حضرت اویسؓ کا فقیرانہ/سادہ لباس۔ حضرت فاطمہ زہرا کی چادر، مراد حضور اکرمؐ کی دختر حضرت فاطمہؓ کی عفت و عصمت۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۴۵۰)

یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بُوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ؟

(غزل ا۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

گلے ملنا: (گ۔لے۔مِل۔نا) ہم آغوش ہونا۔ ہمکنار ہونا۔ ملاپ کرنا۔ (ف۔آ)

ہوئی جنبش عیاں، ذرّوں نے لطفِ خواب کو چھوڑا
گلے ملنے لگے اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے ہمدم سے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۲)

گم: (گُم) کھویا جانا۔ بھٹک جانا۔ کھویا ہوا۔ (ف۔ع)

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

(کافر و مومن۔ض۔ک۔ص۵۰۶)

گمان: (گ۔مان) شک۔ (ف۔ع)

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

گمان: (گ۔مان) وہم۔قیاس۔ (ف۔آ)

یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں! لا الٰـــہ الّا اللّـــہ

(لا الٰہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۷)

گم کردہ: (گُم۔کَر۔دَہ) گم کیا ہوا۔ (ف۔ع)

منزل کا اشتیاق ہے، گم کردہ راہ ہوں
اے شمع! میں اسیرِ فریب نگاہ ہوں

(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

گم گشتہ: (گُم۔گَش۔تَہ) کھویا ہوا۔ گم شدہ۔ چھپا ہوا۔ (ف۔آ)

روح کو لیکن کسی گم گشتہ شے کی ہے ہوس
ورنہ اس صحرا میں کیوں نالاں ہے یہ مثلِ جرس؟

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۴)

گم ہونا: (گُم۔ہُو۔نا) محو و ساکت ہونا کسی خیال میں۔ (ف۔ش)

جیسے ہو جاتا ہے گُم، نور کا لیکر آنچل
چاندنی رات میں مہتاب کا ہمرنگ کنول

(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

گنبد: (گُم۔بَد) بُرج۔گول عمارت۔(ف۔ع)

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!

(ایک نوجوان۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

گنبد آبگینہ رنگ: (گُم۔بَدِ۔آب۔گی۔نہ رَنگ) شیشے کے یا نیلے رنگ کا گنبد مراد آسمان۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۵۶۳)

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

گنبد گرداں، گردوں: (گُم۔بَد۔گرْدان۔گرْ۔دُوں) آسمان (لفظی معنی گھومنے والا گنبد)

(ف۔ل)

تم بتا دو راز جو اس گنبدِ گرداں میں ہے
موت اک چبھتا ہوا کانٹا دلِ انساں میں ہے

(خفتگانِ خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۴۰)

طلسمِ گنبدِ گردوں کو توڑ سکتے ہیں
زجاج کی یہ عمارت ہے سنگِ خارہ نہیں!

(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

گنبد مینا: (گُم۔بَد۔مِی۔نا) آسمان۔فلک۔چرخ۔

(م۔ل)

یہ گنبدِ مینائی! یہ عالمِ تنہائی!
مجکو تو ڈراتی ہے اس دشت کی پہنائی!

(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

گنج: (گَنْج) خزانہ۔ذخیرہ۔گنجینہ۔ (ف۔آ)

حسن کا گنج گرا نمایاں تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

(دل۔ب۔د۔ص۶۱)

گنج آب آورد: (گَنْجِ۔آبْ۔آوَرْد) وہ خزانہ جسے پانی لایا ہو یعنی آنسوؤں کی جھڑی۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۱)

موجِ دودِ آہ سے آئینہ ہے روشن مرا
گنجِ آب آورد سے معمور ہے دامن مرا

(والدہ مرحوم۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۷)

گنجدان: (گَن رج۔دَان) خزانہ۔پوشیدہ جگہ۔ (ف۔آ)

آں کہ ارزد صید را عشق است و بس
لیکن او کے گنجد اندر دامِ کس!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۲)

گندم: (گَن۔دُم) گیہوں۔ (ف۔ع)

پنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز
کہ ساز گار نہیں یہ جہانِ گندم و جَو

(غزل۵۵۔ب۔ج۔ص۳۶۶)

گو: (گُو) گرچہ۔اگرچہ۔بالفرض۔مانا کہ۔

(ف۔آ)

گو بڑی لذتِ تری ہنگامہ آرائی میں ہے
اجنبیت سی مگر تیری شناسائی میں ہے

(رخصت اے بزمِ جہاں۔ب۔د۔ص۶۳)

گوارا: (گ۔وَ۔رَا) قابل برداشت۔سہارنے کے لائق۔ (ف۔آ)

یہ پوچھا ''ترا نام کیا؟ کام کیا ہے؟
نہیں آنکھ کو دید تیری گوارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص ۵۸)

گوارا: (گ۔وَا۔رَا) خوش۔مرغوب۔من بھاتا (ف۔آ)

ہو تیرے بیاباں کی ہوا تجھکو گوارا
اس دشت سے بہتر ہے نہ دلّی، نہ بخارا

(بڈھے بلوچ کی۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۷)

گوارا: (گ۔وَا۔رَا) پسند خاطر۔منظور خاطر۔ (ف۔آ)

گوارا ہے اسے نظارۂ غیر
نگہ کی نا مسلمانی سے فریاد

(رباعی۔ا۔ح۔ص ۶۷۲)

گواہی دینا (گ۔وَا۔ہی۔دینا) شہادت دینا۔ اپنے بیان سے ثبوت پہنچانا۔ (ف۔آ)

ہے ترکِ وطن سنّتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوّت کی صداقت پہ گواہی

(وطنیت۔ب۔د۔ص ۱۶۰)

گور: (گُور) قبر۔گڑھا۔تربت۔مزار (ف۔آ)

بادشاہوں کی بھی کشتِ عمر کا حاصل ہے گور
جادۂ عظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۰)

گورستان: (گُو۔رِس۔تان) قبرستان۔ شہرِ خموشاں۔ (ف۔آ)

زندگی سے تھا کبھی معمور اب سنسان ہے
یہ خموشی اس کے ہنگاموں کا گورستان ہے

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص ۱۴۹)

گورغریباں (گُو۔ر۔غَ۔ری۔باں) مسافروں کا قبرستان جہاں کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں جاتا۔ بیکسوں کا گورستان۔ (ف۔آ)

سوئے گورِ غریباں جب گئی رندوں کی بستی سے
تو یوں بولی نظارا دیکھ کر شہرِ خموشاں کا

(پیامِ صبح۔ب۔د۔ص ۵۶)

گورکن: (گُو۔رِ۔کن) قبر کھودنے والا۔ (ف۔ع)

''قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

(خانقاہ۔ب۔ج۔ص ۴۵۳)

گوسفند: (گُو۔س۔فَند) بھیڑ۔بکری۔(ف۔ل)

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں
نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی

(غزل ۲۔ب۔ج۔ص ۳۲۲)

گوش: (گُو۔ش) کان۔کرن۔ (ف۔آ)

کیوں ساز کے پردے میں مستور ہو لے تیری
تو نغمۂ رنگیں ہے، ہر گوش پہ عریاں ہو

(غزل۔ب۔د۔ص ۲۸۰)

گوشہ: (گُو۔شَہ) کونہ۔ (ف۔ع)

آفاق کے ہر گوشے سے اُٹھتی ہیں شعاعیں
بچھڑے ہوئے خورشید سے ہوتی ہیں ہم آغوش!

(شعاعِ امید۔ض۔ک۔ص۵۶۹)

گوشہ گیر: (گُو۔ شَہ۔گیر) تنہائی میں رہنے والا۔تارک الدنیا۔ (ف۔ل)

خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر جب عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

گوشہ نشینی: (گُو۔شَہ۔نَ۔شی۔نی) عُزلت۔ خلوت نشینی۔خانہ نشینی۔تنہائی۔ (ف۔آ)

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات
''گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

گوں: (گُوں) رنگ۔لون۔جیسے نیلگوں۔لالہ گوں۔ (ف۔آ)

دی عشق نے حرارتِ سوزِ دروں تجھے
اور گل فروشِ اشک شفق گوں کیا مجھے

(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

گوناگوں: (گُو۔نا۔گُوں) رنگ برنگ۔ (ف۔ع)

حیات کیا ہے خیال و نظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں!

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

گونہ: (گُو۔نَہ) وضع۔اسلوب۔قاعدہ۔(ف۔آ

مزا تو یہ ہے کہ یوں زیرِ آسماں رہئے
''ہزار گونہ سخن درد ہان و لب خاموش''

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

گوہر (گُو۔ہَر) موتی۔ (ف۔ع)

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں!
ٹوٹنا جس کا مقدر ہو، یہ وہ گوہر نہیں!

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

گوہر بار: (گُو۔ہَر۔بار) موتی برسانے والا۔ (ف۔ل)

اور اب چرچے ہیں جس کی شوخیٔ گفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشمِ گوہر بار کے

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۸)

گوئی: (گُو۔ای) کلمۂ تشبیہ۔تو کہے۔(ف۔ع)

تو ہمی گوئی مرادل نیز ہست
دل فرازِ عرش باشد نے بہ پست!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۳)

گوی (گُو۔ری) کہنے والا۔(ف۔ع)

منم کہ تو بہ نہ کردم زفاش گوئی ہا
زبیم ایں کہ بسلطاں کنند غمازی

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

گویا: (گُو۔یا) بولنے والا۔کہنے والا۔(ف۔ع)

یوں زبانِ برگ سے گویا ہے اس کی خامشی
دستِ گلچیں کی جھٹک میں نے نہیں دیکھی کبھی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

گویا: (گُو۔یا) بولنے والا۔ کہنے والا۔ (ف۔ع)

یوں زبانِ برگ سے گویا ہے اس کی خامشی
دستِ گلچیں کی جھٹک میں نے نہیں دیکھی کبھی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

گویا: (گُو۔یا) بالفرض۔ مانا کہ۔ (ف۔آ)

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

گویائی: (گُو۔یا۔اِی) گفتگو کی طاقت۔ بولنے کی طاقت۔ خوش کلامی۔ (ف۔آ)

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

گہر: (گ۔ہَر) جوہر۔ موتی۔ (ف۔آ)

چھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
گہر ہیں آبِ و تَر کے تمام یک دانہ

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۳)

گہر (گ۔ہَر) پوشیدہ صفت۔ (ف۔آ)

ذرے ذرے میں ترے خوابیدہ ہیں شمس و قمر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

گھڑی بھر: (گھ۔ڑی۔بھَر) بقدر ایک ساعت۔ (ف۔ش)

نہ یہ خدمت، نہ عزّت، نہ یہ رفعت اچھی
اس گھڑی بھر کے چمکنے سے تو ظلمت اچھی

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

گہن: (گَہن) گرہن۔ خسوف۔ (ف۔آ)

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی
نکلا کبھی کہن سے، آیا کبھی گہن میں

(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

گہوارہ: (گَہ۔وا۔رَہ) ہنڈولہ۔ پالنا۔ (ف۔ع)

جیسے گہوارے میں سو جاتا ہے طفلِ شیر خوار
موج مضطر تھی کہیں گہرائیوں میں مستِ خواب!

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۵۵)

گیا: (گِیا) گھاس۔ (ف۔ع)

تو برگِ گیا ہے نہ دہی اہلِ خرد را
او کشتِ گل و لالہ بہ بخشد بہ خرے چند!

(غزل۶۱ب۔ج۔ص۳۱۲)

گیتا: (گی۔تا) کرشن جی کا صحیفہ جس میں عرفانی اور اخلاقی مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ (ت۔ا۔ص۔۶۷)

یہ آئینہ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

گیتی: (گی۔تی) دنیا۔ (ف۔ع)

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک!

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

گیر: (گِیر) امرازِ گرفتن جو اسم کے ساتھ ملکر اسم

فاعل ترکیبی کے معنی دیتا ہے جیسے دستگیر۔ گلگیر۔ عالمگیر۔ (ف۔آ)

لذت گیرِ وجود ہر شے
سرمستِ مئے نمود ہر شے

(انسان۔ب۔د۔ص۱۲۷)

گیسو: (گے۔سُو) لٹ۔ جٹا۔ زلف۔ (ف۔ع)

پیامِ موت ہے جب لا ہوا الّا سے بیگانہ
وہ ملّت روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ!

(لا و الّا۔ض۔ک۔ص۵۲۵)

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات!

(ذوق و شوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

ل

لا: (لا) نہیں۔ مراد ''کوئی معبود نہیں ہے'' کا نعرہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۵۰)

لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مئے لا سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانہ الّا

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

لا: (لا) ''عشق'' کا مفہوم اقبال کے یہاں بہت وسیع ہے۔ کمالِ آرزو ہی کو اقبال عشق سے تعبیر کرتے ہیں۔ ''جنوں'' و ''فقر''، لا الہ الا اللہ اسی عشق کے مختلف پہلو ہیں۔ ''لا'' (نہیں)۔

اقبال کا عقیدہ ہے کہ زندگی ''لا'' کے مقام پر ٹھہرتی نہیں تخریب کے بعد تعمیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی بنا پر وہ اپنے نظریۂ سیاستِ دینی کی تکمیل کرتے ہیں اور ان کا یہ اعلان تمام قوتوں کے خلاف ہے جو انسان کو اپنا محکوم اور غلام رکھنا چاہتی ہیں۔ (اقبال کی شعری و فکری جہات۔ص۲۳۲)

نفی ہستی اک کرشمہ ہے دل آگاہ کا
لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الّا اللہ کا

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص۱۱۴)

نہادِ زندگی میں ابتدا لا انتہا الّا

لَا اِلٰہَ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ف۔ا)

قلندر جز دو حرف لا الٰہ کچھ نہیں رکھتا
فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا!

(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ: (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے (الا: مگر، سوائے اللہ)۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۳۸)

تو عرب ہو یا عجم ہو، ترا ''لا الٰہَ اِلّا''!
لغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی!

(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الٰہَ اِلّا اللہ

(لا الٰہ الّا اللہ۔ض۔ک۔ص۴۷۷)

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ: قرآن حکیم میں جن مقامات پر آیا ہے ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔ وَاِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِد لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحمٰنُ الرَّحِیم۔۲/۱۶۳۔ ترجمہ: اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔ اس بڑے مہربان (اور) رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۸۱)

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الّا ھُوَ

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

لات:(لا ث)عرب کے تین مشہور بتوں یعنی منات وعزی میں سے تیسرے بُت کا نام جسے شعیب علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی اور زمانہ جاہلیت تک اسکی پرستش برابر رہی۔ (ف۔آ)

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگر چہ پیر ہے آدم، جواں ہیں لات ومنات

(نماز۔ض۔ک۔ص۴۹۹)

لاتخف (لا۔تَ۔خَف)(لغ: نہ ڈرنا) قرآن مجید میں بار بار خدا نے اپنے خاص بندوں سے کہا ہے کہ وہ خوف نہ کھائیں۔ دیکھئے سورۂ ہود (رکوع ۷)، سورۂ 'طٰہٰ' (رکوع ۱، ۳) سورۂ نمل (رکوع ۱) سورۂ قصص (رکوع ۳،۴) سورۂ عنکبوت (رکوع ۴) میں آئے ہیں۔

اس شعر میں قرآن حکیم کی ان آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔(۲۸/۲۹-۳۱)۔ جب موسیٰ نے مدت پوری کردی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو طور کی طرف سے آگ دکھائی دی تو اپنے گھر والوں سے پوچھا کہنے لگے کہ (تم یہاں) ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے شاید وہاں سے (رستے کا) کچھ پتہ لاؤں یا آگ کا انگارا لے آؤں تا کہ تم تاپو جب اس کے پاس پہنچے تو میدان کے دائیں کنارے سے ایک مبارک جگہ میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ موسیٰ میں تو خدا رب العٰلمین ہوں اور یہ کہ اپنی لاٹھی ڈال دو جب دیکھا کہ وہ حرکت کر رہی ہے۔ گویا وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا کہ) موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت تم امن پانے والوں میں ہو۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۔۸۳)

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۳۲)

لَا تَدْعُوْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَر:(سورۃ ۲۸/۸۵-۸۸ ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ کون سچا دین لے کر دنیا میں آیا ہے۔ رسول خدا سے مخاطب ہو کر کہا گیا ہے کہ جس طرح آپ آج تک شرک سے منزہ رہے ہیں آئندہ بھی اسی طریق پر عمل کیجئے اور اللہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ آپ کو اپنے اصلی وطن یعنی مکہ میں پھر پہنچائے گا۔ (ت۔ا۔ص۱۲۱)

آہ اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لَا تَدْعُوْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَر

(لاہور وکراچی۔ض۔ک۔ص۵۱۸)

لَا تَذَرْ: نعرۂ لاتذر سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے: وقال نوح ربّ لاتذر۔ علی الارض من الکافرین دیّارا۔ ترجمہ: ''اور حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑیو''۔ مومن کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے اور اسلام سارے ادیان پر غالب آجائے چنانچہ وہ اسی مقصد کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص۵۹۱)

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کردے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں!

(طارق کی دُعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

لاتقنطوا: (لغ: مایوس نہ ہو) سورۂ زمر (رکوع ۶) کی قرآنی آیت کا جزو ہے۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ۵۳ ترجمہ: اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۰۶)

جس کی نومیدی سے ہو رازِ درونِ کائنات
اس کے حق میں تقنطوا اچھا ہے یا لا تقنطوا؟

(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

لاتی ومناتی: (لا۔تِ۔یُ۔مَنا۔تی) لات اور منات سے وابستہ یا ان سے تعلق رکھنے والے۔ مراد بتوں کی پوجا کرنے والا۔ (آ ک۔ا۔ا۔ص۶۵۲)

میں اصل کا خاص سومناتی
آبا میرے لاتی و مناتی

(ایک فلسفہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

لاج رکھنا: (لاج۔رَکھ۔نا) آبرو نہ بگڑنے دینا۔ رسوخ قائم رکھنا۔ (ف۔آ)

تیری بے علمی نے رکھ لی بے علموں کی لاج
عالم فاضل بیچ رہے ہیں اپنا دین ایمان

(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۱)

لاجورد (لاجَوَرد) (ا) لازورد۔ ایک قسم کا چمکدار نیلا پتھر جس کے نگینے بناتے ہیں (۲) ولایتی نیل۔ (ف۔آ) مراد ہے نیلا رنگ۔

مردانِ کارڈھونڈ کے اسبابِ حادثات
کرتے ہیں چارۂ ستم چرخِ لاجورد

(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

لادوا: (لا۔دَ۔وا) لاعلاج۔ جس کی دوا نہ ہو۔ (ف۔آ)

موت کا نسخہ ابھی باقی ہے اے دردِ فراق
چارہ گر دیوانہ ہے، میں لادوا کیونکر ہوا!

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

لادین: (لا۔دِین) دین کے زیر اثر نہ ہونا۔ خدا کا خوف نہ ہونا۔ (ش۔ض۔ک۔ص۱۰۲)

لادیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک

(قوت اور دیں۔ض۔ک۔ص۴۹۱)

لادین سیاست: (لا۔دِین۔سِیا۔سَت) ایسی سیاست جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔ کفر پر مبنی سیاست جس کے مطابق مذہب کو سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ نظام بنی آدم کے حق میں مفید نہیں ہو سکتا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۸۴) (ش۔ض۔ک۔ص۴۹۵)

مری نگاہ میں ہے یہ سیاستِ لادیں
کنیز اہرمن ودوں نہاد و مُردہ ضمیر

(لادین سیاست۔ض۔ک۔ص۶۱۴)

لادینی: (لا۔دِی۔نی) مذہب سے دوری/ بیزاری۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۷)

جُوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتشِ اللہ ھُو سرد!

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۳)

لازم: (لا۔زِم) واجب۔ ضرور۔ نسب۔ فرض۔ (ف۔آ)

خیابانیوں سے ہے پرہیز لازم
ادائیں ہیں ان کی بڑی دلبرانہ!

(شاہیں۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

لازمانی: (لا۔زَ۔مَا۔نی) جو زمانے کی قید میں نہ ہو۔ وقت سے آزاد اور بلند تر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۵۲)

محکم کیسے ہو زندگانی؟
کس طرح خودی ہو لازمانی؟

(ایک فلسفہ زدہ سیّد۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

لازوال: (لا۔زَ۔وَال) جس کو زوال نہ ہو۔ غیر فانی۔ ازلی۔ قدیم۔ (ف۔ل)

خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا
جہاں میں کیوں نہ مجھے تو نے لازوال کیا

(حقیقت حسن۔ب۔د۔ص۱۱۲)

کا ثا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو
یارب وہ درد جس کی کسک لازوال ہو!

(غزل۵۔ب۔ج۔ص۳۰۱)

لاشریک: (لا۔شَ۔رِیک) خدا۔ جس کا کوئی شریک نہ ہو۔ (ف۔ل)

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

(سلطان ٹیپو کی وصیت۔ض۔ک۔ص۵۳۵)

لَاشَرِیکَ لَہٗ: یہاں مصرع ثانی میں قرآن حکیم کی ان آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (۶/۱۶۳-۱۶۴)

ترجمہ: (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے اوّل فرمانبردار ہوں۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۹۲-۹۳)

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اتر گیا جو ترے دل میں لاشَرِیکَ لَہٗ

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۷)

لاطینی: (لا۔طی۔نی) لیٹن۔ جو رومیوں کی قدیم زبان تھی۔ (ف۔ع)

لادینی ولاطینی کس پیچ میں اُلجھا تو
دارو ہے ضعیفوں کا لَاغَالِبَ اِلَّا ھُوَ

(محراب گل افغان۔۔۔۱۲۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

لَا غَالِبَ اِلَّا ھُوَ: قرآن حکیم کی اس آیت کے ٹکڑے سے ماخوذ ہے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ والکنّ اکثر النّاس لایعلمون۔ ۱۲/۲۱

ترجمہ: اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۹۳)

لادینی ولاطینی کس پیچ میں اُلجھا تو
دارو ہے ضعیفوں کا لَاغَالِبَ اِلَّا ھُوَ

(محراب گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

لاغر: (لا۔غَر) دُبلا۔ (ف۔ع)

جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب!
دل نزع کی حالت میں جزو پختہ و چالاک!

(ابلیس کی عرضداشت۔ب۔ج۔ص۴۵۴)

لاف و گزاف: (لا۔فُو۔گ۔زَاف) بیہودہ سرائی۔ شیخی و تعلّی۔ (ف۔آ)

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعویٰ نظر لاف و گزاف

(دین و تعلیم۔ض۔ک۔ص۵۴۸)

لالا: (لا۔لا) چمکدار۔ (ف۔ع)

حضورِ حق سے چلا لے کے لولوئے لالا
وہ ابر جس سے رگِ گل ہے مثلِ تارِ نفس!

(نادرشاہ افغان۔ب۔ج۔ص۴۴۵)

لالہ: (لا۔لَہ) ایک قسم کے سرخ مشہور پھول کا نام۔ پوست کا پھول جس کے اندر داغ ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی

(غزل ۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

لالہ: (لا۔لَہ) گلِ لالہ اقبال کی اصطلاح ہے اور انکی شاعری میں رمزیہ اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ گلِ لالہ سے اقبال کی دلچسپی کا سبب یہ ہے کہ جس طرح ان کو شاہین میں مردِ مومن کی صفات نظر آتی ہیں۔ اسی طرح وہ اس پھول میں عاشق کی زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ چونکہ عاشق کی طرح لالہ کے جگر میں بھی داغ ہوتا ہے۔ اس لئے اقبال اس کو عاشقی کا مظہر قرار دیتے ہیں گویا گلِ لالہ ان کی عاشقانہ زندگی کا آئینہ ہے۔ اور اسی لئے انہوں نے اس کی زبان سے زندگی کی حقیقت بیان کی ہے۔ دراصل اقبال کا عقیدہ ہے کہ زندگی کی حقیقت سے صرف عاشق ہی آگاہ ہو سکتا ہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص۶۵۷) (ش۔ا۔ح۔ص۸۶)

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

لالۂ پیکانی: (لا۔لَہ۔اِ۔پے۔کا۔نی) لالۂ پیکانی میں لفظ پیکانی لالۂ کی صفت ہے یعنی جب تک لالہ غنچہ کی حالت میں رہتا ہے اس کی شکل پیکان (نوک تیر) سے ملتی جلتی ہے۔ (ش۔ض۔ک۔۵۹۹)

مراد لالہ کا وہ پھول جو ابھی کھلا نہ ہو
بے اشکِ سحر گاہی تقویمِ خودی مشکل
یہ لالۂ پیکانی خوشتر ہے کنارِ جو!

(محرابِ گل افغان۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۵)

لالہ زار: (لا۔لَہ۔زار) تختۂ لالہ۔ لالہ کا کھیت۔ باغ۔ (ف۔آ)

خرامِ ناز پایا آفتابوں نے، ستاروں نے
چٹک غنچوں نے پائی، داغ پائے لالہ زاروں نے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۲)

لالۂ صحرائی: (لا۔لَہ۔اِ۔صَحرا۔ائی) ریگستان کا لالہ۔ آغازِ اسلام کے مسلمان مراد ہیں جو صحراؤں میں رہتے اور بہت جدّ و جہد کرتے تھے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۷۲)

بھٹکا ہوا راہی میں بھٹکا ہوا راہی تو
منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی

(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۳)

لالہ فام: (لا۔لَہ۔فام) سرخ۔ لال رنگ کا۔ (ف۔آ) مجازاً خوبصورت۔

ذرا دیکھ اے ساقی لالہ فام
سناتی ہے یہ زندگی کا پیام!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

میں شاخِ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر!

(جاوید کے نام۔ب۔ج۔ص۴۳۹)

لالہ گوں (لا۔لَہ۔گُوں) لال۔سرخ رنگ کا۔

(ف۔ل)

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شراب لالہ گوں میکدۂ بہار سے

(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

لالہ و گل: (لا۔لَہ۔و۔گُل) گل لالہ و گلاب۔ مجازاً عام پھول۔ (م۔ل)

سینہ چاک اس گلستاں میں لالہ وگل ہیں تو کیا؟
نالہ و فریاد پر مجبور بلبل ہیں تو کیا؟

(والدہ مرحومہ کی۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

لامکاں: (لا۔مَکان) بغیر جگہ والا۔اللہ تعالیٰ۔

(ف۔ع)

زمیں کو تھا دعویٰ کہ میں آسماں ہوں
مکاں کہہ رہا تھا کہ میں لا مکاں ہوں

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

لامکاں: (لا۔مَ۔کان) مراد اوپر کی دنیا یعنی عالم قدس۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۸)

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی
خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟

(غزل۲۔ب۔ج۔ص۲۹۸)

لا والاّ: (لا۔وَ۔اِلاّ) نہیں اور مگر سوائے۔اشارہ ہے کلمہ طیبہ کی طرف: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔گویا ''لا'' ابتدا ہے اور ''اِلاّ انتہا۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۷۰۰)

نہادِ زندگی میں ابتدا لا انتہا الاّ
پیامِ موت ہے جب لا ہوا اِلاّ سے بیگانہ!

(لا والاّ۔ض۔ک۔ص۵۲۵)

لاہوت: (لا۔ہُوت) (تصوف) مقامِ محویت اور عالمِ ذاتِ الٰہی جس میں سالک کو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۲۷)

میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا
رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہوت سے پیوند!

(شکر و شکایت۔ض۔ک۔ص۴۸۴)

لاہوتی: (لا۔ہُو۔تی) طائرِ لاہوتی مراد وہ پرندہ جو روحانی ترقی کر کے بلند ترین مقام پر اڑنے والا ہو۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۲۷)

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!

(غزل۳۴۔ب۔ج۔ص۳۴۸)

لایحزنوں: (لا۔یَح۔زَ۔نُوں) یہاں شعر کے مصرع ثانی میں قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔الا ان اولیا اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۱۰/۶۲ (سورۂ انعام) ۶/۴۷۔ترجمہ: سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص۔۸۲)

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرہ لایحزنوں، کر

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ:۔قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔حوالہ یہ ہے۳/۹۔ترجمہ: ''بے شک خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا''۔ (ت۔ا۔ص۶۸)

اے مسلماں ہر گھڑی پیشِ نظر
آیۂ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد رکھ
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

لا یطاق: (لا۔یُطاق) جس چیز کی طاقت نہ ہو۔
(ف۔ع)
حضرتِ کرزن کو اب فکرِ مداوا ہے ضرود
حکم برداری کے معدے میں ہے دردِ لا یطاق
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

لائق: (لا۔اِق) سزاوار مرد یا مذکر چیز۔ (ف۔ع)
وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

لب: (لَب) ہونٹھ۔شفت۔ (ف۔آ)
لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری!
(بچے کی دُعا۔ب۔د۔ص۳۴)

لب: (لَب) کنارہ۔ساحل۔ (ف۔آ)
صحبتِ اہلِ صفا، نورو حضور و سُرور
سرخوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجُو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

لب آبجو: (لَب۔آب۔جُو) ندی کا کنارہ۔
(ف۔ل)
صحبت اہلِ صفا، نورو حضور و سُرور
سرخوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجُو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

لب بام: (لَب۔بَام) کوٹھے یا چھت کا کنارا۔
(ف۔ل)
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

لب جو: (لَب۔جُو) ندی کا کنارہ۔
(ش۔م۔ب۔د۔ص۔۳۵)
سَیر کرتا ہوا جس دم لبِ جُو آتا ہوں
بالیاں نہر کو گرداب کی پہناتا ہوں
(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

لبریز: (لَب۔رَیز) لبالب۔بھرا ہوا۔پُر۔کناروں تک بھرا ہوا۔ (ف۔آ)
آئی آواز غم انگیز ہے افسانہ ترا
اشکِ بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ تیرا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

لب گفتار: (لَب۔گُف۔تار) لب ولہجہ۔گفتگو۔ بول چال کا ڈھنگ۔ (ف۔ک۔م)
کر رہا ہے آسماں جادو لبِ گفتار پر
ساحرِ شب کی نظر ہے دیدۂ بیدار پر
(خفتگانِ خاک سے استفسار۔ب۔د۔ص۳۸)

لب گور: (لَب۔گُور) مرنے کے قریب ہونا۔
(ف۔آ)
زندہ کر سکتی ہے ایران و عرب کو کیونکر
یہ فرنگی مدنیت کہ جو ہے خود لبِ گور!
(اقوامِ مشرق۔ض۔ک۔ص۵۳۲)

لبِ گویا :(لَب۔گُو۔یا)بولنے والا لب۔ لب گویا کنایہ ہے حسین ابن منصور کے قول 'انا الحق' سے جس پر اسے سولی دی گئی تھی۔(ف۔ل)

(ش۔ب۔د۔ص۱۶۲)

منصور کو ہوا لب گویا پیامِ موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

لحد :(لَحد)قبر۔مزار۔ (ف۔ل)

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے سے اونچا مقام ہے تیرا

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

لحظہ :(لَح۔ظہ)ایک دفعہ کن انکھیوں سے دیکھنے کا وقفہ۔ (ف۔آ)

ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

لحظہ لحظہ :(Lah'zah-lah'zah) Every moment. (ہ۔ڈ۔ف)

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

لذّت: (لَذ۔ذَت)ذائقہ۔سواد۔ (ف۔آ)

لذتِ قرب حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

لذّت :(لَذ۔ذَت)لطف۔آنند۔ (ف۔آ)

شمع محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذّت سے بیگانے رہے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۶)

لذّت آشنائی:(لَذ۔ذَ۔تِ۔آش۔نا۔ اِی) عشق حقیقی کا لطف۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۳)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی!

(طارق کی دُعا۔ب۔د۔ص۳۹۷)

لذّتِ تنویر: (لَذ۔ذَ۔تِ۔تَن۔وِیر)روشنی پھیلانے کا مزہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۳۳)

مضطرب ہر دم مری تقدیر رکھتی ہے مجھے
جستجو میں لذتِ تنویر رکھتی ہے مجھے

(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

لرد :(لَرد)لارڈ۔نواب۔ (ف۔ع)

اک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تیری آنکھ نہ ہو سیر!

(نصیحت۔ض۔ک۔ص۶۱۶)

لرزاں: (لَر۔زَان)لرزنے والا۔ ہلنے والا۔

(ف۔ل)

شعلے ہوتے ہیں مستعار اس کے
جن سے لرزاں ہیں مرد عبرت کوش

(زیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۶)

لرز جانا :(لَر۔زَ۔جانا)کانپ جانا۔تھرّا جانا۔

(ف۔آ)

بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

(فردوس میں۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

لرزنا :(لِ۔رَز۔نا) کانپنا۔خوف سے بدن میں رعشہ آنا۔ (ف۔آ)

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال

(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص۳۶)

لزومات: (لِ۔زُو۔مات) لزومات کا پورا نام ''لزومالایلزم'' ہے۔لزومات معرّی کے قصائد کا مجموعہ ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۸۰۳)

یہ خوانِ تروتازہ معرّی نے جو دیکھا
کہنے لگا وہ صاحب غفران و لزومات

(حال ومقام۔ب۔ج۔ص۴۴۹)

لسان العصر: (لِ۔سا۔نُل۔عَص ر) زمانہ کی زبان۔ترجمانِ وقت۔حضرت اکبرالہ آبادی مراد ہیں جن کا یہ لقب تھا۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص ۵۴۲)

یہ ''لسان العصر کا پیغام ہے
''اِنّ وَعدَاللہ حَقّ یاد رکھ''

(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۲)

لشکر :(لَش۔کَر) فوج۔سپاہ۔ (ف۔آ)

توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

لطافت :(ل۔طا۔فَت) نرمی۔پاکیزگی۔ تازگی باریکی۔ (ف۔ع)

یہ حسن ولطافت کیوں؟ وہ قوت وشوکت کیوں؟
بلبل چمنستانی، شہباز بیابانی!

(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۴۰)

لطف :(لُطف) مزا۔لذّت۔بہار۔خوشی۔ فرحت۔ (ف۔آ)

تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لیے
حرف بیمطلب تھی خود میری زباں میرے لیے

(عہد طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

لطف :(لُطف) نگہبانی۔حمایت۔(ف۔ع)

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
لطف سارے اسی کے دم سے ہیں

(ایک گائے اور بکری۔ب۔د۔ص۳۳)

لطف :(لُطف) کیفیت۔حالت۔ (ف۔آ)

غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطفِ خواب سے
ساز یہ بیدار ہوتا ہے اسی مضراب سے

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

لطف :(لُطف) عنایت۔مہربانی۔(ف۔آ)

اس دور میں مے اور جام اور جم اور
ساقی نے بنا کی روشنِ لطف و ستم اور

(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

لطیف : (لَ۔طِیف) نفیس۔ پاکیزہ۔ پاک۔ مقدس۔ (ف۔آ)

رخت ہستی خاک، غم کی شعلہ افشانی سے ہے
سرد یہ آگ اس لطیف احساس کے پانی سے ہے
(والدہ مرحومہ کی۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۵)

لطیفہ :(ل۔طی۔فَہ)اچھی چیز۔اچھی بات۔ (ف۔ع)

''جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی
لطیفۂ ازلی ہے فغانِ چنگ و رباب!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۲۸)

لعل:(لَعْل)ایک قسم کا بڑا یاقوت۔ (ف۔آ)

بوند اک خون کی ہے تو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

لعل:(لَعْل)لال۔سرخ۔احمر۔یاقوتی۔(ف۔آ)

ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہوا لبریز
اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑ دی پرہیز
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۰۸)

لعل بدخشاں:(لَعْلِ۔بَدَخْشاں)بدخشاں(شہر کا نام جہاں کے لعل مشہور ہیں)کا سرخ قیمتی پتھر۔
(آ۔ک۔ا۔ا ص۵۴۷)

وادیٔ کہسار میں غرقِ شفق ہے سحاب
لعلِ بدکشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۲)

لعل گراں:(لَعْلِ۔گِراں)قیمتی لعل۔ایک قیمتی پتھر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۶۸)

خاکِ مشرق پر چمک جائے مثالِ آفتاب
تابدخشاں پھر وہی لعلِ گراں پیدا کرے
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

لعنت:(لَعْ۔نَت)پھٹکار۔ملامت۔ (ف۔آ)

ہو اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی!
(نفسیاتِ غلامی۔ض۔ک۔ص۶۲۰)

لغت:(لُغَت)ڈکشنری۔کوش۔فرہنگ۔(ف۔آ)

قلندر جز دو حرف لا اِلٰہ کچھ نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا!
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

لغت:(لُ۔غَت)کسی قوم کی زبان۔بولی۔ (ف۔آ)

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا اِلٰہَ الاّ!
لُغتِ غریب، جب تک ترا دل نہ دے گواہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

لغزش:(لَغ۔زِ۔ش)خطا۔سہو۔بھول۔غلطی۔ (ف۔آ)

تو سمجھتا نہیں اے زاہد ناداں! اس کو
رشکِ صد سجدہ ہے اک لغزشِ مستانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۲)

لقب:(لَ۔قَب)وہ وصفی نام جو کسی صفتِ خاص یا عزت وغیرہ کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔ (ف۔آ)

سوچ تو دل میں لقب زیبا ہے ساقی کا تجھے؟
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ بے صہبا ترا
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۴)

لم یزل: (لَم۔یَزَل) وہ جس پر زوال نہ آئے۔ دائمی۔ ازلی وابدی مراد خدا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۱۰)

خدائے لَم یَزَل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے
یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

لم یزل: (لَم۔یَزَل) رِندِ لم یزل یعنی ہمیشہ شراب پینے والا، مراد فرانس۔ انگریزوں نے ۱۹۱۹ء میں ترکوں کو شکست دے کر شریف مکہ کے بیٹے کو شام کا بادشاہ بنا دیا، عراق و فلسطین فرانس کے سپرد کئے۔ شامیوں نے ۱۹۲۵ء میں فرانس سے یہ علاقے آزاد کرا لیے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۱۳)

شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رندِ لم یزل
رکھ کے میخانے کے سارے قاعدے بالائے طاق

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

لن ترانی: (لَن۔تَرا۔نی) (لغ: تو مجھے نہ دیکھ پائے گا) جب حضرت موسیٰ نے خدا سے اس کی تجلّی دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور خدا سے کہا "اَرِنی (مجھے دکھا دے) تو خدا نے ان کو جواب دیا "لَن ترانی (تم دیکھنے کی تاب نہ لاسکو گے)۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۱۰)

ذرا سا تو دل ہے مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سُنا چاہتا ہوں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

لوٹ جانا: (لُوٹ۔جا۔نا) بے تاب ہو جانا۔ بیقرار ہو جانا۔ تڑپ جانا۔ پھڑک جانا۔ (ف۔آ)

دل میں کوئی اس طرح کی آرزو پیدا کروں
لوٹ جائے آسماں میرے مٹانے کے لیے

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

لوٹ: (لُوٹ) آمیزش۔ ملاوٹ۔ آلودگی۔ عیب۔ (ف۔آ)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

لوح: (لَو۔رح) وہ چوڑی سِل جو پتھر کی بنا کر قبر کے سرہانے مدفون کی تاریخ وفات و آیات وغیرہ لکھ کر لگا دیتے ہیں۔ لوح مزار۔ (ف۔آ)

سنگِ تربت ہے مرا گرویدۂ تقریر دیکھ
چشمِ باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

لوح: (لَو۔رح) لکھنے کی تختی۔ (ف۔آ)

لَوح بھی تُو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حَباب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

لوح و قلم: (لَو۔حُ۔قَلَم) لوحِ محفوظ اور قلمِ قدرت۔ احکام الٰہی کی تختی اور اس کے لکھنے کی قلم قدرت۔ (ف۔آ)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۸)

لولاک: (لَو۔لاک) اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے جس میں خُدا رسول اکرم کے لئے

فرماتا ہے: لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاک (اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) اس مناسبت سے ''صاحب لولاک'' سے مراد رسولِ خدا لئے جاتے ہیں۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۱۱)

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی
میرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک!

(غزل۴۶۔ب۔ج۔ص۳۵۹)

لولو: (لُو۔لُو) موتی۔ (ف۔ع)

سناؔئی کے ادب سے میں نے غوّاصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا!

(غزل۱۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

لہو: (ل۔ہُو) خون۔ (ف۔آ)

خرید یں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی!

(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا!
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ!

(شاہین۔ب۔ج۔ص۴۵۷)

لہو پینا: (ل۔ہُو۔پِی۔نا) نہایت دق کرنا۔ستانا۔ تکلیف دینا۔ (ف۔آ)

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبّر، یہ حکومت!
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات!

(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

لہو ترنگ: (ل۔ہُو۔ت۔رَنگ) خون سے کھیلنے والی۔ (ش۔ض۔ک۔ص۔۳۰)

خونِ دل وجگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت ''لہو ترنگ'' ہے غافل! نہ ''جل ترنگ''

(ناظرین سے۔ض۔ک۔ص۴۷۲)

لہو رونا: (ل۔ہُو۔رُو۔نا) بجائے اشک آنکھوں سے خون نکلنا۔نہایت رونا۔ (ف۔آ)

ہو یدا آج اپنے زخم پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۱۷)

لے اڑنا: (لے۔اُڑ۔نا) لے کر چل دینا۔اپنے ساتھ لے کر اڑ جانا۔ (ف۔آ)

نہ اُٹھا جذبۂ خورشید سے اک برگِ گل تک بھی
یہ رفعت کی تمنا ہے کہ لے اُڑتی ہے شبنم کو

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۴۷)

لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی: قرآن مجید کی ان آیات کی طرف اشارہ ہے۔(۵۳/۳۸،۳۹)

انسان جس چیز کے لئے کوشش کرتا ہے اس کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔یعنی انسان کو جو کچھ ملتا ہے اپنی کوشش سے ملتا ہے۔(ت۔ا۔ص۶۸)(ف۔ا)

حکمِ حق ہے لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

لیل و نہار: (لَے۔لَو۔ن۔ہار) رات دن۔ روز وشب۔دن رات۔ (ف۔آ)

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ افق سے آشکار
صبح، یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار

(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

اور ایراں میں ذرا ماتم کی تیاری بھی دیکھ

(غزہ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

م

ما: (مَا) ہم۔ (ق۔ل)

جو تو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیرِ امتیازِ ما و تو رہنا

(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۵)

مات: (مَات) شکست۔ہار۔ (ف۔آ)

تم اسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے
تابساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات!

(ابلیس کی مجلس۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۶)

مات کھانا: (مَات۔کھا۔نا) شکست کھانا۔زک اٹھانا۔ہارنا۔ (ف۔آ)

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

ماتم: (مَا۔تَم) سوگ۔ (ف۔آ)

یہ سیہ پوشی کی تیاری کسی کے غم میں ہے
محفلِ قدرت مگر خورشید کے ماتم میں ہے

(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۳۸)

ماتم: (مَا۔تَم) نوحہ۔گریہ وزاری۔آہ و نالہ۔ (ف۔آ)

سازِ عشرت کی صدا مغرب کے ایوانوں میں سن

ماتم: (مَا۔تَم) ملال۔غم۔الم۔ (ف۔آ)

اس موج کے ماتم میں روتی ہے بھنور کی آنکھ
دریا سے اٹھی، لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی!

(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص۴۱۴)

ماتم خانہ: (مَا۔تَم۔خَا۔نَہ) سوگ گھر (ف۔آ)

آہ! یہ دنیا، یہ ماتم خانۂ برناو پیر!
آدمی ہے کس طلسمِ دوش و فردا میں اسیر!

(والدہ مرحومہ۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

ماجرا: (مَا۔جَرا) واردات۔ وہ چیز جو گزر گئی۔ سرگزشت۔زمانہ گزشتہ کا حال۔ (ل۔ک)

کچھ بتا اس سیدھی سادی زندگی کا ماجرا
داغ جس پر غازۂ رنگِ تکلف کا نہ تھا

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۳)

مادا: (مَا۔دَا) ہر چیز کی اصل جس سے کوئی چیز بنائی جائے۔محسوس چیز۔ (ف۔ع)

غمیں مشوکہ بہ بندِ جہاں گرفتار یم
طلسمہا شکند آں دلے کہ مادار یم!

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۸)

مادر: (مَا۔دَر) ماں۔والدہ۔امّاں۔مدر۔ (ف۔آ)

تھے دیارِ نو زمین و آسماں میرے لیے

وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لیے

(عہدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

مادر گیتی:(مَا۔دَ۔رِ۔گیتی)زمین۔دھرتی۔ماتا۔

(ف۔ل)

ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نامِ نو

مادرِ گیتی رہی آبستنِ اقوامِ نو

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

مار:(مَاز)سانپ۔ (ف۔ع)

علم را برتن زنی مارے بود!

علم را برول زنی یارے بود!

(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۶)

مَا زَاغَ الْبَصَرُ:(لغ:نگاہ نہیں بہکی)سورۂ نجم (رکوع۔۱) کی ان آیات کی طرف اشارہ ہے جن میں معراج کا بیان ہے۔مازاغ البصرُ وماطغیٰ لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ۔ترجمہ:نہ تو نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔اس نے (رسولِ خدا) اپنے پروردگار کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۱۳)

فروغِ مغربیاں خیرہ کررہا ہے تجھے

تری نظر کا نگہباں ہو صاحبِ مازاغ!

(غزل۔ض۔ک۔ص۵۴۷)

مازنی:(مَ۔زِ۔نی)اشارہ اطالیہ کے مشہور محب وطن گیسپ مزنی کی طرف ہے۔گی سپ مزینی

)جنیوا میں ۲۲رجون ۱۸۰۵ء

کو پیدا ہوا۔ابتدا ہی سے بڑا ہونہار تھا۔۱۹ سال کی عمر میں وکالت شروع کردی تھی۔۱۸۲۱ء میں اس نے اپنے ہم وطنوں کا حال زار دیکھ کر یہ تہیہ کرلیا کہ اپنے عزیز ملک اطالیہ کو آزاد کرانا چاہئے اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسے ادبی مشاغل ترک کرنے پڑے۔ ۱۸۲۹ء میں اس نے ملک کی ایک سیاسی جماعت میں شرکت کی گو اس جماعت کی پُر فریب چالوں کا یہ شکار ہوا اور اس کو قید برداشت کرنی پڑی۔ جوں ہی یہ قید سے رہا ہوا اس نے اطالیہ کے نوجوانوں کی ایک جماعت بنائی جس کا واحد مقصد اپنے ملک کو آزاد کرانا تھا۔اس نے ملک کی آزادی کی خاطر بڑے بڑے مصائب برداشت کئے۔بالآخر اطالیہ کو آزاد کرانے میں کامیاب ہوا۔۱۰رمارچ ۱۸۷۲ء کو انتقال کیا۔مزنی کا نام اطالیہ کی جنگ آزادی کے سلسلہ میں سنہری حروف میں لکھا جاتا ہے۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۵۲)

ہرے رہو وطن مازنی کے میدانو!

جہاز پر سے تمہیں ہم سلام کرتے ہیں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

ماسوا:(مَا۔سِوا)علاوہ اصطلاح میں سوائے خدا تعالیٰ کے تمام مخلوقات اور موجودات کو کہتے ہیں۔لغوی حیثیت سے یہ لفظ غلط ہے۔ (ل۔ک)

ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری

تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۸)

ماضی:(مَا۔ضِی)گزشتہ۔گزرا ہوا۔بیتا ہوا۔

(ف۔آ)

یادِ عہدِ رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے

میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

ماعَرَفْنَا:ماعرفناك حق معرفتک یعنی اے مولا کریم! ہم نے (حضورؐ نے افرادامت کوشامل فرمالیا) تجھ کواس طرح نہیں پہچانا جس طرح کہ پہچاننے کا حق ہے۔یعنی جب آپ نے اپنا سرنیاز اللہ کی بارگاہ میں جھکایااور معرفت کے باوجوداپنے عجز کااعتراف فرمایاتو اللہ نے آپ کوسارے حسینوں کاسرتاج بنادیا۔بایں طور کہ آپ کومعراج کی رات اپنے پاس بلا کر دانائے رسل،ختم الرسل اور مولائے کل کے مراتب عالیہ پر فائز کردیا۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۷۰)

پھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ''مَاعَرَفْنَا' پر
ترارتبہ رہابڑھ چڑھ کے سب نازآفرینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

مافات:(مَا۔فَاتْ)گذری ہوئی چیز۔جوفوت ہوا۔ (ف۔ع)

تلافی مافات سے کسی نقصان کابدل یامعادلہ دینامراد ہے۔

نگاہ ایک تجلّی سے ہے اگر محروم
دو صد ہزار تجلّی تلافی مافات!

(مسعودمرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

مال:(مَآل)لوٹنے کی جگہ۔ (ف۔آ)

قمر کا خوف کہ ہے خطرۂ سحر تجھ کو
مآلِ حسن کی کیا مل گئی خبر تجھ کو؟

(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

مال:(مَآل)نتیجہ۔انجام۔خاتمہ۔ (ف۔آ)

کیایہی ہے اس شہنشاہوں کی عظمت کا مآل
جن کی تدبیر جہانبانی سے ڈرتا تھا زوال

(گورستانِ شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

مال غنیمت:(مَا۔لِ۔غَ۔نِی۔مَتْ)کافروں کامال جولڑائی میں ہاتھ آئے۔ (ف۔آ)

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی!

(طارق کی دُعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

مال مست:(مَال۔مَسْت)مال کے نشہ میں مخمور۔ (ف۔آ)

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر مال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی، خواجہ بلند بام ابھی!

(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۱)

مامور:(مَا۔مُوْر)حکم کیا گیا۔مقرر کیا گیا(ف۔آ)

ہوئے ہیں کسرِ چلیپا کے واسطے مامور
وہی کہ حفظِ چلیپا کو جانتے تھے نجات!

(بلشویک روس۔ض۔ک۔ص۶۰۳)

ماند:(مَانْد)رہن سہن۔رہائش۔ (ف۔ع)

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
'کہ گل بدستِ توازشاخ تازہ تر ماند'

(اعلیٰحضرت نواب۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۷۱)

ماندہ:(مَانْ۔دَہ)تھکاہوا۔رہاہوا۔عاجز(ف۔ع)

آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
'مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر'

(ہندی مسلمان۔ض۔ک۔ص۴۸۹)

مانند:(مَانِنْد)جیسا۔مثل۔ (ف۔آ)

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیکِ جہاں پیما خضر

جس کی پیری میں ہے مانندِ سحر رنگِ شباب
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

مانند: (مانِند) ہوبہو۔ (ف۔آ)

شہری ہو دہاتی ہو مسلمان ہے سادہ
مانندِ بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن!
(باغی مرید۔ب۔ج۔ص۴۵۸)

مانوس: (مانُوس) مائل۔ ہلا ہوا۔ پسند (ف۔آ)

مانوس اس قدر ہو صورت سے میری بلبل
تجھ سے دل میں اس کے کھٹکا نہ کچھ مرا ہوا
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

مانع: (مانِع) منع کرنے والا۔ روکنے والا۔ (ف۔ع)

تو بے بصر ہے تو یہ مانعِ نگاہ بھی ہے
وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک!
(غزل۴۶۔ب۔ج۔ص۳۵۹)

ماورا: (مَاوَرا) حرف استثنا۔ ماسوا (ف۔ع)

اگر مقصودِ کُل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے؟
مرے ہنگامہ ہائے نو بنو کی انتہا کیا ہے؟
(حضرتِ انساں۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

ماویٰ: (مَاوَا) جائے بازگشت۔ جائے پناہ۔ گھر۔ ٹھکانا۔ (ف۔آ)

آہ! یثرب! دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تو
نقطۂ جاذب تاثر کی شعاعوں کا ہے تو
(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

ماہ: (مَاہ) چاند۔ قمر۔ (ف۔آ)

بنایا آہ! سامانِ طرب بیدرد نے ان کو
نہاں تھا حسن جن کا چشمِ مہر و ماہ اختر سے
(غلام قادر رہیلہ۔ب۔د۔ص۲۱۸)

ماہ تمام: (مَاہِ۔تَمَام) چودھویں کا چاند۔ پورا چاند۔ بدر۔ (ف۔ل)

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۰۴)

ماہر نفسیات: (مَاہِر۔نَفس۔یَات) انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں کے علم کی مہارت رکھنے والا۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۲۴)
(ماہرنفسیات۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

ماہ سیما: (مَاہ۔وِ۔سی۔مَا) چاند جیسی پیشانی والا۔ مجازاً محبوب۔ بہت خوبصورت۔ حسین۔ (م۔ل)

میں نے اقبالؔ! یورپ میں اسے ڈھونڈا عبث
بات جو ہندوستاں کے ماہ سیماؤں میں بھی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۹)

ماہی: (مَاہِی) مچھلی۔ مین۔ (ف۔آ)

آب میں مثلِ ہوا جاتا ہے تو سن میرا
خارِ ماہی سے نہ انکا کبھی دامن میرا
(موجِ دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

ماہی بے آب: (مَاہِی۔بِے۔آب) وہ مچھلی جو پانی سے باہر نکال لی جائے۔ بہت بے تاب۔ (ف۔ل)

حسن کے اس عام جلوے میں بھی یہ بیتاب ہے

زندگی اس کی مثالِ ماہیِ بے آب ہے
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۴)

مائل: (مَا۔اِل) کسی قدر۔تھوڑا سا۔ (ف۔آ)

آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا
دل نہ تھا میرا سراپا ذوقِ استفسار تھا
(عہدِ طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

مائل: (مَا۔اِل) متوجہ۔راغب۔ (ف۔آ)

حسن ہو کیا خود نما، جب کوئی مائل ہی نہ ہو
شمع کو جلنے سے کیا مطلب، جو محفل ہی نہ ہو
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

مائل: (مَا۔اِل) شائق۔ملتفت۔میلان رکھنے والا (ف۔آ)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

مایہ: (مَا۔یَہ) واسطہ۔سبب۔ (ف۔آ)

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا!
نازشِ موسمِ گل لالۂ صحرائی تھا!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

مایہ: (مَا۔یَہ) سرمایہ۔پونجی۔ (ف۔آ)

گرچہ میرے باغ میں شبنم کی شادابی نہیں
آنکھ میری مایہ دارِ اشک عنابی نہیں
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۶)

مبارک: (مُ۔بَا۔رَک) مبارک باد۔خوش قسمت۔بابرکت۔ (ف۔آ)

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

مبارک ہو: (مُ۔بَا۔رَک۔ہُو) ۱۔سازگار ہو۔ ۲۔بطریق طنز و طعن بھی یہ کلمہ زبان پر لاتے ہیں۔ (ف۔آ)

یہ عقدہ ہائے سیاست تجھے مبارک ہوں
کہ فیضِ عشق سے ناخن مرا ہے سینہ خراش
(ایک خط کے جواب میں۔ب۔د۔ص۲۳۸)

مباش: (مَ۔بَا۔ش) مت رہ (آ۔ک۔ا۔ل۔ص۳۵۰)

باہر کمال اند کے آشفتگی خوش است
''ہر چند عقلِ کُل شدۂ بے جنوں مباش''
(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

مبتلا: (مُبْ۔تَلَا) کسی بلا یا آفت میں پڑا ہوا۔ گھرا ہوا۔ (ف۔آ)

مبتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ
(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

مبتلا: (مُبْ۔تَلَا) گرفتار۔پکڑا ہوا۔ (ف۔آ)

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی
(سلطانی۔ض۔ک۔ص۴۹۴)

مبرم: (مُبْ۔رَم) مضبوط۔پائدار۔ (ف۔ع)

تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے و لیکن

پیرانِ کلیسا کی دعا یہ ہے کہ ٹل جائے
(جمعیتِ اقوام۔ض۔ک۔ص۶۱۸)

مبین: (مُ۔بِین) روشن۔آشکار۔ (ف۔آ)

پھر بھی اے ماہِ مبیں! میں اور ہوں تو اور ہے
درد جس پہلو سے اٹھتا ہو وہ پہلو اور ہے
(چاند۔ب۔د۔ص۸۰)

متاثر: (مُتَ۔اَث۔ثِر) اثر پذیر۔اثر قبول کرنے والا۔ (ف۔آ)

باتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر
رو رو کے لگا کہنے کہ اے صاحبِ اعجاز!
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

متاع: (مَ۔تاع) پونجی۔اثاثہ۔ (ف۔آ)

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی؟
(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

متاعِ غرور: (مَ۔تاعِ۔غُرُور) دھوکہ کی پونجی۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْر ۔یعنی نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکہ کی پونجی۔ (ش۔ض۔ک۔ص۴۵)

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
(لا الہ الا اللہ۔ض۔ک۔ص۴۷۷)

متاعِ کس مخر: (مَ۔تاعِ۔کس۔مَخ) ایسا مال جسے کوئی نہ خریدے۔(ش۔م۔ب۔د۔ص۴۵۱)

بدلی زمانے کی ہوا، ایسا تغیر آ گیا
تھے جو گراں قیمت کبھی، اب ہیں متاعِ کس مخر
(مسلمان اور تعلیم جدید۔ب۔د۔ص۲۴۲)

متانت: (مَ۔تا۔نَت) استواری، سنجیدگی۔ (ف۔ع)

متانت شکن تھی ہوائے بہاراں
غزلخواں ہوا پیرکِ اندرابی
(ملا زادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

متبسم: (مُ۔تَ۔بَس۔سُم) مسکرانے والا۔ شگفتہ۔ (ف۔ع)

اس کی غلطی پر علما تھے متبسم
بولا تمہیں معلوم نہیں میرے مقامات
(محمد علی باب۔ض۔ک۔ص۵۰۸)

متزلزل: (مُتَ۔زَل۔زِل) لرزنے والا۔کانپنے والا۔ (ف۔ع)

وہ ضرب اگر کوہ شکن بھی ہو تو کیا ہے
جس سے متزلزل نہ ہو دولتِ پرویز
(شعرِ عجم۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

متصل: (مُتَ۔صِل) برابر۔متواتر۔لگاتار۔ (ف۔آ)

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
تو سنِ ادراکِ انساں پر خرام آموز ہے
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۵)

متغیر: (مُتَ۔غَی۔یِر) بولنے والا۔ (ف۔ع)

میں کیسے سمجھتا کہ تو ہے یا کہ نہیں ہے
ہر دم متغیر تھے خرد کے نظریات

(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

متلاطم: (مُتَلا۔طِم) تھپیڑا مارنے والا۔موجزن۔

(ف۔ع)

دریا متلاطم ہوں تری موجِ گہر سے!
شرمندہ ہو فطرت ترے اعجازِ ہنر سے!

(جدّت۔ض۔ک۔ص۵۸۴)

متولی: (مُ۔تَ۔وَلّ۔لی) کارکن۔(ف۔ع)

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیبِ جوانمرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی!

(یورپ اور یہود۔ض۔ک۔ص۶۰۲)

مٹنا: (مِٹ۔نا) بے نشاں اور محو ہونا۔خاک میں ملنا۔

(ف۔آ)

یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا

(ترانۂ ہندی۔ب۔د۔ص۸۳)

مثال: (مِ۔ثال) مثل۔بیان۔ (ف۔آ)

ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامۂ معجز رقم
شیشۂ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

مثال: (مِ۔ثال) مانند۔تمثیل۔مشابہت۔(ف۔آ)

ایک حلقے پر اگر قائم تری رفتار ہے
میری گردش بھی مثالِ گردشِ پرکار ہے

(چاند۔ب۔د۔ص۷۹)

مثل: (مِثل) نظیر۔یکساں۔مانند۔ (ف۔آ)

مطمئن ہے تو، پریشاں مثلِ بُو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

مجاز: (مَ۔جاز) حقیقت کا نقیض۔جو حقیقت نہ ہو۔

(ف۔آ)

تجھ کو خبر نہیں ہے کیا؟ بزمِ کہن بدل گئی
اب نہ خدا کے واسطے ان کو مئے مجاز دے

(پیام۔ب۔د۔ص۱۱۳)

گیا ہے تقلید کا زمانہ، مجاز رختِ سفر اٹھائے!
ہوئی حقیقت ہی جب نمایاں تو کس کو یارا ہے گفتگو کا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

مجازی: (مَ۔جازی) غیر حقیقی۔فرضی۔(ف۔آ)

وجود افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملّت پہ، یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا

(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

مجال: (مَ۔جال) قدرت۔طاقت۔حوصلہ۔تاب

(ف۔آ)

تمیزِ حاکم و محکوم مٹ نہیں سکتی
مجال کیا کہ گدا گر ہو بادشاہ کا ہمدوش

(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۹)

مجالس: (مَ۔جا۔لِس) مجلس کی جمع۔(ف۔ع)

گرمیِ گفتارِ اعضائے مجالسِ الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری!

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

مجاور: (مَ۔جا۔وِر) درگاہ کا خدمتی۔(ف۔ع)

''قم باذن اللہ'' کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گور کن!
(خانقاہ۔ب۔ج۔ص۴۵۳)

مجاہد: (مُ۔جاہِد) غازی۔ جہاد کرنے والا۔
(ف۔ع)

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملّا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور!
(حال و مقام۔ب۔ج۔ص۴۴۸)

مجاہد ترکی: (مُ۔جاہِد۔تُرْ۔کی) مجاہد ترکی سے ہلال احمر مراد ہیں۔ ۱۹۳۵ء کے آغاز میں ترکی وفد متعلقہ ہلال احمر لاہور آیا تھا اور حضرت علامہ سے ملاقات کی اور درخواست کی کہ شاہی جامع مسجد کے جلسہ میں جو بعد نماز منعقد ہوگا ضرور شرکت فرمائیں۔ اختتام جلسہ کے بعد رئیس الوفد نے مرحوم (اقبال) سے امام کے طول قرأت وسجدہ پر اپنے تعجب کا اظہار کیا۔
(ش۔ض۔ک۔ص۵۱۶)

کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعد نماز
طویل سجدہ ہیں کیوں اس قدر تمہارے امام؟
(غلاموں کی نماز۔ب۔ج۔ص۶۲۰)

مجبور: (مَج۔بُور) ناچار۔لاچار۔بے بس۔(ف۔آ)

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا؟
اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

مجدد: (مَ۔جَدْ۔دِدْ) مصلح۔ازسرِنو کرنیوالا۔(ف۔ع)

میں نہ عارف، نہ مجدّد، نہ محدّث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوّت کا مقام
(نبوّت۔ض۔ک۔ص۵۱۸)

مجذوب فرنگی: (مَج۔ذُوْ۔ب۔فِ۔رَنْ۔گی) جرمنی کا مشہور فلسفی نیٹشا مراد ہے جو اپنے وارداتِ قلبی کا صحیح اندازہ نہ کر سکا اور اس لیے اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستہ پر ڈال دیا۔ (ش۔ب۔ج۔ص۳۴۸)

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبالؔ اس کو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے!
(غزل۳۳۔ب۔ج۔ص۳۴۸)

مجذوب فرنگی: (مَج۔ذُوْ۔ب۔فِ۔رَنْ۔گی) وہ شخص جو انگریزوں کی شازش سے امام مہدی کا مدعی بنا۔ اس نے انگریزوں کو اولی الامر قرار دیا اور مسلمانوں پر ان کی اطاعت فرض قرار دی۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۱۳-۶۱۴)

مجذوبِ فرنگی نے باندازِ فرنگی
مہدی کے تخیل سے کیا زندہ وطن کو
(مہدی۔ض۔ک۔ص۵۲۱)

مجذوبی: (مَج۔ذُوْ۔بی) جذب ہونے کی حالت مراد عشق خداوندی میں ڈوب کر باقی کائنات سے بے نیاز ہو جانا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۵۵)

حیات کیا ہے خیال و نظر کی مجذوبی!
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں!
(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

مجروح: (مَج۔رُوْ۔رح) گھائل۔زخمی۔وہ شخص جس کے زخم لگا ہو۔ (ف۔آ)

پھرا کرتے نہیں مجروحِ الفت فکرِ درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو
(تصویر درد۔ب۔ج۔ص۷۴)

مجلس: (مَج۔لِس) بیٹھنے کی جگہ۔نشستگاہ (ف۔ع)

مجلسِ ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر!
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص ۶۵۰)

مجلس آرائی: (مَج۔لِس۔آ۔رَا۔ئی) مجلس سجانے کی کیفیت۔ (مجلس: ایسی جگہ جہاں چند دوست یار اکٹھے ہوں + آرائی: آراستہ کرنا۔ سجانا یعنی دوست احباب کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آنا، یہاں مراد ہے اپنی شاعری سے دوسروں کو متاثر کرنا (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۶۴۶)

ترا گناہ ہے اقبال مجلس آرائی
اگر چہ تو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند!
(تمہید۔ض۔ک۔ص ۴۷۴)

مجلس آئین: (مَج۔لِس۔آ۔ئِین) قانون ساز اسمبلی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۔۳۷۰)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری!
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۶۱)

مجلس شوریٰ: (مَج۔لِس۔شُو۔رَا) جس محفل میں باہم مشورہ کرنے والے ہوں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۸۱۷)
(ابلیس کی مجلس شوریٰ۔ا۔ح۔ص ۶۴۷)

مجموعہ: (مَج۔مُو۔عَہ) اکٹھا کیا ہوا۔جمع کیا گیا۔ (ق۔ل)

مجموعۂ اضداد ہے اقبال نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے، طبیعت خفقانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص ۶۰)

محاسب: (مُ۔حَا۔سِبْ) حساب کرنے والا۔ (ف۔ع)

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر!
ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر!
(قلندر کی پہچان۔ض۔ک۔ص ۵۰۳)

محاسب: (مُ۔حَا۔سِبْ) پوچھ گچھ کرنے والا مراد روکنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۸۱۰)

دنیا میں مُحاسب ہے تہذیب فُسوں گر کا
ہے اس کی فقیری میں سرمایۂ سلطانی
(محراب گل افغان۔۔۔۲۰۔ض۔ک۔ص ۶۴۰)

محاسبہ: (مُحَا۔سَبَہ) کسی سے حساب یا شمار کرنا۔ (ف۔ع)

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگذر
(جہاد۔ض۔ک۔ص ۴۹۱)

محاصرہ: (مُ۔حَا۔صِ۔رَہ) گھیرا ڈالنا۔ چاروں طرف سے بند کر دینا۔قلع بندی۔ناکہ بندی۔حصار کرنا۔ (م۔ل) (محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص ۲۱۶)

محال: (مُ۔حَال) دشوار۔دقت طلب۔ مشکل۔ سخت۔ (ف۔آ)

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال
(ماں کا خواب۔ض۔ک۔ص ۳۶)

محال: (مُ۔حَال) اَن ہونی بات جس کا ہونا ناممکن

ہو۔امرِ غیر ممکن۔ (ل۔ک)

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں!

(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۸)

محبوب:(مَح۔بُوب)پیارا۔عزیز۔دوست۔معشوق

(ف۔آ)

جو مسلمان تھا اللہ کا سودائی تھا
کبھی محبوب تمہارا یہی ہرجائی تھا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

محبوس:(مَح۔بُوس)قید کیا گیا۔

(ف۔ع)

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار!

(مہدیٔ برحق۔ض۔ک۔ص۵۰۶)

محتاج:(مُح۔تاج)پابند۔منحصر۔وابستہ۔ (ف۔آ)

نورِ خورشید کی محتاج ہے ہستی میری
اور بے منتِ خورشید چمک ہے تیری

(انسان اور بزمِ قدرت۔ب۔د۔ص۵۵)

محتاج:(مُح۔تاج)تنگدست۔مفلس۔غریب(ف۔آ)

بندہ و صاحب و محتاج غنی ایک ہوئے!
تری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے!

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

محتاج:(مُح۔تاج)حاجتمند۔آرزومند۔ضرورت مند۔
دستِ نگر۔ (ف۔آ)

ترا یہ حال کہ پامالِ دردمند ہے تو
مری یہ شان کہ دریا بھی ہے مرا محتاج

(امتحان۔ب۔د۔ص۵۴۴)

محتاج:(مُح۔تاج)متمنی۔خواہاں۔

(ف۔آ)

مشرق کی نیستاں میں ہے محتاج نفس نے
شاعر! ترے سینے میں نفس ہے کہ نہیں ہے!

(شاعر۔ض۔ک۔ص۵۸۹)

محتاج ہونا:(مُح۔تاج۔ہُو۔نا)مفلس یا کنگال یا
تنگ دست ہونا۔

(ف۔آ)

وائے نادانی! کہ تو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

محدث:(مُ۔حَدْ۔دِث)علم حدیث جاننے والا۔

(ف۔ع)

میں نہ عارف، نہ مجدّد، نہ محدث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوّت کا مقام

(نبوّت۔ض۔ک۔ص۵۱۸)

محدود:(مَح۔دُود)انتہا کیا گیا۔حد کیا گیا۔محصور۔

(ف۔آ)

اضطرابِ دل کا ساماں یاں کی ہست و بود ہے
علمِ انساں اس ولایت میں بھی کیا محدود ہے؟

(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

محراب:(مح۔رَاب)کمان کی شکل کا طاق(ف۔ع)

وہ سجدہ، روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی

اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۲۸)

محرِم:(مَحْ۔رَم)واقف۔اسرار۔رازدار۔ہمراز۔ (ف۔آ)

اپنے حسنِ عالم آرا سے جوتو محرم نہیں
ہمسرِ یک ذرّۂ خاکِ درِ آدم نہیں!
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

محرم:(مَحْ۔رَم)جان پہچان۔واقف۔روشناس۔ (ف۔آ)

دونوں سے کیا ہے تجھے تقدیر نے محرم
خاکِ چمن اچھی کہ سراپردۂ افلاک!
(نسیم وشبنم۔ض۔ک۔ص۵۷۸)

محرمان:(مَحْ۔رِ۔مَان)جمع فارسی بمعنی واقف کار۔ (ل۔ک)

رازِ حرم سے شاید اقبالؔ با خبر ہے
ہیں اس کی گفتگو کے انداز محرمانہ!
(غزل۳۲۔ب۔ج۔ص۳۴۷)

محرم گوش:(مَحْرَمِ۔گوْرش)کانوں سے واقف یعنی سنا جانے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۹۸)

طرب آشنائے خروش ہو،تو نوا ہے محرمِ گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردۂ ساز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

محروم:(مَحْ۔رُوْرم)حرام کیا گیا۔روکا گیا۔باز رکھا گیا۔ (ف۔آ)

رفتار کی لذت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنا ہے!
(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

محروم:(مَحْ۔رُوْ رم) بے نصیب۔مایوس۔ناکام۔نامراد۔ (ف۔آ)

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

محرومی:(مَحْ۔رُوْ۔می)بدنصیبی۔ (ف۔آ)

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقامِ شوق و سرور و نظر سے محرومی
(تمہید۔ض۔ک۔ص۴۷۴)

محرومی:(مَحْ۔رُوْ۔می)ناامیدی۔ (ف۔آ)

غلامی کیا ہے ذوقِ حسن زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے، ہے وہی زیبا!
(نظم۱۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

محزوں:(مَحْ۔زُوْں)غمگین۔آزردہ۔مغموم۔ (ف۔آ)

جو گھر سے اقبالؔ دور ہوں میں،تو ہوں نہ محزوں عزیز میرے
مثالِ گوہر وطن کی فرقت کمال ہے میری آبرو کا!
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

محسود:(مَحْ۔سُوْد)حسد کیا گیا۔ (ف۔ع)

غریبی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقیری

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۲)

محسوس:(مَح۔سُوس)جو کچھ پانچوں حواسوں میں سے کسی کے ذریعہ سے معلوم ہو۔حس کیا گیا۔ (ف۔آ)

محسوس پر بنا ہے علومِ جدید کی
اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش

(تضمین بر شعر۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۶)

محسوس:(مَح۔سُوس)ظاہر۔آشکارا۔ (ف۔آ)

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

محشر:(مَح۔شَر)قیامت۔حشر۔ (ف۔آ)

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے!
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے!

(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

محشر بپا ہونا:(مَح۔شَر۔بپا۔ہُو۔نا)قیامت برپا ہونا۔ (ق۔ل)

سچ اگر پوچھے تو افلاسِ تخیل ہے وفا
دل میں ہر دم اک نیا محشر بپا رکھتا ہوں میں

(عاشقِ ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

محشرستان:(مَح۔شَ۔رِس۔تان)میدانِ قیامت۔ حشر کی جگہ۔ (م۔ل)

محشرستانِ نوا کا ہے امیں جس کا سکوت
اور منت کشِ ہنگامہ نہیں جس کا سکوت

(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

محصور:(مَح۔صُور)گھرا ہوا۔ (ف۔ع)

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا؟
اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟

(خفتگانِ خاک۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

محفل:(مَح۔فِل)انجمن۔سوسائٹی۔مجلس۔(ف۔آ)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

(شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

محفوظ:(مَح۔فُوظ)حفاظت کیا گیا۔بچا ہوا۔ (ف۔آ)

دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیٔ محفل کی یاد
جل چکا حاصل، مگر محفوظ ہے حاصل کی یاد

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

محکم:(مُح۔کَم)مضبوط۔پائدار۔اٹل۔ثابت قدم۔ (ف۔آ)

تخم جس کا تو ہماری کشتِ جاں میں بو گئی
شرکتِ غم سے وہ الفت اور محکم ہو گئی

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

محکمی:(مُح۔کَمی)مضبوطی۔پائداری۔ (ف۔ع)

وہی دیرینہ بیماری وہی نا محکمی دل کی!
علاج اس کا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی!

(غزل ے۔ب۔ج۔ص۳۰۳)

محکوم:(مَح۔کُوم)حکم کیا گیا۔ (ف۔آ)

تمیز حاکم و محکوم مٹ نہیں سکتی

مجال کیا کہ گدا گر ہو بادشاہ کا ہمدوش
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۹)

محکوم:(عج۔مَحکُوم)ماتحت۔زیرِحکم۔زیرفرمان۔تابع۔ (ف۔آ)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز
(الہام اورآزادی۔ض۔ک۔ص۵۱۶)

محکوم:(عج۔مَحکُوم)رعایا۔نوکر۔ملازم۔ (ف۔آ)

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلادیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۶۰)

محل:(مَحَل)موقع۔وقت۔جگہ۔ (ف۔آ)

یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو؟
ہر شے میں جبکہ پنہاں خاموشی ازل ہو
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

محل:(مَحَل)اترنے کی جگہ۔منزل۔ٹھکانا۔گھر۔ (ف۔آ)

''محلِ نورِ تجلّی است رائے انورِ شاہ
چو قربِ اوطلبی درصفائے نیت کوش''
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

محمل:(عج۔مِحمَل)اونٹ کا ہودہ۔کجاوہ۔لیلیٰ کی سواری۔ (ف۔آ)

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا،عزت بھی گئی،غیرت بھی گئی،لیلا بھی گئی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

محمل شامی:(عج۔مِحمَلِ۔شامی)وہ محمل مراد ہے،جو دمشق(ملک شام)سے ہر سال حج کے موقع پر مکّہ مکرمہ آتی تھی جس میں خانہ کعبہ کا غلاف ہوتا تھا۔محمل اس ڈولی کو کہتے ہیں جو اونٹ پر باندھی جاتی ہے اور اس میں عموماً پردہ نشین عورتیں سفر کرتی ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۲۸۴)

گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے
(ایک حاجی مدینے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

محنت کش:(عج۔مَحنَت۔کَش)تکلیف اٹھانے والا۔ (ف۔ع)

تو پرِ صنم خانۂ اسرار ازل سے
محنت کش و خونریز و کم آزار ازل سے
(روح ارضی آدم۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

محو:(مَحو)شیفتہ۔فریفتہ۔عاشق۔ (ف۔آ)

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لبِ اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

محوِحیرت:(مَحوِ۔حَیرَت)حیرانی میں ڈوبا ہوا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۷۳)

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے،لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۴)

محیط:(مُ۔حِیط)احاطہ کرنے والا۔گھیر۔دور۔چکر۔ (ف۔آ)

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے

ہاں ڈبو دے اے محیطِ آب گنگا تو مجھے

(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

محیط:(مُ۔حِیط)سمندر۔ (ف۔ع)

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!

گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

محیط بیکراں:(مُ۔حِیط۔بے۔کراں)وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نظر نہ آئے۔(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۲۹)

تُو ہے محیط بیکراں، میں ہوں ذرا سی آبجو

یا مجھے ہمکنار کر، یا مجھے بیکنار کر!

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۲۹۹)

مخاطب:(مُخا۔طِب)خطاب کرنے والا۔ بولنے والا۔ (ف۔ع)

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز

حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدی شیراز

(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۴)

مخالف:(مُخا۔لِف)دشمن۔برخلاف۔برعکس(ف۔ع)

مخالف ساز کا ہوتا نہیں سوز

جہاں میں ساز کا ہے ہمنشیں سوز

(ایک پرندہ اور جگنو۔ب۔د۔ص۹۲)

مختلف:(مُخ۔تَ۔لِف)جدا۔علیحدہ۔قسم قسم کا۔ (ف۔ع)

مختلف ہر منزلِ ہستی کی رسم وراہ ہے

آخرت بھی زندگی کی ایک جولاں گاہ ہے

(والدہ مرحوم۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۶)

مخروش:(مُخ۔رُوش)شور نہ مچا۔ (ف۔ع)

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات

''گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش''

(قرب سلطان۔ب۔د۔ص۲۱۰)

مخفی:(مُخ۔فی)پوشیدہ۔چھپا ہوا۔ (ف۔آ)

چشم نا بینا سے مخفی معنیٔ انجام ہے

تھم گئی جس دم تڑپ، سیماب سیمِ خام ہے

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص۱۱۴)

مخلوق:(مَخ۔لُوق)پیدا کیا ہوا۔دنیا۔خلقت۔(ف۔آ)

کیوں خالق ومخلوق میں حائل رہیں پردے

پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

(لینن۔ب۔ج۔ص۱۱۰)

مخلوقات:(مَخ۔لُو۔قات)دنیا اور جو چیزیں دنیا میں ہیں۔دنیا ومافیہا۔مخلوق کی جمع۔ (م۔ل)

(مخلوقاتِ ہنر۔ض۔ک۔ص۵۷۹)

مداد:(مِ۔داد)دوات کی سیاہی۔ (ف۔آ)

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا!

آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا!

(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

مدار:(مَ۔دار)انحصار۔موقوف کیا گیا۔موقوف علیہ۔ (ف۔آ)

تری ہستی کا ہے آئینِ تقنن پر مدار

تو کبھی ایک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

مدار:(مَ۔دَار)قیام۔قرار۔ٹھہراؤ۔(ف۔آ)

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر۔
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوتِ حیدری!

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

مدارات:(مُ۔دَا۔رَات)خاطر تواضع۔رعایت۔

(ف۔آ)

اب وہ الطاف نہیں، ہم پہ عنایات نہیں
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

مدام:(مُ۔دَام)ہمیشہ۔صدا۔ (ف۔آ)

مدام گوش بہ دل رہ یہ ساز ہے ایسا
جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

مداوا:(مُ۔دَا۔وَا)چارہ سازی۔دوا درمن کرنا۔

(ف۔ع)

ہے مداوائے جنوں نشترِ تعلیمِ جدید
میرا سر جن رگِ ملت سے لہو لیتا ہے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

مدبر:(مُ۔دَب۔بِر)تدبیر کرنے والا۔ناصح۔صلاح کار۔منتری۔ (ف۔آ)

تو اگر کوئی مدبّر ہے تو سُن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۳)

مدت:(مُدْ۔دَت)عرصہ۔دیر۔

(ف۔آ)

عقل جس سے سربزانو ہے وہ مدت ان کی ہے
سرگزشتِ نوعِ انساں ایک ساعت ان کی ہے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

مدت:(مُدْ۔دَت)وقت۔زمانہ۔

(ف۔آ)

عظمتِ غالب ہے، اک مدّت سے پیوندِ زمیں
مہدئ مجروح ہے شہرِ خموشاں کا مکیں

(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

مدت:(مُدْ۔دَت)قرن۔جگ۔عرصہ دراز۔

(ف۔آ)

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے
اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب

(ملّا زادہ۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۷)

مدحت:(مَدْ۔حَت)ستائش۔تعریف و توصیف۔

(ف۔آ)

ختم تقریر تری مدحتِ سرکار پہ ہے
فکرِ روشن ہے ترا موجدِ آئینِ نیاز

(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

مدرسہ:(مَ۔دَرْ۔سَہ) A place for reading - A college-School

(ہ۔ڈ۔ف)

دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جنید و نگاہِ غزالی و رازی

(ملّا زادہ ضیغم۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۸۵)

مدعا:(مَدْ۔دَ۔عا)مقصد۔مراد۔ارادہ۔مشلہ(ف۔آ)

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیمِ دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

(سیّد کی لوحِ تربت۔ب۔د۔ص۵۲)

مدفن:(مَدْ۔فَن)مقبرہ۔مزار۔

(ف۔آ)

جس کے غنچے تھے چمن ساماں، وہ گلشن ہے یہی!
کانپتا تھا جن سے روما، ان کا مدفن ہے یہی!

(بلادِ اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

مدفون:(مَدْ۔فُوْن)دفن کیا ہوا۔

(ف۔آ)

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرتِ مدفونِ یثرب میں یہی مخفی ہے راز

(ایک حاجی۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

مدفون:(مَدْ۔فُوْن)پوشیدہ۔نہاں۔مخفی۔

(ف۔آ)

ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گہر نکلے!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

مدنظر:(مَدْ۔دِ۔نَ۔نَظَرْ)نگاہ کی رسائی۔ارادہ۔

(ف۔ع)

پرورشِ دل کی اگر مدِّ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!

(محرابِ گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۳)

مدنیت:(مَدَ۔نی۔یَت)شہریت۔ شہری پن۔ تہذیب وتمدن۔

(ف۔ع)(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۹۹)

ضمیر اس مدنیت کا دیں سے ہے خالی
فرنگیوں میں اخوت کا ہے نسب پہ قیام

(اشاعتِ اسلام۔۔۔۔ض۔ک۔ص۵۲۴)

مدوجزر:(مَدْ۔وُ۔جَزْر)جوار بھاٹا۔ (ف۔ع)

تو معنیِ والنّجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مدوجزر ابھی چاند کا محتاج

(معراج۔ض۔ک۔ص۴۷۹)

مدہوش:(مَدْ۔ہُوْش)خوف زدہ۔بیہوش۔

(ف۔آ)

نہیں ہنگامۂ پیکار کے لائق وہ جواں
جو ہوا نالۂ مرغانِ سحر سے مدہوش!

(محرابِ گل افغان۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

مدیرِ مخزن:(مَ۔دِیْر۔مَخْ۔زَن)شیخ عبدالقادر۔

(ک۔ا۔ص۹)

مدیرِ مخزن سے کوئی جا کے میرا پیام کہہ دے
جو کام کچھ کر رہی ہیں قومیں، انہیں مذاقِ سخن نہیں ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

مذاق:(مَ۔ذَاق)رغبت۔میلان۔رجحان۔

(ف۔آ)

چمن میں غنچۂ گل سے یہ کہہ کر اڑ گئی شبنم
مذاقِ جورِ گلچیں ہو، تو پیدا رنگ و بو کر لے

(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

مذاق: (مَ۔ذَاق) مزہ۔چسکا۔لذت۔ (ف۔آ)

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

مذاق: (مَ۔ذَاق) سلیقہ۔لطف۔قوت۔ (ف۔آ)

مذاقِ دید سے نا آشنا نظر ہے مری
تری نگاہ ہے فطرت کی رازداں پھر کیا

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

مذاق: (مَ۔ذَاق) باہمی اختلاط۔آپس کی چہل۔(ف۔آ)

مذاقِ دوئی سے ہوئی زوج زوج
اٹھی دشت و کہسار سے فوج فوج

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

مذاق سخن: (مَ۔ذَا۔قِ۔سُ۔خن) شعر و شاعری کا سلیقہ۔ (ف۔ل)

مدیرِ مخزن سے کوئی اقبال جا کے میرا پیام کہہ دے
جو کام کچھ کر رہی ہیں قومیں، انہیں مذاقِ سخن نہیں ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

مذہب: (مَذ۔ہَب) دین۔ایمان۔آئین۔عقیدہ۔

(ف۔آ)

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں، محفلِ انجم بھی نہیں

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

مراد: (مُ۔رَاد) منشا۔خواہش۔ (ف۔آ)

رہینِ شکوۂ ایام ہے زباں میری
تری مراد پہ ہے دورِ آسماں پھر کیا؟

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۲۰)

مراد پوری کرنا: (مُ۔رَاد۔پُ۔رِی۔کَر۔نَا) مطلب برلانا۔مقصد پورا کرنا۔کام نکالنا۔ (ف۔آ)

پوری کرے خدائے محمدؐ تری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

(جنگ یرموک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

مراد ملنا: (مُ۔رَاد۔مِل۔نَا) دل کا مقصد پورا ہونا۔

(ف۔ش)

واعظ! کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۷)

مراعات: (مُ۔رَا۔عَات) رعایت۔سلوک۔لحاظ۔ مروت۔ (ف۔آ)

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بیباک
عدل اس کا تھا قوی، لوثِ مراعات سے پاک

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

مراقبہ: (مُ۔رَا۔قَبَہ) خدا کا دھیان۔ (ف۔ع)

یہ ذکر و نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(تصوف۔ض۔ک۔ص۴۹۶)

مرتبت: (مَر۔تَ۔بَت) مرتبہ۔رتبہ۔درجہ۔(ف۔ع)

کعبۂ اربابِ فن! سطوتِ دینِ مبین
تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمین

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

مرتبہ: (مَر۔تَ۔بَہ) درجہ۔رتبہ۔جمع مراتب۔

(ف۔ع)

اس کھیل میں تعینِ مراتب ہے ضروری
شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ
(سیاست۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

مرتضیٰ: (مُر۔تَ۔ضا) حضرت علیؓ کا لقب۔
(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۵۸)

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰ، سوزِ صدیقؓ دے
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۶)

مرثیہ خواں: (مَر۔ثِ۔یَہ۔خُ۔وَاں) نوحہ خواں۔
(ف۔آ)

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

مرحلہ: (مَر۔حَ۔لَہ) منزل۔ (ف۔ع)

جس روز دل کی رمز مغنی سمجھ گیا
سمجھو تمام مرحلہ ہائے ہنر ہیں طے!
(سرود۔ض۔ک۔ص۵۷۷)

مرحلہ: (مَر۔حَ۔لَہ) کوچ کی جگہ۔منزل کی جگہ۔
(ف۔آ)

ہر لحظہ نیا طور، نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے!
(شاعری۔ض۔ک۔ص۵۸۹)

مرحلہ ہا: (مَر۔حَ۔لَہ۔ہا) جمع مرحلہ۔منزلیں۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۴)

سکوتِ شام سے تا نغمۂ سحر گاہی
ہزار مرحلہ ہائے فغانِ نیم شبی!
(ارتقاء۔ب۔د۔ص۲۲۳)

مرحوم: (مَر۔حُوم) رحمت کیا ہوا۔ (ف۔ع)

شیرازہ ہوا امتِ مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!
(اے روح محمدؐ۔ض۔ک۔ص۵۱۰)

مرحومہ: (مَر۔حُو۔مَہ) جس پر رحمت کی گئی ہو۔بخشی گئی۔ مغفورہ۔مجازاً وہ عورت جو مر گئی ہو یا جس کا انتقال ہو گیا ہو۔ مرحومہ عورت کے لئے بولتے ہیں۔ مرحوم یا مرحومہ کا لفظ مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔ (م۔ل)
(والدہ مرحومہ کی یاد میں۔ب۔د۔ص۲۲۶)

مرد: (مَرد) آدمی۔آدم زاد۔بشر۔ (ف۔آ)

پتھر ہے اس کے واسطے موجِ نسیم بھی
نازک بہت ہے آئینۂ آبروئے مرد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

مردانِ حق: (مَر۔دَا۔نِ۔حَق) سچا مسلمان، مردانِ حق سے طارق بن زیاد اور ان کے ہمراہی مراد ہیں جو ہسپانیہ میں تجارت کے بہانے سے داخل ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اس ملک پر فوج کشی کی تھی۔ (ش۔ب۔ج۔ص۵۶۸)

آہ ! وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار
حاملِ "خلقِ عظیم"، صاحبِ صدق و یقیں
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

مردانِ کار: (مَر۔دَانِ۔کَار) باعمل اور جد و جہد کرنے والے دلیر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۲)

مردانِ کار ڈھونڈ کے اسبابِ حادثات
کرتے ہیں چارۂ ستمِ چرخِ لاجورد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

مردانہ: (مَر۔دَا۔نَہ) مرد سے نسبت رکھنے والا۔ جیسے ہمت مردانہ۔ (ف۔آ)

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یکدانہ!
یک رنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!
(غزل ۴۷۔ب۔ج۔ص ۳۵۹)

مرد بزرگ: (مَر۔دِ۔بُ۔زُرگ) بڑا بوڑھا۔ گھر کا بڑا۔ رشتے میں بڑا۔ سن رسیدہ۔ خدا رسیدہ۔ (م۔ل)

''مرد بزرگ اقبال کی اصطلاح ہے جس سے مراد ہے مردِ مومن۔ مزید دیکھئے مردِ مومن۔''

(مرد بزرگ۔ض۔ک۔ص ۵۹۱)

مرد خدا: (مَر۔دِ۔خُ۔دَا) خداشناسی۔ عارف۔ پارسا۔ بندۂ خدا۔ (ف۔آ)

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات، موت ہے اس پر حرام
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص ۳۸۶)

مرد دانش مند: (مَر۔دِ۔دَا۔نِش۔مَن۔رد) اس شعر میں اسپنوزا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ''اسپنوزا'' بنی ڈکٹس ڈی اسپنوزا (Benedictus De Spinoze) ۲۴ر نومبر ۱۶۳۲ء کو پیدا ہوا۔ یہ ایک متمول خاندان کا فرد تھا۔ لاطینی، جرمن، فرنچ، اٹالین اور ڈچ زبانیں جانتا تھا۔ بمشکل اس کی عمر ۲۲ر سال کی تھی کہ اس کے باپ کا انتقال ہو گیا اور اسے والد کے انتقال کے بعد مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۴۴ر سال کی عمر میں اسپنوزا نے ۲۰ر فروری ۱۶۷۷ء کو انتقال کیا۔

اسپنوزا دورِ جدید میں ڈیکارٹ کی طرح عقلیت کا علمبردار ہے۔ اس کا موقف یہ ہے کہ عقل نظری اور خاصۂ عقل نظری ہی وہ استعداد ہے جس سے حقیقت کا ادراک کما ہی ہو سکتا ہے۔ اسپنوزا کو اپنے پیشرو ڈیکارٹ پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ ڈیکارٹ تو دو جواہر یعنی مادہ اور نفس کو اصل الاصول قرار دیتا ہے اور اسپنوزا ایک ہی جوہر یعنی خدا کو اصل الاصول قرار دیتا ہے اور مادہ اور نفس کو اس جوہر اصلی کے تعینات سے تعبیر کرتا ہے۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ جلد ۲۱۔ص ۲۳۱، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۱۵۶)

نظر حیات پہ رکھتا ہے مرد دانش مند
حیات کیا ہے حضور و سرور و نور و وجود!
(مقصود۔ض۔ک۔ص ۵۳۰)

مرد فرنگی: (مَر۔دِ۔فِ۔رَن۔گی) مراد اسٹنڈل ہے۔ اسٹنڈل (Merie-Henri Beyle Standhal) ۱۷۸۳ء میں فرانس میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں فوت ہوا۔ وہ فرانس میں نفسیاتی ناول کے موجدوں کی صف اول میں شمار کیا جاتا ہے اس کے بعض مشہور ناول یہ ہیں، De, l amour اور Le the red & black ,armance rougeetle۔ اس کے ناول ۱۹ ویں صدی کے صدائے بازگشت ہیں۔ اسٹنڈل نے نپولین کی بعض جنگوں میں شرکت بھی کی وہ نپولین اور بائرن کو اپنا پیروخیال کرتا تھا۔

(The Reader's Encyclopaedia P1068)

(بحوالہ۔م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۷۷)

اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش!
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
(جمہوریت۔ض۔ک۔ص ۶۱۰)

مردک: (مَر۔دَک) حقیر آدمی۔ (ف۔ع)

ہو زندہ کفن پوش تو میت اسے سمجھیں
یا چاک کریں مردکِ ناداں کے کفن کو؟
(مہدی۔ض۔ک۔ص ۵۲۱)

مرد کامل: (مَر۔دِ۔کا۔مِل) اقبال نے مرد کامل، مرد مومن، قلندر، فقیر، درویش، خلیفۃ اللہ فی الارض وغیرہ ناموں

سے دراصل ایک ہی ''مردِ کامل'' کی شخصیت کی طرف اشارہ کیا ہے، ایک ایسا مردِ کامل جو افیونیت اور سنیاس کے مسلک کا گرویدہ نہیں بلکہ کائنات کی تب وتاب کا محرم ہے۔

اقبال کے نزدیک ''انسان کامل'' کا نصب العین یہ ہے کہ اس کی ذات میں جلالی اور جمالی صفات کی موزوں ترکیب موجود ہو اور وہ سوز وساز زندگی کا رمز شناس ہو۔

(یوسف حسین ''انسان کامل'' از اقبال بالکمال۔ص ۵۲۲)

(بحوالہ اقبال کے تصورات عشق وخرد۔ص ۱۸۲تا۱۸۴)

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

(بڈھلے بلوچ۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۷)

مردم: (مَر۔دُم) مردم چشم یا مردمکِ چشم کا مخفف۔ آنکھ کی پتلی۔ (ف۔آ)

ملک حبشہ مراد ہے۔

مردمِ چشمِ زمیں، یعنی وہ کالی دنیا
وہ تمہارے شہدا پالنے والی دنیا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۷)

مردِ مومن: (مَر۔دِ۔مُو۔مِن) اقبال کے مردِ مومن میں نہ صرف پوری کائنات کا جلال موجود ہے بلکہ اس کا ایک جمالی پہلو بھی ہے جس سے Neitzsche کا فوق البشر نا آشنا ہے۔ اقبال کا مردِ مومن انفعالیت میں مبتلا نہیں بلکہ منزل کوش ہے اور منزل تک پہنچنے کے لئے مسلسل تگ ودو کرتا ہے، مگر ساتھ ہی وہ عاشقِ صادق بھی ہے اور حسنِ لازوال کی تاب نہ لاکر پروانہ اور اس کے گرد گردش کرنے لگتا ہے۔ یوں اقبال کے مردِ مومن میں وہ اخلاقی قوت بھی پیدا ہوگئی ہے جس سے نیطشے کا فوق البشر آشنا نہیں ہے۔

اس کی سب سے بڑی خصوصیت حصول وتربیت خودی ہے۔ خودتک وہ عشق یا عقل اول یا عقل جہارا کے راستے سفر کرتا ہے۔ مگر خودی کی ابتدائی تربیت سے پہلے ہی اقبال کے انسان کامل کو بہت سے اخلاقی مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ انسان کامل بننے سے بہت پہلے انسان کو بحیثیت انسان اپنی طاقت تسخیر اور اپنی پہنچ کے لامحدود امکانات کا احساس ہوتا ہے۔ کائنات کی قوت ایسی نہیں جس کو وہ زیر نہیں کرسکتا کوئی بلندی ایسی نہیں جس تک وہ پرواز نہیں کرسکتا۔ [۱]

اس پیکر کا نام مردِ مومن ہے جس کی فطرت مہر نبوت سے مستعیر اور جس کی نگاہ فرمودۂ تقدیر ہے۔ وہ قلب گداز جو سوزِ خفی سے پگھل جاتا ہے اور وہ پنجۂ فولاد جو دست قضا سے قوت آزما ہے اسی کے حصے میں آیا ہے اور وہ عشق جس کے فروغ سے کائنات روشن ہے اور وہ عمل جس کا تسلسل گردش ایام پر خندہ زن ہے اسی کو ارزانی ہوا ہے۔ [۲]

(۱: عزیز احمد، ''اقبال۔ نئی تشکیل''۔ص ۳۰۳)

(۲: مولانا صلاح الدین احمد۔ تصورات اقبال۔ص ۱۴۳تا۱۴۷)

(بحوالہ اقبال کے تصورات عشق وخرد۔ص ۱۸۲تا۱۸۴)

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۱)

پرورش دل کی اگر مدِ نظر ہے تجھ کو
مردِ مومن کی نگاہِ غلط انداز ہے بس!

(محراب گل افغان۔۔۔۔۹۔ض۔ک۔ص ۶۳۳)

مردِ میدان: (مَرْ دِ۔مَے۔دَان) بہادر۔ دلیر۔ سورما۔ (ف۔ل)

تو مردِ میداں تو میر لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی!

(غزل ۳۰۔ب۔ج۔ص ۳۴۵)

مردہ: (مَر۔دَہ) مرجھایا ہوا۔ افسردہ۔ پژمردہ دل۔ (ف۔آ)

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

مردہ: (مُر۔دَہ) ناتواں۔کمزور۔ضعیف۔ (ف۔آ)

مردہ عالم زندہ جن کی شورشِ قم سے ہوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہم سے ہوا
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

مردہ: (مُر۔دَہ) (मृतक) بے جان۔بے روح۔مرا ہوا۔
(ف۔آ)

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مردہ ذوق
خلوتیانِ میکدہ کم طلب و تہی کدو!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

مریخ: (مُر۔رِیخ) منگل تارا۔بہرام۔ (ف۔ع)

کہنے لگا مریخ ، ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار
(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

مرزا: (مِرْ۔زَا) سردارزادہ۔مغل زادہ۔امیرزادہ۔
(ف۔آ)

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

مرسل: (مُر۔سَل) ارسال کیا گیا۔بھیجا ہوا رسول۔
(ف۔ل)

عشق کا دل بھی وہی ، حسن کا جادو بھی وہی
امتِ احمد مرسلؐ بھی وہی، تو بھی وہی
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

مرشد: (مُر۔شِد) استاد چالاک۔فریبی۔شریر۔جمع مرشدان۔ (ف۔آ)

غضب ہیں یہ "مرشدانِ خودبیں" خدا تری قوم کو بچائے!
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
(قطعہ۔ب۔د۔ص۱۶۲)

مرشد: (مُر۔شِد) ہدایت کرنے والا۔رہنما۔(ف۔آ)

مرشد کی یہ تعلیم تھی اے مسلمِ شوریدہ سر!
لازم ہے رہرو کے لئے دنیا میں سامانِ سفر
(مسلمان اور۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۲)

مرشدِ اولیں: (مُر۔شِ۔دِ۔اَوْ۔وَ۔لیں) سب سے پہلا رہنما۔ہدایت کرنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۲)

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع دیں بتکدۂ تصورات!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

مرشدِ کامل: (مُر۔شِ۔دِ۔کا۔مِل) مرزا بیدلؔ کی طرف اشارہ ہے۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۲۷)

کہتا مگر ہے فلسفۂ زندگی کچھ اور
مجھ پر کیا یہ مرشدِ کامل نے راز فاش
(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۶)

مرعوب: (مُر۔عُوْ۔رب) رعب میں آیا ہوا۔ڈرایا ہوا۔
(ف۔ع)

نہ محتاج سلطاں ، نہ مرعوب سلطاں
محبت ہے آزادی و بے نیازی!
(محبت۔ب۔ج۔ص۴۳۸)

مرغ: (مُر۔رغ) پرند۔پنچھی۔ (ف۔آ)

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

مرغان: (مُر۔غان) مرغ کی جمع۔ بہت سے پرند۔ طیور۔ (ف۔آ)

رنگیں نوا بنایا مرغانِ بے زباں کو
گل کو زبان دے کر تعلیمِ خاموشی دی
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

مرغان ہوا: (مُر۔غا۔نِ۔ہَ۔وَا) آزاد فضا میں اڑنے والا پرندہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۸)

واقف نہیں تو ہمتِ مرغانِ ہوا سے
تو خاک نشیمن، انہیں گردوں سے سروکار
(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

مرغ چمن: (مُر۔غِ۔چ۔مَن) بلبل۔ ہزار داستاں۔ عندلیب۔ گلدم۔ (ف۔آ)

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغِ چمن
(غزل ۷۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

مرغ دل: (مُرغ۔دِل) دل کا استعارہ مرغ سے کرتے ہیں۔ (م۔ل)

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کے گیت
آہ! یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لئے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

مرغ زار: (مُرغ۔زَار) ہرا بھرا جنگل۔ ہری دوب کی جگہ۔ (ف۔ع)

پھرتی ہے وادیوں میں کیا دخترِ خوش خرام ابر
کرتی ہے عشق بازیاں سبزۂ مرغ زار سے
(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

مرغ سحر: (مُر۔غِ۔س۔حَر) مرغا جو صبح کو اذان دیتا ہے۔ (ف۔آ)

مجھے رلاتی ہے اہلِ جہاں کی بیدردی
فغانِ مرغِ سحرخواں کو جانتے ہیں سرود!
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۲۶۷)

مرغ سحر: (مُر۔غِ۔س۔حَر) بلبل۔ عندلیب۔ قمری۔ فاختہ وغیرہ۔ (ف۔آ)

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں آباد
اے وادیٔ لولاب!
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

مرغ سرا: (مُر۔غِ۔س۔رَا) پالتو پرندہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۸)

اک مرغِ سرا نے یہ کہا مرغِ ہوا سے
پردار اگر تو ہے، تو کیا میں نہیں پردار
(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

مرغ نواریز: (مُرغ۔نَ۔وَا۔رِیز) اچھی آواز میں چہچہانے والا پرندہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۲)

ہیں مرغِ نواریز گرفتار، غضب ہے
اگتے ہیں تہِ سایۂ گل خار، غضب ہے!
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

مرقد: (مُر۔قَد) قبر۔ مزار۔ (ف۔آ)

یہ مرقد سے صدا آئی حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارکِ آئینِ آبائی!

(تضمین بر شعرا عیسی شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

مرکب: (مُ۔رَک۔کَبْ) ترکیب دیا ہوا، کئی چیزوں کو مل کر بنا ہوا۔ مخلوط۔ (ف۔آ)

پھر ان اجزاء کو گھولا چشمۂ حیواں کے پانی میں
مرکب نے محبت نام پایا عرشِ اعظم سے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

مرکب: (مَر۔کَبْ) سواری کی چیز۔ (ف۔ع)

ہر ایک شے سے آشنا ہوں، لیکن جدا جدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ!

(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

مرکز: (مَر۔کَز) دائرے کا درمیانی نقطہ۔ بیچوں بیچ۔ صدر مقام۔ (ف۔ع)

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
ترے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے!

(موت۔ض۔ک۔ص۵۲۷)

مرگ: (مَر۔گ) موت۔ (ف۔ع)

بتا مجھ کو اسرارِ مرگ و حیات
کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

مرگ آرزو: (مَر۔گِ۔آر۔زُو) مراد محبوب کے قرب کی تمنا ختم ہونا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۵)

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو! ہجر میں لذتِ طلب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

مرگ دوام: (مَر۔گِ۔دَ۔وام) ہمیشہ ہمیشہ کی موت۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۳۶)

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام ہے ساقی

(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۰۴)

مرگ مفاجات: (مَر۔گِ۔مُ۔فا۔جات) ناگہانی موت۔ بے وقت کی موت۔ اتفاقیہ موت۔ (م۔ل)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

(ابوالعلا معری۔ب۔ج۔ص۴۴۹)

مرگ ناگاہ، ناگہاں: (مَر۔گِ۔نا۔گاہ، نا۔گ۔ہاں) وہ موت جو اچانک آجائے۔ مرگ مفاجات، مرگ اتفاقی۔ (م۔ل)

کڑکا سکندر بجلی کی مانند
تجھ کو خبر ہے اے مرگِ ناگاہ!

(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۲۸)

الٰہی! پھر مزا کیا ہے یہاں دنیا میں رہنے کا؟
حیاتِ جاوداں میری، نہ مرگِ ناگہاں میری

(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۸)

مروت: (مُ۔رُو۔وَت) اخلاق۔ بہادری۔ (ف۔آ)

نفس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجکو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

مروت: (مُ۔رُو۔وَت) انسانیت۔ نیک نہادی۔ (ف۔آ)

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت!
احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات!

(لینفن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

مروت: (مُ۔رُوْ۔وَت) رعایت لحاظ۔پاسِ خاطر۔

(ف۔آ)

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم!
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

(دین وتعلیم۔ض۔ک۔ص۵۴۸)

مرور: (مُ۔رُوْر) گزرنا۔ (ف۔ع)

بدن غلام کا سوزِ عمل سے ہے محروم
کہ ہے مرور غلاموں کے روز و شب پہ حرام!

(غلاموں کی نماز۔ض۔ک۔ص۶۲۱)

مریخ: (مِرْ۔رِی۔رِخ) مشہور سیارہ ہے اور اس کا لقب ''جلاد فلک'' ہے۔ اس سے جنگ اور خوں آشامی کے تصورات اور افکار وابستہ ہیں۔ آج کل بعض سائنسداں مدعی ہیں کہ اس بات کا امکان ہے کہ مریخ پر عقیل جاندار آباد ہوں۔

(ت۔ا۔ص۲۴۳)

کہنے لگا مریخ ، ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار

(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

مرید: (مُ۔رِی۔رِد) ارادت کرنے والا۔باطنی شاگرد۔

(ف۔ع)

مریدِ سادہ تو رو رو کے ہوگیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق!

(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۲۶)

مریز و کجدار: (مَ۔رِی۔زُو۔کج۔دَار) مراد پروپیگنڈہ یہ کرو کہ بہت کچھ دے رہے ہیں لیکن دو کچھ بھی نہیں۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۷۰)

تری کتابوں میں اے حکیم معاش رکھا ہی کیا ہے آخر
خطوطِ خمدار کی نمائش، مریز و کجدار کی نمائش

(کارل مارکس۔۔۔ض۔ک۔ص۵۹۹)

مزاج: (مِ۔زَاج) سرشت۔طبیعت۔ (ف۔آ)

ملا مزاج تغیر پسند کچھ ایسا
کیا قرار نہ زیرِ فلک کہیں میں نے

(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

مزاج: (مِ۔زَاج) کیفیت۔بناوٹ۔ساخت۔(ف۔آ)

مزاجِ اہلِ عالم میں تغیر آگیا ایسا
کہ رخصت ہوگئی دنیا سے کیفیت وہ سیمابی

(عرفی۔ب۔د۔ص۲۳۸)

مزار: (مَ۔زَار) زیارت کرنے کی جگہ۔درگاہ۔آستانہ۔ مقبرہ۔ (ف۔آ)

رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونابہ بار
وہ نظر آتا ہے تہذیب حجازی کا مزار

(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

مزار: (مَ۔زَار) قبر۔تربت۔ (ف۔آ)

زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا
مری خموشی نہیں ہے گویا مزار ہے حرفِ آرزو کا

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

مزارع: (مُ۔زَا۔رِع) کسان۔کھیتی کرنے والا۔

(ف۔ع)

مالک ہے یا مزارع شوریدہ حال ہے
جو زیرِ آسماں ہے وہ دھرتی کا مال ہے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

مزد: (مُزْد) اجرت۔مزدوری۔اجر۔ (ف۔ع)

دست دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

مزرع: (مَزْ۔رَع) کھیتی۔کھیت۔ (ف۔آ)

سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امید ہوں میں
زادۂ بحر ہوں ، پروردۂ خورشید ہوں میں
(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

مژدہ: (مُژ۔دَہ) خوش خبری۔مبارک ہو۔ (ف۔آ)

مژدہ اے پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز!
بعد مدت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہے ہوش
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

مژگاں: (مِژ۔گان) مژہ کی جمع۔پلکیں۔ (ف۔آ)

اشک بن کر سرِ مژگاں سے اٹک جاؤں میں
کیوں نہ اس بیوی کی آنکھوں سے ٹپک جاؤں میں
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

مس: (مِس) تانبا۔ (ف۔ع)

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کرّاری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

مس: (مِس) .Miss۔ دوشیزہ۔جوان لڑکی۔کواری۔
(ف۔آ)

وہ مس بولی ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے
مہذب ہے تو اے عاشق! قدم باہر نہ دھر حد سے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

مساوات: (مُ۔سا۔وَات) برابری۔ (ف۔ع)

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت!
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مساوات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

مسائل نظری: (مَ۔سا۔اِ۔لِ۔نَ۔ظ۔ری)

مسائل: مسئلہ کی جمع۔مسائلِ نظری سے وہ مسائل مراد ہیں جن میں غور وفکر کی احتیاج ہو۔نظری: منطق اور فلسفہ دونوں کی اصطلاح ہے۔ (ف۔ع)(ش۔م۔ب۔ج۔ص۴۹۹)

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں الجھ گیا ہے خطیب!
(غزل۶۱۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

مست: (مَس۔رت) متوالہ۔سرمست۔ (ف۔آ)

وہ مست ناز جو گلشن میں جا نکلتی ہے
کلی کلی کی زباں سے دعا نکلتی ہے
(پھول کا تحفہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۸)

مست: (مَس۔رت) مدہوش۔بے ہوش۔سرشار۔بیخود۔
(ف۔آ)

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

مست: (مَس۔رت) ا۔خوش مگن۔۲۔مستغنی۔بے پروا۔
(ف۔آ)

وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتادیں میں کہاں ہوں!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

مستانہ: (مَس۔تا۔نَہ) وہ شخص جس کی حرکات وسکنات مستوں سے مشابہ ہوں یعنی جس میں لغزشِ مستانہ۔رفتارِ مستانہ

پائی جائے۔متوالے کی مانند۔ (ف۔آ)

تو سمجھتا نہیں اے زاہدِ ناداں! اس کو
رشکِ صد سجدہ ہے اک لغزشِ مستانۂ دل
(دل۔ب۔د۔ص۶۲)

مستحق:(مُس۔ت۔حِق) حقدار۔ (ف۔ع)

مری خودی بھی سزا کی ہے مستحق لیکن
زمانہ دار و رسن کی تلاش میں ہے ابھی!
(مشرق۔ض۔ک۔ص۶۰۴)

مستحکم: (مُس۔تَح۔کَم) مضبوط۔ (ف۔ع)

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
(مذہب۔ب۔د۔ص۲۴۸)

مستعار: (مُس۔ت۔عار) مانگاہوا۔چندروزہ۔
(ف۔آ)

کیا ذرے کو جگنو دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخی آفتابِ جلوہ فرما کی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

مستور:(مَس۔تُور) چھپایاہوا۔پوشیدہ۔(ف۔ع)

سو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے
راز وہ کیا ہے ترے سینے میں جو مستور ہے
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

مستوری: (مَس۔تُو۔ری) پوشیدگی۔ (ف۔ع)

حکیم عارف و صوفی تمام مستِ ظہور
کسے خبر کہ تجلی ہے عین مستوری!
(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

مستی: (مَس۔تی) نشہ۔خمار۔ (ف۔آ)

یہ امتیاز رفعت و پستی اسی سے ہے
گل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

مستی: (مَس۔تی) محبوب حقیقی سے عشق کی حالت۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۲۴)

یقیں مثلِ خلیلؑ آتش نشینی!
یقیں اللہ مستی ، خودگزینی!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

مستی: (مَس۔تی) مشہور فلسفی و مفکر فرائڈ(Fride) کا نظریہ یہ ہے کہ انسانی زندگی محض جنسی خواہشات (انہیں سے مستی کا رنگ پیدا ہوتا ہے) یا ان کی تسکین کا نام ہے۔لیکن اقبال نے اس نظریے کا ابطال کیا ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص۲۹۰)

نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیم خوابی
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

مستنیر: (مُس۔ت۔نِیر) روشن۔روشنی چاہنے والا۔
(ف۔ع)

لیکن بلالؓ وہ حبشی زادۂ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر
(بلالؓ۔ب۔ج۔ص۲۴۱)

مسجود: (مَس۔جُود) سجدہ کیا گیا۔جسے سجدہ کریں۔
(ف۔آ)

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

مسجودِ ساکنانِ فلک:(مَس۔جُو۔دِ۔سا۔کِ۔نا۔نِ

ف۔لک) یعنی وہ ہستی جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ کنایہ ہے انسان سے۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۷)

اے شمع! انتہائے فریب خیال دیکھ
مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

مسجودِ ملائک: (مَس۔جُو۔دِ۔مَ۔لا۔اِک) انسان جس کو فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۲۲)

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۱۹۹)

مسحور: (مَس۔حُور) جس پر جادو کیا جائے۔ (م۔ل)

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب
حورِ جنت سے ہے خوشتر حورِ غرب
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۷)

مسخر: (مُ۔سَخ۔خَر) تابع کیا گیا۔ قبضہ کیا گیا۔ (ف۔آ)

پانی بھی مسخر ہے ہوا بھی ہے مسخر
کیا ہوگا جو نگاہِ فلک پیر بدل جائے!
(جمعیت اقوام مشرق۔ض۔ک۔ص۶۰۹)

مسرت: (مَ۔سَرّ۔رَت) خوشی۔ نشاط۔ فرحت۔ شادمانی۔ (ف۔آ)

پیامِ عیش و مسرت ہمیں سناتا ہے!
ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے!
(عید پر شعر۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

مسکرات: (مَس۔کِ۔رَات) وہ چیزیں جو نشہ کریں۔ افیون۔ چرس۔ بھنگ وغیرہ۔ (ف۔آ)

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
''خواجگی'' نے خوب چن چن کر بنائے مسکرات
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

مسکن: (مَس۔کَن) سکونت کی جگہ۔ گھر۔ (ف۔ع)

کبھی صحرا، کبھی گلزار ہے مسکن میرا
شہر و ویرانہ مرا ، بحر مرا، بن میرا
(ابرِ کہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

مسکین: (مِس۔کِی۔ن) بالکل بے قوت۔ کنگالی سے نڈھال۔ (ف۔ع)

ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنکر سب بلوری ہیں یاں ایک پرانا مٹکا ہے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

مسکینی: (مِس۔کِی۔نی) کنگالی سے نڈھال۔ غریبی۔ عاجزی۔ (ف۔ع)

اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دل گیری!
اک فقر سے مٹی میں خاصیتِ اکسیری!
(فقر۔ب۔ج۔ص۴۵۲)

مسلسل: (مُ۔سَل۔سَل) لگاتار۔ سلسلہ وار۔ زنجیر بند۔ (ف۔ع)

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل!
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!
(قطعہ۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

مسلک: (مَس۔لَک) قاعدہ۔ طریقہ۔ (ف۔آ)

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق!
(اجتہاد۔ض۔ک۔ص۴۸۴)

مسلک: (مَس۔لَک) راہ۔ راستہ۔ (ف۔آ)

دیں مسلکِ زندگی کی تقویم
دیں سرِّ محمد و ابراہیم
(ایک فلسفہ۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۱)

مسلم: (مُس۔لِم) اسلام رکھنے والا۔مسلمان۔محمدی۔ (ف۔آ)

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

مسلم: (مُ۔سَلّ۔لَم) برقرار رکھا گیا۔واجب۔سپرد کیا گیا۔ (ف۔آ)

قمر اپنے لباسِ نو میں بیگانہ سا لگتا تھا
نہ تھا واقف ابھی گردش کے آئینِ مسلم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

مسلم: (مُ۔سَلّ۔لَم) تسلیم کیا گیا۔مانا گیا۔(ف۔آ)

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلم سے کوئی چارا
(خطاب بہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

مسند: (مَس۔نَد) تخت۔امیرانہ گدی۔ (ف۔آ)

عاشقِ عزلت ہے دل، نازاں ہوں اپنے گھر پہ میں
خندہ زن ہوں مسندِ دارا و اسکندر پہ میں
(رخصت اے۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

مسئلہ: (مَس۔اَلَہ) حل طلب سوال۔شرعی سوال۔ (ف۔ع)

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علم کلام!
(توحید۔ض۔ک۔ص۴۸۷)

مسیحا: (مَ۔سِی۔حا) مسیح عیسیٰ کا لقب۔ایک مشہور پیغمبر کا نام جن کا مردے کو جلانا معجزہ تھا۔ (ف۔آ)

آئے ہیں آپ لے کے شفع کا پیام کیا؟
رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا؟
(شفاخانۂ حجاز۔ب۔د۔ص۱۹۸)

مسیحائی: (مَ۔سِی۔حا۔ای) حضرت مسیحؑ کی طرح بیمار اچھے اور مردے زندہ کرنا۔ (ف۔ع)

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجاز حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

مشاطگی: (مُش۔شا۔ط۔گی) بناؤ۔سنگار۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۳۰)

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی!
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

مشام: (مَ۔شام) مَشَم کی جمع۔سونگھنے کی جگہ۔دماغ۔ (ف۔آ)

مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

مشاہدہ: (مُ۔شا۔ہَ۔دَہ) صوفیوں کی اصطلاح میں انوارِ الٰہی کا نظارہ۔جمع مشاہدات۔ (ف۔آ)

جہاں میں بندۂ حر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے!
(نکتۂ توحید۔ض۔ک۔ص۵۱۵)

مشاہدہ: (مُ۔شا۔ہَ۔دَہ) عینی تجربہ۔دلیل بصری۔

(ف۔آ)

ذکرِ عرب کے سوز میں فکرِ عجم کے ساز میں
نے عربی مشاہدات، نے عجمی تخیلات!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

مشت: (مُش۔رت) مٹھی۔ (ف۔ع)

کس قدر بے باک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلۂ گردوں نورد اک مشتِ خاکستر میں تھا
(ہمایوں۔ب۔د۔ص۲۵۴)

مشتاق: (مُش۔تاق) خواہشمند۔ (ف۔ع)

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ!
قریب تر ہے نمود جس کی، اسی کا مشتاق ہے زمانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۱)

مشت خاک: (مُش۔تِ۔خاک) خاک کی مٹھی۔ خاک کی چٹکی۔انسان ضعیف البنیان۔ (ف۔آ)

گوہر کو مشتِ خاک میں رہنا پسند ہے
بندش اگرچہ ست ہے مضموں بلند ہے
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

مشتری: (مُش۔تَ۔ری) ایک تارے کا نام۔برجیس۔ (ف۔ع)

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

مشت غبار: (مُش۔تِ۔غُ۔بار) مٹھی بھر دھول۔ (ف۔ل)

چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مشتِ غبار
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۵۲)

مشرب: (مَش۔رَب) پانی پینے کی جگہ۔(ف۔آ) پینا مراد ہے۔

عین شغلِ مے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشربِ مینا بھی ہے
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

مشرق: (مَش۔رِق) سورج نکلنے کی جگہ۔پورب۔ (ف۔آ) بالخصوص پنجاب مراد ہے۔

جا بسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں
آہ! مشرق کی پسند آئی نہ اس کو سرزمیں
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

مشرک: (مُش۔رِک) خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والا۔ (ف۔آ)

مشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

مشروع: (مَش۔رُوع) حکم شریعت کے مطابق۔ (ف۔ع)

جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ خودی
منتظر ہے کسی مطرب کا ابھی تک وہ سرود!
(سرودحلال۔ض۔ک۔ص۵۸۷)

مشعل: (مَش۔عَل) چراغ دان۔شمع۔ (ف۔ع)

اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل
چمکا کے مجھے دیا بنایا
(ہمدردی۔ب۔د۔ص۳۵)

مشعل راہ: (مَش۔عَ۔لِ۔راہ) راستے کی روشنی۔

راہ میں جلتی ہوئی شمع۔ مجازاً رہبر۔ رہنما۔ (م۔ل)

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحب ادراک!
(غزل ۴۶۔ب۔ج۔ص ۳۵۹)

مشک ازفر: (مُش۔کِ۔اَز۔فَر) بہت خوشبودار مشک۔ وہ مشک جس کی خوشبو بہت تیز ہو۔ مشک تیز بو۔ مجازاً خالص مشک۔ (م۔ل)

مشکِ ازفر چیز کیا ہے، اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہوکر نافۂ آہو میں بند
(اسیری۔ب۔د۔ص ۲۵۳)

مشکل: (مُش۔کل) سخت۔دشوار۔ (ف۔آ)

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
(گل رنگیں۔ب۔د۔ص ۲۳)

مشکیں: (مُش۔کِین) مشک کی سی خوشبو کا۔ معطر۔ (ف۔آ)

اے وہ کہ تو مہدی کے تخیل سے ہے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو
(مہدی۔ض۔ک۔ص ۵۲۱)

مشہود: (مَش۔ہُود) حاضر کیا ہوا۔ موجود۔ (ف۔ع)

''اصلِ شہود شاہد و مشہود ایک ہے''
غالب کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیوں؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۵)

مشو: (مَ۔شُو) مت ہو۔

غمیں مشو کہ بہ بندِ جہاں گرفتاریم
طلسم ہا شکند آں دلے کہ ماداریم!
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص ۲۶۸)

مشورہ: (مَش۔وَ۔رَہ) صلاح۔شوریٰ۔ (ف۔آ)

وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص ۱۷)

مشیت: (مَ۔شِی۔یَت) اللہ میاں کی مرضی۔ خواہش۔ (ف۔ع)

حرفِ استکبار، تیرے سامنے ممکن نہ تھا
ہاں مگر تیری مشیت میں نہ تھا میرا سجود!
(تقدیر۔ض۔ک۔ص ۵۰۹)

مشیر: (مُ۔شِیر) مشورہ کرنے والا۔ صاحب مشورہ۔ صلاح کار۔ مشورہ دینے والا۔ تدبیر بتانے والا۔ رائے دینے والا۔ کارپرداز۔ (م۔ل)

(ابلیس کی مجلس۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۴۸)

مصاف: (مُ۔صاف) آپس میں صف باندھنا۔ (ف۔ع)

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہوجا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۳)

مصر: (مُ۔صِر) اصرار کرنے والا۔ (ف۔ع)

مصر ہے حلقہ، کمیٹی میں کچھ کہیں ہم بھی
مگر رضائے کلکٹر کو بھانپ لیں تو کہیں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۷)

مصرع: (مِص۔رَع) آدھا شعر۔ (ف۔ع)

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر

یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا
(غزل۳۵۔ب۔ج۔ص۳۴۹)

مصروف: (مَص۔رُوْرف) مشغول۔ (ف۔ع)

کچھ کیفیت مسلمِ ہندی تو بیاں کر
درماندۂ منزل ہے، کہ مصروفِ تگ و تاز؟
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۵)

مصلحت: (مَص۔لَ۔حَت) خوبی۔بھلائی۔عمدگی۔ (ف۔آ)

تو ہما کا ہے شکاری ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مرغ و ماہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

مصلحتاً: (مَص۔لَ۔حَ۔تَن) از روئے مصلحت۔ بمقتضائے وقت۔ (ف۔ع)

مصلحتاً کہہ دیا میں نے مسلماں تجھے
تیرے نفس میں نہیں گرمیِ یوم النشور!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۱۳)

مصلحت اندیش: (مَص۔لَ۔حَت۔اَن۔دِے رش) مناسب اور معقول بات سوچنے والا۔ (ف۔ل)

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہے مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

مصلحت وقت: (مَص۔لَ۔حَت۔وَق رت) مناسب وقت۔مقتضائے وقت۔ (ف۔آ)

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

مصلح: (مُص۔لِح) ریفارمر۔ اصلاح کرنے والا۔ جمع مصلحین۔Reformer۔ (ف۔ع)
(مصلحین مشرق۔ض۔ک۔ص۵۳۳)

مصلّٰی: (مُ۔صَلّ۔لا) جائے نماز۔عیدگاہ۔ (ف۔ع)

خراب کوشکِ سلطان خانقاہِ فقیر
فغاں کہ تخت و مصلّٰی، کمالِ زراقی!
(غزل۴۵۔ب۔ج۔ص۳۵۷)

مصور: (مُ۔صَوْ۔وِر) تصویر بنانے والا یا کھینچنے یا اتارنے والا۔ (ف۔آ)

مجھ کو پیدا کر کے اپنا نکتہ چیں پیدا کیا
نقش ہوں اپنے مصور سے گلا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۳)

مصیبت: (مُ۔صِی۔بَت) تکلیف۔ (ف۔ع)

کٹ رہی ہے بری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی
(ایک گائے۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۲)

مصیبت ناگہانی: (مُ۔صِی۔بَت۔نا۔گ۔ہا۔نی) بلائے ناگہانی۔آفت ناگہاں۔وہ صدمہ یا حادثہ جو دفعتاً حالت بےخبری میں پیش آئے۔ (ف۔آ)

سر پہ آجاتی ہے جب کوئی مصیبت ناگہاں
اشک پیہم دیدۂ انساں سے ہوتے ہیں رواں
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔۲۳۴)

مضراب: (مِض۔رَاب) وہ لوہے کا مثلثی تار جسے انگلی میں پہن کر ستار بجاتے ہیں۔ساز بجانے کا آلہ۔(ف۔آ)

غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطفِ خواب سے

ساز یہ بیدار ہوتا ہے اسی مضراب سے
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

آہ! امید محبت کی بر آئی نہ کبھی
چوٹ مضراب کی اس ساز نے کھائی نہ کبھی
(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

مضطر: (مُض۔طَر) ضرر رسیدہ۔ مبتلائے تکلیف۔ بے اختیار۔ (ف۔آ)

جانِ مضطر کی حقیقت کو نمایاں کردوں
دل کے پوشیدہ خیالوں کو بھی عریاں کردوں
(کلی۔ب۔د۔ص۱۱۸)

مضطر: (مُض۔طَر) بے چین۔ بیتاب۔ بے قرار۔ پریشان۔ (ف۔آ)

میرے پہلو میں دلِ مضطر نہ تھا، سیماب تھا
ارتکابِ جرم الفت کے لئے بیتاب تھا
(وصال۔ب۔د۔ص۱۲۰)

مضطرب: (مُض۔طَ۔رِب) بیتاب۔ پریشان۔ بے قرار۔ بے چین۔ (ف۔آ)

مضطرب ہر دم مری تقدیر رکھتی ہے مجھے
جستجو میں لذتِ تنویر رکھتی ہے مجھے
(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

مضمحل: (مُض۔مَ۔حَل) نحیف۔ ناتواں۔ کمزور۔ تھکا ہوا۔ (ف۔آ)

اے کہ غلامی سے ہے روح تری مضمحل
سینۂ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام
(ملازادہ۔۔۔۔۲۔ا۔ح۔ص۶۷۷)

مضمر: (مُض۔مَر) پوشیدہ۔ (ف۔ع)

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں
(مرزاغالب۔ب۔د۔ص۲۶)

مضمون: (مَض۔مُو۔مُن) آرٹیکل۔ جواب مضمون۔ انشاء۔ (ف۔آ)

شاہدِ مضموں تصدق ہے ترے انداز پر
خندہ زن ہے غنچۂ دلّی گلِ شیراز پر
(مرزاغالب۔ب۔د۔ص۲۶)

مضمون: (مَض۔مُو۔مُن) بات۔سخن۔ (ف۔آ)

مضموں فراق کا ہوں، ثریا نشاں ہوں میں
آہنگِ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہوں میں
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

مطرب: (مُط۔رِب) گویا۔گانے والا۔مغنی۔(ف۔آ)

اور بلبل، مطربِ رنگیں نوائے گلستاں
جس کے دم سے زندہ ہے گویا ہوائے گلستاں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

مطرب: (مُط۔رِب) صوفیوں کی اصطلاح میں مرشدِ کامل۔پیر۔روشن ضمیر۔ (ف۔آ)

جس کو مشروع سمجھتے ہیں فقیہانِ خودی
منتظر ہے کسی مطرب کا ابھی تک وہ سرود!
(سرودحلال۔ض۔ک۔ص۵۸۷)

مطلب: (مَط۔لَب) غرض۔خواہش۔ (ف۔آ)

حسن ہو کیا خود نما جب کوئی مائل ہی نہ ہو
شمع کو جلنے سے کیا مطلب، جو محفل ہی نہ ہو
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

مطلع: (مَط۔لَع) طلوع ہونے کی جگہ۔ (ف۔ع)

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اللہ ہو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

مطلع اول: (مَط۔لَ۔ع۔اَوّ۔وَل) غزل یا قصیدے کے شروع کے شعر جس کے دونوں مصرعوں میں قافیے ہوں۔ (ف۔آ)

مطلعِ اول فلک جس کا ہو، وہ دیواں ہے تو
سوئے خلوت گاہ دل دامن کشِ انساں ہے تو
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

مطلق: (مُط۔لَق) آزاد۔بے قید۔خودمختار۔(ف۔آ)

نورِ مطلق: مراد ہے خدا۔

شرر بن کے رہتی ہے انساں کے دل میں
وہ ہے نورِ مطلق کی آنکھوں کا تارا
(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۸)

مطلوب: (مَط۔لُوب) طلب کیا ہوا۔ڈھونڈا ہوا۔ (ف۔ع)

شہادت ہے مطلوبِ مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی!
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

مطمئن: (مُط۔مَ۔اِن) آسودہ۔سکون پانے والا۔ (ف۔ع)

مطمئن ہے تو، پریشاں مثلِ بو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

مطیع: (مُ۔طی۔ع) فرمانبردار۔اطاعت کرنے والا۔ (ف۔ع)

مثالِ کشتیِ بے حس مطیعِ فرماں ہیں
کہو تو بستۂ ساحل رہیں، کہو تو بہیں
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

مظاہر: (مَ۔ظا۔ہِر) نظارے۔آنکھوں سے دکھائی دینے والی چیزیں۔مظہر کی جمع۔ (ف۔آ)

ہے تجھے واسطہ مظاہر سے
اور باطن سے آشنا ہوں میں
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۲)

مظلوم: (مَظ۔لُوم) ظلم رسیدہ۔ستایا ہوا۔ستم زدہ۔ (ف۔آ)

کسی پیشانی کے افشاں کے ستاروں میں رہوں
کسی مظلوم کی آہوں کے شراروں میں رہوں
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

مظلومی: (مَظ۔لُو۔می) مظلوم ہونا۔ (م۔ل)

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف!
(دین و تعلیم۔ض۔ک۔ص۵۴۸)

مظہر: (مَظ۔ہَر) ۱۔بیان کرنے والا۔گواہ۔ ۲۔جائے ظہور یعنی عقل خدا کی شان کو ظاہر کرتی ہے۔ (ف۔آ)

ہوں مفسر کتاب ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں
(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۱)

معاد: (مَ۔عاد) لوٹ کر جانے کی جگہ۔آخرت۔(ف۔آ)

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا
رخصت ہوا دلوں سے خیالِ معاد بھی
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

معاذاللہ: (مَ۔عا۔ذَل۔لاہ) خدا کی پناہ۔(ف۔ع)

حریم تیرا خودی غیر کی! معاذاللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبارِ لات و منات!
(تیاتر۔ض۔ک۔ص۵۶۸)

معاش: (مَ۔عاش) وہ چیز جس سے زندگی بسر کی جائے۔ دنیا۔زندگی کی جگہ۔ (ف۔ع)

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش!
(مدرسہ۔ض۔ک۔ص۵۴۵)

معاشرت: (مَ۔عا۔شَ۔رَت) مل جل کر زندگی بسر کرنا۔ (ف۔ع)

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں
(مردفرنگی۔ض۔ک۔ص۵۵۴)

معاملہ: (مُ۔عا۔مَ۔لَہ) علم میں برابری کرنا۔(ف۔ع)

یہ معاملے ہیں نازک، جو تری رضا ہو، تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

معانی: (مَ۔عا۔نی) ایک علم جس سے الفاظ کے استعمال کا محل صحیح اور معانی کا درست یا نادرست ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (ف۔آ) فن شاعری مراد ہے۔

حضرت نے مرے ایک شناسا سے یہ پوچھا
اقبال کہ ہے قمریٔ شمشادِ معانی
(زہداورر ندی۔ب۔د۔ص۵۹)

معانی: (مَ۔عا۔نی) مطالب۔ (ف۔آ)

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر!
(غزل۲۹۔ب۔ج۔ص۳۴۴)

معبود: (مَع۔بُود) عبادت کیا گیا۔ پوجا کیا گیا۔ خدا تعالیٰ۔ (ف۔آ)

وہ کونسا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود؟
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات؟
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۹)

معتوب: (مَع۔تُوب) عتاب کیا ہوا۔ (ف۔ع)

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
(آزادیٔ نسواں۔ض۔ک۔ص۵۵۷)

معجز: (مُع۔جِز) طاقتِ بشری سے باہر۔ (ف۔آ)

دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ معجز بیاں
ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

معجزات: (مُع۔جِ۔زَات) معجزوں کی جمع۔(ف۔آ)

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ
(غزل۵۹۔ب۔ج۔ص۳۶۹)

معجزہ: (مُع۔جِ۔زَہ) کرامات۔حیرت میں ڈالنے والی بات۔کرشمہ۔ (ف۔آ)

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر
کارِ جہاں بے ثبات! کارِ جہاں بے ثبات!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۶)

معدہ: (مَع۔دَہ) غذا ہضم کرنے والا عضو۔(ف۔ع)

حضرت کرزن کو اب فکرِ مداوا ہے ضرور
حکم برداری کے معدے میں ہے دردِ لا یطاق

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

معذور: (مَعْ۔ذُوْر) مجبور۔ناچار۔بے بس۔(ف۔آ)

سازِ خاموش ہیں ، فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے مگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

معذوری: (مَعْ۔ذُو۔رِی) مجبوری۔ (ف۔ل)

نے نہ ساقی مہوش تو اور بھی اچھا
عیارِ گرمیِ صحبت ہے حرفِ معذوری

(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

معراج: (مِعْ۔رَاج) (لغ:اوپر چڑھنا) وہ واقعہ جس میں رسول اکرم کو عالم ملکوت کی سیر کرائی گئی۔اس واقعے کی تاریخ کے تعین میں راویوں کو کافی اختلاف ہے۔عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ معراج ۲۷ر رجب کی شب کو ہوئی۔شبِ معراج رسول اکرمؐ خانۂ کعبہ میں استراحت فرما رہے تھے کہ جبرائیل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ سواری کے لئے براق تھا۔براق پر سوار ہو کر آپؐ بیت المقدس تشریف لے گئے ،وہاں دو رکعت نماز ادا کی، پھر جبرائیل آپ کو لے کر آسمان پر چڑھے۔ جہاں مختلف آسمانوں پر آپ مختلف نبیوں سے ملے۔آپ صدرۃ المنتہیٰ تک جبرائیل کے ساتھ پہنچے۔اس سے آگے بڑھ کر آپ کو قربت حاصل ہوئی اور خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا، پھر آپ زمین پر تشریف لائے اور دوبارہ بیت المقدس میں داخل ہوئے یہاں نبیوں کا مجمع تھا، آپؐ نے نماز میں ان کی امامت فرمائی، پھر آپؐ خانۂ کعبہ واپس لوٹ آئے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۲۵۔۲۲۶)

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں!

(غزل۳۔ب۔ج۔ص۳۱۹)

معراج کی رات: (مِعْ۔رَاج۔کِی۔رَات)

۲۷ر رجب ۱۰ نبوت (۲۲ر مارچ ۶۱۹ء) کی شب میں رسول خدا محمدؐ کو معراج ہوئی۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۱۷)

رہِ یک گام ہے ہمت کے لئے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

(شبِ معراج۔ب۔د۔ص۲۴۹)

معرفت: (مَعْ۔رِ۔فَت) خداشناسی۔علم اور معرفت میں یہ فرق ہے کہ فلسفی یا منطقی کو خدا کا علم تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔(ف۔آ) (ش۔ب۔د۔ص۶۳)

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا ہُو ، خدا نما ہوں میں

(عقل و دل۔ب۔د۔ص۴۲)

معرفت: (مَعْ۔رِ۔فَت) علم الٰہی۔قانون قدرت یا فطرتی اشیا کی واقفیت۔شناخت۔ (ف۔آ)

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۳۸)

معرکہ: (مَعْ۔رِ۔کَہ) میدان جنگ۔ (ف۔ع)

بڑھ کے خیبر سے ہے معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدرؓ کرار بھی ہے

(غزل۴۳۔ب۔ج۔ص۳۵۶)

معرکہ: (مَعْ۔رِ۔کَہ) جنگ۔لڑائی۔جھگڑا۔(ف۔آ)

مراد ہے آپس میں مسائل کا ٹکراؤ۔

میں جانتا ہوں انجام اس کا

جس معرکے میں ملاّ ہوں غازی!

(غزل ۵۲۔ب۔ج۔ص ۳۶۳)

معرکہ آرا: (مَعْ۔رِ۔کَہْ۔آ۔رَا) صف آرار۔ جنگ آور۔ جنگجو۔ (ف۔آ)

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں!
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں

(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۴)

معرکہ مارنا: (مَعْ۔رِ۔کَہْ۔مَارْ۔نَا) مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا۔ کوئی اہم کامیابی حاصل کرنا۔ کسی سخت امتحان میں کامیاب ہوجانا۔ (م۔ل)

دگر گوں جہاں ان کے زورِ عمل سے
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۸۴)

معزز: (مُ۔عَزْ۔زِزْ) عزت دار۔ صاحب آبرو۔ شریف۔ ساکھ والا۔ (ف۔آ)

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص ۲۰۴)

معزول شہنشاہ: (مُعْ۔زُوْ۔ل۔شَ۔ہَنْ۔شَاہْ) (ڈیوک آف ونڈسر) خاندان ونڈسر شہزادی صوفیہ کی اولاد ہے جس کا شجرۂ نصب جیمز اول تک پہنچتا ہے۔ ۱۷۰۱ء میں ایکٹ آف سٹلمنٹ کے ذریعہ برطانیہ کی حکومت قانوناً اس خانوادہ کا حق قرار دی گئی۔ ۱۹۱۷ء میں جارج پنجم نے سیاسی مصلحت کی بنا پر یہ اعلان کیا کہ اس کا دودمان، دودمانِ ونڈسر کہلائے گا۔ جب ۱۹۳۶ء میں جارج پنجم کی وفات ہوئی تو پرنس آف ویلز ایڈورڈ ہشتم کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوئے۔ تخت نشینی سے پہلے ہی امریکہ کے اخباروں میں مسلسل و متواتر یہ خبریں چھپ رہی تھیں کہ یہ بادشاہ مسز والس ورفیلڈ سمپس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ یہ خاتون امریکی نژاد تھی اور طلاق یافتہ بھی تھی۔ برطانیہ کے عوام نے یہ پسند نہ کیا کہ مسند نشین بادشاہ ایک ایسی عورت کو ملکہ کا رتبہ بخشے جس سے کچھ دوسرے مرد انتہائی بے تکلفی سے گفتگو کرنے کے حقدار ہوں۔ کچھ عرصہ یہ جھگڑا چلتا رہا۔ ان دنوں بالڈون انگلستان کے وزیر اعظم تھے۔ انہوں نے رائے عامہ کی تائید کی اور ایڈورڈ ہشتم کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ مسز سمپس سے ان کی شادی سلطنت کے مفادِ عمومی کے خلاف ہے۔ بادشاہ کے اقارب نے بھی اس شادی کی مخالفت کی لیکن ایڈورڈ ہشتم شادی پر تلے ہوئے تھے۔ انہوں نے دسمبر ۱۹۳۶ء میں تاج و تخت سے دست برداری کا اعلان کر دیا اور حسب منشا شادی کر لی۔ اس واقعے کے بعد ان پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ وہ انگلستان کی حدود سے باہر مقیم رہیں۔ انہیں ڈیوک آف ونڈسر کا خطاب دیا گیا اور ان کا معقول مشاہرہ بھی مقرر کیا گیا۔ ڈیوک آف ونڈسر کی ولادت ۱۸۹۴ء میں ہوئی تھی۔ ان کی معزولی کے بعد ان کا بھائی جارج ششم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

(ت۔ا۔ص ۱۹۷۔۱۹۸) (معزول شہشاہ۔ا۔ح۔ص ۶۶۵)

معصوم: (مَعْ۔صُوْ۔م) گناہ سے بچا ہوا۔ بے قصور۔ پاکدامن۔ (ف۔آ)

فاطمہ تو! آبروئے امتِ مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے

(فاطمہ بنت عبداللہ۔ب۔د۔ص ۲۱۴)

معصیت: (مَعْ۔صِیْ۔یَتْ) گناہ۔ خطا۔ قصور۔ (ف۔آ)

کیا جہنم معصیت سوزی کی اک ترکیب ہے؟
آگ کے شعلوں میں پنہاں مقصدِ تادیب ہے؟

(خفتگان خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص ۴۰)

معظم: (مُ۔عَظ۔ظَم) بزرگی دیا گیا۔ بڑا ۔ واجب التعظیم۔شریف۔ (ف۔آ)

سرکار دو عالم ﷺ مراد ہیں۔

تجھ میں راحت اس شہنشاہِ معظمؐ کو ملی
جس کے دامن میں اماں اقوام عالم کو ملی

(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

معلوم: (مَع۔لُوم) جانا گیا۔ظاہر۔آشکارا۔واضح۔ (ف۔آ)

آدمی تابِ شکیبائی سے گو محروم ہے
اس کی فطرت میں یہ اک احساسِ نامعلوم ہے

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۴)

معمار: (مِع۔مَار) آباد کرنے والا۔عمارت بنانے والا۔ (ف۔ع)

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

معمور: (مَع۔مُور) بسا ہوا۔آباد۔گلزار۔ (ف۔آ)

شب گریزاں ہو گئی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۵)

معمور: (مَع۔مُور) پر۔بھرا ہوا۔ (ف۔آ)

آہ! وہ کشور بھی تاریکی سے کیا معمور ہے؟
یا محبت کی تجلی سے سراپا نور ہے؟

(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۴۰)

معمورہ: (مَع۔مُو۔رَہ) آبادی۔بستی۔ (ف۔آ)

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

معموری: (مَع۔مُو۔رِی) آبادی۔پُری۔ (ف۔ع)

برا نہ مان ذرا آزما کے دیکھ اسے
فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری!

(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۵)

معنی: (مَع۔نِی) شاعرانہ مضامین۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۱۱)

غافل! اپنے آشیاں کو آ کے پھر آباد کر
نغمہ زن ہے طورِ معنی پر کلیمِ نکتہ بیں

(تضمین۔۔۔۔کلیم۔ب۔د۔ص۲۲۱)

معنی: (مَع۔نِی) حقیقت۔اصلیت۔ماہیت۔ (ف۔آ)

چشمِ نابینا سے مخفی معنیٔ انجام ہے
تھم گئی جس دم تڑپ، سیماب سیمِ خام ہے

(سوامی۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۴)

معنیٔ دیریاب: (مَع۔نِی۔اِ۔دِے/رِ۔یَاب) وہ مطلب جو مشکل سے سمجھ میں آئے۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۲۴۴)

آیۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب تو!
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۴)

معیار: (مِع۔یَار) کسوٹی۔قاعدہ۔پیمانہ۔ (ف۔آ)

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

معیشت: (مُ۔عی۔شَت) زندگی۔زندگانی۔(ف۔آ)

اس جہاں میں اک معیشت اور سو افتاد ہے
روح کیا اس دیس میں اس فکر سے آزاد ہے؟

(خفتگان خاک۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

مغ: (مُغ) آتش پرست۔ (ف۔ع)

اس اندیشے سے ضبطِ آہ میں کرتا رہوں کب تک
کہ مغ زادے نہ لے جائیں تری قسمت کی چنگاری

(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۲۹)

مغاں: (مُ۔غاں) مغ کی جمع۔آتش پرست۔(ف۔آ)

شراب فروش مراد ہے۔

''مغاں کہ دانۂ انگور آب می سازند
ستارہ می شکنند آفتاب می سازند''

(ارتقا۔ب۔د۔ص۲۲۳)

مغرب: (مَغ۔رِب) مراد مغربی ممالک۔یورپ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۵۵)

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری!

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۱)

مغربی: (مَغ۔رِ۔بی) مغرب کا۔پچھم کا۔مغربی باشندہ۔

(ف۔آ)

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا

(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

مغرور: (مَغ۔رُور) گھمنڈی۔متکبر۔ (ف۔ع)

پروانے کی منزل سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

(پروانہ اور جگنو۔ب۔ج۔ص۴۰۷)

مغز: (مَغ رز) دماغ۔گودا۔ (ف۔ع)

'خشک مغز و خشک تار و خشک پوست
از کجا آید ایں آوازِ دوست'

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۶)

مغفر: (مِغ۔فَر) لوہے کا ٹوپ جو لڑائی کے وقت پہنا جاتا ہے۔ (ف۔آ)

یونہیں کچھ دیر تک محوِ نظر آنکھیں رہیں اس کی
کیا گھبرا کے پھر آزاد سر کو بارِ مغفر سے

(غلام قادر۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۸)

مغلوب: (مَغ۔لُوب) غلبہ کیا ہوا۔بے بس۔(ف۔ع)

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

مغنی: (مُ۔غَن۔نی) گانے والا۔گویا۔ (ف۔ع)

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا!

(فنون لطیفہ۔ض۔ک۔ص۵۸۱)

مفت: (مُف رت) بلاوجہ۔بلاسبب۔بلاقصور۔(ف۔آ)

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۳)

مفتی: (مُف۔تی) شرعی حاکم۔ Jurist or law officer۔

(ف۔آ)(ہ۔ڈ۔ف)

بحکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ از یست
بدینِ صعوہ حرام است کارِ شہبازی
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

مفسر: (مُ۔فَس۔سِر) تفسیر کرنے والا۔معنی بیان کرنے والا۔شارح۔مترجم۔ (ف۔آ)

ہوں مفسر کتاب ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۱)

مفلس: (مُف۔لِس) کنگال۔محتاج۔ (ف۔ع)

اک مفلسِ خوددار یہ کہتا تھا خدا سے
میں کر نہیں سکتا گلۂ دردِ فقیری
(سوال۔ب۔ج۔ص۴۴۳)

مقاصد: (مَ۔قا۔صِد) مقصد کی جع۔مطالب۔(ف۔آ)

رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر
خودداریٔ ساحل دے ، آزادیٔ دریا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

مقال: (مَ۔قال) گفتگو۔کلام۔بات چیت۔(م۔ل)

اک صدقِ مقال ہے کہ جس سے
میں چشمِ جہاں میں ہوں گرامی
(جاوید سے۲۔ض۔ک۔ص۵۵۰)

مقالات: (مَ۔قا۔لات) مقالت۔مقالہ کی جع۔گفتگو۔ بات چیت۔ (م۔ل)

مراد ہے فلسفہ کی کتب۔

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پوچھوں
حل کر سکے نہ جس کو حکیموں کے مقالات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

مقالت: (مَ۔قا۔لَت) گفتگو۔ بات چیت۔ جع مقالات۔ (ف۔ع)

اقبال! یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا
موزوں نہیں مکتب کے لئے ایسے مقالات
(ہندی مکتب۔ض۔ک۔ص۵۳۹)

مقام: (مَ۔قام) جائے قیام۔ٹھہرنے کی جگہ۔مسکن۔ (ف۔آ)

کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرش ربِّ جلیل کا ہوں میں
(عقل ودل۔ب۔د۔ص۴۲)

مقام: (مَ۔قام) مقام تصوف کی اصطلاح ہے۔سالک کو روحانی سفر (پرواز) میں کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فیضانِ الٰہی کے نزول میں کچھ کمی ہو رہی ہے یا ترقی رک گئی ہے۔اسے ''مشکل مقام'' کہتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۴۱۷)

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا!
(غزل۳۵۔ب۔ج۔ص۳۴۹)

مقام: (مَ۔قام) مسکن۔ٹھکانا۔ (ف۔آ)

جولانگہِ سکندرِ رومی تھا ایشیا
گردوں سے بھی بلندتر اس کا مقام تھا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۴۱)

مقامات: (مَ۔قا۔مات) مقام کی جع۔ (ف۔ع)

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں!
(غزل۴۰۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

مقامات: (مَ۔قا۔مات) مقامات تصوف کی مشہور

اپنی والدہ مرحومہ کی وفات پر علامہ اقبال نے ایک نظم کہی تھی جس کا عنوان ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' ہے۔ اس نظم میں بھی بھائی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ اقبال کی وفات کے وقت شیخ عطا محمد کی عمر تقریباً ۸۰ سال کی تھی اور اس عمر کے لحاظ سے ان کی صحت بھی اچھی تھی۔ لیکن بھائی کی وفات کے صدمہ نے ان کی کمر توڑ دی۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد تقریباً ڈھائی سال زندہ رہے۔ ان ایام میں علامہ اقبال کے کلام کو پڑھنا اور اشک باری کرنا ان کا روز کا معمول تھا۔ ۲۲ر دسمبر ۱۹۴۰ء کو ۸۲ر سال کی عمر میں اپنے وطن مالوف سیالکوٹ میں وفات پائی اور دفن ہوئے۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۰۔۳۵۱)

وہ میرا یوسفِ ثانی، وہ شمعِ محفلِ عشق
ہوئی ہے جس کی اخوت قرارِ جاں مجکو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص ۹۷)

یوم النشور: (یَ۔مُن۔نُ۔شُور) قیامت کا دن جبکہ مردے زندہ ہونگے۔ (ف۔ع)

مصلحتاً کہہ دیا میں نے مسلماں تجھے
تیرے نفس میں نہیں ، گرمیِ یوم النشور!

(غزل۔ض۔ک۔ص ۵۱۳)

یونانی: (یُ۔نا۔نی) ۱۔یونان کا باشندہ۔ ۲۔دانشمند۔ نہایت عقل مند۔ حکیم الطبع۔ (ف۔آ)

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا

(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص ۸۷)

یہود: (ی۔ہُو۔د) عبرانی یہودی کی جمع۔ حضرت موسیٰ کی امت۔ عبر کی اولاد۔ عبرانی۔ موسائی۔ (ف۔آ)

چھوتی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم خدا کے حکم سے مجبور ہوگیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص ۲۱۷)

یہودی: (ی۔ہُو۔دِی) حضرت موسیٰ کی امت۔

(ف۔آ)

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

(شام و فلسطین۔ض۔ک۔ص ۶۱۸)

یہودی: (ی۔ہُو۔دِی) یہودی سے کارل مارکس مراد ہے۔ کارل مارکس یہودی الاصل تھا اور جرمنی کا باشندہ تھا اور انقلابی اشتراکیت (سوشلزم) کا بانی تھا۔ مزید دیکھئے کارل مارکس۔ (اشاریہ شخصیات) (ش۔ا۔ح۔ص ۳۴)

روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب؟

(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۰)

وہ یہودی فتنہ گر ، وہ روحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تارتار

(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۲)

(Fortune star) علم نجوم کی اصطلاح ہے۔یعنی وہ ستارہ جو انسان کے مقدر پر حکمراں ہو۔ (ش۔ض۔ک۔ص۲۲۷)

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۰)

مقدم: (مُ۔قَدْ۔دِم) بڑھ کر آگے جانے والا۔درپیش کیا ہوا۔ (ف۔ع)

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی
اڑگیا دنیا سے تو مانندِ خاکِ رہگذر!
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

مقدم: (مُ۔قَدْ۔دَم) جسے دوسروں پر ترجیح/اہمیت دی جائے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۹۰)

تا کجا آویزشِ دین و وطن
جوہرِ جاں پر مقدم ہے بدن!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۸)

مقرر: (مُ۔قَرْ۔رَر) معین۔مامور۔ (ف۔آ)

گردشِ تاروں کا ہے مقدر
ہر ایک کی راہ ہے مقرر
(دوستارے۔ب۔د۔ص۱۴۸)

مقصد: (مَش۔صَد) مراد۔ارادہ۔غرض۔نیت۔منصوبہ۔ منشا۔ (ف۔آ)

رخصتِ محبوب کا مقصد فنا ہوتا اگر
جوشِ الفت بھی دلِ عاشق سے کرجاتا سفر
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

مقصود: (مَش۔صُوْد) قصد کیا گیا۔ارادہ کیا گیا۔مراد۔ غرض۔ (ف۔آ)

آگ ہے ، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

مقصودِ کل: (مَش۔صُو۔دِ۔کُل) تمام کائنات وجود میں لانے کی اصل غرض۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۸)

اگر مقصودِ کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے
مرے ہنگامہ ہائے نوبنو کی انتہا کیا ہے؟
(حضرت انسان۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

مقلد: (مُ۔قَلْ۔لِد) پیروی کرنے والا۔ (ف۔ع)

اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
(احکام الٰہی۔ض۔ک۔ص۵۲۶)

مقید: (مُ۔قَیْ۔یِد) قید کیا گیا۔پابند۔اسیر۔(ف۔آ)

کنویں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
ارے غافل! جو مطلق تھا مقید کردیا تو نے
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۷۳)

مقیم: (مُ۔قِیْ۔یم) اقامت کرنے والا۔رہنے والا۔قیام پذیر۔ (ف۔آ)

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

مکاتب: (مَ۔کا۔تِب) مکتب کی جمع۔ Schools, College۔ (ف۔ع)(ہ۔ڈ۔پ)

جسور و زیرک و پُر دم ہے بچۂ بدوی
نہیں ہے فیضِ مکاتب کا چشمۂ جاری
(انتداب۔ض۔ک۔ص۶۱۴)

مکافات: (مَ۔کا۔فَات) بدلہ۔ پاداش۔ برائی کی سزا۔ (ف۔ع)

اتر کر جہانِ مکافات میں
رہی زندگی موت کی گھات میں

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۸)

مکالمات فلاطوں: (مُ۔کا۔لِ۔مَا۔تِ۔فَ۔لاَ۔طوں) افلاطون کی تعلیمات اور اس کے فلسفیانہ خیالات کے مختلف مجموعے ہیں جو اس کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ افلاطون کے مکالمات کا بہترین ترجمہ جووٹ کا ہے۔ جس نے کم وبیش عمر کا بیشتر حصہ اسی کام پر صرف کر دیا ہے پاکٹ بک ایڈیشن میں ان مکالمات کا انتخاب شائع ہوا ہے، اس انتخاب میں مندرجہ ذیل تصانیف شامل ہیں۔

۱۔اعتذار۔ ۲۔کرائی ٹو۔ ۳۔فیڈو۔ ۴۔مذاکرہ۔ ۵۔جمہوریت۔

پہلے حصے میں تو سقراط ان الزامات کا جواب دیتا ہے جو ایتھنز کی مجلس عمومی میں اس پر لگائے گئے تھے اس حصے کی زبان اعتدال اور توازن کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ دوسرے حصے میں کرائٹو سقراط کو فرار کی ترغیب دلاتا ہے سقراط انکار کرتا ہے۔ یہ حصہ بھی بہت سے سودمند مطالب پر مشتمل ہے۔ تیسری تالیف یعنی فیڈو میں منظر تو سقراط کا قید خانہ ہے اور بات کرنے والا فیڈو ہے جو سقراط کے زہر پینے کے وقت شخصاً موجود تھا۔ چوتھے حصے میں یعنی مذاکرہ میں اگاتھون کے گھر سقراط مختلف عرفانی اور اخلاقی مطالب سے بحث کرتا ہے۔ آخری تالیف یعنی جمہوریت افلاطون کا شاہکار تصور کی جاتی ہے۔ اس تالیف میں بھی مختلف افراد مکالمہ میں حصہ لیتے ہیں۔ ان میں سقراط بھی شامل ہے۔ جمہوریت کے مطالب کا تجزیہ ڈیورانٹ نے داستان فلسفہ میں کر دیا ہے۔ (ش۔ض۔ک۔ص۳۳۲)(ت۔ا۔ص۱۵۵)

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں!

(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۶)

مکان: (مَ۔کَان) گھر۔ مسکن۔ مقامِ بود و باش۔ (ف۔آ)

تنکے چنتے ہیں وہاں بھی آشیاں کے واسطے؟
خشت و گل کی فکر ہوتی ہے مکاں کے واسطے؟

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

مکانی: (مَ۔کا۔نِی) مکان والا۔ اس کائنات میں شامل۔ (م۔ل)(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۲۳)

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں؟
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں؟

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۳)

مکتب: (مَک۔تَب) لکھنے کی جگہ۔ مدرسہ۔ اسکول۔ جمع مکاتب۔ (ف۔ع)

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

مکتی: (مُک۔تی) رہائی۔ نجات۔ (ف۔ع)

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۹۸)

مکدر: (مُ۔کَدْ۔دَر) کدورت آمیز۔ گدلہ۔ میلا۔ جو صاف نہ ہو۔ (ف۔آ)

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگہ آئینۂ دل ہے مکدر

(خلوت۔ض۔ک۔ص۵۵۵)

مکر: (مَک ر) فریب۔دغا۔ (ف۔ع)

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

مکر جانا: (مُ۔گر۔جا۔نا) منکر ہوجانا۔انکار کرجانا۔قول سے پھر جانا۔ (ف۔آ)

توڑا نہیں جادو مری تکبیر نے تیرا؟
ہے تجھ میں مکر جانے کی جرأت تو مکر جا!
(قلندر کی پہچان۔ض۔ک۔ص۵۰۳)

مکرر: (مُ۔گر۔رَر) باردیگر۔دوبارہ۔پھر۔ (ف۔آ)

شوخی سی ہے سوالِ مکرر میں اے کلیم
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۸)

مکین: (مَ۔کی ن) مکاندار۔صاحب خانہ۔(ف۔آ)

یہ دور نکتہ چیں ہے کہیں چھپ کے بیٹھ رہ
جس دل میں تو مکیں ہے وہیں چھپ کے بیٹھ رہ
(وردِعشق۔ب۔د۔ص۵۰)

مکین: (مَ۔کی ن) استقلال سے ٹھہرا ہوا۔قائم۔مقیم۔ساکن۔ (ف۔آ)

ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر
تو پایا خانۂ دل میں اسے مکیں میں نے
(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

مگس: (مَ۔گس) مکھی۔ (ف۔ع)

ہمیشہ مور و مگس پر نگاہ ہے ان کی
جہاں میں ہے صفتِ عنکبوت ان کی کمند!
(سیاسی پیشوا۔ض۔ک۔ص۶۱۹)

ملاح: (مَلّ۔لاح) کشتی بان۔جہازداں۔(ف۔ع)

میں کشتی ملاح کا محتاج نہ ہونگا
چڑھتا ہوا دریا ہے اگر تو تو اتر جا!
(قلندر کی پہچان۔ض۔ک۔ص۵۰۳)

ملاقات: (مُ۔لا۔قات) صاحب سلامت۔واقفیت۔جان پہچان۔ (ف۔آ)

مدت سے رہا کرتے تھے ہمسائے میں میرے
تھی رند سے زاہد کی ملاقات پرانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

ملال: (مَ۔لال) رنج۔غم۔اداسی۔اندوہ۔(ف۔آ)

حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال
غازہ ہے آئینۂ دل کے لئے گردِ ملال
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

ملائک: (مَ۔لا۔اِک) ملک کی جمع۔فرشتے۔(ف۔آ)

اڑا جو پستی دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رفعتِ پرواز
(حضوررسالت مآب۔ب۔د۔ص۱۹۷)

ملائی: (مُلّ۔لا۔اِی) ملائی اقبال کی اصطلاح ہے۔اور اس سے مراد ہے ملائیت یاملائی نظام۔لفظ ملا در اصل مولیٰ بمعنی آقا سے ماخوذ ہے۔ازمنہ وسطیٰ میں یہ لفظ ان علما کے لئے مخصوص تھا جو بہت بڑے عالم، فاضل، مصنف اور مدرس ہوتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس طبقے میں ایسے افراد کی کثرت ہوگئی جن کو علمائے سوء کہتے ہیں۔یعنی وہ علما جنہوں نے دین فروشی کو شعارِ زندگی بنا لیا اور عوام کے دلوں میں یہ بات جاگزیں کردی کہ حق صرف ہمارے پاس ہے جو کچھ ہم کہیں اس پر آنکھ بند کرکے یقین کرو۔

ہم سے اختلاف کروگے تو اسلام سے خارج ہوجاؤ گے۔ اس تلقین سے دو نتیجے نکلے، ایک یہ کہ ایک ملا دوسرے ملا کا مخالف ہوگیا یعنی باہمی منافرت کا بازار گرم ہوگیا۔ دوسرا یہ کہ عوام ذہنی طور پر ملاؤں کے غلام ہوگئے۔ ملائیت سے اقبال کی مراد یہی ذہنی غلامی ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص۱۳۸)

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری!
اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری!

(آوازغیب۔ا۔ح۔ص۶۷۰)

ملبوس: (مَلْ۔بُوس) پوشش۔لباس۔ (ف۔ع)

جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب!
دل نزع کی حالت میں، خرد پختہ و چالاک!

(ابلیس کی۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۵۴)

ملت: (مِلْ۔لَت) دین۔مذہب۔شریعت۔ (ف۔آ)

اے مسلماں ملتِ اسلام کا دل ہے یہ شہر!
سیکڑوں صدیوں کی کشت وخوں کا حاصل ہے یہ شہر!

(بلاداسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

ملت بیضا: (مِلْ۔لَ۔تِ۔بَے۔ضا) روشن قوم۔ملت اسلامیہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۳)

بجھ کے بزمِ ملتِ بیضا پریشاں کرگئی
اور دیا تہذیبِ حاضر کا فروزاں کر گئی

(بلاداسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

ملتفت: (مُلْ۔تَ۔فِت) توجہ کرنے والا۔ التفات کرنے والا۔ (ف۔ع)

وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

ملک: (مَ۔لَک) فرشتہ۔ہاتف۔ (ف۔آ)

نورِ مسجودِ ملک گرمِ تماشا ہی رہا
اور تو منت پذیرِ صبح فردا ہی رہا

(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

ملک الموت: (مَ۔لَ۔کُل۔مَوْت) موت کا فرشتہ۔ (ف۔ع)

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری دے کے تجھے فکرِ معاش

(مدرسہ۔ض۔ک۔ص۵۴۵)

ملکوتی: (مَلْ۔کُو۔تی) ملکوت والا۔فرشتہ۔ (ف۔ع)

یہ حکمتِ ملکوتی، یہ علمِ لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(تصدق۔ض۔ک۔ص۴۹۶)

ملک یمین: (مِلْ۔کِ۔یے۔مِی۔ن) لونڈی۔غلام۔ (ف۔ع)

ملکِ یمین و درہم و دینار رخت و جنس
اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

ملل: (مَ۔لَل) ملت کی جمع۔ (ف۔ع)

تفریقِ ملل حکمتِ افرنگ کا مقصود
اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدم!

(مکہ وجنیوا۔ض۔ک۔ص۵۲۰)

ملوک: (مُ۔لُوک) سلاطین۔بہت سے بادشاہ۔ (ف۔آ)

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم!

(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

ملوکانہ: (مُ۔لُو۔کا۔نَہ) بادشاہانہ۔ (ف۔ع)

گو فقر بھی رکھتا ہے اندازِ ملوکانہ
ناپختہ ہے پرویزی ، بے سلطنت پرویز!
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

ملوکیت: (مُ۔لُو۔کی۔یَت) بادشاہت۔(ف۔ع)

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز!
(غزل۲۔ب۔ج۔ص۳۱۸)

ممات: (مَ۔مَات) موت۔ (ف۔ع)

سلسلۂ روز و شب ، نقش گرِ حادثات
سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۵)

ممکن: (مُم۔کِن) جوہوسکے۔قابل امکان۔(ف۔آ)

اب یہاں میرا گذر ممکن نہیں، ممکن نہیں
کس قدر خاموش ہے یہ عالمِ بے کاخ و کو!
(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۵)

ممکنات: (مُم۔کِ۔نَات) ممکن کی جمع۔مخلوق۔ کائنات۔ (ف۔ع)

سلسلۂ روز و شب، سازِ ازل کی فغاں
جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بمِ ممکنات
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۵)

مملکت: (مَم۔لَ۔کَت) سلطنت۔راج۔ (ف۔ع)

ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد!
(آزادی۔ض۔ک۔ص۵۲۴)

ممنون: (مَم۔نُون) احسان مند۔ (ف۔آ)

نظر میری نہیں ممنونِ سیرِ عرصۂ ہستی
میں وہ چھوٹی سی دنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہوں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۹)

ممولا: (مَ۔مُو۔لا) ایک چھوٹے سے پرند کا نام جو چڑیا کی برابر ہوتا ہے۔اس کے پیٹ پر کالی کالی دھاریاں ہوتی ہیں اور اپنی دُم کو زمین پر مارتا رہتا ہے۔ (ف۔آ)

اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے
لڑادے ممولے کو شہباز سے
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۵)

من: (مَن) میں۔ (ق۔ل)

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی
(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

من: (مَن) دل۔ (ف۔ع)

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے، آتا ہے دھن جاتا ہے دھن!
(غزل۷۔ب۔ج۔ص۳۲۳)

منات: (مَ۔نَات) عرب جاہلیت کا ایک بت۔

(ف۔ع) مناتی سے مراد ہے بت پرست۔

میں اصل کا خاص سومناتی
آبا میرے لاتی و مناتی
(ایک فلسفہ۔۔۔۔ض۔ک۔ص۴۸۰)

مناجات: (مُ۔نَا۔جَات) التجا۔دعا۔ (ف۔ع)

یہ وسعتِ افلاک میں تکبیر مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!
(قطعہ۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

مناجاتی: (مُ۔نا۔جا۔تی) دعا کرنے والا۔ مناجات پڑھنے والا۔ (ف۔ع)

دنیا ہے روایاتی، عقبیٰ ہے مناجاتی
درباز دوعالم را، این است شہنشاہی!
(محراب گل۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۶)

منار: (مِ۔نار) ستون۔لاٹھ۔ (ف۔ع)

تیرے در و بام پر وادیٔ ایمن کا نور
تیرا منار بلند جلوہ گہِ جبرئیل
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

مناسب: (مُ۔نا۔سِب) لگاؤ رکھنے والا۔(ف۔ع)

دے وہی جام ہمیں بھی کہ مناسب ہے وہی
تو بھی سرشار ہو، تیرے رفقا بھی سرشار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

مناصب: (مَ۔نا۔صِب) منصب کی جمع۔(ف۔ع)

ترے بلند مناسب کی خیر ہو یا رب
کہ ان کے واسطے تونے کیا خودی کو ہلاک!
(مناسب۔ض۔ک۔ص۶۰۱)

منبر: (مِم۔بَر) بلند ہونے کا آلہ۔خطیب کے لئے ایک اونچی جگہ۔ (ف۔ع)

ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگیں بیانی کی
نصیحت بھی تری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

منبر: (مِم۔بَر) جس پر کھڑے ہوکر مولوی وعظ کرتے ہیں. یہاں مراد علمائے ظاہر، روحانیت سے بے بہرہ۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۹)

رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا
(غزل(۱)۔ب۔ج۔ص۳۱۵)

منت: (مِن۔نَت) شکرگزاری۔احسان۔خوشامد۔ (ف۔آ)

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزیٔ پروانہ ہے
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

منتر: (مَن۔تَر) ا۔وہ پراثر منتر جو کسی کے موہنے قابو کرنے کے واسطے پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ ۲۔وید کے ایک حصے کا نام جس میں دیوتاؤں کی تعریف وتوصیف کا بیان ہے۔ (ف۔آ)

ہر صبح اٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلادیں
(نیا شوالہ۔ب۔د۔ص۸۸)

منتظر: (مُن۔ت۔ظَر) انتظار کیا ہوا۔ (ف۔ع)

کبھی اے حقیقتِ منتظر، نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۰)

منتظر: (مُن۔ت۔ظِر) انتظار کرنے والا۔ راہ دیکھنے والا۔امیدوار۔ (ف۔آ)

خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے
قبا چاہئے اس کو خونِ عرب سے!
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

منتقل: (مَن۔ت۔قِل) ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلنے والا۔ (ف۔آ)

شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے ادرنہ ، عصفور ہوگیا
(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص۲۱۷)

منت کش: (مِن۔نَت۔کش) احسان مند۔احسان لینے والا۔ (م۔ل)

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۸)

منت کش ہونا: (مِن۔نَت۔کش۔ہُو۔نا) احسان مند ہونا۔مرہونِ منت ہونا۔ (ف۔آ)

تو اگر خوددار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو
عین دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۱)

منجم: (مُ۔نَج۔جِم) نجومی۔جوتشی۔ (ف۔ع)

منجم کی تقویمِ فردا ہے باطل
گرے آسماں سے پرانے ستارے!
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۲۸۴)

منحصر: (مُن۔حَ۔صِر) موقوف۔مشروط۔متعلق۔وابستہ۔ (ف۔آ)

میں نے کہا نہیں ہے یہ موٹر پہ منحصر
ہے جادۂ حیات میں ہر تیز پا خموش
(موٹر۔ب۔د۔ص۱۷۸)

منحصر: (مُن۔ح۔صِر) محدود۔گھیرا ہوا۔ (ف۔آ)

کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ "میر و سلطاں" پر نہیں ہے منحصر
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۲۴۹)

منزل: (مَن۔زِل) اترنے کی جگہ۔سرائے۔مسکن۔مہمان سرائے۔ (ف۔آ)

باغ ہے فردوس یا اک منزلِ آرام ہے؟
یا رخِ بے پردۂ حسنِ ازل کا نام ہے؟
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

منزل مقصود: (مَن۔زِ۔لِ۔مَق۔صُود) وہ جگہ جہاں پہنچنے کا ارادہ ہو۔ (ف۔آ)

مقام ہم سفروں میں ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں مجکو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

منشی: (مُن۔شی) اپنے دل سے بات نکالنے والا۔آغاز کرنے والا۔ (ف۔آ)

مراد ہے صوفی مزاج۔

شہرہ تھا بہت آپ کی صوفی منشی کا
کرتے تھے ادب ان کا اعالی و ادانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

منصب: (مَن۔صَب) رتبہ۔عہدہ۔اونچا مرتبہ۔ (ف۔آ)

مگر غرض جو حصولِ رضائے حاکم ہو
خطاب ملتا ہے منصب پرست و قوم فروش
(قربِ سلطان۔ب۔د۔ص۲۰۹)

منصفی: (مَن۔صِ۔فی) انصاف۔ (ف۔ع)

ولیکن کس قدر نامنصفی ہے

کہ تو پوشیدہ ہو میری نظر سے!
(تصویرِ مصور۔ا۔ح۔ص۶۵۹)

منطق: (مَن۔طِق) دلیل۔فلسفہ۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۹۶)

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ
نہ تھے ترکانِ عثمانی سے کم ترکانِ تیموری!
(غزل۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

منطق: (مَن۔طِق) وہ علم جو کلام کی صحت اور اس کے بیان میں عقلی دلائل سے مدد بخشتا۔حق کو حق ناحق کو ناحق ثابت کردیتا ہے۔ (ف۔آ)

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی!
(تقدیر۔ض۔ک۔ص۴۸۶)

منظر: (مَن۔ظَر) نظارہ۔جلوہ گاہ۔ (ف۔آ)

مظرِ حرماں نصیبی کا تماشائی ہوں میں!
ہم نشینِ خفتگانِ کنجِ تنہائی ہوں میں
(خفتگانِ خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

منظور: (مَن۔ظُور) دیکھا ہوا۔پسند کیا ہوا۔(ف۔ع)

اگر منظور ہو تجکو خزاں نا آشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطعِ آرزو کر لے!
(پھول۔ب۔د۔ص۲۵۰)

منعم: (مُن۔عِم) تونگر۔غنی۔ (ف۔آ)

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
(خطاب بہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

منعم: (مُن۔عِم) نعمت دینے والا۔زردار۔مالدار۔ (ف۔آ)

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں!
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۴۷)

منعم: (مُن۔عِم) فیاض۔دریادل۔سخی۔ (ف۔آ)

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۵)

منفعت: (مَن۔ف۔عَف) نفع۔سود۔فائدہ۔حاصل۔

(ف۔آ)

منفعت ایک ہے اس کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

منقار: (مِن۔قار) پرندکی چونچ۔ (ف۔آ)

تری منقار کو گانا سکھایا
مجھے گلزار کی مشعل بنایا
(ایک پرندہ اور جگنو۔ب۔د۔ص۹۲)

منکر: (مُن۔کِر) انکار کرنے والا۔ (ف۔ع)

شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حر کی تکبیریں
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

منم: (مَ۔نَم) سخن چیں۔ (ف۔ع)

منم کہ توبہ نہ کردم زفاش گوئی ہا
زبیم ایں کہ بسلطاں کنند غمازی
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

من وتو: (مَ۔نُو۔تُو) یعنی شعور کی بدولت دنیا میں

''میں اور تو'' کا امتیاز پیدا ہوتا ہے اور اس امتیاز سے اختلاف رونما ہوتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص ۱۷)

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی
(شمع۔ب۔د۔ص ۴۵)

منور: (مُ۔نَوْ۔وَرْ) روشن۔تاباں۔درخشاں۔(ف۔آ)

دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ترے نورِ سحر سے!
(جدت۔ض۔ک۔ص ۵۸۴)

منھ پھیرنا: (مُن رھ۔پھِے رر۔نا) منھ موڑنا۔آنکھ چرانا۔ (ف۔آ)

جو بچے نے دیکھا مرا پیچ و تاب
دیا اس نے منھ پھیر کر یوں جواب
(ماں کا خواب۔ب۔د۔ص ۳۷)

منھ سنبھالو: (مُن رھ۔سَم۔بھا۔لُو) زبان کو روکو۔زبان درازی اور بیہودہ گوئی نہ کرو۔ (ف۔آ)

کہا یہ سن کے گلہری نے منھ سنبھال ذرا
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انہیں نکال ذرا
(اک پہاڑ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص ۳۱)

منھ کے بل گرنا: (مُن رھ۔کے۔بَل۔گر۔نا) ذلیل ہونا۔اوندھے منھ گرنا۔اوج سے پستی کی طرف مائل ہونا۔ (ف۔آ)

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منھ کے بل گر کے ھوا اللہ احد کہتے تھے
(شکوہ۔ب۔د۔ص ۱۶۵)

مو: (مُو) بال۔کیس۔ (ف۔ع)

'اگر یک سرموئے برتر پرم
فروغِ تجلی، بسوزد پرم!'
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص ۴۲۱)

موافق: (مُ۔وَا۔فِق) موافقت کرنے والا۔(ف۔ع)

دلِ غمیں کہ موافق نہیں ہے موسمِ گل
صدائے مرغِ چمن ہے بہت نشاط انگیز!
(غزل ۱۲۔ب۔ج۔ص ۳۰۸)

موتی کی لڑی: (مُو۔تی۔کی۔لَ۔ڑی) نظمِ گوہر۔ موتی کی مالا۔موتی کا ہار۔ (ف۔آ)

ہے رگِ گل صبح کے اشکوں سے موتی کی لڑی
کوئی سورج کی کرن شبنم میں ہے الجھی ہوئی
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص ۱۵۲)

موج: (مُوْ۔رج) لہر۔ترنگ۔ہلکورا۔ (ف۔آ)

چشمۂ دامن ترا آئینۂ سیال ہے
دامنِ موجِ ہوا جس کے لئے رومال ہے
(ہمالہ۔ب۔د۔ص ۲۲)

موجب: (مُو۔جِبْ) سبب۔باعث۔ (ف۔آ)

موجب تسکیں تماشائے شرارِ جستہ
ہو نہیں سکتا، کہ دل برق آشنا رکھتا ہوں میں
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص ۱۲۳)

موجد: (مُو۔جِدْ) ۱۔نئی بات ایجاد کرنے والا۔ ۲۔بانی۔ بنا کرنے والا۔ (ف۔آ)

ختم تقریر تری مدحتِ سرکار پہ ہے
فکرِ روشن ہے ترا موجدِ آئینِ نیاز
(نصیحت۔ب۔د۔ص ۱۷۶)

موجزن: (مُوْ رج۔زَن) ٹھاٹھیں مارنے والا۔(ف۔ل)

میرے ویرانے سے کوسوں دور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن
(چاند۔ب۔د۔ص۷۸)

موجود: (مُو۔جُود) حاضر۔سامنے۔قائم۔برقرار۔
(ف۔آ)

تھی تو موجود ازل سے ہی تری ذاتِ کریم
پھول تھا زیب چمن، پر نہ پریشاں تھی شمیم
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

موجود: (مُو۔جُود) میسر۔حاصل۔دستیاب۔محصول۔
(ف۔آ)

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۲)

موجودات: (مُو۔جُو۔دَات) موجود کی جمع۔مخلوقات۔ خلق۔ہستی۔دنیا۔کائنات۔نیچر۔ (ف۔آ)

نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے
اور مسلم کے تخیل میں جسارت اس سے ہے
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

مؤذن: (مُو۔اَ۔ذِن) اذان دینے والا۔نماز کے واسطے لوگوں کو بلانے والا۔ (ف۔آ)

پچھلے پہر کی کوئل ، وہ صبح کی مؤذن
میں اس کا ہمنوا ہوں ، وہ میری ہمنوا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

مور: (مُور) چیونٹی۔چینٹی۔ (ف۔آ)

سفینۂ برگِ گل بنا لے گا قافلہ موِر ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش، مگر یہ دریا سے پار ہوگا
(مارچ ۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۱)

موزوں: (مُو۔زُوں) زیبا۔درست۔ (ف۔آ)

مقامِ امن ہے جنت، مجھے کلام نہیں
شباب کے لئے موزوں ترا پیام نہیں
(عشرت امروز۔ب۔د۔ص۱۲۵)

موزوں: (مُو۔زُوں) لائق۔مناسب۔واجب۔
(ف۔آ)

نہ فقر کے لئے موزوں، نہ سلطنت کے لئے
وہ قوم جس نے گنوایا متاعِ تیموری
(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

موزوں: (مُو۔زُوں) پسندیدہ۔مقبول۔سنجیدہ۔
(ف۔آ)

اقبال یہاں نام نہ لے علم خودی کا
موزوں نہیں مکتب کے لئے ایسے مقالات
(ہندی مکتب۔ض۔ک۔ص۵۳۹)

موسم گل: (مُو۔سِ۔مِ۔گُل) بہار کا موسم۔ (ف۔ل)

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا!
نازشِ موسمِ گل لالۂ صحرائی تھا!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

موسیقی: (مُو۔سی۔قی) گانے بجانے کا علم۔راگ کا نام۔ (ف۔آ)

فاش یوں کرتا ہے اک چینی حکیم اسرارِ فن
شعر گویا روحِ موسیقی ہے رقص اس کا بدن!
(رقص وموسیقی۔ض۔ک۔ص۵۹۵)

موعظہ: (مُو۔عِ۔ظَہ) وعظ ونصیحت۔

(ش۔م۔ب۔ج۔ص۴۵)

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظ و پند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

موقوف: (مؤ۔قُوف) ٹھہرایا ہوا۔وقف کیا ہوا۔ (ف۔ع)

قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
یہ ذوق سکھاتا ہے ادب مرغِ چمن کو
(مہدی۔ض۔ک۔ص۵۲۱)

موقوف: (مؤ۔قُوف) منحصر۔ (ف۔آ)

ہیں ساز پہ موقوف نوا ہائے جگر سوز
ڈھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مضراب!
(ملازادہ۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

مولا: (مَو۔لا) مددگار۔مالک۔ (ف۔ع)

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

مولاعلی: (مَو۔لا۔عَ۔لی) حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ (ف۔آ)

کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علی خیبر شکن عشق!
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۹)

مومن: (مُو۔مِن) ایمان لانے والا۔سچا مسلمان۔سیدھا مسلمان۔ (ف۔آ)

بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بیباک ہے
(سیدکی۔۔۔۔ب۔د۔ص۵۳)

کافر ہے مسلماں، تو نہ شاہی، نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۲۷)

مُومِن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی:

غزوۂ موتہ میں حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد حضرت جعفرؓ نے (جن کا لقب طیار ہے) علم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور گھوڑے سے اتر کر نہایت بے جگری کے ساتھ رومیوں پر حملہ آور ہوئے، جب زخموں سے چور ہو گئے تو دشمنوں نے ان پر وار کیا جس سے ان کا دایاں ہاتھ قلم ہو گیا، انہوں نے علم اپنے بائیں ہاتھ میں لے لیا اور جب بایاں ہاتھ کٹ کر گر گیا تو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے علم کو اپنے سینے سے لگا لیا، اسی حالت میں ایک تلوار ان کے سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر دیئے اس وقت علم ان کے ہاتھ سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے لاش دیکھی تھی۔تلواروں اور برچھوں کے ۹۰ زخم تھے لیکن سب سامنے کی جانب تھے، ان کی پشت نے یہ داغ نہیں اٹھایا تھا۔ (ش۔ب۔ج۔ص۳۰۶)

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۲۷)

مومیائی: (مُو۔مِ۔یا۔ئی) چوٹ کے لئے ایک کالی دوا۔ (ف۔ع)

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مورِ بے پر! حاجتے پیش سلیمانے مبر
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

مہ: (مَہ) ماہ کا مخفف۔چاند۔قمر۔ (ف۔آ)

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر

اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

مہار: (مِ۔ہَار) نکیل۔ (ف۔ع)

میں تو بدنام ہوئی توڑ کے رسی اپنی
سنتی ہوں آپ نے بھی توڑ کے رکھ دی ہے، مہار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

مہتاب: (مَہ۔تَاب) چاند۔قمر۔ (ف۔آ)

آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں؟
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۴)

مہتابی: (مَہ۔تَا۔بِی) چاند کی طرح روشن ہونے کی حالت۔چمک۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۸۴)

سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے، لیکن
تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی!
(فرشتِ آدم۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۳)

مہجور: (مَہ۔جُور) فراق زدہ۔جدا۔ (ف۔آ)

شوقِ پرواز میں مہجورِ نشیمن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں دین سے بدظن بھی ہوئے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

مہجوری: (مَہ۔جُو۔رِی) جدائی۔ (ف۔ع)

کبھی حیرت، کبھی مستی، کبھی آہِ سحرگاہی
بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری!
(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

مہدی: (مَہ۔دِی) ہدایت کرنے والا۔ (ف۔ع)

دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار!
(مہدیٔ افکار۔ض۔ک۔ص۵۰۶)

مہذب: (مُ۔ہَذ۔ذَب) اصلاح کیا ہوا۔پاک کیا ہوا۔ (ف۔ع)

وہ مس بولی ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے
مہذب ہے تو اے عاشق! قدم باہر نہ رکھ حد سے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

مہر: (مِ۔ہَر) سورج۔ (م۔ل)

گرمیٔ مہر کی پروردہ، ہلالی دنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

مہربان: (مِہ۔رَ۔بَان) محبت کرنے والا۔شفیق۔رفیق۔ (ف۔آ)

میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چلاتا ہے تو
مہرباں ہوں میں، مجھے نامہرباں سمجھا ہے تو
(طفل شیرخوار۔ب۔د۔ص۲۶)

مہرباں ہونا: (مِہ۔رَ۔بَاں۔ہُو۔نَا) ملتفت ہونا۔رحم دل بننا۔راضی ہونا۔ (ف۔آ)

تھوڑا سا جو مہرباں فلک ہو
ہم دونوں کی ایک ہی چمک ہو
(دوستارے۔ب۔د۔ص۱۴۸)

مہرعالم تاب: (مِہ۔رِ۔عَالَم۔تَاب) وہ سورج جو ساری دنیا کو روشن کرے۔مراد آفتاب۔سورج۔(م۔ل)

برق آتش خو نہیں فطرت میں گو ناری ہوں میں
مہرِ عالم تاب کا پیغامِ بیداری ہوں میں
(شعاعِ آفتاب۔ب۔د۔ص۲۳۷)

مہر و وفا: (مِہْ۔رُوْ۔وَ۔فَا) محبت اور خلوص۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۳۲)

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۰۱)

مہرہ: (مُہْ۔رَہْ) شطرنج کا مہرہ۔ (ف۔آ)

نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی
جیتا ہے رومی، ہارا ہے رازی

(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۳)

مہرہ بازی: (مُہْ۔رَہْ۔بَا۔زِی) مکاری۔(ل۔ک)

نے مہرہ باقی، نے مہرہ بازی
جیتا ہے رومی، ہارا ہے رازی

(غزل۵۲۔ب۔ج۔ص۳۶۳)

مہک: (مِ۔ہَک) خوشبو۔تیز خوشبو۔ (ف۔آ)

یہ امتیاز و رفعت و پستی اسی سے ہے!
گل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے!

(شمع۔ب۔د۔ص۴۵)

مہ کامل: (مَ۔ہِ۔کا۔مِل) پورا چاند۔ چودھویں رات کا چاند۔ (ف۔آ)

بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی
تم شب کو نمودار ہو وہ دن کو نمودار!

(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

مہمیز: (مِہْ۔مِی۔مِز) سوار کے جوتے کا خار آہنی۔

(ف۔ع)

ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
ہے اس کی نگاہ فکر و عمل کے لئے مہمیز!

(الہام اور آزادی۔ض۔ک۔ص۵۱۵)

مہ نو: (مَ۔ہِ۔نُو) نیا چاند۔ہلال۔ (ف۔ل)

سرگذشتِ ملتِ بیضا کا تو آئینہ ہے
اے مہِ نو! ہم کو تجھ سے الفتِ دیرینہ ہے

(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۱)

مہوس: (مُ۔ہَو۔وَس) کیمیا گر۔رسائن بنانے والا۔

(ف۔آ)

مہوس نے یہ پانی ہستی نوخیز پر چھڑکا
گرہ کھولی ہنر نے اس کے، گویا کارِ عالم سے

(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

مہوش: (مَہْ۔وَش) چاند کی مانند۔ (ف۔ع)

سنے نہ ساقیِ مہوش تو اور بھی اچھا
عیارِ گرمیِ صحبت ہے حرفِ معذوری

(غزل۱۹۔ب۔ج۔ص۳۳۴)

مے: (مَئے) شراب۔صہبا۔بادہ۔ (ف۔آ)

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

مے آشام: (مَئے۔آ۔شَام) شرابی۔ (ف۔ع)

بادہ گردانِ عجم وہ، عربی میری شراب
مرے ساغر سے جھجکتے ہیں مے آشام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

میان: (مَ۔یَان) درمیان۔وسط۔بیچ۔ (ف۔آ)

گئے وہ ایام، اب زمانہ نہیں ہے صحرا نوردیوں کا

جہاں میں مانندِ شمعِ سوزاں میانِ محفل گداز ہوجا
(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

میان: (مَ۔یان) نیام۔غلافِ شمشیر۔خنجر وغیرہ کا گھر۔ (ف۔آ)

کیا سماں ہے جس طرح آہستہ آہستہ کوئی
کھینچتا ہو میان کی ظلمت سے تیغِ آبدار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۴)

مئے پندار: (مَ۔اِے۔پِن۔دار) غرور کی شراب۔ غرور۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۳۸)

برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفلِ اغیار میں
(نانک۔ب۔د۔ص۲۳۹)

میت: (مَی۔ت) مردہ لاش۔جنازہ۔ (م۔ل)

تو ہے میت! یہ ہنر تیرے جنازے کا امام!
نظر آئی ہے جسے مرقد کے شبستاں میں حیات!
(مخلوقاتِ ہنر۔ض۔ک۔ص۵۷۹)

میخ: (مے۔خ) چوب۔کیل۔ A pin (of wood or iron,) Hook. (ف۔آ)(ہ۔ڈ۔پ)

جہاں کی روحِ رواں لا الہ الااللہ ہو،
مسیح و میخ چلیپا یہ ماجرہ کیا ہے؟
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۲۶۸)

میخانہ: (مے۔خانہ) شراب خانہ۔خرابات۔(ف۔آ)

خیر تو ساقی سہی، لیکن پلائے گا کسے؟
اب نہ وہ میکش رہے باقی، نہ میخانے رہے!
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

میخواری: (مے۔خوا۔ری) شراب پینا۔(ف۔ع)

بیکاری و عریانی و میخواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات؟
(لینن۔ب۔ج۔ص۴۰۰)

میر: (می رر) سردار۔ (ف۔ع)

میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر!
میرا نشیمن بھی تو، شاخِ نشیمن بھی تو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

میر: (می رر) ہادی۔رہنما۔پیشوائے دین۔ (ف۔آ)

میر عرب سے رسولِ خدا مراد ہیں۔

وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

میراث: (می۔راث) ورثہ۔جو چیز مالکوں کے مرنے کے بعد وارثوں کو ملے۔ (ف۔ع)

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

میراثِ خلیل: (می۔را۔ثِ۔خ۔لیل) حضرت ابراہیم کی خوبیاں یعنی اخلاقِ حسنہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۴)

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز!
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۴)

میرِ حجاز: (می۔رِ۔ح۔جاز) محمد مصطفیٰ ﷺ۔
(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۳۸)

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

میر سپاہ: (می۔ر۔سِ۔پاہ) فوج کا سردار مراد قوم کا

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۷۰)

میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیرِ نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی ہدف

(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

میر کارواں: (می۔ر۔کا۔وَاں) قافلے کا سالار۔

(ف۔ل)

نگاہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

(غزل۲۶۔ب۔ج۔ص۳۴۱)

میر لشکر: (می۔رِ۔لَش۔کَر) فوج کا سردار۔(ف۔ل)

تو مردِ میداں تو میرِ لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی!

(غزل۳۰۔ب۔ج۔ص۳۴۵)

میری: (می۔ری) سرداری۔ (ف۔ع)

میری میں، فقیری میں، شاہی میں، غلامی میں
کچھ کام نہیں بنتا بے جرأت رندانہ!

(غزل۴۷۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

میزان: (می۔زان) ترازو۔ (ف۔ع)

سعی پیہم ہے ترازوئے کم و کیف حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

میسر: (مُ۔یَس۔سَر) حاضر۔موجود۔ (ف۔آ)

یہاں کہاں ہم نفس میسر، یہ دیس نا آشنا ہے اے دل!
وہ چیز تو مانگتا ہے مجھ سے کہ زیرِ چرخِ کہن نہیں ہے

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۶)

میسر: (مُ۔یَس۔سَر) دستیاب۔حاصل۔ (ف۔آ)

اک رات یہ کہنے لگے شبنم سے ستارے
ہر صبح نئے تجھ کو میسر ہیں نظارے

(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۵)

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو

(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

میش: (مے۔شَ) بکری۔ (ف۔ع)

نگاہِ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اڑ جائیں
نہ آہ سرد کہ ہے گو سفندی و میشی!

(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

مے فروش: (مے۔ف۔رُوْ۔شَ) کلال۔شراب بیچنے والا۔بادہ فروش۔ (ف۔ع)

میں نے کہا کہ ''آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ گو بھی مے فروش!''

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۷)

میکدہ: (مے۔ک۔دَہ) شراب خانہ۔ (م۔ل)

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شرابِ لالہ گوں میکدۂ بہار سے

(شاعر۔ب۔د۔ص۲۱۰)

میکش: (مے۔کَش) میخوار۔شرابی۔نشہ باز۔(ف۔آ)

خیر تو ساقی سہی، لیکن پلائے گا کسے
اب نہ وہ میکش رہے باقی، نہ میخانے رہے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

می کنم: (می۔ک۔نم) میں کرتا ہوں۔

ہمچوں نے از نیستانِ خود حکایت می کنم
بشنو اے گل! از جدائیہا شکایت می کنم
(گل پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

مئے مغانہ: (مے۔اِ۔مُ۔غا۔نہ) مراد اسلامی خیالات اور جذبے۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۰)

رگِ تاک منتظر ہے تری بارش کرم کی
کہ عجم کے میکدوں میں نہ رہی مئے مغانہ!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

مینا: (می۔نا) کنایۃً شراب۔ (ف۔آ)

عین شغلِ مے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشربِ مینا بھی ہے
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

مینا: (می۔نا) شیشہ۔شراب کی بوتل (ف۔آ)

وائے نادانی! کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۲)

مئے ناب: (مے۔اِ۔ناب) خالص شراب۔(ف۔ل)

شیشۂ دہر میں مانند مئے ناب ہے عشق
روحِ خورشید ہے، خونِ رگِ مہتاب ہے عشق
(۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر۔ب۔د۔ص۱۱۷)

مینائی: (می۔نا۔ائی) میناوالا۔مینا کا۔ (ف۔ع)

سفر عروسِ قمر کا عماریٔ شب میں
طلوعِ مہر و سکوتِ سپہرِ مینائی!
(نگاہ۔ض۔ک۔ص۵۶۶)

میہماں: (مے۔ہ۔ماں) مسافر۔شب باش۔(ف۔آ)

مراد جوانی۔

جوانی ہے تو ذوقِ دید بھی، لطفِ تمنا بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ میہماں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

ن

نا آشنا: (نا۔آش۔نا) ناواقف۔انجان۔بے خبر۔(ف۔آ)

ریاضِ دہر میں نا آشنائے بزمِ عشرت ہوں
خوشی روتی ہے جس کو، میں وہ محرومِ محبت ہوں
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۹)

نا آشنا: (نا۔آش۔نا) نامحرم۔اجنبی۔ (ف۔آ)

شاعر کا دل ہے لیکن نا آشنا سکوں سے
آزاد رہ گیا تو کیونکر مرے فسوں سے؟
(رات اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۷۲)

نا آشنائی: (نا۔آش۔نا۔ائی) بے وفائی۔ بے مروتی۔ اجنبیت۔ (ف۔آ)

بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

نا اہل: (نا۔اہ۔ل) نالائق۔ (ف۔ع)

دستِ ہر نااہل بیمارت کند!
سوئے مادر آکے تیمارت کند!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۷)

ناب: (نابْ) خالص۔صاف۔ (ف۔ع)

غضب ہے عین کرم میں بخیل فطرت ہے
کہ لعلِ ناب میں آتش تو ہے شرارہ نہیں!
(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

نابود: (نا۔بُ۔ود) زوال پذیر۔ناپید۔ (ف۔آ)

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

نابینا: (نا۔بی۔نا) اندھا۔کور۔بصیر۔ (ف۔آ)

چشمِ نابینا سے مخفی معنیٔ انجام ہے
تھم گئی جس دم تڑپ، سیماب سیمِ خام ہے
(سوامی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۴)

ناپائیدار: (نا۔پا۔ائے۔دار) جو پائیدار نہ ہو۔کمزور۔ غیر مستحکم۔بے ثبات۔ (ف۔آ)

آیا ہے تو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ
دم دے نہ جائے ہستی ناپائیدار دیکھ
(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

ناپائیداری: (نا۔پا۔ائے۔دا۔ری) کمزوری۔بے استقلالی۔بے ثباتی۔ (ف۔آ)

آہ! غافل! موت کا راز نہاں کچھ اور ہے
نقش کی ناپائیداری سے نہاں کچھ اور ہے
([illegible])

ناپیدا: (نا۔پے۔دا) چھپا ہوا۔غائب۔ (ف۔آ)

سلسلہ ہستی کا ہے اک بحرِ ناپیدا کنار
اور اس دریائے بے پایاں کی موجیں ہیں ہزار
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

ناپیدا کراں: (نا۔پے۔دا۔کِ۔راں) ایسا بڑا سمندر یا دریا جس کا کوئی کنارہ دکھائی نہ دے۔ (م۔ل)

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجھ کو
یہ میری خود نگہداری مرا ساحل نہ بن جائے!
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۰۲)

ناتمام: (نا۔ت۔مام) نامکمل۔ادھورا۔ (ف۔آ)

عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گرِ ازل ترا، نقش ہے ناتمام ابھی
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۱)

ناتمامی: (نا۔ت۔ما۔می) ادھورا پن۔ (ف۔ع)

رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے
ماجرا اپنی ناتمامی کا
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

ناتواں: (نا۔تْ۔وا۔اں) کمزور۔ناطاقت۔(ف۔آ)

آتی تھی کوہ سے صدا رازِ حیات ہے سکوں
کہتا تھا مور ناتواں لطفِ خرام اور ہے
(طلبہ علی گڑھ۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

ناتوانی: (نا۔تْ۔وا۔نی) کمزوری۔بے طاقتی۔(ف۔آ)

عشق ناپید و خرد مے گردوش صورت مار
عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا
(زمانہ حاضر۔۔۔ض۔ک۔ص۵۳۱)

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیاتِ جاودانی
(تصویرِ مصور۔ا۔ح۔ص۶۶۰)

ناچیز: (نا۔چی۔ز) بے حقیقت۔ (ف۔ع)

خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں!
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں!
(ایک پہاڑ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۱)

ناخدا: (نا۔خُ۔دا) مالک کشتی۔ملاح۔ (ف۔آ)

مجھے روکے گا تو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

ناخوب: (نا۔خُوب) خراب۔برا۔ (ف۔ع)

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیونکر
گر حیات آپ نہ ہو شارحِ اسرارِ حیات!
(وحی۔ض۔ک۔ص۵۰۰)

ناخوش اندامی: (نا۔خُش۔اَن۔دا۔می) کسی شخص کے جسم کا ایسا بے ڈھنگا ہونا کہ کوئی لباس اس پر موزوں نظر نہ آئے۔ اقبال یہ لفظ قبائے علم و ہنر کی رعایت کے لئے لاتے ہیں۔ (ش۔ب۔ج۔ص۴۷۹)

قبائے علم و ہنر، لطفِ خاص ہے ورنہ
تیری نگاہ میں تھی میری ، ناخوش اندامی
(غزل۵۴۔ب۔ج۔ص۳۶۵)

ناخوش اندیشی: (نا۔خُش۔اَن۔دے۔شی) ایسی باتیں سوچنا جو بہت بری ہوں۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص۱۷)

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے؟
فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی!
(غزل۶۔ب۔ج۔ص۳۲۲)

نادار: (نا۔دَار) مفلس۔غریب۔ (ف۔آ)

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں!
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۴۷)

ناداری: (نا۔دَا۔ری) تنگ دستی۔تنگ حالی۔افلاس۔ (ف۔آ)

دیکھ کر تجھ کو افق پر ہم لٹاتے تھے گہر
اے تہی ساغر! ہماری آج ناداری بھی دیکھ
(غرۂ شوال۔ب۔د۔ص۱۸۲)

ناداں: (نا۔دَاں) بیوقوف۔ (ف۔ع)

کٹ مرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لئے
سکر کی لذت میں تو لٹوا گیا نقدِ حیات
(خضرِ راہ۔ب۔د۔ص۲۶۲)

نادانی: (نا۔دَا۔نی) جہالت۔نافہمی۔ناسمجھی۔(ف۔آ)

زمانے بھر میں رسوا ہوں مگر اے وائے نادانی
سمجھتا ہوں کہ میرا عشق میرے رازداں تک ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۳)

نادیدہ: (نا۔دِی۔دَہ) اندیکھا۔بغیر دیکھا ہوا۔(ف۔آ)

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل، وہ بلبل ہی نہیں
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۵)

نار: (نار) آگ۔آتش۔ (ف۔آ)

یہ مقامِ خنک جہنم ہے
نار سے نور سے تہی آغوش

(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

نارسا: (نا۔رَ۔سا) نہ پہنچنے والا۔ (ف۔آ)

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

نارسا: (نا۔رَ۔سا) ناباریاب۔نامراد۔بے اثر۔(ف۔آ)

بادہ ہے نیم رس ابھی، شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خُم کے سر پہ تم خشتِ کلیسیا ابھی
(طلبۂ علی گڑھ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

نارسیدہ: (نا۔رَ۔سی۔دَہ) پھل جو خام ہو۔وہ پھل جو ابھی ٹھیک سے پکا نہ ہو۔ (ف۔ل)

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ!
جویا نہیں تری نگہِ نارسیدہ دیکھ
(دردِ عشق۔ب۔د۔ص۵۱)

نارنج: (نا۔رَن۔رَج) سنترہ۔چکوترا۔ (ف۔ع)

مقصد ہے طوکیت انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا!
(شام و فلسطین۔ض۔ک۔ص۶۱۹)

ناری: (نا۔رِی) آگ کا۔آتشی۔ (ف۔آ)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

ناز: (نازْ) استغنائے معشوق۔حرکاتِ معشوقی۔(ف۔آ)

کنایہ ہے معشوق سے۔

میں حسن ہوں کہ عشق سراپا گداز ہوں!
کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں!
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

ناز: (نازْ) فخر۔ (ف۔ع)

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفلِ ما باز آئی!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

نازا: (نا۔زَا) وہ جو حاملہ نہ رہ سکتی ہو۔ (ف۔ع)

نہ تخمِ لا الہ تیری زمینِ شور سے پھوٹا
زمانہ بھر میں رسوا ہے تری فطرت کی نازائی
(تضمین۔۔۔۔۔شاملو۔ب۔د۔ص۱۵۴)

نازآفریں: (نازْ۔آف۔رِین) ناز پیدا کرنے والا۔ کنایۃً معشوق۔محبوب۔ (م۔ل)

پھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ماعرفنا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب نازآفرینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

نازاں: (نا۔زَاں) نازیا فخر کرنے والا۔ (ق۔ل)

عاشقِ عزلت ہے دل، نازاں ہوں اپنے گھر پہ میں
خندہ زن ہوں مسندِ دارا و اسکندر پہ میں
(رخصت اے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

نازاں ہونا: (نا۔زَاں۔ہُو۔نا) اترانا۔فخر کرنا۔ (ف۔آ)

ہو درِ گوشِ عروسِ صبح وہ گوہر ہے تو
جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو
(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

نازش: (نا۔زِش) اترانا۔ناز۔فخر۔ (ف۔آ)

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا!
نازشِ موسمِ گل لالہ و صحرائی تھا!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

نازک: (نا۔زُک) لطیف۔نفیس۔ (ف۔آ)

محبت کے لئے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

نازک: (نا۔زُک) کمزور۔بودا۔کم طاقت۔(ف۔آ)

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
(مارچ۔۱۹۰۷ء۔ب۔د۔ص۱۴۱)

نازل: (نا۔زِل) وارد۔صادر۔ (ف۔آ)

یہ وحی دہریتِ روس پر ہوئی نازل
کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات!
(بلشویک روس۔ض۔ک۔ص۶۰۳)

نازنین: (نا۔زِنین) دل فریب۔خوبصورت۔(ف۔ع)

چھپایا حسن کو اپنے کلیمؑ اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

ناسازگار: (نا۔سَاز۔گار) ناموافق۔ (ف۔ع)

کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار
عیش کا پتلا ہے، محنت ہے اسے ناسازگار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

ناسزا: (نا۔سِ۔زَا) نالائق۔نازیبا۔ (ف۔ع)

میرِ سپاہ ناسزا ، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیرِ نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی ہدف
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

ناشاد: (نا۔شاد) رنجیدہ۔ناخوش۔غمگین۔سوگوار۔غمزدہ۔ پژمردہ خاطر۔ (م۔ل)

مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۸)

ناشکیب: (نا۔شِ۔کَیب) بےصبر۔ (ف۔ع)

بدن میں گرچہ ہے اک روحِ ناشکیب و عمیق
طریقۂ اب و جد سے نہیں ہے بیزاری
(انتداب۔ض۔ک۔ص۶۱۴)

ناشکیبا: (نا۔شِ۔کی۔بَا) بےصبرا۔ناصبور۔مضطرب۔ (ف۔آ)

گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت ہے دستِ موسیٰ پر
(بلالؓ۔ب۔د۔ص۸۱)

ناشکیبائی: (نا۔شِ۔کی۔بَا۔اِی) بےصبری۔ (ف۔ع)

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی ، ناشکیبائی، ہوسناکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

ناشناس: (نا۔شِ۔ناس) جو پہچانتا نہ ہو۔نہ پہچاننے والا۔ (ف۔ع)

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش
اے گرفتارِ ابوبکرؓ و علیؓ ہشیار باش!
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۶)

ناصبور: (نا۔ص۔بُ/ر) ناشکیبا۔ بے صبرا۔ بے قرار۔ (ف۔آ)

اک جہانِ تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور
کھا گئی عصرِ کہن کو جن کی تیغِ ناصبور
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۳)

ناصر: (نا۔صِر) مددگار۔ جمع انصار۔ (ف۔ع)

آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدد جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟
(ابلیس کی۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۶)

ناظر: (نا۔ظِر) ا۔ دیکھنے والا۔ ۲۔ نگہبان۔ محافظ۔ (ف۔آ)

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

ناظرین: (نا۔ظِ۔رِی/رن) پڑھنے والے۔ دیکھنے والے۔ مطالعہ کرنے والے۔ (م۔ل)

(ناظرین سے۔ض۔ک۔ص۴۷۲)

ناظم: (نا۔ظِم) انتظام کرنے والا۔ سربراہ۔ (ف۔آ)

مضموں فراق کا ہوں، ثریا نشاں ہوں میں
آہنگ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہوں میں
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

نافۂ آہو: (نا۔فَ۔ا۔آ۔ہُو) تاتاری ہرن کے پیٹ کی تھیلی۔ (ف۔ل)

مشکِ ازفر چیز کیا ہے، اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہوکر نافۂ آہو میں بند
(اسیری۔ب۔د۔ص۲۵۳)

ناقص: (نا۔قِص) نا تمام۔ بے چلن۔ (ف۔آ)

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق!
(اجتہاد۔ض۔ک۔ص۴۸۴)

ناقوس: (نا۔قُوس) وہ سنکھ جو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں۔ (ف۔آ)

ہے تہِ دامانِ بادِ اختلاط انگیز صبح
شورشِ ناقوس، آوازِ اذاں سے ہمکنار
(نمود صبح۔ب۔د۔ص۱۵۴)

ناقہ: (نا۔قَہ) اونٹنی۔ سانڈنی۔ (ف۔آ)

سوارِ ناقہ و محمل نہیں میں
نشانِ جادہ ہوں منزل نہیں میں
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۶)

ناقۂ لیلیٰ: (نا۔قَ۔ا۔لَے۔لا) ناقہ: اونٹنی۔ لیلیٰ: قیس یعنی مجنوں کی معشوقہ کا نام۔

اس شعر میں تلمیح ہے اس بات کی طرف کہ ۱۹۰۸ء میں دمشق سے مدینہ منورہ تک ریل آگئی تھی۔ علامہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر وقت انقلاب رونما ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو! مدینہ میں اونٹ بیکار ہو گئے۔ لہٰذا اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان بھی اپنے اندر انقلاب پیدا کریں یا کم از کم اس کے لئے تیاری کریں۔
(ش۔ب۔د۔ص۲۲۷)

دیکھ! یثرب میں ہوا ناقۂ لیلیٰ بیکار
قیس کو آرزوئے نو سے شناسا کردیں
(عبدالقادر کے نام۔ب۔د۔ص۱۳۲)

ناکامی: (نا۔کا۔مِی) نامرادی۔ مایوسی۔ (ف۔آ)

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اثر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

ناکردہ کار: (نا۔کَر۔دَہ۔کار) ناتجربہ کار۔(ف۔ع)

کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار
عیش کا پتلا ہے، محنت ہے اسے ناسازگار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

ناگاہ: (نا۔گاہ) یکایک۔اچانک۔ (ف۔ع)

ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہوئی لبریز
وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کہسار!
(اذان۔ب۔ج۔ص۴۳۷)

ناگوار: (نا۔گ۔وار) ناپسند خاطر۔ (ف۔آ)

گردش مہ و ستارہ کی ہے ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سحر کا ہے نقش بند
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۱)

ناگہاں: (نا۔گ۔ہاں) یکایک۔اچانک۔(ف۔آ)

الٰہی پھر مزا کیا ہے یہاں دنیا میں رہنے کا؟
حیاتِ جاوداں میری، نہ مرگِ ناگہاں میری
(تصویردرد۔ب۔د۔ص۶۸)

نالاں: (نا۔لاں) روتا ہوا۔نالہ کرتا ہوا۔ (ف۔آ)

روح کو لیکن کسی گم گشتہ شے کی ہے ہوس
ورنہ اس صحرا میں کیوں نالاں ہے یہ مثلِ جرس؟
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۴)

نالاں: (نا۔لاں) فریادی۔تنگ۔ (ف۔آ)

میں بلبلِ نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۳)

نالد: (نا۔لِدْ) روتا ہے۔نالہ کرتا ہے۔

کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہوا
''گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب''
(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۱)

نالندہ: (نا۔لِن۔دَہ) رونے والا۔شور کرنے والا۔

(ف۔ع)

نالندہ ترے عود کا ہر تار ازل سے
تو جنسِ محبت کا خریدار ازل سے
(روح ارضی۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۲۵)

نالہ: (نا۔لَہ) فریاد۔آوازِ گریہ۔ (ف۔آ)

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دعا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

نالۂ شبگیر: (نا۔لَۂ۔اِ۔شَب۔گی ر) رات کے وقت کی آہ وفغاں۔ (ف۔ل)

سوئے گردوں نالۂ شبگیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۰)

نالہ کش: (نا۔لَۂ۔کش) فریاد کرنے والا۔ (ف۔ل)

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہان آباد پر
(صقلیہ۔ب۔د۔ص۱۳۴)

نامحرم: (نا۔مَح۔رَم) ناواقف۔ناآشنا۔انجان۔غیر۔

(ف۔آ)

اے دردِ عشق ! ہے گہر آبدار تو
نامحرموں میں دیکھ نہ ہو آشکار تو!
(دردِعشق۔ب۔د۔ص۵۰)

نامرادی: (نا۔مُ۔رَا۔دِی) بےنصیبی۔محرومی۔ناکامی۔ ناکامیابی۔ (ف۔آ)

دوئی ملک و دیں کے لئے نامرادی
دوئی چشمِ تہذیب کی نابصیری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

نام سے بیزار ہونا: (نام۔سے۔بے۔زار۔ہو۔نا) نام تک سننا گوارا نہ ہونا۔ (ف۔آ)

ان میں کاہل بھی ہیں، غافل بھی ہیں، ہشیار بھی ہیں
سیکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھی ہیں
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

ناموس: (نا۔مُوس) عصمت۔عفت۔عزت۔حرمت۔ نیک نامی۔ (ف۔آ)

دہر میں غارت گرِ باطل پرستی میں ہوا
حق تو یہ ہے حافظِ ناموس ہستی میں ہوا
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

ناموس: (نا۔مُوس) احکام الٰہی۔ (ف۔آ)

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

ناموس: (نا۔مُوس) غیرت۔لاج۔ (ف۔آ)

تیری میت سے مری تاریکیاں تاریک تر
تیری میت سے زمیں کا پردۂ ناموس چاک!
(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۳)

نام ونشاں: (نا۔مُو۔نِ۔شاں) اتا پتا۔ٹھور۔ٹھکانہ۔ Name & address. (ف۔آ)(ہ۔ڈ۔ف)

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

نان: (نان) روٹی۔تنوری روٹی۔ (ف۔ع)

خودی کے نگہبان کو ہے زہرِ ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
وہی ناں ہے اس کے لئے ارجمند
رہے جس سے دنیا میں گردن بلند
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

نان جویں: (نا۔نِ۔ج۔وِیں) جو کی روٹی۔مجازاً روکھی سوکھی روٹی۔ (ف۔ل)

جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۰۱)

نان شعیر: (نا۔نِ۔شَ۔عی ر) جو کی روٹی۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری!
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

ناوک: (نا۔وَک) تیر۔بان۔ (ف۔آ)

ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون؟
اٹھ گیا ناوک فگن، مارے گا دل پر تیر کون؟
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

ناؤنوش: (نا۔اُو۔نُوش) لغوی معنی نغمہ نے سننا اور

شراب پینا۔ اصطلاحی عشرت وطرب۔ عیش ونشاط۔ (ف۔آ)

گرچہ اسکندر رہا محرومِ آبِ زندگی
فطرتِ اسکندری اب تک ہے لیکن ناؤنوش
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

نایاب: (نا۔یاب) نادر۔کمیاب۔ناموجود۔معدوم۔ (ف۔آ)

کیوں مسلمانوں میں ہے دولتِ دنیا نایاب
تیری قدرت تو وہ ہے جس کی نہ حد ہے نہ حساب
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

نایاب: (نا۔یاب) عمدہ۔مختصر۔قابلِ تعریف۔(ف۔آ)

جنسِ نایابِ محبت کو پھر ارزاں کردے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کردے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

نبات: (نَ۔بات) مصری۔ (ف۔ع)

میں تو اس بارِ امانت کو اٹھاتا سرِ دوش
کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات
(سرِاکبرحیدری۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۹۰)

نبات: (نَ۔بات) ترکاری۔سبزہ۔بوٹی۔گھاس۔ (ف۔آ)

محرم نہیں فطرت کے سرودِ ازلی سے
بینائے کواکب ہو کہ دانائے نباتات!
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

نباتات: (نَ۔با۔تات) نبات کی جمع۔پودے۔سبزی۔ ترکاریاں۔ (ف۔آ)

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند
(احکام الٰہی۔ض۔ک۔ص۵۲۶)

نبرد: (نَ۔بَرد) لڑائی۔جنگ۔جدل۔ (ف۔آ)

پوچھ ان سے جو چمن کے ہیں دیرینہ رازدار
کیونکر ہوئی خزاں ترے گلشن سے ہم نبرد
(شبلی وحالی۔ب۔د۔ص۲۲۲)

نبض: (نَبض) ناڑی۔ہاتھ کی وہ رگ جو حرکت کرتی رہتی ہے۔ (ف۔آ)

نبضِ موجودات میں پیدا حرارت اس سے ہے
اور مسلم کے تخیل میں جسارت اس سے ہے
(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

نبوت: (نَ۔بُو۔وَت) پیغمبری۔رسالت۔(ف۔آ)

جہانِ آب و گِل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی وہ ارمغاں تو ہے!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

نبوی: (نَ۔بَ۔وِی) نبی سے نسبت رکھنے والا۔(ف۔آ)

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبویؐ ہے
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

نبی: (نَ۔نبی) پیغمبر۔رسول۔ (ف۔آ)

عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
نبیِ عفت و غم خواری و کم آزاری
(یورپ اور سوریا۔ض۔ک۔ص۶۱۱)

نثار: (نِ۔ثار) نچھاور کرنا۔ (ف۔آ)

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع! پیار کیوں؟

یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں؟
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

نثار: (نِ۔ثار) قربان۔صدقے۔واری۔تصدق۔ (ف۔آ)

خود کشی شیوہ تمہارا، وہ غیور و خوددار
تم اخوت سے گریزاں ، وہ اخوت پہ نثار
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

نجات: (نَ۔جات) فتح مندی۔ (ف۔ع)

ربط و ضبطِ ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

نجات: (نَ۔جات) چھٹکارا۔ (ف۔ع)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!
(نماز۔ض۔ک۔ص۴۹۹)

نجار: (نَج۔جار) بڑھئی۔ (ف۔ع)

میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

نجم: (نَج۔م) ستارہ۔سیارہ۔تارا۔ (ف۔آ)

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۴۹)

نجم سحر: (نَج۔م۔س۔حَر) نجمِ سحر سے وہ خاص ستارہ مراد ہے جو طلوعِ آفتاب سے پہلے پچھلی رات کے وقت طلوع ہوتا ہے۔اسے Jupiter کہتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۲۶۶)

ہے رواں نجمِ سحر جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار
(نمود صبح۔ب۔د۔ص۱۵۳)

نجوم: (نُ۔جُوم) نجم کی جمع۔ستارے سیارے۔(ف۔آ)

کہتا تھا قطب آسماں سے یہ نجوم سے
ہمرہو! میں ترس گیا لطفِ خرام کے لئے
(کوشش ناتمام۔ب۔د۔ص۱۲۴)

نجومی: (نُ۔جُو۔می) نجوم جاننے والا۔جوتشی۔(ف۔ع)

مرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدف سے بیگانہ تیر اس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ!
(:انہ۔ب۔ج۔ص۴۲۲)

نجیب: (نَ۔جِیب) شریف۔ (ف۔ع)

آہ! یہ قومِ نجیب و چرب دست و تر دماغ!
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر؟
(طلازادہ۔۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۸)

نخچیر: (نَخ۔چِیر) شکار۔ (ف۔ع)

بہت مدت کے نخچیروں کا اندازِ نگہ بدلا
کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا!
(غزل۸۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

نخچیری: (نَخ۔چِی۔ری) خود شکار ہونے کا شوق۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۵۵)

شیاطینِ ملوکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود نخچیر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ نخچیری
(طلازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

نخل: (نَخ۔ل) درخت۔ (ف۔آ)

نخلِ اسلام نمونہ ہے برد مندی کا

پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی برد مندی کا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۵)

نخل طور: (نَخ۔لِ۔طُور) وادیٔ ایمن کا وہ درخت جس پر حوالیٔ کوہِ طور میں انوارِ حق تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی تھی۔(ف۔آ)

اپنی وادی سے دور ہوں میں
میرے لئے نخلِ طور ہے تو

(عبدالرحمٰن۔۔۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۳۹۴)

نخیل: (نَ۔خی ل) کھجور کے درخت۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۶۰)

گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۳)

ند: (نِد) مانند۔نظیر۔ (ف۔ع)

مکتب و میکدہ جز درس بنودن ند ہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود!

(وجود۔ض۔ک۔ص۵۷۶)

ندا: (نِ۔دا) آواز۔صدا۔ (ف۔آ)

کہا اقبال نے شیخِ حرم سے
تہِ محراب مسجد سو گیا کون؟
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بتکدے میں کھو گیا کون؟

(رباعی۔ا۔ح۔ص۶۷۳)

ندارد: (نَ۔دا۔رَد) کورا۔ خالی۔نہیں۔ غیر حاضر۔ غیرموجود۔ (ف۔آ)

"ہماں بہتر کہ لیلیٰ دربیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگنائے شہر تابِ حسن صحرائی!"

(تضمین۔۔۔۔۔صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

نداند: (نَ۔دَا۔نَد) نہیں جانتا۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمدؔ ایں چہ بوالعجبی است!

(حسین احمد۔ا۔ح۔ص۶۹۱)

ندرت: (نُد۔رَت) انوکھاپن۔ (ف۔ع)

ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ذوقِ انقلاب!
ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ملت کا شباب!

(مسولینی۔ب۔ج۔ص۴۴۲)

ندیم: (نَ۔دِی م) یار۔ہم نشیں۔مصاحب لوگ۔

(ف۔ع)

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم
کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم

(علم اور دین۔ض۔ک۔ص۴۸۸)

نذر: (نَ۔ذَر) عہد و پیمان۔صدقہ۔قربانی۔امراء وزراء حکام وارکان سلطنت کی بھینٹ۔ (ف۔آ)

سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہوگئیں

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۷)

نذر: (نَ۔ذَر) تحفہ۔پیش کش۔ (ف۔آ)

مگر میں نظر کو اک آبگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی

(حضور رسالت مآبؐ۔ب۔د۔ص۱۹۷)

نذرانہ: (نَذ۔رَا۔نَہ) نظرانہ۔بھینٹ۔ (ف۔ع)

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا

ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
(باغی مرید۔ب۔ج۔ص۴۵۸)

نذیر: (نَ۔ذِی رر) دھمکی۔ڈرانے والا۔ (ف۔ع)

نذیری یعنی برے کاموں کے نتیجے سے خبردار کرنا۔

یہ اعجاز ہے اک صحرا نشیں کا
بشیری ہے، آئینہ دارِ نذیری
(دین وسیاست۔ب۔ج۔ص۴۱۰)

نرا: (نِ۔رَا) صرف۔محض۔ (ف۔ع)

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے!
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

نردبان: (نَرْ۔بَان) سیڑھی۔زینہ۔ (ف۔آ)

فلک نشیں صفتِ مہر ہوں زمانے میں
تری دعا سے عطا ہو نردبان مجھکو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

نرگس: (نَرْ۔گِس) ایک قسم کا اندر سے زرد باہر سے سفید پھول جو آنکھ سے مشابہ ہے۔ (ف۔آ)

اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۶۸)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

نرگسِ بیمار: (نَرْ۔گِ۔سِ۔بِی۔مَار) مجازاً چشمِ مست۔ چشمِ معشوق۔چشمِ نیم باز۔ (ف۔آ)

رہتی ہے صدا نرگسِ بیمار کی تر آنکھ
دل طالبِ نظارہ ہے، محروم نظر آنکھ
(شبنم اور ستارے۔ب۔د۔ص۲۱۶)

نرگسِ شہلا: (نَرْ۔گِ۔سِ۔شَہْ۔لَا) وہ نرگس جس کا کٹورا سیاہ ہو۔ وہ پھول کہ جس میں زردی کی بجائے سیاہی ہو اور چشم انسان سے نہایت مشابہ ہو، کیونکہ شہلا کے معنی میش چشم کے ہیں۔ (ف۔آ)

ہمنشینِ نرگسِ شہلا، رفیقِ گل ہوں میں
ہے چمن میرا وطن، ہمسایۂ بلبل ہوں میں
(رخصت۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۴)

نرم: (نَرْم) یہ شعر قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔

محمد رسول الله والّذين معهٗ اشدّاء، على الكفار رحماءُ بينهم۔ ترجمہ: یعنی محمد ﷺ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں (آپ کے متبع ہیں) ان کی شان یہ ہے کہ وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر رحیم ہیں۔ (ش۔ض۔ک۔ص۱۶۴)

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
(مومن۔ض۔ک۔ص۱۶۳)

نرم: (نَرْم) لطیف۔متحمل۔بردبار۔حلیم۔ (ف۔آ)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر
(بھر تری ہری۔ب۔ج۔ص۲۹۵)

نرم رو: (نَرْم۔رَو) تیز رو کا مقابل۔ (م۔ل)

ہمارا نرم رو قاصد پیامی زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بیخبر نکلے
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

نری: (نِ۔ری) صرف۔محض۔بالکل۔ (ف۔ل)

قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں

(ایک پہاڑ اور گلہری۔ب۔د۔ص۳۱)

نزار: (نَ۔زَار) دبلا۔پتلا۔ (ف۔ع)

گرچہ تھا تیرا تنِ خاکی نزار و درد مند
تھی ستارے کی طرح روشن تری طبعِ بلند

(ہمایوں۔ب۔د۔ص۲۵۴)

نزدیک: (نَ۔دِی۔ک) پاس۔قریب۔ (ف۔ع)

اے خدائے کن فکاں مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
آہ! وہ زندانیِ نزدیک و دور و دیر و زور

(تقدیر۔ض۔ک۔ص۵۰۸)

نزع: (نَزْ۔ع) جان کنی۔ (ف۔ع)

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ گیا خونِ جگر سے!

(فلسفہ۔ض۔ک۔ص۵۰۴)

نزول: (نُ۔زُول) اترنا۔فروکش ہونا۔(ف۔آ)

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا نہ رازیؔ، نہ صاحبِ کشافؔ

(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

نژاد: (نِ۔ژَاد) اصل۔نسب۔ (ف۔ع)

ملتِ رومی نژاد کہنہ پرستی سے پیر
لذتِ تجدید سے وہ بھی ہوئی پھر جواں

(مسجدِ قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

نسب: (نَسَب) خاندان۔ (ف۔ع)

کیا خوب امیرِ فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تو نام و نسب کا حجازی ہے، پر دل کا حجازی بن نہ سکا

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۱)

نسبت: (نِس۔بَت) تعلق۔لگاؤ۔معرفت۔عرفان۔ خداشناسی۔ (ف۔آ)

حیدری فقر ہے، نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے

(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

نسبت: (نِس۔بَت) مناسبت۔مشابہت۔مطابقت۔ (ف۔آ)

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا

(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

نسبت: (نِس۔بَت) حسب نسب۔نظیر۔ (ف۔آ)

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمارِ جہاں تو ہے

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۹)

نسترن: (نَس۔تَ۔رَن) سیوتی۔ایک قسم کا خوشبودار سفید گلاب۔ (ف۔آ)

یہ چاند، یہ دشت و در، یہ کہسار
فطرت ہے تمام نسترن زار

(تنہائی۔ب۔د۔ص۱۲۹)

نسخہ: (نُس۔خَہ) کاغذ کا وہ پرچہ جس پر دوائیاں اور ترکیب لکھ کر حکیم مریض کے حوالے کرتا ہے۔ (ف۔آ)

موت کا نسخہ ابھی باقی ہے اے دردِ فراق!
چارہ گر دیوانہ ہے، میں لادوا کیونکر ہوا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

نسخہ: (نُس۔خَہ) نوشتہ۔لکھاہوا۔رسالہ۔ (ف۔آ)

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
نقلِ انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

نسل: (نَس۔ل) اولاد۔کنبہ۔ (ف۔ع)

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
اڑ گیا دنیا سے تو مانندِ خاکِ رہگذر!

(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

نسواں: (نِس۔وَاں) امرات کی جمع۔عورتیں۔

(ف۔ع)

میں بھی مظلومیِ نسواں سے ہوں غمناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود!

(عورت۔ض۔ک۔ص۵۵۹)

نسوانی: (نِس۔وَا۔نِی) عورتوں سے متعلق۔(ف۔ل)

حسنِ نسوانی ہے بجلی تیری فطرت کے لئے
پھر عجب یہ ہے کہ تیرا عشق بے پروا بھی ہے

(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

نسوانیت زن: (نِس۔وَا۔نِ۔یَ۔تِ۔زَن)

عورت کا عورت پن۔عورت کی شرم وحیاء۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۲۷)

نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد

(عورت کی حفاظت۔ض۔ک۔ص۵۵۸)

نسیم: (نَ۔سِی۔م) نرم ہوا۔ٹھنڈی ہوا۔خوشبودار ہوا۔

(ف۔آ)

جنبشِ موجِ نسیمِ صبح گہوارہ بنی
جھومتی ہے نشۂ ہستی میں ہر گل کی کلی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

نسیم سحر: (نَ۔سِی۔مِ۔سَحَ۔ر) صبح کی ہوا۔بادِ صبا۔

(ف۔آ)

عروسِ لالہ مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ میں نسیمِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

(غزل۲۴۔ب۔ج۔ص۳۳۹)

کلی کو دیکھ، کہ ہے تشنۂ نسیمِ سحر
اسی میں ہے مرے دل کا تمام افسانہ!

(غزل۲۸۔ب۔ج۔۳۴۳)

نش: (نَش) سایہ۔چھاؤں۔ (ف۔ع)

بہ مشتاقاں حدیثِ خواجۂ بدر و حنین آور
تصرف ہائے پنہاں نش بچشم آشکار آمد!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

نشاط افزا: (نِ۔شَاط۔اَف۔زَا) فرحت بڑھانے والا۔

(ف۔ل)

سامنے رکھتا ہوں اس دورِ نشاط افزا کو میں
دیکھتا ہوں دوش کے آئینے میں فردا کو میں

(مسلم۔ب۔د۔ص۱۹۶)

نشاں: (نِ۔شَاں) آثار۔علامت۔ (ف۔آ)

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۴)

نشتر: (نِش۔تَر) مخفف ہے نیشتر کا۔ اوزار فصد کھولنے والا۔

(ل۔ک)

کس طرح ہوا کند ترا نشترِ تحقیق؟
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک؟
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۷۰)

نشتر کدہ: (نَش۔تَر۔ک۔دَہ) نشتر کا گھر۔(ف۔ع)

جوئے خوں می چکد از حسرتِ دیرینۂ ما
می تپد نالہ بہ نشتر کدۂ سینۂ ما!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

نشست: (نِ۔شَس۔ت) بیٹھک۔ (ف۔ع)

''دل اگر می داشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود!''
(مرزا بیدل۔ض۔ک۔ص۵۸۵)

نشور: (نَ۔شُور) مردے کا قیامت کے روز اٹھنا۔ قیامت کو صبح نشور بھی کہتے ہیں۔ (ف۔آ)

تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور
تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اللہ ھو!
(دعا۔ب۔ج۔ص۳۸۳)

کسے خبر ہے کہ ہنگامۂ نشور ہے کیا؟
تری نگاہ کی گردش ہے میری رستا خیز!
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۰۸)

نشو ونما: (نَ۔شْ۔وُ۔نُ۔مَا) ظہور و ترقی۔ سرسبزی و شادابی۔ رونق۔ (ف۔آ)

تخمِ گل کی آنکھ زیرِ خواب بھی بے خواب ہے
کس قدر نشو و نما کے واسطے بیتاب ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۳)

نشو ونما: (نَ۔شْ۔وُ۔نُ۔مَا) بالیدگی۔ بڑھنا اور اگنا۔ پرورش پانا۔ (ف۔آ)

بادِ صبا کی موج سے نشو و نمائے خار و خس
میرے نفس کی موج سے نشو و نمائے آرزو!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

نشہ: (نَش۔شَہ) مستی اور کیفیت جس سے بیہوشی اور از خود رفتگی طاری ہو۔ (ف۔آ)

جنبشِ موجِ نسیمِ صبح گہوارہ بنی
جھومتی ہے نشۂ ہستی میں ہر گل کی کلی
(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

نشیب: (نَ۔شِی۔ب) نچان۔ پست زمین۔ (ف۔ع)

جہاں خودی کا بھی ہو صاحبِ فراز و نشیب!
یہاں بھی معرکہ آرا ہے خوب سے ناخوب!
(خوب وزشت۔ض۔ک۔ص۵۴۲)

نشیب و فراز: (نَ۔شِی۔بُ۔ف۔رَاز) اونچ نیچ۔ زمانے کا نفع نقصان۔ اتار چڑھاؤ۔ (ف۔آ)

اسے واسطہ کیا کم و بیش سے
نشیب و فراز و پس و پیش سے!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

نشیمن: (نَ۔شِے۔مَن) خلوت کی جگہ۔ آرام کی جگہ۔ (ف۔آ)

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابرِ کہسار ہوں گل پاش ہے دامن میرا
(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۷)

نشیمن: (نَ۔شِے۔مَن) پرندوں کا گھونسلہ۔ آشیانہ۔ (ف۔آ)

اڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
دل میں کیا آئی کہ پابندِ نشیمن ہوگئیں؟

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!

(ایک نوجوان۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

نشیمن: (نَ۔شَے۔مَن) حویلی۔مسکن۔مکان۔محل۔سرائے۔ (ف۔آ)

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم
مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں!

(غزل۴۰۔ب۔ج۔ص۳۵۲)

نشیمن ابدی: (نَ۔شَے۔مَ۔نِ۔اَب۔دِی) ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۳)

حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرہ خاکِ لحد ہے نہ جلوہ گاہِ صفات

(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

نشیں: (نَ۔شِی رں) بیٹھنے والا۔جیسے گوشہ نشیں۔ (ف۔آ)

اے شب کے پاسبانو! اے آسماں کے تارو!
تابندہ قوم ساری گردوں نشیں تمہاری

(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

نصاب زر و سیم: (نِ۔صَا۔ب۔زَ۔رُو۔سِی رم) فقہ کی اصطلاح ہے یعنی سونے یا چاندی کی وہ مقدار جو اگر کسی شخص کے پاس اس کی ضروریات سے زائد ایک سال تک رہے تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ یہ مقدار بروئے حدیث ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو پھر اسے چالیسواں حصہ یعنی ۲/۱ ۲ فی صدی خدا کی راہ میں دینا لازمی ہے۔ (ش۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ!
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم!

(غزل۳۹۔ب۔ج۔ص۳۵۳)

نصاریٰ: (نَ۔صَا۔رَا) عیسائی۔ (ف۔آ)

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

نصرانی: (نَص۔رَا۔نِی) وہ شخص جو نصاریٰ ہو یا مذہب عیسوی رکھتا ہو (چونکہ حضرت عیسیٰ کا نام قریۂ ناصریہ میں پیدا ہونے کے سبب ناصری بھی تھا اس وجہ سے ان کی قوم یا امت کو نصرانی یا نصاریٰ بھی کہتے ہیں۔) (ف۔آ)

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۴)

نصف: (نِص رف) آدھا۔نیم۔۲/۱۔ (ف۔آ)

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

(صدیقؓ۔ب۔د۔ص۲۲۴)

نصیب: (نَ۔صِی رب) قسمت۔مقدر۔ (ف۔آ)

جو بات مجھ میں ہے، تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں! جانور غریب کہاں

(ایک پہاڑ۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۱)

نصیب جاگنا: (نَ۔صِی رب۔جَا گ۔نَا) بیداریٔ بخت۔ (ف۔ش)

ایک پتھر کے جو ٹکڑے کا نصیبا جاگا
خاتمِ دستِ سلیماں کا نگیں بن کے رہا

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

نصیبوں کا لکھا: (ن۔صی۔بُوں۔کا۔لِ۔کھا) تقدیر کا لکھا۔ بدنصیبی اور بدطالعی کے موقع پر بولتے ہیں۔ (ف۔آ)

زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

(ایک گائے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

نصیب ہونا: (نَ۔صی۔ب۔ہُو۔نا) میسر ہونا۔ حاصل ہونا۔ (ف۔آ)

نصیب خطہ ہو یا رب وہ بندۂ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ

(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۳)

نطق: (نُطْ۔ق) گویائی بات۔ (ف۔ع)

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لب اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

نطق اعرابی: (نُطْ۔ق۔اَع۔رَا۔بی) عربوں کی زبان یعنی عربوں کی فصاحت۔ (ف۔ع)

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

نظارگی: (نظ۔ظاز۔گی) نظر ڈالنے والا۔ دیکھنے والا۔ ناظر۔ (ف۔آ)

غرض اس قدر نظارا تھا پیارا
کہ نظارگی ہو سراپا نظارا

(عشق اور موت۔ب۔د۔ص۵۷)

نظارہ: (نظ۔ظا۔رَہ) نظربازی۔ عاشق کا معشوق کو دیکھنا۔ (ف۔آ)

کام مجھ کو دیدۂ حکمت کے الجھیڑوں سے کیا
دیدۂ بلبل سے کرتا ہوں میں نظارہ ترا

(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

نظام: (نِ۔ظام) سلسلہ۔ ترتیب۔ جڑ۔ بنیاد۔ (ف۔آ)

ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

نظام: (نِ۔ظام) انتظام۔ بندوبست۔ (ف۔آ)

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات

(والدہ مرحومہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۱)

نظام قائم ہونا: (نِ۔ظام۔قا۔اِم۔ہُو۔نا) نظام برقرار ہونا۔ ترتیب و تنظیم کا قائم ہونا۔ (م۔ل)

ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

نظام مہر: (نِ۔ظا۔مِ۔مَ۔ہر) لفظ نظام میں صنعتِ ایہام ہے کیونکہ حضرت اقدسؒ کا نام بھی نظام الدین ہے۔ ۱۔ آپ کی ذات سے عشق کا نظام قائم ہے۔ ۲۔ آپ نے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے لئے جو نظام قائم کیا تھا اس کی طرف بھی ضمناً اشارہ ہے۔ ۳۔ عاشقانِ الٰہی کی جماعت میں آپ کا وہی مرتبہ ہے جو آفتاب کا نظام شمسی میں ہے۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۵۲)

ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظامِ مہر کی صورت نظام ہے تیرا

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

نظر: (نَ۔ظَر) ا۔غور۔فکر۔تامل۔ ۲۔نگاہ۔آنکھ۔ (ف۔آ)

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشمِ صورت بیں نہیں
(گلِ رنگیں۔ب۔د۔ص۲۴)

نظر باز: (نَ۔ظَر۔باز) نگہباز۔تماشائی۔(ف۔ع)

پر سوز و نظر باز و تکوبین و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کیسہ خورسند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

نظر بند: (نَ۔ظَر۔بَن۔د) جس کی طرف نگرانی کی جاتی ہو۔ (ف۔ع)

مدت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
کردے اسے اب چاند کی غاروں میں نظر بند
(غزل۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

نظر پڑنا: (ن۔ظَر۔پڑ۔نا) دیکھنے کا اتفاق ہونا۔آنکھ پڑنا۔ (ف۔آ)

لیٹنا زیرِ شجر رکھتا ہے جادو کا اثر
شام کے تارے پہ جب پڑتی ہے رہ رہ کر نظر
(رخصت اے۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

نظری: (ن۔ظ۔ری) وہ علم جس میں حقائق موجودات کی تصور سے بحث ہو۔علم حکمت کی دونوں قسموں میں سے اول قسم حکمتِ علمی۔علم ہیئت۔مناظر و مرایا تشریح ومعادن و نباتات وغیرہ سب حکمتِ نظری میں داخل ہیں۔ (ف۔آ)

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں الجھ گیا ہے خطیب!

(غزل۶۱۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

نظریہ: (نَ۔ظ۔ری۔یَہ) وہ مسئلہ جس میں نظر وفکر سے کام لیا جائے۔تھیوری۔اصول۔جمع نظریات۔ (ف۔ل)

میں کیسے سمجھتا کہ تو ہے یا کہ نہیں ہے
ہر دم متغیر تھے خرد کے نظریات
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

نظم: (نَظ۔م) انتظام۔بندوبست۔ (ف۔آ)

دیدۂ باطن پہ رازِ نظم قدرت ہو عیاں
ہو شناسائے فلک شمعِ تخیل کا دھواں
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۹)

نظیر: (نَ۔ظِی۔ر) مانند۔مثل۔ (ف۔ع)

ہے تہِ گردوں اگر حسن میں تیری نظیر
قلبِ مسلماں میں ہے اور نہیں ہے کہیں
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

نعرہ: (نَع۔رَہ) زور کی آواز۔للکار۔شور جنگ۔(ف۔آ)

عرصۂ پیکار میں ہنگامۂ شمشیر کیا!
خون کو گرمانے والا نعرۂ تکبیر کیا!
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

نعرہ: (نَع۔رَہ) آہ۔درد کی آواز۔درد کی چیخ۔(ف۔آ)

آسماں گیر ہوا نعرۂ مستانہ ترا
کس قدر شوخ زباں ہے دلِ دیوانہ ترا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

نعرہ زن: (نَع۔رَہ۔زَن) نعرہ مارنے والا۔فریاد کناں۔ (ف۔آ)

نعرہ زن رہتی ہے کوئل باغ کے کاشانہ میں

چشمِ انساں سے نہاں، پتوں کے عزلت خانہ میں
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۲)

نعمت: (نِع۔مَت) مال۔دولت۔ثروت۔(ف۔آ)

نہ ہے ستارے کی گردش، نہ بازیٔ افلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوال نعمت و جاہ!
(غزل۲۳۔ب۔ج۔ص۳۳۸)

نعمت: (نِع۔مَت) عطیہ۔ (ف۔آ)

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے
(غزل۴۳۔ب۔ج۔ص۳۵۶)

نعمت خانہ: (نِع۔مَت۔خا۔نَہ) کھانے پینے کا سامان رکھنے کی الماری۔ (ف۔ل)

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے؟ مردِ غریب و بے نوا!
(گدائی۔ب۔ج۔ص۴۰۹)

نغز: (نَغ۔ز) خوش و پاکیزہ۔جیسے نغز گفتار۔ (ف۔آ)

القصہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تادیر رہی آپ کی یہ نغز بیانی
(زہد اور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

نغمہ: (نَغ۔مَہ) راگ۔گیت۔ترانہ۔سریلی آواز۔
(ف۔آ)

آتی ہے ندی جبینِ کوہ سے گاتی ہوئی
آسماں کے طائروں کو نغمہ سکھلاتی ہوئی
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

نغمہ پرواز: (نَغ۔مَہ۔پَر۔وَاز) گانے والا۔(ف۔ل)

سرت گردم تو ہم قانونِ پیشیں ساز دہ ساقی
کہ خیلِ نغمہ پروازاں قطار اندر قطار آمد!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

نغمہ پیرائی: (نَغ۔مَہ۔پے۔رَا۔ای) لغوی معنی موسیقی مراد ہے۔ہندو مسلم اتحاد کا درس۔ (ش۔ب۔د۔ص۶۶)

جس کے پھولوں میں اخوت کی ہوا آئی نہیں
اس چمن میں کوئی لطفِ نغمہ پیرائی نہیں
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

نغمہ ریز: (نَغ۔مَہ۔رِیز) گانے والا۔(ف۔ل)

شاخِ طوبیٰ پہ نغمہ ریز طیور
بے حجابانہ حور جلوہ فروش
(سیرِ فلک۔ب۔د۔ص۱۷۵)

نغمہ زن: (نَغ۔مَہ۔زَن) اچھا گانا گانے والا۔(ق۔ل)

استادہ سرو میں ہے سبزے میں سو رہا ہے
بلبل میں نغمہ زن ہے، خاموش ہے کلی میں
(چاند۔ب۔د۔ص۱۷۱)

نغمہ سنج: (نَغ۔مَہ۔سَن۔ج) گانا گانے والے۔
(ف۔ل)

جاگے کوئل کی اذاں سے طائرانِ نغمہ سنج
ہے ترنم ریز قانونِ سحر کا تارتار
(نمودِ صبح۔ب۔د۔ص۱۵۴)

نفاق: (نِ۔فاق) کینہ۔کپٹ۔عداوت۔پھوٹ۔دشمنی۔
(ف۔آ)

سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے
وصل کیسا یاں تو اک قربِ فراق انگیز ہے
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۲)

نفس: (نَ۔فَس) سانس۔ (ف۔آ)

یہ موجِ نفس کیا ہے؟ تلوار ہے!
خودی کیا ہے؟ تلوار کی دھار ہے!

(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۹)

نفس: (نَ۔فَس) نفس سے مراد ہے تربیت۔مروت۔ یہ کثیر المعانی لفظ ہے اور بہت سی عمدہ خوبیوں کا جامع ہے۔مراد ہے نوازش یا احسان عظیم۔ (ش۔ب۔د۔ص۱۵۵)

نفس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجکو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

نفسیات: (نَفس۔یات) انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں کا علم۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۶۲۴)

(ماہر نفسیات۔ب۔ج۔ص۴۵۹)

نفع: (نَف/ع) فائدہ۔منافع۔ثمرہ۔ (ف۔آ)

نہیں جنسِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو
وہ سوداگر ہوں میں نے نفع دیکھا ہے خسارے میں

(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۸)

نفور: (نَ۔فُور) نفرت کرنے والا۔بھاگنے والا۔

(ف۔آ)

دل کہ ہے بیتابیِ الفت میں دنیا سے نفور
کھینچ لایا ہے مجھے ہنگامۂ عالم سے دور

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۸)

نفی: (نَ۔فی) انکار۔نہیں۔ (ق۔ل)

نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
لاکے دریا میں نہاں موتی ہے الااللہ کا

(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص۱۱۴)

نقاب: (نِ۔قَاب) وہ پردہ جو منہ پر ڈالتے ہیں۔ گھونگھٹ۔ (ف۔آ)

مہرِ روشن چھپ گیا اٹھی نقاب روئے شام
شاہِ ہستی پہ ہے بکھرا ہوا گیسوئے شام

(خفتگانِ خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۸)

نقد: (نَ/قد) آمادگی۔موجودگی۔ (ف۔آ)

نقد خودداری بہائے بادۂ اغیار تھی
پھر دکاں تیری ہے لبریز صدائے ناؤ نوش

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۸)

نقد: (نَ/قد) ا۔روپیہ اشرفی پرکھنا۔کھرا کھوٹا دیکھنا۔ ۲۔سیم وزر۔سکہ۔روپیہ۔ (ف۔آ)

دگر شاخِ خلیل از خونِ ما نمناک میگر دد
ببازارِ محبت نقدِ ما کامل عیار آمد!

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

نقرہ: (نُق۔رَہ) پگھلی ہوئی چاندی۔ (ف۔ع)

ظاہر نقرہ گرا سپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو!

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۸)

نقش: (نَق/ش) نشان۔ (ف۔آ)

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا!
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا!

(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

نقش بٹھانا: (نَق/ش۔بِ۔ٹھا۔نا) رعب جمانا۔دل میں گھر کرنا۔اعتبار حاصل کرنا۔اثر جمانا۔ (ق۔ل)

نقش توحید کا [illegible] بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام [illegible] ہم نے
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

نقشبند: (نَق رش۔بَن رد) خالق۔صانع۔ (ف۔ع)

گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند
میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں!
(غزل(۱)۔ب۔د۔ص۲۹۷)

نقش پا: (نَق۔شِ۔پَا) پاؤں کا نشان۔ (ف۔آ)

کیا رفعت کی لذت سے نہ دل کو آشنا تو نے
گذاری عمر پستی میں مثالِ نقشِ پا تو نے
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۱)

نقش گر: (نَق رش۔گَر) مصور۔ (ف۔ل)

عقل ہے بے زمام ابھی، عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گرِ ازل ترا نقش ہے ناتمام ابھی
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۱)

نقش گری: (نَق رش۔گَ۔رِی) نقاشی کا کام یعنی مصوری۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۶۳)

موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہنر ان برہمنوں کا بیزار!
(ہنروران ہند۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

نقش و نگار: (نَق۔شُو۔نِ۔گَار) قلم کاری کا کام۔ زیب و زینت۔ (ف۔آ)

عشقِ بتاں سے ہاتھ اٹھا، اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگارِ دیر میں خونِ جگر نہ کر تلف!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

نقشہ کھینچنا: (نَق۔[illegible] رن رچ۔نا) تصویر کھینچنا۔ تصویر اتار لینا۔ (ف۔آ)

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا
(خطاب بہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۸۰)

نقش ہونا: (نَق رش۔ہُو۔نَا) کسی بات کا دل نشیں ہونا۔ دل پر جمنا۔ (ف۔آ)

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ حکایت ان کی
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۴)

نقطہ: (نُق۔طَہ) بندی۔صفر۔ (ف۔ل)

جو مثالِ شمع روشن محفلِ قدرت میں ہے
آسماں اک نقطہ جس کی وسعتِ فطرت میں ہے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۲)

نکتہ: (نُک۔تَہ) باریکی۔سخنِ دقیق و بلیغ اور پاکیزہ جسے ہر ایک نہ سمجھ سکے۔باریک بات۔ (ف۔آ)

اور دکھلائیں گے مضموں کی ہمیں باریکیاں
اپنے فکرِ نکتہ آرا کی فلک پیمائیاں
(داغ۔ب۔د۔ص۸۹)

نکتہ: (نُک۔تَہ) راز۔بھید۔عقدہ۔ (ف۔آ)

ہیں جذب باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں
(بزمِ انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

نکتہ: (نُک۔تَہ) عقل کی بات۔دقیق بات۔(ف۔آ)

ربط و ضبط ملتِ بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بیخبر
([illegible])

نکتہ [illegible]) کام کی بات۔ دور کی بات۔ (ف۔آ)

ہے نگہ طائرِ پرواز سے روشن
یہ نکتہ کہ گردوں سے زمیں دور نہیں ہے!
(صبحِ چمن۔ض۔ک۔ص۵۸۱)

نکتہ بیں: (نُک۔تَہ۔بِیں) عیب جو۔ عیب بیں۔ (ف۔آ)

ہائے! اب کیا ہوگئی ہندوستاں کی سرزمیں!
آہ! اے نظارہ آموز نگاہِ نکتہ بیں!
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۷)

نکتہ چیں: (نُک۔تَہ۔چِیں) عیب گیر۔ خُردہ گیر۔ (ف۔آ)

برا سمجھوں انہیں؟ مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۵)

نکتہ داں: (نُک۔تَہ۔دَاں) باریک بات جاننے والا۔ (ف۔ل)

نفس سے جس کے کھلی میری آرزو کی کلی
بنایا جس کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۷)

نکما: (نِک۔مَا) بیکار۔ برا۔ (ف۔آ)

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں!
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں!
(ایک پہاڑ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۱)

نکو: (نِک۔کُو) رسوا۔ بدنام۔ معیوب۔ (ف۔آ)

ہو کر نہ نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچے جو مل جائیں صنم پتھر کے؟
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۱۸۰)

نکو: (نِک۔کُو) خوب۔ اچھا۔ نیک۔ (ف۔ع)

پرسوز و نظر باز و نکو بین و کم آزار
آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خورسند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

نکہت: (نِک۔ہَت) خوشبو۔ مہک۔ (ف۔آ)

چمن کو چھوڑ کے نکلا ہوں مثلِ نکہتِ گل
ہوا ہے صبر کا منظور امتحاں مجھ کو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

نگار: (نِ۔گار) محبوب۔ (ف۔ع)

بیا ساقی نوائے مرغ زار از شاخسار آمد
بہار آمد، نگار آمد، نگار آمد، قرار آمد!
(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

نگار خانہ: (نِ۔گار۔خا۔نَہ) تصویرات کا مکان۔ تصویر خانہ۔ (ف۔آ)

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

نگارندہ: (نِ۔گا۔رِن۔دَہ) لکھنے والا۔ (ف۔ع)

ہم بندے شب و روز میں جکڑے ہوئے بندے
تو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات
(لینن۔ب۔ج۔ص۳۹۸)

نگاہِ ناز: (نِ۔گا۔ہِ۔نَاز) ناز و انداز کی نظر۔ معشوقانہ نظر۔ (ف۔ل)

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پائے
عقل و غیاب و جستجو! شوق و حضور و اضطراب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

نگر: (نِ۔گر) دیکھنے والا۔ (ف۔ع)

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک!
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک!
(رومی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

نگراں: (نِگ۔راں) دیکھتا ہوا۔دیکھنے والا۔منتظر۔
(ف۔ع)

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور
(حال ومقام۔ب۔د۔ص۴۴۸)

نگوں: (نِ۔گُوں) خم شدہ۔خمیدہ۔نیچے کو لٹکا ہوا۔
(ف۔آ)

تنک بخشی سے استغنا کو پیغامِ خجالت سے
نہ رہ منت کشِ شبنم، نگوں جام و سبو کر لے!
(پھول۔ب۔د۔ص۳۵۰)

نگونسار: (نِ۔گُوں۔سار) اوندھا۔شرم سے سر لٹکائے۔ (ف۔ع)

ابرام کی عظمت سے نگونسار ہیں افلاک
کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر!
(ابرام مصر۔ض۔ک۔ص۵۷۸)

نگہ: (نِ۔گہ) نظر۔ (ف۔ع)

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
جگر پرخوں، نفس روشن، نگہ تیز!
(ذوق وشوق۔ب۔د۔ص۴۰۶)

نگہبانی: (نِ۔گہ۔بان) محافظ۔پاسبان۔چوکیدار۔
(ف۔آ)

خودی کے نگہباں کو ہے زہر ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

نگہبانی: (نِ۔گہ۔با۔نی) نگاہبانی۔محافظت۔نگرانی۔ حفاظت۔ (ف۔آ)

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری ہے
میرے لئے مشکل ہے اس شے کی نگہبانی!
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۱۱)

نگہ پاک: (نِ۔گہ۔پاک) یہ اقبال کی اصطلاح ہے۔ (اگرچہ فلسفہ تصوف سے ماخوذ ہے) جب ایک مسلمان عشقِ رسولؐ کی بدولت شانِ فقر پیدا کر لیتا ہے تو وہ تمام کائنات کو شریعت محمدیہ کے زاویۂ نگاہ سے دیکھتا ہے۔اقبال کے دینی افکار میں ''پاکیزگیٔ نگاہ'' کو بہت بلند مرتبہ حاصل ہے اور انہوں نے مومن کی اس صفت کو ہر کتاب میں خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص۱۳۶،ش۔ب۔ج۔ص۲۹۰)

دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بیباک نہیں ہے
(غزل۱۰۔ب۔ج۔ص۳۲۵)

نگہت: (نگ۔ہت) خوشبو۔مہک۔ (ف۔ل)

جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
وجۂ نگہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم
(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

نگہ شوق: (نِ۔گہ۔شو۔ق) خواہش بھری نگاہ۔

چھپتی نہیں ہے یہ نگہِ شوق، ہم نشیں!
پھر اور کس طرح انہیں دیکھا کرے کوئی
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۲)

نگیں: (نَ۔گی رں) نگ۔نگینہ۔ (ف۔آ)

زمانے میں جھوٹا ہے اس کا نگیں
جو اپنی خودی کو پرکھتا نہیں
(پنجاب کے۔۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۴۴)

نم: (نَم) تری۔ (ف۔ع)

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحرگاہی کا نم
(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۲۴)

نماں: (نُ۔مَاں) ظاہر کرنے والا۔دکھانے والا۔بتانے والا۔ (ف۔آ)

دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ معجز بیاں
ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں
(صدائے درد۔ب۔د۔ص۴۳)

نماز: (نَ۔مَاز) ا۔پرستش۔ ۲۔نیاز۔عاجزی۔ انکساری۔ (ف۔آ)

گرنا ترے حضور میں اس کی نماز ہے
ننھے سے دل میں لذتِ سوز و گداز ہے
(شمع و پروانہ۔ب۔د۔ص۴۱)

نمائش: (نُ۔مَا۔اِش) نمودداری۔کرّوفر۔(ف۔آ)

کہا تصویر نے تصویر گر سے
نمائش ہے مری تیرے ہنر سے
(تصویرِ مصور۔۔۔ج۔ص۲۵۹)

نمایاں: (نُ۔مَا۔یَاں) ظاہر۔فاش۔عیاں۔(ف۔آ)

مجھے اے ہم نشیں! رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑونگا
(تصویرِ درد۔ب۔د۔ص۷۲)

زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے
نمایاں ہیں فطرت کے باریک اشارے
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۴)

نمایندہ: (نُ۔مَا۔اِن۔دَہ) دکھانے والا۔ (ف۔ع)

اقبال یہ ہے خارا تراشی کا زمانہ
از ہر چہ بآئینہ نمایندہ بہ پرہیز!
(شعرِ عجم۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

نم خوردہ: (نَم۔خُر۔دَہ) بھیگا ہوا۔ (ف۔ع)

ممکن نہیں تخلیقِ خودی خاکھوں سے
اس شعلۂ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا!
(محرابِ گل افغان۔ض۔ک۔ص۶۳۵)

نمناک: (نَم۔نَاک) تری سے بھرا ہوا۔گیلا۔(ف۔آ)

شجرِ فطرتِ مسلم تھا حیا سے نمناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستی فوق الادراک
(جوابِ شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

نمو: (نَ۔مُو) اگنا۔اضافہ۔ (ف۔آ)

اس چمن کو سبق آئینِ نمو کا دے کر
قطرۂ شبنمِ بے مایہ کو دریا کردیں
(عبدالقادر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۳۲)

نمو: (نَ۔مُو) بڑھنا۔افزائش۔افزونی۔ (ف۔آ)

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

نمایاں: (نُ۔مَا۔یَاں) آشکارا۔مشہور۔ (ف۔آ)

(تسلیم ورضا۔ض۔ک۔ص۵۱۵)

نمود: (نَ۔مُو۔رد) ظہور۔اظہار۔ (ف۔آ)

رنگ ہو یا خشتِ سنگ، چنگ ہو یا حرف وصوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود!

(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۷)

نمود: (نَ۔مُو۔رد) ہستی۔وجود۔قیام۔ (ف۔آ)

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا

(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

نمودار: (نَ۔مُو۔دَار) ظاہر۔عیاں۔آشکارا۔(ف۔ع)

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی وہی آخر زمانی!

(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۱)

نمونہ: (نَ۔مُو۔نَہ) نظیر۔دکھانے کی چیز۔(ف۔ع)

فیض سے میرے نمونے ہیں شبستانوں کے
جھونپڑے دامنِ کہسار میں دہقانوں کے

(ابر کہسار۔ب۔د۔ص۲۸)

نمی: (نَ۔مِی) کھینچنا۔ (ف۔ع)

می طپد صد جلوہ درجانِ اہل فرسودا من
بر نمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۸۳)

ننگ: (نَن۔رگ) شرم۔بدنامی۔ (ف۔ع)

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی

(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

نو: (نُو) نیا۔تازہ۔جدید۔ (ف۔آ)

تھے دیارِ نو زمین و آسماں میرے لئے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لئے

(عہد طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نامِ نو
مادرِ گیتی رہی آبستنِ اقوامِ نو

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

نوا: (نَ۔وَا) آواز۔صدا۔ندا۔ (م۔ل)

جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رم سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے رم سے

(نوائے غم۔ب۔د۔ص۱۲۵)

نوا: (نَ۔وَا) ہر نغمہ وآہنگ۔سر۔لے۔راگ۔(ف۔آ)

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

نوا: (نَ۔وَا) کوک۔چہچہا۔ (ف۔آ)

کہا جگنو نے او مرغِ نواریز
نہ کر بے کس پہ منقارِ ہوس تیز

(ایک پرندہ۔۔۔۔ب۔د۔ص۹۲)

نواح: (نَ۔وَاح) اطراف۔ (ف۔ع)

گرد سے پاک ہے ہوا، برگِ نخیل دھل گئے
ریگِ نواحِ کاظمہ نرم ہے مثلِ پرنیاں!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص

نَوا را تلخ تر می زَن چو ذوقِ نغمہ کم

راگ کا شوق کم دیکھو تو آواز میں اور اثر پیدا

لوگ تمہاری باتوں کا اثر قبول نہیں کرتے ہیں تو نا امید ہو کر خاموش نہ رہو بلکہ اپنے کلام میں اور زیادہ اثر پیدا کرو۔ (ف۔آ)

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے اگر بلبل
"نوارا تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کمیابی"
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص ۲۶۷)

نواز: (نَ۔وَاز) نوازنے والا۔ بجانے والا۔ (ف۔ع)

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
(جہاد۔ض۔ک۔ص ۴۹۰)

نوافروش: (نَ۔وَا۔فَ۔رُوْ۔ش) نغمہ بیچنے یا سنانے والا۔ مراد پرندے۔

وادی کے نوا فروش خاموش
کہسار کے سبز پوش خاموش
(ایک شام۔ب۔د۔ص ۲۸

نواگر: (نَ۔وَا۔گَر) مطرب۔ گویا۔ (ف۔ل)

دل آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نواگر کے لئے زہراب ہوتی ہے شکر خائی
(تضمین۔۔۔۔۔۔۔صائب۔ب۔د۔ص

نوامیس: (نَ۔وَا۔مِی۔س) ناموس کی جمع۔ (ف

فطرت کے نوامیس پہ غالب ہے ہنر
شام اس کی ہے مانند سحر صاحب
(محراب گل۔۔۔۔۔ض۔ک۔

نوبنو: (نُو۔بَ۔نُو) تازہ بہ تازہ۔ نیا نیا۔ (

اگر مقصود کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا
ہے ہنگامہ ہائے نوبنو کی انتہا کیا
(حضرت انسان

کبھی میں ذوقِ تکلم میں طور پر پہنچا
چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے
(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

نورِ حق: (نُو۔رِ۔حَق) خدا کا نور۔مجازاً انبیاء یا ائمہ معصومین علیہ السلام جو نوری مخلوق ہیں۔ (م۔ل)

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

نورد: (نَ۔وَرد) طے کرنے والا۔ (ف۔ع)

کس قدر بیباک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلۂ گردوں نورد اک مشتِ خاکستر میں تھا!
(ہمایوں۔ب۔د۔ص۲۵۴)

تو رہ نورد شوق ہے؟ منزل نہ کر قبول!
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول!
(سلطان ٹیپو۔۔۔۔ض۔ک۔ص۵۳۴)

نورس: (نُو۔رَس) تازہ۔نیا پکا ہوا۔ (ف۔ع)

صدا بہشت سے آئی کہ منتظر ہے ترا
ہرات و کابل و غزنی کا سبزۂ نورس!
(نادر شاہ۔ب۔ج۔ص۴۴۵)

نورستہ: (نُو۔رَس۔تَہ) نیا پھوٹا ہوا پودا۔ (ف۔ل)

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔)

نورِ نظر: (نُو۔رِ۔نَظَر) آنکھوں کی روشنی۔ٹھنڈا بیٹا۔ (ف۔ل)

اپنے نورِ نظر سے کیا خوب

فرماتے ہیں حضرت نظامی
(جاوید سے۔۲۔ض۔ک۔ص۵۵۰)

نورانی: (نُو۔رَا۔نِی) روشن۔تاباں۔ (ف۔آ)

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی!
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی
(حضرت انسان۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

نورانی: (نُو۔رَا۔نِی) روحانی۔آسمانی۔ملکوتی۔(ف۔آ)

اک دانشِ نورانی ، اک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی حیرت کی فراوانی!
(غزل۱۵۔ب۔ج۔ص۳۹۱)

نوری: (نُو۔رِی) نور کا۔نور کا بنا ہوا۔نورانی۔(ف۔ع)

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

نوریان آسماں پرواز: (نُورِ۔یا۔نِ۔آس۔مان۔پَر۔وَاز) آسمانوں پر اڑنے والے پرندے۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۸۶)

زمیں سے نوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاکی زندہ تر، پائندہ تر، تابندہ تر نکلے!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۲)

نوش: (نُوش) پی۔ (ف۔آ)

ساقیان جمیل جام بدست
[illegible] میں شرر نوشا [illegible]
(پیر فلک۔ب۔ر۔ص۵۔ا)

نوش: (نُوش) شیریں۔شہد۔آبِ حیات۔ (ف۔آ)

مرد بے حوصلہ کرتا ہے زمانے کا گلہ
بندۂ حر کے لئے نشترِ تقدیر ہے نوش!
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۴)

نوعِ انساں: (نُو۔عِ۔اِن۔سان) بنی آدم۔ (ف۔ل)

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

نوگرفتار: (نُو۔گِ۔رَف۔تار) نیا پکڑا ہوا۔ نا تربیت یافتہ۔عاشق تازہ۔ (ف۔ع)

خبر اقبال کی لائی ہے گلستاں سے نسیم
نوگرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۹)

نومید: (نُو۔مِی/د) ناامید۔مایوس۔ (ف۔ع)

نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں!
(ایک نوجوان۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۱۲)

نومیدی: (نُو۔مِی۔دِی) ناامیدی۔ (ف۔ع)

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!
(غزل۲۵۔ب۔ج۔ص۳۴۰)

نونیاز: (نُو۔نِ۔یاز) نوعشق لڑکا۔ (ف۔ع)

میں نو نیاز ہوں ، مجھ سے حجاب ہی اولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو!
(غزل۹۔ب۔ج۔ص۳۰۵)

نووارد: (نُو۔وَا۔رِد) تازہ وارد۔مسافر۔اجنبی۔ (ق۔ل)

پھر پڑا روئے گا اے نووارد اقلیمِ غم
چبھ نہ جائے دیکھنا! باریک ہے نوکِ قلم
(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۶)

نوی: (نَ۔وِی) تازگی۔نیاپن۔ (ل۔ک)

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیبِ نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبوی ہے
(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

تہذیبِ نوی کارگہِ شیشہ گراں ہے
آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سکھادو!
(فرشتوں کا گیت۔ب۔ج۔ص۴۰۲)

نوید: (نَ۔وِے/د) خوشخبری۔مژدہ۔بشارت۔اچھی خبر۔ (م۔ل)(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

نہ: (نُہ) نو کا عدد۔نو۔ (ف۔ل)

ختم ہوجائے گا لیکن امتحاں کا دور بھی
ہے پسِ نہ پردۂ گردوں ابھی دور اور بھی!
(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۳۰)

نہاد: (نِ۔ہَاد) بنیاد۔خلقت۔پیدائش۔ (ف۔ع)

خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دلِ بے نیاز
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۹)

نہال: (نِ۔ہَال) تازہ لگایا ہوا پودا۔درخت۔(ف۔آ)

عجیب خیمہ ہے کہسار کے نہالوں کا
یہیں قیام ہو وادی میں پھرنے والوں کا
(ابر۔ب۔د۔ص۹۱)

نہاں: (نِ۔ہَاں) پوشیدہ۔چھپا ہوا۔مخفی۔ (ف۔آ)

گویا زبانِ شاعرِ رنگیں بیاں نہ ہو
آوازِ نے میں شکوۂ فرقت نہاں نہ ہو
(دردِعشق۔ب۔د۔ص۵۰)

نہاں خانہ: (نِ۔ہاں۔خا۔نہ) پوشیدہ گھر۔تہ خانہ۔
(ف۔ع)

میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا
رکھتا ہوں نہانخانۂ لاحوت سے پیوند
(شکروشکایت۔ض۔ک۔ص۴۸۴)

نہانی: (نِ۔ہا۔نی) پوشیدگی۔ (ف۔ع)

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی،
گیا دورِ حدیثِ لن ترانی
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۸۱)

نہایت: (نِ۔ہا۔یَت) انتہا۔انجام۔حد۔(ف۔ع)

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ!
(غزل۴۲۔ب۔ج۔ص۳۵۵)

نہر: (نَہ۔ر) شاخِ دریا۔دھارا۔آبجو۔وہ ندی جو دریا سے کاٹ کر نکالی گئی ہو۔ (ف۔آ)

ایک اصلیت میں ہے نہروانِ زندگی
گر کے رفعت سے ہجومِ نوعِ انساں بن گئی
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

نہنگ: (نَ۔ہَن۔گ) گھڑیال۔ناکہ۔مگرمچھ۔(ف۔ع)

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا!
(غزل(۱)۔ب۔ج۔ص۳۱۶)

نئی پود: (نَ۔ئی۔پُ۔رد) نوجوان طبقہ۔نوجوان نسل۔
(ف۔ل)

پانی نہ ملا زمزمِ ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز
(فردوس میں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

نے: (نَے) نالی۔بانسری۔ (ف۔آ)

گویا زبانِ شاعرِ رنگیں بیاں نہ ہو
آوازِ نے میں شکوۂ فرقت نہاں نہ ہو
(دردِعشق۔ب۔د۔ص۵۰)

نیا: (نِ۔یا) دادا۔نانا۔ماموں۔بڑا بھائی۔جمع نیاگان۔
(ف۔ع)

اخلاصِ عمل مانگ نیاگانِ کہن سے
'شاہاں چہ عجب گر ہنو از گدارا!'
(بڈھے بلوچ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۸)

نیاز: (نِ۔یاز) میل۔خواہش۔اظہارِ محبت۔(ف۔آ)
مرادِ عاشق۔

میں حسن ہوں کہ عشق سراپا گداز ہوں!
کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں!
(شمع۔ب۔د۔ص۴۶)

نیازمند: (نِ۔یاز۔مَن۔د) حاجت مند۔آرزومند۔
عاجز۔ (ف۔آ)

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

نیرِاعظم: (نَی۔رِ۔اَع۔ظَم) سب سے بڑا اور سب سے روشن ستارہ۔آفتابِ عالمتاب۔ (ف۔آ)

تو اگر زحمت کشِ ہنگامۂ عالم نہیں

یہ فضیلت کا نشاں اے نیرِ اعظم نہیں
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

نیرنگ و سیمیا: (نے۔رَن۔گُو۔سی۔م۔یا) سیمیا بمعنی۔صاحب غیاث لکھتے ہیں یہ علم طلسمی ہے جس کے ذریعہ روح کسی دوسرے جسم میں منتقل کردی جاتی ہے اور حسب خواہش اپنا چولا بدلا جاسکتا ہے۔علاوہ ازیں اسی علم کے ذریعہ ایسی چیزیں انسانوں کو دکھائی جاسکتی ہیں جن کا حقیقت میں کوئی وجود نہ ہو۔ صاحب منتخب فقط یہ لکھتے ہیں کہ اس علم کے ذریعہ موہوم چیزیں بھی لوگوں کو دکھائی جاسکتی ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں جس چیز کو "لاعلم" کہتے ہیں "سیمیا" بھی اسی کا ایک جزو ہے۔

نیرنگ بالکسر صاحب غیاث لکھتے ہیں کہ مکروفریب اور طلسم وسحر وافسون کو کہتے ہیں اور مجازاً عجائبات کے معنی میں آتا ہے،وہ بہارعجم، جہانگیری اور کشف کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیرنگ سیمیا ہمارے ہاں بالعموم جادو اور فریب کے معنوں میں مستعمل ہے۔(غیاث اللغات۔ بہارعجم۔فرہنگ آنندراج۔بحوالہ:ت۔ا۔ص۲۰۰)

نہ مجھ سے پوچھ کہ عمر گریز پا کیا ہے
کسے خبر کہ یہ نیرنگ و سیمیا کیا ہے
(مسعودمرحوم۔ا۔ح۔ص۲۶۸)

نیرنگی: (نے۔رَن۔گی) افسوں سازی۔فریب۔مکاری۔ گلون مزاجی۔ (ف۔آ)

میرے لب پر قصۂ نیرنگیٔ دوراں نہیں
دل مرا حیراں نہیں، خنداں نہیں، گریاں نہیں
(والدہ مرحومہ۔ب۔د۔ص۲۲۷)

نیز: (نے۔ز) حرف عاطفہ۔بھی۔ (ف۔ع)

تو بھی کوئی مرا دل نیز ہست
دل از عرش باشد نے پست!
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۳۳)

نیست: (نی۔س۔ت) نہیں۔عدم۔ (ف۔ع)

وہ کلیم بے تجلی! وہ مسیح بے صلیب!
نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب!
(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۰)

نیساں: (نے۔سان) انگریزی میں اپریل سے ملتا ہوا مہینہ۔ایشیائی لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس مہینے کی بوند سے سیپی میں موتی کیلے میں کافور وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ (ف۔آ)

زندگانی ہے صدف قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا ہے جو قطرے کو گہر نہ کرسکے
(حیات ابدی۔ض۔ک۔ص۴۹۳)

نیستاں: (نے۔س۔تان) اکیلے کا کھیت۔نرکل کا جنگل۔ مراد باطل اور کفر کی طاقتیں۔ (ف۔ع)(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۵۲)

وہ چنگاری خس وخاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا
(غزل(۱)۔ب۔ج۔ص۳۱۷)

نیستاں: (نے۔س۔تان) بانسوں کا جنگل۔مراد دنیائے عشق۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۸۲)

یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے
وہ خار وخس کے لئے ہے، یہ نیستاں کے لئے!
(غزل۲۶۔ب۔ج۔ص۳۴۱)

نیستی: (نے۔س۔تی) معدومیت۔ناپید ہونا۔فنا۔ بداقبالی۔ (ف۔آ)

مری آنکھ میں جادوئے نیستی ہے
پیامِ فنا ہے اسی کا اشارہ

سپاہ کو
قام تھا
ب۔د۔ص۲۳۱)

(ف۔ع)
وں کا طلسم
بھا تھا میں
ب۔ج۔ص۳۱۰)

فرضی پری کا نام جو

(ف۔آ)
پائے کوب
ہے نیلم پری
ب۔د۔ص۲۶۱)

نیلوفر کے رنگ کی۔

(ف۔ل)
اچھلتا ہے کیا
ہے کیا!
ب۔ج۔ص۳۹۲)

ب کا۔ (م۔ل)
انجم سپاہ کو
نیل فام تھا
بلالؓ۔ب۔د۔ص۲۳۱)
منزل مسلماں کی
وہ کارواں تو ہے
لام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

(ق۔ل)

رہنے دو خُم کے سر پہ تم خشتِ کلیسیا ابھی
(طلبہ علی گڑھ۔۔۔ب۔د۔ص۱۱۵)

نیم باز: (نی رم۔بَاز) آدھا کھلا ہوا۔آدھی کھلی ہوئی۔
(ف۔ع)

غلط نگر ہے تیری چشمِ نیم باز اب تک!
ترا وجود ترے واسطے ہے راز اب تک!
(روی۔ض۔ک۔ص۵۸۳)

نیم خوابی: (نی رم۔خُ۔وَا۔بی) Drowsiness, Drozing۔لفظ نیم خوابی سے مارکس کے فلسفہ کی تردید کی جاتی ہے کہ انسانی زندگی صرف شکم پروری (اسی سے نیم خوابی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے) سے عبارت نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہے گا اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دونوں میں بعدالمشرقین ہے۔ (ش۔ا۔ح۔ص۲۹۰)

نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیم خوابی
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۹۔ا۔ح۔ص۶۸۲)

نیم شب: (نی رم۔شَب) آدھی رات۔ (ف۔ع)

فغانِ نیم شب شاعر کی بارِ گوش ہوتی ہے
نہ ہو جب چشمِ محفل آشنائے لطفِ بیخوابی
(عرفی۔ب۔د۔ص۲۳۸)

نیم شبی: (نی رم۔شَ۔بی) نیم شب کا۔آدھی رات کا۔
(م۔ل)

ترا جلوہ کچھ بھی تسلی دلِ ناصبور نہ کر سکا
وہی گریۂ سحری رہا، وہی آہِ نیم شبی رہی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۸۱)

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے ، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
(تصوف۔ض۔ک۔ص۴۹۶)

نیم کش: (نی رم۔کَش) وہ تیغ یا تیر جسے پورا نہ کھینچا ہو۔ آدھا اندر آدھا باہر تیر۔ (ف۔آ)

میرِ سپاہ ناسزا ، لشکریاں شکستہ صف
آہ! وہ تیرِ نیم کش، جس کا نہ ہو کوئی ہدف
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۳۱)

نے نوازی: (نَے۔نَ۔وَا۔زِی) بانسری بجانا۔مراد شاعر۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۴۴۲)

وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی!
میرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نے نوازی!
(غزل۱۳۔ب۔ج۔ص۳۰۹)

نے نوازی: (نَے۔نَ۔وَا۔زِی) مراد شاعری۔اشارہ ہے دورِ غلامی کی اس اردو شاعری کی طرف جس میں صرف گل و بلبل کی باتیں ہیں اور قوم کے لئے آزادی کی تڑپ اور حرکت و عمل کا کوئی پیغام نہیں۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۱۰)

نہ جدا رہے نواگر تب و تابِ زندگی سے
کہ ہلاکی امم ہے یہ طریقِ نے نوازی
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۶)

نے نوازی: (نَے۔نَ۔وَا۔زِی) صور پھونکنا۔مردوں کو زندہ کرنا۔ (ش۔ض۔ک۔ص۳۲۱)

تیری دنیا کا یہ سرافیل
رکھتا نہیں ذوقِ نے نوازی
(جاوید سے۔۳۔ض۔ک۔ص۵۵۱)

و

و: اور (تانظاؤ جیسے شب وروز) (ف۔ل)

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچید و رفت
اندکے برغنچہ ہائے آرزو بارید و رفت
(نالہ فراق۔ب۔د۔ص۷۷)

وا: (وَا) کشادہ۔کھلا ہوا۔ (ف۔ع)

خروش آموزِ بلبل ہو گرہ غنچے کی وا کردے
کہ تو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۴)

ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر
تو پایا خانۂ دل میں اسے مکیں میں نے
(سرگذشت آدم۔ب۔د۔ص۸۲)

وابستہ: (وَا۔بَس۔تَہ) بندھا ہوا۔متعلق۔(ف۔آ)

نہیں ہے وابستہ زیرِ گردوں کمالِ شانِ سکندری سے
تمام ساماں ہے تیرے سینے میں تو بھی آئینہ ساز ہو جا
(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

واجب: (وَا۔جِبْ) لازم۔مناسب۔ (ف۔آ)

رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعلیمِ فرمانِ خضر
(مسلمان اور۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۲)

واجب: (وَا۔جِبْ) لائق۔قابل۔ (ف۔آ)

بولا امیرِ فوج کہ "وہ نوجواں ہے تو
پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام"
(جنگ یرموک۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

وادی: (وَا۔دِی) بیابان۔ترائی۔نشیبی۔ہموار زمین۔

(ف۔ع)

کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی و صحرا
صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

وار: (وَار) کلمۂ نسبت۔کلمۂ تشبیہ۔مانند۔لائق۔

(ف۔ع)

تیرے فردوسِ تخیل سے ہے قدرت کی بہار
تیری کشتِ فکر سے اگتے ہیں عالم سبزہ وار
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

وارث: (وَا۔رِث) ولی۔نعمت۔سرکار۔مالک۔

(ف۔آ)

نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے
جانشیں قیصر کے، وارث مسندِ جم کے ہوئے
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۶)

وارث: (وَا۔رِث) میراث لینے والا۔ (ف۔ع)

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز
(غزل۱۲۔ب۔ج۔ص۳۰۸)

وارد: (وَا۔رِد) آنے والا۔ (ف۔ع)

قلب پہلو می زند بازر بشب
انتظار روز می وارد ذہب
(پیرومرید۔ب۔ج۔ص۴۲۸)

(گرداب گل۔۔۔

سے پیدا ہوا۔ یہ وہی سیارہ ہے جسے ستارۂ کیچ بھی کہتے ہیں۔ ہیئت دانوں کا دعویٰ ہے کہ اصلاً یہ سیارہ دمدار تھا۔ اصطلاح میں اسے comit کہتے ہیں۔ جب اس کی دم ٹوٹی ہے تو دنیا کی شکل ہی بدل گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ طوفانِ نوح اسی دم ٹوٹنے کا نتیجہ تھا۔ بعض ہیئت دان بیان کرتے ہیں کہ بحیرۂ روم کا ظہور، کئی براعظموں کا غرق ہونا اور کئی پہاڑوں کا سطحِ زمین پر ظاہر ہونا سب اسی دمدار ستارے کے ذرا سے جھکاؤ کا نتیجہ ہے۔ بہر حال یہ قیاس ہی قیاس ہیں اگرچہ اس کے لئے کچھ علمی شواہد بھی موجود ہیں۔

ظاہر ہے کہ خدائے حکیم جب سیارہ کے ٹکرانے کی بات کرتا ہے تو کسی انقلاب آفریں حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(ت۔ا۔ص ۱۶۹۔۱۷۰)

تو معنیِ والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مدّ و جزر ابھی چاند کا محتاج

(معراج۔ض۔ک۔ص ۴۷۹)

والی: (وَا۔لی) حاکم۔مالک۔ (ف۔ع)

میکدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا!

(گدائی۔ب۔ج۔ص ۴۰۸)

وامانده: (وَا۔مَان۔دَہ) عاجز۔ناچار۔تھک کر پیچھے رہا ہوا۔ (ف۔ع)

کیا چرخِ کجرو، کیا مہر، کیا ماہ
سب راہرو ہیں وامانۂ راہ!

(محراب گل۔۔۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص ۶۲۸)

واں: (وَاں) وہاں کا مخفف۔ (ف۔آ)

یاں تو اک مصرعے میں پہلو سے نکل جاتا ہے دل
شعر کی گرمی سے کیا واں بھی پگھل جاتا ہے دل

(مخزنِ خاک۔۔۔۔۔۔۔ب۔۔۔ص ۳۴)

واہونا: (وَا۔ہُو۔نا) کھلنا۔باز ہونا۔ (ف۔آ)

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ ازل
چشمِ دل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب!

(محضرِ راہ۔ب۔د۔ص ۲۵۶)

واہی: (وَا۔ہی) بیہودہ۔گمراہ۔سست۔ (ف۔ع)

ہر حرم کو دیکھا ہے میں نے
کردار بے سوز! گفتار واہی!

(غزل ۳۰۔ب۔ج۔ص ۳۴۵)

وائے: (وَا۔اِے) تاسف و تحسر وغیرہ جو درد۔آزار یا رنج و الم کے اظہار میں زبان پر آتا ہے۔ (ف۔آ)

وائے ناکامی فلک نے تاک کر توڑا اسے
میں نے جس ڈالی کو تاڑا آشیانے کے لئے

(غزل۔ب۔د۔ص ۹۹)

وجود: (وُ۔جُود) ظہور۔نمائش۔ (ف۔آ)

لذتِ گرِ وجود ہر شے
سرمستِ مئے نمود ہر شے

(انسان۔ب۔د۔ص ۱۲۷)

وجود: (وُ۔جُود) پیدائش۔حیات۔ (ف۔آ)

مسلم سے ایک روز یہ اقبال نے کہا
دیوانِ جزو و کل میں ہے تیرا وجود فرد

(شبلی و حالی۔ب۔د۔ص ۲۲۲)

وجود: (وُ۔جُود) ہستی۔ذات۔زندگی۔موجودگی۔ (ف۔آ)

نوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب!

نہ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۵)

وجود و عدم: (وُ۔جُو۔دُو۔عَ۔دَم) وجود وعدم فلسفے کی اصطلاح ہے۔ عدم وجود کی ضد ہے۔ جو شے معدوم ہے اسے موجود نہیں کہہ سکتے۔ وجود کے لغوی معنی وہ شے جو پائی جائے۔ عدم بمعنی نیستی یا نہ ہونا۔ (ش۔ب۔د۔ص۶۸)

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا
(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

وجہ: (وَ۔جَہ) ا۔سبب۔کارن۔باعث۔ ۲۔ذریعہ۔ وسیلہ۔ (ف۔آ)

کھل نہیں سکتی شکایت کے لئے اپنی زباں
ہے خزاں کا رنگ بھی وجہِ قیامِ گلستاں
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

وحدت: (وَح۔دَت) یکتائی۔توحید۔ایک ہونا۔ (ف۔آ)

کثرت میں ہوگیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے، وہ پھول میں مہک ہے
(جگنو۔ب۔د۔ص۸۵)

وحدت: (وَح۔دَت) یہ ساری کائنات ایک مستقل وحدت ہے اور وحدت کا عمول ہر شے میں کارفرما ہے۔ بظاہر دنیا میں ہزاروں چیزیں نظر آتی ہیں جو باہم دگر مختلف بلکہ متضاد ہیں لیکن اس اختلاف کے باوجود ساری کائنات ایک واحد شے ہے۔ یہ امتیاز محض فریب نظر ہے۔ تصوف کی رو سے یہ ساری کائنات اور اس کے مختلف مظاہر، اللہ کی صفت خالقیت کا عکس ہے۔ اس لئے۔ شے کی اصل واحد ہے۔ اس نقطے کو تصوف کے اصطلاح میں وحدت الوجود کہتے ہیں۔

(ش۔ب۔د۔ص۲۳۶)

کمالِ وحدت عیاں ہے ایسا کہ نوکِ نشتر سے تو جو چھیڑے
یقیں ہے مجکو گرے رگِ گل سے قطرہ انسان کے لہو کا
(غزل۔ب۔د۔ص۱۳۷)

یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر!
مگر ہر کہیں بے چگوں، بے نظیر!
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

وحدت کی لے: (وَح۔دَت۔کی۔لَے) وحدت کی لے سے حضرت کرشن کی تعلیم کی طرف اشارہ ہے۔

(ش۔ب۔د۔ص۱۳۸)

وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

وحشت: (وَح۔شَت) سودا۔اداسی۔ (ف۔آ)

کھول دیگا دشتِ وحشت عقدۂ تقدیر کو
توڑ کو پہنچوں گا میں پنجاب کی زنجیر کو
(نالۂ فراق۔ب۔د۔ص۷۸)

وحشت: (وَح۔شَت) گھبراہٹ۔جنون۔دہشت۔ (ف۔آ)

وحشت نہ سمجھ اس کو اے مردکِ میدانی
کہسار کی خلوت ہے تعلیمِ خود آگاہی!
(محراب گل۔۔۔۔۔ض۔ک۔ص۲۳۶)

وحی: (وَ۔حی) خدا تعالیٰ کا کسی شخص کو اپنا پیغام پہنچانا۔ چھپواں بات کہہ یا اشارہ کرنا۔ لغوی معنی دل میں کوئی بات ڈالنا۔ (ف۔آ)

یہ بتی دہریت روس پہ ہوئی نازل

کہ توڑ ڈال کلیسائیوں کے لات و منات!
(بلشویک روس۔ض۔ک۔ص۶۰۳)

وداع: (وِ۔دَاع) رخصت۔روانگی۔ (ف۔آ)

وداعِ غنچہ میں ہے رازِ آفرینشِ گل
عدم ، عدم ہے ، کہ آئینہ دارِ ہستی ہے
(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

ورائے: (وَ۔رَا۔اِئے) سوائے۔سوا۔ (ف۔ع)

طویل سجدہ اگر ہیں تو کیا تعجب ہے
ورائے سجدہ غریبوں کو اور کیا ہے کام!
(غلاموں کی نماز۔ض۔ک۔ص۶۲۱)

ورائے: (وَ۔رَا۔اِئے) آسمان کے اس پار۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۴۳)

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سہ پہر
زمیں سے تابہ ثریا تمام لات و منات!
(مسعود مرحوم۔ا۔ح۔ص۶۶۹)

ورائے: (وَ۔رَا۔اِئے) پس۔پیچھے۔عقب۔(ف۔آ)

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانیں
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۵)

ورق: (وَ۔رَق) برگ درخت۔درخت کا پتا۔(ف۔آ)

اٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۸)

ورق: (وَ۔رَق) کاغذ کا ٹکڑا۔ (ف۔آ)

جب پیرِ فلک نے ورق ایام کا الٹا
آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز!
(فردوس میں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

ورق: (وَ۔رَق) چاندی یا سونے کا باریک کیا ہوا ٹکڑا۔

(ف۔آ)

دفترِ ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۲۹)

ورنہ: (وَر۔نَہ) یعنی بصورت دیگر۔ (ف۔ع)

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمدؐ ایں چہ بو العجبی است!
(حسین احمد۔ا۔ح۔ص۶۹۱)

وسعت: (وُس۔عَت) عرض۔طول۔عمیق۔(ف۔آ)

زحمتِ تنگیٔ دریا سے گریزاں ہوں میں
وسعتِ بحر کی فرقت میں پریشاں ہوں میں
(موج دریا۔ب۔د۔ص۶۲)

وسعت: (وُس۔عَت) گنجائش۔ پیمائش۔ پہنائی۔ بساط۔ (ف۔آ)

اس ذرہ کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرہ نہیں ، شاید سمٹا ہوا صحرا ہے
(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

وسعت: (وُس۔عَت) فراخی۔چوڑائی۔کشادگی۔

(ف۔آ)

رخصت ہوئی خموشی تاروں بھری فضا سے
وسعت تھی آسماں کی معمور اس نوا سے
(بزم انجم۔ب۔د۔ص۱۷۴)

وسعت صحرا: (وُس۔عَ۔تِ۔صَح۔رَا) ریگستان کا سا

پھیلانا۔ (ف۔آ)

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے
(دعا۔ب۔د۔ص۲۱۲)

وصال: (وِ۔صَال) بھینٹ۔ملاقات۔ (ف۔آ)

لیکن یہ وصال کی تمنا
پیغامِ فراق تھی سراپا
(دوستارے۔ب۔د۔ص۱۴۸)

اٹھا کے صدمۂ فرقت وصال تک پہنچا
تری حیات کا جوہر کمال تک پہنچا
(پھول کا تحفہ۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۵۸)

وصال: (وِ۔صَال) وصل۔ملنا۔ملاپ۔ (ف۔آ)

یہ موج پریشاں خاطر کو پیغام لب ساحل نے دیا
ہے دور وصالِ بحر ابھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۷)

وصل: (وَص ل) ملاقات۔میل۔ (ف۔ع)

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو! ہجر میں لذتِ طلب!
(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

وصیت: (وَ۔صِی۔یَت) کسی کا مرتے وقت اعزا یا اولاد وغیرہ سے کہنا کہ میرے بعد ایسا ایسا کرنا۔ (م۔ل)

(خوشحال خاں کی وصیت۔ب۔ج۔ص۴۴۶)

وضع: (وَ۔ضع) آن۔انداز۔ادا۔ (ف۔آ)

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۱)

وضع: (وَض ع) طرز۔روش۔دستور۔طور۔طریق۔ چال۔چلن۔فیشن۔ (ف۔آ)

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

وضو: (وُ۔ضُو) نماز کے واسطے ہاتھ منھ پاؤں وغیرہ بطریق شریعت دھونا۔طہارت نماز۔ (ف۔آ)

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا مرا وضو ہو نالہ مری دعا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

وطن: (وَ۔طن) اپنا ملک۔پیدائش گاہ۔ (ف۔آ)

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت
(بچے کی دعا۔ب۔د۔ص۳۴)

وطنیت: (وَ۔ط۔نِی۔یَت) وطن ہونا۔

قول فیصل: جذبۂ وطنیت کی صورت سے مستعمل ہے۔

(م۔ل)(وطنیت۔ب۔د۔ص۱۶۰)

وظیفہ: (وَ۔ظِی۔فَہ) روزمرہ پڑھنے کی دعا۔ (ف۔آ)

سن اے غافل صدا میری! یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۰)

وعدہ: (وَع۔دَہ) اقرار۔قول وقرار۔عہد و پیمان۔ (ف۔آ)

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بیچارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

وعدہ: (وَع۔دَہ) قول وقرار۔ (ف۔آ)

آئے عشاق، گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۷)

وعدہ کرنا: (وَع۔دَہ۔کَر۔نا) اقرار کرنا۔حامی بھرنا۔ (ف۔آ)

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی
(غزل۔ب۔د۔ص۹۸)

وعظ: (وَع ظ) بیانِ مسائل۔مذہبی لیکچر۔ (ف۔آ)

القصہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تادیر رہی آپ کی یہ نغز بیانی
(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۶۰)

وعظ: (وَع ظ) پند۔نصیحت۔تلقین دین۔ (ف۔آ)

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
(جہاد۔ض۔ک۔ص۴۹۰)

وغا: (وَ۔غا) جنگ۔کارزار۔ہنگامہ۔ (ف۔آ)

جس کا شوہر ہو رواں، ہوکے زرہ میں مستور
سوئے میدانِ وغا ، حب وطن سے مجبور
(صبح کاستارہ۔ب۔د۔ص۸۶)

وفا: (وَ۔فا) مروت۔ (ف۔آ)

نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی
گئے چھوڑ، اچھی وفا تم نے کی
(ماں کاخواب۔ب۔د۔ص۳۶)

وفا: (وَ۔فا) وعدہ پورا کرنا۔قول وقرار کا بجالانا۔دوستی کا پورا کرنا۔ (ل۔ک)

امید نہ رکھ دولتِ دنیا سے وفا کی
رم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ
(ملازادہ ضیغم۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۷)

وفادار: (وَ۔فا۔دار) وفا کرنے والا۔بامروت۔صادق۔ بھروسے کا۔ (ف۔آ)

پھر بھی ہم سے یہ گلا ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفا دار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۶)

وفاداری: (وَ۔فا۔دا۔ری) راست بازی۔ دیانت داری۔نمک حلالی۔ (ف۔آ)

طبعِ آزاد پہ قیدِ رمزاں بھاری ہے
تمہیں کہہ دو یہی آئینِ وفاداری ہے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

وفا کرنا: (وَ۔فا۔کَر۔نا) وعدہ پورا کرنا۔اطاعت کرنا۔ اخیر تک ساتھ رہنا۔مروت سے پیش آنا۔ (ف۔آ)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۸)

وفا ناآشنا: (وَ۔فا۔نا۔آش۔نا) بیگانۂ وفا۔ بے وفا۔ بے مروت۔ (م۔ل)

ہے حسینوں میں وفا نا آشنا تیرا خطاب
اے تلونِ کیش تو ! مشہور بھی، رسوا بھی ہے
(عاشق ہرجائی۔ب۔د۔ص۱۲۲)

وفد: (وَف د) وافد کی جمع۔نمائندوں کا گروہ۔جمع وفور۔

پیغامبری کے لئے کسی اعلیٰ منصب والے کے پاس جانا۔
(ف۔ع)

وفد ہندوستاں سے کرتے ہیں سرآغا خاں طلب
کیا یہ چورن ہے پئے ہضمِ فلسطین و عراق؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۹۰)

وفور: (ؤ۔فُور) وافر ہونا۔فراوانی۔کثرت۔افراط۔
(ف۔آ)

نہ ہو قناعت شعار گلچیں، اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہو جا
(پیامِ عشق۔ب۔د۔ص۱۳۰)

وقار: (وَ۔قار) ا۔بردباری۔قائم مزاجی۔ ۲۔قدر و منزلت۔جادہ وجلال۔ (ف۔آ)

اس زیاں خانے میں کوئی ملتِ گردوں وقار
رہ نہیں سکتی ابد تک بارِ دوشِ روزگار
(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۱)

وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ: قرآن مجید کی آیات کی طرف اشارہ ہے۔حوالہ یہ ہے۱۰/۵۰۔۵۱۔

''کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اس کا عذاب تم پر (ناگہاں) آجائے رات کو یا دن کو تو پھر گنہگار کس بات کی جلدی کریں گے کیا وہ جب آواقع ہوگا تب اس پر ایمان لاؤ گے (اس وقت کہا جائے گا کہ) اور اب (ایمان لائے) اسی کے لئے تم جلدی مچایا کرتے تھے۔ (ت۔ا۔ص۴۷)

حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا ''وقد کنتم بہ تستعجلون''
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

وقف: (وَق رف) صرف۔موقوف۔مخصوص۔(ف۔آ)

آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا
دل نہ تھا میرا سراپا ذوقِ استفسار تھا
(عہد طفلی۔ب۔د۔ص۲۵)

وقف: (وَق رف) وقف، فقہ کی اصطلاح ہے۔اس کی رو سے ایک مسلمان اپنی جائداد کو یہ شکل دے سکتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد یا ورثا، اس سے فائدہ تو حاصل کر سکتے ہیں لیکن نہ فروخت کر سکتے ہیں نہ رہن رکھ سکتے ہیں نہ ہبہ کر سکتے ہیں۔ (ش۔ب۔د۔ص۵۱۶)

قانونِ وقف کے لئے لڑتے تھے شیخ جی
پوچھو کہ وقف کے لئے ہے جائداد بھی؟
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

وقف کرنا: (وَق رف۔کَرْ۔نا) کسی شے کے فوائد کو ہر شخص کے واسطے مباح کرنا۔رفاہِ عام کے واسطے چھوڑنا۔
(ف۔آ)

گرم رکھتا تھا ہمیں سردیٔ مغرب میں جو داغ
چیر کر سینہ اسے وقفِ تماشا کردیں
(عبدالقادر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۳۲)

ولا: (وِ۔لا) محبت۔دوستی۔اتحاد۔ارتباط۔ (ف۔آ)

ہمیشہ سر خوشِ جامِ ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تیری غیرتِ سجودِ نیاز
(حضور رسالت۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۹۷)

ولادت: (وِ۔لا۔دَت) بچہ جننا۔جنم۔تولد۔پیدائش۔
(ف۔آ)

اجل ہے لاکھوں ستاروں کی اک ولادتِ مہر
فنا کی نیند مئے زندگی کی مستی ہے
(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

ولایت: (وِ۔لا۔یَت) آباد ملک۔ دیس۔ ملک غیر۔ پردیس۔ (ف۔آ)

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا؟
اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا؟
(خفتگان خاک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

ولایت: (وِ۔لا۔یَت) ایک بادشاہ کا ملک۔ حکومت۔ سلطنت۔ (ف۔آ)

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہاں گیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتۂ ایماں کی تفسیریں!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

ولولہ: (وَل۔وَ۔لَہ) جوش وخروش۔ شور وغل۔ (ف۔ع)

باقی کلہِ فقر سے تھا ولولۂ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار!
(پنجاب کے۔۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۵۱)

وہم: (وَہ۔م) ۱۔وسواس۔ خیالِ باطل۔ ۲۔دماغ کی وہ باطنی قوت جو فاسد خیالات پیدا کرتی ہے۔ (ف۔آ)

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۹۰)

ویران: (وِی۔رَان) ۱۔اجڑا ہوا۔ ۲۔اداس۔ پریشان۔ (ف۔آ)

تجھ پہ برساتا ہے شبنم دیدۂ گریاں مرا
ہے نہاں تیری اداسی میں دلِ ویراں مرا
(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

ہ

ہا: (ہا) افسوس۔ حیف۔ (ف۔آ)

"دریں حسرت سرا عمریست افسونِ جرس دارم
زفیضِ دل طپیدن ہا خروشِ بے نفس دارم"
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۶۹)

ہاتف: (ہا۔تِف) آواز دینے والا فرشتہ۔ غیب کی آواز۔ (ف۔آ)

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز
حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدیٔ شیراز
(فردوس میں ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۴۴)

ہاتھ آنا: (ہاتھ۔آ۔نا) کسی کا یا کسی چیز کا دستیاب ہونا۔ (س۔ز۔ا۔ص۳۹۴)

مدتوں ڈھونڈا کیا نظارہ گل خار میں
آہ! وہ یوسف نہ ہاتھ آیا ترے دربار میں
(رخصت اے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۴)

ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا: ۱۔خالی اور بیکار محض رہنا۔ ۲۔مایوس اور ناامید ہو کر بیٹھنا۔ (ف۔آ)

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

ہاتھ سے جانا: (ہاتھ۔سے۔جا۔نا) کھویا جانا۔

جاتا رہنا۔ قابو سے نکلنا۔ اختیار سے جانا۔ (ف۔آ)

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی

(دریوزۂ خلافت۔ب۔د۔ص۲۵۴)

ملک ہاتھوں سے گیا، ملت کی آنکھیں کھل گئیں
حق ترا چشمِ عطا کر دست غافل درنگر!

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۶۵)

ہاتھوں سے نکلنا: (ہا۔تھوں۔سے۔نِ۔کلنا) قبضہ وتصرف میں نہ رہنا۔ (ف۔آ)

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا
رخصت ہوا دلوں سے خیالِ معاد بھی

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۶)

ہاشمی: (ہا۔شِ۔می) ہاشمی سے عربوں کی قوم مراد ہے۔ علی الخصوص شریف مکہ جس نے ۱۹۱۶ء میں ترکوں سے غداری کر کے انگریزوں سے دوستی کی تھی۔ اس کا نام حسین تھا۔

(ش۔ب۔د۔ص۴۵۲)

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰؐ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۷)

ہاشمی: (ہا۔شِ۔می) منسوب طرف ہاشم جو سردار دو عالم کے خاندان کے مورث تھے۔ (ف۔ع)

کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۸)

ہتھکنڈا: (ہتھ۔کن۔ڈا) چالاکی۔ عیاری۔ داؤ پیچ۔

(ف۔ل)

ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کن فریبوں سے رام کرتا ہے

(ایک گائے۔۔۔ب۔د۔ص۳۳)

ہٹ: (ہَٹ) اصرار۔ ضد۔ (ف۔ع)

اس دور میں سب مٹ جائیں گے اور باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۵)

ہجر: (ہِج۔ر) جدائی۔ مفارقت۔ علیحدگی۔ (ف۔آ)

ہجر ان قطروں کو لیکن وصل کی تعلیم ہے
دو قدم پر پھر وہی جُو مثلِ تارِ سیم ہے

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو! ہجر میں لذتِ طلب!

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۶)

ہجرت: (ہِج۔رَت) وطن کو ہمیشہ کے واسطے چھوڑ دینا۔ ''ہجرت مدفون یثرب'' سے حضور اقدس کی ہجرت مراد ہے۔

(ف۔آ)(ش۔ب۔د۔ص۲۸۴)

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز!
ہجرتِ مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز

(ایک حاجی۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۶۱)

ہجوم: (ہ۔جُوم) بھیڑ بھاڑ۔ ازدحام۔ مجمع۔ (ف۔آ)

ایک اصلیت میں ہے نہر ورانِ زندگی
گر کے رفعت سے ہجومِ نوعِ انساں بن گئی

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

ہجوم: (ہ۔جُوم) جمگھٹ۔ اظہار کثرت کے واسطے۔

(ف۔آ)

تیری بنا پائیدار، تیرے ستوں بے شمار
شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجومِ نخیل!
(مسجد قرطبہ۔ب۔ج۔ص۳۸۸)

ہدایت: (ہِ۔دَا۔یَت) رہنمائی۔رہبری۔سیدھا راستہ بتانا۔ (ف۔آ)

اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند
(رام۔ب۔د۔ص۱۷۷)

ہدف: (ہَ۔دَف) نشانہ۔ (ف۔ع)

مرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے
ہدف سے بیگانہ تیر اس کا، نظر نہیں جس کی عارفانہ!
(زمانہ۔ب۔ج۔ص۴۲۲)

ہدیہ: (ہَدْ۔یَہ) نذرانہ۔تحفہ۔ (ف۔آ)

تھے وہ بھی دن کہ خدمتِ استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے!
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

ہراس: (ہِ۔رَاس) خوف۔ڈر۔وحشت۔ (ف۔آ)

متاعِ نور کے لٹ جانے کا ہے ڈر تجھ کو؟
ہے کیا ہراسِ فنا صورتِ شرر تجھ کو؟
(ستارہ۔ب۔د۔ص۱۴۷)

ہراساں: (ہِ۔رَا۔سَاں) ا۔ نا امید۔ مایوس۔ ۲۔خوفزدہ۔ (ف۔آ)

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

ہراول: (ہِ۔رَا۔وَل) وہ تھوڑی فوج جو لشکر کے آگے آگے چلے۔ (ف۔آ)

متاعِ غیر پہ ہوتی ہے جب نظر اس کی
تو ہیں ہراولِ لشکر کلیسیا کے سفیر!
(لادین سیاست۔ض۔ک۔ص۶۱۵)

ہرجائی: (ہَر۔جَا۔اِی) کسی ایک کا ہو کر نہ رہنے والا۔ بے مروت۔بے وفا۔ (ف۔ل)

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۸)

ہر چند: (ہَر۔چَن/د) جتنا کچھ۔جس قدر۔ (ف۔ع)

محکوم ہے بیگانہ اخلاص و مروت
ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۳)

ہر چہ: (ہَر۔چَہ) جو کچھ۔ (ف۔ع)

ہر چہ در دل گذرد وقفِ زباں دارد شمع
سوختن نیست خیالے کہ نہاں دارد شمع
(عبدالقادر۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۱۳۲)

ہرنا: (ہَر۔نَا) پکڑنا۔گرفت کرنا۔تھامنا۔ (ف۔آ)

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد!
(پنجابی مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۳)

ہری ہری: (ہ۔رِی۔ہ۔رِی) توبہ ہے توبہ۔توبہ توبہ۔
(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۸)

گلۂ جفائے وفانما کہ حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی "ہری ہری"
(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۳)

ہزار: (ہ۔زَار) بلبل۔ (ف۔ع)

کنار از زاہداں برگیر و بے باکانہ ساغر کش
پس از مدت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد!

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۵)

ہست و بود: (ہَس۔تُو۔بُود) قیام و وجود۔ حیات و زندگی۔ (ف۔آ)

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا

(آفتاب۔ب۔د۔ص۴۳)

گرچہ برہم ہے قیامت سے نظامِ ہست و بود
ہیں اسی آشوب سے بے پردہ اسرارِ وجود

(عالم برزخ۔ا۔ح۔ص۲۶۳)

ہستی: (ہَس۔تی) زیست۔حیات۔کائنات۔(ف۔آ)

جنبشِ موجِ نسیمِ صبح گہوارہ بنی
جھومتی ہے نشۂ ہستی میں ہر گل کی کلی

(ہمالہ۔ب۔د۔ص۲۲)

ہستی: (ہَس۔تی) وجود۔زندگی۔ (ف۔ع)

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا

(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

ہستی: (ہَس۔تی) موجودات۔مخلوقات۔ (ف۔آ)

فطرتِ مسلم تھا حیا سے نمناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستی فوق الادراک

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

ہفت: (ہَف۔ت) سات۔(۷)۔ (ف۔ع)

ظاہرش را پشۂ آرد بخرخ
باطنش آمد محیطِ ہفت چرخ

(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۲۹)

ہفتاد و ملت: (ہَف۔تا۔وُو۔مِل۔لَت) اس کے معنی ۷۲ مذہب۔ چونکہ اہلِ اسلام میں اسلامی مذہب کے ۷۳ فرقے مانے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک جسے سنت و جماعت کہتے ہیں۔ ناجی اور باقی ۷۲ ناری خیال کئے گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہفتاد و ملت انہیں لوگوں سے مراد ہوتی ہے جو ۷۲ فرقوں میں شامل ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کل ۷۲ فرقے میں انہیں میں سے ایک ناجی اور باقی ناری خیال کرنے چاہئیں۔ کوئی فرقہ مخصوص نہیں ہے کہ وہ ناجی اور باقی ناری ہیں۔ خدا جانے اس کے نزدیک کون مقبول اور کون مردود ہے۔ ہمارے نزدیک تو سب اسی کے بندے اور سب اسی کی مغفرت کے امیدوار ہیں۔ (ف۔آ)

آنکھ مل جاتی ہے ہفتاد و ملت سے تری
ایک پیمانہ ترا سارے زمانے کے لئے

(غزل۔ب۔د۔ص۹۹)

ہفت کشور: (ہَف۔ت۔کِش۔وَر) ہفت اقلیم۔ سات ولایتیں۔ساری دنیا۔ (ف۔ل)

ہفت کشور جس سے ہے تسخیر بے تیغ و تفنگ
تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

ہلاک: (ہ۔لاک) نابود۔غارت۔ بربادی۔تباہی۔ (ف۔ع)

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا، نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاک جادوئے سامری، تو قتیل شیوۂ آزری

(میں اور تو۔ب۔د۔ص۲۵۲)

ہلاکت: (ہ۔لا۔کَت) نابودی۔تباہی۔ بربادی۔

(ف۔ع)

کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں!
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

ہلاکی: (ہ۔لا۔کی) موت۔تباہی۔ (ف۔آ)

نہ جدا رہے نواگر تب و تاب زندگی سے
کہ ہلاکی امم ہے یہ طریق نے نوازی!
(غزل۔ض۔ک۔ص۵۳۶)

ہلال: (ہِ۔لال) ماہِ نو۔پہلی رات کا چاند۔پہلی تین راتوں تک کا چاند۔ (ف۔ع)

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
(ترانۂ ملی۔ب۔د۔ص۱۵۹)

ہلالی: (ہِ۔لا۔لی) منسوب بہ ہلال۔نئے چاند کی مانند۔ ہلال کی وضع کا۔ہلالی دنیا سے مسلمانوں کا ملک مراد ہے۔
(ف۔آ)(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۹۰)

گرمیِ مہر کی پروردہ، ہلالی دنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۷)

ہلاہل: (ہَ۔لا۔ہل) زہرِ قاتل۔ (ف۔ع)

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۳)

ہما: (ہُ۔ما) ایک خیالی پرند کا نام جس کی غذا ہڈی ہے۔ شاعروں کے نزدیک جس کسی پر اس کا سایہ پڑ جاتا ہے۔بادشاہ ہو جاتا ہے۔ (ف۔ع)

تو ہما کا ہے شکاری ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مرغ و ماہی!
(غزل۲۲۔ب۔ج۔ص۳۳۷)

ہم آغوش: (ہَم۔آ۔غوش) ہم بغل گیر۔باہم گلے سے ملنا۔ہم کنار۔ (ف۔آ)

اپنے خورشید کا نظارہ کروں دور سے میں
صفتِ غنچہ ہم آغوش رہوں نور سے میں
(کلی۔ب۔د۔ص۱۱۸)

ہو کوہ و بیاباں سے ہم آغوش ولیکن
ہاتھوں سے ترے دامنِ افلاک نہ چھوٹے!
(صبح۔ض۔ک۔ص۵۸۲)

ہم آواز: (ہَم۔آ۔واز) سر یا راگ میں شریک۔ایک سر یا ایک راگ۔ (ف۔آ)

ساکنانِ صحنِ گلشن کی ہم آوازی میں ہے
ننھے ننھے طائروں کی آشیاں سازی میں ہے
(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۴)

ہماں: (ہ۔ماں) سب۔

ہماں فقیہ ازل گفت جرہ شاہیں را
بآسماں گردی بازمیں نہ پروازی
(ملازادہ۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۶)

ہم آہنگ: (ہَم۔آ۔ہَن۔رنگ) شریک الرائے۔ہم سفر۔ ساتھی۔ (ف۔آ)

آہ! اس عادت میں ہم آہنگ ہوں میں بھی ترا
تو تکون آشنا ، میں تکون آشنا
(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۷)

ہم آہنگی: (ہَم۔آ۔ہَن۔گی) ایک آواز ہونا۔ (ف۔ع)

مذہب سے ہم آہنگی افراد ہے باقی
دیں زخمہ ہے ، جمعیتِ ملت ہے اگر ساز
(فردوس میں۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۵)

ہم بغل: (ہَم۔بَ۔غَل) بغل گیر۔ہم کنار۔ہم آغوش۔ واصل یا متحد۔ (ل۔ف)

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب! تو
پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہرِ نایاب تو
(سوامی رام تیرتھ۔ب۔د۔ص۱۱۴)

ہم پہلو: (ہَم۔پَہ۔لُو) ساتھی۔رفیق۔طرف دار۔ (ف۔آ)

جس کے دم سے دلی و لاہور ہم پہلو ہوئے
آہ! اے اقبال ، وہ بلبل بھی اب خاموش ہے
(غزل۔ب۔د۔ص۲۷۸)

ہمت: (ہِم۔مَت) عزم۔ حوصلہ۔ جرأت۔ دلیری۔ شجاعت۔ (ف۔آ)

خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر جب عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۷)

ہمت خواہ: (ہِم۔مَت۔خُواہ) ہمت۔چاہنے والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۴۵)

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمت خواہ برنائی
(تضمین۔۔۔۔۔صائب۔ب۔د۔ص۲۴۴)

ہمت عالی: (ہِم۔مَ۔تِ۔عا۔لی) بلند حوصلہ۔ارادہ۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۷۲)

ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک
(خضرراہ۔ب۔د۔ص۲۶۳)

ہم جوار: (ہَم۔جَوا) ہم سایہ۔پڑوسی۔ (ف۔ع)

سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا
ستارے جن کے نشیمن ہیں زیادہ قریب!
(غزل۶۱۔ب۔ج۔ص۳۷۱)

ہمچو: (ہَم۔چُو) حرف تشبیہ۔مانند۔اسی طرح۔ (ف۔ع)

ہمچو نے از نیستانِ خود حکایت می کنم
بشنو اے گل! از جدائیہا شکایت می کنم
(گلِ پژمردہ۔ب۔د۔ص۵۱)

ہم خو: (ہَم۔خُو) وہ شخص جس کی عادت اور خصلت اپنے برابر ہو۔ (ل۔ک)

مکتب و میکدہ جز درسِ نبودن ندہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود!
(وجود۔ض۔ک۔ص۵۷۶)

ہمدرد: (ہَم۔دَرد) دردمند۔دکھ درد کا ساتھی۔ (ف۔آ)

مبتلائے درد کوئی عضو ہو، روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ
(شاعر۔ب۔د۔ص۶۱)

ہمدردی: (ہَم۔دَر۔دی) دردمندی۔ (ف۔ع)

شاہدِ قدرت کا آئینہ ہو دل میرا نہ ہو!
سر میں جز ہمدردیٔ انساں کوئی سودا نہ ہو!
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

ہمدم: (ہَم۔دَم) دم کا ساتھی۔رفیق۔دوست۔ (ف۔آ)

ہوئی جنبش عیاں، ذروں نے لطفِ خواب کو چھوڑا
گلے ملنے لگے اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے ہمدم سے
(محبت۔ب۔د۔ص۱۱۱)

ہمدم دیرینہ: (ہَم۔دَ۔م۔دِ۔رِ۔نَہ) پرانا ساتھی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۹۸)

ہمدمِ دیرینہ کیسا ہے جہانِ رنگ و بو!
سوز و ساز و درد و داغ و جستجوئے و آرزو!
(جبریل وابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۵)

ہمدوش: (ہَم۔دُوْ۔ش) برابر۔ہم سر۔ساتھی۔(ف۔آ)

خاک اس بستی کی ہو کیونکر نہ ہمدوشِ ارم
جس نے دیکھے جانشینانِ پیمبرؐ کے قدم
(بلاد اسلامیہ۔ب۔د۔ص۱۴۵)

ہمراز: (ہَم۔رَاز) رازداں۔محرم۔ہمدم۔ (ف۔آ)

ہم وطن شمشاد کا، قمری کا میں ہمراز ہوں
اس چمن کی خامشی میں گوش بر آواز ہوں
(رخصت اے۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

ہم رنگ: (ہَم۔رَن۔گ) ایک رنگ۔یکساں۔ایک طرح کا۔ (ف۔آ)

جیسے ہوجاتا ہے گم، نور کا لے کر آنچل
چاندنی رات میں مہتاب کا ہم رنگ کنول
(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

ہمرہ: (ہَم۔رَہ) ساتھی۔ (ف۔آ)

ٹپک بلندیٔ گردوں سے ہمرہِ شبنم
مرے ریاضِ سخن کی فضا ہے جاں پرور
(اختر صبح۔ب۔د۔ص۱۱۵)

ہمزبان: (ہَم۔زَ۔بان) دوست۔ (ف۔ع)

باغباں ہو سبق آموز جو یک رنگی کا
ہمزباں ہوکے رہیں کیوں نہ طیورِ گلزار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

ہمسائگی: (ہَم۔سَا۔اِ۔گی) پڑوسی۔قربت مکانی۔ (ف۔آ)

لطفِ ہمسائگی شمس و قمر کو چھوڑوں
اور اس خدمتِ پیغامِ سحر کو چھوڑوں
(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص۸۵)

ہمسایہ: (ہَم۔سَایَہ) پڑوسی۔ (ف۔ع)

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں!
(مردِ مسلمان۔ض۔ک۔ص۵۲۲)

ہم سخن: (ہَم۔سُ۔خن) ہم کلام۔ (ف۔ل)

شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تونے
ہم سخن کردیا بندوں کو خدا سے تونے
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۰)

ہمسر: (ہَم۔سَر) برابر۔ (ف۔ع)

اپنے حسنِ عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسرِ یک ذرۂ خاکِ درِ آدم نہیں!
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۹)

ہمسری: (ہَم۔سَ۔ری) برابری۔ (ف۔ع)

لطفِ گویائی میں تیری ہمسری ممکن نہیں
ہو تخیل کا نہ جب تک فکرِ کامل ہم نشیں
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

ہمسفر: (ہَم۔سَ۔فَر) مل کر سفر کرنے والا۔سفر کا ساتھی۔ (ف۔آ)

مقام ہمسفروں سے ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں مجکو
(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص۹۶)

ہم صحبت: (ہَم۔صُح۔بَت) صحبت میں رہنے والا۔ ہم نشیں۔ (ف۔آ)

مدتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا
مدتوں بیتاب موجِ بحر کی صورت رہا
(رخصت اے۔۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۳)

ہم صفیر: (ہَم۔ص۔فی ر) ہم آواز۔ایک طرح کی بولی بولنے والا۔وہ پرند جو ایک قسم کی بولی بولتے ہیں۔(ف۔آ)

پا ر تھا ناکامیِ صیاد کا اے ہم صفیر
ورنہ میں اور اڑ کے آتا ایک دانے کے لئے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

ہم صفیر: (ہَم۔ص۔فی ر) ہمدم۔ہم رنگ۔(ف۔آ)

مرے ہم صفیر اسے بھی عصرِ بہار سمجھے!
انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ!
(غزل۱۱۔ب۔ج۔ص۳۰۷)

ہم عناں: (ہَم۔ع۔نَاں) ہمراہ۔برابر۔(ف۔ع)

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں
(غزل۱۴۔ب۔ج۔ص۳۱۰)

ہم کلام: (ہَم۔ک۔لَام) آپس میں بات کرنے والا۔ (ف۔ع)

اک نوجوان صورتِ سیماب مضطرب
آکر ہوا امیرِ عساکر سے ہم کلام
(جنگ یرموک۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۴۷)

ہم کنار: (ہَم۔کِ۔نَار) ہم آغوش۔ہم بغل۔(ف۔آ)

ہو شمع بزمِ عیش کہ شمعِ مزار تو
ہر حال اشکِ غم سے رہی ہمکنار تو
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

یہ آبجو کی روانی، یہ ہم کناریٔ خاک
مری نگاہ میں ناخوب ہے یہ نظارہ
(فوارہ۔ض۔ک۔ص۵۸۸)

ہم نشیں: (ہَم۔نَ۔شِی ں) مصاحب۔ مقرب۔ جلیس۔ہم صحبت۔ (ف۔آ)

لطفِ گویائی میں تیری ہمسری ممکن نہیں
ہو تخیل کا نہ جب تک فکرِ کامل ہم نشیں
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

ہم نوا: (ہَم۔نَ۔وَا) بولنے میں ساتھی۔متفق الرائے۔ اقبال کی رائے میں انیسویں صدی میں اگر دنیا میں کوئی شاعر غالب کا ہمعصر تھا تو صرف گوئٹے ہی تھا۔دونوں میں بعض مشترک خصوصیات پائی جاتی ہیں۔(ف۔آ)(م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۷۹)

آہ! تو اجڑی ہوئی دلی میں آرامیدہ ہے
گلشنِ ویمر میں تیرا ہم نوا خوابیدہ ہے
(مرزا غالب۔ب۔د۔ص۲۶)

ہم نوا: (ہَم۔نَ۔وَا) سر یا راگ میں شریک۔(ف۔آ)

پچھلے پہر کی کوئل، وہ صبح کی موذن
میں اس کا ہم نوا ہوں ، وہ میری ہم نوا ہو
(ایک آرزو۔ب۔د۔ص۴۷)

ہم نوا: (ہَم۔نَ۔وَا) ہمدم۔ساتھی۔دوست۔(ف۔آ)

نالے بلبل کے سنوں ، اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا! میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

ہم وطن: (ہَم۔وَ۔طَن) ایک دیس کا۔ایک شہر کا۔

(ف۔آ)

ہم وطن شمشاد کا، قمری کا میں ہمراز ہوں
اس چمن کی خامشی میں گوش بر آواز ہوں

(رخصت اے۔۔۔۔ب۔د۔ص۶۵)

ہمہ: (ہ۔مَہ) سارا۔سب۔تمام۔کل۔ (ف۔ع)

دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں
تہی دس رفتن سوئے دوستاں

(سعدیؒ) (ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص۴۰۳)

ہمہ اوست: (ہ۔مَہ۔اُوست) سب کچھ وہ (خدا) ہے۔ یہ قول صوفیوں کا ہے جن کے نزدیک سوائے خدا کے کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ یہ خدا ہی ہے جو مختلف صورتوں میں دکھائی دیتا ہے۔ (ف۔ا)

محکوم ہو سالک تو یہی اس کا ہمہ اوست
خود مردہ خود مرقد و خود مرگ مفاجات

(ملاذادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۸۰)

ہمہ تن گوش: (ہ۔مَہ۔تَن۔گُوش) سارے جسم کا کان بن جانا۔ پوری توجہ سے سننا۔ (ف۔ل)

نالے بلبل کے سنوں، اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا! میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں؟

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۳)

ہمہ دانی: (ہ۔مَہ۔دا۔نی) جگ استادی۔(ف۔آ)

لبریز مئے زہد سے تھی دل کی صراحی
تھی تہہ میں کہیں دُردِ خیالِ ہمہ دانی

(زہداور رندی۔ب۔د۔ص۵۹)

ہمہ گیر: (ہ۔مَہ۔گی رر) جو سب پر چھایا ہوا ہو۔

(ف۔ع)

جوشِ کردار سے تیمور کا سیلِ ہمہ گیر
سیل کے سامنے کیا شے ہے نشیب اور فراز

(نپولین کے۔۔۔۔ب۔ج۔ص۴۴۲)

ہند: (ہِن رد) ہندوستان۔ بھارت۔آریاوَرت۔(ف۔آ)

آشکارا اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفہ پر ناز تھا

(نانک۔ب۔د۔ص۲۳۹)

ہندی: (ہِن۔دِی) ہند سے نسبت رکھنے والا۔ ہندوستان کی چیز۔ (ف۔آ)

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۶۷)

ہنر: (ہُ۔نَر) کمال۔جوہر۔کرتب۔ (ف۔آ)

جو تو بڑا ہے تو مجھ سا ہنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیاں ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو

(ایک پہاڑ۔۔۔۔ب۔د۔ص۳۱)

ہنر: (ہُ۔نَر) فن۔گن۔کام۔کاری گری۔دست کاری۔ خوبی۔حکمت۔دانائی۔ (ف۔آ)

اے جہان آباد ! اے گہوارۂ علم و ہنر
ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در

(مرزاغالب۔ب۔د۔ص۲۷)

ہنر: (ہُ۔نَر) وہ کاری گری جو ہاتھ سے ہو۔وصف۔کرتب۔ خوبی۔ (ف۔آ)

سرما کی ہواؤں میں ہے عریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ
(ملازادہ۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۷۶)

ہنر مند: (ہُ۔نَر۔مَن/مَند) باہنر۔باکمال۔صاحب سلیقہ۔ (ف۔آ)

یا رب یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنر مند!
(غزل۱۶۔ب۔ج۔ص۳۱۲)

ہنر مند: (ہُ۔نَر۔مَن/مَند) صنعت وحرفت سے واقف۔ دست کار۔کاری گر۔صناع۔ (ف۔آ)

فطرت کی غلامی سے کر آزاد ہنر کو
صیاد ہیں مردانِ ہنر مند کہ نخچیر!
(اہرام مصر۔ض۔ک۔ص۵۷۸)

ہنر وران: (ہُ۔نَر۔وَ۔رَان) ہنر ور کی جمع۔ فنکار۔ Artist۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۷۶۲)

(ہنر وران ہند۔ض۔ک۔ص۵۹۰)

ہنسی اڑانا: (ہَن۔سی۔اُ۔ڑا۔نا) رسوا کرنا۔احمق بنانا۔ (ف۔آ)

پیامِ عیش و مسرت ہمیں سناتا ہے!
ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے!
(عید پر شعر۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۱۳)

ہنگامہ: (ہَن۔گا۔مَہ) ا۔ازدہام۔بھیڑ۔ ۲۔شور و شغف۔ (ف۔آ)

دل کہ ہے بیتابیِ الفت میں دنیا سے نفور
کھینچ لایا ہے مجھے ہنگامۂ عالم سے دور
(خفتگان خاک۔ب۔د۔ص۳۸)

ہنگامہ آرا: (ہَن۔گا۔مَہ۔آ۔رَا) صف آرا۔معرکہ آرا۔ (ف۔آ)

مسلمِ خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق ، گرمِ تقاضا تو بھی ہو
(نوید صبح۔ب۔د۔ص۲۱۱)

ہنگامہ آرا: (ہَن۔گا۔مَہ۔آ۔رَا) فتنہ انگیز۔ فتنہ برپا کرنے والا۔ (ف۔آ)

موت ہے ہنگامہ آرا قلزمِ خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موت کی آغوش میں
(والدہ مرحومہ۔۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۰)

ہنگامہ بپا ہونا: (ہَن۔گا۔مَہ۔ب۔پا۔ہُو۔نا) جھگڑا کھڑا ہونا۔فساد ہونا۔شور وشر مچانا۔ (ف۔آ)

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا
غافلوں کے لئے پیغام ہے بیداری کا
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

ہنگامہ گرم ہونا: (ہَن۔گا۔مَہ۔گَرم۔ہُو۔نا) کثرت سے حادثات کا واقع ہونا۔خوب شور وشر ہونا۔افراتفری ہونا۔ (ف۔آ)

مگر ہنگامہ ہوسکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے
(رباعی۔ب۔ج۔ص۳۷۷)

ہنگامۂ محشر: (ہَن۔گا۔مَہ۔اِ۔مَحْ۔شَر) قیامت کے روز کا ہجوم۔شور وشغب۔ (ف۔آ)

دل میں یہ سن کر بپا ہنگامۂ محشر ہوا
میں شہیدِ جستجو تھا یوں سخن گستر ہوا
(خضر راہ۔ب۔د۔ص۲۵۶)

ہنگامہ ہائے نو بنو: (ہَن۔گا۔مَہ۔ہا۔اِے۔نُو۔بَ۔ نُو) نئے نئے ہنگامے، نت نئے کارنامے یا ہر لحظہ نئی رونقیں۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۶۸)

اگر مقصودِ کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے
مرے ہنگامہ ہائے نوبنو کی انتہا کیا ہے؟

(حضرت انسان۔ا۔ح۔ص۶۹۲)

ہنود: (ہُ۔نُود) ہندو کی جمع۔ باشندگان ہند۔ ہندوستان کی قدیم قوم۔ (ف۔آ)

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں، جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۳)

ہنوز: (ہُ۔نُوز) ابھی تک۔ (ف۔ع)

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمدؐ ایں چہ بوالعجبی است!

(حسین احمد۔ا۔ح۔ص۶۹۱)

ھو: (ھُو) اسم ذات باری تعالیٰ۔ خدا تعالیٰ کا اسمِ ذات۔ اللہ ھو کا مخفف۔ (ف۔آ)

دور ہنگامۂ گلزار سے یکسوں بیٹھے
تیرے دیوانے بھی ہیں منتظرِ ھو بیٹھے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

ہو: (ہُو) ہو حق کرنا۔ صوفیوں وغیرہ کا ضرب لگانا۔ (ہو دراصل ھُو۔وہ)۔ اسم اشارہ ہے ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف ہو کی ضرب دل پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ دل سے ماسوا کا نقش محو ہو جائے اور ھوالموجود کا نقش قائم ہو جائے۔ (ف۔ک۔م)

کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو!

(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص۶۵۳)

ہوا: (ہَ۔وَا) آرزوئے نفس۔ حرص۔ ارمان۔ اشتیاق۔ خواہش۔ (ف۔آ)

کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیوں کر ہوا؟
اور اسیرِ حلقۂ دامِ ہوا کیوں کر ہوا؟

(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۰)

ھُوَ اللّٰہُ اَحَدُ: اشارہ ہے قرآن کی سورۂ اخلاص کی طرف جس کی پہلی آیت قل ھو اللہ احد ہے۔ (ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے) (ف۔ا)

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منھ کے بل گر کے ھو اللہ احد کہتے تھے

(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۵)

ہوا آنا: (ہَ۔وَا۔آ۔نا) کسی طرف سے باد کا جھونکا آنا۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جبکہ ایک مرتبہ رسولِ خدا نے فرمایا تھا کہ مجھے ہندوستان سے توحید کی خوشبو آتی ہے۔

(ف۔ش)(ش۔ب۔د۔ص۱۳۸)

وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔ب۔د۔ص۸۷)

ہوا گیر: (ہَ۔وَا۔گی ر) مراد ہوا میں اڑنے والا۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۰۸)

گر تو ہے ہوا گیر، تو ہوں میں بھی ہوا گیر
آزاد اگر تو ہے، نہیں میں بھی گرفتار

(ایک مکالمہ۔ب۔د۔ص۲۱۹)

ہو بہو: (ہُو۔بَ۔ہُو) جوں کا توں۔ ٹھیک ٹھیک۔ ہم شکل۔ (ف۔آ)

ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون؟
اٹھ گیا ناوک فگن، مارے گا دل پر تیر کون؟
(داغ۔ب۔د۔ص۹۰)

ہوس: (ہ۔وَس) ایک قسم کا جنون۔دیوانگی۔(ف۔آ)

ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگیں بیانی کی
نصیحت بھی تری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی
(تصویر درد۔ب۔د۔ص۷۳)

ہوس: (ہ۔وَس) آرزو۔شوق۔اشتیاق۔تمنا۔(ف۔آ)

ہوس بھی ہو تو نہیں مجھ میں ہمتِ تگ و تاز
حصولِ جاہ ہے وابستۂ مذاقِ تلاش
(ایک خط۔۔۔۔ب۔د۔ص۲۳۸)

ہوس: (ہ۔وَس) ادھورا اور جھوٹا عشق۔عشق خام۔عشق ناتمام۔ (ف۔آ)

برابری نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں!
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۱)

ہوس: (ہ۔وَس) لالچ۔حرص۔ (ف۔آ)

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
(طلوع اسلام۔ب۔د۔ص۲۷۳)

ہوس جاہ: (ہ۔وَ۔سِ۔جاہ) عزت و مرتبہ حاصل کرنے کا لالچ۔ (ف۔آ)

اور لوگوں کی طرح تو بھی چھپا سکتا ہے
پردۂ خدمتِ دیں میں ہوسِ جاہ کا راز
(نصیحت۔ب۔د۔ص۱۷۶)

ہوسناکی: (ہ۔وَس۔نا۔کی) حرصی۔ہوس کا بھرا ہوا۔ لالچی۔ (ف۔آ)

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی
(تہذیب حاضر۔ب۔د۔ص۲۲۵)

ہوشمند: (ہُوش۔مَن۔د) سمجھدار۔ (ف۔ع)

کچھ ہی دنوں کی بات ہے اے مردِ ہوشمند!
غیرت نہ تجھ میں ہوگی، نہ زن اوٹ چاہے گی
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۴)

ہوشیاری: (ہُوش۔یا۔ری) غفلت اور مستی کا نقیض۔ عاقبت اندیشی۔دور اندیشی۔ (ف۔آ)

مری نگاہ میں وہ رند ہی نہیں ساقی
جو ہوشیار و مستی میں امتیاز کرے
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۶)

ہویدا: (ہ۔وِے۔دَا) عیاں۔واضح۔آشکارا۔(ف۔آ)

زندگانی ہے تری آزادِ قیدِ امتیاز
تیری آنکھوں پر ہویدا ہے مگر قدرت کا راز
(طفل شیر خوار۔ب۔د۔ص۶۷)

ہیبت: (ہَے۔بَت) خوف۔دہشت۔ڈر۔رعب۔ (ف۔آ)

دو نیم، ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص۳۹۷)

ہیبت ناک: (ہَے۔بَت۔نا۔ک) دہشت ناک۔پر خطر۔خوفناک۔ (ف۔آ)

حسنِ کوہستاں کی ہیبت ناک خاموشی میں ہے
مہر کی خوگستری، شب کی سیہ پوشی میں ہے

(بچہ اور شمع۔ب۔د۔ص۹۳)

ہیچ: (ہی رچ) ا۔کم۔قلیل۔کچھ۔ذرا۔ ۲۔ناقابل۔ خالی۔ (ف۔آ)

کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے
(شمع اور شاعر۔ب۔د۔ص۱۹۳)

ہیچ: (ہی رچ) کوئی۔ (ف۔آ)

تادلِ صاحبدلے نامد بہ درد
ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد!
(پیر و مرید۔ب۔ج۔ص۴۳۰)

ہیچ کارہ: (ہی رچ۔کا۔رَہ) نالائق۔بیکار۔ (ف۔ع)

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر ابھر بھی آتے ہیں
مگر یہ حوصلۂ مرد ہیچ کارہ نہیں!
(غزل۲۱۔ب۔ج۔ص۳۳۶)

ہیئت: (ہَی۔اَت) ا۔صورت۔ ۲۔حالت۔کیفیت۔ طریق۔ (ف۔آ)

چاہے تو بدل ڈالے ہیئت چمنستاں کی
یہ ہستی دانا ہے، بینا ہے، توانا ہے
(انسان۔ب۔د۔ص۱۷۹)

ی

یا: (یا) اے جیسے یااللہ، یارب۔ (ف۔آ)

شام جس کی آشنائے نالۂ "یا رب" نہیں
جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں
(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص۱۵۶)

یاجوج وماجوج: (یا۔جُو۔جُو۔ما۔جُو رج) "یاجوج اور ماجوج" کا ذکر قرآن میں دو جگہ آیا ہے، ایک تو سورۂ کہف میں اور دوسرا سورۂ انبیا میں۔ یاجوج اور ماجوج کا نام سب سے پہلے عہدِ عتیق میں آیا ہے۔ عہدِ عتیق کے بعد یہ نام ہمیں مکاشفات یوحنا میں بھی ملتا ہے۔

یاجوج اور ماجوج کے لئے یورپ کی زبانوں میں Gog اور Magog کے نام مشہور ہوگئے ہیں۔ اور شارحین توریت کہتے ہیں کہ یہ نام سب سے پہلے توریت کے ترجمہ سبعینی (ترجمۂ سبعینی سے مقصود توریت کا وہ پہلا یونانی ترجمہ ہے جو اسکندریہ میں شاہی حکم سے ہوا تھا اور جس میں ستر علما یہود شریک تھے) میں اختیار کئے گئے تھے۔

تمام تاریخی قرائن متفق طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اس سے مقصود صرف ایک ہی قوم ہوسکتی ہے اس کے سوا کوئی نہیں یعنی شمالی مشرقی میدانوں کے وہ وحشی مگر طاقتور قبائل جن کا سیلاب قبل از تاریخ عہد سے لے کر نویں صدی مسیحی تک برابر مغرب کی طرف امنڈتا رہا۔ جن کے مشرقی حملوں کی روک تھام کے لئے چینیوں کو سیکڑوں میل لمبی دیوار بنانی پڑی تھی۔ جن کی مختلف شاخیں تاریخ میں مختلف ناموں سے پکاری گئی ہیں اور جن کا آخری قبیلہ یوروپ میں میگر کے نام سے روشناس ہوا اور ایشیا میں تاتاریوں کے نام سے۔ اسی قوم کی ایک شاخ تھی جسے یونانیوں نے سیتھین (Scythian) کے نام سے پکارا ہے۔ اور

اسی کے حملوں کی روک تھام کے لئے سائرس (ذوالقرنین) نے سدِ سکندری تعمیر کی تھی۔

شمالی مشرق کے اس علاقہ کا بڑا حصہ اب ''منگولیا'' کہلاتا ہے اور یہی عبرانی میں ''ماجوج'' ہوگیا۔ چین کی تاریخ میں ہمیں اس علاقہ کے ایک اور قبیلے کا ذکر بھی ملتا ہے جو ''یواچی'' (Yueh-chi) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یواچی جس نے مختلف قوموں کے مخارج وتلفظ سے گزر کر کوئی ایسی شکل اختیار کرلی تھی کہ ابرانی میں ''یاجوج'' ہوگیا۔

اس وحشی قوم کے بارے میں مفسرین ومورخین نے عجیب وغریب روایات نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس قوم کے بعض افراد بالشت ڈیڑھ بالشت کا قد رکھتے ہیں اور بعض انتہائی طویل قامت ہیں۔ ان کے دونوں کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک اوڑھنے اور دوسرا بچھانے کے کام آتا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہ مخلوق سدِ سکندری کی وجہ سے رکی ہوئی ہے مگر اس کو دن بھر چاٹتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کو انتہائی پتلا کردیتی ہے لیکن قدرت رات کو پھر اسے اس کی اصل حالت پر لوٹا دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قیامت کے قریب یہ مخلوق باہر نکل آئے گی اور پھر سے دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گی (مولانا ابوالکلام آزاد۔ ترجمان القرآن۔ جلد ۲۔ ص ۴۲۰، بحوالہ۔ م۔ ت۔ ا۔ ا۔ ص ۳۵۸۔۳۵۹)

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۵۵)

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ''ینسلون''

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص ۲۸۹)

یارا: (یا۔را) تاب۔مجال۔قوت۔توانائی۔ (ف۔آ)

گیا ہے تقلید کا زمانہ، مجاز رختِ سفر اٹھائے!
ہوئی حقیقت ہی جب نمایاں تو کس کو یارا ہے گفتگو کا

(غزل۔ب۔د۔ص ۱۳۸)

یارا: (یا۔را) حوصلہ۔جرأت۔ (ف۔آ)

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

(خطاب بہ۔۔۔۔ب۔د۔ص ۱۸۰)

یارب: (یا۔رَبّ) اے پروردگار۔ یارب کنایہ ہے آہ و فریاد سے۔ (ف۔آ) (ش۔ب۔د۔ص ۲۷۲)

شام جس کی آشنائے نالۂ ''یارب'' نہیں
جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں

(فلسفۂ غم۔ب۔د۔ص ۱۵۶)

یاس: (یاس) ناامیدی۔حرماں۔مایوسی۔ (ف۔آ)

یاس و امید کا نظارہ جو دکھلاتی ہو
جس کی خاموشی سے تقریر بھی شرماتی ہو

(صبح کا ستارہ۔ب۔د۔ص ۸۶)

یاس: (یاس) خوف۔اندیشہ۔خطرہ۔ (ف۔آ)

یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روز گار
فتح کامل کی خبر دیتا ہے جوشِ کارزار

(مسلم۔ب۔د۔ص ۱۹۶)

یاس آفریں: (یاس۔آف۔رِی/ں) مایوسی پھیلانے والی۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۲۷۴)

اے درائے کاروانِ خفتہ پا! خاموش رہ
ہے بہت یاس آفریں تیری صدا خاموش رہ

(مسلم۔ب۔د۔ص ۱۹۶)

یافت: (یاف/ت) کمائی۔ (ف۔ع)

خرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم

(سعدیؒ) (فردوس میں۔۔۔۔ب۔د۔ص ۲۴۵)

یافت: (یاف/ت) آمدنی۔ (ف۔ع)

درمعرکہ بے سوز تو ذوقے نتواں یافت
اے بندۂ مومن تو کجائی؟ تو کجائی؟
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۷)

یاں: (یاں) یہاں کا مخفف۔اس جگہ۔ (ف۔آ)

رشتہ و پیوند یاں کے ، جان کا آزار ہیں
اس گلستاں میں بھی کیا ایسے نکیلے خار ہیں
(خفتگان خاک۔۔۔ب۔د۔ص۳۹)

یداللہ: (ی۔دُل۔لاہ) خدا کا ہاتھ۔کنایۃً حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ (ف۔ل)

یا عقل کی روباہی، یا عشق ید اللہی
یا حیلۂ افرنگی ، یا حملۂ ترکانہ!
(غزل ۴۷۔ب۔ج۔ص۳۶۰)

یداللہی: (ی۔دُل۔لا۔ہی) اللہ کے ہاتھ والا۔مراد خدائی قوت والا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۸۰۴)

بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی
بازو ہے قوی جس کا وہ عشق ید اللہی!
(محراب گل۔۔۔۔ض۔ک۔ص۶۳۶)

یدِ بیضا: (ے۔دِ۔بَے۔ضا) (لغ: سفید ہاتھ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کرنے کے لئے خدا نے دو معجزے عطا کئے تھے،ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو وہ روشن ہو جاتا۔بعض روایات کے مطابق ایام طفلی میں فرعون نے حضرت موسیٰ کے سامنے ان کا امتحان لینے کی خاطر اشرفیاں اور آگ رکھ دی تھیں۔موسیٰ نے انگارہ اٹھالیا،جس سے ان کا ہاتھ جل گیا۔اسی ہاتھ کو بعد میں خدا نے روشن ہونے کی صلاحیت

جلوۂ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
موجۂ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم
(حسن وعشق۔ب۔د۔ص۱۱۶)

یدِ بیضا: (ی۔دِ۔بَے۔ضا) یہاں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔اقبال نے اہل فقر کے ہاتھوں کو حضرت موسیٰ کے دستِ مبارک (یدِ بیضا) سے نسبت دی ہے۔واضم یدک الیٰ جناحک تخرج بیضاء من غیر سوٓء ایۃ اخری۔ ۲۲/۲۰ (ترجمہ:اور اپنا ہاتھ اپنی بغل سے نکالو وہ کسی عیب (بیماری) کے بغیر سفید (چمکتا دمکتا) نکلے گا۔(یہ) دوسری نشانی (ہے)۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۶۰)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
(غزل۔ب۔د۔ص۱۰۴)

یراق: (ی۔رَق) ہتھیار۔سامانِ جنگ۔ (ف۔ع)

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلب سلیم
(فقر وطوکیت۔ض۔ک۔ص۴۹۲)

یزداں: (یز۔دَان) خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام۔ (ف۔آ)

چپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند!
(رباعی۔ا۔ج۔ص۶۷۴)

عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے؟
(رباعی۔ا۔ج۔ص۶۷۴)

یٰسین کے حروف سے شروع ہوتی ہے۔ یہ حروف ان حروف مقطعات میں سے ہیں جن کے صحیح مفہوم کے بارے میں صرف خدا اور اس کے رسول کو ہی علم ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ (سورہ صافات میں) **سلام علی آلِ یٰسین** کہا گیا ہے۔

چنانچہ مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یٰسین سے غالباً خطاب رسول اللہ کی طرف ہے اور آلِ یٰسین سے مراد آلِ رسول ہے۔ اس کو قرآن کا دل کہا جاتا ہے۔ قریب المرگ شخص کو بھی یٰسین سنائی جاتی ہے جس سے نزع کی تکلیف کم ہو جاتی ہے۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۵۵)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طاہا!

(غزل (۱)۔ب۔ج۔ص ۳۱۷)

یقیں: (ی۔قی ں) پختہ پکا ایمان۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۳۸۴)

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں، نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(طلوعِ اسلام۔ب۔د۔ص ۲۷۱)

یقیں: (ی۔قی ں) یقین اقبال کے فلسفۂ فقر کا سنگ بنیاد ہے۔ یقیں اقبال کی اصطلاح ہے اور اس سے مراد ہے اللہ کی ہستی پر یقین۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر یقین اور قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر یقین یعنی اسلام کی صداقت اور حقانیت پر یقین۔ قرآن مجید نے اس کو ایمان سے تعبیر کیا ہے اور عمل صالحہ کے لئے پہلی اور لازمی شرط قرار دیا ہے۔

(ش۔ب۔ج۔ص ۵۱۴۔۴۲۶)

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی، کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!

(غزل ۳۸۔ب۔ج۔ص ۳۵۱)

یک: (یک) ایک۔واحد۔اکیلا۔تنہا۔ (ف۔آ)

اپنے حسنِ عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسرِ یک ذرۂ خاکِ درِ آدم نہیں!

(آفتابِ صبح۔ب۔د۔ص ۴۹)

فرصت کشمکش مدح ایں دلِ بے قرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

(ذوق وشوق۔ب۔ج۔ص ۴۰۵)

یک بیں: (یک۔بی ں) ایک دیکھنے والی یعنی وہ چیز جس کی نظر نیک و بد، پست و بلند اور من وتو کے امتیاز سے آزاد ہو۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص ۶۶)

یک بیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
میری نگاہ مایۂ آشوبِ امتیاز

(شمع۔ب۔د۔ص ۴۴)

یکتا: (یک۔تا) واحد۔فرد۔اکیلا۔ (ف۔آ)

انجمن ہے ایک میری بھی جہاں رہتا ہوں میں
بزم میں اپنی اگر یکتا ہے تو، تنہا ہوں میں

(چاند۔ب۔د۔ص ۷۹)

یکتا: (یک۔تا) نرالا۔انوکھا۔بے مثال۔بے نظیر۔بے مثل۔ (ف۔آ)

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں!

(طارق کی دعا۔ب۔ج۔ص ۳۹۷)

یکتائی: (یک۔تا۔ائی) اکیلا پن۔ (ف۔ع)

تو شاخ سے کیوں پھوٹا، میں شاخ سے کیوں ٹوٹا
اک جذبۂ پیدائی! اک لذتِ یکتائی!

(لالۂ صحرا۔ب۔ج۔ص ۴۱۳)

یکجائی: (یک۔جا۔ائی) کسی ایک سے تعلق رکھنے والا۔ ایک جگہ ہونا۔ (آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۱)(ف۔ع)

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کرلو
ملتِ احمدؐ مرسل کو مقامی کر لو!
(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۱)

یکدم: (یک۔دَم) ایک دم۔ (ل۔ف)

حسن تیرا جب ہوا بامِ فلک سے جلوہ گر
آنکھ سے اڑتا ہے یکدم خواب کی مے کا اثر
(آفتاب صبح۔ب۔د۔ص۴۸)

یک رنگی: (یک۔رَن۔گی) یکجہتی۔محبت۔ دوستی۔ اخلاص مندی۔ (ف۔آ)

باغباں ہو سبق آموز جو یک رنگی کا
ہم زباں ہوکے رہیں کیوں نہ طیورِ گلزار
(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۸)

یک زبان: (یک۔زَ۔بان) ایک بات بولنے والا۔ (ف۔آ)

کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف
تڑپ رہا ہے فلاطوں میانِ غیب و حضور
(غزل۶۰۔ب۔ج۔ص۳۷۰)

یکساں: (یک۔سان) ایک سا۔ برابر۔ مانند۔ ایک طرح کا۔ (ف۔آ)

کعبے میں بتکدے میں ہے یکساں تری ضیا
میں امتیاز و دیر و حرم میں پھنسا ہوا
(شمع۔ب۔د۔ص۴۴)

یک سو: (یک۔سُو) ۱۔ساکن۔ٹھہرا ہوا۔۲۔ایک طرف۔ (ف۔آ)

دورِ ہنگامۂ گلزار سے یک سو بیٹھے
تیرے دیوانے بھی ہیں منتظرِ ہُو بیٹھے!
(شکوہ۔ب۔د۔ص۱۶۹)

یک گام: (یک۔گام) ایک قدم۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۳۵۴)

رہِ یک گام ہے ہمت کے لئے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات
(شبِ معراج۔ب۔د۔ص۲۴۹)

یگانہ: (ے۔گا۔نہ) یگانہ۔ یکتا۔ اکیلا۔ بے نظیر۔ (ف۔آ)

طلوع ہے صفتِ آفتاب اس کا غروب
یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں
(مدنیت اسلام۔ض۔ک۔ص۵۱۱)

یلغار: (یل۔غار) دھاوا۔ دشمن پر چھاپہ۔ (ف۔ع)

ہر ایک خنجر تیری یلغار کا
تری شوخیِ فکر و کردار کا
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۲۰)

یم: (یَم) دریا۔ (ف۔ع)

دمادم رواں ہے یمِ زندگی
ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی
(ساقی نامہ۔ب۔ج۔ص۴۱۷)

یم بہ یم: (یَم۔بہ۔یَم) مراد تمام سمندروں میں۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۵۹۸)

خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جو بہ جو!
(جبریل و ابلیس۔ب۔ج۔ص۴۳۶)

ینسلون: (یَن۔س۔لُون) یہاں قرآن عزیز کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ **حتی اذا فتحت یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدب ینسلون۔** ۲۱/۹۶۔

(ترجمہ: یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں۔) (م۔ت۔ا۔ا۔ص۶۶)

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرف "ینسلون"

(ظریفانہ۔ب۔د۔ص۲۸۹)

یورش: (یُو۔رِش) حملہ۔ چڑھائی۔ یلغار۔ (ف۔آ)

رعب فغفوری ہو دنیا میں، کہ شانِ قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیمِ موت کی یورش کبھی

(گورستان شاہی۔ب۔د۔ص۱۵۰)

یورش بلغاری: (یُو۔رِشِ۔بُل۔غا۔رِی) بیسویں صدی کے آغاز میں جب ترکوں کی سیاسی قوت بالکل زوال پذیر ہو چکی تھی تو بلقانی ریاستوں نے ترکوں سے لڑائی چھیڑ دی۔ اس لڑائی میں ترکوں کے ہاتھ سے بہت سے خطے نکل گئے۔ یہ جنگ عظیم سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے (۱۳۔۱۹۱۲ء) (ت۔ا۔ص۷۷)

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا
غافلوں کے لئے پیغام ہے بیداری کا

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

یورش تاتار: (یُو۔رِشِ۔تا۔تار) اشارہ ہے چنگیز خان کے حملے (۶۱۶ھ) کی طرف۔ مزید دیکھئے پاسباں۔

(آ۔ک۔ا۔ا۔ص۲۸۸)

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(جواب شکوہ۔ب۔د۔ص۲۰۶)

یوسف ثانی: (یُو۔سُف۔ثا۔نی) اشارہ ہے علامہ اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد کی طرف۔ شیخ عطا محمد اقبال کے برادر اکبر تھے۔ غالباً ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے۔ شیخ عطا محمد نے کچھ مروجہ تعلیم مکتب میں حاصل کی اور غالباً تین چار سال سرکاری مدرسہ میں بھی تعلیم پائی۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں ہی فوج کے رسالہ میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد فوج والوں نے انہیں رڑکی انجینئرنگ اسکول میں انجینئرنگ کی تعلیم اور ٹریننگ کے لئے بھیج دیا۔ اس تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد فوج کے محکمہ تعمیر میں ان کی تعیناتی ہو گئی۔ رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے وہ سب ڈویژنل افسر ہو گئے۔ وہیں سے ۱۹۱۴ء کے قریب پینشن پائی نقشہ اور تعمیر کے فن میں بڑے ماہر خیال کئے جاتے تھے۔ پنشن پانے کے تین چار سال بعد فوج والوں نے انہیں دوبارہ ملازمت پر بلا لیا تھا۔ دو تین سال بعد انہوں نے ملازمت ترک کر دی۔ بڑی بارعب شخصیت کے مالک تھے لیکن اپنے دوستوں کی محفل میں ان کی بذلہ سنجی مشہور تھی۔

شیخ عطا محمد اقبال سے عمر میں تقریباً ۱۵ سال بڑے تھے چالیس سال کی عمر تک ان کے اپنے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے چھوٹے بھائی کو بیٹے کی طرح پالا، تعلیم دلائی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان اور جرمنی بھیجا۔ دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے سے محبت نہیں عشق تھا۔ علامہ اقبال کے کلام میں اس غیر معمولی تعلق کا ایک سے زائد بار ذکر آیا ہے۔

انگلستان جاتے ہوئے درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء پر جو منظوم دعائیں علامہ اقبال نے کیں ان میں اپنے بڑے بھائی کے لئے بھی ان الفاظ میں دعا کی۔

جلا کے جس کی محبت نے خرمن من و تو
ہوائے عیش میں پالا کیا جواں مجکو
ریاضِ دہر میں مانندِ گل رہے خنداں
کہ ہے عزیز تر از جان وہ جانِ جاں مجکو

اپنی والدہ مرحومہ کی وفات پر علامہ اقبال نے ایک نظم کہی تھی جس کا عنوان ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' ہے۔ اس نظم میں بھی بھائی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ اقبال کی وفات کے وقت شیخ عطا محمد کی عمر تقریباً ۸۰ سال کی تھی اور اس عمر کے لحاظ سے ان کی صحت بھی اچھی تھی۔ لیکن بھائی کی وفات کے صدمہ نے ان کی کمر توڑ دی۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد تقریباً ڈھائی سال زندہ رہے۔ ان ایام میں علامہ اقبال کے کلام کو پڑھنا اور اشک باری کرنا ان کا روز کا معمول تھا۔ ۲۲ر دسمبر ۱۹۴۰ء کو ۸۲ر سال کی عمر میں اپنے وطن مالوف سیالکوٹ میں وفات پائی اور دفن ہوئے۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۰۔۳۵۱)

وہ میرا یوسفِ ثانی، وہ شمعِ محفلِ عشق
ہوئی ہے جس کی اخوت قرارِ جاں مجکو

(التجائے مسافر۔ب۔د۔ص ۹۷)

یوم النشور: (یُو۔مُن۔نُ۔شُور) قیامت کا دن جبکہ مردے زندہ ہونگے۔ (ف۔ع)

مصلحتاً کہہ دیا میں نے مسلماں تجھے
تیرے نفس میں نہیں، گرمیِ یوم النشور!

(غزل۔ض۔ک۔ص ۵۱۳)

یونانی: (یُو۔نا۔نی) ا۔یونان کا باشندہ۔ ۲۔دانشمند۔ نہایت عقل مند۔ حکیم الطبع۔ (ف۔آ)

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا
سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا

(ہندوستانی بچوں۔۔۔۔۔ب۔د۔ص ۸۷)

یہود: (ی۔ہُو۔د) عبرانی یہودی کی جمع۔ حضرت موسیٰ کی امت۔ عبر کی اولاد۔ عبرانی۔ موسائی۔ (ف۔آ)

چھوتی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم خدا کے حکم سے مجبور ہوگیا

(محاصرۂ ادرنہ۔ب۔د۔ص ۲۱۷)

یہودی: (ی۔ہُو۔دی) حضرت موسیٰ کی امت۔ (ف۔آ)

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

(شام و فلسطین۔ض۔ک۔ص ۶۱۸)

یہودی: (ی۔ہُو۔دی) یہودی سے کارل مارکس مراد ہے۔ کارل مارکس یہودی الاصل تھا اور جرمنی کا باشندہ تھا اور انقلابی اشتراکیت (سوشلزم) کا بانی تھا۔ مزید دیکھئے کارل مارکس۔ (اشاریہ شخصیات) (ش۔ا۔ح۔ص ۳۴)

روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب؟

(ابلیس کی۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۰)

وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

(ابلیس کی۔۔۔۔۔ا۔ح۔ص ۶۵۲)

بـــــاب ســـــوم

اشاریہ شخصیات

اشاریہ اماکن (مقامات)

اشاریہ شخصیات

''اشاریہ شخصیات'' میں کلیات کے جن صفحات نمبر کا حوالہ دیا گیا ہے یہ نمبر کلیات اقبال (ایجوکیشنل بک ہاؤس۔۲۰۰۱ء) کے ہر صفحے کے نیچے دیئے ہوئے ہیں۔ براہِ کرم صفحہ نمبر ہر صفحہ کے نیچے دیکھئے۔

آدم: ابوالبشر، سب سے پہلے انسان، اولین پیغمبر، خلیفۃ اللہ فی الارض، تمام انسانوں کے باپ، مسجود ملائک، ملقب بہ صفی اللہ، قرآن پاک میں حضرت آدمؑ کا قصہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا، اس میں روح ڈالی، فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا، ابلیس نے انکار کیا۔ مردود قرار پایا۔ اس نے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی۔ وہ حضرت آدم اور ان کی اولاد کو بہکائے گا۔ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ ۴۹، ۷۳، ۷۴، ۸۱، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۶۳، ۲۹۸، ۳۰۲، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۲۹، ۳۵۸، ۳۶۳، ۳۸۰، ۳۸۷، ۳۹۹، ۴۰۸، ۴۱۴، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۵۴، ۴۸۰، ۴۹۹، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۵۵، ۵۸۷، ۵۹۱، ۶۱۲، ۶۳۶، ۶۴۹، ۶۵۲، ۶۶۴، ۶۹۲۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۵)

آرنالڈ: مشہور مستشرق ماہر تعلیم اور علامہ کے استاد جنہوں نے علامہ اقبال کو فلسفے کا گرویدہ کیا، پورا نام سر تھامس واکر آرنلڈ ہے۔ ۱۹/اپریل ۱۸۶۴ء کو ڈیون پورٹ انگلستان میں پیدا ہوئے۔ دنیا کی کئی زبانوں کے ماہر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ۱۸۸۷ء میں ایم اے۔ او کالج علی گڑھ میں فلسفہ کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر رہے۔ یہاں اقبال کو ان کی شاگردگی کا موقع ملا۔ مولانا شبلی نعمانی سے دوستی تھی۔ ۱۸۹۵ء میں آرنلڈ نے اپنی مشہور کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' شائع کی۔ اس کتاب میں اس اعتراف کو رفع کیا گیا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ آرنلڈ ۱۹۰۴ء کو ولایت واپس چلے گئے اور وہیں ۱۹۳۰ء میں انتقال فرمایا۔

۱۱، ۱۲، ۱۵، ۷۷۔ (اقبال نمبر۔ نیرنگ خیال۔ بحوالہ: م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۴۷۔۳۴۸)

آزر: آزر نمرود کے زمانے میں ایک باکمال بت تراش تھا۔ بت تراشی و بت فروشی اس کا پیشہ تھا۔ عام طور پر آزر کو حضرت ابراہیم کا والد خیال کیا جاتا ہے (قرآن مجید نے آزر کو حضرت ابراہیم کا ''اب'' بتایا ہے لیکن عربی میں ''اب'' کا لفظ چچا کے لئے بھی مستعمل ہے) حضرات ابراہیمؑ کے والد تارح کا انتقال ابراہیم علیہ السلام کے عہد طفلی میں ہو جانے کے سبب آزر نے ہی ان کی پرورش کی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعوت پر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ کافر مرا۔ اس لئے جہنم میں جائے گا۔

۲۰۰، ۲۶۱، ۳۶۴، ۴۵۰۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۵)

آغا خاں، سر: سلطان محمد شاہ ۲/نومبر ۱۸۷۷ء کو کراچی میں پیدا ہوئے اور تاریخ میں سر آغا خاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ سر آغا خاں اپنے زمانے کے عظیم سیاستدان اور مدبر تھے۔ انہوں نے اہم موقعوں پر مسلمانوں کی اہم خدمات انجام دیں۔ مسلم یونیورسٹی کے قیام کے سلسلے میں مختلف مقامات کے سفر کئے۔ مسلمانوں کے جداگانہ انتخاب، اردو زبان کے تحفظ کے مطالبات کو عملی جامہ پہنانے میں پیش پیش رہے۔ سیاست ہند پر آغا خاں نے ایک کتاب مرتب کی جو جون ۱۹۱۸ء میں لندن سے شائع ہوئی۔ آغا خاں نے

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ ج (۱)۔ ص ۱۸۰۔ بحوالہ: م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۹۔۳۶۰)

ابراہیم خلیل اللہ: خدا کے بلند مرتبہ پیغمبروں میں سے تھے۔ خلیل اللہ ان کا لقب تھا۔ عام طور پر مورخین کا خیال ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارح تھا اور آزران کا چچا تھا۔ جس نے ان کی پرورش کی تھی۔ آزر ماہر بت تراش تھا لیکن حضرت ابراہیم شروع سے خدا پرست تھے چنانچہ انہوں نے بت پرستی کی مخالفت کی یہاں تک کہ اس مخالفت کے نتیجے میں حاکم وقت نمرود نے انہیں دہکتے ہوئے آگ کے شعلوں میں ڈلوادیا لیکن خدا کے حکم سے وہ آگ کا الاؤ سرد ہو کر گلزار بن گیا۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ سارہ اور حاجرہ۔ حاجرہ سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے آپ کو حکم ملا کہ اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو قربان کردیں۔ آپ اس امتحان میں سرخرو ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ اور آپ کے صاحب زادے نے اللہ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جس کی جانب منہ کر کے مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔ سو سال کی عمر میں خدا نے انہیں سارہ کے بطن سے ایک اور صاحب زادے اسحاقؑ سے نوازا۔ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے دین ابراہیمی کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ حضرت اسحٰق کی نسل کنعان و مصر میں پھیلی اور بنی اسرائیل کہلائی اور حضرت اسمٰعیل کی نسل جزیرۂ عرب میں۔ حضرت محمد ﷺ بھی ابراہیمؑ کی نسل میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴، ۲۰۰، ۲۰۵، ۲۱۱، ۲۴۰، ۲۵۲، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۵، ۳۵۵، ۳۶۰، ۳۶۴، ۳۷۳، ۴۰۴، ۴۷۷، ۴۸۰، ۴۸۸۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۹)

ابلیس: ابلیس کے معنی مایوس اور غمزدہ کے ہیں۔ اسے شیطان مردود بھی کہتے ہیں۔ یہ جن تھا اس کا نام عزازیل تھا اس نے اللہ کا حکم نہیں مانا تکبر میں پڑ گیا۔ آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔ دربارِ خداوندی سے دھتکارا گیا اور جنت سے نکال دیا گیا۔ اس نے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی کہ وہ آدمؑ اور ان کی اولاد کو بہکاتا رہے گا۔ اس طرح ابلیس آدمؑ اور ان کی اولاد کا دشمن بن گیا اور شر پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام شیطان پڑ گیا۔ ۴۳۵، ۴۵۴، ۵۰۴، ۵۸۳، ۶۰۵، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۸، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۵۱، ۶۵۳، ۶۵۸، ۶۷۱، ۶۸۰۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۶)

ابن بدروں: عبدالملک بن عبداللہ الحضرمی عربی ادب میں ابن بدروں کے نام سے مشہور ہے۔ عبدالملک بن عبداللہ الحضرمی نے ابن عبدوں کے ایک لازوال اور معرکۃ الآرا مرثیہ "الثبامہ" کی شرح لکھی ہے۔ اس نظم میں اندلس کی تباہی پر عربی خون کے بیتاب اور گرم قطروں کو غرناطہ کی وادیوں میں رو کر بہایا ہے۔ اس مرثیہ کے ۶۷ شعر ہیں اور اسے ڈوزی نے ۱۸۴۸ء میں لنڈن سے شائع کیا۔ ابن عبدوں کے اس غیر فانی مرثیہ کی متعدد شرحیں مشرقی اور مغربی زبانوں میں لکھی گئی ہیں لیکن عربی میں اس کا بہترین اور ممتاز شارح ابن بدروں ہے جس نے ۱۲۱۱ء میں انتقال کیا۔ ۱۳۴۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۸۶۔۲۸۷)

ابوالحسن: مشہور متکلم ابوالحسن اشعری ۲۶۰ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے معتزلی علما سے فلسفہ، منطق، الٰہیات کا علم حاصل کیا اور ابتدا میں اسی مسلکِ اعتزال پر عامل بھی رہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی اور علم کلام میں ایک مستقل مدرسۂ فکر کی بنیاد ڈالی جو انہیں کے نام سے موسوم ہے یعنی مسلکِ اشاعرہ۔ ۳۳۰ھ (۱۰۳۳ء) میں وفات پائی۔ ۳۷۹۔

(یوسف سلیم چشتی۔ش۔ب۔ج۔ص ۱۷۸۔ت۔ا۔ص ۲۰۳)

ابوالحسن: بوالحسن یا ابوالحسن حضرت علی کی کنیت ہے۔ حضرت علیؓ کا ایک قول نہج البلاغۃ میں منقول ہے۔ انه یموت من مات منا ولیس بمیت۔ (ترجمہ: جو مر جاتا ہے، وہ انسانوں کے نزدیک مر جاتا ہے لیکن اس کی روح نہیں مرتی)۔ ۳۷۹۔

(نہج البلاغۃ۔ حصہ اول۔ ص ۱۸۵۔ دار الکتب العربیہ الکبریٰ بمصر۔ بحوالہ: ت۔ ا۔ ص ۲۳۵)

ابوذر غفاری: ابوذر غفاریؓ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے۔ آپؓ بڑے زاہد اور عالم فاضل انسان تھے۔ آپؓ کی طبیعت میں حلم اور انکساری تھی۔ آپؓ سے ۲۸۱ احادیث روایت مانی جاتی ہیں۔ ابوذرؓ عوامرا کا طرز زندگی ناپسند تھا۔ فقر و استغنا میں زندگی بسر کی۔ ذی قعدہ ۳۲ھ میں آپؓ نے انتقال فرمایا۔ ۲۷۰، ۳۱۵۔ (ک۔ ا۔ ا۔ پ۔ ص ۵۸۶)

ابوطالب کلیم: ابوطالب کلیم ہمدانی (متوفی ۱۰۶۱ھ) میں ہمدان (ایران) میں پیدا ہوا۔ یہ فارسی اور ہندی فغانی دبستان کا مشہور شاعر ہے۔ یہ دو مرتبہ ہندوستان آیا۔ پہلی مرتبہ جہانگیر کے عہد حکومت میں اور دوسری بار شاہ جہاں کے عہدِ حکومت میں۔ شاہجہاں نے اسے ''ملک الشعرا'' کے خطاب سے سرفراز کیا۔ دو مرتبہ سونے اور چاندی میں تولا گیا۔ ''ظفر نامہ شاہجہاں'' کو اس کا معروف و ممتاز شعری مجموعہ مانا جاتا ہے۔ ۱۹ر نومبر ۱۶۵۱ء کو وفات ہوئی۔ اس کے اشعار سبک ہندی سے متعلق ہیں۔ نغز و پر معنی شعر کہتا تھا۔ اقبال بھی کلیم کی دقیقہ سنجی سے متاثر تھے۔ ۲۲۱۔ (شعر العجم۔ شبلی۔ جلد سوم۔ تاریخ ادبیات ایران شفق۔ از: ت۔ ا۔ ص ۶۲۔۶۳)

ابوعبیدہ: ابوعبیدہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپؓ عہد خلافت کے مشہور سپہ سالار صحابی گذرے ہیں۔ ابتدا ہی میں مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ہجرت فرمائی۔ تمام غزوات میں شرکت کی۔ عہد رسالت میں مختلف سرایا کے سپہ سالار مقرر کئے گئے۔ عہد خلافت راشدہ میں بھی آپؓ سپہ سالار رہے اور حضرت عمرؓ نے خالد بن ولیدؓ کی شہادت کے بعد ان کی جگہ پر آپ ہی کو سپہ سالارِ اعظم بنایا تھا۔ تمام معرکوں میں فتح و کامرانی حاصل ہوئی۔ آپ کی سپہ سالاری میں بیت المقدس فتح ہوا۔ ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ۲۲۴۔ (ک۔ ا۔ ا۔ پ۔ ص ۵۸۷)

ابوالعلا معرّی: عربی کا مشہور آزاد خیال شاعر جس کی ولادت ۲۶ر دسمبر ۹۷۳ء کو ہوئی۔ اپنے زمانے کا عظیم مفکر اور فلسفی ہے۔ اس کے اشعار میں دقیق تلمیحات اور مطالب کثرت سے نظر آتے ہیں۔ عہد طفلی میں تین برس کی عمر میں چیچک کے سبب اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ یہ خلیفہ قائم باللہ کے عہد کا مشہور شاعر ہے۔ مئی ۱۰۵۷ء میں وفات ہوئی۔ ۴۴۸، ۴۴۹۔

(ت۔ ا۔ ص ۲۰۳، ک۔ ا۔ ا۔ پ۔ ص ۵۸۷)

ابولہب: رسولؐ پاک کا چچا تھا۔ نام عبدالعزی تھا۔ آنحضرت اور اسلام کی دشمنی میں پیش پیش رہتا تھا۔ جب آنحضرت کسی مجمع عام میں دعوت اسلام دیتے تو ابولہب وہاں جا پہنچتا اور آپ کے ہر بیان کے بعد کہتا ''یہ جھوٹ ہے'' آپ کی شان میں گستاخی کی۔ اس پر سورۂ اللہب نازل ہوئی۔ ۶۲۴ء میں جنگ بدر میں مشرکین قریش کی شکست کو برداشت نہ کر سکا اور یہ صدمہ اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ یہ نہایت حسین و جمیل تھا۔ ابولہب کا انجام نہایت عبرت ناک ہوا۔ جب مرا تو کوئی کفن دفن کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس کے پاؤں میں رسی باندھ کر لے جایا گیا اور گڑھے میں گرا دیا گیا۔ ۲۲۳، ۲۸۲، ۴۰۶، ۵۲۵، ۶۹۱۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۹۔ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۸۷۔۵۸۸)

ابوالہول: جیزہ(Gizeh) کے بڑے بڑے بت(Sphinx) کا عربی نام ابوالہول ہے۔اس کے لفظی معنی ہیں خوف کا باپ۔ اسے الصّنم بھی کہتے ہیں۔فاطمی دور سے اس کا یہ نام مروج ہوا۔اس بت کا جسم شیر کا اور چہرہ انسان کا ہے۔یہ شکل قوت اور ذہانت کا مظہر خیال کی جاتی ہے۔ازمنہ وسطیٰ میں اس کا جسم ریت کے اندر دبا ہوا تھا۔۱۸۱۷ء میں اس پر سے ریت ہٹائی گئی۔ابوالہول کا بت اہرام مصر سے ۱۸۰۰ فٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔یہ بت تقریباً ۳۵۰۰ قبل مسیح میں بنایا گیا تھا۔عصرِ حاضر کے عربی مصنف اس لفظ کو اس شکل کے کسی بھی بت کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ۶۰۶۔

(انسائیکلوپیڈیا امریکا۔جلد۲۵۔۴۰۳۔۴۰۴۔۱۹۴۷ء۔ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۸۸)

احمد خاں، سرسید: سرسید احمد خاں ۱۷/اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔انہوں نے مذہب، ادب، سیاست، تعلیم، معاشرت۔۔۔۔ ہندوستانی مسلمانوں کے جملہ مسائل پر توجہ کی۔ان کی پہلی اہم تصنیف ''آثار الصنادید'' ہے۔جس میں دہلی کی عمارتوں اور نامور لوگوں کا ذکر کیا ہے۔غازی پور میں انہوں نے سائنٹفک سوسائٹی قائم کی۔اخبار سائنٹفک گزٹ نکال کر علم وادب کی خدمت کی۔مسلمانوں کے اخلاق اور رسم ورواج کی درستی کے لئے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' نکالا۔اس کے ذریعہ سے اردو صحافت میں، انشا پردازی میں، اخلاق ومعاشرت میں، عام معلومات میں، ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔وہ ایک تحریک کے بانی تھے۔ سرسید نے محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کا سنگ بنیاد رکھا جو آج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے تمام دنیا میں مشہور ہے۔اقبال سرسید کی خدمات کے معترف تھے۔۲۷/مارچ ۱۸۹۸ء کو ۱۰/بجے شب علی گڑھ میں انتقال کیا اور انہیں کالج کی مسجد میں دفن کیا گیا۔ ۵۲، ۶۶۷۔

(اردو ادب کی تاریخ۔عظیم الحق جنیدی۔ص۲۱۴تا۲۱۸)

اردشیر: Artaxeres or Ardashir ساسانی خاندان کا بانی تھا۔اس کے عہدِ حکومت کے سلسلے میں بہت کم معلومات فراہم ہوئی ہیں۔یونانی اور رومی مصنفین اردشیر کے پارتھین قوم پر فتح اور رومیوں سے اس کی جنگ کا ذکر کرتے ہیں۔یہ بابیک کا دوسرا لڑکا تھا۔بابیک اور اس کے بڑے لڑکے شاپور کی وفات کے بعد ۲۱۲ء میں تخت نشین ہوا۔ساسانی خاندان کا اولوالعزم بادشاہ مانا جاتا ہے۔اس کا انتقال ۲۴۱ء میں ہوا۔ ۴۱۰۔

(پروفیسر آرتھر کرسٹن سین۔مترجم ڈاکٹر محمد اقبال۔ایران بعہد ساسانیان۔ص۱۰۶تا۱۲۳۔انسائیکلوپیڈیا۔برٹانیکا۔ج۲۔ص۳۰۷۔۳۰۸)

اسرافیل: خدا کے ایک مقرب فرشتہ کا نام جو قیامت کے روز اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے، جس کی آواز سے قیامت برپا ہوگی اور ساری دنیا تہ وبالا ہو جائے گی۔اس کے بعد وہ دوسری بار صور پھوکیں گے تو ساری مخلوق دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہوگی۔ ۳۱۵، ۳۵۵، ۶۶۳، ۶۷۹۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۲۶)

اسرائیلؑ: عبرانی میں لفظی معنی ہیں اللہ کا بندا۔اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے۔آپ کی نسل بنی اسرائیل کہلائی۔انہیں یہودی بھی کہا جاتا ہے۔اپنی شامتِ اعمال کے سبب سیکڑوں سال تک دربدر بھٹکتے رہے۔جہاں جاتے بدی پھیلاتے، سازشیں کرتے اور معتوب کئے جاتے رہے۔۱۹۴۸ء میں انہوں نے عالم اسلام کے فلسطین میں اسرائیل نام کی یہودی ریاست قائم کر لی۔

۲۶۱۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۸۔۵۸۹)

اسماعیلؑ: حضرت ابراہیم کے بڑے صاحب زادے اور نبی تھے۔ یہ جناب ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو آزمانے کے لئے اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا۔ حضرت اسماعیل نے حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے قربانی کے جذبے کو قبول کیا اور اسماعیل کو ذبیح اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے اپنے والد محترم کے ساتھ خانۂ کعبہ کی تعمیر کی۔ قرآن مجید میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ ۳۰۶، ۳۵۵۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۷۔۲۸)

افلاطون: (Plato) ۴۲۸ ق۔م۔ ایتھنز کے ایک ممتاز خاندان میں پیدا ہوا۔ جس کے اثرات گذشتہ ۲۴۰۰ سال سے برابر اثر انداز ہوتے رہے ہیں۔ اس نے فلسفہ کے مطالعہ کے لئے ایک اکادمی ۳۸۷ ق۔م میں قائم کی۔ فلسفہ، منطق، ریاضی، فلکیات، طبعیات اور مابعد الطبعیات میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ افلاطون سقراط کا شاگرد تھا۔ اس کے تلامذہ میں سب سے ممتاز ارسطو ہے، جو خود ایک عظیم فلسفی ہے۔ افلاطون کی دو عظیم تصنیف ''مکالمات افلاطون'' اور ''جمہوریہ'' (Republic) بہت مشہور ہیں۔ اس کی وفات ۳۲۸ ق۔م میں ہوئی۔ ۳۱۹، ۳۷۰، ۵۱۱، ۵۳۰، ۵۵۶، ۵۸۵۔

(فکر اقبال کے سرچشمے۔ ڈاکٹر آفاق فاخری۔ اردو اکادمی اتر پردیش ۱۹۹۳ء ص ۱۷۴ تا ۱۸۴)

اکبر الٰہ آبادی: سید اکبر الٰہ آبادی ۱۶ نومبر ۱۸۴۶ء کو نارہ ضلع الٰہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۰ء میں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے مثل خواں مقرر کئے گئے۔ ۱۸۹۳ء میں عدالت خفیہ کے جج اور ۱۸۹۴ء میں ضلع سشن جج ہوئے۔ اکبر نے اعلیٰ درجہ کی شاعری پیش کی ہے لیکن اپنے مزاحیہ کلام کی وجہ سے معروف و مشہور ہوئے۔ ان کے کلام میں مغربی تہذیب پر بھرپور اور زبردست طنز کیا گیا ہے۔ ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء کو انتقال فرمایا۔ ۱۲، ۲۸۲۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۹)

اکبر حیدری، سر: محمد اکبر نذر علی حیدری ۸ نومبر ۱۸۶۹ء کو بمبئی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں وزیر مالیات دکن کے مطالبہ پر وہاں پہنچے اور ۱۹۶۰ء میں حیدر آباد کے وزیر مالیات ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں ہوم سکریٹری بنائے گئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام اور اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانا ان کا بڑا کارنامہ ہے۔ اکبر حیدری ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ جون ۱۹۲۱ء میں نظام حیدر آباد کے مشیر مال کے عہدے پر فائز ہوئے۔ حیدر نواز جنگ اور سر کے خطاب سے نوازے گئے۔ ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس کے وفد کی قیادت بھی کی۔ ریاست حیدر آباد میں ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک صدارت عظمیٰ کے منصب پر فائز رہے۔ وائے سرائے ہند کی مجلس عاملہ میں بحیثیت وزیر نشر و اطلاعات نامزد کئے گئے۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو انتقال ہوا۔ ۶۹۰۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۷۹۔۳۸۰۔ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۹)

الیاسؑ: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت الیاسؑ کا ذکر قرآن پاک میں دو مقام پر نام کے ساتھ ملتا ہے۔ آپ کو بنی اسرائیل کی طرف بمعوث کیا گیا تھا۔ بائبل میں ایلیا کا لفظ کئی مقام پر آیا ہے۔ جسے مفسرین نے الیاسؑ کا نام قرار دیا ہے۔ ۴۳۶۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۰)

امیر فیصل: عراق کا بادشاہ، شریف حسین بن علی کے تیسرے لڑکے فیصل اول کی پیدائش طائف میں ۱۳۰۱ھ میں ہوئی ۱۳۰۹ھ میں اپنے باپ کے ساتھ استنبول گیا۔ وہاں ۱۸ رسال گذارے، پھر مکہ آیا۔ ۱۹۰۶ء میں فیصل ترکوں کے خلاف بغاوت میں شریک رہا۔ انگریزوں کی مدد سے عراق میں اپنی حکومت قائم کی۔ ۱۹۳۳ء میں فوت ہوا۔ ۲۹۱۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۰)

امیر مینائی: امیر احمد نام۔ امیر تخلص ۱۸۲۹ء میں لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ شاہ مینا کے خاندان میں سے تھے۔ عربی اور فارسی پر عبور رکھتے تھے۔ بڑے پرہیز گار، عابد و زاہد شخص تھے۔ آتش و ناسخ کے ہم عصر تھے۔ امیر شروع میں واجد علی شاہ کے دربار سے وابستہ ہوئے۔ سقوط سلطنت کے بعد ۱۸۵۹ء میں رامپور آئے۔ یہاں انہیں نواب یوسف علی خاں ناظم نے دیوانی کا ناظم مقرر کیا۔ بڑی قدر و منزلت کے ساتھ ۴۲ سال گذارے۔ آخر عمر میں داغ کی فرمائش پر حیدر آباد چلے آئے اور ۱۹۰۰ء میں رحلت فرمائی۔ بلند پایہ شاعر اور مصنف تھے۔ کئی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں ایک لغت ''امیر اللغات'' بھی ہے۔ ۸۹۔

(اردو ادب کی تاریخ۔ عظیم الحق جنیدی۔ ص ۱۱۸)

انوری: اوحدالدین محمد انوری قریہ بدنہ میں پیدا ہوا۔ انوری سلطان سنجر کے مقربان خاص میں سے تھا۔ یہ فارسی کا مشہور قصیدہ نگار شاعر تھا۔ اس کے اشعار کا حوالہ سعدی نے بھی دیا ہے اور جس کے کمال فن کا اعتراف اکثر لوگوں نے کیا ہے۔ اسے قصیدہ گوئی میں ایسا کمال حاصل ہے کہ اصناف شعر کے تین پیغمبروں میں اس کا شمار کیا گیا ہے۔ سلطان سنجر سلجوقی کے عہد میں خراسان میں ملک الشعرا رہا۔ انوری ماہر فلکیات بھی تھا۔ اس نے علم فلکیات میں ایک طوفان کی پیشگی خبر دی تھی۔ اس کے کلام میں علمی اور فنی تلمیحات کی کثرت پائی جاتی ہے۔ فلسفیانہ خیالات کے اظہار میں ملکہ حاصل ہے۔ اس کی وفات ۵۹۶ھ میں بلخ میں ہوئی۔ ۴۰۹، ۵۵۰۔

(ت۔ا۔ص ۲۰۶۔۲۰۸)

انیس شاملو: انیس علی قلی بیگ شاملو ایران میں پیدا ہوا۔ فارسی کا یہ معروف شاعر شاہ اسماعیل صفوی کے پوتے ابراہیم مرزا کا دوست تھا۔ یہ ہندوستان آیا اور نظیری کے توسط سے عبدالرحیم خان خاناں والی گجرات کے ہاں ملازم ہو گیا۔ اسے پنج ہزاری منصب اور جاگیر ملی۔ اس نے ایک دیوان اور ایک مثنوی ''محمود و ایاز'' یادگار چھوڑی ہے۔ انوری نے ۱۰۱۵ھ (۱۶۰۶ء) بمقام برہان پور وفات پائی۔ ۱۵۴، (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۸۷)

اویس قرنی: حضرت اویس بن عامر اہل یمن (قرن) سے تھے۔ کنیت ابو عمرو تھی۔ غائبانہ رسولؐ خدا پر ایمان لائے اور آپؐ کے نادیدہ عاشق تھے۔ اپنی والدہ کی خدمت کے باعث رسول اللہ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ رسولؐ خدا نے آپ کو ''نفس الرحمٰن'' اور ''خیر التابعین'' کے خطابات سے نوازا۔ روایت ہے کہ صحابہؓ کو وصیت فرمائی تھی کہ آپ کا سلام اویس کو پہنچائیں۔ زہد و عبادت کے پیکر تھے۔ جنگ صفین میں ۳۷ھ میں حضرت علیؓ کی جانب سے حصہ لیا اور بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے چالیس زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ ۸۱، ۱۶۸، ۳۱۵۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۴۳۔ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۱)

ایاز: مشہور سلطان محمود غزنوی کا غلام تھا۔ جن کو سلطان مسعود بن محمود کے زمانے میں لاہور کا امیر مقرر کیا گیا۔ اس کی بہادری،

دانشمندی، وفاداری اور خوبصورتی کی وجہ سے محمود غزنوی اسے بیحد عزیز رکھتا تھا۔ مئی ۱۰۵۷ء میں وفات ہوئی۔

۱۲۹، ۱۶۵، ۱۷۶، ۲۶۱، ۲۸۱، ۳۷۴، ۴۲۰، ۴۳۸، ۵۵۱، ۵۶۷، ۵۸۷۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۱)

ایبک: قطب الدین ایبک ہندوستان کا پہلا مسلمان بادشاہ تھا۔ وہ غلام خاندان کا بانی تھا۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اس کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے اسے ہندوستان کا نظم ونسق درست کرنے پر معمور کیا۔ غوری نے ۱۱۹۲ء میں ہندوستان فتح کیا۔ محمود غوری نے اسے باضابطہ ہندوستان کا بادشاہ بنادیا۔ ۲۷ر جون ۱۲۰۶ء کو تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی۔ ۱۲۱۰ء میں انتقال ہوا۔ ۳۶۶۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۱)

ایمرسن: رالف والڈ ایمرسن (Ralphwaldo Emerson) مشہور امریکی شاعر اور انشا پرواز ۲۵ر مئی ۱۸۰۳ء کو بمقام بوسٹن پیدا ہوا۔ شاعر، فلسفی، مفکر، انشا پرواز، مقالہ نگار، واقعی ہر فن مولا ایمرسن کے خطبات، مقالات اور مضامین بہت مشہور ہیں۔ ۱۸۳۶ء میں اس نے اپنے خطبات کو Nature کے نام سے شائع کیا۔ وہ یورپ بھی گیا اور کالرج ورڈزورتھ وغیرہ سے ملا ہے۔ کارلائل سے اس کی ملاقات زیادہ تھی۔ اس کے کارناموں کی حیثیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ''لغت فلسفہ'' جو ساڑھے تین سو صفحات سے کم کی کتاب ہے، اس میں اس کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ٹرانسنڈینلسٹ گروپ کا ایک رکن تھا۔ اس کی مشہور نظمیں ووڈ نوٹس، تھری نوڈی، ٹرمنس، برہما اور دی پروبلم ہیں۔ اس نے طویل عمر گزار کر ۲۷ر اپریل ۱۸۸۲ء کو انتقال کیا۔ ۳۱، ۶۳۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ ج ۸۔ ص ۳۹۱ تا ۳۹۴، طبع چہارم، ت۔ا۔ص ۹۔ (Dictionary of philosophy, New york))

ایوب انصاری: ابوایوب خالد بن زید الانصاری الخزرجی ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ ہجرت کے بعد آنحضور ﷺ نے مدینہ آمد پر آپ کے گھر پر قیام فرمایا تھا۔ آپ نے جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ میں وفات ۵۱ھ میں پائی۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی میت کافروں کے علاقہ میں جہاں تک ممکن ہوسکا لے جا کر قلعہ کی دیوار کے سائے میں دفن کی گئی۔ ۱۴۶۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۱)

باب، محمد علی باب: مرزا علی محمد باب ایران کی بابی تحریک کا بانی اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوا۔ پہلے اس نے 'باب' پھر 'حیٔ' اور 'کل شیٔ' ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے گمراہ کن عقائد سے عوام کو گمراہ کرنے اور بہکانے لگا۔ ستمبر ۱۸۴۵ء کو اسے گرفتار کیا گیا۔ توبہ کرلی لیکن اندرونی طور پر فاسد عقائد کی تبلیغ کرتا رہا۔ قتل وغارت گری میں اس کے پہلو پیش پیش تھے۔ باب کے علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ وہ صحیح عربی پڑھنے سے قاصر تھا۔ لیکن اسے نہایت اچھے مبلغ مل گئے جن میں بڑے بڑے انشا پرواز، شاعر اور دانشور شامل تھے۔ قرۃ العین طاہرہ، ایران کی مشہور شاعرہ اسی باب کی پیرو تھی جو نہایت حسین وجمیل، قطین اور ذہین تھی، اس کی خطابت اتنی موثر تھی کہ ہزاروں لوگ اس کی تقریر سن کر باب کے پیرو ہوجاتے تھے۔ اس کے ایک مرید نے شاہ ایران ناصر الدین شاہ قاچار پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بالآخر اس جرم کی پاداش میں ۹ر جولائی ۱۸۵۰ء کو باب کو گولی ماردی گئی۔ ۵۰۸۔ (ت۔ا۔ص ۱۵۲۔۱۵۳)

بایزید بسطامی: تیسری صدی ہجری کے مشہور بزرگ بسطام میں پیدا ہوئے۔ تصوف کی تعلیمات ابوعلی السندی سے حاصل کیں۔

مورخین کا خیال ہے کہ امام غزالی نے ان کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے لیکن دورِ حاضر میں ان کی تالیفات دستیاب نہیں ہیں۔ ابتدائی دور کے صوفیہ میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ بھی وحدت الوجود کے علمبردار ہیں۔ ۲۶۴ھ (۸۷۴ء) میں وفات پائی۔ ۳۶۵، ۴۰۵۔

(ت۔ا۔ص ۲۰۹۔۲۱۰۔ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۱۔۵۹۲)

براؤن: پروفیسر ای جے براؤن کیمبرج یونیورسٹی میں فارسی اور عربی کے استاد تھے۔ وہ ادبیات کے مورخ کی حیثیت سے معروف ہیں۔ ۷/فروری ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے۔ ۵/جنوری ۱۹۲۶ء کو کیمبرج میں انتقال ہوا۔ عربی فارسی ادبیات پر گرانقدر تصانیف چھوڑی ہیں۔ ۱۲۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۲)

برگساں: فرانس کا معروف و ممتاز فلسفی ہنری لوی برگساں ۱۸/اکتوبر ۱۸۵۹ء کو پیرس میں ایک متمول یہودی خاندان میں پیدا ہوا اعلیٰ تعلیم کے بعد وہ پروفیسر ہوا۔ تقریباً ۲۰/سال تک درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۸ء میں اس کو نوبل پرائز برائے ادب ملا۔ ۱۹۰۷ء میں اس کی شہرۂ آفاق تصنیف تخلیقی ارتقا (Creative Evolution) منصۂ شہود پر آئی۔ برگساں اقبال کا ہم عصر تھا۔ یورپ میں ۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے بعد اقبال کی برگساں سے براہِ راست ملاقات ہوئی۔ ۱۹۴۱ء میں فوت ہوا۔ ۴۸۰۔ (فکر اقبال کے سرچشمے۔ ص ۱۸۵ تا ۱۹۸۔ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۲)

بلالؓ: نام بلالؓ ابوعبداللہ کنیت حبشی نسل سے تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا حضرت بلال بن رباح آنحضور کے صحابی اور موذن تھے۔ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اس نے بڑی اذیتیں دیں لیکن آپ نے صبر کیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ انہیں رسول پاک سے اتنی عقیدت تھی کہ محبت کے مقام پر اسرار تک جا پہنچی تھی۔ مسجد نبوی میں اذان بھی وہی دیتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے خانۂ کعبہ کے اوپر کھڑے ہو کر اذان دی تھی۔ حضرت عمرؓ اور تمام صحابہؓ آپ کی بیحد عزت کرتے تھے۔ ۲۰ھ یا ۶۴۱ء میں ملک شام میں وفات پائی جو کہ حضرت عمر کا عہد حکومت تھا۔ ۸۰، ۶۸، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۴۱۔ (ت۔ا۔ص ۱۰)

بوعلی قلندرؒ: مزید دیکھئے سینا، بوعلی۔ ۴۴۰، ۵۵۱۔

بھرتری ہری: سنسکرت کا ایک مشہور شاعر جس کے کلام میں اخلاقی رنگ ہوتا ہے۔ ۲۹۵۔ (ک۔ا۔ا۔ص ۵۹۳)

بہزاد: کمال الدین بہزاد ایران کے مشہور ترین مصوروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ مختصر تصاویر بنانے میں بڑا کمال رکھتا تھا۔ اس نے تیمور نامہ بوستاں سعدی میں تصاویر بنائی تھیں۔ شاہ ایران اسماعیل صفوی اس کا قدر دان تھا۔ بہزاد ۱۵۲۴ء میں زندہ تھا۔ بہزاد کے شاگردوں میں شیخ زادہ خراسانی اور مظفر علی کو شہرت نصیب ہوئی۔ ۵۸۶، ۵۹۳۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۴۴)

بیدل، مرزا: مرزا عبدالقادر بیدل ۱۶۴۱ء (۱۰۵۴ھ) عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار ہندوستان میں فارسی کی صف اول کے شعرا میں ہوتا ہے۔ یہ دبستان فغانی ہندی کے مقلد تھے۔ بیدل کی ولادت شاہجہاں کے عہد میں ہوئی لیکن اپنی عمر دراز کے سبب انہوں نے اورنگ زیب کا شان و شکوہ دیکھنے کے بعد مغلیہ سلطنت کا انتشار بھی ہوتے دیکھا۔ نازک خیالی، مضمون آفرینی اور فلسفیانہ

موشگافیوں کے امام تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کے فلسفیانہ کلام، اسلوب، معانی آفرینی کا اثر غالب کی شاعری پر اور پھر کسی حد تک علامہ اقبال کی شاعری پر نظر آتا ہے۔ مرزا کی تصانیف میں چہار عنصر، نکات اور دیوان غزلیات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ۱۷۲۰ء میں دہلی میں وفات پائی۔ ۲۶۴، ۵۸۴، ۵۸۵۔ (بیدل عباداللہ اختر۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ت۔ ا۔ ص ۱۳ تا ۱۵)

پرویز، خسرو: خسرو پرویز ایران کا مشہور ساسانی بادشاہ اور آنحضور ﷺ کا ہم عصر تھا۔ وہ ہُرمز کا بیٹا اور نوشیرواں کا پوتا تھا۔ ۵۹۰ء میں اپنے باپ کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا اور تقریباً ۳۸ سال تک حکومت کی۔ اس دوران اس نے زبردست فتوحات کیں اور بے اندازہ دولت جمع کی۔ جس سے اس کے مشہور آٹھ خزانے بنے۔ دراڈیسا، شام، فلسطین اور بیت المقدس پر بھی قبضہ کیا۔ شیریں جس سے فرہاد محبت کرتا تھا، خسرو کی بیوی تھی اور وہ اس کو بیحد چاہتا تھا۔ ۶۲۸ء میں اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کو قتل کرا دیا اور خود تخت نشین ہو گیا۔ یہ خسرو پرویز ہی کسریٰ ہے جس نے آنحضور کے نامۂ مبارک کو پھاڑ دیا تھا۔

۲۰۹، ۳۰۳، ۳۰۸، ۳۱۸، ۳۳۲، ۳۶۳، ۵۱۶، ۵۹۰، ۶۱۰، ۶۵۰، ۶۹۰۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۹۱۔ک۔ا۔ص ۵۹۳)

پورس: مشہور ہندو بادشاہ جس نے سکندر مقدونی سے مقابلہ کیا۔ شکست کے بعد جب قیدی کی طرح پیش کیا گیا تو سکندر نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اس نے دلیری کے ساتھ جواب دیا کہ جس طرح ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سے کرتا ہے۔ سکندر اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اسے آزاد کر دیا۔ ۲۴۱۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۳)

پیر سنجر: سنجر بن ملک شاہ ایک سلجوقی سلطان نومبر ۱۰۸۶ء کو پیدا ہوا جو سلاجقہ بزرگ کے عالی مزلت دودمان کا آخری فرماں روا ہے۔ متعدد جنگی معرکے سر کئے۔ سلطان مسعود اور ارسلان خان سے جنگ کی۔ تمام مورخین اتفاق آرا ہیں کہ سنجر کا شمار ایران کے بہترین بزرگ ترین بادشاہوں میں کیا جائے۔ وہ شجاع، کریم، رعیت نواز اور ہنر پرور تھا۔ اس کی جرأت اور بہادری مشہور ہے۔ ۱۱۵۷ء میں انتقال کیا۔ ۱۵۴، ۳۵۹، ۳۶۵، ۳۷۸، ۴۰۵، ۵۳۸۔ (ت۔ا۔ص ۲۲۴۔۲۲۵)

تیمور: امیر تیمور جو عام طور پر تیمور لنگ بھی کہلاتا ہے۔ زبردست فاتح اور مغل سلطنت کا بانی تھا۔ ۱۳۳۶ء میں کس (ازبکستان میں سمرقند سے پچاس میل جنوب میں ہے) میں پیدا ہوا۔ بے شمار معرکے سر کئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مڈل ایشیا، ایران اور عراق کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور محمود تغلق کی فوج کو شکست دی۔ ۱۴۰۵ء کو انتقال ہوا۔

۲۱۹، ۳۱۸، ۳۳۴، ۳۴۴، ۳۵۲، ۴۴۲، ۴۴۷۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۴)

ٹیپو سلطانؒ: ٹیپو سلطان (اصل نام فتح علی خاں) حیدر علی خاں بانی سلطنت میسور کا فرزند اکبر تھا۔ ۱۰ نومبر ۱۷۵۰ء میں بمقام دیون ہلی (کولار۔ میسور سے قریب) میں پیدا ہوا۔ ۷ ستمبر ۱۷۸۲ء میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ۳۰ سال تھی۔ انگریزوں سے کئی جنگیں لڑیں۔ اپریل ۱۷۹۹ء میں انگریزی فوج میر صادق کی غداری کی وجہ سے قلعہ میں داخل ہو گئی۔ ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو سلطان شہید ہوئے۔ انگریزوں نے شاہی خزانہ اور بے نظیر شاہی قطب خانہ کی کتابیں لندن پہنچا دیں۔ ٹیپو کی سیاسی بصیرت کا مقام اتنا بلند تھا کہ علامہ نے جاوید نامہ میں ٹیپو کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ سلطان ٹیپو کا یہ قول مشہور ہے کہ ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی

زندگی سے بہتر ہے''۔ ٹیپو سلطان ایک غیور، بیدار مغز اور بہادر فرماں روا تھے۔ ۵۳۴۔ (ت۔ا۔ص۱۰۲۔۱۰۵)

ٹینی سن: الفریڈ ٹینی سن (Alfred Tennyson) انگریزی ادب کے وکٹوریہ عہد کا نمائندہ شاعر ۶/اگست ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوا۔

۱۸۳۰ء میں اس کی نظموں کا پہلا مجموعہ اور ۱۸۳۲ء میں دوسرا مجموعہ شائع ہوا۔ ورڈ سورتھ کی وفات کے بعد ۱۸۵۰ء میں انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ نے اسے ملک الشعرا کے ممتاز عہدہ پر فائز کیا۔ اسی سال اس کی مشہور نظم (In Memorium) شائع ہوئی۔ جس کی وجہ سے ٹینی سن کا شمار صفِ اول کے شاعروں میں ہونے لگا ۔ (Idylls of th king) غالباً اس کا شاہکار ہے۔ جس میں اس کی بھرپور شخصیت جھلکتی ہے۔ اس کا انتقال ۶/اکتوبر ۱۸۹۲ء کو ہوا۔ انگریزی کے ذخیرۂ الفاظ پر جیسی قدرت اسے حاصل تھی ویسی کم شعرا کو نصیب ہوتی ہے۔ غنائی نغموں میں اس کا آرٹ معراجِ کمال پر پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔ ۵۷۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص۲۸۱۔۲۸۲۔ت۔ا۔ص۱۷)

جامی: نورالدین عبدالرحمٰن جامی بن نظام الدین احمد ۲۳/شعبان ۸۱۷ھ کو قصبہ جام (فرجرد) میں پیدا ہوئے۔ جامی کے پیر و مرشد حضرت مخدوم سعد الدین کاشغری اور خواجہ علی سمرقندی تھے۔ جامی فارسی کے نہایت ممتاز صوفی شاعر تھے۔ عرفان میں ان کا مقام اتنا بلند ہوا کہ بہاؤ الدین نقشبندی کے سلسلے میں ان کا شمار خلفا میں ہوتا تھا۔ براؤن کا خیال تو یہ ہے کہ وہ فارسی شعر کی کلاسیکی روایت کے آخری علمبردار ہیں۔ ان کا کلیات تین حصوں میں فاتحۃ الشباب، واسط العقد، خاتمۃ الحیات منقسم ہے۔ نثری تصانیف میں ''لوالع'' جو کہ تصوف پر مبنی ہے، مقبول ہوئی۔ ''نفحات الانس'' صوفیوں کے احوال و کوائف پر مشتمل ہے۔ اشعۃ اللمعات عراق کی مشہور تصنیف لمعات کی شرح اور تفصیل ہے۔ ۸/محرم ۸۹۸ھ کو انتقال فرمایا۔ ۵۵۰، (ت۔ا۔ص۱۰۶تا۱۱۰)

جاوید اقبال: (سال ولادت ۱۹۲۴ء) علامہ اقبال کے فرزندِ اصغر جسٹس جاوید اقبال پاکستان کے مشہور جسٹس ہیں۔ اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ۲۹۴، ۴۰۷، ۴۳۹، ۴۹۷، ۵۱۸، ۶۴۳، (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۹۴)

جبرئیلؑ: اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کے پاس وحی لے کر آتے تھے۔ آپ کو روح الامیں، روح القدس بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں تین مقامات پر آپ کا نام آیا ہے۔ آنحضورﷺ سے آپ کی پہلی ملاقات غار حرا میں ہوئی۔
۲۵۸، ۲۹۸، ۳۱۵، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۳۶، ۳۴۲، ۳۵۵، ۳۶۱، ۳۸۲، ۳۸۸، ۴۰۳، ۴۱۸، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۶۰، ۵۲۲، ۵۳۵، ۵۹۵۔
(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۹۴۔۵۹۵)

جگندر: سردار جگندر سنگھ ۲۵/مئی ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ بہت بڑے تعلقہ دار تھے۔ ۱۹۱۹ء میں برطانوی حکومت سے سر کا خطاب ملا۔
نواب ذوالفقار علی خاں کے دوست تھے۔ نواب ہی نے ان کو اقبال سے متعارف کرایا۔ انگریزی اور فارسی زبانوں میں مہارت تھی۔ انہوں نے انگریزی میں ''اسرار خودی'' پر بہترین مضمون لکھے۔ سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر رہے اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبر بھی۔ East & West رسالہ کے مدیر بھی رہے۔ ان کی تصانیف میں کملا، نور جہاں اور نسرین قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۷ء تک وزیر زراعت بھی رہے۔ ریاست پٹیالہ میں وزیر داخلہ کی حیثیت سے کام کیا اور پنجاب یونیورسٹی کے فیلو بھی نامزد ہوئے۔ زندہ باش، خوش دل اور خوش ذوق انسان تھے۔ نظم موٹر Talbot ۱۹۱۳ء میں کہی گئی۔ پہلا شعر موٹر ہی میں کہا گیا۔ ۱۷۸۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۵۔۳۵۶)

جم، جمشید: ''جمشید'' حضرت عیسیٰ سے آٹھ سو سال پہلے خاندان پیش دادیان سے فارس کا بادشاہ تھا۔ قدیم دیومالا میں بھی جمشید کا ذکر ہے۔ دیومالا کے مطابق جمشید کے پاس ایسا پیالہ تھا جس میں جمشید کو تمام عالم نظر آتا تھا۔ صحیح اتنا ہے کہ اس میں خطوط کھدے ہوئے تھے اور ان خطوط کی مدد سے حساب لگا کر ستاروں کی گردش اور ان کا اثر معلوم ہو جاتا تھا۔ جام جمشید کا شمار دنیا کے عجائبات میں تھا۔ جام جم کے علاوہ تخت جمشید بھی بہت مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شراب جمشید ہی نے ایجاد کی تھی۔ مختلف علوم وفنون کی ایجاد کا سہرا جو آگے چل کر تہذیب وتمدن کا جزو بنے جمشید ہی کے سر ہے۔ ضحاک نے اس کو قتل کیا۔ فارسی اور اردو ادب میں جام جمشید، جام جم کی تراکیب بطور تلمیح استعمال ہوئی ہے۔ ۲۴، ۷۴، ۱۱۱، ۲۶۳، ۳۲۵، ۳۶۳، ۳۷۸، ۵۱۶، ۵۸۹۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۳۴)

جنیدؒ: ابوالقاسم الجنید محمد بن الجنید البغدادی عالم دین اور صوفی ہیں۔ ۲۹۷ھ میں نہاوند میں پیدا ہوئے۔ فقہ اور منطق سے بھی آگاہ تھے اور مفکر بھی تھے۔ ابن الاثیر نے انہیں ''امام زمانہ'' کہا ہے۔ وہ صوفیا کے بھی امام تھے۔ انہوں نے مسلک صوفیا کو کتاب وسنت کی روشنی میں ضبط کیا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں وفات ہوئی۔ ۳۶۵، ۴۰۵، ۴۱۰، ۶۸۵۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۵)

جہانگیر: جہانگیر خاندان مغلیہ کا چوتھا بادشاہ تھا۔ اس کا نام سلیم اور نورالدین جہانگیر اس کا لقب تھا۔ ۳۱ راگست ۱۵۶۹ء کو پیدا ہوا۔ اس کی والدہ معروف راجپوت مہارانی مریم الزمانی تھی۔ روایات میں ہے جہانگیر شیخ سلیم چشتیؒ کی دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۶۰۵ء میں تخت نشین ہوا۔ ۱۶۱۱ء میں نور جہاں سے شادی کی۔ اس کے دورِ حکومت میں نور جہاں کا بہت عمل دخل رہا۔ اس کی تزک اس کی شاہد ہے۔ بڑا علم دوست اور منصف تھا۔ اکتوبر ۱۶۲۷ء میں کشمیر سے واپس آتے ہوئے اس نے انتقال کیا۔ اس کا مزار لاہور کے قریب شاہدرہ میں واقع ہے۔ ۳۵۹، ۴۵۱، ۴۵۲۔

(The cambridge history of India vo.I,IV,Pg156-182 Cambridge univ ersity press 1937)

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ ج ۱۲۔ص ۸۶۷۔۱۹۵۰ء، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۴۰۔۲۴۱)

چشتیؒ، پیر سنجر: سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری، سجستان میں رجب المرجب ۵۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ سجستان کو سلیستان یا سکستان بھی کہتے ہیں۔ والد سید غیاث الدین، حسن سنجری ایک صاحب جاوثروت بزرگ تھے۔ ۱۵ ربرس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابراہیم قلندر نامی ایک مجذوب کی ملاقات کے نتیجہ میں وہ خدا طلبی کی طرف مائل ہوئے۔ شیخ عثمان ہارونی سے عراق میں بیعت کی۔ ان کی خدمت میں بیس سال رہ کر فیضیاب ہوئے۔ لاہور اور دہلی ہوتے ہوئے ۱۰ رمحرم ۵۶۱ھ (۱۱۶۵ء) میں اجمیر تشریف لائے اور ایمان کی روشنی پھیلائی۔ ۵۶۱ھ (۱۳۳۵ء) میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے مگر ان سے کئی تصانیف منسوب ہیں۔ مثلاً رسالہ درکسب نفس، رسالہ وجودیہ، حدیث المعارف، گنج الاسرار، دیوان معین، انیس الارواح اور دلیل العارفین۔ ۸۷، ۹۶، ۱۵۴۔

(سید صباح الدین، عبدالرحمٰن۔ بزم صوفیہ۔ص ۳۵۔۳۶)

چنگیز: مغلوں کا جد اعلیٰ چنگیز خاں ۱۱۶۷ء (۵۴۹ھ) میں مشرقی سائبریا کے علاقہ میں پیدا ہوا۔ اس کا اصلی نام تموچین تھا۔ والد کا نام نیسوکائی

بہادر تھا، جو اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ ابتدائی ایام سخت تکلیف اور مشقت میں گذارے۔ اورنگ خاں طغرل نے اس کی مدد کی۔ مغلوں نے اس کی بہادری اور جنگی صلاحیتوں کو دیکھ کر اپنا خان تسلیم کرلیا۔ بعد میں چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوا۔ بخارا کو غارت کیا۔ پھر سمرقند میں قتل و غارت گری کی۔ چنگیز خاں نے سینٹرل ایشیا کو تیزی سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ چنگیز خاں کی اولاد مسلمان ہوئی اور اس نے اسلام کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ ۷۲ سال کی عمر میں ۱۲۲۷ء (۶۲۴ھ) میں رمضان کے مہینہ میں وفات ہوئی۔ چنگیز خان جب پیدا ہوا تو ایک معمولی قبیلے کے سردار کا لڑکا تھا لیکن مرا تو اس کی سلطنت کی حدود مغولستان سے لے کر خوارزم تک اور دوسری سمت میں چین تک پھیلی ہوئی تھیں۔

۳۱۸، ۳۳۲، ۴۹۱، ۵۱۶، ۶۵۰۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۶، ت۔ا۔ص ۱۱۵۔۱۱۶)

حافظؒ شیرازی: خواجہ حافظؒ کا نام محمد، لقب شمس الدین اور حافظ تخلص تھا۔ ۱۳۱۵ء میں بمقام شیراز پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کے بعد تفسیر و فقہ پڑھی۔ منطق و فلسفہ کی بھی تعلیم حاصل کی۔ فارسی غزل گوئی میں ایک ایسی روایت قائم کی جس کی نظیر فارسی شاعری میں نہیں ملتی۔ حافظ کو ''لسان الغیب'' کہا جاتا ہے۔ لوگ ان کے دیوان سے فعل نکالتے ہیں۔ علامہ کو بھی حافظ کے کمال فن کا اعتراف تھا۔ انہوں نے حافظ کے افکار پر تنقید بھی کی ہے۔ خواجہ حافظ کے کلام میں تصوف کے رموز و نکات بکثرت ملتے ہیں۔ ۱۷ر ذی الحجہ ۱۳۳۸ء (۷۹۱ھ) شیراز میں وفات پائی۔ ۲۱۰، ۲۳۹، ۲۸۸، ۵۹۳۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۶، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۸۹۔۲۹۰)

حالی: خواجہ الطاف حسین حالی ۱۸۳۷ء، ۱۲۵۲ھ میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ غالب کے شاگرد تھے۔ حالی کا سب سے اہم کارنامہ ''مقدمہ شعر و شاعری'' ہے۔ ہمارے ادب میں باقاعدہ تنقید کا آغاز اسی سے ہوتا ہے۔ اس لئے حالی کو جدید اردو شاعری و تنقید کا پیشرو کہا جاتا ہے۔ ان کی معروف نظم ''مسدس مدوجزر اسلام'' ہے جو مسدس حالی کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ۱۹۰۴ء میں انہیں شمس العلما کا خطاب ملا۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ غالب کی سوانح یادگار غالب، سرسید کی سوانح حیات جاوید اور حیات سعدی جو کہ فارسی کے معروف شاعر شیخ سعدی کی سوانح حیات ہے ان کی معروف تصانیف ہیں۔ حالی نے ۷۰ برس کی عمر میں ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۴ء میں پانی پت میں انتقال کیا۔ ۱۲، ۹۰، ۲۲۲، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۵۔ (اردو ادب کی تاریخ۔ عظیم الحق جنیدی۔ ص ۱۲۴ تا ۱۲۶)

حسینؓ: سیدنا حضرت حسینؓ ۳ر شعبان ۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے فرزند تھے۔ آنحضرت ﷺ کی مبارک گود میں پرورش پائی۔ خلفائے راشدین آپ کو بیحد عزیز رکھتے تھے۔ پیارے نبی ﷺ انہیں بہت چاہتے تھے۔ اکثر انہیں کاندھے پر بٹھا کر بہلایا کرتے تھے۔ ۶۱ھ میں شہادت پائی۔ ۳۳۵، ۴۰۴۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۶۔۵۹۷)

حسین احمد: مولانا سید حسین احمد مدنی بمقام بانگرمؤ ضلع اناؤ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام چراغ محمد ہے۔ آپ کے والد کا نام حبیب اللہ تھا جو مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ اور مجاز تھے۔ مولانا مدنی ۱۳ر سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی خدمت میں بھیجے گئے۔ ۱۸۹۸ء میں اپنے والد کے ساتھ مدینہ چلے گئے۔ ۱۹۰۰ء میں ہندوستان آئے لیکن پھر ۱۹۰۲ء میں مدینہ چلے گئے۔ مدینہ میں قرآن اور حدیث کا درس دیتے رہے۔ مولانا نے ہند کی سیاست میں نمایاں حصہ لیا۔ آپ شیخ الہند کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ شیخ الہند کے ساتھ گرفتار کر کے مالٹا بھیجے گئے۔ ۱۹۲۷ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اور ۱۹۵۷ء میں

وفات ہوئی۔ مولانا کے نزدیک قوم کا دارومدار وطن پر ہے اور اقبال کے خیال میں قوم مذہب سے بنتی ہے۔

۔۲۹۱ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۸۰۔۳۸۱، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۷)

حلاج: ابوالمغیث الحسین بن منصور بن محمی البیضاوی کی پیدائش ۲۴۴ھ (۸۵۸ء) فارس کے ایک قصبہ الطور، بیضا میں ہوئی۔ ان کو حضرت ایوب انصاری کے خاندان سے بتایا گیا ہے۔ انہوں نے ۲۶۰ھ تا ۲۸۴ھ (۸۷۳ء تا ۸۹۷ء) کی مدت گوشہ نشینی میں بسر کی اور خراسان اور فارس کا سفر کیا۔ ۲۹۶ھ (۹۰۸ء) میں وطن واپس آئے۔ زبردست عالم، فاضل، حافظ انقلابی صوفی تھے۔ حضرت عمرو بن عثمانی مکیؒ سے بیعت ہوئے اور خلافت ملی۔ حضرت جنید بغدادی کے ساتھ ۶ رسال رہے۔ تستری، عمر مکی کی شاگردی بھی اختیار کی۔ ان کے اثر و رسوخ سے حکومت پریشان رہتی تھی۔ کئی بار قید ہوئے۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانے میں قید کئے گئے۔ پچاس سال ریاضت میں بسر کئے۔ وحدت الوجود کے قائل تھے اور ان الحق کہا کرتے تھے۔ اس پر اور ان کی بعض تصانیف پر علماء وقت نے سزائے موت کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ ان کو مقتدر خلیفۂ بغداد کے حکم سے ۲۶ رمارچ ۹۲۲ء کو پھانسی دی گئی۔ حلاج صاحب تصنیف صوفی تھے۔ تصانیف کا موضوع، علم کلام اور تصوف پر حاوی ہے۔ کتاب الطواسین اور روایہ مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب انہیں سولی پر چڑھایا گیا تب بھی ''انا الحق'' کہہ رہے تھے۔ اور خون کے ہر قطرہ سے ''انا الحق'' کی صدا بلند ہو رہی تھی۔ ۳۱۵، ۵۸۰۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۲۷، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۴۶، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۷۔۶۱۸)

حمید اللہ خاں، نواب، سر: نواب بھوپال جو علامہ اقبال کی بہت قدر کرتے تھے اور سرسید کے پوتے سر راس مسعود کے دوست تھے۔ ۴۷۱۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۷)

حیدرؓ: (لغ: شیر) حضرت علی کے ناموں میں سے ایک نام۔ ۲۰۴، ۲۵۲، ۲۷۰۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۸۹)

حیدرؓ کرار: (لغ: حملہ کر کے دشمن کو ہٹا دینے والا شیر) حضرت علی کا لقب (مزید دیکھئے علی)۔ ۳۵۶، ۴۸۹، ۶۳۳۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۷)

خاقان: چنگیز خاں کا لقب۔ (مزید دیکھئے چنگیز) ۶۵۵۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۷)

خاقانی: ایران کا جلیل القدر قصیدہ گو خاقانی منوچہر ۱۱۲۶ء میں بادشاہ شروان کے عہد میں پیدا ہوا۔ اس کو سلطان الشعرا کا خطاب ملا تھا۔

اس کا نام افضل الدین ابراہیم بن علی شروانی تھا۔ خاقانی کی شادی اس کے استاد ابوالعلا کی بیٹی سے ہوئی۔ اسی کے توسط سے شرو انشاہ کے دربار میں رسائی ہوئی۔ حج سے واپسی پر اس نے کنارہ کشی کرنا چاہی تو شروانشاہ نے اسے قید کر دیا۔ ''تحفۃ العراقین'' اس کی یادگار تصنیف ہے۔ جس میں عراق عجم اور عراق عرب کا حال نظم کیا گیا ہے۔ ایک ضخیم مجموعۂ قصائد اور ایک دیوان غزلیات بھی ہے۔ اس کے قصائد رفعت خیال اور مشکل پسندی کے لحاظ سے بہت مشہور ہیں۔ نعت رسول سے خاص شغف ہونے کی وجہ سے اسے حسان العجم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ بمقام تبریز ۱۱۸۶ء میں وفات پائی۔ ۴۸۱، ۵۸۲، ۶۵۵۔

(آقای دکتر رضازادہ شفق۔تاریخ ادبیات ایران۔ص۱۹۶تا۲۱۳۔م۔ت۔ا۔ا۔ص۳۱۵)

خالدؓ: حضرت خالدؓ بن ولید خلافت راشدہ کے عہد کے مشہور سپہ سالار ہیں۔۶ھ میں اسلام قبول کیا اور اس کے بعد تمام جنگوں میں حصہ لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو سیف اللہ کے لقب سے نوازا تھا۔۲۱ھ میں مدینہ کے مقام پر انتقال ہوا۔ ۴۸۹۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۹۸)

خسرو، امیر: امیر خسرو ۱۲۵۳ء میں ضلع ایٹہ کے موضع پٹیال میں پیدا ہوئے۔اصل نام ملین الدین محمود تھا۔بچپن ہی میں امیر خسرو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مرید ہوئے۔مختلف سلاطین کے دربار سے وابستہ رہے۔۱۳۲۵ء میں انتقال ہوا۔ان کے اشعار کی تعداد ۵ لاکھ بتائی جاتی ہے۔تصانیف کی تعداد ۹۲ ہے۔فارسی کے عظیم شاعر اور عربی، فارسی، ترکی اور ہندوستانی زبانوں کے ماہر تھے۔ ۳۶۶۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۹۸)

خضرؑ: ایک پیغمبر ہیں جنہوں نے عام روایت کے مطابق آب حیات پیا ہے اس وجہ سے تا قیامت زندہ رہیں گے۔جن کا معجزہ یہ تھا کہ جہاں بیٹھتے وہاں سبزہ نمودار ہو جاتا یا جس جگہ سے گزر جاتے وہ جگہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتی۔چنانچہ اس وجہ سے یہ لقب پڑ گیا۔سمندر، دریا، جنگل، بیابان وغیرہ کا ان کو رہبر خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کو جو راستے سے بھٹک جاتے ہیں، صحیح راستہ بتاتے ہیں اور کیونکہ یہ ان لوگوں کے سامنے سبز پوشاک میں ظاہر ہوتے ہیں۔اس لئے بھی ان کو خضر کہا جاتا ہے۔قرآن پاک میں ان کا نام نہیں آیا ہے لیکن حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ان کا قصہ مذکور ہے۔سکندر خضر کے ساتھ آب حیات پینے نکلا ناکام رہا۔

۴۱، ۹۶، ۱۲۴، ۱۵۷، ۱۹۸، ۲۴۲، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۶۲، ۳۷۸، ۴۳۶، ۵۰۵، ۶۸۴، ۶۸۶۔

(ف۔آ،ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۹۲)

خلیل اللہ: (لغ: اللہ کا دوست) حضرت ابراہیم کا لقب جن کے لئے خدا نے نمرود کی آگ گلزار کر دی تھی۔(مزید دیکھئے ابراہیم)۔

۲۱۱، ۲۴۰، ۲۵۲، ۲۶۸، ۳۵۵، ۴۰۴۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۹۲)

خوشحال خاں خٹک: خوشحال خاں خٹک ۱۰۱۲ھ میں پیدا ہوا۔وہ پشتو کا عظیم شاعر، سپہ سالار اور پٹھانوں کے مشہور قبیلے خٹک کا سردار تھا۔وہ دلاور جنگجو، ممتاز عالم اور شاعر تھا۔اس نے پشتو اور فارسی میں ۴۵ ہزار اشعار کہے ہیں۔۱۱۰۰ھ میں انتقال کیا۔خوشحال خاں نے پٹھانوں کی خود مختاری کے لئے مغلوں سے جنگیں کیں۔ ۴۴۶۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۵۹۸)

دارا (Darius III): دارائے اکبر یا دارائے سوم کیانی خاندان کا نواں بادشاہ تھا جو اپنے باپ دارا دوم کے بعد تخت نشین ہوا۔ دارائے اصغر اس کے بیٹے کا نام ہے۔۳۳۱ق۔م میں سکندر نے اس کو شکست دی اور یہ مارا گیا۔اس طرح دارا کی دولت و حکومت سکندر کے قبضے میں آ گئی۔دارا کو اس کی جنگ جوئی کی وجہ سے شاہان فارس میں منفرد و ممتاز مانا جاتا ہے۔

۶۵، ۲۴۱، ۲۷۹، ۳۲۵، ۳۴۹، ۶۵۷۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۹۵، ف۔آ)

داغ: نواب مرزا خاں نام اور داغ تخلص تھا۔ ۱۸۳۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ قلعہ کے تعلق کی وجہ سے ذوق کے شاگرد ہوئے۔ ابتدا میں علامہ اقبال نے ان سے مشورہ سخن لیا تھا۔ آخر عمر میں حیدر آباد چلے گئے۔ وہاں نظام حیدر آباد میر محبوب علی خاں والی دکن کے استاد مقرر ہوئے۔ وہیں ۱۹۰۵ء میں انتقال کیا۔ چار دواوین گلزار داغ، آفتاب داغ، مہتاب داغ اور یادگار داغ طبع ہوئے ہیں۔ ایک مثنوی فریاد داغ بھی ہے۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۸۹، ۹۰، ۱۳۴۔ (اردو ادب کی تاریخ۔ عظیم الحق جنیدی۔ ص ۱۱۹)

ذوالفقار علی خاں: نواب سر ذوالفقار علی خاں کا آبائی وطن مالیر کوٹلہ تھا اور یہ وہاں کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ کیمبرج میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۹ء میں امپریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبر ہوئے اور تمام عمر رہے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں ''سوانح مہاراجہ رنجیت سنگھ'' اور ''شیر شاہ سوری'' بھی معروف ہیں۔ علامہ اقبال سے ان کی ملاقات ۱۹۰۸ء میں ہوئی اور یہ سلسلۂ دوستی آخری دم تک قائم رہا۔ انہوں نے Voice from the east or the poetry of iqbal لکھ کر اقبال کو یورپ اور امریکہ سے روشناس کرایا۔ ۱۹۳۳ء میں انتقال فرمایا۔ ۱۷۸۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۵۔۳۵۶، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۹)

رازی: ابوعبداللہ فخرالدین رازی ۵۴۳ھ بمقام رے پیدا ہوئے۔ وہ اپنے زمانے کے بلند پایہ فلسفی، فقیہ اور مفسر قرآن تھے۔ ان کی اہم ترین تصنیف قرآن پاک کی تفسیر ''مفاتیح الغیب'' یا ''کتاب التفسیر'' ہے اس میں انہوں نے اپنا سارا علم اور فلسفہ نچوڑ دیا ہے۔ ۶۰۶ھ میں وفات ہوئی۔ ۳۰۹، ۳۲۶، ۳۴۸، ۳۶۳، ۳۷۰، ۳۷۵، ۵۵۱، ۶۸۵۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۹)

راس مسعود، سر: جسٹس سید محمود کے بیٹے اور سر سید احمد خاں کے پوتے ۱۸۸۹ء میں علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنائے گئے۔ ریاست بھوپال کے وزیر صحت و تعلیم بنائے گئے۔ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۷ء کو انتقال ہوا۔ علامہ اقبال کے مخلص دوست تھے۔ ۴۹۳، ۴۹۶، ۵۰۰، ۵۳۰، ۵۳۹، ۵۶۶، ۵۷۲، ۶۶۶۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۹)

رام: رام کا پورا نام رام چندر تھا۔ یہ اجودھیا کے راجا دشرتھ کے بڑے لڑکے تھے۔ ان کی ماں کا نام کوشلیہ تھا۔ ان کی زوجہ سیتا تھیں۔ سناتن دھرمی ہندو ان کو خدا کا ساتواں اوتار مانتے ہیں۔ انہوں نے لنکا کے راجہ راون کو شکست دی۔ رام بہت بہادر، پاک، طینت اور اپنے باپ کے بڑے فرمانبردار بیٹے تھے۔ چنانچہ انہوں نے باپ کی خواہش پر چودہ سال کے لئے بن باس (ملک بدر) اختیار کیا اور دنیا کے سامنے اتباع والدین کا ایک قابل قدر نمونہ پیش کیا۔ ان کا حال تفصیل سے رامائن میں درج ہے۔ ۱۷۷۔

(ف۔آ، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۹)

رضا شاہ: شاہ ایران رضا خاں ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوا۔ اس کے والد فوجی افسر تھے۔ اس نے بھی فوج میں ملازمت کی اور ترقی کرتا ہوا ۳۱ر اکتوبر ۱۹۲۳ء کو وزیر اعظم بنا۔ قاچار کی حکومت کے خاتمہ کے بعد ایران کا بادشاہ بنا۔ ۵ر اپریل ۱۹۲۶ء کو تاج پوشی ہوئی۔ ۱۹۵۰ء میں انتقال ہوا۔ ۶۰۴۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۹)

رضوان: بہشت کے داروغہ اور دربان کا نام۔ ۱۹۹، ۲۴۳۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۰۴)

رضی دانش: میر رضی دانش مشہدی شاہجہاں کے عہد میں ہندوستان آیا۔ ۱۰۶۵ھ میں باریاب ہوا۔ نہایت نازک خیال شاعر تھا۔ بادشاہ کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش کیا۔ بادشاہ نے دو ہزار روپیہ انعام میں دیئے۔ کچھ عرصہ کے بعد شاہجہاں کو چھوڑ کر داراشکوہ کی ملازمت اختیار کی۔ داراشکوہ نے میر رضی دانش کو ذیل کے شعر پر جو بہت مشہور ہے ایک لاکھ روپیہ انعام دیا۔

تاک را سرسبز کن اے ابر نیسانِ بہار قطرہ تا مے تواند یشہ چرا گوہر شود

۱۰۷۶ھ میں وفات پائی۔ ۲۴۰۔ (ت۔ا۔ص ۳۲۔م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۹۱)

رومی: (ولادت ۱۲۰۷ء) فارسی کے معروف صوفی شاعر مولانا جلال الدین رومی بلخ میں پیدا ہوئے۔ مولانا جید عالم تھے۔ شیخ فریدالدین عطارؒ سے نیشاپور میں ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کو قونیہ لے آئے۔ شمس الدین تبریزی سے بیت ہوئے۔ آپ کی مشہور مثنوی معنوی نے صوفیہ پر بڑا اثر ڈالا ہے۔ اس مثنوی میں مولانا نے مسائل تصوف حکایات کی زبان میں بیان کئے ہیں۔

۲۴۱، ۲۶۴، ۳۰۳، ۳۰۹، ۳۲۰، ۳۳۱، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۶۳، ۳۹۱، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۸۵، ۵۸۰، ۵۸۳۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۰)

زلیخا: عزیز مصر کی بیوی جو حضرت یوسف پر عاشق ہوگئی تھی۔ اس کا ذکر قرآن پاک کے سورۂ یوسف میں آیا ہے۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف کو ان کے قافلے والوں سے غلام کے طور پر خرید لیا تھا جو انہیں کنویں سے نکال کر لائے تھے۔ زلیخا حضرت یوسف کے حسن و جمال کو دیکھ کر فریفتہ ہوگئی اور انہیں بہکانا چاہا مگر یوسف نے اپنی پاکبازی قائم رکھی۔ اس بات کا چرچہ دوسری عورتوں میں عام ہونے پر اس نے سب کو اپنے یہاں بلایا اور ان کے ہاتھ میں چھریاں اور لیمو دیئے۔ تب حضرت یوسف کو آنے کو کہا۔ یہ عورتیں ان کا حسن دیکھ کر دم بخود رہ گئیں اور عالم بے خودی میں بجائے لیمو کے اپنے ہاتھ قلم کر لئے۔ زلیخا کو جب یوسف کی طرف سے مکمل ناامیدی ہوگئی تو اس نے انہیں قید میں ڈلوادیا۔ بعد میں حضرت یوسف مصر کے خزانوں کے محافظ بنے اور عزیز مصر کی وفات کے بعد روایت کے مطابق زلیخا کا شباب عود کر آیا اور وہ حضرت یوسف کی زوجیت میں آگئی۔ اس قصے کو شعرا نے مثنوی میں بیان کیا ہے۔ ''داستان یوسف'' اور ''یوسف زلیخا'' کے نام سے کئی مثنویاں لکھی گئیں۔ ۱۳۲، ۱۸۰۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۷۶۔۱۷۷)

زہراؓ: (حضرت فاطمہؓ) سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ آنحضرت کی سب سے چھوٹی صاحب زادی ہیں۔ ۲ھ میں جنگ احد کے بعد آپ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ سیدہ اور بتول آپ کے لقب ہیں۔ آپ جنتی عورتوں کی سردار ہونگی۔ ۳۱۵۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۰)

ساحرالموت: اس سے مراد حسن بن صباح ہے۔ چوتھی صدی ہجری کے شروع میں طوس میں پیدا ہوا۔ خواجہ حسن نظام الملک وزیر دربار سلجوق کی سفارش سے الپ ارسلان سلجوقی کے دربار میں میر نقیب مقرر ہوا۔ پھر وہ دربار سے نکالا گیا۔ شام میں فرقہ اسماعیلیہ کے پیشوا کی ملازمت میں داخل ہوا اور پوری عمر اسی فرقہ کے عقائد کی تعلیم و تلقین میں گزار دی۔ اس نے کوہ البرز کے شاداب علاقہ

میں دس ہزار فٹ کی بلندی پر قلعہ الموت میں ایک جنت ارضی بنوائی تھی جس میں جار حیا اور کوہ قاف کی حسین عورتیں جمع کیں۔ اس کے عقیدت مندوں کو بھنگ کے نشے میں سرشار کر کے اس جنت کی سیر کرائی جاتی۔ اس کے مریدوں کی تعداد جب کئی لاکھ تک پہنچی تو اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے مرید باطنی یا فدائی کہلاتے تھے۔ وہ اپنے مخالفین کو بیدردی سے قتل کر دیتے تھے۔ حسن بن صباح کی سرگرمیوں سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا۔ ۱۱۲۴ء میں اس کی وفات ہوئی۔ ۲۶۲۔

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ ج ۲۔ ص ۲۷۶)

سارلی: کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ اقبال کو اپنی علمی منازل طے کرنے میں اچھے اچھے رہبر ملے اور بڑے بڑے علماء سے سابقہ پڑا۔ ان لوگوں میں کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر سارلی قابل ذکر ہیں۔ ۱۲۔ (ک۔ا۔ا۔ص ۱۲)

سامری: ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت موسیٰ کے ساتھ قلزم پار کر کے آئے تھے۔ جب موسیٰ ۴۰ دن کے اعتکاف کے لئے کوہ طور پر گئے تو سامری نے سونے کا ایک بچھڑا بنایا اور حضرت جبرئیل کے قدموں تلے کی خاک بچھڑے کے خول میں ڈالدی تو وہ بولنے لگا۔ سامری نے بنی اسرائیل کو یقین دلایا کہ یہی ان کا معبود ہے۔ بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو انہیں بنی اسرائیل کے اس عمل سے بیحد تکلیف پہنچی اور ان کی بدعا سے ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوا جس سے یہ بچھڑا بھی جل کر خاک ہو گیا۔ موسیٰ نے سامری کو یہ سزا دی کہ زندگی بھر پکارتا رہے کہ مجھے نہ چھونا۔ سامری پاگلوں کی طرح سر ٹکرا ٹکرا کر مرا۔ بعض روایات کے مطابق سامری موسیٰ کا بھانجا اور سناری کا کام کیا کرتا تھا۔ ۲۶۱،۲۵۲۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۱۳۔۱۱۴)

سپنوزا: ولندیزی فلسفی، بروچ سپائنوزا کی ولادت ۱۶۳۲ء میں ہالینڈ (Holland) ایمس ٹرڈم میں ہوئی۔ اس کے والدین پرتگال سے آ کر ہالینڈ میں آباد ہو گئے تھے۔ اس کا لاطینی زبان کا استاد انڈی بلا کا ذہین اور پارہ کی طرح بے قرار رہنے والا تھا۔ اس نے اسپائنوزا کو لاطینی زبان کے رموز سے آگاہ کیا۔ سپنوزا نے کتاب مقدس اور یونانی مفکروں کی تحریروں بالخصوص ڈیکارٹ کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا اور یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ڈیکارٹ ایک خاص مقام پر پہنچ کر رک گیا تھا۔ سپائنوزا وہیں سے مشعل لے کر آگے بڑھا۔ اس کے فلسفیانہ افکار کی اشاعت پر یہودی علما نے اسے کافر قرار دیا اور دین سے خارج کر دیا۔ ۱۶۶۰ء میں وہ لیڈن چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے کائنات کے بنیادی مسائل پر زیادہ غور کرنا شروع کیا۔ اس کی مشہور کتاب ''اخلاق'' (ایتھکس) جو اس کے فلسفیانہ خیالات کا مجموعہ ہے اس کی موت کے بعد شائع ہوئی۔ تقریباً تمام فلسفی اس بات پر متفق ہیں کہ موجودہ فلسفے کا سب سے بڑا کارنامہ سپنوزا کی یہ تصنیف ہے۔ جیسی باریک بینی، ژرف نگاہی اور دقیقہ سنجی اس کتاب میں پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ ۱۶۷۷ء میں دق کی بیماری میں انتقال کیا۔ ۱۸۸۲ء میں ہیگ میں اس کا مجسمہ نصب کیا گیا۔ عصر حاضر کے فلسفی بھی اسے جدید فلسفہ کا امام تصور کرتے ہیں۔ ۵۳۰۔

(ت۔ا۔ص ۱۲۳ تا ۱۲۶)

سٹنڈل: ولادت (۱۷۸۳ء، وفات ۱۸۴۴ء) سٹندل میری ہنری بیلے کا لقب تھا جو مشہور فرانسیسی ناول نگار گزرا ہے۔ ۱۸۱۲ء کی روس کی جنگ میں وہ نپولین کے ہمراہ تھا۔ اس کے ناول تاریخی اور معاشرتی واقعات پر مبنی ہیں۔ اس کی مشہور تخلیقات

میں لاروز اسے لانوار اور لاشارت روز د پارے اہم ہیں۔ ۶۱۰۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۱)

سعدیٰ: عشق ومحبت کا ایک مشہور کردار۔ ۱۳۲۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۱)

سعدیؒ، شیرازی: فارسی کے مشہور شاعر شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی جن کی دو کتابیں گلستاں اور بوستاں بیحد معروف ہیں۔ ۱۲۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے ترکی، عراق، شام وحجاز، شمالی افریقہ اور ہندوستان کا سفر کیا۔ ۲۰ سال تک ان علاقوں کا سفر کرتے رہے۔ ۱۹۹۴ء میں انتقال ہوا۔ ان کی گلستاں اور بوستاں کا ترجمہ دنیا کی متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے۔ علامہ اقبال ان کے کلام سے متاثر تھے۔ بعض اشعار کی تضمینیں کی ہیں۔ سعدی فارسی غزل کے پیغمبر مانے جاتے ہیں۔ ۲۴۴، ۲۴۵، ۶۶۸۔ (حیات سعدی۔ حالی، ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۱)

سکندر: سکندر اعظم مقدونیہ کا بادشاہ ۳۵۶ق۔م میں پیدا ہوا۔ فیلقوس (فلپ) کا بیٹا تھا۔ اس کی تربیت کے لئے اپنے زمانے کے سب سے ذہین شخص ارسطو کو منتخب کیا گیا۔ ۳۳۶ق۔م میں بادشاہ ہوا اور مغرب سے مشرق تک فاتح ہوا اور ہندوستان تک کا علاقہ اس نے فتح کر لیا۔ اس نے ایران میں دارا کو شکست دی۔ ایران، مصر، بابل، خراسان کا سارا علاقہ اس کے زیر نگیں ہو گیا۔ پھر ہندوستان کی طرف بڑھا۔ دریائے جہلم پار کر کے پورس کو شکست دی لیکن اس سے آگے بڑھنے کے لئے سکندر کی فوج نے انکار کر دیا۔ معلوم نہیں اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو اس وقت تاریخ کی کیا صورت ہوتی۔ اس نے کم عمری میں ہی دنیا کا اتنا حصہ تسخیر کر لیا تھا کہ اس کو ان فاتحین جلیل میں شمار کیا جاتا ہے۔ جنہیں اعظم کہتے ہیں۔ ۳۲۳ق۔م میں انتقال کیا۔ ۶۵، ۶۹، ۱۳۰، ۲۴۱، ۲۵۷، ۲۶۶، ۲۷۹، ۳۴۰، ۳۴۹، ۴۳۸، ۴۴۲، ۴۸۲، ۴۹۱، ۶۱۷، ۶۲۸، ۶۸۵، ۶۸۶۔ (ت۔ا۔ص۴۰۔۴۱، ف۔آ)

سلمانؓ: حضرت سلمان فارسیؓ کے والدین آتش پرست تھے۔ پہلے مابہ یاروز بہ نام تھا۔ اصفہان کے قریب کے رہنے والے تھے۔ آپ حق کی تلاش میں عیسائی راہبوں کے ساتھ شام گئے۔ وہاں عیسائی تعلیمات حاصل کیں۔ معلوم ہوا کہ حجاز میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ مبعوث ہونے والے ہیں۔ آپ حجاز تشریف لائے۔ اسلام قبول کیا۔ آپ ہی کے مشورہ سے جنگ میں خندق کھودی گئی تھی۔ حضرت سلمانؓ رسول اللہ اور آپ کے اہل بیت سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب غزوۂ خندق کے موقع پر یہ بحث ہوئی کہ سلمان انصار میں سے ہیں یا مہاجر؟ تو رسول خدا نے فرمایا کہ سلمانؓ میرے اہل بیت میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مدائن کے گورنر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ ۸۰، ۱۶۸، ۲۷۰، ۴۱۱، ۵۱۳۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۱۹، ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۲)

سلمان، مسعود سعد: ایک مشہور فارسی شاعر جو غزنوی دور میں لاہور، اکبر آباد میں پیدا ہوا۔ آغاز شباب میں ابراہیم بن مسعود کے دربار سے وابستہ رہا ابراہیم نے قید کر دیا۔ رہائی ہوئی، جالندھر کا حاکم ہوا۔ پھر دوبارہ قید کیا گیا۔ عربی، فارسی اور ہندی تینوں زبانوں میں اس کے دیوان ہیں۔ ۱۱۲۱ء میں انتقال کیا۔ دور حاضر کے نقاد اور مورخ بھی بہ اتفاق رائے اس کے کلام کی عذوبت اور سلاست کے مداح ہیں۔ ۳۶۸۔ (ت۔ا۔ص۲۲۲۔۲۲۳، ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۲)

سلیم: سلطان بایزید دوم کا دوسرا لڑکا سلطان سلیم اول دولت عثمانیہ کے نامور سلاطین میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی بہادری کے کارنامے تاریخ میں ضرب المثل کے طور پر مشہور ہیں۔ سلطان سلیم اپنے باپ کے بعد ۱۶ر اپریل ۱۵۱۲ء کو تخت نشین ہوا۔ اور آٹھ سال حکومت کرنے کے بعد ۲۱ر ستمبر ۱۵۲۰ء کو وفات ہوئی۔ ۱۵۱۷ء میں سلیم کے عہدِ حکومت میں مصر فتح ہوا اور مصر کے بعد شام، فلسطین اور حجاز بھی اس کے زیرِ نگیں آ گئے۔ فارس پر حملہ کیا۔ آرمینیا کو ترکی کا ایک صوبہ بنایا، ہنگری کی فوج کو شکست دی، سلیم کو حجاز کی فتح کے بعد ''خادم الحرمین الشریفین'' کا لقب ملا۔ یہ پہلا عثمانی سلطان تھا جو اس لقب سے نوازا گیا۔ ۴۰۵۔

(دولت عثمانیہ۔ ڈاکٹر محمد عزیز۔ ج(۱)۔ ص ۱۵۸ تا ۱۸۴)

سلیمانؑ: حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے بیٹے تھے۔ قوم بنی اسرائیل کے بادشاہ اور پیغمبر تھے۔ قرآن پاک میں آپ کا قصہ تفصیل سے آیا ہے۔ خدا نے انہیں کئی اوصاف سے سرفراز کیا تھا۔ یہ چرند و پرند حتیٰ کہ چیونٹیوں تک کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ وحشی جانور، چرند، پرند، جن وانس آپ کے تابع تھے۔ ہوا بھی مسخر کر دی گئی تھی۔ چنانچہ وہ ان کے حکم سے اپنی رفتار بدل دیتی تھی۔ آپ نے ہیکل اور بیت المقدس کی تعمیر کے کام کو مکمل کرا دیا۔ ۱۶۹، ۲۲۱، ۵۱۳۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۱۹۔۱۲۰)

سلیمیٰ: سلیمیٰ سعدیٰ کی طرح ایک کردار ہے جو عشق و محبت کے لئے مشہور ہے۔ ۱۲۱، ۱۳۲، ۱۸۹۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۲)

سنائی غزنوی، حکیم: ابوالمجد مجدود ابن آدم سنائی کا وطن غزنی تھا۔ اپنے صوفیانہ خیالات اور حکیمانہ افکار کے لئے رومیؔ اور عطارؔ کی طرح ممتاز ہیں۔ آپ کے کلیات میں تیس ہزار اشعار ہیں۔ سنائی سلطان مسعود اور سلطان بہرام غزنوی کے دربار سے وابستہ رہے۔ لیکن بعد میں انہوں نے مدح سرائی ترک کر دی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ سنائی کی تصانیف میں مثنوی حدیقہ یا حدیقۃ الحقیقت بہت مشہور ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ فارسی زبان میں پہلی مثنوی ہے جو تصوف کے اہم مطالب کو محیط ہے۔ صوفیانہ خیالات کو مثنوی کی صورت میں پیش کرنے والوں میں سنائی صف اول میں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں تصوف اور عرفان کے دقیق ترین مطالب قلمبند کئے ہیں۔ اقبال ان کے کلام سے متاثر تھے۔ ۵۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔ ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۸، ۵۸۰۔

(ت۔ا۔ص ۲۲۳، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۰۸)

سنجرؒ، پیر: مزید دیکھئے پیر سنجرؒ۔ ۱۵۴، ۳۵۹، ۳۶۵، ۳۷۸، ۴۰۵، ۵۳۸۔

سنوسی: سید محمد بن علی السنوسی ایک دینی جماعت سنوسی کے بانی ہیں۔ ۱۷۹۱ء میں الجزائر میں ایک گاؤں قریش میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مکہ گئے اور شیخ احمد بن عبداللہ سے بیعت ہوئی اور خلافت حاصل کی۔ آپ نے احیائے دین کی تحریک چلائی اور متعدد کتابیں لکھیں۔ ۱۸۶۹ء میں انتقال ہوا۔ ۲۹۱۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۳)

سوامی رام تیرتھ: سوامی رام تیرتھ ۱۸۷۳ء میں ضلع گوجرانوالہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انٹرنس پاس کرنے کے بعد وہ

گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ایم اے (ریاضی) پاس کیا اور مشن کالج لاہور میں ریاضی کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔شروع ہی سے ان پر ویدانت کا رنگ غالب تھا۔عمر کے ساتھ یہ رنگ اور بھی گہرا ہوتا گیا۔ویدانت کے فلسفے کے شائق تھے اور اس سے متعلق کتابیں بھی پڑھتے رہتے تھے۔وہ ہفتوں دریائے راوی کے کنارے بارہ دری میں محویت کے عالم میں بیٹھے رہتے۔۲۰/اکتوبر ۱۹۰۶ء کو وہ حسب معمول موسمی تعطیلات بسر کرنے کے لئے ہردوار (ضلع سہارنپور) گئے تھے۔ایک دن وہ اپنے شاگردوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ دریائے گنگا کے کنارے بیٹھے ہوئے ویدانت کا درس دے رہے تھے۔ان پر رام کی محبت کا غلبہ ہوا اور انہوں نے عین دریا میں سمادھی لگا دی یعنی ان پر جذب و مستی طاری ہو گئی۔نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لہروں میں غرق ہو گئے۔ ۱۱۴۔

(سوانح عمری سوامی رام تیرتھ۔پنڈی داس،م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۱۔۳۵۲)

سینزر: سینزر سے مراد جولیس سینزر ہے جو قدیم روم کا مشہور فرماں روا تھا۔اطالیہ (روم) کے لوگ اس کی عظمت اور اس کے اقتدار کے وارث ہیں۔ ۶۵۱۔ (ت۔ا۔ص ۱۹۱)

سینا، بوعلی سینا: (Avicenna) ابوعلی الحسین ابن عبداللہ ابن سینا، جو بوعلی سینا اور ابن سینا کے نام سے بھی معروف ہے۔دنیائے اسلام کا نامور طبیب، شہرۂ آفاق سائنسداں اور جامع العلوم فلسفی ہے۔اگست ۹۸۰ء میں بخارا کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔مغرب میں ابی سینا (Abyssinia) کے نام سے مشہور ہے۔اس نے کم عمری میں ہی علوم ریاضی و ادب میں مہارت حاصل کی اور اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد میں شاہی طبیب ہو گیا تھا۔کچھ عرصہ ہمدان میں وزیر بھی رہا۔اس کی تصانیف کی تعداد ۴۶ ہے۔کتاب لسان العرب ۱۰ جلدیں۔المنطق بالشعر۔عیوں الحکمت خاص تصانیف ہیں۔اس کی کتاب ''القانون فی الطب'' اور ''الادویہ'' یورپ میں مدتوں پڑھائی جاتی رہی اور طب کی انجیل بنی رہی۔علمیات اور مابعد الطبیعات میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔جو یونانی فلسفے کو میسر نہ ہو سکا۔جون ۱۰۳۷ء میں انتقال فرمایا۔ ۲۳۸، ۲۶۹، ۴۴۰، ۴۸۵، ۵۵۱۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۱۴۵۔۱۴۶، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۹۲)

شاہ تیموری: مراد شاہ عالم ثانی ہیں۔اصل نام عالی گہر تھا۔تاریخ پیدائش ۵/جون ۱۷۲۸ء ہے۔پانی پت کی لڑائی کے بعد احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم ثانی کی بادشاہت کا اعلان کیا، جو اس وقت دہلی میں موجود نہ تھا۔اس نے بہار کو واپس لینے کے لئے انگریزوں سے جنگ کی لیکن بکسر کے مقام پر اسے شکست ہوئی۔پھر وہ الٰہ آباد آیا۔۱۲/اگست ۱۷۶۵ء کو بنگال کی مسند ایسٹ انڈیا کمپنی کو ادا کی۔۱۷۷۱ء میں دہلی آیا۔

نواب نجیب الدولہ کی دعوت پر احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کا زور ختم کیا۔ان کے انتقال کے بعد مرہٹوں نے ان کے لڑکے باضابطہ خان سے انتقام کی غرض سے شاہ عالم ثانی کو ہم نوا بنایا۔۱۷۷۲ء میں شاہ عالم نے روہیلوں کو شکست دی اور ان کی خواتین کی بڑی بے عزتی کی گئی۔غلام قادر روہیلہ اس وقت ۱۳ برس کا تھا جب شاہ عالم مرہٹوں اور افغانوں کی مدد سے محروم ہوا تو اس نے اس بے عزتی کا انتقام اس کی آنکھیں نکال کر لیا۔ ۲۱۷۔

(سید الطاف علی۔حیات حافظ رحمت خاں۔دی کیمبرج ہسٹری آف انڈیا۔ج ۴۔ص ۴۴۳)

شاہ دین، جسٹس: لاہور میں اقبال کے دوست تھے اور ''ہمایوں'' تخلص کرتے تھے۔ (مزید دیکھئے ہمایوں) ۲۵۴

شبلی: مولانا شبلی ضلع اعظم گڑھ کے ایک گاؤں بندول میں مئی ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ شبلی اردو کے معروف شاعر، ناقد، مصنف، مورخ، سیرت نگار ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کے اکثر مقامات کا سفر کیا۔ سرسید نے انہیں علی گڑھ میں پروفیسر کے عہدے پر مقرر کیا۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ اور ۱۹۱۲ء میں اعظم گڑھ میں دارالمصنفین کی بنیاد ڈالی۔ گورنمنٹ سے شمس العلما کا خطاب ملا۔ وہ دنیائے اسلام کے باکمال علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ تحقیق اور تصنیف کے لئے ترکی، عرب اور ہندوستان کے اکثر کتب خانوں سے استفادہ کیا۔ ۱۸۸۶ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں تاریخ اور سیرت پر بڑی مستند اور معیاری کتابیں لکھیں۔ جن میں المامون اور سیرت نعمان خاص مرتبہ رکھتی ہیں۔ الغزالی، سوانح مولانا روم، علم الکلام اور شعر العجم جیسی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ شبلی نے موازنہ انیس و دبیر لکھ کر اردو تنقید کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ الفاروق اور سیرت النبیؐ تصانیف ہیں۔ جو عالمی شہرت رکھتی ہیں۔ وفات ۱۸ر نومبر ۱۹۱۴ء کو ہوئی۔ ۱۱، ۱۲، ۲۲۲۔ (اردو ادب کی تاریخ۔ عظیم الحق جنیدی۔ ص ۲۲۵۔۲۲۶)

شبیرؓ: سریانی میں یہ نام حسینؓ کے ہم معنی ہے۔ یہ نام علی کے دوسرے صاحب زادے کے لئے خدا کے حکم سے جبرائیل نے رسول اللہ کو تجویز کیا تھا۔ (مزید دیکھئے حسینؓ) ۳۶۵، ۴۵۲۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۲۸۔۱۲۹)

شعیبؑ: ایک پیغمبر جن کا ذکر قرآن پاک میں مختصر تذکرہ سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں نسبتاً تفصیل سے کیا گیا ہے۔ وہ حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ کے بعد مدین (مدین) اور ایکہ کے اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ جو بہت بداعمال قوم تھی۔ ناپ تول میں کمی کرتی تھی۔ آپ نے بہت سمجھایا لیکن قوم راہ راست پر نہ آئی۔ آخر اس قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔ ایک خوفناک زلزلہ آیا۔ ۷ روز تک گرم آندھی چلی اور آسمان سے آگ برسی اور یہ بداعمال قوم برباد ہوگئی۔ شعیبؑ کی بیٹی صفورہ کا نکاح حضرت موسیٰؑ سے ہوا۔ ۳۸۰۔ (قصص القرآن۔ حفظ الرحمٰن، ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۳۱)

شکری: اس سے مراد غازی شکری پاشا ہے۔ ۱۸۵۴ء میں بمقام روم پیدا ہوئے۔ خاندان فوجی خدمات کے لئے مشہور رہا ہے۔ آستانہ کے مدرسہ حربیہ میں اس نے تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۸۵ء میں ترکی فوج میں لفٹ مقرر ہوا۔ فنون حربیہ کی تکمیل کے لئے جرمنی بھیجا گیا۔ قیصر ولیم اول اس کی جنگی صلاحیتوں کا بڑا مداح تھا۔ بلقان کی جنگ میں اس نے غیر معمولی جرأت کا ثبوت دیا۔ شروع میں اس نے بلقاریوں کو شکست دی پھر یہ جنگ موقوف ہوگئی۔ ۴ر فروری ۱۹۱۳ء کو ایذریانوپل پر گولہ باری سے یہ جنگ دوبارہ شروع ہوئی۔ بلغاریوں نے ۲۶ر مارچ کو اس پر قبضہ کرلیا اور شکری مع اپنی فوج کے گرفتار ہوئے لیکن بعد میں دونوں افواج معاہدہ کے نتیجہ میں طرفین کے جنگی قیدی رہا کردیئے گئے۔ اس طرح شکری پاشا بھی رہا ہوگئے۔ ۶۳۹۔ (ترکان احرار۔ عبدالمجید عتیقی۔ ص ۱۷۸ تا ۱۸۴)

شیریں: شیریں فارسی ادب کی مشہور خاتون جو ارمنی نسل کی تھی اور فرہاد کی محبوبہ تھی۔ جس کے لئے فرہاد نے کوہ بے ستون کاٹ کر نہر بنائی تھی۔ بعض روایات کے مطابق شیریں خسرو کی کنیز تھی۔ اور بعض کے مطابق اس کی بیوی۔ شیریں سے دور رکھنے کے لئے ہی خسرو نے فرہاد کو پہاڑ کاٹنے کے کام میں لگایا۔ لیکن جب فرہاد نے اپنا کام پورا کرلیا تو خسرو نے اس کے پاس جھوٹی خبر پہنچائی کہ شیریں مرچکی ہے

شدت غم سے فرہاد اپنے سر پر کلہاڑی (تیشہ) مار کر مر گیا۔ شیریں کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بھی بالا خانہ سے چھلانگ لگا کر مر گئی۔ ۲۰۹۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۳۵)

شیکسپیئر: انگریزی کا مشہور شاعر اور ڈرامہ نگار ولیم شیکسپیئر (William Shakespeare) لندن کے ایک چھوٹے سے قصبے سٹریٹ فورڈ میں ۲۶/اپریل ۱۵۶۴ء کو پیدا ہوا۔ اس کے ڈرامے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں جن سے ان کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ شیکسپیئر کے ڈراموں کے سیکڑوں جملے زبان زد ہو گئے ہیں۔ شیکسپیئر بڑا نباض فطرت تھا، اس نے اپنے ڈراموں میں انسانی فطرت کے ان تمام پہلوؤں کو واضح کر دیا ہے جو ہمارے ذہنوں میں آ سکتے تھے۔ اس کے ڈراموں میں بڑی زندگی اور بصیرت ملتی ہے۔ اس نے کل ۳۸/ڈرامے لکھے ہیں، ۱۵۴ سانیٹ (غنائی نظمیں) لکھی ہیں۔ اس کے خاص ڈراموں کے نام یہ ہیں (Hamlet) ہیملٹ، رومیو جولیٹ (Romeo & Juliet) میکبتھ (Macbeth) کنگ ہنری چہارم (king henry IV) اور دی ٹمپسٹ (The Tempest)۔ شیکسپیئر کے ڈرامے طربیہ بھی ہیں اور المیہ بھی۔ اس کے ڈراموں کے بعض کردار بہت مشہور ہو چکے ہیں مثلاً فال اسٹاف اور شائی لاک۔ ۲۵۱۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ ج ۲۰۔ ص ۴۳۳ تا ۴۵۲)

صائب، مرزا: مرزا محمد علی صائب تبریزی ۱۰۱۰ھ میں ایران میں پیدا ہوئے اور اصفہان مین تعلیم حاصل کی۔ ظفر خاں احسن جو کشمیر کے گورنر تھے ان کے ہمراہ ۱۰۳۶ھ میں وہ ہندوستان آئے۔ شاہجہاں سے رسائی حاصل ہوئی اور شاہجہاں نے مستعد خاں کا خطاب دیا۔ ایران کے شاہ عباس ثانی صفوی نے انہیں ایران واپس بلا لیا اور اسے اپنے دربار کا ملک الشعرا قرار دیا۔ وہیں ۱۰۸۰ھ (۱۶۶۹ء) میں وفات پائی۔ ایک ضخیم کلیات ان کی یادگار ہے۔ جس میں تمثیلی اور اخلاقی شاعری کا عنصر نمایاں ہے۔ اقبال نے ان کے بعض اشعار کی تضمین کی ہے۔ ۲۴۴، ۳۱۷۔ (ت۔ا۔ص ۵۱، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۹۲)

(E.G.Browne-persian literature in modern times p.164-165)

صدیقؓ، ابوبکر: خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضور اکرمؐ کے ساتھ مدینہ ہجرت فرمائی۔ تمام جنگوں میں ساتھ رہے۔ اسلام کے لئے اپنا سب کچھ نثار کیا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ آپ کی صاحبزادی تھیں۔ حضور اکرمؐ کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے۔ مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا۔ آپ کے عہد میں اسلام عرب سے باہر پھیلا۔ ۲۲/جمادی الثانی ۱۳ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ آپ دو سال تین ماہ نو دن خلیفہ رہے۔ ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۴۱۶۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۷)

صلاح الدین: غازی صلاح الدین ایوبی کا شمار مشہور سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو متعدد معرکوں میں شکست دی۔ صلاح الدین ایوبی نے مصر دمشق اور عراق پر اپنی حکومت قائم کی اور ۳/اکتوبر ۱۱۸۷ء کو بیت المقدس کو فتح کیا۔ ۴/مارچ ۱۱۹۳ء میں دمشق میں وفات پائی۔ اہل یورپ اس کے نام سے کانپتے تھے۔ ۴۶۴۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۶)

طارق: طارق بن زیاد عبداللہ کا شمار دنیا کے عظیم سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ آپ نے مختصر سی فوج کے ساتھ اسپین فتح کیا اور وہاں اسلامی

حکومت کی بنیاد ڈالی۔ طارق بن زیاد کی تربیت موسیٰ بن نصیر کی زیر نگرانی ہوئی۔ جو ایک ماہر حرب اور عظیم سپہ سالار تھے۔ آپ جب ہسپانیہ کے ساحل پر پہنچے تو تمام کشتیوں کو جلا دینے کا حکم دیا تا کہ صرف ایک ہی راستہ باقی رہے شہادت یا فتح۔ ہسپانیہ کو آپ نے فتح کیا۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۶) ۳۹۷۔

طغرل: رکن الدین ابو طالب محمد بن میکائیل طغرل بیگ پہلا سلجوقی سلطان ہے۔ جس نے سلجوقیوں کے اثرات کو بڑھایا اور ایک وسیع سلطنت قائم کی۔ تغرل ۴۲۹ھ میں تخت نشین ہوا اور فوراً تسخیر ممالک کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پہلے طبرستان اور گرگان کو مسخر کیا پھر اصفہان کا محاصرہ کیا لیکن ابو منصور (حاکم اصفہان) نے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ طغرل کو مجبور ہونا پڑا کہ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور کچھ مال وجنس کے طور پر ادا کیا جائے۔ آخر ۴۴۳ھ میں اس نے اس شہر کو بھی کاملاً مسخر کر لیا۔ وہ اصفہان فتح کرتا ہوا بغداد تک پہنچا اور خلیفہ کی بیٹی سے شادی کی۔ بہت طمطراق سے حکومت کرنے کے بعد ۷۰ سال کی عمر میں ۴۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ ۳۵۹، ۳۷۸، ۵۳۸۔

(ت۔ا۔ص۲۲۹، ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۶)

عبدالرحمٰن اول: ایک اموی شہزادہ جس نے اندلس میں اموی خلافت قائم کی۔ عبدالرحمٰن اول معاویہ میں بن ہشام کا بیٹا تھا۔ جب اس کے رشتہ داروں کو عباسی چن چن کر قتل کر رہے تھے تو عبدالرحمٰن اول وہاں سے نکل گیا اور مختلف علاقوں اور حالات سے گذر کر اندلس پہنچا اور امیر اندلس بنا۔ ۶۰ سال کی عمر میں ۳۰ ستمبر ۷۸۸ء کو قرطبہ میں اس کا انتقال ہوا۔ ۳۹۴۔

(ت۔ا۔ص۷، ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۶)

عبدالقادر، سر شیخ: (مدیر مخزن) شیخ عبدالقادر ۱۸۷۴ء کو بمقام لدھیانہ پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۴ء میں بی اے کیا۔ لندن میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۹۵ء میں انگریزی اخبار آبزرور لاہور کے پہلے اسسٹنٹ ایڈیٹر، بعد میں چیف ایڈیٹر ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں رسالہ مخزن نکال کر اردو ادب کی بڑی خدمت انجام دی۔ مخزن کے لکھنے والوں میں اقبال، اکبر الہ آبادی، ظفر علی خاں، حسرت موہانی، داغ مرزا محمد ہادی رسوا اور عزیز لکھنوی شامل ہیں۔ نثاروں میں شبلی، شرر، نذیر احمد اور حالی جیسی ہستیوں نے اس میں مضامین لکھے۔ سر عبدالقادر نے لندن کے قیام کے دوران ''ہندوستان اسپیکنگ یونین'' قائم کی۔ جس کو بڑا فروغ ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں لاہور ہائی کورٹ کے جج ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں وزیر تعلیم اور ۱۹۴۲ء میں بھاولپور ہائی کورٹ کے چیف جج ہوئے۔ ۹ فروری ۱۹۵۰ء کو وفات پائی۔

(مخزن مارچ ۱۹۵۰ء، ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۷) ۱۳۲، ۹۔

عثمانؓ: حضرت محمدؐ کے خلیفۂ سوم، واقعہ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ رسول کریمؐ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے عقد نکاح میں آئیں۔ اسی لئے ذوالنورین کا لقب ملا۔ عرب کے دولت مند ترین انسانوں میں شمار ہوا۔ انہوں نے اپنی فیاضی اور مال و دولت سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اسی لئے غنی کہلائے۔ ۱۲ سال خلافت کی۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ذمیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

آپ کی حیا اور سخاوت بہت مشہور ہے۔ کتابت، وحی، سفارت صلح حدیبیہ، غزوۂ تبوک کے بیشتر مصارف جنگ کی فراہمی، قرآن مجید کے مکمل نسخوں کی اشاعت ان کے چند نمایاں کارنامے ہیں۔ آپ کا عہد فتوحات کی کثرت کے اعتبار سے بھی قابل ذکر ہے۔

۳۵۲،۲۰۴۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۷)

عرشی، ملا: ملاعرشی نیزدی کا اصلی نام طہماسپ قلی بیگ تھا۔ ملاعرشی کا وطن تبریز تھا۔ ابتدا میں عہدی تخلص کرتے تھے اور بعدازاں عرشی تخلص اختیار کیا۔ طبیعت دشوار گوئی کی طرف مائل تھی۔ دیوان خاصا ضخیم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں دس ہزار سے زائد اشعار ہیں۔ اس نے تمام عمر شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت میں بسر کی۔ ۲۰۹۔

(شمع انجمن۔ سید محمد صدیق حسن۔ص۳۰۲)

عرفی: خواجہ صیدی جمال الدین عرفی ۹۶۴ھ میں شیراز میں پیدا ہوا۔ صفوی دور کے اس مشہور فارسی شاعر نے جوانی میں ہندوستان کا سفر کیا۔ اکبر کے دربار میں رسوخ حاصل کیا۔ دربار اکبری میں فیض، حکیم ابوالفتح گیلانی، عبدالرحیم خان خاناں، جیسے قدرداں مل گئے۔ قصیدہ اور غزل میں اسے کمال حاصل تھا۔ بالخصوص نعت و منقبت میں اس کے قصائد بہت مشہور ہیں۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ ۳۵ رسال کی عمر میں ۹۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ اقبال بھی عرفی کے مداح تھے۔ ۲۳۸۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۵۳)

عزازیل: شیطان مردود (مزید دیکھئے ابلیس)۔ ۴۵۴۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۱۵۴)

عطارؒ: فارسی کے مشہور صوفی شاعر فریدالدین عطار جن کی تصنیف ''منطق الطیر'' صوفیانہ لٹریچر میں اہم مقام رکھتی ہے۔ ۱۱۵۰ء میں نیشا پور میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں مصر، شام، حجاز اور ہندوستان کی سیاحت کی۔ ۳۹ سال کی عمر تصنیف و تالیف اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر گزاری۔ ۱۲۳۰ء میں انتقال کیا۔ ۳۱۴،۳۸۴،۴۸۵۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۷)

علیؓ: حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، صحابی رسولؐ، چوتھے خلیفہ راشد، دامادِ رسولؐ، آنحضرت کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کو کمسنوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔ علم، تقویٰ، شجاعت اور تدبر میں ممتاز اور بے مثال تھے۔ تمام معرکہ میں بہادری سے لڑنے کی وجہ سے شیر خدا اور حیدر کرار کہلائے۔ آپ نے کفار کے بڑے بڑے پہلوانوں سے مقابلہ کیا اور شکست دی۔ رسول اکرم کی چہیتی صاحب زادی آپ کی زوجہ تھیں اور امام حسن اور امام حسین آپ کے صاحبزادے۔ مسجد میں ابن ملجم نے فجر کے وقت آپ پر حملہ کیا۔ ۲۱ رمضان ۴۰ھ (۶۵۶ء) کو شہادت ہوئی۔ آپ کی خلافت کی مدت ۴ سال ۹ ماہ ہے۔ آپ کا مزار نجف میں ہے۔

۵۹،۲۰۴،۲۵۲،۲۵۳،۲۶۶،۲۷۰،۲۸۲،۳۰۱،۳۴۹،۳۵۶،۳۶۰،۳۷۵،۳۷۹،۴۱۳،۴۱۶،۴۸۱،۴۸۹،۵۸۵،۶۳۳۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص۶۰۸،م۔ت۔ا۔ا۔ص۱۹۴۔۱۹۵)

عمرؓ: حضرت عمر فاروقؓ بن الخطاب مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ راشد ہجرت سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ سپہ گری، پہلوانی، نسب دانی، خطابت اور شاعری میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ نہایت جری اور بہادر تھے۔ بعثت نبوی کے چھٹے سال ایمان لائے۔ ہجرت کی اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضورﷺ کے زمانے میں آپ کئی مرتبہ اسلامی فوج کے سپہ سالار رہے۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ آپ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد آپ خلیفہ ہوئے۔ آپ کا طرزِ حکومت تاریخ اسلام میں مثالی ہے۔ خلافت کے دسویں سال میں فیروز نامی ایک پارسی غلام نے آپ کو ۲۳ھ میں شہید کر دیا۔ آپ کی خلافت کی مدت ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک ہے۔

۶۴۲،۳۲۹،۲۲۴۔ (تاریخ اسلام۔امیر علی (انگریزی)،ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۸)

عنتری: عنتر ایک یہودی تھا جسے حضرت علی نے خیبر کی جنگ میں قتل کیا۔ جس طرح اسد اللہی حق کی خاطر جہاد کرنے کی علامت ہے۔
عنتری حق کی مخالفت کی علامت ہے۔ ۲۵۳ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۷۲،ت۔ا۔ص ۵۶)

عیسیٰؑ: عیسیٰ (دیکھئے مسیح ابن مریم)۔ ۱۹۸۔

غالب: اردو فارسی کے عظیم شاعر اور انشا پرواز مرزا اسد اللہ خاں غالب عرف مرزا نوشہ ۲۷ر دسمبر ۱۷۹۷ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔

۱۵ر فروری ۱۸۶۹ء کو وفات پائی۔ درگاہ نظام الدین میں مدفون ہوئے۔ غالب بلاشبہ اردو کے عظیم ترین شاعر ہیں۔ اقبال پر غالب کے کلام کا گہرا اثر ہے۔ اقبال کے نزدیک غالب کی خصوصیات شاعری مختصراً یہ ہیں۔ غیر معمولی رفعت تخیل، قوت فکر، حسن، مطلق کا عشق، کلام کی شوخی، اسلوب بیان کی دلکشی، ذہانت اور جدت پسندی۔ وہ بہادر شاہ ظفر اور نواب یوسف علی خاں ناظم والی ریاست رامپور کے استاد بھی رہے۔ دربار مغلیہ سے نجم الدولہ دبیر الملک اور نظام جنگ کے خطابات سے نوازے گئے۔ ان کی فارسی تصانیف اور اردو کا ایک مختصر دیوان جس کا نام اردوئے معلی ہے بہت مشہور و معروف ہے۔ ان کے خطوط اردو نثر کا نادر نمونہ ہیں اور جدید اردو نثر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ۹،۱۸،۲۶،۸۹،۲۸۵،۲۸۷۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۷۹،ف۔آ)

غزالی: ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالی ایک عظیم فلسفی، عالم دین، فقیہ اور متکلم اسلام ہیں۔ ایران کے مشہور قصبہ طوس میں ۱۰۵۸ء (۴۵۰ھ) میں پیدا ہوئے۔ پہلے نیشاپور اور طوس میں تعلیم حاصل کی، فقہ، کلام، حدیث اور علوم قرآنی میں کمال حاصل کیا۔ یہاں تک کہ مقام اجتہاد تک پہنچ گئے اور حجۃ الاسلام کہلائے۔ ان کے اساتذہ میں امام الحرمین بھی شامل ہیں۔ انہوں نے فلسفیوں کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا۔ ان کی کتاب احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت ہے جو بیحد معروف ہیں۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی نے انہیں بغداد میں مدرسہ نظامیہ میں ۴۸۵ھ میں مدرس مقرر کیا۔ ۱۱۱۱ء (۵۰۵ھ) میں طوس کے مقام پر ان کی وفات ہوئی۔

۲۰۳،۳۴۸،۶۸۵۔ (ت۔ا۔ص ۵۷۔۵۸،ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۸)

غزنوی، محمود: عظیم سپہ سالار اور سلطان ناصر الدین محمود غزنوی ۹۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام سبکتگین تھا۔ جو

۲۰ر اپریل ۹۷۷ء کو غزنی کے بادشاہ ہوئے۔ باپ کے بعد محمود نے اپنی سلطنت کو بڑی وسعت دی۔ بے شمار معرکے سر کئے، ہندوستان پر ۱۷ بار حملے کئے اور کامیابی حاصل کی۔ ہندوستان پر مسلمانوں کی شجاعت کی دھاک بیٹھ گئی۔ نہایت بہادر زبردست قوت ارادی کا مالک علم دوست سلطان تھا اور ادب نواز اور علم نواز بادشاہ کے اعتبار سے مشہور تھا۔ چنانچہ البیرونی، فردوسی جیسے لوگ اس کے دربار سے وابستہ تھے۔ وہ ادب میں اپنے غلام ایاز کے اعتبار سے بھی مشہور ہے۔ ۱۲۹،۱۶۵،۱۷۶،۲۶۱،۳۷۴،۴۰۴،۴۲۰، ۴۳۸،۵۵۱،۵۶۷،۵۸۷۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۹۔۶۱۵)

غلام قادر روہیلہ: اٹھارویں صدی کا روہیلہ سردار غلام قادر خاں روہیلہ نواب ضابطہ خان کا بیٹا اور امیر الامرا وکیل مطلق نواب نجیب الدولہ کا پوتا تھا۔ نواب نجیب الدولہ نے مرہٹوں کا اقتدار ختم کرنے کی غرض سے احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی تھی۔

چنانچہ پانی پت کی تیسری مشہور اور فیصلہ کن جنگ کے بعد ہندوستان میں مرہٹوں کا اقتدار بالکل ختم ہوگیا۔ ۱۷۷۰ھ میں مرہٹوں نے روہیلوں سے انتقام لینے کے لئے شاہ عالم ثانی شاہ تیموری سے ساز باز کی۔ ۱۷۷۲ھ میں روہیلوں اور شاہی فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں روہیلہ خواتین کی بڑی بے حرمتی کی گئی۔ روہیلہ نے یہ بے حرمتی اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً ۱۳ سال تھی۔ جب شاہ مرہٹوں اور افغانوں کی امداد سے محروم ہوگیا تو غلام قادر خان نے اس سے انتقام لینے کے لئے شاہ عالم ثانی کی آنکھیں نکلوادیں۔ غلام قادر روہیلہ کا انتقال ۱۷۸۸ء میں ہوا۔ ۲۱۷۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۰۶۔۲۰۷)

غنی: مرزا محمد طاہر نام، غنی تخلص تھا۔ فارسی ادب میں غنی کشمیری کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ محسن فانی کا شاگرد تھا۔ جوانی میں ۱۶۶۸ء میں انتقال ہوا۔ اس وقت اس کی شاعری عروج پر تھی۔ کبھی کبھی طاہر تخلص کرتا تھا۔ ایک خاص طرز کا موجد تھا۔ غنی کے طرزِ خاص میں تکلف و تصنع کو خاص دخل ہے۔ اس کی دوسری خصوصیت مثالیہ نگاری ہے۔ صائب کی طرح یہ بھی مثالیہ نگاری میں بہت بلند درجہ رکھتا ہے۔ کلیم، مرزا صائب اس کے ہم عصر اور ہم مشرب شعرا رہے ہیں۔ غنی کی سیرت کا بہترین پہلو یہ ہے کہ اس نے ساری عمر کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کیا اور ساری عمر توکل میں بسر کردی۔ ۱۸۰۔ (ش۔ب۔د۔ص ۳۱۸، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۰۹)

غوری: معزالدین محمد سام سلطان شہاب الدین محمد غوری ۱۱۷۴ء میں غزنی کا حاکم مقرر ہوا۔ اس نے غزنوی خاندان کے آخری بادشاہ خسرو ملک کو شکست دے کر قید کرلیا اور خراسان اور ہندوستان کے بڑے حصے کو فتح کرلیا۔ اجمیر اور قنوج کے ہندو راجاؤں سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔ ترائن کی جنگ میں پرتھوی راج چوہان کو شکست دے کر شمال مغربی ہندوستان میں مسلم حکومت قائم کی۔ غوری نے غزنی، غور اور ہندوستان پر تین سال حکومت کی۔ ۱۴ر مارچ ۱۲۰۶ء کو قوم گھکر نے جب وہ غزنی واپس جارہا تھا اسے راستے میں قتل کردیا۔ نعش غزنی پہنچی اور وہیں دفن کردی گئی۔ قطب الدین ایبک محمد غوری کا غلام اور سپہ سالار تھا۔ ۳۶۶۔

(Dr. Ishwari prasad - Mediaval India P.126-149، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۳۶)

فارابی: ابونصر محمد بن محمد الفارابی مشہور فلسفی اور سائنسداں کی پیدائش فاراب (اطرار) ماوراءالنہر ۲۵۹ھ میں ہوئی۔ وہ کئی زبانوں کے ماہر تھے۔ حصول علم کے لئے فاراب سے بغداد پہنچے۔ جہاں علمائے وقت سے عربی گرامر (صرف ونحو) کی اعلیٰ تعلیم اور یونانی منطق و فلسفہ و ریاضی میں خصوصی مہارت حاصل کی۔ وہ معلم ثانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ پچاس سے زائد علوم میں انہوں نے غیر معمولی تحقیق فرمائی۔ عربی زبان میں سو سے زائد کتب کی تصنیف کی۔ جن المدنی اور الجمع کے نام سے افلاطون اور ارسطو کے نظریات میں تطبیق زیادہ اہم ہیں۔ فارابی دنیائے اسلام کا وہ مشہور و معروف فلسفی ہے جس نے ارسطو کے فلسفیانہ افکار کو عالم اسلام میں متعارف کرایا اور اسطوئے ثانی کا لقب پایا۔ اس نے ایک کتاب افلاطون اور ارسطو کے فلسفیانہ مقاصد پر تحریر کی جو ''الجمع بین الرائین'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ فارابی کے مابعد الطبیعات تفکر نے بوعلی سینا کو بھی متاثر کیا۔ ۹۵۰ء میں فارابی کا ۸۰ سال کی مجرد اور عالمانہ زندگی گزار کر دمشق میں انتقال ہوا۔

۲۳۸، ۲۶۷، ۳۵۹۔ (فکر اقبال کے سرچشمے۔ ڈاکٹر آفاق فاخری۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۱۵۴ تا ۱۵۹)

فاروقی: حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد ۱۳ھ میں دوسرے خلیفہ مقرر ہوئے۔ (مزید دیکھئے عمرؓ)۔

۳۲۹۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۷۱)

فاطمہ بنت عبداللہ: عرب لڑکی جو طرابلس کی جنگ میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوئی۔ (۱۹۱۲ء) اس کی عمر ۱۴ سال تھی۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب اٹلی نے طرابلس پر حملہ کر دیا۔ ترک اس وقت بہت کمزور تھے لیکن اس کے باوصف جان پر کھیل گئے۔ ۲۱۴۔ (الہلال۔ ۱۳ر نومبر ۱۹۱۲ء۔ مرتب مولانا ابوالکلام آزاد)

فاطمۃ الزہراؓ، حضرت: (مزید دیکھئے زہراؓ)۔ ۳۱۵۔

فردوسی: دور غزنویہ کا سب سے بلند شاعر، ایرانی مثنوی کا پیغمبر، فارسی کا عظیم ترین شاعر، رزمیہ نظم ''شاہنامہ'' کا مصنف ابوالقاسم منصور فردوسی طوس (ایران) کے ایک گاؤں شاداب میں ۹۳۵ء میں پیدا ہوا۔ شاہنامہ میں ۶۰ ہزار ابیات ہیں۔ شاہنامہ کی تالیف کا آغاز اس کی بیوی کی فرمائش پر ۳۶۵ء میں ہوتا ہے یا ۳۷۰ھ طوس میں۔ لیکن اس کی تکمیل محمود غزنوی کے دربار میں ہوئی۔ لیکن محمود نے ابوسہل روزنی کے ورغلانے پر شاہنامے کی عظمت پہچاننے سے انکار کر دیا۔ شاہنامہ کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی ان کتابوں میں شمار ہوتا ہے جنھیں کلاسیک کہتے ہیں۔ ایرانی تمدن وثقافت کی ایسی مفصل داستان شاید ہی کوئی بیان کر سکے۔ پھر یہ نہیں کہ فردوسی نے محض واقعات بیان کئے ہیں اس کا اسلوب بالکل شاعرانہ ہے اور شاہنامہ کے بہت سے اشعار سخت ترین معیار پر بھی پورے اترتے ہیں۔ ۱۰۲۰ء میں انتقال ہوا۔ فردوسی نے شاہنامہ ۳۵ سال کی مسلسل کاوش کے بعد مکمل کیا۔ ۴۵۲۔

(شعر العجم۔ شبلی نعمانی۔ ج (۱)۔ ص ۷۸۔ ۱۵۱، ت۔ ا۔ ص ۲۳۳ تا ۲۳۵)

فرعون: فرعون دراصل شاہانِ مصر کا لقب ہوا کرتا تھا۔ زمخشری نے لکھا ہے کہ جس طرح روم کے بادشاہ قیصر، ایران کے بادشاہ کسریٰ، حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور ترکی کے بادشاہ خاقان کہلاتے تھے اسی طرح مصر کے بادشاہوں کو فرعون کہا جاتا تھا جس کے معنی ہیں سورج دیوتا کی اولاد۔ ان کی عظمت اور جاہ وجلال کا یہ عالم تھا کہ خدائی کا دعویٰ کرتے تھے اور پوجے جاتے تھے۔ جو فرعون حضرت موسیٰؑ کے عہد میں تھا اس کا نام موجودہ تحقیق کے مطابق رعمیس دوم تھا۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی دعوت پر اسلام قبول نہیں کیا۔ بنی اسرائیل پر بڑا ظلم کرتا تھا۔ لیکن خدا کے حکم سے موسیٰؑ نے اسی کے محل میں پرورش پائی اور نبوت ملنے کے بعد اس کے سامنے آواز حق بلند کی۔ لیکن اس نے پرواہ نہ کی۔ زیادتیاں اور بڑھا دیں۔ آخر موسیٰؑ اپنی قوم کو مصر سے لیکر نکلے۔ دریائے نیل کے پاس آپ نے اپنا عصا دریا پر مارا۔ خدا نے ان کے لئے سمندر میں راستہ پیدا کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل پار اتر گئے۔ فرعون بھی اپنے لشکر کے ساتھ دریا میں اترا، غرقاب ہو گیا۔ عبرت کے لئے اللہ نے اس کی لاش محفوظ رکھوائی ہے۔ دورِ حاضر میں فرعون مغرور، سرکش اور مخالف حق انسان کے لئے علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ۳۱۷، ۴۹۲، ۵۱۳، ۶۲۰۔ (ا۔ ش۔ م۔ م۔ ت۔ م۔ ص ۱۸۱، ت۔ ا۔ ص ۲۳۵)

فرہاد: ایران میں ایک سنگ تراش تھا۔ جو شہزادی شیریں سے محبت کرتا تھا۔ شیریں سے فرہاد کے رقیب خسرو پرویز نے شادی کر لی تھی۔ فرہاد سے پیچھا چھڑانے کی غرض سے اس نے فرہاد کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ کوہ بے ستون کو کاٹ کر شیریں کے محل تک ایک نہر بنائے تاکہ پہاڑ پر پلی ہوئی بکریوں کا دودھ نہر کے ذریعہ شیریں تک پہنچ سکے۔ اس وعدے پر کہ نہر تیار ہو جانے پر شیریں اسے مل جائے گی، فرہاد پہاڑ کاٹنے میں مصروف ہو گیا اور بالآخر نہر تیار کر لی لیکن اس وقت خسرو نے شیریں کی موت کی جھوٹی خبر اڑا دی، جسے سنتے ہی فرہاد نے اپنے

ہی تیشے سے خود کو ہلاک کرلیا۔ جب شیریں کو فرہاد کی محبت کا علم ہوا تو اس نے بھی بالا خانے سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی۔ فرہاد کوہ کن کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ۶۱، ۲۰۹، ۳۶۲، ۵۹۳، ۶۱۰، ۶۸۸۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۰۱۔۲۰۲)

فضل حسین، میاں: برعظیم ہندو پاکستان کے مشہور سیاست دان میاں فضل حسین ۱۴ر جون ۱۸۷۷ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ان کے اساتذہ میں ڈاکٹر آرنلڈ اور مولانا محمد حسین آزاد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آرنلڈ ہی کے مشورے سے فضل حسین اعلیٰ تعلیم کے لئے کیمبرج گئے۔ کیمبرج میں اقبال بھی میاں فضل حسین کے ساتھ تھے۔ بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں بٹالہ آئے۔ بعدازاں ۱۹۰۵ء میں لاہور چلے آئے۔ عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۱۹ء میں لیجسلیٹو کونسل بنی تو پنجاب میں ۱۹۲۱ء میں اس کے وزیر ہوئے۔ وزیر تعلیم بھی رہے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے فرائض بھی انجام دیئے۔ تصور قیام پاکستان کے مخالف رہے۔ علامہ اقبال اور میاں فضل میں اختلاف رہتا تھا۔ ۹ر جولائی ۱۹۳۶ء کو انتقال کیا۔ مدبر، فراست، معاملہ فہمی اور خطابت میں یگانۂ روزگار تھے۔ ملی خدمات بھی انجام دیں۔ ۱۵۵۔

(ت۔ا۔ص ۵۹، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۴۔۳۵۵)

فغفور: فغفور ایک لقب ہے اور چینی ترکستان کے بادشاہ اسی لقب سے مشہور ہیں۔ ۲۰۴، ۳۵۱، ۶۵۵۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۱)

فیصل، امیر: (مزید دیکھئے امیر فیصل) ۲۹۱۔

فیضی: ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک ناگوری ابوالفضل وزیر شہنشاہ اکبر کا بڑا بھائی تھا۔ ۱۵۴۷ء (۹۵۴ھ) میں آگرہ میں پیدا ہوا۔ اس کا چھوٹا بھائی شیخ ابوالفضل عہد اکبری میں مورخ اور عالم تھا۔ فیضی دربار اکبری میں ملک الشعرا کے عہدے پر فائز ہوا اور شہزادوں کی اتالیقی بھی اس کے سپرد کی گئی۔ تاریخ، فلسفہ، طب اور انشاء پردازی میں کمال رکھتا تھا۔ سنسکرت زبان کا بھی جید عالم تھا۔ مختلف مذاہب کی تعلیم پر بھی عبور رکھتا تھا۔ یہ فارسی کا بلند پایہ شاعر تھا۔ عربی زبان میں بھی کامل دست گاہ رکھتا تھا۔ اہل ایران بھی اس کی نغز گوئی اور نازک خیالی کے معتقد ہیں۔ اس کی مثنوی ''نل دمن'' کئی اعتبار سے فارسی میں بے نظیر ہے۔ اس نے مہابھارت کا ترجمہ بھی فارسی میں کیا ہے۔ قرآن پاک کی غیر منقوط تفسیر سواط الالہام کے نام سے لکھی ہے۔ فیض کی ''انشائے فیضی'' بھی مشہور ہے۔ ۱۵۹۵ء میں آگرہ میں وفات ہوئی۔

۲۲۵۔ (ت۔ا۔ص ۶۰، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۹۱)

قاآنی، حکیم: قاآنی کا پورا نام مرزا حبیب اللہ تھا اور قاآنی تخلص۔ یہ شیراز میں ۱۸۰۷ء (۱۲۱۲ھ) میں پیدا ہوئے۔ علوم درسیہ کی تحصیل کے بعد شاعری شروع کی اور شجاع السلطنۃ کی مداحی کرتے رہے۔ محمد شاہ اور ناصر الدین قاچار نے اس کی نہایت قدردانی کی۔ ۱۸۵۴ء (۱۲۷۰ھ) میں وفات ہوئی۔ قصیدے میں اس نے متقدمین کے طرز کو پایۂ کمال تک پہنچا دیا۔ قاآنی کی کلیات بیشتر مدحیہ قصائد پر مشتمل ہے، غزلیں بھی ہیں۔ ۴۵۶۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۱۱، ت۔ا۔ص ۲۳۷)

قارون: قارون کا نام بائبل میں قورح بتایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بڑے مخالفوں میں سے تھا۔ فرعون کے دو وزیر تھے۔ ایک قارون، دوسرے ہامان۔ قارون بنی اسرائیل میں سے ہوتے ہوئے بھی فرعون سے ملا ہوا تھا۔ اسے اپنی دولت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ (اس

کے خزانے کی کنجیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں)۔اللہ تعالیٰ نے اسے دولت کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا۔ ۳۱۹، ۳۲۴۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۰)

قیس: (دیکھئے مجنوں) ۷۸، ۱۰۷، ۱۵۴، ۱۶۷، ۱۷۵، ۲۷۷۔

قیصر: روم کے بادشاہ کا لقب۔ ۲۷۰، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۴۰۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۰)

کارل مارکس ((karlmarx) انیسویں صدی کا عظیم سیاسی مفکر اور اشتراکیت کا مبلغ، جس کے افکار نے دنیا کے مختلف ممالک میں سماجی و معاشی نظام کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ جرمنی (تریویس) میں ۵ر مئی ۱۸۱۸ء کو پیدا ہوا۔ ۱۸۴۲ء میں اس نے اپنی ادارت میں ایک اخبار رائنس گزٹ (Raenis Gazatte) کا اجراء کیا۔ ۱۴ر مارچ ۱۸۸۳ء کو انتقال ہوا۔ لندن کے دوران قیام مارکس نے ''انٹرنیشنل'' (Inter national) کی بنیاد ڈالی۔ متعدد بار جلا وطن کیا گیا۔ اس کی شہرۂ آفاق تالیف ''سرمایہ'' (Dass Capital) ہے جو کئی زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ اشتراکی نظام اب فرسودہ قرار پا چکا ہے۔ ۵۹۹۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۰، فکر اقبال کے سرچشمے۔ص ۲۲۹ تا ۲۳۷)

کرزن: لارڈ کرزن ۱۱ر جنوری ۱۸۵۹ء کو ڈربی شائر میں پیدا ہوا۔ ۱۸۹۱ء میں ہندوستان کا انڈر سکریٹری، جنوری ۱۸۹۹ء میں ہندوستان کا وائے سرائے (گورنر جنرل) مقرر ہوا۔ ۱۹۰۵ء تک اس عہدہ پر فائز رہا۔ ۱۹۰۷ء میں وہ آکسفورڈ کا چانسلر اور ۱۹۱۹ء میں سکریٹری امور خارجہ ہوا۔ ۲۰ر مارچ ۱۹۲۵ء کو انتقال ہوا۔ ۲۹۰۔ (ت۔ا۔ص ۶۲، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۰)

کسریٰ: ایران کے بادشاہ کا لقب۔ ۲۷۰، ۳۱۵، ۳۱۷۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۰)

کمال ترک: (دیکھئے مصطفیٰ کمال پاشا۔) ۶۰۴۔

کلیمؑ، کلیم اللہ: حضرت موسیٰ مشہور پیغمبر ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ قرآن پاک میں آپ کا ذکر آیا ہے۔ آپ مصر میں (۱۵۷۱ ق۔م) پیدا ہوئے۔ فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہونے والا ہے جو بربادی کا باعث ہوگا۔ اس لئے وہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرا دیا کرتا تھا۔ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور فرعون کے گھر میں پرورش کا سامان کر دیا۔ آپ جوانی میں ہجرت کر کے مدین تشریف لے گئے وہاں حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی۔ مصر واپس آئے۔ راستے میں کوہ طور کے پاس اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔ اس لئے آپ کا کلیم اللہ لقب ہے۔ آپ کو عصا اور ید بیضا معجزہ کے طور پر عطا ہوا۔ آپ جب بنی اسرائیل کو لے مصر سے نکلے تو دریائے نیل میں راستہ بن گیا۔ فرعون نیل میں ڈوب گیا۔ آپ کی وفات ۱۴۵۱ ق۔م ہوئی۔

۲۱، ۴۱، ۵۱، ۵۹، ۷۸، ۸۱، ۸۷، ۹۹، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۶، ۱۳۹، ۱۸۳، ۱۹۰، ۲۰۲، ۲۲۱، ۲۴۰، ۲۵۲، ۲۵۶، ۲۶۱، ۲۷۹، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۵،
۳۵۲، ۳۵۴، ۳۶۲، ۳۶۷، ۳۶۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۸، ۴۱۵، ۴۳۱، ۴۵۹، ۴۸۸، ۴۹۲، ۵۱۳، ۵۳۷، ۵۸۱، ۵۹۶، ۶۰۷، ۶۲۰، ۶۵۰،
۶۸۳۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۳۰، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۲)

کلیم ہمدانی: ابوطالب کلیم ہمدانی مغل بادشاہ شاہجہاں کے عہد کا مشہور قدسی شاعر تھا۔ وہ ہمدان میں پیدا ہوا۔ ہندوستان آ کر شاہجہاں کے دربار سے وابستہ ہوا اور ملک الشعرا کا خطاب پایا۔ اس کے اشعار سبک ہندی سے متعلق ہیں۔ نغز و پر معنی شعر کہتا تھا۔ اقبال بھی کلیم کی دقیقہ سنجی سے متاثر تھے۔ ۱۶۵۱ء (۱۰۶۱ھ) میں وفات ہوئی۔ اس کی یادگار ایک کلیات ہے جو غزلیات قصائد اور دوسری اصناف شعر پر مشتمل ہے۔ ۵۹۔ (شعرالعجم۔ شبلی نعمانی۔ ج ۳۔ ص ۲۰۵۔۲۳۰، ت۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۲)

کے، کیقباد: یہ خاندان کیانی کا جو فارس کا دوسرا حکمراں خاندان ہے، پہلا بادشاہ منوچہر کی اولاد میں گذرا ہے۔ فردوسی نے شاہنامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس نے بڑے طویل عرصے تک حکومت کی اور چار لڑکے چھوڑے۔ ۲۰۴، ۵۸۹۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۲)

گوتم بدھ: بدھ کے معنی روشن ضمیر کے ہیں۔ ان کا اصل نام سدھارتھ تھا۔ یہ بدھ مذہب کے بانی تھے۔ سال ولادت غالباً ۵۶۸ ق۔م ہے۔ تیسری صدی قبل مسیح میں بدھ مت ہندوستان کا مقبول ترین مذہب تھا۔ بڑے بڑے راجاؤں نے اس کی اشاعت میں حصہ لیا۔ ان میں اشوک، کنشک اور ہرش کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس مذہب کے آٹھ اصول ہیں: صحیح ایمان، صحیح ارادہ، صحیح گفتار، صحیح عمل، صحیح پیشہ، صحیح کوشش، صحیح فکر اور صحیح توجہ۔ برہمنیت کے فروغ سے اس کو پسپائی ہوئی۔ برہمنوں نے جب بدھوں کو ہندوستان سے نکالا تو انہوں نے جاپان اور چین میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔ دنیا کے مختلف ممالک جن میں ہندوستان، پاکستان، برما، سیام، تبت، چین اور جاپان شامل ہیں اس مذہب کے ماننے والے موجود ہیں۔ ۸۲، ۲۳۹۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ ج ۴۔ ص ۲۸۔۳۲۵)

گوئٹے: جوہان ولف گانگ گیٹے (Johnn Worf Gang Goethe) جرمن میں ۲۸/اگست ۱۷۴۹ء کو پیدا ہوا جو جرمنی کے عظیم ترین ادیبوں میں سے تھا۔ اس کو بیک وقت مختلف علوم میں دستگاہ حاصل تھی۔ گیٹے نہ صرف اپنے عہد کا ہی ممتاز شاعر و ادیب تھا بلکہ موجودہ زمانے میں بھی اس کی عظمت مسلم ہے۔ اس کا ڈرامہ فاؤسٹ دنیائے ادب میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ اس کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔ جس سے گوئٹے کی عظمت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ وہ ڈرامہ نگاری، شاعری اور مضمون نگاری کا امام تھا۔ گوئٹے نے فاؤسٹ میں حکیم فاؤسٹ اور شیطان کے عہد و پیمان کی قدیم روایات کے پیرائے میں انسان کے امکانی نشو و نما کے تمام مدارج اس خوبی سے بیان کئے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کمال فن خیال میں نہیں آ سکتا۔ ۲۲/مارچ ۱۸۳۳ء میں وفات ہوئی۔ ۱۷، ۲۶۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔ ج ۱۰۔ ص ۴۶۱۔۴۷۵۔ طبع چہاردہم)

لات و منات: لات ایک عورت کا بت تھا جسے ہوازن پوجتے تھے۔ اسے فتح مکہ کے بعد تباہ کر دیا گیا۔ منات بھی ایک عورت کا بت تھا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان نصب تھا اور اسے ہندیل پوجتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد اسے بھی تباہ کر دیا گیا۔

۴۹۹، ۵۷۹، ۶۰۳۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۳)

لانگ فیلو: ہنری وڈسورتھ لانگ فیلو (Henry Wordsworth Long fellow) امریکی شاعر جو اپنی زندگی میں ہی مقبول

ومشہور ہوگیا۔ ۲۷؍فروری ۱۸۰۷ء کو بمقام پورٹ لینڈ پیدا ہوا۔ ۱۸۳۶ء میں اس کو ہرورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر مقرر کیا گیا جہاں وہ تقریباً اٹھارہ سال تک پروفیسری کے فرائض انجام دیتا رہا۔ اس نے تحصیل علم کی غرض سے یورپ کا سفر کیا اور فرانس، اسپین، اٹلی اور جرمنی میں تین سال تک مقیم رہا۔ لانگ فیلو کا انتقال ۲۴؍مارچ ۱۸۸۲ء کو ہوا۔ اس کی مشہور تخلیقات ہیں: دی گولڈن لیجنڈ اور ہیاوا۔ آکسفورڈ اور کیمبرج کی برطانوی یونیورسٹیوں نے بھی اسے ایل اور ایل ڈی کی ڈگری سے سرفراز فرمایا۔ اس کی نظموں کا پہلا مجموعہ آہنگِ شب کے نام سے ۱۸۳۹ء میں شائع ہوا تھا۔ ۵۶۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۸۱، ت۔ا۔ص ۶۸)

لیلیٰ: قیس یعنی مجنوں کی معشوقہ کا نام جو عامر کی بیٹی تھی۔ عرب کے ایک مقام نجد میں پیدا ہوئی۔ خلفائے بنی امیہ کے عہد ۷۹ھ میں موجود

تھی۔ لیلیٰ کا نام اصل میں لیلاء تھا۔ لیلیٰ ایک شریف گھرانے کی لڑکی تھی۔ ہر چند اسے قیس سے محبت تھی لیکن خاندان کے ناموس کی خاطر وہ زبان سے کچھ کہہ نہ سکی۔ اس کا عقد ایک اور شخص سے کر دیا گیا لیکن یہ وہاں خوش نہ رہ سکی۔ لیلاء کے لغوی معنی سیاہ فام ہیں۔ چونکہ اس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس لئے یہ نام رکھا گیا۔ ۷۸، ۸۹، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۲۴، ۱۳۲، ۱۵۴، ۱۶۷، ۱۷۵، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۹۲، ۱۹۵، ۲۰۵، ۲۱۲، ۲۴۴، ۲۷۷، ۲۸۰، ۵۳۴۔ (م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۰۰۔۲۰۱، ف۔آ، ل۔ک)

لینن: (Lenin) پورا نام ولادیمر ایلچ اولیانوف روس کی کمیونسٹ پارٹی کا بانی، انقلاب روس کا معمار، اشتراکی روس کا پہلا صدر

۲۲؍اپریل ۱۸۷۰ء کو سمبرک (Simbarsk) کے مقام پر پیدا ہوا۔ پارٹی کے خفیہ کام کے لئے اس نے اپنا نام لینن رکھا۔ ۱۸۹۷ء میں اس نے اشتراکیت کی اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ ۱۸۸۹ء میں مارکس کی کتاب ''سرمایہ'' (Das Capital) پڑھ کر اشتراکی بنا تھا۔ اشتراکی انقلاب کے لئے بہت جد و جہد کی۔ ۱۹۰۹ء میں اس کی مشہور کتاب (Materialism ans Empire Cristism) شائع ہوئی۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں روس میں انقلاب لانے میں وہ کامیاب ہوگیا۔ ۲۳؍جنوری ۱۹۱۴ء کو اس کا انتقال ہوا۔ ۳۹۸۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۳، فکر اقبال کے سرچشمے۔ص ۲۳۸ تا ۲۴۱)

ماجوج: (دیکھئے یاجوج)۔ ۲۸۹۔

مجددؒ الف ثانی، شیخ: حضرت شیخ احمد سرہندی جو مجدد الف ثانی کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۴؍شوال ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ راہ سلوک میں اپنے والد شیخ عبدالاحد سے خرقہ خلافت پایا۔ حضرت باقی اللہ سے بیعت ہوئے۔ سلسلۂ نقش بندیہ کو فروغ دیا۔ اکبر کے دین الٰہی کے فتنہ کا مقابلہ کیا۔ جہانگیر کے دربار میں تعظیمی سجدہ کرنے سے انکار کرنے پر گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیئے گئے۔ ایک سال بعد جہانگیر نے رہا کر دیا اور جہانگیر کے دل میں ان کی عقیدت پیدا ہوگئی۔ وحدت الشہود کا نظریہ پیش فرمایا۔ وحدت الوجود کے قائل صوفیا اور علماء کے اختلاف کو مٹایا۔ ۱۰؍دسمبر ۱۶۲۴ء کو انتقال ہوا۔ ۴۵۰۔

(گنجینۂ ادب۔ علم الدین سالک۔ ذکر شیخ احمد سرہندی، ت۔ا۔ص ۲۴۳)

مجروح: سید میر مہدی مجروح بہت مشہور شاعر اور غالب کے شاگرد تھے۔ (مزید دیکھئے مہدی مجروح) ۸۹۔

مجنوں: مجنوں کا اصل نام قیس تھا مگر عشق کی دیوانگی کے سبب اس کو مجنوں کہا کرتے تھے۔ ملوح بن فراخم جو قبیلۂ بنی عامر کا رئیس

وسردار تھا اس کا باپ تھا۔ اور یہ نجد جو عرب میں واقع ہے کا باشندہ تھا۔ قیس نے اپنے بچپن میں لیلیٰ کو دیکھا تھا اسی دن سے اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ آخر میں یہ بات اس کے والدین کو معلوم ہو گئی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ قیس کی شادی لیلیٰ سے ہو مگر ہر طرح کی کوشش کے باوجود ناکام رہے۔ ادھر قیس پر اس کے عشق کا کچھ ایسا غلبہ ہوا کہ اس نے گھر کے الوان نعمت کو ٹھکرا کر صحرا نوردی اختیار کی اور اسی صحرا نوردی میں جان دے دی۔ قیس صاحب دیوان شاعر تھا۔ اس کے عربی دیوان سے اس کے عشق کی داستان مرتب کی جا سکتی ہے۔ قیس کا زمانہ ہشام بن عبد الملک ۷۶۴ء کا عہد تھا۔ سچے عشق کی مثال دینے کے لئے اسے بطور تلمیح استعمال کرتے ہیں۔ ۸، ۷، ۱۰۷، ۱۵۴، ۱۶۷، ۱۷۵، ۲۷۷۔

(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ ج ۳۔ ص ۹۶، ف۔ آ)

محبوب الٰہی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کا نام محمد بن احمد البداؤنی ہے۔ آپ بدایوں (یوپی) میں ۶۳۴ھ کو پیدا ہوئے جہاں ان کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے آباد ہو گیا تھا۔ بیس سال کی عمر میں دہلی آئے جو ان دنوں ارباب علم و فضل کا مرجع تھا۔ اجودھن (پاک پٹن) جا کر حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے بیعت کی۔ ۶۶۹ھ میں خلافت ملی۔ آپ کے لاکھوں مرید اور سیکڑوں خلفا ہوئے۔ مریدوں میں امیر خسرو کے نانا عماد الملک پھر بعد میں خود امیر خسرو بھی محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض سے مستفید ہوئے اور باقاعدہ بیعت کی۔ آپ کے ملفوظات کو ''فوائد الفوائد'' کے نام سے جمع کیا گیا۔ آپ کا وصال ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ کو ہوا۔ مزار دہلی میں ہے۔ روضہ کی عمارت سلطان بن محمد تغلق کی تعمیر کردہ ہے۔ ۹۴۔

(بزم صوفیہ۔ سید صباح الدین عبد الرحمٰن۔ دار المصنفین اعظم گڑھ، ک۔ ا۔ ا۔ پ۔ ص ۶۱۴)

محراب گل افغان: محراب گل افغان ایک فرضی نام ہے۔ اقبال نے محراب گل افغان کی زبان سے اپنے افکار و خیالات ظاہر کئے ہیں۔ اس فرضی نام کی ضرورت انہیں اس لئے محسوس ہوئی کہ انہوں نے بعض نظموں میں اسلوب بیان ایسا اختیار کیا ہے کہ اس نام کے بغیر کلام میں تاثیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پہلی نظم میں وہ سرحد کے کوہستان سے خطاب کرتے ہیں اور یہ اسلوب بیان اس امر کا متقاضی ہے کہ متکلم خود وہیں کا باشندہ ہو۔ ۶۲۵، ۶۲۶۔ (ش۔ ض۔ ک۔ ص ۵۲۶)

محسود: ایک پٹھان قبیلہ کا نام جو پاکستان کے شمالی مغربی ساحل پر آباد ہے۔ یہ قبیلہ وزیرستان کے عین قلب خانے کرم کے اردگرد بسا ہوا ہے۔ پاکستان کے اس خطے کو بھٹنی (Bhittani) کا علاقہ علیحدہ کرتا ہے۔ ان کے پہلو بہ پہلو اطراف میں درویش وزیری آباد ہیں، محسود کی تین شاخیں ہیں: بہلول زئی، شمن خیل اور علی زئی۔ ۶۳۹۔ (ک۔ ا۔ ا۔ پ۔ ص ۶۱۴)

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

احمدؐ: احمد رسول خدا کا ایک نام ہے (قرآن سورۂ صف، رکوع ۶) میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے آپ کی بشارت اسی نام سے دی تھی۔ ۱۶۸، ۲۰۱۔

(ا۔ ش۔ م۔ م۔ ت۔ م۔ ص ۲۲)

اولؐ، آخرؐ، قرآنؐ، فرقانؐ، طٰہٰؐ: ۳۱۷۔

آیۂ رحمتؐ: ۱۹۷۔
پیغمبرؐ: ۶۵۴
ختم رسلؐ: ۲۰۵، ۳۱۷۔
خواجۂ بدر و حنینؐ: ۲۷۵۔
دانائے سبلؐ: ۳۱۷۔
رسالت پناہؐ: ۲۴۷۔
رسالت مآبؐ: ۱۹۷۔
رسول امینؐ: ۲۲۴، ۲۴۷۔
رسول پاکؐ: ۲۲۴۔
رسول عربیؐ: ۱۶۸۔
رسول مختارؐ: ۲۰۲۔
رسول ہاشمیؐ: ۲۴۸۔
سرکارؐ: ۱۷۶۔
سرور عالمؐ: ۲۲۴۔
شہ عرب و عجمؐ: ۲۵۳۔
شہ لولاکؐ: ۱۴۶، ۳۷۶۔
شہ یثربؐ: ۲۴۵
صاحب لولاکؐ: ۳۲۶۔
صاحب یثربؐ: ۲۲۱۔
عرب کے معمارؐ: ۱۳۶۔
کملی والےؐ: ۲۷۷۔
محبوب الٰہیؐ: ۱۶۰، ۱۶۳۔

محمدؐ: ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۴۷، ۲۹۸، ۵۱۰، ۵۲۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۹۱۔

مصطفیٰؐ: ۱۴۶، ۲۲۳، ۲۵۷، ۳۱۹، ۳۸۶، ۴۰۶، ۵۲۴، ۶۹۱۔

مولائے کلؐ: ۳۱۷۔

مولائے یثربؐ: ۳۳۰۔

میر حجازؐ: ۱۵۹۔

میر عربؐ: ۸۷۔

نبیؐ: ۱۶۲۔

محمود: سرسید احمد خاں کے صاحب زادے جسٹس سید محمود ۲۴ر مئی ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۸ر مئی ۱۹۰۳ء کو انتقال کیا۔ کچھ دنوں ایم۔اے۔ او کالج میں علی گڑھ میں انگریزی کے استاد رہے۔ بحیثیت جج بہت مشہور ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں انگلستان سے واپس آئے۔ رائے بریلی کے ضلع جج رہے پھر الٰہ آباد ہائی کورٹ کے جج رہے۔ ان کے بعض فیصلے کلاسیکی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے ججی کے عہدہ سے استعفا دے کر لکھنؤ میں وکالت شروع کی۔ ان کی شرافت کی اہل علم و اہل قلم نے بڑی تعریف کی ہے۔ ان کی قلمی یادگار میں History of Evidence in India, English Education in India اور تاریخ اسلام۔ ناتمام قابل ذکر ہیں۔ سید محمود نے سرسید کی مشہور کتاب خطبات احمدیہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ ۶۶۷۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۷۸، Eminent Musslmans P 129-144)

محمود غزنوی، سلطان: (دیکھئے غزنوی) ۱۲۹، ۱۶۵، ۱۷۶، ۲۶۱، ۳۷۴، ۴۰۴، ۴۲۰، ۴۳۸، ۵۵۱، ۵۶۷، ۵۸۷۔

محی الدین ابن عربی: شیخ ابوبکر محی الدین ابن عربی ۲۸ر جولائی ۱۱۶۵ء کو مرسیہ (اندلس، ہسپانیہ) میں پیدا ہوئے۔ فلسفہ، وحدت الوجود کے بانی ہیں۔ ان کی کتاب ''فصوص الحکم'' اور ''الفتوحات المکیہ'' معروف تصانیف ہیں۔ ابن عربی کو کچھ لوگ شیخ اکبر کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کو بڑا ولی سمجھتے ہیں اور کچھ ان کے عقائد کو گمراہ کن۔ ۱۲۴۰ء میں دمشق میں فوت ہوئے۔ ۵۰۹۔

(ت۔ا۔ص ۱۴۹ تا ۱۵۲، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۶)

مرتضیٰ: (دیکھئے علیؓ)۔ ۴۱۶۔

مرحبی: یہودیوں کے قلعہ قموص کا سردار تھا۔ نہایت مہیب و قوی ہیکل تھا۔ اپنی شہ زوری اور شمشیر زنی کے لئے مشہور تھا۔ حضرت علی نے اس کو جنگ خیبر میں قتل کیا۔ ۲۵۳۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۲۰)

مریم: حضرت عیسیٰؑ کی والدہ جو بنو اسرائیل کے ایک معروف سردار عمران کی دختر نیک اختر تھیں۔ ادبی روایت میں ان کی عفت و عصمت

ضرب المثل ہے۔ مریم کی والدہ حنہ کے اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس لئے انہوں نے یہ نظر مانی تھی کہ جو بھی بچہ ہوگا اسے وہ بیت المقدس کی خدمت پر مقرر اور وقف کر دیں گی۔ جب مریم پیدا ہوئیں اور کچھ باشعور ہو گئیں تو انہیں ان کے خالو ذکریا پیغمبر کی کفالت میں دیکر بیت المقدس کی خدمت پر مقرر کیا گیا۔ مریم بہت نیک اور پرہیز گار تھیں، چنانچہ غیب سے ان کے کھانے پینے کا سامان مہیا ہوتا تھا۔ یہ اکثر چپ رہنے کا روزہ رکھتیں اور کسی سے بات نہ کرتیں۔ اس شریعت میں خاموش رہنا بھی ایک طرح کا روزہ تھا۔ خدا کی عبادت میں شبانہ روز مشغول رہتیں۔ بعد میں حکم الٰہی سے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ کی ماں بنیں۔ حضرت مریم کی پاکدامنی کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ ۱۱۱، ۶۵۶۔

(ماخذ: ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۴۱۔۲۲۱۔۲۲۲)

مزدک: مزدک کی شخصیت کے بارے میں مختلف قسم کی اطلاعات ہیں جو ناکافی بھی ہیں، بعض عرب مصنفین نے اسے پسا کار ہنے والا بتایا ہے۔ طبری کے خیال میں اس کی جائے پیدائش مادریہ تھی۔ ممکن ہے اس سے مراد شہر مادرایا ہو جو دریائے دجلہ پر اس جگہ واقع تھا جہاں اب قوت العمارہ ہے۔ مزدک نام ایرانی ہے اور اس کا باپ بامداز بھی ایرانی تھا۔ دنیوری کہتے ہیں وہ اصطخر کا رہنے والا تھا اور تبصرۃ العوام میں لکھا ہے کہ وہ تبریز میں پیدا ہوا۔

مانی کی طرح مزدک بھی ایک نئے مذہب کا بانی تھا۔ مانی نے نور کے پانچ عناصر مانے ہیں۔ ایثر، ہوا، روشنی، پانی اور آگ۔ لیکن مزدک تین عنصر ہی تسلیم کرتا ہے۔ پانی، آگ اور خاک۔ مزدک کا کہنا تھا کہ زر زمین اور زن کو انسانوں میں مشترک ہونا چاہئے۔

۶۵۲، ۶۵۴۔ (ک۔ا۔ا۔ب۔ص ۶۱۶)

مسعود مرحوم: (دیکھئے راس مسعود، سر)۔ ۶۶۷۔

مسولینی: بینٹو مسولینی (Benito Mussolini) اطالیہ کے ایک صوبہ فارلی کے ایک قصبہ میں ۲۹ر جولائی ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوا۔

مسولینی اطالیہ کا وزیر اعظم اور آمر مطلق تھا۔ کچھ عرصہ اونتی (Avanti) نامی رسالے کی ادارت کی۔ پہلی جنگ عظیم میں مسولینی اتحادیوں کے ساتھ رہا۔ مسولینی نے اشتراکی تحریک کو ختم کیا اور ایک نئی تحریک (۱۹۱۹ء) فاشزم (Fascism) کا آغاز کیا۔ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۲ء کو وزیر اعظم مقرر ہوا اور سخت مخالفت کے باوجود ۲۵ر جولائی ۱۹۴۳ء تک اٹلی کا حکمراں رہا۔ اس نے ایک توسیع پسندانہ پالیسی اختیار کی اور ابی سینیا اور اسپین پر حملہ کیا۔ ۱۹۴۰ء میں اس نے ہٹلر کی حمایت میں جنگ عظیم دوم میں شرکت کی۔ ۲۶ر اپریل ۱۹۴۵ء کو مسولینی گرفتار ہوا اور دو روز کے بعد مع اپنے ساتھیوں کے قتل کر دیا گیا۔ اقبال سے اس کی ملاقات علامہ کے اٹلی دورے میں ہوئی تھی۔

۴۴۲، ۶۱۱۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۱، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ ج ۱۶۔ص ۲۸۔۳۱)

مسیح، ابن مریم: حضرت عیسیٰ کو قرآن مجید میں مسیح اور عبداللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ نہایت جلیل القدر پیغمبروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ حضور اکرمؐ سے ۵۷۵ برس پہلے یروشلم میں پیدا ہوئے۔ خدا نے آپ پر انجیل نازل فرمائی اور ان کے پیرو عیسائی کہلائے۔ آپ کی پیدائش معجزانہ طور پر ہوئی۔ خدا نے انہیں بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے جو کہ بنی اسرائیل کے ایک معروف سردار عمران کی دختر تھیں پیدا کیا۔ پیدائش کے بعد ہی گفتگو شروع کر دی۔ انہیں خدا نے کئی معجزے عطا کئے تھے:

۱۔ یہ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ ۲۔ مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار دیتے تو حکم الٰہی سے ان میں جان پڑ

جاتی۔ ۳۔ بیماروں کو شفا بخشتے، کوڑھیوں کو صحت اور مادرزاد اندھوں کو بینائی دیتے۔

ان کی تعلیمات بھی اسلام کی تعلیمات سے مشابہ ہیں۔ قوم یہود ان کے در پر آزار ہوئی اور انہیں صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا چاہا مگر خدا نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور یہ چوتھے آسمان پر مقیم ہیں۔ قرآن پاک میں آپ کا ذکر اکثر مقامات پر ہے۔ قرآن پاک عیسائیوں کے اس عقیدہ کی پرزور تردید کرتا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ابن اللہ ہیں۔ قرآن میں ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور بندے ہیں۔

۹۶، ۱۱۱، ۱۹۸، ۳۶۹، ۶۵۰، ۶۵۶۔ (ماخذ: ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۷۳)

مصطفیٰ کمال پاشا: مصطفیٰ کمال پاشا جو کمال ترک کے نام سے مشہور ہے، ایک مشہور سپہ سالار، ایک سیاست دان اور جمہوریہ ترکی کا بانی اور اس کا اول صدر تھا۔ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوا۔ ۱۰ر نومبر ۱۹۳۸ء کو انتقال ہوا۔ مغربی تہذیب سے متاثر اور اس کا دلدادہ تھا۔ علما کے ساتھ اس نے بہت برا سلوک کیا۔ اقبال نے شروع میں اس کی تعریف کی تھی لیکن جب وہ مغرب کی تقلید کرنے لگا تو اس کی سخت تردید کی۔ ۶۰۴۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۷)

مظہر جان جاناں: مرزا مظہر جان جاناں ۲۰ر فروری ۱۷۰۰ء میں کالا باغ (دلی) میں پیدا ہوئے۔ اردو فارسی کے مشہور صوفی شاعر۔ علامہ نیاز فتح پوری نے ہندوستان کے جن پانچ شاعروں کو فارسی کا مکمل شاعر گردانا ان میں ایک نام مرزا کا بھی ہے۔ ۸ر جنوری ۱۷۸۱ء میں ایک شیعہ نے قتل کر دیا۔ مدفن دلی میں ہے۔ ۶۸۹۔

(تذکرۂ ماہ و سال۔ مالک رام۔ ۱۹۹۱ء۔ ص ۳۵۹، از: ک۔ا۔ص ۶۱۷)

معتمد: المعتمد باللہ نے اشبیلیہ (اندلس) پر ۱۰۶۸ء سے ۱۰۹۱ء تک حکومت کی۔ معتمد بلاشبہ بڑا بہادر بادشاہ تھا لیکن اپنے زمانے کے رواج کے مطابق عیسائی سردار الفانسو سے دوستی کر لی اور خراج دینا منظور کر لیا۔ ۱۰۸۲ء میں معتمد نے الفانسو کے سفیر کو جو خراج لینے آیا تھا قتل کرا دیا۔ الفانسو نے اشبیلیہ پر حملہ کر دیا۔ معتمد نے یوسف ابن تاشقین سے امداد طلب کی۔ یوسف نے معتمد کی امداد کی اور الفانسو کو شکست دی۔ لیکن یوسف نے معتمد کی کمزوری کا اندازہ کر لیا۔ دوسرے سال معتمد پر حملہ کیا اور اس کو قید خانے میں ڈال کر اشبیلیہ کو اپنی حکومت میں ملا لیا۔ معتمد کی ملکہ اعتماد نہایت حسین اور مدبر خاتون تھیں۔ اخیر میں معتمد کا زوال آنے پر قید ہوا اور قید خانہ میں ۱۹۰۵ء میں وفات ہوئی۔ ۳۹۳۔

(ماخذ: انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ ج ۳۔ ص ۷۷۹۔۷۸۱، Reinhart Dozy- spanish Islam P 637-736)

ملازادہ ضیغم لولابی: ملازادہ ضیغم لولابی ایک فرضی نام ہے۔ ضیغم شیر کو کہتے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اقبال کشمیریوں میں شیروں کی صفات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ لولابی یعنی وادی لولاب کا باشندہ۔ لولاب اس وادی کا نام ہے جو سری نگر اور بارہ مولہ کے درمیان واقع ہے چونکہ اس وادی میں بہت سے علما اور صلحاء پیدا ہوئے ہیں مثلاً امام العصر راس المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب مرحوم اسی وادی میں پیدا ہوئے۔ حدیث و فقہ میں بلاشبہ تمام دنیائے اسلام میں کوئی شخص ان کا ہم عصر نہیں تھا۔ اس لئے اقبال نے اپنے ملازادہ ضیغم کو لولاب کا باشندہ قرار دیا ہے۔ ۶۷۶۔

(ش۔ا۔ح۔ص ۲۳۷۔۲۳۸)

ملک قمی: دسویں اور گیارہویں ہجری کے مشہور شاعر ملک قمی ایران کے مشہور شہر قم میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کاشان آئے، چار سال قزوین میں رہے۔ آپ نے ہندوستان کا سفر کیا اور دکن میں ۱۵۷۹ء میں نظام الدین شاہ کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ پھر ابراہیم عادل شاہ سے بھی تقرب ہو گیا۔ بادشاہ نے انہیں اپنا درباری شاعر بنایا اور بہت عزت افزائی کی۔ ملا ظہوری ان کی قابلیت کا بڑا مداح تھا۔ خود فیضی جیسا باکمال بھی ان کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ آپ قادر الکلام شاعر تھے۔ ملک قمی نے ۱۶۱۵ء (۱۰۲۴ھ) میں انتقال کیا۔
۲۴۲۔ (ماخذ: شمع انجمن۔ نواب سید محمد صدیق حسن۔ ص ۴۲۰۔۴۲۱)

منصور: (دیکھئے حلاج) ۶۰، ۱۰۲۔

موسیٰ: (مزید دیکھئے کلیم) ۹۹، ۲۰۲، ۵۱۳۔

مہدی، امام: مہدی کے لغوی معنی ہیں ہدایت کردہ شدہ۔ نبوت رسول اللہ پر ختم ہو گئی۔ اخیر دور میں امام مہدی تشریف لائیں گے۔ جو مجدد کامل ہونگے اور جن کے ہاتھوں اسلام پوری دنیا پر غالب ہوگا۔ احادیث میں امام مہدی کے سلسلے میں روایتیں موجود ہیں۔ مولانا مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں اس پر مدلل بحث کی ہے۔ تاریخ میں ایسا بھی ہوا ہے کہ اکثر مختلف لوگوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا ہے۔ ۳۸۱، ۵۰۶، ۵۲۱
(ماخذ: ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۸)

مہدیٔ امت: اقبال نے جب نظم "بلاد اسلامیہ" شائع کرائی تھی تو اس پر نوٹ لکھا تھا۔ کہ اس سے مراد محمد دوم سلطان محمد المقلب ہے جس نے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ فتح کیا تھا۔ جناب سرور کائنات ﷺ کی ایک پیش گوئی کے مطابق اس عظیم الشان شہنشاہ کو مہدی کہنا چاہئے۔ ۱۴۶۔ (مخزن۔ بابتہ اپریل۔ ۱۹۰۹ء۔ ص ۵۷، ماخذ: ش۔م۔ب۔د۔ص ۲۷۷)

مہدیٔ مجروح، میر: میر مہدی حسین تقریباً ۱۸۳۳ء میں دلی میں پیدا ہوئے۔ اردو کے مشہور شاعر اور غالب کے محبوب اور عزیز شاگرد تھے۔ سب سے زیادہ مجروح نے غالب کی صحبت اور اصلاح سے فیض اٹھایا۔ غالب کو آپ پر ناز تھا۔ داغ کے ہم عصر اور شاعری میں ان کے مدمقابل تھے۔ لیکن علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے تمام شعرا پر فضیلت رکھتے تھے۔ شاعری کا شوق ورثہ میں ملا تھا۔ ان کی زبان نہایت صاف و سادہ اور شیریں ہے۔ چھوٹی بحروں میں ان کا کمال بوجہ احسن معلوم ہوتا ہے۔ حالی ان کے بڑے مداح تھے۔ ۵؍مئی ۱۹۰۳ء کو وفات پائی۔ ۸۹۔ (تذکرۂ ماہ و سال۔ مالک رام۔ ص ۳۳۳، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۸۳)

مہر، مولانا غلام رسول مہر: مولانا غلام رسول مہر کی ولادت ۱۳؍اپریل ۱۸۹۵ء پھولپور ضلع جالندھر میں ہوئی۔ علامہ اقبال کے دیرینہ رفیق اور مخلص ہم نشین تھے۔ مولانا نے دوسری مرتبہ کلیات اقبال کی طباعت اور کتابت کی تصحیح میں آخری مرحلہ تک جاوید اقبال کا ساتھ دیا اور رہنمائی کی۔ ۱۶؍نومبر ۱۹۷۱ء کو لاہور میں رحلت فرمائی۔ 'و'۔
(ماخذ: ک۔ا۔ا۔ص 'و'، تذکرہ: ماہ و سال۔ مالک رام۔ ص ۳۷۲)

میر حسن، سید: سید میر حسن علامہ کے استاد تھے۔ آپ سے علامہ نے ابتدائی تعلیم اور خصوصاً عربی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ بیحد متقی اور

پرہیز گار تھے۔ اور عربی کی اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علامہ کو جب برطانوی حکومت نے سر کا خطاب دینا چاہا تو آپ نے اسے اسی وقت قبول کیا جب میر حسن کو شمس العلما کا خطاب دینا حکومت نے منظور کرلیا۔ (مزید دیکھئے: شمع بارگاہِ خاندان مرتضوی) ۱۲،۱۰۔

(ذکر اقبال: سالک۔ بزم اقبال، سیرت اقبال۔ محمد طارق فاروقی، ملفوظات اقبال۔ محمود نظامی)

میک ٹیگر یٹ: میک ٹیگر یٹ کیمبرج یونیورسٹی میں علامہ اقبال کے فلسفے کے استاد تھے۔ ۱۲۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص۱۲)

نادر شاہ غازی: نادر شاہ غازی افغانستان کے مشہور فوجی جنرل گزرے ہیں۔ شاہ امان اللہ سے بغاوت کر کے جب بچہ سقہ نے افغانستان پر قبضہ کرلیا تو جنرل نادر خاں نے اس پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا اور ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو وہ نادر شاہ غازی کے نام سے افغانستان کے بادشاہ ہو گئے۔ علامہ اقبال، سید سلمان ندوی اور سر راس مسعود نادر شاہ کی دعوت پر تعلیمی نظام میں اصطلاحات کے لئے افغانستان تشریف لے گئے تھے۔ ۴۴۵،۳۱۴۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۸۔۶۱۹)

نادر: نادر شاہ افشار کی تاریخ ولادت ۱۱۰۰ھ ہے اور مولد ابی ورد ہے جو ایران میں واقع ہے۔ نادر نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد شاہ طہماسپ کو ۱۱۴۵ھ میں معزول کر دیا اور ۱۱۴۸ھ میں باقاعدہ تخت نشین ہو گیا۔ ۱۷۳۶ء (۱۱۵۱ھ) میں محمد شاہ بادشاہ ہند پر اول دفعہ چڑھ کر آیا اور دہلی و تخت دہلی کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد محمد شاہ کو تاج بخشی فرما کر واپس چلا گیا۔ محمد شاہ کی ایک لڑکی نادر کے بیٹے نصر اللہ سے بیاہی گئی۔ اس نے ۱۷۳۶ء سے ۱۷۴۷ء تک حکمرانی کی۔ ۱۱۶۰ھ میں اپنے ہی قبیلے کے ایک فرد کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ سائیکس کہتے ہیں کہ نادر شاہ نہ منتظم اچھا تھا نہ مدبر البتہ جنگی معاملات میں اس کی سوجھ بوجھ بے نظیر تھی۔ ۳۴۴،۶۲۸۔

(ماخذ: تاریخ ایران۔ پرسی سائیکس۔ ج دوم (انگریزی))

نانک: ایک مشہور موحد خدا پرست اور نیک پنجابی درویش کامل کا مبارک نام جو سکھ مذہب کے بانی ہوئے۔ آپ بابر بادشاہ کے ہم عہد تھے۔ ۱۴۶۹ء میں نانک کی پیدائش تال ونڈی گاؤں جسے اب ننکانہ صاحب کہتے ہیں ضلع شیخ پورہ میں ہوئی۔ آپ نے سیاحت کی اور ہندوستان سے باہر بھی گئے۔ کہا جاتا ہے اسی دوران ان کی بابر سے ملاقات ہوئی تھی۔ نانک کا کہنا تھا کہ خدا ایک ہے۔ بت پرستی بیکار ہے۔ ہندو مسلمان سب اسی پروردگار کے بندے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۵۳۸ء میں ہوئی۔ ۶۱۹۔ (ماخذ: ت۔ا۔ص ۷۲)

نپولین: نپولین بوناپارٹ (Napoleon Bonaparte) کا شمار دنیا کے مشہور ترین فاتحین، مدبر اور منتظم سیاست دانوں میں ہوتا ہے۔ وہ ۱۵/اگست ۱۷۶۹ء کو پیدا ہوا۔ ۱۷۷۹ء میں پیرس کے فوجی اسکول میں داخل ہوا اور ۱۷۸۵ء میں سیکنڈ لفٹیننٹ کی حیثیت سے اس کی فوجی زندگی کا آغاز ہوا۔ جنرل کا عہدہ ملنے پر ۱۸۰۵ء میں نپولین نے روس، آسٹریا اور انگلستان کے خلاف نبرد آزمائی کی۔ ۱۸/مئی ۱۸۰۴ء کو ۳۰ سال کی عمر میں اس نے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا۔ انگریزوں سے برسر پیکار رہا اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔ جون ۱۸۱۵ء میں انگریزوں سے شکست کھائی اور واٹرلو کے میدان میں ہتھیار ڈال دیئے۔ ایک جزیرہ میں نظر بند کر دیا گیا اور اسی حالت میں ۵/مئی ۱۸۲۱ء کو انتقال ہوا۔ ۴۴۱۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ ج ۱۶۔ص ۸۴۔۹۶)

نصیر الدین طوسی: ابو جعفر محمد بن الحسن نصیر الدین طوسی مورخ اور سیاست دان تھا۔ ۱۲۰۰ء میں طوس میں پیدا ہوا۔ اس کا زمانہ مغلوں

کے عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ ہلاکو کا وزیر اور معتمد اوقاف بنا۔ اس کے حکم سے ایک عیدگاہ قائم کی۔ ۱۲۷۴ء میں بغداد میں وفات ہوئی۔
۴۴۷۔ (ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۹)

نظام: (دیکھئے محبوب الٰہی) ۹۶۔

نظام دکن: سر اکبر حیدری صدر اعظم حیدر آباد دکن۔ (مزید دیکھئے اکبر حیدری، سر) ۱۰، ۶۹۰۔

نظامی: حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف تخلص نظامی کی تاریخ ولادت ۱۱۳۶ء (۵۳۵ھ) بمقام شہر گنجہ جو آج کل دولت اشتراکیہ روس کے مقبوضات میں شامل ہے ہوئی تھی۔ فارسی شاعری کے مسلم الثبوت استاد مانے جاتے ہیں۔ ان کی کتاب سکندر نامہ بہت مقبول ہے جو حماسہ فنی (Artistic Epic) کہلانے کی مستحق ہے۔ خمسۂ نظامی یعنی پانچ کتابوں کا مجموعہ فارسی میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مثنویات درج ذیل ہیں:

۱۔ مخزن اسرار غالباً ۵۷۰ھ منسوب بہ فخر الدین بہرام شاہ۔ ۲۔ خسرو شیریں ۵۶۸ھ، ۵۷۲ھ منسوب بہ شمس الدین محمد جہان پہلوان دیگر امراء۔ تکمیل ۵۷۶ھ۔ ۳۔ لیلیٰ مجنوں ۵۸۴ھ منسوب بہ شروان شاہ ابو المظفر اخستان پسر منوچہر۔ ۴۔ ہفت پیکر ۵۹۳ھ منسوب بہ علاؤ الدین امیر مراغہ۔ ۵۔ سکندر نامہ تقریباً ۵۹۹ھ منسوب بہ نصرت الدین ابو بکر بن محمد جہان۔

وفات ۱۱۹۹ء (۶۱۰ھ) میں پائی۔ ایک دیوان یادگار چھوڑا ہے۔ ۵۵۰۔

(ت۔ا۔ص ۱۵۹۔۱۶۸، شعر العجم۔ شبلی نعمانی۔ ج (۱)۔ص ۲۴۳۔۲۹۷)

نکلسن، ڈاکٹر: رینالڈ ایلین نکلسن ۱۹ر اگست ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا۔ اس کا شمار فارسی اور عربی زبان و ادب کے ماہرین اور ممتاز مستشرقین میں ہوتا ہے۔ اس نے تصوف کی متعدد فارسی کتابیں انگریزی میں ترجمہ کی ہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی میں فارسی کے استاد تھے۔ اس نے دیوان شمس تبریز، تذکرۃ الاولیاء، کشف المحجوب، ترجمان الاشراق، کتاب اللمع کے ترجمے انگریزی میں کئے ہیں۔ صوفیائے اسلام اور تاریخ ادبیات عربی (انگریزی) میں تصنیف فرمائی۔ ۲۷ر اگست ۱۹۴۵ء کو وفات ہوئی۔ نکلسن نے علامہ کی تصنیف ''اسرار خودی'' کا بھی انگریزی میں ترجمہ کیا۔ ۱۲۔ (ماخذ: ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۱۹، فکر اقبال کے سرچشمے۔ص ۲۰۔۲۱)

نمرود: ایک سرکش اور جابر بادشاہ کا نام جو حضرت ابراہیم کے زمانے میں تھا۔ کفر اور الحاد میں حد سے بڑھ گیا تھا اور اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا۔ اسی کے حکم سے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تھا، یہ آگ اس قدر زبردست تھی کہ پرندے تک اس کے اوپر سے نہیں اڑ سکتے تھے اور اس کی تپش سے چار فرسنگ تک کوئی جاندار قریب نہیں آسکتا تھا۔ حضرت ابراہیم کو اس آگ میں منجنیق کے ذریعہ سے پھینکا گیا تھا لیکن حضرت ابراہیم اس آگ میں پہنچے تو خدا نے اس کو گلزار بنا دیا۔

نمرود نے خدا تک پہنچنے کے لئے ایک مینار بھی تعمیر کرانا چاہا تھا لیکن وہ ناکام ہوا۔ آخر میں اس کے دماغ میں ایک مچھر چڑھ گیا جس کی وجہ سے وہ ایک طویل عرصہ تک شدید اذیت میں مبتلا رہا اور بالآخر اسی عذاب میں فوت ہوا۔ ۲۴۰، ۲۵۷، ۲۷۸، ۳۱۳۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۳۸)

نوحؑ: حضرت نوحؑ کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ جناب نوح اول العزم پیغمبروں میں سے تھے۔ روایتوں میں ان کا نام عبدالملک یا عبدالعلی بتایا گیا ہے۔ وہ لامک کے فرزند تھے۔ انہوں نے ایک طویل عرصے ۹۵۰ سال تک اپنی قوم کو خدا کا پیغام دیا لیکن وہ لوگ بھلائی کی طرف نہیں آئے اور سوائے ۸۰ آدمیوں کے کسی نے ایمان قبول نہیں کیا۔ خدا نے پانی کا طوفان بھیجا۔ ہدایت الٰہی کے مطابق انہوں نے ایک کشتی تیار کی۔ اس میں ۱۸۰/ایمان والوں کے علاوہ ہر جانور کا ایک ایک جوڑا رکھا تا کہ طوفان کے بعد ان جانوروں کی نسل چلے۔ آغاز طوفان کے وقت کوفہ کے مقام پر ایک تنور سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ آسمان سے موسلا دھار بارش ہوئی۔ زمین سے چشمے ابلنے لگے۔ جو لوگ کشتی میں تھے وہ بچ گئے۔ اس کے سوائے روئے زمین پر کوئی نہ بچا۔ ان کا بیٹا کنعانؔ (سام) نافرمان اور بے دین تھا جو طوفان میں غرق ہوا۔ طوفان ۶ ماہ تک رہا۔ بالآخر ۱۰/محرم کو کشتی کوہ جودی پر جا رکی۔

آپ کے تین بیٹوں سے تمام ملک آباد ہوئے۔ یافثؔ کی اولاد سے چین، ماچین، ترکستان۔ سامؔ سے دیانوب، حبش، زنگبار، ہندوستان۔ سامؔ سے جزیرۂ عراق، فارس، خراسان۔ ۸۷۔

(ماخوذ از نیرنگ تلمیحات۔ وقار ناصری۔ ص ۲۱ تا ۳۱، ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۳۷۔۲۳۸)

نوشیرواں: (لغ: صاحب روان خوش، صاحب روان جاوید) حضرت محمد ﷺ سے قبل چھٹی صدی عیسوی کا قدیم ایران کے ساسانی خاندان کا بیسواں بادشاہ تھا۔ قباد کا بیٹا تھا۔ ۵۳۱ھ میں تخت کا مالک ہوا۔ شہنشاہ روم پر فتح پائی۔ بغداد اپنا پایۂ تخت مقرر کیا۔ مزدک کو قتل کیا اور اس کی تحریک کو کچل دیا۔ نہایت عادل اور منصف بادشاہ تھا۔ اسی لئے اس کو نوشیرواں عادل کہا جاتا ہے اور اس کے عدل و انصاف کے افسانے ادبی روایت کا جزو بن چکے ہیں۔ ۴۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۵۷۹ء میں فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ہرمز چہارم تخت نشین ہوا۔ رسول خدا کی پیدائش کے وقت نوشیرواں ہی ایران کا بادشاہ تھا۔ ۳۷۹۔

(ت۔ا۔ص ۲۴۹، ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۴۰۔۲۴۱)

نیٹشا: فریڈرک ولہم نیٹشے (Friedrich Willelm Neitzsch) ۱۵/اکتوبر ۱۸۴۴ء کو روکن کے مقام پر پرشن سیکسی کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوا۔ انیسویں صدی کا یہ جرمن فلسفی ایک زبردست مصنف بھی تھا۔ اس نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ بحیثیت نثر نگار جرمن میں اس کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہوا۔ ۱۸/سال کی عمر میں خدا اور عیسائیت سے اس کا عقیدہ ہٹ گیا اور وہ منکر خدا ہو گیا۔ یہ الحاد کا رنگ آخر وقت تک قائم رہا۔ چوبیس سال کی عمر میں وہ یونانی زبان کا پروفیسر مقرر ہوا۔ ۱۸۷۹ء میں اس کا دماغی توازن بگڑ گیا۔ اس کی تصانیف میں ''فرمودہ زرتشت'' سب سے زیادہ مشہور رہی۔ کیونکہ اس کتاب میں اس نے اپنا مخصوص فلسفہ یعنی ''فوق البشر'' کا نظریہ کامل وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق زندگی کا اصل اصول اقتدار حاصل کرنا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ صرف وہی شخص زندہ ہے جو دنیا کے مصائب کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک خیالی دنیا میں پناہ نہیں لیتا۔ بیسویں صدی کے ذہن کو حقیقت پسندانہ عینی تصورات کی جانب مائل کرنے والا عظیم فلسفی ۱۹۰۸ء کو ویمر میں فوت ہوا۔ اقبال نے اسے مجذوب فرنگی کہا ہے۔ ۳۴۸، ۴۵۹، ۵۴۵۔

(ماخذ: فکر اقبال کے سرچشمے۔ ص ۱۹۹۔۲۱۳، ت۔ا۔ص ۲۴۸۔۲۴۹)

وزیری: ایک قبیلہ کا نام۔ (دیکھئے قبیلہ محسود کی تفصیل)۔ ۶۳۹۔

ولیم کوپر: ولیم کوپر (William cowper) مشہور انگریزی شاعر ۲۶/اپریل ۱۷۳۱ء کو پیدا ہوا اور ۲۵/اپریل ۱۸۰۰ء کو فوت ہوا۔ اس کی شاعری میں سلاست اور نزاکت کا بہترین استعمال ہوا ہے۔ جان گلپن اور دی ٹاسک اس کی مشہور نظمیں ہیں۔ اس کے علاوہ To my mother's picture اور My mary شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس نے دوسری زبانوں کے شہپارے بھی انگریزی میں منتقل کئے۔ اٹھارویں صدی کے اس مذہبی انگلستانی شاعر کے خطوط بھی انگریزی نسل کا نہایت عمدہ نمونہ تصور کئے جاتے ہیں۔ کوپر کی شاعری میں ایک مبہم سے خوف کا سایہ ہر وقت، ہر الفاظ و تراکیب پر چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اخیر عمر کی نظموں میں یہ سایہ بہت لطیف سا نقاب ہو کر رہ گیا ہے اور اسے وہ توازن و سکون ذہنی نصیب ہو گیا ہے جو اچھے فنکار کے لئے ضروری ہے۔ کوپر کے احباب میں شاعر چرچل اور وارن ہیسٹنگز قابل ذکر ہیں۔ ۳۵۔ (ماخذ: انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ ج ۶۔ ص ۲۶۳۔ طبع چہارم دہم، A short history of English litrature by: B.Ifor.Evans Middlesex)

ہارون: موسیٰ کے بڑے بھائی اور پیغمبر حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر گئے تھے تو آپ کو بنی اسرائیل کا نگراں بنایا تھا۔ سامری نے حضرت موسیٰ کے غائبانہ میں بچھڑا بنایا اور اس کی عبادت شروع کر دی۔ حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ پر بیحد خفا ہوئے اور بچھڑے کا بت توڑ ڈالا اور بنی اسرائیل کو پھر راہ راست پر لائے۔ سامری کو سزا دی کہ وہ زندگی بھر لوگوں سے کہتا پھرے کہ "مجھ سے دور رہو"۔ ۴۵۸۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۴۹، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۲۰)

ہارون رشید: ابو جعفر ہارون رشید خاندان عباسیہ کا پانچواں خلیفہ۔ المہدی کا فرزند۔ اپنے بھائی الہادی کی وفات کے بعد ۱۷۰ھ (۷۸۶ء) میں تخت نشین ہوا۔ ۲۲/سال کی عمر تھی، اس نے یحییٰ بن برمکی کو اپنا وزیر بنایا۔ اس کا عہد عباسی حکومت کا زریں دور شمار ہوتا ہے۔ اس کے زمانے میں حکومت عباسیہ علمی، تمدنی اور سیاسی ہر اعتبار سے اوج کمال پر تھی۔ بیت الحکمت جس سے علوم و فنون کا آغاز ہوا۔ اسی کے زمانے میں قائم ہوا۔ اس کی زندگی متضاد اوصاف کا مجموعہ تھی۔ ایک طرف رنگیں، پرشکوہ اور عیش پرستانہ زندگی کا حامل تھا۔ دوسری طرف بڑا دیندار، پابند شریعت، علم دوست اور علماء کا قدر داں تھا۔ ۱۹۳ھ (۸۰۹ء) میں انتقال ہوا۔ رومی سلطنت کے حکمراں نقفور سے اس کے لسانی اور جنگی مناقشے یادگاری حیثیت رکھتے ہیں۔ ۴۵۸۔

(شاہ معین الدین احمد۔ تاریخ اسلام۔ ج ۳۔ ص ۹۰۶، صباح الدین احمد۔ الہارون۔ ص ۹۳۔۹۵)

ہمایوں: میاں محمد شاہ دین ہمایوں جسٹس پنجاب کے میاں خاندان میں ۱۲/اپریل ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوئے۔ ہمایوں اس صدی کے ربع اول میں ہندو پاکستان کے مسلمانوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ علامہ اقبال ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ہمایوں کی ذات پر سرسید اور ان کے رفقاء کو بھی بڑا ناز تھا۔ جس سے ان کی غیر معمولی قابلیت، ذہانت اور قومی خدمات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ۱۸۹۰ء میں ولایت سے بیرسٹری پاس کر کے آئے تھے۔ ایک ممتاز قانون داں تھے۔ پنجاب چیف کورٹ کے جج کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ انہوں نے ملک و ملت کی خدمات میں عمر صرف کر دی۔ ان کا ادبی ذوق بھی بہت پختہ تھا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں وہ محمد حسین آزاد سے کلام پر اصلاح لیتے تھے۔ ان کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ "جذبات ہمایوں" کے نام سے چھپ گیا ہے۔ ہمایوں کے فرزند میاں بشیر احمد نے اپنے والد کی یاد میں "ہمایوں" نامی اردو کا ایک مشہور رسالہ جاری کیا۔ بشیر احمد کی گذارش پر علامہ نے ان کے والد کی علمی و ادبی خدمات کے صلہ میں

رسالہ کے لئے ایک نظم لکھی۔ یہ نظم جو بانگ درا میں شامل ہے ۱۹۲۲ء میں لکھی گئی تھی۔ اسی سال ہمایوں کے پہلے شمارے میں شائع ہوئی اس ماہنامہ نے ۳۵ سال تک اردو ادب کی خدمت کی۔ ہمایوں کا انتقال ۲ر جولائی ۱۹۱۸ء کو ہوا۔ ۲۵۴۔

(م۔ت۔ا۔ا۔ص ۳۵۷۔۳۵۸، ت۔ا۔ص ۷۵۔۷۶)

ہیگل: جارج ولہم فریڈرک ہیگل (George Willelm Friedrich Hegal) جرمنی کا مشہور و معروف فلسفی ۲۷ر اگست ۱۷۷۰ء کو اسٹٹگارٹ (Stuttgart) میں پیدا ہوا۔ ۱۸۱۳ء میں اس کی مشہور کتاب Logic کی پہلی جلد شائع ہوئی۔ ۱۷۸۸ء سے ۱۸۱۶ء تک استاد، ایڈیٹر، پروفیسر اور میوزیم کے ڈائرکٹر کے مشاغل میں مصروف رہنے کے بعد ۱۸۱۶ء میں ہائیڈل برگ میں فلسفہ کا پروفیسر مقرر ہوا۔ شیلنگ اور فیشٹے (Fichte) اس کے معاصرین میں سے تھے۔ ۱۸۱۸ء میں برلن یونیورسٹی میں پروفیسر کی حیثیت سے تقرری ہوئی۔ اس کی تصانیف میں Philosophy of History, Philosophy of Art, Philosophy of Religeion خاصی اہمیت رکھتی ہیں۔

اس نے اپنا ایک فلسفیانہ نظام مرتب کیا جس میں جدلیاتی عمل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے مطابق ظہور کائنات میں جو عمل مضمر ہے وہ جدل عمل ہے، اس کے تین مدارج ہیں۔ ایک اثبات، دوسرے نفی، تیسرے تطبیق۔ دراصل کانٹ کے فلسفہ کی تنقید کر کے ہیگل نے مابعد الطبیعات کے متعلق اپنا فلسفہ پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس کا فلسفۂ تاریخ یہ تھا کہ مختلف تہذیبیں کسی تصور کے واقعی بننے یا پانے کی جدوجہد کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے متعلق لطیفہ مشہور ہے کہ ایک فرانسیسی نے ہیگل سے کہا اپنا فلسفہ مختصر بیان تو فرمایئے تو ہیگل نے دس جلدوں میں اس سوال کا جواب لکھا۔ ۴۸۰۔

(انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا۔ ج ۷۔ ص ۳۷۹۔۳۸۵، ت۔ا۔ص ۱۷۱۔۱۷۲)

یاجوج: یاجوج ماجوج کا ذکر سورۂ کہف میں آیا ہے۔ حضرت ذوالقرنین نے عام انسانوں اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنادی جس میں وہ لوگ نہ تو نقب لگا سکتے تھے اور نہ اس کو عبور کر سکتے تھے۔ اس طرح لوگ ان کے فساد سے محفوظ ہو گئے۔ روایتوں میں ہے کہ یاجوج ماجوج قوم چھوٹے قد کی تھی۔ (مزید دیکھئے یاجوج وماجوج۔ باب دوم۔) ۲۸۹۔

(ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۲۲)

یوسفؑ: حضرت یوسفؑ کا قصہ قرآن پاک کے سورۂ یوسف میں تفصیل سے بیان ہوا ہے اور اس قصے کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ آپ حضرت یعقوبؑ کے صاحب زادے تھے۔ خدا نے انہیں بے انتہا حسن و وجاہت سے نوازا تھا۔ اسی لئے بعض اوقات ان کو ماہ کنعان کا لقب دیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ ان کو بیحد عزیز رکھتے تھے۔ ان کے دوسرے گیارہ بھائیوں کو اس سے حسد پیدا ہوا۔ وہ انہیں جنگل کی سیر کے بہانے لے گئے اور ایک خشک کنویں میں ڈال دیا۔ ادھر ایک قافلے نے یوسفؑ کو کنویں سے نکالا اور مصر لے گئے جہاں ان کو غلام بنا کر بیچ دیا۔ انہیں عزیز مصر نے خریدا جس کی بیوی زلیخا حضرت یوسفؑ کا حسن دیکھ کر ان پر فدا و فریفتہ ہو گئی۔ آپ نے حسینانِ مصر کی خواہش پوری کرنے کے بجائے قید خانہ پسند کیا۔ آپ نے دو قیدیوں اور پھر شاہ مصر کے خواب کی تعبیر بتائی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ آپ کو پہلے وزیر مالیات بنایا گیا۔ پھر آپ بادشاہ ہوئے۔ جب کنعان میں قحط پڑا تو یوسفؑ کے بھائی بھی مصر پہنچے۔ انہوں نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا اور پورے خاندان کو مصر بلا لیا۔ خدا نے یوسفؑ کو نبوت بخشی اور سلطنت بھی اور ان کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ کی اولاد

(بنی اسرائیل) مصر میں پھیلی۔ حضرت یوسف کی والدہ کا نام راحیل تھا۔ ۶۴، ۱۳۲، ۲۰۵۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۶۰۔۲۶۲، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۶۲۲)

اشاریہ اماکن (مقامات)

ابی سینیا: Abyssinia شمالی مشرقی افریقہ کا ایک ملک جسے عرب ''حبش'' یا ''حبشہ'' کہتے تھے۔ اس کا موجودہ نام ایتھوپیا ہے۔ اس کا رقبہ تین لاکھ پچاس ہزار مربع میل ہے اور باشندوں کی تعداد (تقریباً ۱۹۵۹ء تک) اک کروڑ سے زیادہ ہے۔ دارالخلافہ عدیس ابابا ہے۔ اس کے مشرق میں صومالیہ، مغرب میں سوڈان، شمال میں بحر احمر اور جنوب میں کینیا واقع ہے۔ اس کی زمین بہت زرخیز ہے۔ وہاں کی اکثریت سامی نسل پر مشتمل ہے، لسانی خصوصیات اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے عربوں سے کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ابی سینیا یا حبش کا بادشاہ ہیل ثلاثی جسے عرب نجاشی بھی کہتے ہیں مدت سے کچھ امرا کی نظروں میں کھٹک رہا تھا۔ ۱۸/اگست ۱۹۳۵ء کو اٹلی نے بلاوجہ حبشہ کے اس شہر پر حملہ کر دیا تھا۔ جس پر علامہ نے یہ قطعہ کہا۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ علامہ کی نظروں سے مخفی رہا۔ ۱۹۴۰ء میں جب اطالیہ اور برطانیہ کی جنگ چھڑ گئی تو ہیل سلاسی پھر اپنے ملک پر متصرف ہو گیا۔ بہر حال جن دنوں یہ نظم لکھی گئی علامہ کی دور رس نظروں نے گویا دیکھ لیا تھا کہ اٹلی اور ابی سینیا کی آویزش، مجلس اقوام کی خاموشی، برطانیہ کی گومگو کی پالیسی ایک بہت بڑی جنگ کا پیش خیمہ ہے۔ اس نظم میں دوسری جنگ عظیم کی پیش گوئی بھی کی گئی تھی۔ علامہ کہا کرتے تھے کہ اس جنگ عظیم کے نتیجہ سے بہت سے پسماندہ مشرقی ممالک مغرب کے پنجۂ استعمار سے رہائی پا جائیں گے۔ ۶۰۷۔

(ت۔ا۔ص ۸۱۔۸۲، ک۔ا۔ا۔پ۔ص ۵۸۸)

ادرنہ: ادرنہ جسے انگریزی میں ایڈریانوپل کہتے ہیں، یورپی ترکی کا ایک مشہور شہر ہے جو قسطنطنیہ سے پہلے فتح ہوا اور اس سے پیشتر سلطنت عثمانیہ کا دارالحکومت رہا۔ ۲۱۶۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص ۴۱۵)

ارم: مراد باغ ارم سے ہے۔ باغ ارم ایک مشہور کافر بادشاہ شداد نے بنوایا تھا اور یہ بادشاہ خدائی کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔ یہ باغ بہشت کی بجائے تعمیر کیا گیا تھا اور اس میں حوروں کی جگہ خوبصورت عورتیں اور غلمانوں کے عوض حسین مرد تھے۔ جس وقت باغ ارم تیار ہوا اور شداد اس کو دیکھنے کے لئے گیا تو خدا کے حکم سے گھوڑے کی رکاب میں سے پیر اتارنے بھی نہ پایا تھا کہ روح قبض ہو گئی اور سارا دعویٰ خدائی رکھا ہی رہا۔ اس باغ کے تین طبقے تھے اور ہر طبقہ ایک نئے انداز پر آراستہ کیا گیا تھا۔ اب مطلقاً مقام عشرت اور دل پذیر سیر گاہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی باغ ارم کا ذکر آیا ہے۔ ۱۴۶۔ (ف۔آ)

اسرائیل: حضرت یعقوبؑ کا نام ہے۔ بنی اسرائیل آپ ہی کی اولاد ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم بھی بنی اسرائیل کہلائی۔ اسرائیل لفظ (اسرا) بمعنی برگزیدہ اور (ئیل) بمعنی خدا سے بنا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں برطانوی حکمراں لارڈ فیلو نے یہودیوں کی حکومت کے قیام میں معاون ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ۱۹۴۸ء میں اسی سازش کے تحت فلسطین (کنعان جو حضرت یعقوبؑ اور یوسفؑ کا ملک ہے) کا ایک حصہ کلیتاً یہودیوں کے تصرف میں دے دیا گیا جو موجودہ دور میں اسرائیل کہلاتا ہے۔ ۲۶۱۔

(م۔ل، قاموس سیاست عالم (انگریزی)۔ فیبر اینڈ فیبر۔ لنڈن)

اشبیلیہ: اندلس (ہسپانیہ) کا ایک مشہور مقام۔ ہشام کی معزولی کے بعد اندلس کی وسیع سلطنت چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستوں میں منقسم ہوگئی تھی۔ چنانچہ بنی عباد نے اشبیلیہ میں اپنی خودمختار حکومت قائم کرلی۔ المعتمد باللہ ۴۶۱ھ (۱۰۶۸ء) کو اشبیلیہ کا بادشاہ بنا۔ ۳۹۳۔ (Reinhart Dozy Spanish Islam P.637-736، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ ج ۳۔ ص ۷۷۹۔۷۸۱)

اصفہان: ایران کا بہت بڑا اور مشہور شہر۔ یہاں کی تلوار اور سرمہ بہت مشہور ہے۔ اسی کو صفہان اور صفاہان بھی کہتے ہیں۔ (مزید دیکھئے صفاہان) ۳۱۳۔ (م۔ل)

اضم: حجاز کا ایک پہاڑ جو مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تقریباً ایک منزل پر واقع ہے۔ قصیدۂ بردہ کے دوسرے شعر میں اس کا ذکر آیا ہے۔ کوہ اضم کے نام سے معروف ہے۔ ۴۰۳۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص ۲۳۹)

افغانستان: (ایشیاء) ہندوستان کے شمال و مغرب میں ایک خودمختار ملک ہے۔ جس میں افغان قوم آباد ہے۔ یہ لوگ مسلمان ہیں۔ اس کے شمال میں تاجکستان، ازبیکستان اور ترک مینا جمہوریہ واقع ہیں۔ مغرب میں اس کی سرحد اسلامی جمہوریہ ایران اور مشرق و جنوب مشرق میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان سے ملتی ہیں۔ افغانستان کا رقبہ ۶۴۷۴۹۷ مربع کلومیٹر ہے اور ۱۹۸۵ء کے بین الاقوامی ادارۂ صحت کے تخمینہ کے مطابق اس کی آبادی ۱.۷۶ کروڑ ہے۔ کابل اس کا دارالخلافہ ہے۔ جہاں سے مزار شریف، ہرات، جلال آباد، فرح، قندھار اور غزنی کو شاہ راہیں جاتی ہیں۔ کابل کی آبادی تقریباً ۱۲ لاکھ ہے۔ قندھار (۲۳ لاکھ)، ہرات (۱۵ لاکھ)، قندوز (ایک لاکھ)، چھ یکاراہم شہر اور تاریخی مقامات ہیں۔ افغانی باشندے نہایت دلیر اور جفاکش ہوتے ہیں۔ ۲۰۳، ۲۷۳، ۲۸۶، ۴۴۵، ۴۴۶، ۶۰۸، ۶۲۵، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۹۔ (ماخذ: جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۳۳ تا ۳۶)

الوند: الوند ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایران میں واقع ہے۔ ۳۰۶، ۴۴۲۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۱۶۳)

امریکہ: ایک براعظم کا نام ہے۔ یہ براعظم چودھویں صدی میں کولمبس نے دریافت کیا تھا۔ اس کے دو حصے ہیں ایک کو شمالی امریکہ اور دوسرے کو جنوبی امریکہ کہتے ہیں۔ انہیں خاکنائے پنامہ ملاتی ہے۔ اب نہر پنامہ کھود کر بحراوقیانوس اور بحرالکاہل کو ملایا گیا ہے۔ اس کو نئی دنیا بھی کہتے ہیں۔ انگریزی داں طبقہ اَمریکا کہتا ہے۔ (U.S.A)۔ ۱۲، ۱۷۔ (م۔ل)

اندلس: یہ ہسپانیہ کے ایک حصہ کا نام ہے جو جنوبی اور وسطی ہسپانیہ پر مشتمل تھا۔ یہاں ایک زمانے میں ونڈال قوم آباد تھی۔ اس وجہ سے ملک کا نام ونڈالوشیا پڑ گیا، وہی عربوں کی زبان پر اندلس بنا۔ عام استعمال میں یہ ہسپانیہ کے اس پورے علاقے کے لئے بولا جاتا ہے، جو مسلمانوں کے ساڑھے سات سو سال قرن دوم سے قرم نہم ہجری تک کی حکومت میں ان کے زیر نگیں رہا۔ ۹۱ھ اور ۹۳ھ کے درمیانی وقفہ میں مسلمانوں نے اندلس کا زرخیز ملک فتح کرلیا اور اس کے بعد ۱۳۸ھ تک وہاں خلفائے اموی کے نائب حکومت کرتے تھے۔ اموی دودمان جلیل کی بنیاد شہزادہ عبدالرحمٰن نے جو ہشام اموی کی اولاد میں سے تھا رکھی تھی۔ اسی دودمان کے ایک فرد عبدالرحمٰن ثالث کے جاہ و جلال کی حکایتیں اب تک تاریخ کو یاد ہیں۔ اموی خلفا کی حکومت ۴۲۲ھ تک قائم رہی۔ اس کے بعد ملوک الطوائفی کا دور دورہ ہوگیا۔ ان ملوک

میں بنی حمود، بنی زیری، بنی جہور اور بنی عامر بہت مشہور ہیں۔ آخر میں غرناطہ میں بنی نصر کی حکومت قائم ہوئی۔ جس کے بانی کا نام یوسف بن نصر تھا۔ اسی سلسلے کا آخری فرماں روا محمد ابوعبداللہ ہے جس کی سلطنت کے زوال کی داستانیں ناولوں اور تاریخوں کی زبان کو اب تک یاد ہیں۔

مسلمانوں کی حکومت میں اندلس میں ایک ایسی درخشاں تہذیب وثقافت وجود میں آئی جس کی تعریف کرتے مورخوں کی زبانیں سوکھتی ہیں۔ نہایت خوبصورت عمارتیں تعمیر ہوئیں، مسجدیں بنائی گئیں۔ کتب خانے قائم کئے گئے۔ شہروں کی زینت کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ عربی اور دوسرے اسلامی لوگوں کے خون کی آمیزش سے ہسپانیہ میں ایک نئی نسل وجود میں آئی جس کے نقش ونگار کا تیکھاپن مشہور ہے۔ ہسپانیہ یعنی اندلس میں اسلامی تہذیب اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی تھی۔ ایسی ایسی ایجادات وجود میں آئیں کہ بائد وشائد۔ اندلس کے علماء میں ابن رشد کا مقام بہت بلند ہے اور فلسفے کی تمام تاریخیں اسے پہچانتی ہیں۔ ۱۵۹، ۳۹۰، ۳۹۴، ۳۹۷۔

(نفح الطیب اخبار اندلس مصنفہ سکاٹ مترجمہ خلیل الرحمٰن، عبرت نامہ اندلس تصنیف ڈوزی مترجمہ عنایت اللہ، طبقات سلاطین اسلام: عباس اقبال، اندلس کا جغرافیہ۔ عنایت اللہ، ت۔ ا۔ ص ۷۔ ۸)

انگلستان: انگلینڈ (England) عوام نیز عورتیں ولایت بھی کہتی ہیں۔ برطانیہ (BBC)۔

۹، ۱۱، ۱۲۔ (م۔ل)

اہرام: مصر کے مثلث نما چوپہل مینار۔ یہ عمارت دریائے نیل سے پانچ میل کے فاصلے پر مغربی کنارہ پر قدیم شہر میمفس کے گردونواح میں واقع ہیں۔ مصر میں اس وقت تک تقریباً ۱۸۰ اہرام دریافت کئے جاچکے ہیں۔ (مزید دیکھئے اہرام مصر۔ باب دوم)۔ ۵۷۸۔

ایران: (۱۹۸۵، طول وعرض۔ ۱۶۴۸ لاکھ مربع کلومیٹر، آبادی ۴ ۱/۲ کروڑ) ایران جس کو پہلے فارس کے نام سے جانا جاتا تھا براعظم ایشیا کا ایک بڑا ملک ہے جو افغانستان اور بلوچستان کے مغرب میں واقع ہے۔ فریدیوں کے بیٹے ایرج کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تھا۔ یہ دنیا کے ان ملکوں میں سے ہے جہاں بادشاہت تھی۔ بادشاہ اور رعایہ سب کا مذہب شیعہ اثنا عشری ہے۔ طہران اس کا دارالسلطنت ہے جو ایک تاریخی اہمیت کا شہر ہے۔ دیگر شہروں میں طبریز، ابادان، اہواز، بختران، قم، کاراج، ہمادان، ارومیہ، خرم آباد، خرم شہر، راشت، نزد، زنجان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ابادان پیٹرولیم کا رخانہ دنیا کے عظیم ترین کارخانوں میں سے ایک ہے۔

۹، ۱۵۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۲۰۶، ۳۰۳، ۳۱۵، ۴۱۱، ۵۳۲، ۶۷۸۔ (جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۳۷۔ ۴۱، م۔ل)

ایشیا: ایک براعظم جس میں ممالک عرب، ایران، افغانستان، سیام، ہندچین اور روس کا نصف حصہ نیز چند چھوٹے چھوٹے جزیرے وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۴۱، ۲۵۶، ۲۷۰، ۲۷۵، ۳۴۶، ۴۷۱، ۴۷۴، ۵۹۹۔ (م۔ل)

ایمن: وہ وادی جہاں حضرت موسیٰ پر تجلی الٰہی کا ظہور ہوا تھا۔ انہیں خدا سے پہلی بار ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا اور انہیں ید بیضا اور عصا کا معجزہ ملا۔ یہ وادی کوہ طور کے دامن میں واقع ہے۔ کوہ طور بحر قلزم کے دو شاخے پر مصر کے راستے میں واقع ہے۔

۲۴۴، ۶۰۲۔ (ماخذ: ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۴۴)

بابل: عیسیٰ سے چار ہزار سال پہلے عراق کا پایۂ تخت اور ایک پرانے شہر کا نام جو کوفہ کے قریب فرات کے کنارہ پر نمرود بن کوش بن حام بن نوح کا آباد کیا ہوا ہے۔ اصل میں نمرود کا نام بال یا بیل یا بیلس تھا۔ یہ شہر ہاروت۔ ماروت دو فرشتوں کے قید، جادو، سکندر رومی کے مرنے اور شراب خواری کی کثرت اور دیگر تاریخی واقعات کے سبب زبان زدِ خلائق ہے۔ ۱۵۲۔ (ف۔آ)

بحر روم: روم کا وہ سمندر جس کے ساحل پر اٹلی/اطالیہ واقع ہے۔ ۶۵۱۔ (ماخذ: آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۸۲۲)

بحر ظلمات: بحر ظلمات سے بحر اطلانٹک (Atlantic) مراد ہے جو افریقہ اور امریکہ کے درمیان واقع ہے۔

۱۶۶۔ (ل۔ک)

بخارا: بخارا ترکستان (روسی ترکستان) کے ایک مشہور و معروف شہر کا نام ہے۔ یہ شہر مسلمانوں کی حکومت اور تہذیب کا مرکز رہ چکا ہے۔

۴۴۷، ۴۸۵، ۵۲۲، ۶۵۷، ۶۸۶۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۷۹۸، ش۔ض۔ک۔ص ۷۵۔۷۶)

بدخشاں: شمالی افغانستان میں دریائے جیحوں کے جنوب کی طرف ایک صوبہ ہے۔ جو قدیم زمانے میں ترکستان کا صوبہ تھا اور ۱۸۵۹ء سے افغانستان میں شامل ہو گیا۔ کسی زمانے میں یہاں کے یاقوت مشہور تھے۔ ۲۵۹، ۵۲۲۔ (م۔ل)

بدر: بدر ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ مدینہ کے راستے پر واقع ہے۔ اس سے ملحقہ سرزمین بھی وادیٔ بدر کے نام سے مشہور ہے۔ اس مقام پر قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلی بڑی لڑائی ہوئی۔ یہ جنگ ہجرت کے دوسرے سال پیش آئی۔ قریش مکہ کا سالار لشکر ابوجہل تھا۔ رسول اللہ ﷺ خود مسلمانوں کے لشکر کے امیر تھے اور الم حضرتؓ کے پاس تھا۔ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی جبکہ مسلمان صرف ۳۱۳ تھے۔ اس جنگ میں حضرت علی نے نہ صرف ولید بن عتبہ کو قتل کیا بلکہ کہا جاتا ہے کہ کفار کے ۷۰ مقتولین میں سے تقریباً نصف قتل کئے۔ ابوجہل بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔ فتح و نصرت مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ صرف ۲۲ مسلمان شہید ہوئے۔ اس جنگ نے قریش مکہ کی قوت ہمیشہ کے لئے توڑ دی۔ ۲۷۵، ۴۰۴۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۵۱، ت۔ا۔ص ۲۰۹)

بطحا: (لغ: وہ زمین جو پانی کی گذرگاہ ہو اور جس میں سنگریزے بھی ہوں)۔ اس وادی کا نام جو مکہ کے پاس ہے۔ مکہ معظمہ کا ایک نام بطحا بھی ہے۔ اکثر اس سے مراد مکہ ہی لیتے ہیں۔ ۱۹۸، ۳۱۶۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۵۴)

بغداد: بغداد عباسی خلیفہ کا دارالخلافہ، سب سے بڑا تجارتی مرکز اور عراق عرب کا دارالسلطنت ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لفظ "باغداد" کا مخفف ہے۔ اس مقام پر ایک باغ تھا۔ اس میں نوشیرواں عادل مقدمات فیصل کرتا تھا۔ یہ قدیم تاریخی شہر جو کسی زمانے میں دنیائے اسلام کا مرکز تھا دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہے۔ اس کو ابوجعفر منصور نے جو خاندان عباسیہ کا دوسرا فرماں روا تھا ۷۶۲ء میں آباد کیا تھا۔ ہارون الرشید کے عہد میں اس کی عظمت اپنے انتہائی عروج پر پہنچ گئی۔ اس زمانے میں اس کی آبادی ۱۵/لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ اس کا لقب دارالسلام تھا۔ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو نے دریائے دجلہ کا پانی مسلمانوں کے خون سے سرخ کر دیا۔ ۱۳۹۳ء میں تیمور نے اس کو فتح کیا۔ ۱۶۳۸ء میں سلطان مراد عثمانی نے اس کو سلطنت عثمانیہ میں شامل کیا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے علم کو فروغ دینے کے لئے دارالحکمہ قائم کیا۔

خلیفہ المامون نے اس کو علم و ہنر کا مرکز بنا دیا تھا۔ جس میں دنیا بھر کے ماہرین کو جمع کر کے علوم، فلسفہ، مذہب، لٹریچر، جغرافیہ، فلکیات کو فروغ ملا تھا۔ ۱۳۴، ۱۴۵، ۳۶۲۔ (م۔ل، ش۔ب۔د۔ص ۲۵۱، جغرافیہ عالم اسلام۔ص ۶۶)

بھوپال: ہندوستان کے ایک مشہور شہر کا نام۔ ۴۷۱، ۴۷۶، ۴۹۳، ۴۹۶، ۵۳۰، ۵۳۹، ۵۶۰، ۵۷۲، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۲۔

بیستون: ایران (فارس) کا ایک مشہور پہاڑ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ فرہاد نے شیریں سے نکاح کی شرط پوری کرنے کے لئے یہ پہاڑ کھود کر دودھ کی نہر شیریں کے محل تک پہنچا دی تھی لیکن وہ شادی کے مقصد میں ناکام رہنے کے باعث اپنے ہی تیشے سے سر پھوڑ کر مر گیا۔ ۷۶، ۲۵۹۔ (ماخذ: ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۰۱۔۲۰۲، ق۔ل)

پارس: (فارس) ایران جو مغربی ایشیا میں ہے۔ (مزید دیکھئے فارس)۔ ۱۴۷، ۲۶۴، ۳۱۹۔ (ماخذ: ف۔ع)

پنجاب: ہندوستان کے شمال میں ایک صوبہ جو تقسیم ہند کے بعد سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ مشرقی حصہ ہندوستان میں ہے اور مغربی حصہ پاکستان میں۔ (نہایت زرخیز اور سرسبز شاداب علاقہ ہے)۔

۱۰، ۱۱، ۷۸، ۲۴۲، ۴۴۴، ۵۲۳، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۰۰، ۵۸۹۔ (م۔ل)

پیرس: فرانس کا دارالسلطنت پیرس اپنی خوبصورتی اور آرائش کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہے اور اس کو دنیا کی جنت کہا جاتا ہے۔ ۵۶۴۔ (م۔ل)

تاتار: قدیم ترکستان جو وسطی ایشیا میں واقع ہے۔ (مزید دیکھئے ترکی) ۲۸۸، ۶۳۳۔ (ماخذ: ف۔ع)

تبریز: ایران کے شمال مغربی حصے کا ایک نہایت آباد اور بارونق شہر ہے۔ خلفائے عباسی کے زمانے میں یہ شہر آذربائیجان کا صدر مقام تھا۔ تاتاریوں کی یورش کے بعد یہ مقام مراغہ کو حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد اردبیل کو اہمیت حاصل ہوئی لیکن صفویوں کے زمانے میں پھر یہی شہر آذربائیجان کا مستقر حکومت قرار پایا۔ ابن بطوطہ نے اس شہر کی رونق اور آبادی کی بہت تعریف کی ہے۔ اس شہر نے بہت بڑے بڑے انشاپرواز اور شاعر پیدا کئے ہیں۔ علامہ کو یہ شہر اس لئے عزیز ہے کہ شمس تبریز جو گویا کشف و نظر کی علامت تھے یہیں کے رہنے والے تھے۔ ۲۶۸، ۳۰۳۔ (جغرافیہ خلافت مشرقی۔ جمیل الرحمٰن)

ترکی: Turkey ترکستان کے شمال میں بحیرۂ اسود، شمال مشرق میں جارجیا، آرمینا اور آذربائیجان جمہوریہ، مشرق میں ایران اور جنوب میں عراق اور سیریا سرحد بناتے ہیں۔ ترکی کا کل رقبہ ۷۱۔۷ لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ جس میں تقریباً ۶ کروڑ لوگ آباد ہیں۔ ترکی میں شرح خواندگی ۶۵ فیصدی ہے اور لوگوں کی اوسط عمر ۶۵ برس ہے۔ ملک کی ۸۸ فیصدی آبادی مسلمان ہے۔ مسلمانوں کی حکومت ہے۔ باقی عیسائی اور یہودی مذاہب کے ماننے والے ہیں۔ یہاں کے انگور سے تیار کردہ سلطانہ کشمش دنیا میں سب سے بہتر مانی جاتی ہے۔ سلطانہ کشمش امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، بیلجیم، ڈنمارک، ناروے، جاپان، سوئیڈن، اٹلی اور اسپین کو برآمد کی جاتی ہے۔ انگور کے بعد زیتون دوسری سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ ازمر شہر دنیا میں زیتون کی بڑی منڈیوں میں سے ایک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے

پہلے سونے کا سکہ لیدیا (ترکی) کے بادشاہ نے رائج کیا تھا۔ کرومیم کی پیداوار میں روس کے بعد ترکی کا نمبر آتا ہے۔ انقرہ ایک قدیم شہر ہے جو ہیتی کلچر (800 B.C) کے دوران بھی ایک اہم شہر تھا۔ ۱۹۲۳ء میں شہر انقرہ کو ترکی کا دارالخلافہ بنایا گیا۔ ترکی کے دیگر شہروں میں استنبول، ازمر (سمرنا)، برسا، ارژورم، عشقی شہر، غازی انتیپ، ازمت، قیصری، کونیا، ملاتیا، مرسن، سم سن، بالکی سر اور دین زل اہم شہر ہیں۔ ترکی جنوب مغربی ایشیا کے ملکوں میں زیادہ ترقی یافتہ ہے اور اس کی عسکری قوت بہت زیادہ ہے۔ سیاحی اور ٹورازم بھی ترکی میں فروغ پر ہے۔

۲۶۴، ۲۸۶، ۳۶۳، ۳۷۱، ۶۲۰۔ (ماخذ: جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۴۷ تا ۵۳)

تو ران: ایک قدیم مشہور و معروف ملک کا نام جو وسطی ایشیا میں واقع تھا۔ اکثر ایران کے ساتھ اس کا ذکر آتا ہے مثلاً ایران و توران۔

۲۷۰، ۲۷۱، ۳۱۵، ۴۴۷۔ (ماخذ: ف۔ ع)

جاپان: ایک مشہور ملک کا نام جو ترقی یافتہ ممالک کی صف اول میں شمار کیا جاتا ہے۔ ۸۲، ۲۸۵۔

جدّہ: عرب میں بحیرۂ قلزم کے مشرقی کنارے پر ایک مشہور شہر کا نام جو ہندوستان سے حج کو جانے والے مسافروں کے راستے میں پڑتا ہے۔ یہ حجاز کی مشہور بندرگاہ ہے۔ جہاں سے مکہ معظمہ صرف ۴۸ میل ہے۔ عام بحری جہاز اسی بندرگاہ پر حاجیوں کو اتارتے ہیں۔ جدہ عرب کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ ملک کی بیشتر درآمدات و برآمدات اسی بندرگاہ کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ ہے۔ ۱۹۸۔ (م۔ ل، ش۔ م۔ ب۔ د۔ ص ۳۸۰، جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۵۸)

جرمنی: ایک ملک کا نام۔ ہٹلر اسی ملک کا حکمراں گزرا ہے۔ جرمنی کا مشہور شاعر گوئٹے اسی ملک کے شہر ویمر میں مدفون ہے۔ مشہور مجذوب فلسفی نیٹشا جو اپنے قلبی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا اور اس لئے اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستے پر ڈال دیا۔ اسی ملک کا باشندہ تھا۔

۹، ۱۰، ۲۶، ۳۴۸۔

جنیوا: سوئٹزرلینڈ کے ایک مشہور شہر کا نام اشارہ ہے لیگ آف نیشنز کی طرف جس کا مرکز جنیوا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۰ء میں انجمن اقوام قائم کی گئی۔ جس کی غایت یہ تھی کہ دنیا کے لوگ جنگ کی غارت گری سے محفوظ ہو جائیں۔ جب دو ملکوں میں اختلاف رونما ہو تو پہلے مجلس اقوام کے ذریعہ کوشش کی جائے کہ ثالثی سے فیصلہ ہو جائے۔ بصورت دیگر مجلس حملہ آور کے خلاف مناسب اقدام کرے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مجلس نے بعض چھوٹی چھوٹی لڑائیاں روک دیں لیکن جب بہت اہم موقع آئے تو مجلس کے ارکان اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر رہے۔ مثلاً جب جاپان نے چین پر حملہ کیا تو مجلس کچھ بھی نہ کر سکی۔ ۱۹۳۳ء میں جنیوا میں ایک کانفرنس ہوئی جہاں یہ طے کیا گیا کہ مختلف اقوام اپنی عسکری طاقت گھٹائیں۔ ۱۹۳۵ء میں جب اطالیہ نے حبشہ پر حملہ کیا تو اس وقت بھی مجلس کچھ نہ کر پائی۔ اس واقعہ کے بعد لیگ کا رہا سہا وقار مٹ گیا۔ چنانچہ جب ہٹلر نے دوسری جنگ عظیم کی بنا رکھی تو مجلس کے ارکان چپ چاپ دیکھتے رہے۔ ۱۹۴۶ء میں مجلس اقوام نے فیصلہ کیا کہ اس مجلس کو برخاست ہی کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ انہی دنوں مجلس اقوام کی جگہ اقوام متحدہ کی انجمن نے لے لی۔ ۵۱۹، ۵۲۰، ۶۰۹، ۶۲۲۔ (قاموس سیاسیات عالم (انگریزی، لندن))

جہان آباد: (دلی) دہلی کا پرانا نام ہندوستان کا دارالسلطنت۔ (مزید دیکھئے دلی)۔ ۲۷، ۸۹، ۹۰، ۱۳۴، ۱۴۵۔ (ماخذ: م۔ ل)

جیہوں: وسطی ایشیا کے ایک دریا کا نام جو خراسان اور ماوراء النہر کے درمیان بلخ کے قریب بہتا ہے۔ ۳۲۰۔(ماخذ:م۔ل)

چین: ایک مشہور ملک جو ہندوستان کی شمالی سرحد پر واقع ہے۔ ۸۲،۱۳۲،۱۵۹،۱۶۴،۲۰۷،۳۵۸۔

حبش: حبشہ۔حبشیوں کا ملک۔زنگبار۔زنجبار۔سوڈان۔افریقہ۔ابی سینیا وغیرہ۔دور حاضر میں بالعموم افریقہ زبانوں پر ہے۔(مزید دیکھئے ابی سینیا) ۸۰۔ (ف۔آ،م۔ل)

حجاز: عرب (سعودی عرب) کے مشہور صوبہ کا نام۔لیکن علامہ کی شاعری میں تمام عرب ممالک کے لئے بطور علامت استعمال ہوا ہے۔

۸،۸۷،۱۱۵،۱۳۰،۱۳۳،۱۴۰،۱۴۵،۱۵۹،۱۶۱،۱۶۵،۱۶۹،۱۷۰،۱۸۸،۱۹۷،۱۹۸،۲۰۳،

۲۶۴،۲۹۱،۳۲۱،۳۹۱،۴۰۴،۵۵۰،۶۰۸،۶۳۵ (ماخذ: آ۔ک۔ا۔ا۔ص۱۱۱)

حرا، غار: مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ کا نام جس کے غار میں رسول اللہ قبل نبوت چند روز بہ تقاضائے الٰہی ومشیت الٰہی عبادت کے لئے جایا کرتے تھے۔شب ہجرت جناب رسول خدا اسی غار میں پوشیدہ ہوئے تھے۔اس کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کبوتری نے انڈے دیدئے تھے۔ ۸۲۔ (قصص القرآن: حفظ الرحمٰن۔ج چہارم۔دہلی،م۔ل)

حرم: خانۂ کعبہ اور اس کا احاطہ مراد ہے۔ ۱۳۵،۲۱۲،۲۱۷،۲۱۸،۲۵۲،۲۶۵،۲۷۲،۲۷۳،۲۷۹،۲۸۶،۲۹۷،۳۰۳،

۳۰۹،۳۱۵،۳۲۵،۳۵۱،۳۵۴،۳۵۵،۳۶۵،۳۷۰،۳۷۲،۳۷۴،۳۸۷،۳۹۰،۳۹۵،۴۰۲،۴۰۳،۴۵۸،۴۷۳،۴۸۴،۴۸۶،

۴۹۶،۵۰۶،۵۱۷،۵۲۰،۵۴۸،۵۵۵،۵۶۴،۵۶۵،۶۰۸،۶۳۵،۶۳۹،۶۵۴،۶۸۳،۶۸۵۔ (م۔ل)

حلب: نام شہر (فرانسیسی شام) ایشائے روم میں ایک شہر کا نام جہاں کا آئینہ مشہور ہے۔سیریا یا شام کا ایک مشہور شہر اسے الپو یا حلاب بھی کہتے ہیں۔اس کی آبادی تقریباً ۹ لاکھ ہے۔سیریا کی ایک بڑی ریلوے لائن الپو شہر سے ترکی کو پار کرتی ہوئی جزیرہ صوبے سے عراق تک جاتی ہے۔ ۲۲۳،۶۱۸۔

(ف۔ع،م۔ل،جغرافیہ عالم اسلام۔ص۶۱)

حنین: یہ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر طائف کی طرف ایک وادی ہے۔حنین کا قصہ یوں ہے کہ دو قبیلوں یعنی ہوازم اور ثقیف نے مل کر فیصلہ کیا کہ مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کی طاقت ختم کر دیں۔فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں رسول پاک مجاہدین اسلام کا لشکر لے کر حنین پہنچے۔فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی (تقریباً دس ہزار سے زیادہ تھی)۔اور ان کو زعم ہوا کہ انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔یہ بات خدا کو ناگوار ہوئی اور حنین کی جنگ میں پہلے ہی حملے میں مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے اور رسول خدا ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ (جن میں حضرت علی بھی شامل تھے) میدان جنگ میں رہ گئے۔آپ کے آواز دینے پر مسلمان واپس آئے اور جنگ کی۔خدا نے مسلمانوں کو کفار پر غالب کیا۔سورۂ توبہ میں اس معرکے کا ذکر ہے۔۲۷۵،۴۰۴۔

(ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص۸۸،قصص القرآن: حفظ الرحمٰن)

حیدر آباد، دکن: حیدر آباد دکن جو اس وقت (تقریباً ۱۹۳۶ء) ایک مسلم ریاست تھی۔ ۱۱، ۶۹۰۔

(آ ک۔ا۔ا۔ص ۱۲۶)

ختن: نام خطہ (وسطی ایشیا) ختن چینی ترکستان میں ایک ضلع ہے جہاں کے ہرنوں کی ناف سے بہترین قسم کا مشک نکلتا ہے۔

۴۴۱، ۵۲۱، ۶۰۷۔ (ف۔ع،ش۔ب۔ج۔ص ۷۷۴)

خراسان: ایران کے ایک صوبہ کا نام جس کے مشہور شہر "طوس" میں امام ہشتم علی الرضاؑ کا روضہ عقدس ہے۔ جو "مشہد مقدس" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے اصلی معنی مشرق (یورپ) ہیں۔ چونکہ یہ ولایت، فارس و عراق کے مشرقی سمت پر واقع ہے اس لئے اس کا یہ نام موسوم ہوا۔ ۲۷۳۔ (م۔ل)

خیبر: خیبر مدینہ منورہ سے شمال مغرب میں آٹھ منزل پر یہودیوں کی ایک بستی تھی۔ یہاں یہودیوں کے بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے، جن کا فتح کرنا آسان کام نہ تھا۔ ۷ھ (۶۲۸ء) میں خیبر پر فوج کشی ہوئی۔ پہلے ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ اس مہم پر روانہ کئے گئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر میں حضرت علیؓ نے اس قلعہ کو فتح کیا۔ در خیبر سے مراد دراصل قلعۂ قموس کی فتح ہے جو یہودیوں کے بڑے پہلوان مرحب کا مرکز تھا۔ حضرت علیؓ نے مرحب کو قتل کیا اور فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا۔ ۱۶۵، ۳۵۶، ۳۷۹۔

(ش۔م۔ب۔د۔ص ۳۲۲، م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۰۲)

دجلہ: عراق کا مشہور دریا جس پر بغداد واقع ہے جو عباسی خلیفاؤں کے زمانے میں دار الخلافہ اور علوم و فنون وغیرہ کے لحاظ سے بہت ترقی پر تھا۔ (مزید دیکھئے فرات) ۱۵۹، ۳۸۸، ۴۰۴۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص ۳۰۴)

دلی: مسلمانوں کی آمد سے پہلے، مہابھارت کے زمانے میں اس کا نام ہستناپور تھا۔ بعد ازاں اندر پرستھ ہوا۔ مسلمانوں کے عہد حکومت میں کئی دفعہ اجڑی اور آباد ہوئی۔ آخر میں شاہجہاں نے ۱۶۳۷ء میں پایۂ تخت بنایا۔ یہ قدیم اور تاریخی شہر جو بڑے بڑے دینی اور دنیاوی سلاطین کا مدفن ہے صدیوں تک مسلمانوں کی تہذیب کا مرکز رہا ہے۔ دریائے جمنا کے دائیں کنارے پر آباد ہے۔ ہندوستان کا دار السلطنت ہے۔ ۲۶، ۸۹، ۹۶، ۱۴۵، ۲۷۸، ۳۱۳، ۳۳۳، ۶۲۷، ۶۵۷۔ (ش۔ب۔د۔ص ۲۵۱)

دماوند: دماوند علاقہ ہمدان میں واقع ایران میں مشہور پہاڑ ہے جس کا ذکر فارسی ادب میں اکثر آتا ہے اور اقبال نے بھی اس کا تذکرہ اپنی تصانیف میں کیا ہے۔ شمالی ایران میں البرز پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ جو مشرق میں کوپٹ داغ اور اللہ داغ پہاڑی سلسلوں سے منسلک ہے۔ البرز پہاڑی کی سب سے بلند چوٹی دماوند سطح سمندر سے ۵۶۷۱ میٹر اونچی ہے۔ ۳۱۳۔ (ش۔ب۔ج۔ص ۲۱۳)

دمشق: دمشق شہر شام کا دار الحکومت ہے۔ دمشاق بن کنعان بن حام بن نوحؑ کا آباد کیا ہوا۔ بانی شہر کے نام پر نام رکھا گیا۔ کثرت استعمال سے دمشق ہو گیا۔ تاریخی اہمیت کے شہر دمشق کی آبادی تقریباً گیارہ لاکھ ہے۔ ۵۶۵۔

(ماخذ: جغرافیۂ دنیا، م۔ل)

دینیوب: وسطی یورپ کا مشہور دریا ڈینیوب جو جرمنی سے نکلتا ہے۔ آسٹریہ، ہنگری اور رومانیہ میں سے گذرتا ہوا بحر اسود میں گرتا ہے۔

۳۸۸۔ (ش۔م۔ب۔ج۔ص ۱۹۱)

دیوبند: ہندوستان کے ایک مشہور شہر کا نام جہاں دینی تعلیم کی درس گاہ دارالعلوم دیوبند ہے۔ جہاں شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور مولانا حسین احمد مدنی شیخ الحدیث تھے۔ ۶۹۱۔

راوی: پنجاب کے پانچ مشہور دریاؤں میں سے ایک دریا کا نام، جو لاہور سے گزرتا ہے اور جس پر شہر لاہور واقع ہے۔ جب دریائے سندھ میدان میں اترتا ہے تو دریائے ستلج اور اس کے چار معاون دریا جہلم، چناب، راوی اور بیاس مختلف سمتوں سے بہتے ہوئے اس سے جا ملتے ہیں۔ ۳۴۱،۹۴۔ (ف۔آ، آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۱۳۱، جغرافیہ دنیا۔ص ۵۹)

روس: ایشیا کے ایک ملک کا نام۔ ۶۰۳،۵۹۸۔ (م۔ل)

روم: ایک ملک کا نام جس کو روما بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں واو مجہول سے ہے۔ روم ایک گروہ کا نام تھا جو روم بن عیصو مسی سے تھا۔ جہاں لوگ رہتے تھے۔ اسی کو روم کہنے لگے۔ ۸۳،۱۴۰،۱۵۲،۱۶۲،۳۳۳،۳۵۴،۳۵۸،۳۶۳،۴۳۵،۵۷۷،۶۰۷،۶۳۰،۶۵۱۔ (م۔ل)

رومۃ الکبریٰ، روما، رومہ: مراد روم کی مشرقی سلطنت قسطنطنیہ جس کے عیسائی حکمران عباسی خلفاء سے ڈرتے تھے۔ دارالحکومت اطالیہ یا اٹلی کا پایۂ تخت جو قدیم زمانے میں ایک بڑا شہر اور دارالسلطنت تھا۔

۱۴۰،۱۴۶،۱۵۲،۳۳۳،۴۴۳۔ (ماخذ: آ ک۔ا۔ا۔ص ۴۷۲)

رے: ملک شام میں ایک مقام کا نام۔ قدیم زمانے میں طہران کو ملک رے کہتے تھے۔ (مزید دیکھئے طہران)۔ ۵۷۷۔ (م۔ل)

ریاض منزل: سر راس مسعود کے دولت کدہ کا نام ریاض منزل تھا۔ جو بھوپال میں واقع تھی۔

۴۹۳،۴۹۶،۵۰۰،۵۳۰،۵۳۹،۵۶۶،۵۷۲۔ (ک۔ا۔ا۔ص ۴۹۳)

زمزم: خانۂ کعبہ میں ایک کنواں ہے۔ حضرت ابراہیم اپنی پہلی بیوی سارہ کی خواہش کے بموجب اپنی دوسری بیوی ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل کو اس ویران مقام پر لے گئے جہاں بعد میں خانۂ کعبہ تعمیر ہوا اور وہاں ماں بیٹے کو چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ہاجرہ کے پاس کچھ نہیں رہا اور پانی بھی ختم ہو گیا۔ پیاس کی شدت سے اسماعیل تڑپنے لگے۔ ہاجرہ پریشانی کی حالت میں پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑنے لگیں۔ تب خدا نے حضرت جبرائیل کو بھیجا جنہوں نے حضرت اسماعیل کے قریب ہی ایڑی ماری جہاں سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ ہاجرہ زم زم (تھم جا، تھم جا) کہتی جاتی تھیں اور باڑھ باندھتی جاتی تھیں۔ یہی چشمہ جس نے اب کنویں کی شکل اختیار کر لی ہے زمزم ہے اور اس کا پانی نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے اور اس کا پینا باعث نجات تصور کیا جاتا ہے۔ حاجی تحفہ کے طور پر لاتے ہیں۔

۱۳۵۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۰۸)

سربن: ہمالہ پہاڑ کا جو سلسلہ ایبٹ آباد تک پھیلا ہوا ہے اس کی ایک چھوٹی سی کڑی یا چوٹی کا نام سربن ہے جو ۶۲۴۳ فٹ بلند ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ مرحوم ایبٹ آباد گئے ہیں اور سربن پر کالی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی دیکھی ہیں تو یہ شعر کہے ہیں۔ ۹۱۔

(ش۔ب۔د۔ص ۱۴۵، ت۔ا۔ص ۳۹)

سسلی: جزیرۂ سسلی جسے عربی میں صقلیہ کہتے ہیں۔ اٹلی کے جنوب میں واقع ہے۔ (مزید دیکھئے صقلیہ)۔ ۱۳۳۔

سمرقند: سمرکند کا معرب۔ ایک شہر کا نام جو ازبکستان کا دوسرا سب سے بڑا شہر ہے۔ جس کی آبادی تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ ہے۔ اسلامی تہذیب کا یہ اہم مرکز زرافشان دریا کے کنارے آباد ہے۔ چودھویں، پندرہویں صدی میں یہ بادشاہ تیمور کا دارالخلافہ تھا اور چین سے دریائے وائگا کی حکومت کا انتظام سمرقند سے ہوتا تھا۔ یہاں کی خوبصورت مساجد اور مقبرے اپنے فنی اعتبار سے بے مثال ہیں۔ نیا سمرقند پرانے شہر کے قرب و جوار میں پھیلا ہوا ہے۔ جس میں نیا فن تعمیر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں سوتی کپڑے کے کارخانے ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں زرافشان دریا میں آئے سیلاب سے اس شہر کو شدید خطرہ ہو گیا تھا۔ ۳۱۳، ۳۶۳، ۴۴۷، ۴۸۵، ۶۸۶۔

(جغرافیہ عالم اسلام۔ ماجد حسین۔ ص ۱۰۳)

سوریا: ملک شام، سیریا۔ (ایشیائی کوچک)۔ (مزید دیکھئے شام)۔ ۶۱۱۔ (ف۔ع)

سومنات: بھارت کا مشہور بت خانہ جو گجرات میں واقع ہے۔ ہندوستان پر ستر ہویں حملے میں سلطان محمد غزنوی نے اسے فتح کیا۔ اور کفر و باطل کا خاتمہ کیا۔ ۱۲۹، ۲۹۷، ۴۰۴، ۴۱۷، ۴۸۰۔

سیالکوٹ: پنجاب کا ایک شہر جہاں اقبال پیدا ہوئے۔ ۹، ۱۰، ۱۱۔

سینا: شام کے ملک مصر میں ایک پہاڑ ہے جس کو طور سینا اور طور سینین بھی کہتے ہیں۔ اس پہاڑ پر حضرت موسیٰ نے دیدار پروردگار کی خواہش کی تھی۔ جس کے جواب میں ایک بجلی چمکی تھی اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو گئے تھے اور یہیں خدا سے ہمکلامی کا شرف بھی حاصل ہوا اور دس احکام شرعی یہودیوں کی ہدایت کے واسطے ملے۔ ۲۱، ۲۴، ۴۱، ۴۵، ۵۱، ۷۴، ۷۸، ۸۱، ۸۲، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۱۶، ۱۲۵، ۱۴۶، ۱۶۹، ۱۷۳، ۲۰۲، ۲۱۷، ۲۲۱، ۲۴۰، ۲۴۴، ۲۷۹، ۳۱۷، ۳۳۲، ۳۳۵، ۳۹۴، ۴۱۳، ۴۱۵، ۵۱۳، ۵۸۹۔ (م۔ل)

شالامار: لاہور کا مشہور باغ جسے شاہجہاں نے ۱۶۲۲ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے تین تختے ہیں۔ شاہجہاں کے وقت میں آب پاشی کے لئے پانی بڑی دور سے لایا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس باغ کے تختے مختلف ناموں سے موسوم تھے۔ مثلاً فرح بخش اور فیض بخش۔ یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ شالامار کے معنی کیا ہیں۔ لطیف کے قول کے مطابق اس باغ کی تعمیر ۱۶۳۴ء میں ہوئی ہے۔ لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ ۱۶۳۴ء میں تعمیر شروع ہوئی۔ ۱۶۳۷ء (۱۰۴۷ھ) میں ختم ہوئی اور اسی سال شاہجہاں نے پہلی بار اس باغ میں قدم رکھا ہے۔ آب پاشی کا بندوبست کرنے والے دو آدمی تھے۔ ایک علی مردان تھا اور دوسرے ملا عبدالملک تھے۔ باغ کے لئے پانی مادھو پور سے آتا تھا۔ ۲۱۳۔ (لاہور۔ لطیف۔ تاریخ پنجاب لطیف، لاہور۔ ڈاکٹر باقر، عمل صالح۔ بادشاہ نامہ۔ ملا عبدالمجید لاہوری)

شام: پہلی جنگ عظیم کے بعد جب ترکوں کی سلطنت عثمانیہ کا شیرازہ بکھرا تو ملک شام (سیریا) وجود میں آیا۔ اس سے قبل سیریا صوبہ عرب کا ایک حصہ تھا۔ اسے شام بن نوح نے آباد کیا تھا۔ اہل عرب اس کو سام بھی کہتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم تک شام پر فرانسیسیوں کا غلبہ رہا۔ جس کے بعد سیریا نے لبنان سے الحاق کرلیا۔ لیکن یہ سیاسی بندوبست ۱۹۵۰ء میں ٹوٹ گیا۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک سیریا متحدہ عرب جمہوریہ میں شامل ہوا جو مصر، یمن اور سیریا پر مشتمل تھی۔ ۱۹۶۱ء کے بعد سیریا نے سوویت روس اور مشرقی یورپ کے ملکوں سے قریبی تعلقات قائم کئے۔ سیریا کے شمال میں ترکی، مشرق میں ایراق، جنوب میں سعودی عرب اور مغرب میں بحیرہ روم اور لبنان واقع ہیں۔ اس کا رقبہ ۵۱۸۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ سیریا کا بیشتر حصہ ریگستانی یا نیم ریگستانی ہے۔ یہاں عرب نسل کے لوگ آباد ہیں۔ سیریا کی آبادی تقریباً ایک کروڑ ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ ملک کی ۷۰ فیصد آبادی کا انحصار کھیتی باڑی پر ہے۔ بھیڑ بکریاں اور اونٹ پالنا سیریا میں ایک اہم کاروبار ہے۔ حمص کے مقام پر ملک کا عظیم پٹرولیم کا کارخانہ ہے۔ سیریا کی برآمدات میں زرعی، پٹرولیم، قدرتی گیس اور معدنیات شامل ہیں جبکہ درآمدات میں مشینیں، موٹر گاڑیاں، ریل کے ڈبے، بجلی کا سامان، کیمیاوی اشیاء اور اناج وغیرہ شامل ہیں۔ اس ملک کے جنوب میں عرب اور بیت المقدس ہے۔ یہ ملک نہایت قدیم مقام شاہان سلف اور قدبائے غیبی کا ہے۔

تاریخی اہمیت کا شہر دمشق ملک کی راجدھانی ہے جس کی آبادی تقریباً ۱۱/لاکھ ہے۔ دوسرے شہروں میں الپو (حلاب) حمص اور لتاکیا قابل ذکر ہیں۔ ۱۴۷، ۲۹۰، ۳۲۱، ۳۵۴، ۳۶۳، ۳۶۵، ۳۹۵، ۵۷۷، ۶۱۵، ۶۱۸، ۶۳۰۔

(ماخذ: جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۵۹ تا ۶۱)

شیراز: ایران کا ایک مشہور شہر جہاں خواجہ حافظؒ اور شیخ سعدیؒ گزرے ہیں۔ یہاں کے بلبل بھی بہت مشہور ہیں۔ اس شہر کو عمر ولیث نے آباد کیا تھا۔ انجینئرنگ کا سامان، ٹریکٹر، موٹر گاڑیاں اور بجلی کا سامان بھی شیراز میں تیار کیا جاتا ہے۔ ۶۸۶۔

(جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۴۱، م۔ل، ق۔ل)

شیش محل: جسٹس سید محمود کے بیٹے اور سر سید احمد خاں کے پوتے سر راس مسعود کا دولت کدہ جو بھوپال میں واقع تھا۔

۴۷۶، ۵۲۵، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۲۔ (ماخذ: ک۔ا۔ ص ۴۷۶)

صفاہان: ایران کا مشہور شہر جسے ''نصف جہاں'' کہتے ہیں۔ صوبہ جبال کے جنوب مشرقی گوشے تک اور ایران کے صحرائے اعظم کی سرحد کے قریب یہ شہر واقع ہے۔ پرانے وقتوں سے یہ شہر اپنی زرخیزی کی وجہ سے مشہور رہا ہے۔ زمانہ وسطیٰ میں شہر کے آباد حصے دریا کے کنارے واقع تھے۔ (زایندہ دریا) یہاں پہلو بہ پہلو دو شہر آباد تھے اور دونوں بڑے آباد اور پررونق تھے۔ مقدسی نے لکھا ہے کہ اس شہر کے ریشمی پارچے خاص طور پر عنابی زعفران اور طرح طرح کے پھل بہت مشہور تھے اور دساور کو بھیجے جاتے تھے۔ صفویوں کے زمانے میں یہ شہر ایران کا دارالسلطنت ہوگیا۔ اب تک یہ شہر بہت بارونق اور آباد ہے۔ ۳۱۳۔ (جغرافیہ خلافت مشرقی۔ جمیل الرحمٰن)

صقلیہ: جزیرہ سسلی جسے عربی میں صقلیہ کہتے ہیں اٹلی کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۹۹۱۶ مربع میل ہے۔ آبادی ۴۴ لاکھ ہے۔ عربوں نے اس جزیرہ کو ۸۷۸ء میں فتح کیا تھا۔ سسلی بحیرۂ روم کا وہ مشہور جزیرہ ہے جہاں مسلمانوں نے بڑے ٹھاٹ سے

حکومت کی اور جہاں اسلامی تمدن کے آثار اب تک پائے جاتے ہیں۔ دوسری صدی ہجری میں اٹلی کے ساحلوں پر مسلمانوں نے حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اسی زمانے میں سسلی پر بھی حملے ہوئے۔ ۲۱۰ھ کے لگ بھگ آل اغلب نے جو افریقہ میں خود مختاری کا دم بھرتے تھے۔ صقلیہ کا جزیرہ فتح کر لیا اور اس کے بعد گویا یہ جزیرہ عرب تمدن کا گہوارہ بن گیا تھا۔ ۹۰۹ء کے بعد یہاں فاطمیوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ گیارہویں صدی عیسوی میں سسلی کے مسلمانوں اور فاطمیوں اور نارمنوں کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ۱۰۷۲ء تک مسلمانوں کی حکومت قائم رہی اس کے بعد یہ جزیرہ نارمنوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ تمام یوروپین مورخین نے اعتراف کیا ہے کہ عربوں نے اپنے زمانہ حکومت میں اس جزیرہ کو تہذیب و تمدن، علم و فضل اور صنعت و حرفت سے مالا مال کر دیا تھا۔ اقبال نے صقلیہ کو تہذیب حجازی کے مزار سے تعبیر کر کے دو لفظوں میں عربوں کے عہد حکومت کی داستان قلم بند کر دی ہے۔ ۱۳۳۔

(ش۔ب۔د۔ص ۲۲۹، تاریخ صقلیہ، ت۔ا۔ص ۵۲)

طرابلس: ترکی کا ایک شہر۔ ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے ترکی کے اس شہر پر حملہ کر کے بہت سے ترکوں کو شہید کر دیا تھا۔ ۱۹۷، ۲۱۴۔

(ماخذ: آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۲۷۷)

طور: سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد طور سینا یا کوہ سینا لیا جاتا ہے۔ جہاں حضرت موسیٰ نے تجلی خداوندی دیکھی تھی۔ یہ پہاڑ بحر قلزم کے دو شاخے پر مصر کے راستے میں واقع بتایا جاتا ہے۔ جب اس پہاڑ پر حکم خداوندی کی تعمیل میں حضرت موسیٰ پہنچے تو خدا نے ان سے کلام کیا اور اپنے احکامات کی تختیاں انہیں دیں۔ حضرت موسیٰ نے تجلی الٰہی دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ خدا نے آگاہ کیا کہ وہ اس کی تاب نہ لا سکیں گے۔ حضرت موسیٰ کے اصرار پر جب تجلی الٰہی کا ظہور ہوا تو حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے اور پہاڑ جل کر سرمہ ہو گیا۔

(مزید دیکھئے سینا) ۷۴، ۲۰۲، ۴۱۵۔

طہران: ایران کا دار السلطنت۔ معرب تہران۔ یہ شہر دنیا کے حسین ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے اور مشہور ہے کہ پیرس کے بعد خوبصورتی میں اسی کا نمبر آتا تھا۔ اس سے پہلے شاہان صفویہ نے اپنا دار السلطنت اصفہان کو بنایا تھا۔ صفوی عہد میں اصفہان ایران کے تمام شہروں میں امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ دور بدلا خاندان صفویہ کا زوال سلطنت ہوا اور قاچاریوں کی حکومت ایران پر ہوئی۔ انہوں نے اپنا دار السلطنت طہران کو قرار دیا۔ قاچاریوں کے زوال سلطنت کے بعد پہلوی حکومت کا دور دورہ ہوا، اس نے بھی اپنا پایۂ تخت طہران ہی کو قرار دیا اور اب تک ایران کا دار السلطنت یہی ہے۔ قدیم زمانے میں اسی طہران کو ملک رے کہتے تھے۔ تاریخی اہمیت کے حامل تہران میں سوتی کپڑے، قالین، لوہا، تانبہ، بجلی اور انجینئرنگ کے سامان کے بہت سے کارخانے ہیں۔ ۶۰۹۔

(م۔ل، جغرافیہ عالم اسلام۔ص ۴۱)

عجم: عرب کے سوا کوئی ملک۔ خاص طور پر ایران و توران۔ ۱۷۰، ۲۸۶، ۳۰۳، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۳۷، ۳۴۱، ۳۷۴، ۴۰۴، ۴۱۶، ۵۱۱، ۵۳۹، ۵۴۲، ۵۸۶، ۵۸۹، ۵۹۰، ۶۹۱۔

(م۔ل)

عراق: (Iraq) میسوپوٹامیا کی تہذیب کا گہوارہ عراق سلطنت ۱۹۲۱ء میں وجود میں آئی تھی۔ ۱۹۲۰ء تک یہ علاقہ برطانیہ کے زیر نگرانی رہا۔

۱۹۵۸ء میں یہاں سے بادشاہت کا تختہ الٹ کر جمہوری نظام قائم کیا گیا۔ کویت سے سرحدی اختلاف کے سبب مارچ ۱۹۹۱ء میں ریاست ہائے۔ متحدہ امریکہ نے عراق سے جنگ کی اور ملک کی معیشت کو بھاری نقصان پہنچایا۔ ۴،۳۴،۹۲۴ مربع کلومیٹر پر پھیلے عراق کی آبادی ۱۹۰۰ء کے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً ایک کروڑ پینتیس لاکھ ہے۔ عراق کا بیشتر علاقہ ریگستانی ہے اور زیادہ تر آبادی دجلہ و فرات دریاؤں کی زرخیز آبیار وادیوں میں آباد ہے۔ قومی زبان عربی ہے۔ دنیا کی ۸۰ فیصد کھجور عراق میں پیدا ہوتی ہے۔ بصرہ کے قرب و جوار کا علاقہ کھجور کی پیداوار کے لئے دنیا میں مشہور ہے۔ عراق کی معیشت کا دارومدار پٹرولیم اور قدرتی گیس پر ہے۔ بغداد اس کا دارالخلافہ ہے۔ دوسرا بڑا شہر بصرہ ہے، تیسرا شہر موصل ہے۔ دیگر شہروں میں کردستان، اسیریا، جبل سنجار، کربلا، ہلال، نجف، اربل اور نصیر قابل ذکر ہیں۔ کرکل شہر پٹرولیم اور پٹرولیم سے تیار ہونے والے صنعتوں کا اہم مرکز ہے۔ ۲۹۰، ۳۱۹، ۵۴۲۔

(جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۶۲ تا ۶۷)

عرب: ایشیا کے ایک بڑے مشہور جزیرہ نما ملک کا نام۔ جس کے شمال میں ایشیائے روم، عراق و شام، جنوب میں بحیرۂ عرب و بحر ہند، مشرق میں خلیج فارس، مغرب میں بحیرۂ قلزم واقع ہے۔ یہاں کے باشندے کچھ یعرب بن قحطان کی اولاد ہیں اور کچھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں۔ یہ ملک مکہ، مدینہ، کربلا یعنی مقدس زیارت گاہوں اور پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی پیدائش اور واقعہ کربلا کے سبب بہت مشہور ہے۔ یہاں کے گھوڑے دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ یعرب بن قحطان یمن کے بادشاہ کا نام تھا۔ اس بادشاہ کے نام سے اس ملک کا نام عرب قرار پایا کیونکہ اس کو اس نے آباد کیا تھا۔ اس ملک کے درمیان میں ریگستان اور میدانوں کے سوا کہیں کہیں نخلستان بھی ہیں۔ اس ملک کی زبان عربی ہے۔ جو بہت فصیح ہے۔ بالخصوص قبیلہ قریش کی زبان سب ملکوں کی زبانوں سے فصیح ہے۔

۱۳۶، ۱۵۹، ۱۸۰، ۲۱۴، ۲۶۴، ۲۸۸، ۳۳۷، ۳۵۸، ۳۷۴، ۳۹۰، ۳۹۴، ۳۹۷، ۴۰۴، ۵۰۱، ۵۱۱، ۵۲۵، ۵۳۲، ۵۴۲، ۶۰۸، ۶۱۹، ۶۲۱۔

(م۔ل)

علی گڑھ: یوپی کے ایک مشہور شہر کا نام۔ ہندوستان کی مشہور و معروف یونیورسٹی اسی شہر میں ہے۔ ۱۸۷۲ء میں سرسید احمد خاں نے ایک کالج محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے نام سے قائم کیا۔ جس نے بعد میں مسلم یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔ علی گڑھ کے قفل بہت مشہور ہیں۔ ۱۱، ۱۱۴۔ (م۔ل)

غرناطہ: اندلس کا مشہور شہر جسے انگریزی میں گریتیڈا کہتے ہیں۔ جو قرطبہ کی عظمت مٹ جانے کے بعد ہسپانیہ کے آخری اسلامی حکمراں خاندان کا دارالحکومت تھا۔ غرناطہ میں وہ مشہور شاہی محل تھا جس نے الحمراء کا نام پایا اور دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ مسلمانون نے اندلس کو فتح کیا تو قرطبہ (کارڈودا) کو دارالحکومت بنایا۔ جب مرکزی سلطنت باقی نہ رہی تو طواف الملو کی پھیل گئی۔ آخری دور کی سلطنتوں میں سے بنواحمر کی سلطنت غرناطہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جسے ۱۴۹۲ء میں ہسپانیہ کے عیسائی تاجدار فرڈیننڈ اور اس کی ملکہ ازابلا (Asabella) نے فتح کیا اور اندلس سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ غرناطہ کے زوال کی داستانیں ناولوں اور تاریخوں کی زبان کو اب تک یاد ہیں۔ لارڈ لٹن نے محاصرۂ غرناطہ کے نام سے ایک ناول لکھا ہے جس کا ترجمہ سید امتیاز علی تاج نے کیا ہے۔ ۱۳۴، ۳۹۶۔

(ش۔م۔ب۔د۔ص ۲۵۰، ش۔م۔ب۔ج۔ص ۲۱۵، ت۔ا۔ص ۷۔۸)

غزنی: افغانستان کا مشہور شہر ہے جس میں سلطان محمود غزنوی پیدا ہوا۔ سلطان محمود کے زمانے میں یہ شہر اپنے عروج پر تھا۔ لیکن جب غوریوں سے غزنیوں کی ٹھن گئی تو علاؤ الدین غوری نے اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور جلا کر راکھ کر دیا۔ اس بنا پر یہ علاؤ الدین جہاں سوز کہلاتا ہے۔ معزالدین سام یا شہاب الدین غوری اسی جہاں سوز کے دودمان سے تعلق رکھتا ہے۔ عرصہ قدیم سے غزنی شہر میں کانسے کا کام اور برتن تیار کیے جاتے ہیں۔ ۴۴۵۔

(جغرافیہ خلافت مشرقی۔ جمیل الرحمٰن، ل۔ک، جغرافیہ عالم اسلام۔ ص ۳۵)

فاران: مکہ کے ایک پہاڑ کا نام۔ مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک پہاڑی کا نام ہے۔ اسلامی ادبیات میں اس لفظ سے دین اسلام مراد لی جاتی ہے۔ ۲۱۲، ۲۴۰، ۴۱۵۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۲۱۲، ش۔ب۔د۔ص ۲۹۰)

فارس: پارس کا معرب۔ ملک ایران کو کہتے ہیں۔ جس میں شیراز، اصفہان، کرمان، یزد وغیرہ شہر داخل ہیں۔ (مزید دیکھئے ایران)۔

۸۷، ۱۴۷، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۸۹، ۵۲۴۔ (ف۔آ، م۔ل)

فرات: ایک دریا کا نام جو ایشائے روم میں بہتا اور کوہ آرمینیا کے دو پہاڑوں سے نکل کر خلیج فارس میں جا کر گرتا ہے۔ ۱۳۰ میل کی مسافت پر دریائے دجلہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ شہر بصرہ سے پچاس میل آگے بڑھ کر خلیج فارس میں گرتا ہے۔ اس کا طول مع دجلہ ۱۸۰۰ میل ہے۔ حضرت امام حسینؓ اور یزید پلید بادشاہ شام سے جنگ حق و باطل اسی دریا پر ہوئی۔ اس دریا کو خود پر افسوس کرنا چاہئے کہ اس کے ہوتے ہوئے نواسۂ رسول پیاسہ شہید ہوا۔ اس کے لغوی معنی بہت میٹھے اور صاف پانی کے ہیں۔ کیونکہ روم میں اس سے عمدہ کسی دریا کا پانی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ مگر اردو میں تنہا فرات ''نہر فرات'' اور ''شطِ فرات'' بھی کہتے ہیں۔ اردو کے رثائی ادب میں فرات کی تلمیح ایک بحر بیکراں ہے۔ اقبال نے غزل کے اشعار میں کہیں فرات کی تلمیح سے محدود سے لامحدود کی طرف سفینۂ حیات کے سفر کی تلقین کی ہے۔ موت و زندگی کے فلسفے کے ساتھ جہاں خودی کی بات کی ہے وہیں خودی کے دریائے بیکراں میں فرات کی بیتاب موجوں کو سمیٹ کر زندگی کی تفسیر کی ہے اور حسینؓ اور فرات کے حوالے سے عشق کا کنایہ پیش کیا ہے۔ ۳۴۱، ۴۰۴، ۶۶۹۔

(ف۔آ، نیرنگ تلمیحات۔ وقار ناصری۔ ص ۱۷۷۔۱۷۸)

فرانس: یورپ کے ایک قدیم اور مشہور ملک کا نام (انگریزی)۔ اس کی بنیاد جرمن کی فرینک قوم نے (جو دریائے رائن پر آباد تھی) ڈالی۔ اس ملک کی راجدھانی پیرس اپنی خوبصورتی اور آرائش وغیرہ کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہے اور اس کو دنیا کی جنت کہا جاتا ہے۔ ۳۵۴۔ (م۔ل)

فلسطین: یہ وہی خطۂ زمین ہے جو حضرت یوسفؑ اور یعقوبؑ کا مسکن تھا۔ اور اس زمانے میں کنعان کہلاتا تھا۔ بشری تاریخ کے مختلف ادوار میں فلسطین کی سرحدیں بدلتی رہی ہیں۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ (تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح) کے عہد حکومت میں بحیرۂ روم سے لے کر لبنان، سیریا اور دریائے فرات تک کے علاقے فلسطین میں شامل تھے۔ سلطنت روما کے دوران ملک شام (سیریا) کے جنوبی صوبہ کو فلسطین کہا جاتا تھا۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے عہد عثمانیہ میں بحیرۂ روم سے لے کر ہاشفیلا (Hashafela) جودا، سماریا،

صحرائے نجیب اور عقبہ کے علاقے فلسطین کے حصے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد فلسطین کے نقشے میں زبردست تبدیلی آئی۔ مغربی طاقتوں نے ۱۹۱۶ء کے بالفور اعلان (Balfour Deciaration) کے تحت ایک یہودی ریاست کے قیام کو عملی جامہ پہنایا اور ۱۴ رمئی ۱۹۴۸ء کو حکومت اسرائیل وجود میں آئی۔ عرب ریاستوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ کے بعد غازہ پٹی، نجیب، گیلیلی اور شمال مغربی یروشلم پر اسرائیل نے قبضہ کر کے اپنے رقبہ کو دوگنا کر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۴۹ء میں تقریباً ۷ لاکھ سے زیادہ فلسطینیوں کو اپنا وطن چھوڑ کر قرب وجوار کے عرب ملکوں میں مہاجرین کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ فلسطین کا سب سے بڑا شہر یروشلم بھی یہودیوں کے قبضہ میں ہے جو کہ تاریخی اور تمدنی اہمیت کا گہوارہ تھا۔ بحرالمیت کے شمال میں جریچو اور مغرب میں مسادا پرانی تہذیب کے مراکز رہے ہیں۔ شہر مدابا اور باب درا بھی آثار قدیمہ کے لئے مشہور ہیں۔ اسرائیل کے اس طرح غاصبانہ قبضہ کے تحت جنوب مغربی ایشیا میں تناؤ کی فضا بنی ہوئی ہے۔ ۲۹۰، ۳۲۹، ۴۰۳، ۶۱۵، ۶۱۸، ۶۲۱۔ (ماخذ: ت۔ا۔ص ۱۳۹، جغرافیہ عالم اسلام۔ص ۷۰ تا ۷۴)

قرطبہ: ہسپانیہ یعنی اسپین کا مشہور شہر جسے عربوں نے ۷۵۶ء میں فتح اندلس کے بعد اپنا پایۂ تخت بنایا اور ۱۲۳۶ء تک یہ شہر ہر اعتبار سے دمشق اور بغداد کا ہم سر رہا۔ یہاں دنیا کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد (مسجد قرطبہ) ہے جو آج گرجا بنی ہوئی کسی مرد مومن کا انتظار کر رہی ہے۔ یہ شہر وادیٔ الکبیر کے کنارے واقع ہے۔ ۱۴۶، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۸۳، ۳۸۵، ۳۸۷، ۳۹۳۔

(ش۔ب۔د۔ص ۲۵۲)

قسطنطنیہ: مشرقی ترکستان کا پایۂ تخت اس تاریخی شہر کا قدیم نام بائی زین ٹیم (بزنطیہ) تھا۔ جسے اہل میگارا نے ۶۵۷ ق۔م میں آباد کیا تھا۔ ۳۲۸ء میں قسطنطین اعظم نے اس کو روما کا پایۂ تخت بنایا تو اس شہر کا نام اپنے نام پر قسطنطنیہ (کونیسٹنیوپل) رکھا۔ ۱۴۵۲ء میں سلطان محمد خاں فاتح نے اس کو فتح کیا اور یہ شہر ۱۹۳۳ء تک سلطنت ترکی کا پایۂ تخت اور مسلمانوں کا سیاسی مرکز رہا۔ یہ شہر آبنائے باسفورس کے کنارے بحیرۂ مارمارا کے ساحل پر آباد ہے۔ اس وقت اس کی آبادی ۳۰ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ شہر عالیشان عمارتوں بالخصوص مسجدوں کے لئے مشہور ہے۔ آج کل یہ استنبول کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بحیرۂ اسود سے بحیرۂ روم کو جانے والے سب ہی بحری جہاز استنبول سے ہو کر گزرتے ہیں۔ ۱۴۶۔ (ش۔ب۔د۔ص ۲۵۲، م۔ل، جغرافیہ عالم اسلام۔ص ۵۲)

قلزم: وہ سمندر جو عرب اور مصر یعنی افریقہ کے مابین واقع ہے۔ یہ ایک شہر کا نام بھی ہے جو مصر اور عرب کے درمیان سمندر کے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے اس سمندر کا نام قلزم ہو گیا۔ نہایت گہرا اور عمیق بحر ہے۔ ۲۸، ۲۳۰، ۲۵۹۔ (ف۔آ)

قہستان: خراسان میں ایک علاقہ کا نام ہے جہاں کے شاہین بہت مشہور ہیں۔ ۲۷۰۔ (ش۔م۔ب۔د۔ص ۵۰۳)

قیصر: مراد روم۔ رومۃ الکبریٰ۔ قیصر کا شہر حضرت عمر کے عہد میں فتح ہوا۔ (مزید دیکھئے روم، روما)۔ ۱۶۵۔

(ماخذ: م۔ت۔ا۔ا۔ص ۲۰۲)

کابل: کابل دریائے کابل کے کنارے آباد ہے اور پایۂ تخت افغانستان ہے۔ دریائے ہلمند اور دریائے قندھار کے پہاڑی علاقہ کو زابلستان کہتے ہیں۔ اس کے مقابل کا بکستان ہے جو بامیان کی سرحد پر واقع تھا۔ مقدسی نے لکھا ہے کہ کابل دراصل بجستان یا

سیستان ہی کا جزو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ رستم کو کابلی بھی تصور کرتے ہیں۔ کبھی یہ شہر بڑا بارونق اور آباد تھا۔ آثار قدیمہ بہت ملتے ہیں۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ۱۲ لاکھ ہے۔ ۱۵۳، ۲۶۸، ۲۸۵، ۴۴۵۔

(ماخوذ از: جغرافیہ خلافت مشرقی۔ جمیل الرحمٰن، جغرافیہ عالم: مترجم سید ہاشمی فرید آبادی)

کاشغر: ایک شہر کا نام جو چینی ترکستان میں واقع ہے۔ ۲۶۵۔ (ف۔ع)

کاظمہ: یہ کظم سے ہے جس کے معنی ہیں غصہ کا ٹھنڈا ہونا۔ کاظمہ کے معنی ہوئے غصہ کو ٹھنڈا کرنے والی۔ یہ مدینہ منورہ کے مختلف ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اقبال نے کاظمہ سے مدینۃ النبی ﷺ کے گرد و نواح کا میدان مراد لیا ہے۔ ۴۰۳۔

(ماخذ: م۔ش۔ب۔ج۔ص ۲۴۰، ش۔ب۔ج۔ص ۶۱۴)

کبیر: وادی الکبیر۔ اندلس (قرطبہ) کا مشہور دریا۔ جس کے دونوں کناروں پر قرطبہ آباد ہے۔ مسجد قرطبہ بھی اس دریا کے کنارے واقع ہے۔ ۳۹۲۔ (م۔ش۔ب۔ج۔ص ۲۰۳)

کراچی: (Karachi) پاکستان کے ایک مشہور صنعتی شہر اور بندرگاہ کا نام جو پہلے پاکستان کا دارالسلطنت تھا۔ ۵۱۷۔

(م۔ل)

کشمیر: ایک مشہور سرسبز و شاداب پہاڑی مقام کا نام جو پنجاب کے شمال میں واقع ہے۔ یہ مقام بہت سرد اور حسین ہے۔ اس کے قدیم نام کشپ میر، کاشمیر تھے۔ یہاں کی سردی اور برف مشہور ہے۔ یہاں کا شاستر کاشی اور ترہُت کے شاستر کے برابر مستند مانا گیا ہے۔ اور یہ ملک برہمنوں کی عمل داری میں تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہاں کی زبان سنسکرت آمیز ہے۔ ۱۵۵۶ء میں جلال الدین اکبر نے اس صوبہ کو فتح کر لیا اور ۱۷۵۳ء میں پٹھانوں کے قبضے میں آیا۔ ۱۷۸۹ء میں سکھوں نے قبضہ کر لیا اور ۱۸۴۵ء میں سرکار انگریزی نے مہاراجہ گلاب سنگھ کو ایک کروڑ روپے کے معاوضہ میں اس شرط پر دے ڈالا کہ جب کبھی لڑائی کا موقع آئے تو ایک دوسرے کی مدد کریں۔

یہ مقام ہندوستان کی شمالی مغربی حد پر پہاڑوں کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ اپنی آب و ہوا کی لطافت، چشموں کی خوبی، میوہ جات کی افراط کے باعث جنت نظیر کہلاتا ہے۔ یہاں کا اونی، ریشمی کام اور شال و کاغذ قابل تعریف اور لاثانی ہے۔ زعفران بھی کشمیر سے بڑھ کر دوسری جگہ نہیں ہوتی۔ ۶۷۸، ۶۸۰۔ (ف۔آ)

کعبہ: بیت اللہ کا نام۔ قبلہ۔ بیت الحرام۔ وہ مربع عمارت جو مکہ مکرمہ میں ہے اور جو عرب میں اہل اسلام کا ایک مقدس اور متبرک مقام ہے جہاں ہر سال حج ہوتا ہے۔ اس کے لغوی معنی بلند اور مرتفع ہیں۔ چونکہ کعبہ کی عمارت وہاں کی زمین سے اونچی اور بلند ہے اس وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ از روئے مراتب مرتفع ہونے سے بھی مراد لے سکتے ہیں مگر صراح میں لکھا ہے کہ کعبہ کی عمارت چونکہ مربع اور چار گوشہ ہے اس وجہ سے اس کا مادہ تکعیب یعنی مربع کرنے سے خیال کرنا چاہئے۔ چونکہ کعبہ کی بنا سطح زمین سے مرتفع ہے۔ از روئے مراتب بھی کعبہ رفیع اور عظیم الشان مکان ہے اور تکعیب عربی میں مربع کرنا کے معنی میں ہے اسی لئے کعبہ نام ہوا۔

۴۴، ۸۲، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۸۵، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۳۶، ۲۸۵، ۲۹۷، ۳۶۰، ۳۹۰، ۴۵۸، ۵۲۴۔ (م۔ل، ف۔آ)

کنعان: شام کے صوبہ فلسطین کا قدیم نام ہے۔ یہ مقام حضرت یعقوبؑ کا مسکن اور حضرت یوسفؑ کی جائے پیدائش ہے۔

حضرت یوسفؑ کو کنعانی یا مہ کنعان اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے کہ وہ شروع میں اپنے والد حضرت یعقوبؑ اور اپنے خاندان کے ساتھ فلسطین میں رہتے تھے۔ ۱۸۰، ۲۰۵۔ (ا۔ش۔م۔م۔ت۔م۔ص ۱۹۹، م۔ل)

کوفہ: عراق وعرب کے ایک مشہور شہر کا نام جو ایران وعرب کی سرحد پر تھا۔ دریائے فرات کے مغربی کنارہ پر کشتیوں کے پل کے مقابل آباد تھا اور حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں بسایا گیا تھا۔ اس شہر کی تعمیر کا مقصد یہ تھا کہ فرات کے غربی یا ریگستانی کنارے پر ایک مستقل چھاؤنی کا کام دے۔ ۳۶ھ میں حضرت علیؓ نے اسے اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ ان کے زمانہ خلافت میں یہ شہر گویا سیاست اور تمدن کا محور تھا۔ اس شہر کی جامع مسجد میں حضرت علی شہید ہوئے تھے۔ یہیں روایات کے مطابق وہ تنور بھی محفوظ تھا جہاں طوفان نوح کے وقت پہلے پانی ابلنا شروع ہوا تھا۔ دشمن سادات اور قاتل حسینؓ اکثر اسی جگہ کے لوگ تھے جو بہت سخت اور بے رحم ہوتے ہیں۔ کوفے کے باشندے غداری اور فریب کاری کے لئے ضرب المثل ہو گئے ہیں۔

علامہ مرحوم نے بھی کوفیوں کی اس روایت کو مدنظر رکھ کر، انداز کوفی وشامی کی ترکیب وضع کی اور ملحوظ وہی غداری، فریب کاری اور دغا تھی۔ چنانچہ حق کی خاطر جان پر کھیل جانے کو اور سلطان جابر کے آگے نہ جھکنے کو وہ مقام شبیری کہتے ہیں اور سلطان قاہر سے ڈر جانے کو اور حق کی مخالفت کرنے کو (بہ طریق غداری) وہ انداز کوفی وشامی کہہ کر پکارتے ہیں۔ ۳۶۲، ۳۶۵۔

(جغرافیہ خلافت مشرقی۔ جمیل الرحمٰن، تاریخ اسلام۔ امیر علی (انگریزی)، ن۔ل، ت۔ا۔ص ۲۳۹۔۲۴۰)

کیمبرج: انگلستان کے ایک مشہور شہر کا نام جو دنیا کی مشہور ومعروف کیمبرج یونیورسٹی کے سبب تعارف کا محتاج نہیں۔

۹، ۱۲۔ (ماخذ: مقدمہ کلیات اقبال (ایجوکیشنل)۔ص ۹۔۱۲)

کیمبرج یونیورسٹی: وہ مشہور یونیورسٹی جہاں علامہ اقبال نے تعلیم حاصل کی اور بیرسٹرائٹ لا کی ڈگری حاصل کی۔ اقبال کے تعلیمی زمانے میں کیمبرج یونیورسٹی میں ڈاکٹر میک ٹیگریٹ، براؤن، نکلسن اور سارلی جیسے قابل ذکر پروفیسر موجود تھے۔ ۱۲۔ (ماخذ: مقدمہ کلیات اقبال (ایجوکیشنل)۔ص ۹۔۱۲)

گنگا: ہندوستان کے ایک مشہور اور مقدس دریا کا نام جو بھارت کے کئی شہروں سے گزر کر خلیج بنگال (مشرقی بنگال) میں گرتا ہے۔ وہ علاقہ جو برہم پتر، گنگا اور معاون دریاؤں کا علاقہ ہے اور ان سے سیراب ہوتا ہندو تہذیب وتمدن کے زریں زمانوں کا علاقہ ہے۔ آریہ تہذیب نے اپنا نقطۂ عروج اسی علاقہ میں حاصل کیا ہے۔ گنگا میں نہانے سے ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق پاپ دور ہو جاتے ہیں اور اس میں مُردوں کی راکھ اور ہڈیاں ڈالنا باعث نجات سمجھا جاتا ہے۔ ۴۲، ۸۳۔

(م۔ل، ت۔ا۔ص ۶۶، آ۔ک۔ا۔ا۔ص ۱۱۷)

گورنمنٹ کالج لاہور: بی اے کے لئے شیخ محمد اقبال کو لاہور آنا پڑا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں علامہ کو پروفیسر سر ٹامس آرنلڈ جیسے شفیق استاد ملے۔ جنھوں نے فلسفہ کے ساتھ علامہ کی مناسبت دیکھ کر انہیں خاص توجہ سے پڑھایا اور اپنے

شاگرد میں فلسفے کا صحیح ذوق پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بعد ازاں علامہ اقبال طالب علمی سے فارغ ہوکر گرنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر ہوگئے تھے۔ ۱۱۳۔ (مقدمہ کلیات اقبال (ایجوکیشنل)۔ص ۱۱۔۱۳)

لاہور: ملک پاکستان کے ایک مشہور شہر کا نام۔ علامہ اقبال نے پہلی مرتبہ لاہور کے مشاعرہ میں ہی غزل سنائی تھی۔ لاہور میں ایف۔اے کے بعد تعلیم حاصل کی۔ پروفیسر ہوئے اور علمی صحبتوں اور مشاغل میں حصہ لیا۔ لاہور کی انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسوں میں کئی سال متواتر اقبال نے اپنی نظمیں سنائیں جو خاص اسی جلسہ کے لئے لکھی جاتی تھیں۔ لاہور میں جلسۂ حمایت اسلام میں بھی اقبال کی نظم پڑھی جاتی تھی تو دس دس ہزار آدمی ایک وقت میں جمع ہوتے۔ ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۵۵، ۲۷۸، ۳۶۸، ۴۸۵، ۵۱۷، ۶۲۰، ۶۴۳۔

(م۔ل، مقدمہ کلیات اقبال (ایجوکیشنل)۔ص ۱۱۔۱۴)

لندن: انگلستان کا دارالسلطنت۔ اس کو ولایت بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کا تلفظ دال ہندی سے لنڈن (London) ہے۔

۱۷۶، ۳۲۱، ۳۳۲، ۴۳۹، ۴۴۶، ۶۲۲۔ (م۔ل)

لولاب: لولاب اس وادی کا نام ہے جو سری نگر اور بارہ مولا کے درمیان واقع ہے۔ اس وادی میں بہت سے علماء اور صلحا پیدا ہوئے ہیں۔ امام العصر راس المحدثین مولانا انور شاہ صاحب مرحوم بھی اس وادی کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ حدیث اور فقہ میں بلاشبہ تمام دنیائے اسلام میں کوئی ان کا ہم عصر نہیں تھا۔ ۶۷۶، ۶۷۷۔ (ش۔ا۔ح۔ص ۲۳۷۔۲۳۸)

مدینہ: عرب کے اس مبارک اور مقدس شہر کا قدیمی نام یثرب ہے۔ جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مرقد مبارک ہے۔ جب ۶۲۲ء میں سرکار دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر یہاں تشریف لائے تو اس کا نام مدینۃ النبی ہوگیا۔ یہ شہر مکہ مکرمہ کے شمال میں ۲۵۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کی آبادی ۳۰ ہزار تھی۔ مسجد نبوی تمام مسلمانان عالم کی محبت کا مرکز ہے۔ مکہ کی عظمت مسلم ہے لیکن مدینہ بلا شبہ دنیا میں مسلمانوں کا محبوب ترین شہر ہے۔ اسی کو مدینہ منورہ اور مدینۂ طیبہ بھی کہتے ہیں۔ ۱۶۱، ۳۳۲۔

(ش۔ب۔د۔ص ۲۵۲، ف۔ک۔م۔ص ۷۴۵)

مراقش: شمال مغربی افریقہ میں واقع مراقش ۴۴۳،۶۸۰ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کی آب وہوا میں رنگارنگی پائی جاتی ہے۔

۱۹۸۵ء کے تخمینہ کے مطابق مراقش کی آبادی تقریباً سوا دو کروڑ ہے۔ مراقش کا بیس فیصدی رقبہ قابل کاشت ہے۔ باقی حصہ پہاڑی، ریگستانی اور بنجر ہے۔ یہ دنیا کا سب سے زیادہ فاسفیٹ برامد کرنے والا ملک ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مراقش میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ مچھلی پکڑنے میں پرتگال کے بعد مراقش کا دنیا میں دوسرا نمبر ہے۔ ٹورسٹ انڈسٹری مراقش میں کافی فروغ پا چکی ہے۔ اٹلس پہاڑ کے قدرتی مناظر دنیا بھر کے سیاحوں کے لئے کشش کا باعث ہیں۔ اس ملک کا سرمائی دارالخلافہ رباط ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ فیض ایک اہم تاریخی مقدس شہر ہے۔ بہت سے لوگ اس کو مغرب کا مکہ بھی کہتے ہیں۔ فیض یونیورسٹی مذہبی اور جدید علوم کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ ملک کے اندرون حصہ میں مراقش سب سے بڑا شہر ہے۔ ۲۰۷۔ (جغرافیہ عالم اسلام۔ص ۱۴۸ تا ۱۵۱)

مسجد قرطبہ: مسلمانوں نے جو عالیشان مسجدیں تعمیر کی ہیں ان میں مسجد قرطبہ کو نہایت نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس کی بنا ہسپانیہ کے

اموی خلیفہ عبدالرحمٰن الداخل نے جامع دمشق کے نمونے پر آٹھویں صدی عیسوی کے آخر میں رکھی تھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں مشرق و مغرب کی تمدنی میراث کو نہایت خوبی اور سلیقہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مسجد ایسی مضبوطی سے تیار کی گئی ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی حیرت انگیز طور پر نئی معلوم ہوتی ہے۔ عبدالرحمٰن کے جانشین ہشام نے اسے ۷۹۶ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ۱۲۳۶ء میں زوال قرطبہ کے بعد یہ عدیم المثال مسجد گرجا بن گئی یعنی فاتحین نے اس کی محراب کے سایہ میں ایک چھوٹا سا گرجا تعمیر کرلیا۔ بلاشبہ یہ مسجد عجائبات عالم میں سے ہے۔ صدیوں سے محروم اذاں ہونے کے باوجود آج بھی تمام دنیا کی مساجد کی سرتاج ہے۔ اس کی وسعت اور شان و شوکت کا اندازہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ:

(الف) اس کا طول و عرض ۶۴۸×۴۴۰ فٹ ہے۔ یعنی وسعت کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ اس کا مینار ۱۱۰ فٹ بلند ہے۔ (ب) جامع مسجد دہلی کی تعمیر پر دس لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا لیکن اس مسجد پر ۱/۲ ۱ کروڑ روپیہ زائد خرچ ہوا تھا۔ اس کا منبر خالص ہاتھی دانت کا تھا اور اس میں بہت سے جواہرات لگے تھے۔ اس پر اس زمانے میں ۳۵ ہزار دینار صرف ہوئے تھے۔ اس مسجد میں ۱۴۱۷ خالص سنگ مرمر کے ستون تھے۔ جن کے نقش و نگار کمال فن کی دلیل ہیں۔ شام کے وقت اس میں دس ہزار جھاڑ فانوس روشن ہوتے تھے۔ وسط میں تین سب سے بڑے جھاڑ خالص چاندی کے تھے باقی سب پیتل کے تھے۔ ان میں سے ہر ایک میں ۱۴۸۰ پیالے روشن ہوتے تھے۔ جن میں شبانہ ۳۶ سیر تیل جلتا تھا۔ ۳۰۰ فراش اس کی صفائی پر متعین تھے۔

اس عظیم الشان مسجد کے ۲۱ دروازے مداخل ہیں، لوحیں نہایت خوبصورت ہیں۔ گچ کا کام، سنگ مرمر کی جالیوں کا کام غالباً اسی مسجد میں سب سے پہلے ہوا اور وہ طاق بنائے گئے جن کی ساخت عجمی تھی اور نقش و نگار کی وضع بھی ایرانی تھی۔ خوشنما لوح، نفیس محراب، شاندار گنبد، خوبصورت پچی کاری، رنگوں کی گونا گونی اور ہم آہنگی، مسالے کی چمک، گچ کی صفائی مختصر یہ کہ ایک عالم طلسمات نظر آتا ہے۔

علامہ اقبال کو قرطبہ جانے کا اتفاق ۱۹۳۳ء میں ہوا تھا۔ تیسری گول میز کانفرنس ۱۹۳۲ء میں شرکت کے بعد علامہ لندن سے پیرس ہوتے ہوئے ہسپانیہ پہنچے اور قرطبہ تشریف لے گئے اور اسلامی دور اقتدار کی نشانی مسجد قرطبہ دیکھی۔ اسلامی دور اقتدار ختم ہونے کے تقریباً سات سو سال بعد پہلی بار علامہ اقبال نے مسجد قرطبہ میں اذان دی تھی اور نماز بھی پڑھی تھی۔ ۳۸۵۔

(ت۔ا۔ص ۲۴۳ تا ۲۴۷، ش۔ب۔ج۔ص ۵۵۰ تا ۵۶۷، اقبال کی شعری و فکری جہات۔ مرتبہ عبدالحق۔ ص ۱۵۱)

مسجد قوت الاسلام: مسجد قوت الاسلام قطب الدین ایبک کی تعمیر ہے۔ جب قطب الدین ایبک قطب مینار کی تعمیر سے فارغ ہو چکا تو اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کا انداز تعمیر عراقی ہے۔ اس کی مرکزی محراب ۵۳ فٹ بلند ہے۔ دیواروں پر پھول اور بیل بوٹے منقش ہیں۔ اس کے علاوہ ہندی اشکال بھی دکھائی دیتی ہیں۔ التمش اور علاؤ الدین خلجی نے بھی صحن میں اضافے کئے۔ علامہ مرحوم کو اس مسجد سے عقیدت اس لئے تھی کہ اس کی تعمیر خالص اسلامی تھی۔ اس میں جو پروقار، سادگی اور ہیبت و شکوہ نظر آتا ہے وہ ہندوستان کی دوسری مساجد میں مفقود نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملغیہ زمانے کی مساجد میں عراقی، ایرانی اور ہندو صنعت گروں نے تال میل سے ایسی عمارات تعمیر کی ہیں جن میں ہیبت اور وقار کی بجائے نفاست و نزاکت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ اس کے برخلاف مسجد قوت الاسلام میں ستونوں کی وضع قطع اور گنبدوں کی ساخت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ معمار رب جلیل کی عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے علامہ نے کئی جگہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اس مسجد میں نماز پڑھنے سے جو سوز و سرور حاصل ہوتا ہے وہ علاوہ مسجد قرطبہ کے کہیں نہیں ملا۔

۵۶۷۔ (اسلامی ثقافت کا خاکہ: شوستری۔ ج اول (انگریزی)، میراث اسلام (انگریزی)، برصغیر ہند، پاکستان کی تعمیرات: ہیول، ت۔ا۔ص ۱۵۴)

مصر: افریقہ کے ایک ملک کا نام جس میں شہر مصر بھی واقع ہے۔ اس مشہور شہر کو مصر بن نوح نے آباد کیا تھا اور اس نے فرعون کی حکومت اور حضرت یوسفؑ کی سلطنت کے باعث بڑی شہرت پائی۔ اس ملک کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدوم مانی گئی ہے۔ چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتو سے روشن ہوا تھا۔ یہاں کے مخروطی مینار بہت مشہور ہیں۔

اقبال مصر یا اس سے متعلق ان رموز کا جس کے ذریعہ مصر کی طرف اشارہ ملتا ہے مثلاً نیل، سینا، اہرام، جبل طور، فرعون، یوسف وغیرہ کا اپنے کلام میں ذکر کرنے کے بہت شیدا تھے اور یہ تینوں دیوانوں میں ہے۔ علامہ اقبال نے مصر کی زیارت کی اور جمعیت الشبان المسلمین میں ایک لیکچر دیا اور قاہرہ کی سیر کی اور آثار قدیمہ کا مشاہدہ کیا اور ابوالہول اور اہرامات مصر کے بارے میں اپنے مخصوص انداز میں شاعری کی۔ اقبال مکمل طور پر ان چیزوں سے باخبر تھے۔ جو کچھ ان دنوں سیاسی اور دینی افکار و تحریکات پائے جا رہے تھے۔ جیسے اسلامی افکار و تحریکات برصغیر میں بھی سرگرم تھے۔ بیسویں صدی کے شروع میں مصر میں اردو داخل ہوئی۔ مصر میں قومیت کے شعلے اور انگریزی مخالفت کو ابو سعید نے عربی جریدہ ''جہان اسلامی'' نکالا اور اس پرچہ کا آزادئ ہند میں بڑا کردار رہا ہے۔ یہ اردو، عربی اور ترکی زبان میں شائع ہوا کرتا تھا اور ہندوستان تک پہنچ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ انگریزی حکومت متنبہ ہوگئی اور اس کو بند کر دیا۔ ۱۹۳۰ء میں قاہرہ میں ایک ہفتوار پرچہ نکلنا شروع ہوا جو اپنی نوعیت کا پہلا پرچہ تھا۔ اس کو محمود احمد عرفانی نے نکالا اور اس کا مقصد عالم اسلام کو ہندوستانی مسلمانوں سے متعارف کرانا تھا۔ اور جب اقبال ۱۹۳۱ء میں مصر آئے تو یہاں کے بڑے بڑے نامور لوگ ان سے متعارف ہونا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ قاہرہ اقبال کے تعارف کا مرکز بن گیا۔ ۷/مارچ ۱۹۳۹ء میں قاہرہ یونیورسٹی میں اردو زبان کی تعلیم شروع ہوئی اور اس کے بعد جامعہ ازہر کے ''کلیۃ اصول الدین'' میں ۱۹۴۸ء میں اور پھر ۱۹۷۹ء میں ''کلیۃ اللغات والترجمہ'' میں اردو ڈپارٹمنٹ کا افتتاح ہوا اور اسی سال جامعہ عین شمس میں بھی اردو شعبہ کھولا گیا اور اب اسکندریہ یونیورسٹی میں بھی اردو پڑھائی جاتی ہے۔ مصر مشرق اوسطی اور جزیرۂ عرب میں اردو کا سینٹر بن گیا اور مصر ہی کی بدولت عربی دنیا کو عظیم شاعر علامہ اقبال سے متعارف ہونے کا موقع ملا۔ اقبال کے اشعار کا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ مترجمان میں ڈاکٹر عبدالوہاب عزام اور شیخ صادی شعلان سرفہرست ہیں۔ ۸۱، ۱۵۲، ۲۰۵، ۳۲۹، ۵۷۸، ۶۰۶۔

(اقبال کی شعری و فکری جہات۔ ص ۱۲۶ تا ۱۳۵، ف۔آ)

مکہ: عرب کے ایک مقدس اور مشہور دارالخلافہ کا نام جس میں محمد ﷺ نبی آخرالزماں کی ولادت بہ سعادت ہوئی۔ اس کو کعبہ، کعبۃ اللہ، بیت اللہ شریف بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ خانہ کعبہ جہاں امیر مسلمان ہر سال عیدالاضحیٰ میں حج کرنے جانا فرض مانتے ہیں مکہ میں واقع ہے۔ مذہبی مقام ہونے کے سبب اس شہر کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور شہر کی تعمیر نو کر کے اس میں زندگی کی جدید سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ مکہ معظمہ کی آبادی تقریباً ۴ لاکھ ہے۔ ۵۱۹، ۵۲۰۔ (ماخذ: ف۔آ)

نجد: عرب کا ایک مشہور شہر جس سے فرقہ وہابیہ کی ابتدا ہوئی۔ جس کی زمین اونچی نیچی ہے۔ مجنوں نجد کے جنگلوں میں ہی حالت سودا میں سرگرداں رہا کرتا تھا۔ اسی رعایت سے شعراء اردو نے بھی بہت سے اشعار میں باندھا ہے۔ ۱۶۸۔ (ن۔ل، م۔ل)

چار نامور ادیب رہتے تھے یعنی گوئٹے، ہرڈر، شلر اور ویلینڈ۔ گوئٹے جرمنی کا مشہور شاعر (۱۷۴۹ء۔۱۸۳۲ء) اسی جگہ مدفون ہے۔
(ش۔ب۔د۔ص ۵۴) ۔۲۶

ہائیڈل برگ: جرمنی کا مشہور شہر جو دریائے نیکر کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ ماہ اگست ۱۹۰۷ء میں اقبال کچھ دنوں کے لئے میونخ یونیورسٹی سے ہائیڈل برگ (جرمنی) گئے تھے تا کہ وہاں مزید علمی تحقیقات کر سکیں۔ یہ شہر اپنی یونیورسٹی اور لائبریری کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ دریائے نیکر یہیں پر بہتا ہے۔ یہاں کی یونیورسٹی ۱۳۸۵ء میں قائم ہوئی اور اس کی لائبریری میں پانچ لاکھ سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔ شہر کی آبادی ۸۴ ہزار ہے۔ ۱۲۸۔ (ش۔ب۔د۔ص ۲۲۰۔۲۲۱)

ہرات: نام شہر افغانستان۔ ہرات بہت بڑا شہر تھا۔ اس کے گرداگرد ایک فصیل ہے جس کے چار دروازے ہیں۔ شہر سے دو فرسخ کے فاصلے پر پہاڑ ہیں۔ البتہ ہرات کے جنوب سے لے کر مالن والے پل تک تمام زمین ایک باغ معلوم ہوتی ہے کہ ہر طرف ہری بھری کھیتیاں ہیں اور پھلوں سے لدے پھندے درخت ہیں۔ مغلوں کی یورش سے اس شہر کو بھی نقصان پہنچا مگر جلد ہی یہ شہر پوری طرح آباد ہو گیا۔ ہرات کی شہرت کا زمانہ وہ تھا جب یہاں خاندان غور حکمراں تھا۔ اس وقت آبادی ۵ لاکھ کے قریب تھی۔ ہرات اور مالن وہی شہر ہے جس کا ذکر صاحب چہار مقالہ نے کیا ہے۔ شاہ نصر سامانی یہیں برسوں مقیم رہا۔ ہرات کے اردگرد کا علاقہ ثمر آور باغات کے لئے مشہور ہے۔ خاص طور پر یہاں کے انگور بے نظیر ہیں۔ ۴۴۵۔ (جغرافیہ خلافت مشرقی: جمیل الرحمٰن، چہار مقالہ: نظامی عروضی سمرقندی)

ہسپانیہ: اندلس، اسپین۔ (مزید دیکھئے اندلس)۔ ۳۸۵، ۳۹۳، ۳۹۵، ۶۱۹۔

ہمالہ: برصغیر پاک و ہند کا مشہور پہاڑ ہمالیہ۔ پنجاب اور صوبہ سرحد کے شمال میں اور ریاست کشمیر میں جنوب مشرق سے شمال مشرق کی طرف اس پہاڑ کے کئی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلے بھارت کے شمام میں برما تک چلے گئے ہیں۔ اس پہاڑ کے چار خاص سلسلے ہیں۔ (الف) پنجاب کے میدانوں سے ملحق کم بلند پہاڑی سلسلہ۔ (ب) سلسلہ (الف) کے شمال میں اونچے اونچے کہسار کاغان کی وادی اسی سلسلۂ کہسار میں واقع ہے۔ (ج) ہمالیہ اعظم، کشمیر کی مشہور وادی اسی سلسلے میں ہے۔ (د) سلسلۂ لداخ۔ اس پہاڑ کے سلسلوں نے برعظیم ہند و پاک کی آب و ہوا معین کرنے میں بہت حصہ لیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں کے لوگوں کے مزاج کی ساخت بھی آب و ہوا اور جغرافیائی کیفیات کے مطابق ہے۔ مختلف ملحقہ ممالک کے آرٹ میں بھی ہمالیہ کے کوہستانی سلسلوں اور دریاؤں کو اہمیت حاصل رہی ہے۔
۱۳، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۴۱۵، ۶۸۴، ۶۸۷۔ (ت۔ا۔ص ۷۶)

ہندوستان: ہند، بھارت، India، آریہ ورت۔ ۹، ۱۶، ۲۱، ۲۲، ۲۷، ۷۰، ۷۱، ۸۲، ۸۳، ۸۷، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۵۹، ۱۶۲،
۱۷۰، ۱۷۷، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۰، ۳۰۴، ۳۱۹، ۳۴۹، ۳۷۴، ۳۸۸، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴،
۴۳۹، ۴۵۱، ۴۸۴، ۴۹۸، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۴۲، ۵۵۴، ۵۷۰، ۵۸۶، ۵۹۰، ۶۱۳، ۶۲۱، ۶۳۰۔ (ف۔آ)

یثرب: مدینۂ منورہ کا نام۔ عرب کے ایک مقدس شہر کا نام جس میں رسول مقبول آسودہ ہیں۔ (مزید دیکھئے مدینہ)۔
۱۳۲، ۱۴۷، ۱۶۱۔ (ف۔آ)

چارنا مورادیب رہتے تھے یعنی گوئٹے، ہرڈر، شلر اور ویلینڈ۔ گوئٹے جرمنی کا مشہور شاعر (۱۷۴۹ء۔۱۸۳۲ء) اسی جگہ مدفون ہے۔
(ش۔ب۔د۔ص ۵۴) ۲۶۔

ہائیڈل برگ: جرمنی کا مشہور شہر جو دریائے نیکر کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ ماہ اگست ۱۹۰۷ء میں اقبال کچھ دنوں کے لئے میونخ یونیورسٹی سے ہائیڈل برگ (جرمنی) گئے تھے تاکہ وہاں مزید علمی تحقیقات کر سکیں۔ یہ شہر اپنی یونیورسٹی اور لائبریری کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔ دریائے نیکر یہیں پر بہتا ہے۔ یہاں کی یونیورسٹی ۱۳۸۵ء میں قائم ہوئی اور اس کی لائبریری میں پانچ لاکھ سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔ شہر کی آبادی ۸۴ ہزار ہے۔ ۱۲۸۔ (ش۔ب۔د۔ص ۲۲۰۔۲۲۱)

ہرات: نام شہر افغانستان۔ ہرات بہت بڑا شہر تھا۔ اس کے گرداگرد ایک فصیل ہے جس کے چار دروازے ہیں۔ شہر سے دو فرسخ کے فاصلے پر پہاڑ ہیں۔ البتہ ہرات کے جنوب سے لے کر مالن والے پل تک تمام زمین ایک باغ معلوم ہوتی ہے کہ ہر طرف ہری بھری کھیتیاں ہیں اور پھلوں سے لدے پھندے درخت ہیں۔ مغلوں کی یورش سے اس شہر کو بھی نقصان پہنچا مگر جلد ہی یہ شہر پوری طرح آباد ہو گیا۔ ہرات کی شہرت کا زمانہ وہ تھا جب یہاں خاندان غور حکمراں تھا۔ اس وقت آبادی ۵ لاکھ کے قریب تھی۔ ہرات اور مالن وہی شہر ہے جس کا ذکر صاحب چہار مقالہ نے کیا ہے۔ شاہ نصر سامانی یہیں برسوں مقیم رہا۔ ہرات کے اردگرد کا علاقہ ثمر آور باغات کے لئے مشہور ہے۔ خاص طور پر یہاں کے انگور بے نظیر ہیں۔ ۴۴۵۔ (جغرافیہ خلافت مشرقی: جمیل الرحمٰن، چہار مقالہ: نظامی عروضی سمرقندی)

ہسپانیہ: اندلس، اسپین۔ (مزید دیکھئے اندلس)۔ ۳۸۵، ۳۹۳، ۳۹۵، ۶۱۹۔

ہمالہ: برصغیر پاک و ہند کا مشہور پہاڑ ہمالیہ۔ پنجاب اور صوبہ سرحد کے شمال میں اور ریاست کشمیر میں جنوب مشرق سے شمال مشرق کی طرف اس پہاڑ کے کئی سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلے بھارت کے شمال میں برما تک چلے گئے ہیں۔ اس پہاڑ کے چار خاص سلسلے ہیں۔ (الف) پنجاب کے میدانوں سے ملحق کم بلند پہاڑی سلسلہ۔ (ب) سلسلہ (الف) کے شمال میں اونچے اونچے کہسار کاغان کی وادی اسی سلسلۂ کہسار میں واقع ہے۔ (ج) ہمالیہ اعظم، کشمیر کی مشہور وادی اسی سلسلے میں ہے۔ (د) سلسلۂ لداخ۔ اس پہاڑ کے سلسلوں نے برعظیم ہند و پاک کی آب و ہوا معین کرنے میں بہت حصہ لیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں کے لوگوں کے مزاج کی ساخت بھی آب و ہوا اور جغرافیائی کیفیات کے مطابق ہے۔ مختلف ملحقہ ممالک کے آرٹ میں بھی ہمالیہ کے کوہستانی سلسلوں اور دریاؤں کو اہمیت حاصل رہی ہے۔
۱۳، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۴۱۵، ۶۸۴، ۶۸۷۔ (ت۔ا۔ص ۷۶)

ہندوستان: ہند، بھارت، India، آریہ ورت۔ ۹، ۱۶، ۲۱، ۲۲، ۲۷، ۷۰، ۷۱، ۸۲، ۸۳، ۸۷، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۷۰، ۱۷۷، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۹۰، ۳۰۴، ۳۱۹، ۳۴۹، ۳۷۴، ۳۸۸، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۹، ۴۵۱، ۴۸۴، ۴۹۸، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۴۲، ۵۵۴، ۵۷۰، ۵۸۶، ۵۹۰، ۶۱۳، ۶۲۱، ۶۳۰۔ (ف۔آ)

یثرب: مدینہ منورہ کا نام۔ عرب کے ایک مقدس شہر کا نام جس میں رسول مقبول آسودہ ہیں۔ (مزید دیکھئے مدینہ)۔
۱۳۲، ۱۴۷، ۱۶۱۔ (ف۔آ)

یرموک: جنگ یرموک ۱۵ھ میں واقع ہوئی جو عہد فاروقؓ کی فیصلہ کن جنگوں میں سے ہے۔ اس جنگ میں ۲۰ ہزار مسلمانوں نے دو لاکھ رومیوں کو شکست فاش دی تھی۔ ایک فریق حرقل (رومی فرماں روا) تھا اور دوسرا فریق عرب کے مسلمان۔ (یرموک ایک دریا ہے جو دریائے اردن کا مشرقی معاون ہے۔ جنگ ایسے مقام پر ہوئی جو صحرائے عرب کے کنارے دمشق سے کچھ فاصلے پر واقع تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو گویا طے ہو گیا کہ شام و فلسطین پر اب رومی فرماں روائی نہ کر پائیں گے۔ رومی پست ہمت ہو گئے اور تسخیر کا وہ سلسلہ شروع ہوا جسے آخر ہسپانیہ کی فتح پر ختم ہونا تھا۔ جس طرح قادسیہ کی جنگ کے بعد ایرانیوں کا زور ختم ہو گیا اسی طرح جنگ یرموک ان فیصلہ کن جنگوں میں شمار کی جاتی ہے کہ اس کے بعد، دراصل رومیوں کی طاقت ٹوٹ گئی اور سارا ملک شام مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ ۲۷۴۔ (تاریخ اسلام: امیر علی (انگریزی)، ت۔ا۔ص ۱۳، ش۔ب۔د۔ص ۴۳۰)

یمن: عرب کے ایک مشہور ملک کا نام جو کعبہ سے جانب یمین یعنی دست راست واقع ہے اور جس کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ سہیل ستارہ اسی جگہ نکلتا ہے۔ ۳۹۱، ۶۰۸۔ (ف۔آ)

یورپ: انگلش (Europe) مغرب کا براعظم۔ ممالک مغرب دنیا کے پانچ براعظموں میں سے ایک براعظم کا نام جو ایشیا سے جانب غرب واقع ہے۔ اس میں ممالک مفصلہ ذیل شامل ہیں۔ (۱) برطانیہ۔ (۲) فرانس۔ (۳) ہسپانیہ۔ (۴) پرتگال۔ (۵) اٹلی۔ (۶) ٹرکی۔ (۷) روس۔ (۸) سوئٹزرلینڈ۔ (۹) ناروے۔ (۱۰) ہالینڈ۔ (۱۱) بیلجیم۔ (۱۲) سوڈان۔ (۱۳) پرشیا۔ (۱۴) آسٹریا۔ (۱۵) جرمنی۔ (۱۶) ڈنمارک۔ (۱۷) یونان۔ ۹، ۱۲، ۱۴، ۱۷، ۱۳۹، ۱۴۶، ۱۸۰، ۲۱۶، ۲۹۰، ۳۱۶، ۳۴۳، ۳۷۱، ۳۹۰، ۳۹۹، ۴۴۶، ۴۵۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۳، ۵۵۴، ۵۷۶، ۵۹۶، ۵۹۹، ۶۰۱، ۶۰۷، ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۱۵، ۶۳۴، ۶۵۳، ۶۵۸، ۶۶۵۔ (ف۔آ)

یونان: یورپ کے ایک مشہور مردم خیز ملک کا نام جس کا دارالخلافہ شہر آئے تھنز یعنی مدینۃ الحکما ہے۔ اس شہر کی شہرت اس سبب سے ہے کہ یہاں کی شاندار قدیم عمارتیں اب تک موجود ہیں۔ یونان کے بہت بڑے بڑے مشہور حکیم جیسے سقراط، بقراط، افلاطون، ارسطو وغیرہ اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ زمانۂ سلف میں اس ملک نے جملہ علوم و فنون میں بڑی ترقی کی تھی۔ ہومر جو بڑا نامی شاعر ہے اسی ملک کا تھا۔ پہلے یہ ملک سلطان روم کے قبضے میں تھا۔ مگر ۱۸۳۰ء سے خود مختار ہو گیا۔ ۸۳، ۸۷، ۱۵۲، ۱۶۴، ۵۵۴۔ (ف۔آ)

کتابیات

کتابیات(Bibliogrophy)

الف: اردو کتب:

مصنف	کتب	مطبع	سن اشاعت
آفاق فاخری، ڈاکٹر	فکر اقبال کے سرچشمے	نشاط آفسیٹ پریس ٹانڈہ، فیض آباد	۱۹۹۳ء
ابومحمد سحر، ڈاکٹر	زبان ولغت	پاشا پریس، بھوپال	۱۹۸۳ء
ابونعیم عبدالحکیم خان نشتر جالندھری	قائد اللغات	حامد اینڈ کمپنی لاہور	طبع دوم
اسلوب احمد انصاری	نقش اقبال	مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، نئی دہلی	۱۹۷۹ء
اقبال، علامہ محمد	کلیات اقبال	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۲۰۰۱ء
اقبال، علامہ محمد	کلیات اقبال	مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی	۱۹۹۹ء
اقبال، علامہ محمد	کلیات اقبال	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی	۱۹۸۱ء
اکبر حسین قریشی	مطالعہ تلمیحات واشارات اقبال	لیتھو کلر پرنٹرس، علی گڑھ	۱۹۷۰ء
الطاف حسین حالی، خواجہ	حیات سعدی	مفید عام، آگرہ	
امتیاز علی خاں عرشی	فرہنگ غالب	ناظم برقی پریس، رامپور	
امیر علی، سید	تاریخ اسلام جلد اول	ناصر اکیڈمی، حیدرآباد دکن	
امیر مینائی	امیر اللغات جلد اول	مفید عام، آگرہ	۱۸۹۱ء
امیر مینائی	امیر اللغات جلد دوم	مفید عام، آگرہ	۱۹۹۲ء
انشاءاللہ خاں میر	دریائے لطافت	انجمن ترقی اردو	۱۹۳۵ء
انصاراللہ، محمد	پدماوت کی مختصر فرہنگ	لیتھو کلر پرنٹرس، علی گڑھ	۱۹۷۲ء
اوسط علی رشک، میر	نفس اللغہ	بلہر ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ	۱۹۸۷ء
ای مارسڈن وٹی الفرڈ اسمتھ	جغرافیۂ عالم جلد اول۔ دوم	دارالطبع عثمانیہ کالج، حیدرآباد، دکن	۱۳۴۳
(مترجمہ: مولوی سید ہاشمی)			۱۳۲۳ ف م
بدرالحسین، سید	صحت الفاظ	کوہ نور پرنٹنگ پریس، دہلی	۱۹۷۷ء
بشیر احمد ڈار	انوار اقبال	اقبال اکادمی پاکستان، کراچی	۱۹۶۴ء
ترقی اردو بیورو، نئی دہلی	مختصر اردو لغت	جے۔ کے آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی	۱۹۸۷ء
تصدق حسین، سید	لغات کشوری	وارث نول کشور پریس، لکھنؤ	۱۹۷۲ء
جعفر حسین، مرزا	قدیم لکھنؤ کی آخری بہار	ترقی اردو بیورو، نئی دہلی	۱۹۸۱ء
جگن ناتھ آزاد	مرقع اقبال	پبلکشنز ڈویژن وزارت اطلاعات ونشریات	۱۹۷۷ء

		حکومت ہند	
جگن ناتھ آزاد	اقبال اور اس کا عہد	ادارہ انیس اردو اکادمی	۱۹۷۳ء
حاتم رامپوری	اقبال آشنائی	شعبۂ اردو بہار یونیورسٹی، مظفر پور	۱۹۸۲ء
[illegible] حسین، سید	اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات	پاشا پرنٹنگ پریس، بھوپال	۱۹۷۷ء
حفظ الرحمٰن، مولانا	قصص القرآن جلد چہارم	فاروقی پریس لال کنواں، دہلی	۱۹۴۹ء
خان مسعود حسین، غلام عمر	دکنی اردو کی لغت	آندھرا پردیش، ساہتیہ اکادمی، حیدر آباد	۱۹۷۹ء
خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ	اردو لغت	لبرٹی آرٹ پریس، نئی دہلی	۱۹۹۳ء
دار الکتب العربیہ	نہج البلاغۃ جلد اول	دار الکتب العربیہ الکبریٰ، بمصر	
ڈوزی	عبرت نامہ اندلس	(مترجمہ: عنایت اللہ)	
رشید حسن خاں	ادبی تحقیق مسائل و تجزیہ	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۱۹۷۸ء
رضازادہ شفق، ڈاکٹر	تاریخ ادبیات ایران	یونین پرنٹنگ پریس، دہلی	۱۹۶۴ء
رضی الدین	اقبال کا تصور زمان و مکاں	ادارہ اشاعت اردو، حیدر آباد، دکن	۱۹۴۶ء
رفیع الدین ہاشمی	خطوط اقبال	اقبال صدی پبلکیشنز دریا گنج، نئی دہلی	۱۹۷۷ء
سن رائز پریس، دہلی	اردو ادبی لغت	سن رائز پریس عیدگاہ روڈ، دہلی	
سید احمد دہلوی، مولوی	فرہنگ آصفیہ جلد اول	جے. کے. آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی	۱۹۹۸ء
سید احمد دہلوی، مولوی	فرہنگ آصفیہ جلد دوم	جے. کے. آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی	۱۹۹۸ء
سید احمد دہلوی، مولوی	فرہنگ آصفیہ جلد سوم	جے. کے. آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد، دہلی	۱۹۹۸ء
سید احمد دہلوی، مولوی	رسوم دہلی	اردو اکادمی، دہلی	۱۹۸۶ء
شارب ردولوی، ڈاکٹر	جدید اردو تنقید اصول و نظریات	کتاب پبلشرز لکھنؤ	۱۹۶۸ء
شان الحق حقی	کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ	مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد	۱۹۸۶ء
شاہ حسین حقیقت	خزینۃ الامثال	مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد	۱۹۸۶ء
شاہ معین الدین احمد	تاریخ اسلام جلد اول	معارف پریس، اعظم گڑھ، طبع دوم	۱۹۴۸ء
شاہ معین الدین احمد	تاریخ اسلام جلد دوم	معارف پریس، اعظم گڑھ، طبع دوم	۱۹۴۸ء
شاہ معین الدین احمد	تاریخ اسلام جلد سوم	معارف پریس، اعظم گڑھ، طبع دوم	۱۹۴۹ء
شاہ معین الدین احمد	تاریخ اسلام جلد چہارم	معارف پریس، اعظم گڑھ، طبع اول	۱۹۴۵ء
شبلی نعمانی	شعر العجم جلد اول	معارف پریس، اعظم گڑھ طبع چہارم	۱۹۴۰ء
شبلی نعمانی	شعر العجم جلد دوم	معارف پریس، اعظم گڑھ طبع چہارم	۱۹۴۰ء

شبلی نعمانی	شعرالعجم جلد سوم	معارف پریس، اعظم گڑھ طبع سوم	۱۹۲۰ء
شبلی نعمانی	شعرالعجم جلد چہارم	معارف پریس، اعظم گڑھ طبع دوم	۱۹۱۸ء
شبلی نعمانی	شعرالعجم جلد پنجم	معارف پریس، اعظم گڑھ طبع دوم	۱۹۲۱ء
شمس الدین قادری، سید	جغرافیہ دنیا	اعظم اسٹیم پریس، گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر، حیدرآباد دکن	۱۹۳۴ء
شریف احمد قریشی	فرہنگ فسانۂ آزاد اور اس کا عمرانی، لسانیاتی مطالعہ	اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ	۲۰۰۰ء
صابر ابوہری	افکار اقبال	جے۔ اے۔ آفسیٹ پریس، دہلی	۱۹۹۵ء
صباح الدین عبدالرحمٰن، سید	بزم صوفیا	دارالمصنفین، اعظم گڑھ	
صلاح الدین احمد، مولانا	تصورات اقبال	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۱۹۷۴ء
ضامن علی جلال، حکیم سید	سرمایۂ زبان اردو	اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ	۱۹۸۷ء
ضیاءالدین انصاری، محمد	اردو مثنوی کی فرہنگ	لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج، نئی دہلی	۱۹۹۸ء
ظفرالدین، مولوی	فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران جلد اول تا چہارم	انجمن ترقی اردو ہند، دہلی	۱۹۴۰ء
ظفرالدین، مولوی	فرہنگ اصطلاحات پیشہ وران جلد پنجم تا ہفتم	انجمن ترقی اردو ہند، دہلی	۱۹۴۳ء
ظہورالحسن شاداب	دلی کے بائیس خواجہ	لاہوتی فائن آرٹ پریس، دہلی	۱۹۸۸ء
عابد حسین عابد، سید	تلمیحات اقبال	اردو پریس ہیکلوروڈ، لاہور	۱۹۵۹ء
عباداللہ اختر	بیدل	ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور	
عبدالحق، مولوی	اقبال کے ابتدائی افکار	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی	۱۹۶۹ء
عبدالحق، مولوی (مرتبہ)	اقبال کی شعری و فکری جہات	ثمر آفسیٹ پریس، نئی دہلی	۱۹۹۸ء
عبدالحمید یزدانی، خواجہ	آسان کلیات اقبال اردو مع فرہنگ	کاک پرنٹرس، دہلی	۲۰۰۱ء
عبدالستار دلوی	اردو میں لسانی تحقیق	آج پریس جیلان، بھائی لین، ممبئی ۸	۱۹۷۱ء
عبدالسلام ندوی	اقبال کامل	دارالمصنفین / معارف، اعظم گڑھ	۱۹۶۴ء
عبدالعزیز	لغات سعیدی	مجیدی پریس کانپور	۱۹۳۶ء
عبداللہ خاں خویشگی، محمد	فرہنگ عامرہ	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، سوئیوالان، دہلی	۲۰۰۰ء
عبداللہ، ڈاکٹر سید	رمز اقبال	ہمالہ بک ہاؤس، دہلی	۱۹۷۱ء
عبداللہ، ڈاکٹر سید	مقامات اقبال	ادارہ علم و ادب	
عبدالمجید سالک	ذکر اقبال	ناشر چمن بک ڈپو اعلیٰ پریس، دہلی	

عدیل عباسی، قاضی محمد	اقبال کا فلسفہ جہات و شاعری	بک سروس، دہلی	۱۹۷۱ء
عزیز احمد	اقبال نئی تشکیل	مکتبہ اردو، لکھنؤ	
عظیم الحق جنیدی	اردو ادب کی تاریخ	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۱۹۹۵ء
علی سردار جعفری	اقبال شناسی	مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، دہلی	۱۹۷۶ء
غلام رسول، مہر	شرح مطالب بانگ درا	محبوب المطابع، دہلی	۱۹۷۳ء
غلام رسول، مہر	شرح مطالب بال جبریل	ہندوستان لیتھو پریس، دہلی	
غلام عمر خاں، ڈاکٹر	اقبال کا تصور عشق	ادارہ ادبیات اردو، حیدر آباد	
فخر الدین صدیقی اثر	اردو محاورے	تاج آفسیٹ پریس، الٰہ آباد	۱۹۷۲ء
فرید احمد برکاتی	فرہنگ کلیات میر	آفسیٹ پریس عسکر گنج، گورکھپور (یو. پی.)	۱۹۸۸ء
فیبر اینڈ فیبر	قاموس سیاسیات عالم (انگریزی)	مطبع فیبر اینڈ فیبر، لنڈن	
فیروز الدین، مولوی محمد	جامعہ اردو فیروز اللغات	عفیف پرنٹرس، لال کنواں، دہلی	۱۹۹۴ء
فیروز الدین، مولوی محمد	لغات فیروزی	مفید عام پریس، لاہور	۱۹۱۹ء
قاضی عبدالودود	فرہنگ آصفیہ پر تبصرہ	خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ	۱۹۸۱ء
قائم رضا نسیم امروہوی	فرہنگ اقبال اردو	مطبع لاہور	۱۹۸۴ء
قائم رضا نسیم امروہوی، سید سید مرتضیٰ حسین فاضل، آغا محمد باقر	نسیم اللغات	ایجوکیشنل پبلشرز، دہلی	1995
کریم الدین، مولوی	کریم اللغات	مطبع منشی تیج کمار، لکھنؤ	
کلیم الدین احمد	اقبال ایک مطالعہ	کریسنٹ کوآپریٹو پبلشنگ سوسائٹی، سری نگر	۱۹۷۹ء
گپت برادرس	اردو محاورات سے ضرب الامثال	گپت برادرس منڈی، دھنورہ	
گوپی چند نارنگ	لغت نویسی کے مسائل	لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج، نئی دہلی	۱۹۷۵ء
گیان چند جین	ابتدائی کلام اقبال	اردو ریسرچ سینٹر، حیدر آباد	۱۹۸۸ء
لالتا پرشاد، شفق	فرہنگ شفق	اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ	۱۹۸۳ء
مالک رام	تحقیقی مضامین	مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، دہلی	۱۹۸۴ء
مالک رام	تذکرۂ ماہ و سال	مکتبہ جامعہ لیمٹیڈ، نئی دہلی	۱۹۹۱ء
محمد نیازی	تلمیحات	سمتا پرنٹنگ پریس، لکھنؤ	۱۹۷۵ء
محمود نیازی	تلمیحات غالب	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی	۱۹۷۲ء
محی الدین قادری، زور	اردو کے اسالیب بیان	معین الادب اردو بازار، لاہور	۱۹۶۴ء
مسعود حسن رضوی، ادیب	فرہنگ امثال	کتاب نگر، لکھنؤ	۱۹۵۸ء

مسعود ہاشمی، ڈاکٹر	اردو لغت نویسی کا پس منظر	جے. آر. آفسیٹ پرنٹرس سوئیوالان، نئی دہلی	۱۹۹۸ء
معراج نیّر	اقبال ایک تجزیاتی مطالعہ	اقبال صدی پبلکشنز، نئی دہلی	۱۹۷۷ء
منظر عباس نقوی	اسلوبیاتی مطالعے	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ	۱۹۸۹ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد اول	سرفراز قومی پریس، لکھنؤ	۱۹۵۸ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد دوم	سرفراز قومی پریس، لکھنؤ	۱۹۶۰ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد سوم	نظامی پریس، لکھنؤ	۱۹۶۲ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد چہارم	سمتا پرنٹنگ پریس، لکھنؤ	۱۹۶۶ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد پنجم	نامی پریس، لکھنؤ	۱۹۶۸ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد ششم	نامی پریس، لکھنؤ	۱۹۶۹ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد ہفتم	سرفراز قومی پریس، لکھنؤ	۱۹۷۰ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد ہشتم	نظامی پریس، لکھنؤ	۱۹۷۲ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد نہم	نظامی پریس، لکھنؤ	۱۹۷۵ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد دہم	نظامی پریس، لکھنؤ	۱۹۷۷ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد یازدہم	نظامی پریس، لکھنؤ	۱۹۷۸
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد دوازدہم	نامی پریس، لکھنؤ	۱۹۸۱ء
مہذب لکھنوی	مہذب اللغات جلد سہ دہم	نامی پریس، لکھنؤ	۱۹۸۲ء
نائب حسین نقوی	فرہنگ انیس	جمال پرنٹنگ پریس، دہلی	۱۹۷۶ء
نذیر احمد، پروفیسر	تشبیہات اقبال	اقبال اکادمی پاکستان، لاہور	۱۹۷۷ء
نظامی بدایونی	قاموس المشاہیر جلد دوم	نظامی پریس بدایوں	۱۹۲۶ء
نعیمہ پاشا	فرہنگ کلیات نظیر اکبر آبادی	حرا پبلکیشنز نور نگر، نئی دہلی	۲۰۰۰ء
نورالحسن نیر کاکوری	نوراللغات جلد اول	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۰ء
نورالحسن نیر کاکوری	نوراللغات جلد دوم	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۰ء
نورالحسن نیر کاکوری	نوراللغات جلد سوم	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۰ء
نورالحسن نیر کاکوری	نوراللغات جلد چہارم	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی	۲۰۰۰ء
وارث سرہندی	کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ	مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد	۱۹۸۴ء
وحیدہ نسیم	نسوانی محاورے	سیما پریس، دہلی	۱۹۸۲ء
وزیر آغا، ڈاکٹر	اقبال کے تصورات عشق وخرد	اے. ون. آفسیٹ پرنٹرز، دہلی	۱۹۹۲ء
وقار ناصری	نیرنگ تلمیحات	ناردرن آفسیٹ پریس موہان روڈ، لکھنؤ	۲۰۰۳ء

ہمت رائے شرما	نکات زبان دانی	موڈرن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی	۱۹۸۲ء
یوسف الدین بخشی، سید	بہار اردو لغت	خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ	۱۹۸۴ء
یوسف حسین	تلمیحات اقبال	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئیوالان، دہلی	۱۹۷۴ء
یوسف سلیم چشتی، شیخ	شرح بانگ درا	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی طبع اول	۱۹۶۹ء
یوسف سلیم چشتی، شیخ	شرح بال جبریل	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی طبع دوم	۲۰۰۱ء
یوسف سلیم چشتی، شیخ	شرح ضرب کلیم	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی طبع اول	۱۹۹۸ء
یوسف سلیم چشتی، شیخ	شرح ارمغان حجاز	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی طبع اول	۲۰۰۰ء

ب: ہندی کتب:

आचार्य राम चन्द्र वर्मा	प्रमाणिक हिन्दी शब्दकोष	लोक भारतीय प्रकाशन इलाहाबाद	1996
श्याम सुन्दर दास	हिन्दी शब्द सागर, प्रथम भाग	नगरी मुद्रण,वाराणसी	1965
श्याम सुन्दर दास	हिन्दी शब्द सागर, तृतीय भाग	नगरी मुद्रण,वाराणसी	1967
श्याम सुन्दर दास	हिन्दी शब्द सागर, सातवाँ भाग	नगरी मुद्रण,वाराणसी	1970
श्याम सुन्दर दास	हिन्दी शब्द सागर, ग्यारहवाँ भाग	नगरी मुद्रण,वाराणसी	1975
योगेश्वर भारतीय विद्या प्रकाश	हिन्दी कोष व ज्ञान का उदभव और विकास	नागरी प्रचारणी सभा वाराणसी	1971

ج: انگریزی کتب:

B.I for Evance	A Short History of English Literature	(Middlesex)
Cambridge University	The Cambridge History of India Vol:I	Cambridge University press1937
Cambridge University	The Cambridge History of India Vol:IV	Cambridge University press1937
Duncan Forbes	A Dictionary	U.P. Urdu Akedmy lucknow,1987
E.G.Browne	Persian Literature in Modern Times	
Encyclopaedia American Vol: XXV		1947
Encyclopaedia of Britanica Vol: II		1967

Encyclopaedia of Britanica Vol: III			1968
Encyclopaedia of Britanica Vol: IV			
Encyclopaedia of Britanica Vol: V			
Encyclopaedia of Britanica Vol: VI			
Encyclopaedia of Britanica Vol: VII			
Encyclopaedia of Britanica Vol: VIII			
Encyclopaedia of Britanica Vol: XVI			
Encyclopaedia of Britanica Vol: XX			
Encyclopaedia of Britanica Vol: XXII			
Encyclopaedia of Islam Vol: I		Mohd Bin,Shoeb	
Encyclopaedia of Islam Vol: II		Mohd Bin,Shoeb	
Encyclopaedia of Islam Vol: III		Mohd Bin,Shoeb	
Ishwari prasad,Dr.		Mediaval India	
J.J.Thompson	Dictionary in Oordu and English	Calcutta	1838
John.T. Plattes	A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English	U.P.Urdu Akedmy Lucknow	1987
Reinhart Dozy	Spanish Islam		
W.S Fallon	A new Hindustani-English Dictionary	U.P.Urdu Akedmy, Lucknow	1986

اخبارات ورسائل

۱۔ رسالہ اردو سہ ماہی مرتبہ: مولوی عبدالحق، انجمن ترقی اردو پاکستان جلد ۳۸، شمارے جنوری تا اپریل، ۱۹۵۹

۲۔ رسالہ اردو اورنگ آباد دکن، جنوری، ۱۹۳۱ء۔

۳۔ رسالہ اردو دنیا، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۱/اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

۴۔ رسالہ اردو نامہ اکتوبر، نومبر کراچی، ۱۹۶۲ء۔

۵۔ رسالہ اقبال نمبر۔ نیرنگ خیال۔

۶۔ رسالہ ایوان اردو، اردو اکادمی دہلی، ۱/اگست، اکتوبر ۲۰۰۰ء۔

۷۔ تہذیب الاخلاق، ادارہ تہذیب الاخلاق ونشانت، علی گڑھ۔ جولائی ۲۰۰۴ء۔

۸۔ رسالہ مخزن، بابت (اپریل ۱۹۰۹ء)۔

۹۔ رسالہ مخزن، بابت (مارچ ۱۹۵۰ء)۔

۱۰۔ رسالہ ہندوستانی، ہندوستانی اکیڈمی۔ الہ آباد (۱۹۳۱ء۔ ۱۹۴۸ء)۔

۱۱۔ اخبار اندلس: نفح الطیب، مصنفہ اسکاٹ، مترجمہ: خلیل الرحمٰن۔

Librarian
Shibli Memorial Library
New Delhi-2

FARHANG-E-KULLIYAT-E-IQBAL
(URDU)



Dr. Rukhsana Begum